حضرت سیّد حاجی محمد نوشہ گنج قادریؒ (ف: ۱۰۶۴ھ)

اور اُن کے مشائخ، اولاد اور خلفا کا مستند تذکرہ

تذکرۂ نوشاہیہ

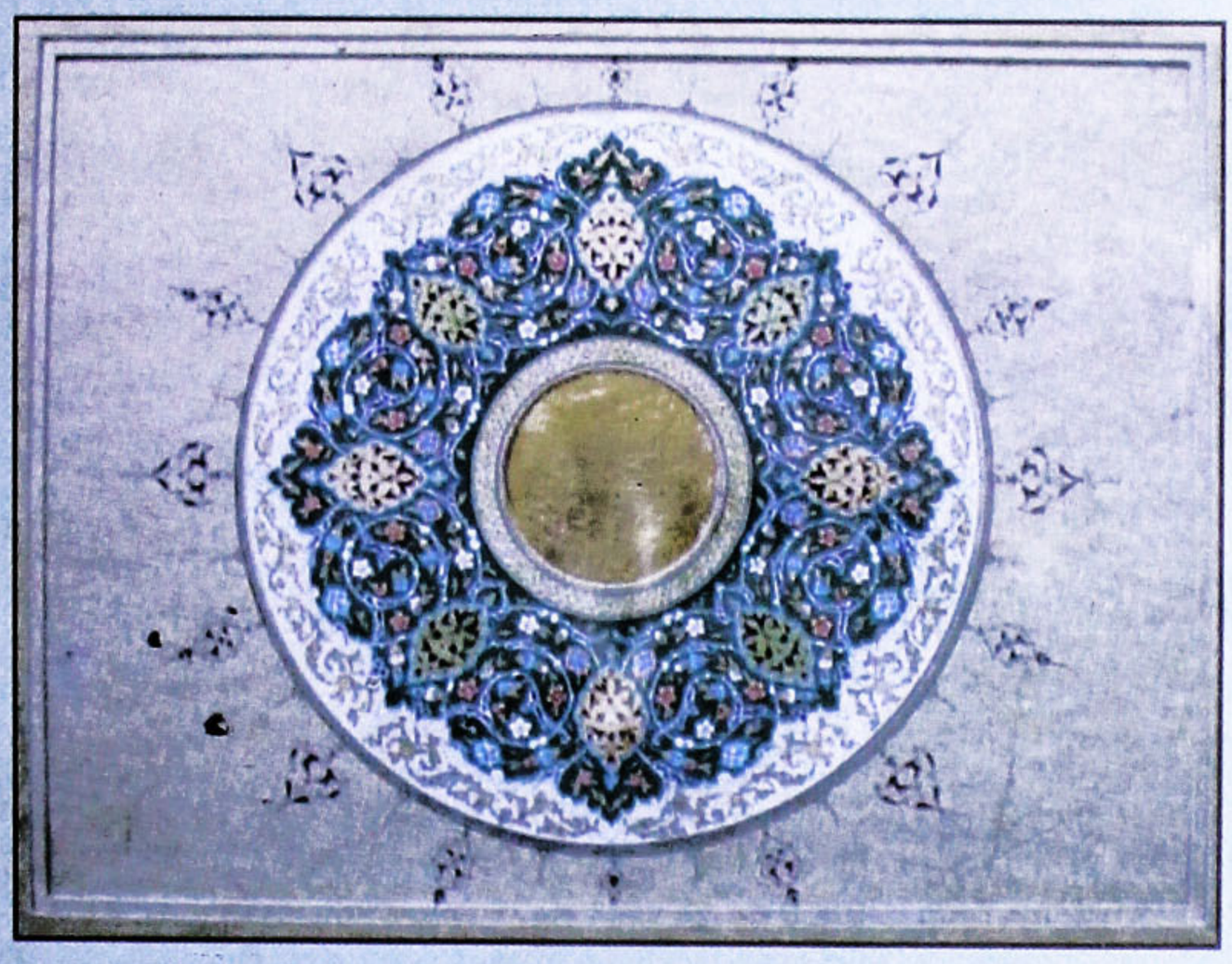

تالیف

حافظ سیّد محمد حیات ربّانی نوشاہی

تصحیح وتدوین، مقدّمہ، تعلیقات

ڈاکٹر عارف نوشاہی

حالاتِ مؤلف واُردو ترجمہ

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

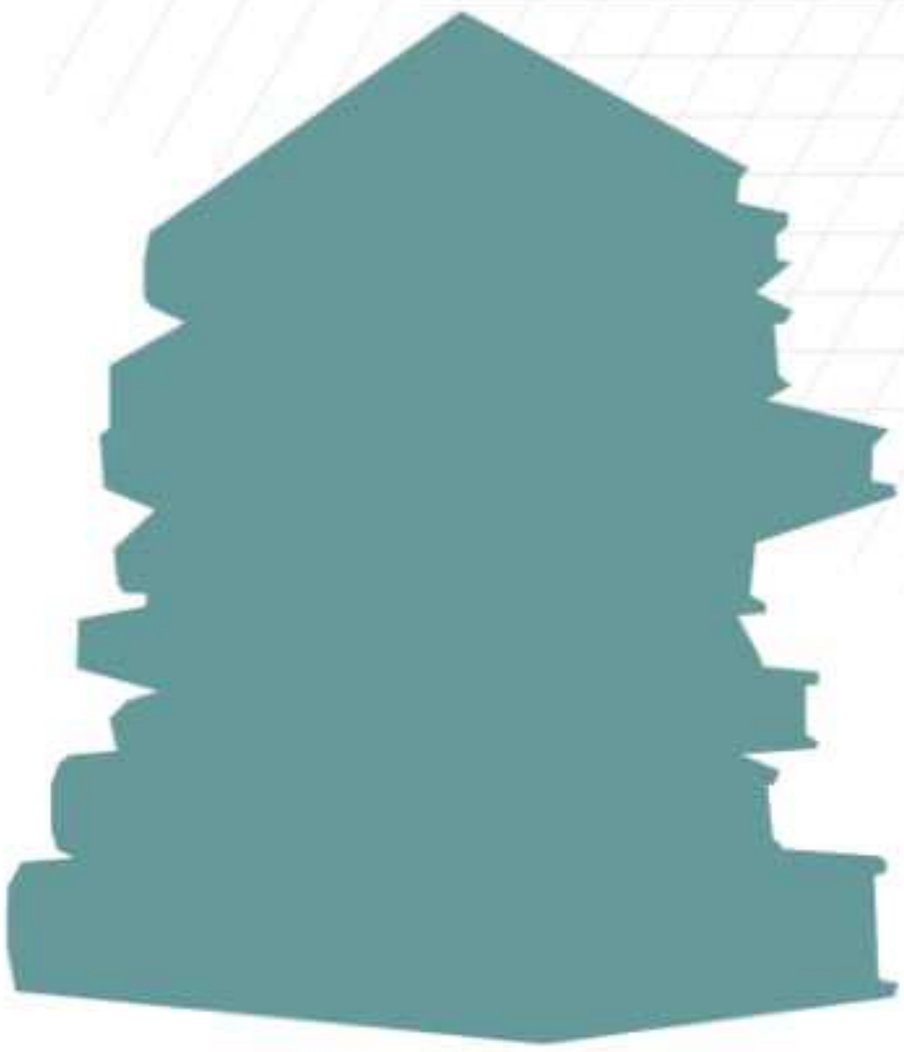

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیّہ

حضرت سیّد حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادریؒ (ف: ۱۰۶۴ھ)

اُن کے مشائخ، اولاد اور خلفا کا مستند تذکرہ

محمد وبلجدید ذخیرہ لاہور

تألیف

حافظ سیّد محمد حیات ربّانی نوشاہی

حالاتِ مؤلف واُردو ترجمہ

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

تصحیح وتدوین، مقدّمہ، تعلیقات

ڈاکٹر عارف نوشاہی

Marfat.com

محمد حیات نوشاہی، سیّد (م: ۱۱۷۳ھ / ۱۷۶۰ء)
تذکرۂ نوشاہیہ، تصحیح وتدوین، مقدمہ، تعلیقات: عارف نوشاہی
ادارۂ معارفِ نوشاہیہ، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء، ۷۷۲ص
Tazkara-yi Naushahiya
(۱) فارسی ادب، نثر؛ (۲) فارسی ادب، تصوّف؛ (۳) قادریہ، مشائخ؛
(۴) نوشاہیہ، مشائخ
الف: عارف نوشاہی (۱۹۵۵ء-)، مرتب؛ ب: شرافت نوشاہی، شریف احمد
(۱۹۰۷-۱۹۸۳ء)، مترجم؛ ج: تذکرۂ نوشاہیہ؛ د: فیضان الٰہی؛ ھ: حیات ربانی

128498

©

تذکرۂ نوشاہیہ

(فارسی متن، اردو ترجمہ)

مؤلف: سیّد محمد حیات نوشاہی
اردو ترجمہ وحالات مؤلف: سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی
تصحیح وتدوین، مقدمہ، تعلیقات: ڈاکٹر عارف نوشاہی
حروف چینی (InPage): VPrint، راول پنڈی
ناشر: ادارۂ معارفِ نوشاہیہ
69، ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد
طبع اوّل: جنوری ۲۰۱۰ء
تعداد: ایک ہزار
قیمت: -/۱۰۰۰ روپے
ISBN: 978-969-8461-02-7

Marfat.com

بیادِ

میرزا احمد بیگ لاھوری

و

سیّد محمد حیات نوشاھی

جن کی مخلصانہ کوششوں سے خاندانِ نوشاھیّہ کے
دورِ اوّل کی مستند تاریخ محفوظ ھو گئی.

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مجمّل

مقدمۂ مرتّب
23

تذکرۂ نوشاہیہ (فارسی)

فیضانِ الٰہی (اُردو ترجمہ: تذکرۂ نوشاہی)
۲۸۷

حیاتِ ربّانی (درحالاتِ سید محمد حیات نوشاہی)
۴۸۳

تصاویر
۵۷۵

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مفصّل

پیشگفتارِ مصحّح (فارسی) 23

تذکرۂ نوشاہیہ (تعارف اور تجزیہ)

عارف نوشاہی

سلسلۂ نوشاہیہ کے بارے میں بنیادی مآخذ کا تعارف: 27

رسالۂ مرزا احمد بیگ لاہوری 27

ثواقب المناقب 29

تذکرۂ نوشاہیہ 30

تحایف قدسیہ 31

مرآت الغفوریہ 34

کنز رحمت 36

تذکرۂ نوشاہیہ:

تذکرۂ نوشاہیہ (تعارف) 37

رسالۂ احمد بیگ اور تذکرۂ نوشاہیہ کا تقابل 38

اضافات 39

محذوفات 42

اطرافِ تذکرۂ نوشاہیہ:

سیّد شرافت نوشاہی کی مساعی 43

سیّد برق نوشاہی کی تنقید 43

Marfat.com

ڈاکٹر احسان احمد کی تصحیح وتدوینِ تذکرۂ نوشاہیہ 47
تذکرے کا نام 52
تذکرۂ نوشاہیہ کے مخطوطات 52
تذکرۂ نوشاہیہ کی اہمیت 72
تذکرہ کا اسلوب 74
تذکرۂ نوشاہیہ کی ادبی اہمیت 80
تذکرۂ نوشاہیہ سے دیگر مصنفین کا استفادہ 81
ترتیب وتدوین کا طریق کار 85
تذکرۂ نوشاہیہ سے ماٴخوذ بعض اہم معلومات:
حضرت نوشاہ کا نام نامی 87
حضرت نوشاہ کا حسب ونسب 88
حضرت نوشاہ، ان کی اولاد کا ساہن پال میں سکونت پذیر ہونا 88
حضرت نوشاہ کی تاریخ وفات 92
حضرت نوشاہ گنج بخش کی نیابت 93
حضرت نوشاہ کا اپنی دختری اولاد سے رویّہ 96
تذکرۂ نوشاہیہ سے تعشّق اور اس کے تقدّس کا ایک عجیب نمونہ 98
حواشی 100

تذکرۂ نوشاہیہ (متن فارسی)

حافظ محمد حیات نوشاہی

[سبب تالیف] ۱
فصل: در تحقیق ولایت ۳
فصل: در اقسام خوارق عادات ۵
فصل: در اثباتِ کرامتِ اولیا ۷
فصل: [در بیان شیخ عبدالقادر جیلانی] ذکر در ولادت آنحضرت - رضی اللہ تعالیٰ عنہ - ۹

Marfat.com

فصل: درسلسلۂ علیہ حضرتِ نوشہ ۱۴
فصل: [در بیان مخدوم سیّد محمد غوث الحسنی الجیلانی] ۱۶
فصل: در بیان شیخ مبارک و شیخ معروف ۱۸
مقام دوم حضرت شاہ مبارک و بزرگان کہ از ایشان بہرہ مند شدہ [اند] ۱۸
[حال دوم: در بیان بیرون آوردن شاہ معروف آن بی بی را از غار] ۲۱
حال سوم: در بیان حضرت شاہ معروف جیو کہ بعد از ہدایتِ بی بی ہدایتِ خلق اللہ نمودند ۲۲
فصل: در بیان ملاقات شیخ معروف و شیخ سلیمان - رحمۃ اللہ - در حضرت بہلوال ۲۳
فصل: دراحوال شاہ سلیمان ۲۴
فصل: در بیان رویداد رفاقت شاہ محمد - جیو - وسیاحت نمودنِ حضرت شاہ سلیمان ۲۶
فصل: در [بیان] ملاقات ملنگان وآن چہ در سیاحت روی دادہ شدہ ۳۰
فصل: درخوارق حضرت شاہ کہ از صاحب زادہ ہای بلند اقبال شنیدہ شدہ - تبرکًا وتیمنًا - بیان می نماید ۳۴
فصل: دراحوالِ اشرفِ مشائخ زمان، اقدم اولیایِ جہان، مخزنِ اسرارِ غیبی، مطلع انوارِ لاریبی، دانای دقایق عرفان، واقفِ اسرار یزدان، دلیل اہلِ حقیقت، راہنمایِ سالکانِ طریقت، محرم حرم جمال، شاہدِ بزمِ وصال، اعظم اولیایِ ربّانی، محیی الدین ثانی، در دین ودنیا بہ آبروی، حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنگوی ۳۷
غزل در مدح شاہ مُلک جان و ماہ فلک روان ۴۰
فصل: در بیان آن کہ در خُردسالی خوارق روی دادہ ۴۲
فصل: در بیان آن کہ در جوانی پیش از ملازمتِ حضرت شاہ سلیمان ۴۸
خوارقِ عادت بہ ظہور پیوستہ ۴۸
فصل: در ملاقات بہ حضرت شاہ سلیمان وآن چہ بعد از ملاقات ایشان روی دادہ ۵۴
فصل: در خطاب مستطاب بہ حضرت ''نوشہ'' ۶۸
[در بیان چوہدری ساہنپال وذکر آبادی چک ساہن پال] ۷۱
فصل: در بیانِ صاحبزادۂ وداد و باعدل وداد، صوفیِ صاف دل واز جمیع علایق وعوایق آزاد، مسند نشینِ شاہ شاہان، حضرت میان شیخ رحیم داد - جیو - ۱۰۰

Marfat.com

فصل: درشأن صاحبزادۂ باہمت وجُود وقلندر مشرب فارغ از دنیا بود تا بود و بہ ظاہر پریشان و در باطن ہمیشہ در شہودِ حق حضرت میان تاج محمود ۱۰۲
فصل: درشأن صاحبزادہ باحلم ووقار، مستغرق در دریای وحدانیتِ پروردگار، کاملِ اکمل، حضرت شاہ برخوردار ۱۰۷
فصل: در ذکرِ صاحبزادۂ والا گوہر، پیشوایِ زمان ومرجعِ عارفان ومقتدای واصلان، بُرہانِ شریعت، سلطانِ طریقت، گنجِ حقیقت، بحرِ معرفت، ہادیِ اہل اللہ، در علمِ ظاہر کامل و در علمِ باطن مکمّل، حضرت شاہ ہاشم دریادل ۱۱۱
فصل: در ذکرِ اولادِ حضرت میان برخودار- جیو- کہ پسر کلان حضرت شاہ بود: ۱۱۹
فرزند اول: میان عنایت اللہ ۱۱۹
فرزند دوم: میان سعد اللہ ۱۱۹
فرزند سوم: میان رحمت اللہ ۱۲۰
فرزند چہارم: میان نصرت اللہ ۱۲۲
فرزند پنجم: قدوۃ الواصلین وزبدۃ العارفین حضرت میان صاحب شاہ عصمت اللہ ۱۲۲
حلیہ وشمائل ۱۳۷
[فرزندان:]
[فرزند اوّل: شیر محمد] ۱۳۷
فرزندِ دوم: [گل محمد] ۱۴۰
فرزند سوم: حضرت میان محمد عظیم جیو مدّ ظلہ ۱۴۱
فرزند ششم: آن بلبلِ گلستانِ فصاحت، عندلیبِ رضوان ملاحت، فضایل پناہ، کمالات دستگاہ، حضرت میان جمال اللہ ۱۴۱
فصل: در ذکر متّقی کامل ومدام فیض حق را شامل، صاحب حوصلہ دریا نوش وہمیشہ از محبّت حق در جوش، مدام حضوری، حضرت حافظ معموری ۱۴۷
فصل: در ذکر یاران وقبلہ گاہِ خود کہ آن قبلہ گاہِ این کمترین اند ومعتقدان وہادی راہ گم گشتگان، سلطانِ اہلِ عرفان، مستغرقِ بحرِ توحید، سیّاح بادیۂ تجرید وتفرید وحیرت زدگان راہ عشق را پدر، مُرشد رہنمای احمد، حضرت میان نور محمد ۱۴۸

Marfat.com

فصل: آن ہادی راہ اَحَد وگم گشتگان وادی عشق رابَلَد، آتش عشق راسمندر آیین، حضرت میان صدرالدین-نوراللہ ارواحہم- ۱۵۷
فصل: دربیان صاحب باجوش وخروش ودربی ہوشی مدام درہوش، میان پیرمحمد-سلّمہٗ اللہ بقاہٗ- ۱۵۸
فصل: دربیان احوال سیّد برحق وحق آگاہ مطلق، ووسیع مشرب بہ درگاہ حق مقرّب، مدام درمحبّتِ عشق حق والہ، حضرت میان سیّدمحمد صالح ۱۵۹
فصل: دربیانِ آن صاحب حال و ہادی راہ ذوالجلال و درراہ محبّت و راہ حق چون خلیل، حقایق و معارف آگاہ حضرت میان اسماعیل ۱۶۰
فصل: دربیان آن شناوردریایِ طریقت وآن شہبازصحرای حقیقت، آن یکہ تازشہسوارمیدان معرفت وآن اہل زمان خویش راسرخیل، فضیل ثانی، خواجہ محمد فضیل ۱۶۱
فصل: دربیان مناقب علیہ ومراتب واحوال سنیہ آن شہباز آشیان عزّت وعرفان وعنقای قاف قربت وایقان، سیّاح ملک وحدت ولامکان، غوّاصِ بحرحقیقت فیض رحمان، بلبل گلستانِ نوشاہ زمان، حضرت شاہ عبدالرحمٰن-علیہ الرحمۃ والرضوان- ۱۶۳
فصل: دربیان آن فناء فی اللہ، آن ہادی باللہ، آن درویش بی ریا، قلندر باصفا، آن درماندگانِ پاافتادگان رادستگیر، پیرکبیر، شاہ فتح محمد فقیر ۱۶۷
فصل: دربیان آن مستِ الست ودرزمرۂ عاشقان بالادست وآن متحمل بارمحبّت وآن بہ سرافگنِ دشمن نفس رابہ شدّت، میدان حقیقت راوحید، آگاہ اسرارِالٰہی، حضرت میان عبدالحمید ۱۷۰
فصل: دربیان آن ہادی سبیل اللہ وعارف طریق باللہ، گنج معانی، خسروثانی، فانی راہِ صمد، حضرت میان خوشی محمد ۱۷۳
فصل: دراحوالِ جامع اضدادوآن باوجودعلایق وعوایق آزادوآن بحرمعانی وآن اسرارحقیقت ربّانی، رہنمای گم گشتگان منزل، برجادۂ شرع مستقل وآن جمیع علوم ظاہروباطن راآیین، حضرت قاضی رضی الدین ۱۷۵
فصل: دراحوال حضرت شاہ میان الٰہ داد-سلّمہٗ اللہ- ۱۷۶
فصل: دراحوال آن بہ ظاہر پریشان ودرباطن مرغوب، حضرت میان محمدتقی مجذوب ۱۷۷
فصل: دراحوالِ آن سیّد بی شک، وآن بہ ظاہروباطن پاک چون مَلَک، وآن ازخم محبّت مدام درجوش، وآن بی ہوش بہ دوست حقیقی بہوش، مست الٰہ، حضرت شاہ عبداللہ ۱۷۹

Marfat.com

فصل: در احوال آن شیر بیشۂ حقیقت و آن ہمای قاب قوسین معرفت و آن واقف اسرار جمیع علوم حضرت میان شاہ محمد و حضرت میان شادی و حضرت میان محمد محسن ۱۸۱
فصل: در احوال آن مفرّح القلوب، میان مٹھا مجذوب ۱۸۳
فصل: [در] حال آن مدام حضوری، حافظ طاہر کشمیری ۱۸۴
فصل: [در بیان دیگر یاران] ۱۸۵
فصل: در بیان مست الست جام، میان جیون حجام ۱۸۶
فصل: در بیان گوہر فشان اسامی خادمانِ زبدۃ الواصلین، حضرت میان صاحب مرحوم [شاہ عصمت اللہ] ۱۸۸
فصل: در بیانِ احوال ملاقات و رابطۂ خود ۱۹۲

اختلافات نسخ ۱۹۹

اشاریہ
کسان ۲۱۷
جایہا ۲۲۸
ادیان، فرق، سلاسل، مشربہا ۲۳۲
اقوام ۲۳۳
طبقات اجتماعی، پیشہ وران، منصب داران ۲۳۴
روئیدنیہا (میوہ، ترہ و گیاہ و...) ۲۳۶
کتب ۲۳۷
نمایۂ ہمگانی بخش اختلافات نسخ ۲۳۸
ضرب الامثال، کلمات قصار، مثلوارہ ۲۴۰
جملات غیر فارسی ۲۴۱
فرہنگ کلمات و ترکیبات فارسی استعمال ہند ۲۴۲
فرہنگ کلمات بومی (پنجابی، اردو، مغولی، ترکی) ۲۴۴

تعلیقات
عمومی تعلیقات ۲۴۹

Marfat.com

اعلام تاریخی (رجال ونساء) ۲۵۲
اعلامِ جغرافیائی ۲۷۳
استخراج اشعار ۲۸۰

فیضانِ الٰہی (اُردو ترجمہ: تذکرۂ نوشاہی)

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

دیباچۂ مترجم ۲۹۱
[سبب تألیف] ۲۹۸
فصل: ولایت کی تحقیق میں ۲۹۹
فصل: خوارق عادات کی قسموں میں ۳۰۱
فصل: کراماتِ اولیا کے اثبات میں ۳۰۳
فصل: احوال شیخ عبدالقادر جیلانی ۳۰۵
آنحضرت - رضی اللہ عنہ - کی پیدائش کا ذکر ۳۰۵
فصل: حضرت نوشہ حاجی قدس سرّہ العزیز کا سلسلۂ عالیہ ۳۱۰
فصل: حضرت مخدوم شیخ محمد غوث گیلانی اُوچی کے حالات ۳۱۲
فصل: شیخ مبارک اور شیخ معروف کے احوال میں، حضرت شاہ مبارک اور وہ بزرگ جو اُن سے فیض یاب ہوئے ۳۱۳
حال اوّل: شاہ مبارک کی حقیقت میں ۳۱۳
فصل: شیخ معروف اور شیخ سلیمان کی حضرت بھلوال میں ملاقات کا بیان ۳۱۸
فصل: شاہ سلیمان کے حالات میں ۳۱۹
فصل: شاہ محمد صاحب کی رفاقت کی روئداد اور حضرت شاہ سلیمان کے سیاحت کرنے کے بیان میں ۳۲۱
فصل: ملنگوں کی ملاقات اور جو کچھ سیاحت میں پیش آیا ۳۲۵
فصل: خوارقِ حضرت شاہ سلیمان کے بیان میں، جو صاحبزادگان بلند اقبال سے سنے گئے، تبرکاً و تیمناً بیان کیے جاتے ہیں ۳۲۹

Marfat.com

فصل: زمانہ کے مشائخ کے اشرف، جہان کے اولیا کے پیشوا، غیبی اسرار کے مخزن، یقین کے انوار کے مطلع، عرفان کے دقائق کے جاننے والے، خدائی رازوں کے واقف، حقیقت والوں کے پیشوا، طریقت کے سالکوں کو راہ دکھانے والے، جلال کے حرم کے محرم، وصال کی مجلس کے معشوق، اولیاے ربّانی میں سب سے بہت بڑے، دوسرے محی الدین (دین کے زندہ کرنے والے) مادر زاد ولایت سے مشرف، حضرت شاہ حاجی محمد قادری (اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو خوش رکھے) کے حالات میں ۳۳۲

فصل: جو خوارق بچپن میں ظاہر ہوئے ۳۳۷

فصل: اُن خوارق عادات کے بیان میں جو جوانی میں حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت میں جانے سے پہلے ظہور میں آئیں ۳۴۲

فصل: آپ کی حضرت شاہ سلیمان سے ملاقات اور جو کچھ اُن کی ملاقات کے بعد واقعات ہوئے ۳۴۸

فصل: حضرت ''نوشہ'' کے خطاب مستطاب کے بیان میں ۳۶۱

[چوہدری ساہنپال کا احوال اور چک ساہن پال کا آباد ہونا] ۳۶۵

فصل: صاحبزادہ سراپا محبت اور عدل و انصاف، صاف دل صوفی، تمام تعلقوں اور بکھیڑوں سے آزاد، شاہ شاہان کے مسند نشین، حضرت میاں شیخ رحیم داد صاحب کے بیان میں ۳۹۱

فصل: صاحبزادہ باہمت وسخاوت، قلندر مشرب، دنیا سے فارغ، ظاہر میں پریشان، باطن میں ہمیشہ شہود حق میں، حضرت میاں تاج محمود کی شان میں ۳۹۲

فصل: صاحبزادہ سراپا حلم اور وقار، خدا تعالیٰ کی توحید کے سمندر میں مستغرق، کاملِ اکمل، حضرت شاہ برخوردار کی شان میں ۳۹۶

فصل: صاحبزادۂ والا گوہر، زمانہ کے پیشوا، عارفوں کے مرجع، واصلوں کے مقتدا، شریعت کی دلیل، طریقت کے بادشاہ، حقیقت کے خزانہ، معرفت کے دریا، اللہ والوں کے ہدایت دینے والے، علم ظاہر میں کامل اور علم باطن میں مکمّل، حضرت شاہ ہاشم دریا دل کے ذکر میں ۴۰۰

فصل: حضرت میاں برخوردار صاحب، جو حضرت شاہ صاحب کے فرزند کلان تھے، کی اولاد کے ذکر میں ۴۰۸

پہلے فرزند: میاں عنایت اللہ ۴۰۸

دوسرے فرزند: سعد اللہ ۴۰۸

تیسرے فرزند: میاں رحمت اللہ ۴۰۹

Marfat.com

چوتھے فرزند: میاں نصرت اللہ ۴۱۱
پانچویں فرزند: واصلوں کے پیشوا، عارفوں کے برگزیدہ، خدا کے راستہ کی ہدایت دینے والے، خدا کی مخلوق کو راہ دکھانے والے، حضرت میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب حمزہ پہلوان، اللہ ان کو سلامت اور باقی رکھے۔ ۴۱۱
حلیہ اور شمائل ۴۲۴
[اولاد]
فرزندِ اوّل [حضرت میاں شیر محمد صاحب] ۴۲۵
فرزند دوم، حضرت میاں گل محمد صاحب مدظلہٗ ۴۲۸
فرزند سوم، حضرت میاں محمد عظیم صاحب مدظلہٗ ۴۲۸
فرزند چھٹے: فصاحت کے باغ کے بلبل، ملاحت کے رضوان کے عندلیب، فضائل پناہ، کمالات دستگاہ، حضرت میاں جمال اللہ ۴۲۸
فصل: کامل پرہیز گار اور ہمیشہ خدا کے فیض کو شامل، صاحب حوصلہ اور دریا نوش، خدا کی محبت میں ہمیشہ جوش میں رہنے والے، دائمی حضوری، حضرت حافظ معموری ۴۳۴
فصل: یاروں کے ذکر میں، اور اپنے قبلہ گاہ کے ذکر میں، اور آپ اِس کمترین [احمد بیگ] کے قبلہ گاہ ہیں۔ معتقدوں کے پیشوا، گمراہوں کو ہدایت دینے والے، عرفان والوں کے بادشاہ، توحید کے دریا میں مستغرق، تجرید و تفرید کے جنگل کے سیاح، راہِ عشق کے حیرت زدہ لوگوں کے باپ اور مرشد، احمد کے رہنما، حضرت میاں نور محمد صاحب ۴۳۵
فصل: راہ خدا اور وادی عشق کے گم گشتوں کے راہ ہدایت دکھانے والے، عشق کی آگ میں سمندر کی طرح، حضرت میاں صدر الدین کے بیان میں، خدا تعالیٰ آپ کے روح کو نورانی کرے ۴۴۳
فصل: صاحب باجوش و خروش، اور بے ہوشِ مدام ہوش مند، میاں پیر محمد کے بیان میں، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت و باقی رکھے ۴۴۴
فصل: سیّد برحق اور حق آگاہ مطلق، فراخ مشرب والے، درگاہ حق کے مقرب، محبت اور عشقِ خدا میں ہمیشہ محو، حضرت میاں سیّد محمد صالح کے احوال کے بیان میں ۴۴۵
فصل: صاحب حال اور راہِ ذوالجلال کے ہدایت دینے والے، خدا کی راہ کی محبت میں خلیل جیسے، حقایق و معارف سے واقف، حضرت میاں اسمٰعیل کے بیان میں ۴۴۶

Marfat.com

فصل: دریائے طریقت کے شناور (تیراک)، صحرائے حقیقت کے شہباز، میدانِ معرفت کے شہسوار یکہ تاز، اپنے زمانہ کے بزرگوں کا سردار، فضیل ثانی، خواجہ محمد فضیل کے بیان میں ۴۴۷

فصل: عزت اور عرفان کے آشیان کے شہباز، قُربت اور ایقان کے قاف کے عُنقا، وحدت اور لامکان کے ملک کے سیّاح، رحمانی فیض کی حقیقت کے سمندر کے غوّاص، اپنے زمانہ کے نوشہ کے باغ کے بلبل، شاہ عبدالرحمٰن کے بلند مناقب اور اونچے مراتب اور احوال کے بیان میں، آپ پر اللہ کی رحمت اور خوشنودی ہو۔ ۴۴۹

فصل: فانی فی اللہ اور ہادی باللہ، بے ریا درویش اور باصفا قلندر، گرے ہوئے عاجزوں کا ہاتھ پکڑنے والے، پیر کبیر، شاہ فتح محمد فقیر کے بیان میں ۴۵۲

فصل: مست الست اور عاشقوں کے گروہ میں بلند مرتبہ، محبّت کا بوجھ اٹھانے والے اور نفس دشمن کو سختی کے ساتھ سَر کے بَل پچھاڑنے والے، حقیقت کے میدان میں یکتا، خدا تعالیٰ کے اسرار سے واقف، حضرت میاں عبدالحمید کے بیان میں ۴۵۵

فصل: خدا کے راستہ کی طرف ہدایت دینے والے، اللہ کے طریق کی پہچان والے، معانی کے خزانے، امیر خسرو ثانی، خدائے صمد کے راستے میں فنا، حضرت میاں خوش محمد کے بیان میں ۴۵۸

فصل: ضدوں کے جامع، علایق وعوایق کے ہوتے ہوئے آزاد، معانی کے سمندر، حقیقت ربّانی کے اسرار، منزل سے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھانے والے، شریعت کی راہ پر پختہ، سب ظاہری اور باطنی علوم کے آئین، حضرت قاضی رضی الدین کے احوال میں ۴۶۰

فصل: حضرت میاں الٰہ داد کے احوال میں، اللہ آپ کو سلامت رکھے ۴۶۱

فصل: ظاہر میں پریشان اور باطن میں مرغوب، حضرت میاں محمد تقی مجذوب کے احوال میں ۴۶۲

فصل: سیّدِ بے شک، فرشتوں کی طرح ظاہر و باطن میں پاک، محبت کے خم سے ہمیشہ جوش میں، بے ہوش، حقیقی دوست کے ساتھ باہوش، مست اللہ، شاہ عبداللہ کے احوال میں ۴۶۴

فصل: یہ ان بزرگوں کے حال میں ہے: حقیقت کے جنگل کے شیر، معرفت کے قاب قوسین کے ہُما، سب علوم کے اسرار کے واقف، حضرت میاں شاہ محمد اور حضرت میاں شادی اور حضرت میاں محمد محسن۔ ۴۶۶

فصل: دلوں کو فرحت بخشنے والے میاں مٹھا مجذوب کے حالات میں ۴۶۹

فصل: دائمی حضوری والے، حافظ طاہر کشمیری کا حال ۴۶۹

Marfat.com

فصل: [دیگر] یاروں کے احوال میں ۴۷۰
فصل: مستِ الست جام، میاں جیون حجام کے بیان میں ۴۷۱
فصل: گوہر افشان، زبدۃ الواصلین، حضرت میاں صاحب مرحوم (میاں عصمت اللہ صاحب) کے خادموں کے اسماء گرامی کے بیان میں ۴۷۳
فصل: اپنی ملاقات اور اپنے رابطہ کے بیان میں ۴۷۶
حواشی ۴۸۲

حیاتِ ربّانی (درحالاتِ سیّد محمد حیات نوشاہی)

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

کتاب حیاتِ ربّانی کے مآخذ ۴۹۴
سلسلۂ نسب ۴۹۵
نسبِ مادری ۴۹۵
نام وکنیت والقاب ۴۹۵
تحصیلِ علوم ۴۹۶
بیعت وخلافت ۴۹۶
سلسلۂ طریقت ۴۹۶
نسبتِ نوشاہیہ برخورداریہ ۴۹۶
نسبتِ نوشاہیہ رحمانیہ ۴۹۸
دارالعلوم نوشاہیہ کی نیابت ۴۹۸
طبّی کمالات ۴۹۸
فنِ کتابت ۴۹۸
سفرِ دہلی ۴۹۸
حضرت نوشہ صاحب کا دوبارہ ظہور ۴۹۹
اخلاق وعادات ۵۰۰
سخاوت وفیاضی ۵۰۰

Marfat.com

شعرخوانی	۵۰۱
خوارق وکرامات	۵۰۲
ایک شہزادی کوخواب میں فیض یاب کرنا	۵۰۲
علم کی محبت میں دنیاوی مال کونثار کرنا	۵۰۲
وفات کے بعد کرامات	۵۰۳
اپنی تصانیف سے آگاہ کرنا	۵۰۳
تصانیف	۵۰۴
ا۔تذکرۂ نوشاہیہ	۵۰۴
۲۔مجمع اللطایف	۵۰۶
۳۔رسالۂ سماع	۵۲۰
۴۔ترویح القلوب (فارسی)	۵۲۳
شاعری	۵۲۴
مناجات بحضرت رب العالمین	۵۲۴
مناجات حضرت رسالت پناہی صلّی اللہ علیہ وسلّم	۵۲۵
فریادنامہ درجناب قطب الاقطاب حضرت شیخ محیّ الدین سیّدعبدالقادر جیلانی قدس سرہ	۵۲۵
وفات نامہ سرورِکائنات	۵۲۷
دیگرابیات وفات نامہ	۵۲۸
اشعارنعتیہ	۵۲۸
تاریخ نویسی	۵۲۸
تحریرکتب	۵۲۹
نمونۂ دستخط	۵۲۹
سجع مہر	۵۳۰
مکتوب شریف	۵۳۱
ترجمۂ مکتوب	۵۳۲
توضیح مکتوب	۵۳۳

Marfat.com

خواجہ باقی باللہ دہلوی کا عشقِ مجازی ۵۳۴
حضرت مجدّد الف ثانیؒ کا عشق مجازی ۵۳۴
خواجہ محمد عبداللہ مجدّدی دہلوی کی حسن پسندی ۵۳۵
شیخ بدیع الدین مجدّدی کا عشق مجازی ۵۳۶
خواجہ ابوالعلیٰ مجدّدی کا عشقِ مجازی ۵۳۶
ملفوظات ۵۳۶
اولاد کرام ۵۳۷
ایک حقیقت کا انکشاف ۵۳۷
مکتوب مولوی عثمان علی صاحب ۵۳۸
مکتوب ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب ۵۳۹
جوابِ مکتوب از شرافت نوشاہی ۵۴۰
تلامذہ ۵۴۴
یارانِ طریقت ۵۴۵
مدحیات ۵۴۶
تاریخ وفات ۵۴۸
مدفن پاک ۵۴۹
قطعات تاریخ ۵۴۹
مادّہ ہائے تاریخ ۵۵۱
تتمہ ۵۵۱
خاندان پر احسان ۵۵۱
حافظ ربّانی صاحب مورّخین کی نظر میں ۵۵۲
سیّد شیر محمد نوشاہیؒ ۵۵۳

سیّد شیر محمد نوشاہیؒ

تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف کے محرّک اور معاون کے حالات ۵۵۳
عبادت و ریاضت ۵۵۳

Marfat.com

اخلاق وعادات	۵۵۳
سماع ووجد	۵۵۳
قبولیتِ عامہ	۵۵۴
خاندانی تاریخ کا شوق	۵۵۴
مطالعۂ کتب کا شوق	۵۵۵
گھر میں پردہ داری کا لحاظ	۵۵۶
سجع مہر	۵۵۸
کرامات	۵۵۸
تاثیر نگاہ	۵۵۸
جسپت رائے کو سزا ملنا	۵۵۸
جسپت رائے کا معزول ہونا	۵۵۸
ایک مرید کا نظر نہ آنا	۵۵۹
اولاد	۵۵۹
یارانِ طریقت	۵۶۰
تاریخ وفات	۵۶۰
مادہ ہائے تاریخ	۵۶۰
حواشی از مرتّب	۵۶۱
فہرستِ مآخذ	۵۶۵
تصاویر (مزارات ومخطوطات)	۵۷۵

128498

Marfat.com

پیشگفتار مصحّح

سـرزمیـن پهـنـاور شبه قارّه که امروز از سه کشور مستقل – بنگلادش، پاکستان وهند – تشـکیـل می شود ،سرزمین ادیان، مذاهب ، آیینها و مشرب های گونا گون است. هر کسی از اقـلیمی دیگر به این اقلیم قدم بگذارد،در همان لحظهٔ اوّل متوجه می شود که به جامعه ای وارد شـده کـه تار وپود آن از رشتهٔ عرفان وتصوّف بافته شده است. آیین و مسلک وطریقه های شبـه قـارّه کـه سـرچشمهٔ اسلامی دارند،به طور عجیب با زبان و ادبیات فارسی گره خورده اند ونـاگـزیـر است که برای تدوین و تألیف" تاریخ عرفان و سلاسل عرفا در شبه قاره" رو به منابع فـارسـی شبـه قـاره بیاوریم که متأسفانه هنوز بسیاری از آنها حتی از مراحل شناسایی،تصحیح و چاپ نگذشته اند.

درمیـان طُـرق بیشـمـار عـرفانی اسلام که در شبه قارّه رایج اند،طریقهٔ قادریه (منسوب به شیـخ عبدالقادر گیلانی درگذشتهٔ ٥٦١ه)از شـاخـص تـرین طریقه های منطقه است.در قرن نهم هـجـری این طریقه در"اوچ"(پنجاب،پاکستان) ریشه گرفت ودر روزگاران پسین ازآن شاخه هایی پدید آمد که "نوشاهیّه" یکی از آنهاست.

نـوشـاهیّـه مـنسـوب بـه حـضـرت حاجی محمد مخاطب به نوشاه گنج بخش است .وی در٩٥٩ه در گُهـگـان والـی، پـنـجـاب بـه دنیـا آمـد. بـعد مریدِ شاه سلیمان قادری بهلوالی(م: ١٠١٢ه) شـد و بـه دستـور مراد،در نوشهرهٔ تارژان اقامت گرفت.وقتی دهی دیگربه نام "چک ساهَـن پـال" در کـنـارنـوشهـرهٔ تـارژان آبادان شد ،حضرت نوشه بدانجا نقلِ مکان کرد و در ١٠٦٤ه هـمـانـجـا جهـان را پـدرود گـفـت و بـه خـاک سپـرده شد.خانقاه او تا امروز درآنجا زیارتگاه عوام و خواص است.

تـذکرهٔ نوشاهیّه تـألیف حـافـظ محمد حیات نوشاهی (م : ١١٧٣ه) یـکـی از منابع اصلی تـاریـخ طـریـقـهٔ نـوشـاهیّـه اسـت. مـؤلف جزوی چند نامرتّب و ناقص رسالهٔ میرزا احمد بیگ لاهـوری را بـه دسـت آورده بود و در سـال ١١٤٦ه بـه کـمک عـم زادهٔ خـود –شیـر محمّد

Marfat.com

نوشاهی- جزوات را مرتّب و مکمّل کرد.رسالۀ میرزا احمد بیگ در ۱۱۰۷ھ نگاشته شده و در واقع نخستین رساله در شرح حال مشایخ نوشاهیّه بوده که راقم این سطور آن را نیز درسال ۱۹۹۹م با نام احوال و مقامات نوشه گنج بخش تصحیح و چاپ کرده است.

مؤلفِ تذکرۀ نوشاهیّه با دو واسطۀ درمیان -حافظ جمال الله (م: ۱۱٤۲ھ)بن حافظ محمد برخوردار(م: ۱۰۹۳ھ) ،از احفادِ حضرت نوشاه گنج بخش به شمار می رود و در ساهن پال زندگی می کرد .ازین روی، اطلاعات دست اوّل دربارۀ نیاکان وخویشاوندان خود در دست داشته و در این کتاب افزوده است.

تذکرۀ نوشاهیّه،کتابیست در تراجم مشایخ قادریۀ نوشاهیّه.بخش اوّل کتاب درشرح حال مشایخ قادریّه است از جمله شیخ عبدالقادر گیلانی، شاه محمد غوث گیلانی اوچی، شاه مبارک گیلانی اوچی،شاه معروف خوشابی و شاه سلیمان بهلوالی.سپس بخش اصلی کتاب آغاز می شود و مؤلف وقایع زندگانی و کرامات و ملفوظات حضرت نوشاه گنج بخش را به تفصیل بیان کرده است.سپس مؤلف به شرح حال فرزندان و نبیرگان حضرت نوشاه پرداخته است.در بخش آخر کتاب شرح حال کوتاه و اسامی مریدان حضرت نوشاه آمده است.بدین ترتیب این کتاب در واقع تاریخ خاندان و سلسلۀ نوشاهیّه از ابتدا تا نیمۀ اوّل قرن دوازدهم هجری است و در آن اطلاعات دربارۀ سه نسل اوّل نوشاهیأن به دست داده شده است.

مصحّح ۹ نسخۀ خطّی تذکرۀ نوشاهیّه به صورت اصل یا عکسی در دست داشته که ازآن میان کهن ترین نسخه با تاریخ کتابت ۱۱۸۳ھ را اساس کار قرارداده و با بقیه نسخه ها سنجیده و یک متن تلفیقی تهیّه کرده است .

علاوه برمتن فارسی تذکرۀ نوشاهیّه که مقدمۀ مشروح و تعلیقات به اردو و نمایه های گوناگون دارد، دراین مجلّد ترجمۀ اردوی تذکرۀ نوشاهیّه به نام فیضان الهی و رساله ای مستقل به عنوان حیات ربّانی (اردو) در شرح حال مؤلفِ تذکره نیز ضمیمه شده است که این دوکار به قلم سیّد شریف احمد شرافت نوشاهی(م:۱۹۸۳م) است .

عارف نوشاهی

Marfat.com

مقدّمہ

اس مجلّد کا بنیادی مقصد حافظ سیّد محمد حیات نوشاہی (م:۱۱۷۳ھ / ۱۷۶۰ء) کی فارسی تالیف **تذکرۂ نوشاہیہ** (سال تالیف:۱۱۴۶ھ / ۳۴-۱۷۳۳ء) کی اشاعت ہے۔اس کے ساتھ مزید دواُردو کتابیں، جواسی تذکرے اور مؤلف سے مربوط ہیں، وہ بھی پیش کی جارہی ہیں۔یوں یہ مجموعہ بنیادی طور پر حسب ذیل مواد پر مشتمل ہے:

۱۔**تذکرۂ نوشاہیہ**،تالیف سیّد محمد حیات نوشاہی، فارسی متن؛ یہ مشائخ نوشاہیہ کے حالات پر مشتمل ہے۔راقم السطور نے اس پر ایک مفصّل مقدّمہ لکھا ہے اور آخر میں تعلیقات اور اشاریے کا اضافہ کیا ہے۔

۲۔**فیضان الٰہی**،از سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، یہ تذکرۂ نوشاہیہ کا اردو ترجمہ ہے۔

۳۔**حیاتِ ربّانی**،تصنیف سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، یہ کتاب، تذکرۂ نوشاہیہ کے مؤلف کے دست یاب تمام حالات کا احاطہ کرتی ہے۔

ان تینوں کتب پر میرے الگ الگ مقدّموں میں مذکورہ تینوں کتب کا تعارف ہوا ہے۔خاص طور پر جو مقدّمہ تذکرۂ نوشاہیہ سے متعلق ہے،اس میں اس کتاب کے اطراف و جوانب کے تمام موضوعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تعلیقات میں فارسی متن کے ضروری مضامین کی مختصر وضاحت کی گئی ہے۔فارسی متن میں مذکور رجالِ نوشاہیہ کے حالات چونکہ نہایت تفصیل اور تحقیق کے ساتھ سلسلۂ نوشاہیہ کی جامع تاریخ **شریف التواریخ** میں لکھے جاچکے ہیں،اس لیے تعلیقات میں اسی کتاب سے خوشہ چینی کرتے ہوئے نہایت مختصر اشارات پر اکتفا کیا گیا ہے اور اسی کا حوالہ دیا گیا ہے۔اشاریوں کی بنیاد بھی تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخۂ الف پر رکھی گئی ہے جس میں نسخہ کے کاتب حضرت سیّد شرافت نوشاہی نے بڑی عرق ریزی سے مختلف النوع اشاریے استخراج کیے ہیں۔گویا یہ پورا مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے،حضرتِ موصوف - رحمۃ اللہ علیہ - کے علمی فیضان سے معمور ہے۔

تدوینِ متن کے دوران مجھ پر بہت سے انکشافات ہوئے۔کاتب حضرات کیسے کیسے تصرّف کرتے ہیں؟ سماعی الفاظ کا املاء کم سواد کاتب کیسے کرتے تھے؟ کاتب حضرات اپنی طرف سے چیزیں کیوں داخل کرتے ہیں؟ یہ سب باتیں فنِ تدوین کے

Marfat.com

نقطۂ نظر سے میرے لیے ایک آموزش رکھتی ہیں۔

اگرچہ یہ پورا مجموعہ ہمارے خاندان اور آباواجداد سے متعلق ہے، لیکن میں نے یہ سارا کام خاندانی حبّ وبغض سے بالاتر رہ کر، خالص علمی دیانت وامانت کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کی ہے۔ تدوینِ متن کے دوران ہمیشہ خداوند تعالیٰ سے میری یہ دعا رہی ہے کہ وہ مجھے وہی کچھ پیش کرنے کی توفیق دے جو مؤلف کا منشا ہے، نہ کہ بعد کے کاتبوں کا۔ لیکن تذکرے کا کوئی نسخہ بخط مؤلف موجود نہ ہونے کے باعث دوسرے کاتبوں کے لکھے ہوئے نسخوں پر ہی انحصار کرنا پڑا ہے اور یوں نادانستہ اور غیر ارادی طور پر غلطیوں کے در آنے کا امکان موجود ہے اور اصلاح واختلاف کی گنجایش بھی باقی ہے۔

صحتِ متن کا اہتمام اپنی جگہ، میری کوشش یہ بھی رہی ہے کہ اس مجموعے میں کتابت کی غلطیاں نہ ہوں یا کم سے کم ہوں۔ املاء اور اسلوب کے معاملات جدا ہیں، لیکن وہ امور جن کا تعلق کتابت (کمپیوٹر حروف چینی) سے ہے، امید ہے ''نقطویان'' کو اس میں نکتہ چینی کے کم مواقع ہاتھ آئیں گے اور شکایت نہیں ہوگی۔

مجموعہ کے آخر میں تذکرۂ نوشاہیہ میں مذکور بعض افراد کے مزارات کی تصاویر اور بزرگوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریروں کے نمونوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر تصاویر پہلی دفعہ شایع ہو رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سعی کو مشکور فرمائے اور جن بزرگوں کا یہ تذکرہ ہے ان کی ارواح اس سے راضی ہوں اور قارئین کے لیے استفادہ کا موجب بنے۔ انّا لا نضیع اجر من احسن عملاً.

یہ پیش لفظ کچھ احباب کے شکریے کے بغیر ختم نہیں کیا جا سکتا:

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی، صدر شعبۂ فارسی ومسند ہجویری، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، جنھوں نے میرے تدوین کردہ متن اور اس کے سوابق ولواحق کو اشاعت سے قبل لفظ بہ لفظ ملاحظہ فرمایا اور کئی اشکالات رفع کیے اور مفید تجاویز دیں۔

سیّد شفیق الرحمان نوشاہی، ساہن پال شریف، جنھوں نے **حیات ربانی** اور **فیضان الٰہی** کے آخری پروف پڑھے اور انھیں کتابت کی غلطیوں سے مبرّا کرنے کی کوشش میں میرا ہاتھ بٹایا۔

صفدر ملک صاحب، (VPrint)، جنھوں نے اس پورے مجموعے کے فنی امور (کمپوزنگ، صفحہ بندی وغیرہ) انجام دینے میں قابلِ تحسین مہارت اور محنت کا ثبوت دیا اور پروفوں میں میری بار بار کی تبدیلیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

عارف نوشاہی

ادارۂ معارف نوشاہیہ
۶۹ ماڈل ٹاؤن، جمک، اسلام آباد
anaushahi_2000@yahoo.com
۱۷ نومبر ۲۰۰۹ء

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ: تعارف اور تجزیہ

اس مقالے کا محور حسب ذیل موضوعات ہیں:

۱۔ سلسلۂ نوشاہیہ کے بارے میں بنیادی مآخذ کا تعارف؛

۲۔ تذکرۂ نوشاہیہ کا تفصیلی تعارف، تجزیہ اور اہمیت؛

۳۔ تذکرۂ نوشاہیہ کے دستیاب مخطوطات کا تعارف؛

۴۔ تذکرۂ نوشاہیہ سے مأخوذ اہم معلومات

سلسلۂ نوشاہیہ کے بارے میں بنیادی مآخذ کا تعارف

حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش (۹۵۹-۱۰۶۴ھ / ۱۵۵۲-۱۶۵۴ء) اور ان سے منسوب خاندان و سلسلۂ طریقت ''نوشاہیہ'' کے وابستگان کے حالات پر جو پرانے مآخذ دستیاب ہیں وہ سب کے سب فارسی زبان میں ہیں۔ (۱)

تصنیف و تألیف کی تاریخی ترتیب کے مطابق ان مآخذ کا مجمل تعارف اس طرح ہے:

۱۱۰۷ھ/۹۶-۱۶۹۵ء: رسالۂ مرزا احمد بیگ لاہوری (الاعجاز: احوال و مقامات نوشہ گنج بخش)

مرزا احمد بیگ لاہوری، حضرت نوشاہ گنج بخش کے ایک عزیز الوجود خلیفہ، میاں نور محمد سیال کوٹی (م: تقریباً ۱۱۰۱ھ) کے مرید تھے اور حضرت نوشاہ کے چھوٹے صاحبزادہ سیّد محمد ہاشم دریا دل (م: ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۳ء) سے بھی فیض یافتہ تھے۔ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ (۱۰۶۸-۱۱۱۸ھ / ۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) کے شاہی اصطبل کے داروغہ تھے اور دہلی میں ملتفت خان اختہ بیگی کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔ اگرچہ آبائی وطن سیال کوٹ تھا لیکن اپنے شیخ، میاں نور محمد سیال کوٹی کے حکم پر لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ (۲)

درگاہ نوشاہیہ کی زیارت کے لیے آتے رہتے تھے۔ حضرت نوشاہ کی اولاد اور ان کے بہت سے مریدوں کو دیکھا تھا۔ اپنے شیخ طریقت میاں نور محمد اور حضرت نوشاہ کی اولاد اور دیگر یارانِ طریقت سے روایات اور معلومات جمع کر کے حضرت نوشاہ کے مشائخ، خود حضرت نوشاہ، ان کی اولاد اور مریدوں کے بارے میں یہ رسالہ حضرت نوشاہ کی وفات سے ۴۳ سال بعد ۱۱۰۷ھ / ۹۶-۱۶۹۵ء میں بڑے ذوق و شوق سے لکھا۔

Marfat.com

''از راہ شوق و محبّت خواستم که آنچه احوال مشایخ طریق و مقامات حضرت حاجی نوشه صاحب از زبان کرامتْ عنوان حضرت میان نور محمد - جیو- مرحوم و مغفور و دیگریاران نامدار که بلاواسطه از ملازمت حضرت شاه بهره یاب اند وصاحب زادگان والا تبار- سلّمهم اللّه - شنیده ام در قید تحریر آرم. اگرچه قدرت عبارت آرایی نداشتم، لیکن به تقاضای شوقِ مافوق،در سنهٔ یک هزار و یک صد و هفت هجری ،به عهدسلطنت شاه اورنگ[زیب] عالم گیر -خلّد اللّه ملکه - که از وصال حضرت شاه چهل و سه سال گذشته بودند،این مسوده را به عبارت سهل و ساده در قید کتابت آوردم.''(۳)

ترجمہ: میں نے از راہ شوق ومحبت چاہا کہ مشائخ طریقت کے حالات اور حضرت حاجی نوشہ صاحب کے مقامات پر جو کچھ حضرت میاں نور محمد مرحوم ومغفور، دوسرے نام ور یارانِ طریقت، جو حضرت نوشاہ کی خدمت سے بلا واسطہ بہرہ ور ہوئے ہیں، اور صاحب زادگانِ والا تبار- خدا انھیں سلامت رکھے- کی زبانِ کرامت بیان سے سنا، وہ لکھ دوں۔ اگر چہ مجھ میں عبارت آرائی کی قابلیت نہیں تھی، لیکن بے حد شوق کے باعث، سال ایک ہزار ایک سو سات ہجری[۱۱۰۷] میں، بعہد شاہ اورنگ [زیب] عالم گیر- خدا ان کی بادشاہی ہمیشہ رکھے- کہ حضرت نوشاہ کے وصال کو تینتالیس (۴۳) سال گذر چکے تھے، اس مسودے کو آسان اور سادہ عبارت میں تحریر کیا۔

مرزا احمد بیگ نے اپنے اس رسالہ میں حضرت نوشاہِ کے مشائخ طریقت میں سے شاہ مبارک اوچی، شاہ معروف خوشابی اور شاہ سلیمان بھلوالی کے حالات بیان کرنے کے بعد حضرت نوشاہ کے حالات، کرامات اور مقامات بیان کیے ہیں۔ نیز شاہ سلیمان بھلوالی کے دو بیٹوں، حضرت نوشاہ کے دونوں بیٹوں اور ان کی اولاد، اور حضرت نوشاہ کے مریدوں (بعض مریدوں کی اولاد) کے حالات بھی قلم بند کیے ہیں۔ آخر میں سلسلۂ نوشاہیہ سے اپنے تعلق پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ جا بجا اپنی نظمیں بھی اظہار عقیدت کے لیے رسالہ میں داخل کی ہیں۔

اس رسالہ میں بزرگوں کے سوانحی حالات کے ساتھ ساتھ کرامات بھی بیان ہوئی ہیں۔ یعنی مؤلف کا مقصد تو خارق عادت یا کرامت بیان کرنا ہے، لیکن اس کے بین السطور بزرگوں کے ذاتی حالات بھی اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ حضرت نوشاہ کی اولاد اور مریدوں کے حالات میں بہت سے واقعات مؤلف کے چشم دیدہ ہیں، اس سے رسالہ کے مضامین کی صحّت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سارا مواد سادہ اور آسان فارسی زبان میں سمو دیا گیا ہے اور ایسا اسلوب اختیار کیا ہے جس پر پنجاب کی مقامی چھاپ بہت گہری ہے۔

اس رسالہ کی نمایاں کمزوری بیان کردہ واقعات کے سنین کا ضبط تحریر میں نہ آنا ہے۔ سوائے تاریخ تألیف [۱۱۰۷ھ] اور اس کے ضمن میں مستفاد ہونے والی حضرت نوشاہ کے وصال کی تاریخ [۱۰۶۴ھ] کے علاوہ، رسالہ میں کسی تاریخ کا اندراج نہیں

Marfat.com

ہوا ہے۔ مؤلف نے اپنے شیخ، نور محمد سیال کوٹی کا واقعۂ وفات شرح و بسط سے بیان کیا ہے لیکن ان کی تاریخ وفات بھی نہیں لکھی۔ البتہ احمد بیگ نے دو ایک مقامات پر یہ ضرور لکھا ہے کہ اس واقعہ کو وقوع پذیر ہوئے اتنے سال ہو چکے ہیں، جس سے قاری، رسالہ کے سال تصنیف [۱۱۰۷ھ] کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تاریخ وقوع اخذ کر سکتا ہے۔

تاریخوں کے فقدان کے باوجود یہ رسالہ بے حد مفید اور غنیمت ہے۔ اس سے حضرت نوشاہ کے قریبی مشائخ طریقت، حضرت نوشاہ کی سیرت، تعلیمات، نظریات اور طرزِ زندگی کی ایک تصویر سامنے آجاتی ہے۔ سوانحی واقعات کے ضمن میں کچھ معاشرتی اور تہذیبی معلومات بھی مل جاتی ہیں۔ جس میں سے سب سے اہم اطلاع حضرت نوشاہ کی رضامندی سے بسنے والی بستی ''چک ساہن پال'' کی ہے۔ یہ گاؤں کیوں اور کیسے آباد ہوا؟ آبادی کے دوران کون سے واقعات پیش آئے؟ مصنف نے یہ واقعات دراصل حضرت نوشاہ کی کرامات کے طور پر پیش کیے ہیں۔ چک ساہن پال حضرت نوشاہ کا دارالارشاد بنا اور انھوں نے وہاں اپنی اور اپنی اولاد کی سکونت کا فیصلہ کیا۔

اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی تالیف کے بعد، نصف صدی سے بھی کم عرصے میں، اس کی بنیاد پر مشائخ نوشاہیہ کے حالات پر دو اور فارسی تذکرے **ثواقب المناقب** اور **تذکرۂ نوشاہیہ** معرضِ تحریر میں آئے۔

رسالہ احمد بیگ کے قلمی نسخے بہت ہی کمیاب ہیں۔ بارہویں صدی ہجری کے نصف اوّل تک اس کے نسخے ضرور دستیاب تھے، جیسا کہ ۱۱۲۶ھ کے لگ بھگ محمد ماہ صداقت کنجاہی کو دہلی میں اور ۱۱۴۶ھ میں سید محمد حیات نوشاہی کو ساہن پال میں اس کے نسخے ملے تھے، جن کی مدد سے انھوں نے اس رسالہ کی تجدیدِ تالیف کی (دیکھیے: اسی مقدمہ کے باقی مباحث آیندہ صفحات میں)۔ میں نے اس رسالہ کے دستیاب دو جدید نسخوں کی مدد سے اس کا متن تدوین کیا تھا اور یہ **احوال و مقامات نوشہ گنج بخش** کے نام سے پہلی بار ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء میں ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف سے **مرآت الغفوریہ** کے ساتھ یک جا اور دوسری بار ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کی طرف سے جداگانہ شایع ہوا ہے۔ (۴)

تقریباً ۱۱۲۶ھ / ۱۷۱۴ء: ثواقب المناقب

ثواقب المناقب کے مصنف محمد ماہ متخلص بہ صداقت، کنجاہ، ضلع گجرات (پنجاب) کے رہنے والے تھے اور معروف فارسی گو شاعر محمد اکرم غنیمت کنجاہی کے برادر زادہ تھے۔ انھوں نے ثواقب المناقب کے دیباچہ میں اپنے کو ''کابلی مولد، پنجاب منشأ'' لکھا ہے یعنی کابل میں پیدا ہوئے اور پنجاب میں پلے بڑھے۔ ان کے والد، جو نواب ارادت مند خان شرف الدولہ بہادر کے خزانہ دار تھے، بسلسلۂ ملازمت اپنے اہل خانہ کے ساتھ ان ایام میں کابل میں رہتے تھے۔ والد کی وفات کے بعد نواب نے صداقت کو ان کا قائم مقام بنا دیا۔ اسی ملازمت کے سلسلہ میں زندگی کا ایک حصہ دہلی میں گذارا اور وہاں کی ادبی مجالس کی رونق بڑھاتے رہے۔ ادبی ذوق سے سرشار تھے۔ دہلی میں مقیم اُس دور کے معروف شعرا سراج الدین علی خان آرزو، بندرابن داس خوشگو، انند رام مخلص وغیرہ صداقت کے ادبی ذوق سے بہت متاثر تھے اور صداقت کو عزیز رکھتے تھے۔ ان کی دستیاب تصانیف

Marfat.com

دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک زبردست انشا پرداز اور نازک خیال شاعر تھے۔ ۱۱۴۸ھ / ۳۶-۱۷۳۵ء میں انتقال کیا۔

صداقت، سلسلۂ نوشاہیہ میں حاجی عبدالرحمٰن دہلوی (زندہ: ۱۱۲۶ھ) کے مرید تھے جن کا شجرۂ طریقت محض ایک واسطہ (شیخ پیر محمد سچیار نوشہروی) سے حضرت نوشاہ گنج بخش سے جاملتا ہے۔ حاجی صاحب نے رسالۂ احمد بیگ کا ایک نسخہ، احمد بیگ کے بیٹے قاقشال خان سے لے کر صداقت کو دیا اور فرمایا کہ اس کی تجدیداً تالیف کردو اور اسے رنگین عبارت میں لکھ دو۔

''مسودۂ مجموعۂ جامع الکمالات صوری و معنوی میاں احمد بیگ -طاب ثراہ- که در بیان احوال دودۂ مسعودۂ نوشه دیوان معنی نگار- رزقنا اللّٰه تبعه - نوشته، از نزد چراغ دودمان سعادت، قاقشال خان خلف الصدق آن صبح نفس گرفت و به این ذرّۂ بیقدر عطا فرموده که به تجدید تألیف بر طبق این مسوده، که" النور فی السواد" گویا در شأن اوست ،به عبارت رنگین غازه پردازی شاهد حسن اعتقاد باید دانست.''(۵)

چنانچہ صداقت نے اپنے شیخ کے حکم پر احمد بیگ کے رسالہ کو، جو بے حد سہل اور سادہ فارسی عبارت میں تھا، نہایت مرصّع، رنگین اور کسی حد تک پُر تکلف فارسی میں منتقل کر دیا اور جا بجا اس میں ادبی اور بلاغی صنعتوں سے کام لیا۔ صداقت نے ثواقب کے سال تالیف کی کوئی صراحت نہیں کی، لیکن ایک جگہ حضرت نوشہ کے پڑپوتے سیّد ہیبت شاہ کی شہادت کا قطعۂ تاریخ لکھا ہے:

سال تاریخ شهادت را به خون کردم رقم

" لالۂ فردوس شد آن زادۂ کوہ وقار "

۱۱۲۶ھ

اور واقعۂ شہادت کا ذکر ''هم درین ایام '' (انھی دنوں کا واقعہ ہے) لکھ کر کیا ہے۔ جس سے یہ متعین ہوتا ہے کہ ثواقب المناقب ۱۱۲۶ھ میں یا اس سے تھوڑے ہی دنوں بعد لکھی گئی ہوگی۔

ثواقب المناقب کے ابتدائی مضامین وہی ہیں جو رسالۂ احمد بیگ کے ہیں۔ لیکن یہ محض اس رسالہ کو رنگین فارسی میں بدلنا اور تجدیداً تالیف نہیں ہے بلکہ اس میں صداقت کی طرف سے کچھ اضافات بھی ہوئے ہیں۔ مثلاً اس میں شیخ پیر محمد سچیار اور ان کی اولاد (صاحب زادہ عبدالجلیل) اور مریدوں کے حالات رسالۂ احمد بیگ سے کچھ زیادہ لکھے ہیں۔ احمد بیگ نے رسالہ، ذاتی حالات اور اپنے شیخ طریقت نور محمد سیال کوٹی سے رابطے کی تفصیل پر ختم کیا تھا۔ صداقت نے یہ مضمون حذف کر کے اس کی جگہ اپنے پیرِ طریقت حاجی عبدالرحمان دہلوی اور ان کے احباب اور اولاد کے حالات لکھے ہیں اور کتاب کو اپنے حالات پر ختم کیا ہے۔ احمد بیگ کا دیباچہ جس میں مصنف کا نام اور تاریخ تصنیف تھی، اسے بھی صداقت نے شامل نہیں کیا اور اس کی جگہ اپنا دیباچہ لکھا ہے۔ اس کی وجہ یقیناً یہ رہی ہوگی کہ قارئین کو تجدیداً تالیف کرنے والے کے نام سے کوئی التباس نہ ہو۔

احمد بیگ کی پیروی میں صداقت نے بھی کسی واقعہ کی تاریخ نہیں لکھی، سوائے سیّد ہیبت شاہ نوشاہی کی شہادت کی تاریخ

Marfat.com

کے۔ یہاں تک کہ اپنے حالات میں بھی اپنی کسی تاریخ (ولادت، ملازمت، والد کی وفات وغیرہ) کو قلم بند نہیں کیا۔

جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ سوائے ان اضافات کے جو صداقت نے اپنی طرف سے کیے ہیں، ثواقب المناقب کا بیشتر حصہ رسالۂ احمد بیگ کے ہی مندرجات پر مشتمل ہے اور معلومات کے اعتبار سے اس میں تازہ کاری صرف حصۂ اضافات میں ہے۔ ثواقب المناقب کی اہمیت سوانحی ادب سے زیادہ، انشائی ادب کے نقطۂ نظر سے ہے۔ اسے ہم برّصغیر میں فارسی انشاپردازی کے بہترین نمونوں میں سے ایک قرار دے سکتے ہیں۔ اس کے بین السطور بلاغت اور ادب کے بہت ظریف نکات پوشیدہ ہیں اور کلاسیک فارسی اور صنایع بدایع کے دل دادہ قارئین اس کے مطالعہ سے بہت حظّ اٹھا سکتے ہیں۔

ثواقب المناقب کے چند قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ ایک دفعہ اسے ڈاکٹر وحید قریشی (م: ۲۰۰۹ء) نے مرتّب کر کے اورینٹل کالج میگزین، لاہور میں چھپوانا شروع کیا۔ چند قسطیں ہی چھپ سکی تھیں کہ یہ اشاعت درمیان میں رُک گئی اور اب تک اس کی تکمیل نہیں ہو سکی۔ (۶) ڈاکٹر نذر حسین چوہدری نے اسے ''تصحیح ثواقب المناقب'' کے نام سے مرتّب کر کے دانشکدۂ ادبیات وعلوم انسانی، دانشگاہ تہران سے ۱۳۵۸ شمسی (۱۹۷۹ء) میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی تھی۔ (۷)

۱۱۴۶ھ/۳۴-۱۷۳۳ء: تذکرۂ نوشاہیہ

اس پر تفصیلی تبصرہ اسی مقدمہ میں آگے چل کر درج ہوگا۔

۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء: تحایف قدسیہ (مثنوی)

پیر کمال بن عثمان بن شہمیر قلندر لاہوری نے یہ مثنوی شہمیر قلندر کے حکم پر دو ماہ میں ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۳ء میں مکمّل کی۔ کتاب کا نام شاعر نے کبھی تحایف قدس اور تحایف قدسیہ لکھا ہے، کبھی تخفیف سے مخفتحہ اور تحایف لکھتے ہیں۔

بذات نور نور آن پیر شهمیر
زفیضش شد تحایف قدس تحریر (۸)

مرا سه دفعه شد از ذات شهمیر
اشارت، کن تحایف قدس تحریر (۹)

جمع کردم تحایف نور جامی
تحایف قدسیه کردیم نامی (۱۰)

به من کرده مدد آن ذات عالی
که گفتم این تحایف لا اوبالی (۱۱)

که در این تحفه کردم نام تحریر
سواری[؟] آن همه محبوب و جان میر [کذا] (۱۲)

Marfat.com

شاعر نے خاتمۂ کتاب میں چند مادّہ ہائے تاریخ تالیف لکھے ہیں اور حروف میں بھی تاریخ ۱۱۸۶ھ بیان کی ہے۔ مثنوی کی تصنیف کا اختتام ۴ رمضان ۱۱۸۶ھ / ۳۰ نومبر ۱۷۷۲ء کو ہوا اور ۲۵ ذیقعدہ ۱۱۸۶ھ / ۱۸ فروری ۱۷۷۳ء کو اس کا پہلا نسخہ کتابت کیا گیا:

دوشنبہ روز، از رمضان چہارم
بہ اتمام آمد این اکرم مکارم
شدہ تحریر از دست گدایی
کہ تالیفی نمود ازاین ضیایی
بُدہ از بیست پنجم شہر ذیقعد
کہ گشت اتمام این تحفہ بہ ارشاد
ز ہجرت سال ار جویی ثنا جو
ہزارو یک صد و ہشتاد و شش گو (۱۳)

تحایف قدسیہ محض مشائخ نوشاہیہ کا تذکرہ نہیں ہے، بلکہ اس کے ابتدا میں سیرت النبی، خلفاے راشدین، حضرت فاطمہ، حضرات حسنین کے حالات و مناقب اور شیخ عبدالقادر گیلانی کی کرامات بھی درج ہوئی ہیں۔ میرے پیش نظر قلمی نسخے میں یہ مضامین ابتدائی سو صفحات پر محیط ہیں۔ اس کے بعد ''بیان سلسلۂ عالیہ قادریہ نوشہ گنج بخش...'' شروع ہوتا ہے (ص ۱۰۲)۔ شاعر نے اپنے مآخذ کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ بقول حضرت شرافت نوشاہی:

> ''اس کتاب میں حضرت نوشہ صاحب کے حالات کے ضمن میں ایک جوگی کا آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا، مولوی عبدالحکیم سیال کوٹی کا آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہونا، فتح قندھار کی دعا کرانے کے لیے شاہ جہان بادشاہ کا آپ کی خدمت میں آنا اور آپ کی نعش کا ۱۱۷۰ھ میں دریاے چناب کی [طغیانی] کی وجہ سے دوبارہ برآمد ہونا وغیرہ واقعات پہلی کتابوں سے زائد ہیں۔ نیز حضرت سچیار صاحب نوشہروی اور شمیر قلندر لاہوری کے حالات تفصیل سے درج ہیں۔ اور واقعات محض شنید درج کیے ہیں۔'' (۱۴)

واقعات کے شنید ہونے کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ تذکرۂ نوشاہیہ میں درج روایت کے برخلاف، پیر کمال حضرت حاجی محمد کو ''نوشہ'' کا خطاب ملنے کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت شاہ سلیمان ساہن پال آئے۔ وہاں حاجی نام، قوم جالپ کھوکھر، بہت مشہور تھے اور کاشت کاری کرتے تھے۔ حضرت شاہ سلیمان کا گذر ان کی کھیتی کی طرف ہوا۔ جس میں بڑے عمدہ پکے ہوئے خربوزے تھے۔ حاجی صاحب نے پانچ خربوزے لا کر آپ کے سامنے بطور نذر رکھ دیے۔ آپ نے ایک خربوزہ اٹھایا اور فرمایا: ''تو نے اس خربوزے کو خوب پکا کر لعل بنا دیا ہے۔ لو خدا نے تجھے بھی اسی طرح لعل کر دیا''۔ بس اسی

Marfat.com

روز سے آپ ''نوشہ گنج بخش'' ہو گئے!

یکی روز آمده آن شاه جانها
به ساهن پال ،بشنو خوش بیانها
درآنجا بود حاجی نام ،کهو کهر
ز قوم جالپان،مشهور واَشهر
نمودی کاشتکاری مرد هشیار
بکردی صرف فقرا جمله خروار
چو آمد شاه دین حضرت سلیمان
گذر کرده به سوی زرع آن جان
ورا فالیزها بودند پخته
همه خربوزه ها خوش رنگ و شسته
به نذر شاه کرد اهل غرایب
به زودی پنج خربوزه عجایب
یکی زآنها گرفت آن جان حکیمی
بر آورد از زبان آن خوش کریمی:
''عجب پختی تو این رالعل کرده[!]
ترا پس همچنان حق لعل کرده''
شده زان روز'' نوشه گنج بخشی''
نگشته همعنان او را به رخشی (۱۵)

پوری حکایت پڑھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاہ سلیمان اور حضرت نوشاہ کی یہ پہلی اتفاقیہ ملاقات تھی اور شاہ سلیمان ان کے کھیت میں آنکلے اور نذر میں خربوزے پا کر حضرت نوشاہ کے حال پر مہربان ہو گئے۔ جب کہ اس سے متقدم کتب خاندان میں شاہ سلیمان اور حضرت نوشاہ کے والدین کے تعلقات، مُلّا کریم الدین جوکالوی کے ذریعے حضرت نوشاہ کا شاہ سلیمان کی خدمت میں جانا اور مرید ہونا اور بعد میں شاہ سلیمان کا ان کے حال پر مہربان ہونا لکھا ہے یعنی شاہ سلیمان اور حضرت نوشاہ کے تعلقات کا ایک تسلسل ہے۔

پیر کمال نے بھی حضرت نوشاہ کے وصال کی تاریخ ۱۰۶۴ھ ہی لکھی ہے اور اس کے لیے جدید مادّۂ تاریخ وضع کیا ہے جو

Marfat.com

اس سے پہلی کتب میں نہیں ہے۔

نہم ماہ است تاریخ وصالش
ربیع الاوّل از ماہ کمالش
عجب تاریخ شد مقبول تحقیق
کہ "نوشہ بودہ شاہ فقر" تصدیق (۱۶)
۱۰۶۴

سلسلۂ نوشاہیہ کی تاریخ میں اس مثنوی کی اہمیت حضرت پیر محمد سچیار کے خلفا اور مریدین اور مصنف کے اپنے مشائخ کے حالات کی وجہ سے ہے۔ شعری اور ادبی نقطۂ نظر سے اس کا پایہ زیادہ بلند نہیں ہے۔ اکثر اشعار ساقط الوزن ہیں۔ کئی الفاظ مقامی پنجابی تلفظ کے ساتھ باندھے گئے ہیں۔

تحایف قدسیہ کے ۵ قلمی نسخے دست یاب ہیں۔ ایک جدید قلمی نقل حضرت شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں راقم السطور کے والد سیّد بشیر احمد بشارت نوشاہی (م:۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء) کے قلم سے ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء میں لکھی ہوئی، موجود ہے۔ یہ مثنوی تاحال شایع نہیں ہوئی ہے۔ میرے خیال میں اس کے دوسرے حصّے کی تلخیص کی اشاعت سلسلۂ نوشاہیہ کی تاریخ کے لیے مفید ہوسکتی ہے۔ (۱۷)

۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء: مرآت الغفوریہ

میاں امام بخش بن خواجہ نور اللہ برقندازی لاہوری (پ:۱۱۵۶ / ۱۷۴۳ء) کی تصنیف ہے۔ آپ سلسلۂ نوشاہیہ برقندازیہ میں عبدالغفور انصاری جالندھری (م:۱۷ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء) سے بیعت رکھتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد انھیں ذوق وشوق ہوا کہ اپنے شیخ کے خوارق عادات قلم بند کریں، لیکن علم ظاہر سے خبر نہ تھی، چنانچہ اپنے ایک پیر بھائی حافظ دیوان قریشی سے کہا کہ وہ انھیں میاں عبدالغفور کے خوارق کا مسودہ لکھ دیں جسے وہ خود ترتیب دے لیں گے۔ چنانچہ پانچ چھ ماہ کی کوشش کے بعد ۹ ذی الحجہ ۱۱۹۰ / ۱۹ جنوری ۱۷۷۶ء کو یہ کتاب تیار ہوگئی اور اس کا نام مرآت الغفوریہ رکھا گیا۔ (۱۸)

یہ صرف میاں عبدالغفور جالندھری کے حالات وخوارق عادات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ دیگر مشائخ طریقت نوشاہیہ کے حالات بھی اس میں شامل ہیں، جیسا کہ اس کی فہرست مضامین سے ظاہر ہوگا۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل ۱۶ "حالت" (ابواب) پر مشتمل ہے:

۱۔ درنکاتِ فرمودۂ شیخ عبدالغفور جالندھری،
۲۔ درکلمۂ طیّب ونماز وروزہ وزکوۃ وحج،
۳۔ درعشق وتصوّرات،

Marfat.com

۴۔ درذکر جہر و پاس وانفاس،

۵۔ درفنافی الشیخ وفنافی الرسول وفنافی اللہ وبقاباللہ،

۶۔ درسماع ورقص ووجد وتواجد وحال ومقام،

۷۔ دربیان ارحاص ومعجزہ وخوارق عادت ومعونت واستدراج،

۸۔ دربیان ولایت وقطبیت وغوثیت واتقیا وابدال،

۹۔ درمناقب شیخ عبدالقادر جیلانی بامریدان وخلفا وابنای ایشان وشجرۂ طیبہ این طریقۂ علیا،

۱۰۔ درمناقب سیّد شاہ مبارک خلف مخدوم سیّد محمد غوث،

۱۱۔ درمناقب حضرت شیخ معروف چشتی،

۱۲۔ دراحوال حضرت شاہ سلیمان،

۱۳۔ دراحوال حضرت شاہ حاجی محمد نوشاہ،

۱۴۔ درمناقب حضرت میاں پیر محمد سچیار،

۱۵۔ درمدارج حافظ محمد قایم،

۱۶۔ دربیان میاں عبدالغفور انصاری جالندھری

جیسا کہ فہرست ابواب سے ظاہر ہے، اس کے ابتدائی آٹھ ابواب تصوّف کے نظری مسائل پر مشتمل ہیں اور سوانحی حصّہ بابِ نہم سے شروع ہوتا ہے۔ دسویں باب سے تیرہویں باب تک کے حالات و واقعات وہی ہیں جو رسالۂ احمد بیگ میں ہیں۔ میاں امام بخش نے بعض جگہوں پر احمد بیگ کے حوالے کی صراحت بھی کی ہے۔ ان ابواب میں عبارتیں ہو بہو احمد بیگ کی ہیں لیکن ایک دو مقامات پر تصرّف بھی ہوا ہے۔ مثلاً چک ساہن پال کی مدح میں احمد بیگ نے جو نظم لکھی اور اس کے مطلع میں اپنا تخلص ''احمد'' استعمال کیا تھا، مرآت الغفوریہ کے قلمی نسخہ میں اس کی جگہ ''میر محمد'' ہے، جس سے شعر وزن سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ میر محمد وہی ہیں جن کا صاحبِ مرآت الغفوریہ نے متعدد مقامات پر اپنے استاد کے طور پر ذکر کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میاں امام بخش صاحب کے پیش نظر کوئی اور مآخذ - غالباً تذکرۂ نوشاہیہ - بھی تھا۔ کیوں کہ حضرت نوشاہ کے حالات میں ان کی تاریخ وفات ۵ ربیع الاول ۱۰۶۴ھ درج کی ہے اور قطعۂ تاریخ میں مادّہ ''خاتم پاک'' استعمال کیا ہے۔ یہ مادّہ اس سے پہلے صرف تذکرۂ نوشاہیہ میں درج ہوا ہے لیکن مرآت الغفوریہ میں قطعہ کوئی دوسرا ہے۔

مرآت الغفوریہ میں تازہ مواد باب ۱۴ سے باب ۱۶ تک ہے۔ بالخصوص حافظ محمد قایم برقنداز اور عبدالغفور انصاری جالندھری کے حالات پہلی بار اسی کتاب کے ذریعے منظر عام پر آئے ہیں۔

مرآت الغفوریہ کا ایک قلمی نسخہ سنٹرل لائبریری، بہاول پور میں ہے۔ اس کی بنیاد پر اسے ڈاکٹر معین نظامی نے مرتب کیا

Marfat.com

اور یہ کتاب تین بار طبع ہو چکی ہے۔ پہلی بار ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء میں ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف کی طرف سے احوال ومقامات نوشہ گنج بخش کے ساتھ ایک جلد میں، نظامی صاحب کے مقدمہ کے بغیر۔ پھر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کی طرف سے مارچ ۲۰۰۰ء اور مارچ ۲۰۰۱ء میں نظامی صاحب کے مبسوط مقدمہ کے ساتھ۔ تینوں اشاعتوں میں متن ایک جیسا ہے۔ ادارۂ معارف نوشاہیہ کی اشاعت میں کتاب کا عنوان مرآت الغفوریہ ہے اور یہی مصنف کی طرف سے اختیار کردہ ہے۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کی اشاعت میں سرورق پر مرآت غفوریہ لکھ دیا گیا ہے۔ (۱۹)

۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء: کنز رحمت

کنزِ رحمت کے مصنف، محمد اشرف بن عزّ الدین فاروقی کا آبائی گاؤں پانڈو کے، ضلع گوجرانوالا تھا۔ کچھ عرصہ مَنچر چٹھہ، ضلع گوجرانوالا میں رہے۔ آخر موضع کالے والا، ضلع گوجرانوالا میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء میں انتقال کیا۔ سلسلۂ نوشاہیہ میں شیخ ضیاء اللہ ساکن جام کے چیمہ، ضلع سیال کوٹ سے بیعت طریقت رکھتے تھے۔

۱۲۲۰ھ / ۱۸۰۵ء میں مشائخ نوشاہیہ کے مناقب پر ایک منظوم کتاب لکھی اور اس کا نام کنزِ رحمت رکھا:

گویم این نامه که نامش کنزِ رحمت داشتم
در مناقب ذات پاک سلسله نوشاهیان (۲۰)

اس میں مختلف اصناف سخن (رباعی، غزل، مثنوی) کو استعمال کیا گیا ہے۔ زیادہ تر اشعار مثنوی کی ہیئت میں ہیں۔ اس میں رسالۂ احمد بیگ، ثواقب المناقب اور تذکرۂ نوشاہیہ سے منتخب واقعات کو منظوم کیا گیا ہے اور بعض حالات کا اضافہ بھی ہوا ہے۔ جیسے حضرت پیر محمد سچیار نوشہروی کے خلفا اور میاں رحمت اللہ شاہ، میاں مرتضی نظام آبادی اور شیخ ضیا اللہ کے حالات۔ حضرت نوشاہ کے حالات میں ان کی وفات کا سال مادّہ ''فیض قدسی'' (۱۰۶۴ھ) کے ساتھ دیا ہے۔

چو شد رحلت آن شه نامدار
زتاریخ شان فیض قدسی شمار (۲۱)

یہ مادّہ اس سے پہلے صرف تذکرۂ نوشاہیہ میں آیا تھا۔

کنزِ رحمت کے جو قلمی نسخے اس وقت موجود ہیں ان میں مصنف یعنی اشرف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ بھی شامل ہے اور اسی نسخہ کی بنیاد پر اشرف کے اخلاف میں سے مولوی محمد عمر ولد مولوی میراں بخش فاروقی ساکن اجتکے، ضلع گوجرانوالا نے ۱۳۳۰ھ میں اسے اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے چھپوا کر شایع کروایا تھا۔ سرورق پر اس کا نام کنز الرحمت چھپا ہے، حالانکہ مصنف نے ''کنزِ رحمت'' لکھا ہے۔ یہ مطبوعہ نسخہ، مصنف کے خود نوشت نسخے کے مطابق ہے۔ لہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مطبوعہ نسخہ تحریف شدہ ہے، وہ غلط بیانی کرتے ہیں۔ (۲۲)

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ

جیسا کہ ذکر ہوا، مشائخ نوشاہیہ کے تراجم میں تاریخی اعتبار سے تذکرۂ نوشاہیہ کا شمار رسالۂ احمد بیگ کے بعد ہے اور ان دونوں کی تصنیف میں ۳۹ سال کا فاصلہ ہے۔

حافظ محمد حیات نوشاہی نے تذکرۂ نوشاہیہ کے دیباچہ میں اس کا سبب تالیف یوں بیان کیا ہے:

"جزوی چند نامُرتّب، نه خطبهٔ ابتدایش و نه خاتمهٔ انتهایش، از بسیاری کهنگی اکثر عباراتش ریخته، از تصنیفِ میرزا احمد بیگ لاهوری، که به یک واسطه متمسّک این عُروهٔ وُثقٰی و حَبلِ متینِ آن قُدوة الواصلین و زُبدة العارفین، آن نوشاهِ دین گردیده، چنانچه هم در این کتاب کیفیّتش مُبَیَّن خواهد شد در مقامِ مناسب، در سنهٔ یک هزار و یک صد و چهل و شش از هجرة النّبی الاُمّی به احقر البریات فقیر محمد حیات بن فضایل پناه، کمالات دستگاه، حضرت میان جمال اللّٰه بن حضرت میان برخوردار ولد شیر بیشهٔ عرفان و نهنگ بحر ایقان، حضرت نوشه صاحب رسیده. و نیز اکثر مقامات عالیهٔ حضرت واحوال شش فرزند ارجمند که هر یک صاحب جمال و صاحب کمال بوده، مسموعِ سمعِ میرزا مُعزی الیه نشده. به موجب ایماء اخوّت پناه، شفقت و مرحمت دستگاه بهائی شیر محمد جیو که برمسند صاحب سجّادگی صاحب وقت و سلطان حال اند و در مقام مناسب احوال ایشان هم مندرج شده، تا خطبهٔ ابتدا و خاتمهٔ انتها و عبارتی که از کهنگی کتاب دور شده واحوالاتی که در گوش هوش مصنف نرسیده مُسوّده کرده و آن اخوّت پناه در قیدِ قلم آورده، درج کتاب فرموده."

اس فارسی عبارت کا لبّ لباب یہ ہے:

حضرت برخوردار کے اکثر مقاماتِ عالیہ اور ان کے چھ بیٹوں کے حالات، جو مرزا صاحب نے نہیں سنے تھے، وہ بھائی شیر محمد صاحب کے حکم کے مطابق، اور مفقود شدہ خطبہ و خاتمہ اور وہ عبارتیں جو کتاب کے پرانا ہونے کی وجہ سے مِٹ گئی تھیں، اور جو حالات مصنف (احمد بیگ) تک نہیں پہنچے تھے، میں نے تسوید کیے اور بھائی شیر محمد نے تحریر کیے، اور کتاب میں درج ہوئے۔

مؤلف کے اس دیباچے سے تذکرۂ نوشاہیہ کا سبب تالیف یہ معلوم ہوا کہ:

۱۔ ۱۱۴۶ھ / ۳۴-۱۷۳۳ء میں (مؤلف) محمد حیات کو مرزا احمد بیگ لاہوری کے رسالہ کے چند اجزاء ملے۔

Marfat.com

۲۔ان اجزاء کی کیفیت یہ تھی کہ بے ترتیب تھے،ان کا دیباچہ اور خاتمہ نہ تھا،اور نسخہ قدیم ہونے کی وجہ سے اکثر عبارتیں بھی مٹ چکی تھیں۔

۳۔ان اجزا کو دیکھ کر مؤلف (محمد حیات) کو اندازہ ہوا کہ ان اجزاء کے مصنف مرزا احمد بیگ کو حضرت نوشاہ گنج بخش کے بڑے صاحب زادے حضرت محمد برخوردار کے اکثر مقامات اور ان کے چھ بیٹوں،جن میں سے ہر کوئی صاحبِ جمال وکمال تھا،مرزا صاحب تک نہیں پہنچے تھے۔

۴۔مرزا صاحب کا یہ رسالہ جو بنیادی طور پر حضرت نوشاہ گنج بخش،ان کی اولاد،خلفا اور مریدین کے حالات ومقامات پر مشتمل تھا،اس میں حضرت نوشاہ کے فرزند اکبر اور ان کی اولاد کے مفصّل حالات کا نہ ہونا باعث بنا کہ محمد حیات اپنے چچازاد شیر محمد کی مدد سے اس کی تلافی کریں۔شیر محمد صاحب اس وقت مسند سجادگی پر فائز تھے اور صاحبِ وقت اور سلطانِ حال تھے۔وہ رسالۂ احمد بیگ میں اس کمی کو بہتر محسوس کر سکتے تھے۔انھوں نے اپنے چچازاد محمد حیات کو حکم دیا کہ وہ یہ حالات لکھ دیں اور رسالۂ احمد بیگ کا نقص دور کر دیں۔محمد حیات صاحب نے ارشاد کی تعمیل کی۔

محمد حیات صاحب نے کس قدر اضافہ کیا؟اس کا اندازہ دیباچہ ہی کے ایک جملہ سے ہوتا ہے:

''اگرچہ خوارقِ آنحضرت به مثابه ای است که لَو کَانَ البَحرُ مِدَادًا [الکهف/ ۱۰۹] و بنان الخلقِ أقلامًا و صَرَفُوا الأعمارَ فی الترقیم لما کَتبُوا حرفًا مِن اُلُوف خوارقه العظیم. لیکن به حسب وسع و طوق طاقت هم میرزا و هم این اخقر موجبِ سعادتِ ابدیّهٔ خود شمرده از صد یکی و از هزار اندکی مرقوم قلم نموده.'' ؎

یعنی آنحضرت کے مناقب اور کرامات تو بہت تھے،لیکن مرزا احمد بیگ اور مؤلف (محمد حیات) نے حسبِ طاقت ومقدور،ان میں سے چند ایک کا انتخاب کیا ہے۔

فارسی دیباچہ میں ایک عبارت ہے: ''اکثر مقامات عالیهٔ حضرت'' اور آگے چل کر لکھا ہے: گرچه خوارقِ آنحضرت''. بادی النظر یہ متعین کرنا قدرے دشوار ہے کہ ''حضرت'' سے مراد نوشاہ گنج بخش ہیں یا حضرت برخوردار؟ لیکن اگر اس جملے کو ملا کر پڑھا جائے تو عبارت ''و نیز اکثر مقامات عالیهٔ حضرت واحوال شش فرزند ارجمند که هر یک صاحب جمال و صاحب کمال بوده'' سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ حضرت برخوردار کا ذکر ہے،کیونکہ چھ بیٹے انھی کے تھے۔

رسالۂ احمد بیگ اور تذکرۂ نوشاہیہ کا تقابل

میں نے ۱۹۹۷ء میں جب رسالۂ مرزا احمد بیگ کی تدوین کا کام کیا تو مجھے اس کے صرف دو نسخے دست یاب تھے۔ دونوں جدید الکتابت اور حضرت شرافت نوشاہی کے نقل کردہ ہیں۔نسخۂ الف،جو میرے کام کی بنیاد تھا،اس کی تاریخ کتابت ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ ہے۔یہ نسخہ کس نسخہ سے نقل ہوا ہے؟اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔حضرت شرافت نوشاہی کی تحریروں

Marfat.com

سے بھی مجھے اس کے مادر نسخہ کا تا حال سراغ نہیں ملا۔ دوسرا نسخہ (نسخۂ ب) ۱۴ر جب ۱۳۸۹ھ کا کتابت شدہ ہے اور ایک قدیم تر نسخہ مکتوبہ عبدالکریم پشاوری، بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی ۱۲۹۴ھ کی نقل ہے جو صاحبزادہ رؤف احمد سلیم نوشاہی، لاہور (م: ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء) کی تحویل میں تھا۔ اس نسخہ کو حضرت شرافت نوشاہی نے تحریف و تنسیخ شدہ بتایا ہے۔ (۲۳) ایسی صورت حال میں میرا دارومدار صرف نسخۂ الف پر رہ گیا اور میں نے اس کو متن میں رکھا اور نسخۂ ب کو بدل کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اس کے اختلافات علیحدہ درج کیے۔ اب جب تذکرۂ نوشاہیہ کی تدوین کی تو معلوم ہوا کہ میں نے نسخۂ ب کی جو عبارتیں متن سے خارج کر کے علیحدہ رکھی تھیں، ان میں سے کچھ دراصل متن (رسالۂ احمد بیگ) کا حصہ تھیں۔ کیوں کہ وہ عبارات تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخوں میں اس کا حصہ بنائی گئی ہیں۔ (۲۴) البتہ نسخۂ ب کی کچھ عبارتیں اس کے نسخۂ مادر کے کاتب عبدالکریم پشاوری کے اضافات ہیں، کیوں کہ وہ عبارتیں نہ احمد بیگ کے نسخۂ الف میں ہیں، نہ تذکرۂ نوشاہیہ کے کسی مخطوطہ کا حصہ ہیں۔ ایسی صورت حال میں رسالۂ احمد بیگ اور تذکرۂ نوشاہیہ کا تقابل ایک مشکل کام ہے، جس کے نتیجہ میں وثوق سے یہ کہا جا سکے کہ یہ عبارت احمد بیگ کی ہے اور یہ محمد حیات کی۔ بہ ہر حال میں نے احمد بیگ کا جو متن **احوال و مقامات نوشہ گنج بخش** کے نام سے تدوین اور شایع کیا ہے اس کا تذکرۂ نوشاہیہ کے موجودہ مدوّنہ متن سے تقابل کیا گیا ہے۔ اس تقابل کی تین جہتیں ہیں:

- محمد حیات نوشاہی کی طرف سے رسالۂ مرزا احمد بیگ پر اضافات،
- تذکرۂ نوشاہیہ کے محذوفات، یعنی جو عبارتیں احمد بیگ کے ہاں ہیں، لیکن محمد حیات کے ہاں نہیں ہیں،
- دونوں متون کے بعض مضامین کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر۔

اضافات

چونکہ محمد حیات کو رسالۂ احمد بیگ کا جو نسخہ دستیاب ہوا تھا اس کا خطبہ نہیں تھا، محمد حیات نے اس پر خطبہ کا اضافہ کیا۔ اس خطبہ کے مشمولات کی تفصیل یہ ہے:

- حمد باری تعالیٰ بیان کرنے کے لیے ایک عربی عبارت،
- صلوٰۃ و سلام پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام،
- باعث تصنیف کتاب،
- فصل در تحقیق ولایت،
- فصل در اقسام خوارق عادات،
- فصل در اثبات کرامات اولیا،
- فصل در احوالات و مقامات شیخ عبدالقادر گیلانی۔

مرزا احمد بیگ کے رسالہ کا خطبہ صرف حمد و نعت اور سبب تصنیف پر مشتمل ہے۔ ولایت، خوارق، کرامات پر مباحث اور شیخ

Marfat.com

عبدالقادر گیلانی کے حالات کا اضافہ محمد حیات کا ہے اور یہ بے حد بجا ہے۔ کیونکہ کتاب کا موضوع مشائخ کی کرامات اور خوارق کا بیان ہے لہذا قاری کے ذہن کو قرآن وسنّت اور روایات کی روشنی میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار کرنا ضروری تھا۔ شیخ عبدالقادر گیلانی کے مختصر حالات کا اضافہ اس لیے ضروری تھا کہ سلسلۂ نوشاہیہ، شیخ عبدالقادر کو منتہی ہوتا ہے۔

سبب تصنیف کے بعد احمد بیگ نے ''سلسلۂ عالیہ قادریہ'' بیان کیا ہے جس میں اپنی نسبتِ طریقت کا اظہار کر کے حضرت نوشاہ گنج بخش کا پورا شجرۂ طریقت، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک لکھا ہے۔ غالباً محمد حیات کو رسالۂ احمد بیگ کا جو نسخہ دستیاب ہوا تھا وہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کیوں کہ محمد حیات نے بھی ''فصل در سلسلۂ علیہ حضرت نوشہ'' لکھی ہے لیکن چند بنیادی اختلافات کے ساتھ، وہ اختلافات یہ ہیں:

- احمد بیگ نے شجرہ، نثر میں بیان کیا تھا، محمد حیات نے منظوم شجرہ لکھا ہے،
- محمد حیات نے منظوم شجرہ کے بعد مخدوم سیّد محمد غوث اوچی کے مختصر حالات اور ان کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے جو اس لیے ضروری تھا کہ سلسلۂ قادریہ کو بغداد سے جنوبی پنجاب میں لانے والے وہی پہلے بزرگ ہیں جن سے حضرت نوشاہ کا شجرۂ طریقت درمیانی تین واسطوں (شاہ سلیمان، شاہ معروف، شاہ مبارک) سے جا ملتا ہے۔ یہ شجرہ درج کرتے وقت محمد حیات نے اپنی ایک کوشش کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ انھوں نے صاحبِ رسالہ، مرزا احمد بیگ کے بیٹے مرزا لطف اللہ بیگ کو اوچ بھیجا اور وہ مخدوم سیّد محمد غوث اوچی کی اولاد سے حیات، ایک بزرگ، سیّد عبدالقادر (۲۵) سے اس شجرہ کی تصدیق کروا کر لائے، اس کے بعد ہی اس کا کتاب میں اندراج ہو سکا۔ (۲۶)

حضرت نوشہ کے حالات میں اضافات:

- فصل در خطاب مستطاب بہ حضرت نوشہ،
- ملک وال میں عبدالقادر بن شیخ حامد کے گھر حضرت نوشہ کے لیے پیش آنے والا واقعہ۔

حضرت نوشہ کی کرامات کے ضمن میں مندرجہ ذیل کرامات کا اضافہ:

- رحمت اللہ نون کا واقعہ،
- سیّد محمد صالح کا تین عدد زین لانا،
- صاحبزادگان سعد اللہ اور سراج الدین کا سلام کے لیے آنا،
- مستی رانجھہ کی عورت کا واقعہ،
- چنو گوندل کی عورت کا واقعہ،
- حضرت نوشہ اور میاں مسکین کا مکالمہ، میاں مسکین کے روحانی مقام کی خبر دینا اور اولیاے معاصر کے مراتب بیان کرنا،
- پھیرو فقیر کا واقعہ،

Marfat.com

-حضرت نوشہ کی نگاہ کی تاثیر کا بیان،

-حضرت نوشہ اور میاں شاہ جیو کے خادم کا واقعہ،

-عبدالرحیم سدا کنبوئی کی حضرت نوشہ کی مدح میں دو نظمیں، جن میں حضرت کی وفات (۱۰۶۴ھ) کے چار مادّہ ہائے تاریخ بھی شامل ہیں،

-شاہ جہان بادشاہ کو کشمیر میں غرقاب ہونے سے بچانا،

-خیر دین باغبان کا واقعہ۔

میاں تاج محمود کے حالات میں:

-ملّا غازی گوندل کا واقعہ،

-شاہ رحمان جتی کا واقعہ،

-ایک نو بیاہتا دلہن کا واقعہ،

-چوہدری ساہن پال کی شاہ سلیمان سے ارادت کا واقعہ۔

محمد برخوردار کے حالات میں:

-حاکمِ ہیلاں کا سزا پانا،

-مسمی حجلی کا سزا پانا،

-خواب میں گلستان سعدی کا قطعہ پڑھنا۔

محمد برخوردار کی اولاد کے ضمن میں:

-فرزند دوم سعد اللہ کے حالات میں سید از میندار کا واقعہ،

-فرزند سوم رحمت اللہ کے حالات میں نور محمد نجار اور محمد قلی کے واقعات،

-فرزند پنجم عصمت اللہ کے حالات میں متعدد واقعات و کرامات، ان کا حلیہ و شمائل، واقعہ وفات اور اولاد کا ذکر۔

محمد حیات نے سب سے زیادہ انھی کے حالات میں اضافات کیے ہیں، حتی کی اپنے والد (جمال اللہ) کے حالات سے بھی زیادہ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ محمد حیات نے اپنے اس عارفِ کامل چچا کی زندگی کا بیشتر حصہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور ان کے پاس ان کے بارے میں وسیع تازہ معلومات تھیں۔

-فرزند ششم جمال اللہ (مؤلف کے والد) کے حالات میں متعدد اضافات اور ان کی تاریخ وفات۔

حیرت ہے مؤلف نے اپنے چچا شاہ عصمت اللہ کی اولاد کا تذکرہ تو قدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے، لیکن اپنے والد کی اولاد کے ضمن میں اپنا سرسری ذکر کیا ہے۔ کاش وہ اپنے بارے میں زیادہ بتاتے۔ وہ اپنے والد کے حالات لکھتے وقت افسوس

Marfat.com

کرتے ہیں کہ کاش انھوں نے والد صاحب کی تدریس کے دوران بیان کیے جانے والے لطایف ونکات قلم بند کیے ہوتے۔ تذکرۂ نوشاہیہ لکھتے وقت وہ اس کی تلافی کر سکتے تھے اور اگر کرامات وخوارق لکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے فرمودہ علمی نکات بھی قلم بند کر دیتے جو ان کے حافظے میں تھے، تو بلاشبہ یہ ایک وقیع اضافہ ہوتا۔

محمد فضیل کے حالات میں:

-تمام نئے واقعات، جو رسالہ احمد بیگ سے قطعاً مختلف ہیں۔

شاہ عبدالرحمان بھڑی والوں کے حالات میں:

-ان کے جذب وجلالیت والے تمام واقعات نئے ہیں۔ اگر تذکرۂ نوشاہیہ میں حضرت نوشاہ کے خلفا کے حالات و مناقب کو پیش نظر رکھا جائے تو شاہ عبدالرحمان کے حالات ومناقب سب سے مفصل ہیں۔ ان واقعات سے حضرت نوشاہ سے ان کا قُرب مترشح ہوتا ہے۔

فصل دراسامی خادمان میاں عصمت اللہ:

-تذکرہ کے آخر میں یہ ایک جداگانہ فصل ہے۔

محذوفات

-حضرت نوشاہ کے پہلے مدفن کا محل وقوع (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۵۶)

-شاہ برخوردار کی مدح میں احمد بیگ کے ۱۳ اشعار (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۵۸۔۵۹)

-محمد ہاشم دریادل کے روٹھنے کا واقعہ اور مکہ ہجرت کر جانے کا ارادہ (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۶۶)

-خواجہ محمد فضیل کابلی کے حالات میں کچھ واقعات جیسے داراشکوہ کا ان کی خدمت میں آنا، دف کی آواز سن کر بل بل کہنا، مردے کا زندہ ہونا، حضرت نوشاہ کی وفات کے بعد درگاہ نوشاہیہ پر آنا، ان کی رباعی گوئی اور مزار کا محل وقوع (احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص ۸۲۔۸۵) یہاں محذوف ہیں اور اس کی جگہ نئے واقعات ہیں۔

-شاہ عبدالرحمان کے حالات میں ان کے خاندان اور والدین کے بارے میں کچھ جزوی معلومات (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۸۵) یہاں محذوف ہیں۔

تقدیم وتاخیر، ردّوبدل

-حضرت نوشاہ نے اپنے دونوں بیٹوں کو تحصیل علم کے لیے روانہ کرتے وقت تکمیل علم کی جو نصیحت کی تھی احمد بیگ کے ہاں یہ شاہ برخوردار کے حالات میں ملتی ہے (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۶۰)۔ محمد حیات کے ہاں یہ محمد ہاشم کے حالات میں درج ہوئی ہے (تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۱۱۵)

-حضرت نوشاہ کے کنواں کو چلانا، احمد بیگ نے شاہ عبدالرحمان کے حالات میں لکھا ہے (احوال و مقامات نوشہ گنج

Marfat.com

بخش،ص۸۶)،محمد حیات نے اسے محمد فضیل کے حالات میں درج کیا ہے۔(تذکرۂ نوشاہیہ،ص۱۶۱)

کچھ خاص ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ یہ یقیناً کاتبوں کی وجہ سے ہوا ہے یا قرائت متن کا شاخسانہ ہے! جیسے:

آسیہ(احوال ومقامات نوشہ گنج بخش،ص۶۸) / آیسہ(تذکرۂ نوشاہیہ،ص۱۲۰)، کچھ عجب نہیں کہ اصل میں یہ نام عایشہ ہو۔ پنجاب میں صوتی نقل حرفی کے وقت ش کو س میں بدل دیتے ہیں۔

چک کھوکھر(احوال ومقامات نوشہ گنج بخش،ص۱۱۵) / چک گھوگھہ(تذکرہ نوشاہیہ،۶۲)

اطراف تذکرۂ نوشاہیہ

یہاں چند ایسے کاموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو تذکرۂ نوشاہیہ اور اس کے مصنف کے بارے میں معاصرین نے انجام دیے ہیں۔

سیّد شرافت نوشاہی کی مساعی

-۱۳۵۲ھ میں سیّد شرافت نوشاہی نے تذکرۂ نوشاہیہ کا اردو ترجمہ **فیضانِ الٰہی** کے نام سے کیا، جو ہم نے اسی جلد میں شایع کر دیا گیا ہے۔ اس ترجمے کے بارے میں تفصیلی گفتگو فیضانِ الٰہی کے مقدمہ میں کی گئی ہے۔

-۱۳۸۲ھ میں سیّد شرافت نوشاہی نے تذکرۂ نوشاہیہ (نسخۂ الف) کے ابتدا میں اس کی فہرست مضامین اور متعدد اشاریے مرتّب کیے جو اسی نسخے کے صفحات کے حوالے سے ہیں۔ ان اشاریوں کا ذکر اسی مقدمہ میں نسخۂ الف کے تعارف کے ضمن میں ہوا ہے۔[۲۷]

-۱۳۷۸ھ میں حضرت شرافت نوشاہی نے تذکرۂ نوشاہیہ کے مصنف حافظ محمد حیات نوشاہی کے حالات پر ایک مستقل کتاب **حیات ربانی** تصنیف کی، جس کا تعارف حیات ربانی کے مقدمہ میں درج کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی تذکرۂ نوشاہیہ کے ساتھ اسی جلد میں شایع کر دی گئی ہے۔

سیّد برق نوشاہی کی تنقید

پیر سیّد ابوالکمال برق نوشاہی (۱۹۲۴-۱۹۸۵ء) کی فہرست تصانیف میں ایک غیر مطبوعہ تصنیف **تذکرۂ نوشاہی اور اس کا مصنف یا تذکرۂ نوشاہیہ اور اس کا مصنف** کا نام ملتا ہے۔[۲۸] چونکہ یہ کتاب براہ راست میرے موضوع سے متعلق ہے، میں تدوینِ تذکرۂ نوشاہیہ کے دوران اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں پیر برق نوشاہی صاحب کے مخلص مرید، مولوی لیاقت حسین نوشاہی صاحب سے مدد مانگی اور ان سے رجوع کیا۔ انھوں نے ۱۹ مئی ۲۰۰۹ کو بذریعہ ای میل مجھے یہ جواب بھیجا:

''حضرت پیر سیّد ابولکمال برق نوشاہی علیہ الرحمہ کی کتاب ''تذکرہ نوشاہی'' مسودہ کی صورت میں غیر مطبوعہ ہے۔ اس وقت حضرت پیر سیّد ابولکمال برق نوشاہی علیہ الرحمہ کے مسودات حضرت پیر سیّد معروف حسین شاہ

Marfat.com

قادری نوشاہی مدّ ظلہ یا میری دسترس میں نہیں ہیں، اس لئے ہم آپ کو یہ مسودہ فراہم نہیں کر سکتے۔"

اب جب کہ پیر برق نوشاہی صاحب کا مذکورہ رسالہ ہماری دسترس میں نہیں ہے تو اس کے مندرجات کے بارے میں اظہار خیال کرنا دشوار ہے۔ انھوں نے اس رسالہ میں کیا لکھا ہوگا؟ اس کا اندازہ ان کی چند دیگر تصانیف یا ان کے بارے میں لکھی گئی کتب میں درج جملات سے ہو جاتا ہے۔ جیسے پیر برق صاحب کے ایک سوانح نگار کا یہ جملہ:

"تذکرۂ نوشاہی اور اس کا مصنف، اس رسالہ میں سیّد ابولکمال برق نوشاہی نے تذکرۂ نوشاہی کی ان عبارتوں کی نشان دہی کی ہے جو رسالہ الاعجاز مصنفہ مرزا احمد بیگ لاہوری میں شامل کی گئی ہیں۔"(۲۹)

خود پیر برق صاحب نے اپنی اس تصنیف کی کیفیت یہ بیان کی ہے:

"تذکرۂ نوشاہی، رسالہ الاعجاز کا ہی دوسرا نام ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ رسالہ الاعجاز میں حضرت برخوردار قدس سرّہ اور آپ کے فرزندوں کے حالات درج نہیں تھے۔ جناب محمد حیات برخورداری نے اس میں ردّ و بدل کر کے اس میں حضرت برخوردار قدس سرّہ اور ان کی اولاد کے حالات شامل کر کے اس کی اصلی صورت کو مسخ کر دیا تھا۔ جناب محمد حیات صاحب کے تحریف کردہ رسالہ الاعجاز ہی کا نام تذکرۂ نوشاہی ہے اور جناب محمد حیات صاحب نے اس امر کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے...."(۳۰)

اس کے بعد پیر برق صاحب نے تذکرۂ نوشاہیہ کے خطبہ سے فارسی عبارت نقل کی ہے جس میں رسالۂ احمد بیگ کا ایک ناقص الطرفین نسخہ ملنے اور اسے اپنے چچازاد بھائی سیّد شیر محمد کی مدد سے مکمّل کرنے کا بیان ہے۔ یہ فارسی عبارت اور اس کا اردو خلاصہ درج کرنے کے بعد، پیر برق صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے:

"اس عبارت سے یہ صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ رسالہ الاعجاز اور تذکرۂ نوشاہی میں صرف اتنا فرق ہے کہ رسالہ میں حضرت برخوردار صاحب اور ان کے فرزندوں کے حالات موجود نہیں ہیں، لہذا تذکرۂ نوشاہی میں حضرت نوشہ گنج بخش اور ان کے خلفا کے متعلق جو عبارتیں ہیں اگرچہ ان میں کچھ محرّفہ ہیں، لیکن وہ رسالہ الاعجاز کی ہیں۔"(۳۱)

اسی عبارت پر پیر برق صاحب نے حاشیہ درج کرتے ہوئے لکھا ہے:

"رسالہ الاعجاز ۱۱۰۷ھ کی تصنیف ہے۔ جناب محمد حیات نے اس میں تحریف کرتے وقت یہ تصریح نہیں فرمائی کہ ۳۹ سال کے قلیل عرصے میں اس کی عبارتیں کس طرح مٹ گئیں؟ ہمارے خیال میں ان عبارتوں کے مٹنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس میں حضرت برخوردار اور ان کے فرزندوں کے اسماء نہیں تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۱۴۶ھ میں جناب شریف احمد صاحب کے جدّ امجد جناب محمد حیات کو تو رسالہ الاعجاز کا کوئی مکمّل نسخہ (بقول ان کے) دستیاب نہیں ہوا تھا لیکن ماشاءاللہ جناب شریف احمد صاحب کی

Marfat.com

یہ کتنی بڑی کرامت ہے کہ انھیں یہ نسخہ چودھویں صدی میں مکمّل حالت میں مل گیا۔ یاللعجب! ہمارے نزدیک دادا اور پوتا ایک ہی بیڑی [کشتی] کے سوار نظر آتے ہیں اور دونوں کی باتوں میں کچھ صداقت معلوم نہیں ہوتی۔"(۳۲)

پیر برق صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"رسالہ احمد بیگ کے محرّفہ نسخہ کا نام ہی تذکرہ نوشاہی ہے۔"(۳۳)

پیر برق صاحب نے اس کی وضاحت ایک اور مقام پر یوں کی ہے:

"جناب محمد حیات برخورداری نے ... رسالہ الاعجاز میں صرف اس قدر تصرّف کیا تھا کہ اپنے چند رشتہ داروں کے حالات اپنے بھائی جناب شیر محمد سے لکھوا کر اس میں شامل کر دیے تھے اور حضرت سیّد محمد ہاشم کے ذکر میں جناب سیّد برخوردار صاحب کے حالات ٹھونس کر ترتیب کو بدل دیا تھا۔ اور رسالہ الاعجاز کا تحریف شدہ نسخہ ہی تذکرۂ نوشاہی کے نام سے مشہور ہے۔"(۳۴)

پیر برق صاحب آگے چل کر پھر رقم طراز ہیں:

"صاحب رسالہ الاعجاز نے اپنی کتاب میں... ذکر کیا ہوگا۔ لیکن جناب محمد حیات نے تحریف کرتے وقت یہ عبارت نکال دی ہے۔"(۳۵)

پیر برق نوشاہی صاحب کے مندرجہ بالا تمام بیانات اُن کی ایک ایسی کتاب سے لفظ بہ لفظ نقل کیے گئے ہیں جو بنیادی طور پر حضرت شرافت نوشاہی کے خلاف تصنیف ہوئی ہے۔ لہٰذا ان بیانات کا لہجہ سخت ہونا فطری امر ہے۔ میں نے منقولہ عبارات کے جن الفاظ یا عبارات کو خط کشید کیا ہے وہ دراصل ہماری بحث کا بنیادی موضوع ہیں۔ راقم السطور پیر برق اور حضرت شرافت کے طویل المدّت علمی اختلافات کے پس منظر سے الگ رہ کر اس موضوع کا محض علمی نقطۂ نظر سے تجزیہ کرے گا۔

۱۔ قدیم دور سے سابقہ مصنّفین کی تصانیف پر حاشیے، تکملے، خاتمے اور ذیول لکھنا، ایک روایت رہی ہے۔(۳۶) یہ کام محض اس نیّت سے کیا جاتا تھا کہ سابقہ اطلاعات اور معلومات کی تجدید اور تکمیل ہو جائے، جسے جدید دور کی اصطلاح میں Update کرنا کہتے ہیں۔ یہاں بطور مثال بھی چند تکملوں یا ذیول کا ذکر کرنا اہل علم کے ہاں خود کو شرمندہ کرنے اور آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ کیوں کہ یہ روایت اس قدر تسلسل کے ساتھ متداول اور رائج رہی ہے کہ کسی صاحبِ علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ کسی نے اس کو بُرا کہا، بلکہ استحسان ہی کیا ہے۔

۲۔ حافظ محمد حیات نوشاہی صاحب نے بھی ایک طرح سے رسالۂ احمد بیگ کا تکملہ لکھا ہے اور اپنے دیباچے میں صاف طور پر بتایا ہے کہ مرزا احمد بیگ کو جو باتیں معلوم نہیں ہو سکی تھیں اور انھیں بہ حیثیت صاحب خانہ اور بمصداقِ الولد سرٌ لابیہ اور اھل البیت ادریٰ بما فی البیت اپنے باپ دادا کے بارے میں معلوم تھیں، انھوں نے اضافہ کیا ہے۔ بطور مثال ان میں

Marfat.com

ایک اضافہ عبدالرحیم سدا کنبوئی کا وہ قطعہ ہے جس سے حضرت نوشاہ گنج بخش کی تاریخ وفات ۱۰۶۴ھ برآمد ہوتی ہے۔ احمد بیگ نے یہ تاریخ وفات اپنے دیباچے میں اس طریقے سے لکھی کہ ان کے رسالہ کا سال تصنیف ۱۱۰۷ھ ہے اور اس وقت حضرت نوشاہ کے وصال کو ۴۳ سال گذر چکے ہیں۔ ان دونوں اعداد کی تفریق سے ۱۰۶۴ھ ہی برآمد ہوتا ہے، لیکن محمد حیات صاحب نے تاریخ وفات کے لیے قطعہ درج کر کے اس تاریخ کی تائید اور توثیق کر دی ہے اور بات زیادہ صاف ہوگئی ہے۔ کیا اس قطعہ کا اضافہ ''تحریف'' اور ''ردّ و بدل'' کے زمرے میں آتا ہے؟

۲۔ یہ کہنا کہ رسالۂ احمد بیگ میں حضرت برخوردار اور ان کے فرزندوں کے اسماء یا حالات موجود نہیں تھے، صحیح نہیں ہے۔ یہ گویا مرزا احمد بیگ کو بھی جانب دار، متعصب اور حضرت برخوردار اور ان کی اولاد کا عنید ٹھہرانا ہے۔ حالاں کہ احمد بیگ نے نہایت عقیدت سے سب کے حالات، جو میسّر تھے، لکھ دیے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ رسالۂ احمد بیگ میں حضرت برخوردار اور ان کے فرزندوں کے کچھ حالات موجود تھے، تاہم حافظ محمد حیات نے ان پر اضافہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں شاہ عصمت اللہ کے حالات اور کرامات کے اضافے کی مثال کافی ہوگی۔

حافظ محمد حیات نوشاہی کو ''تحریف'' کا مرتکب قرار دینے والے، محمد ماہ صداقت کنجاہی کی ثواقب المناقب کے بارے میں کیا حکم لگائیں گے؟ صداقت کو ان کے پیرِ طریقت عبدالرحمان دہلوی نے یہ کہا تھا کہ رسالۂ احمد بیگ کو مرصّع فارسی میں ڈھال دو، لیکن انھوں نے اس میں بہت سی نئی باتیں بھی ڈال دیں، جیسے حضرت نوشاہ گنج بخش کے ایک پڑپوتے سید ہیبت اللہ نوشاہی کی شہادت کا واقعہ اور قطعۂ تاریخ جو رسالۂ احمد بیگ میں ہرگز نہیں ہے (اس لیے کہ یہ واقعہ رسالہ کی تالیف سے کوئی بیس سال بعد کا ہے)۔ ثواقب المناقب کے آخر میں اپنے پیر اور اپنے حالات کا اضافہ بھی کیا۔ کیا یہ سب بھی تحریف یا ردّ و بدل کہا جائے گا؟

۳۔ جہاں تک حافظ محمد حیات صاحب پر حضرت محمد ہاشم کے حالات میں حضرت محمد برخوردار کے حالات ٹھونسنے کا الزام ہے، مجھے اس کی کوئی شہادت نظر نہیں آئی۔ صرف ایک روایت میں تقدیم و تاخیر ہوئی ہے جس سے محمد ہاشم صاحب کے مقام اور مرتبہ کو کوئی گزند نہیں پہنچتی۔ اس تقدیم و تاخیر کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

۴۔ پیر برق صاحب بار بار فرماتے ہیں کہ محمد حیات صاحب نے رسالہ احمد بیگ میں تصرّف، تحریف اور ردّ و بدل کیا ہے۔ اور تذکرۂ نوشاہیہ ایک محرّفہ کتاب ہے۔

فرہنگوں اور لغت کی کتب میں تصرّف، تحریف اور ردّ و بدل کی الگ الگ تعبیرات اور تشریحات ہیں۔ مناسب ہوتا کہ پیر برق صاحب اپنا موقف درست ثابت کرنے اور ان تینوں الفاظ کے مصداقات سامنے لانے کے لیے تذکرۂ نوشاہیہ اور رسالۂ احمد بیگ کی عبارتوں کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے جس سے قارئین کو یہ معلوم ہوسکتا کہ احمد بیگ نے کیا لکھا تھا اور محمد حیات نے کیا تصرّف، تحریف اور ردّ و بدل کیا ہے۔

اس احقر کی رائے ہے کہ محمد حیات صاحب نے احمد بیگ کی عبارتوں کو (جو انھیں دستیاب ناقص الطرفین نسخے میں موجود

Marfat.com

تھیں) بالکل نہیں چھیڑا اور مصنف (احمد بیگ) نے جو باتیں صیغۂ واحد متکلم میں اور ''احقر'' لکھ کر رسالہ میں درج کی تھیں، ویسی ہی رہنے دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے کچھ مصنفین (جیسے مفتی غلام سرور لاہوری صاحب خزینۃ الاصفیا) کو تذکرۂ نوشاہیہ میں ایسی عبارات سے اشتباہ ہوا اور وہ انھیں محمد حیات کی سمجھ کر نتائج اخذ کرتے رہے، حالاں کہ وہ احمد بیگ کی ہیں۔

ڈاکٹر احسان احمد کی تصحیح و تدوینِ تذکرۂ نوشاہیہ

ڈاکٹر احسان احمد صاحب (لیکچرر فارسی، گورنمنٹ کالج، چناب نگر) نے تصحیح و تدوین و تحشیۂ تذکرۂ نوشاہی باشرح احوال و آثار حافظ محمد حیات ربانی (درگزشتہ [کذا: درگذشتہ] ۱۱۷۳ھ/۱۷۶۰ء) عنوان سے ۳۱۲ صفحات پر مشتمل تحقیقی۔ تعلیمی مقالہ شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں پروفیسر ڈاکٹر آفتاب اصغر کی نگرانی میں لکھا اور ۲۰۰۴ء میں پنجاب یونیورسٹی نے انھیں اس کام پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ یہ مقالہ حسب ذیل مواد پر مشتمل ہے:

۱۔ پیش گفتار (شرح احوال و آثار حافظ محمد حیات نوشاہی بزبان فارسی از قلم احسان احمد)، ص ۵۴-۹

۲۔ متن تذکرۂ نوشاہی، ص ۲۹۵-۵۵

۳۔ کتاب نامہ و فہرست ہا، ص ۳۱۲-۲۹۸

احسان صاحب نے تدوین کے لیے مندرجہ ذیل چار قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے:

۱۔ ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، شمارہ ۶۱۸۸،

۲۔ ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونی ورسٹی لائبریری، شمارہ ۲۱۶۰/۵۱۷۱،

۳۔ کتب خانۂ (میاں مسعود احمد) سردار پور جھنڈیر، میلسی،

۴۔ کتب خانۂ نوشاہیہ، ساہن پال (شرافت، نسخۂ الف)۔

یہاں اختصار کے ساتھ اس تدوین کا تنقیدی جائزہ لیا جاتا ہے:

احسان صاحب نسخۂ شیرانی (۶۱۸۸) کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا سال کتابت ۱۱۵۰ھ ہے جو غلطی سے منزوی نے ۱۱۹۰ھ درج کیا ہے۔ یہ نسخہ قدیم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ تذکرۂ نوشاہی کا موجود جامع ترین نسخہ ہے اس لیے اسے بنیاد بنایا گیا ہے۔ (۳۷)

جہاں تک اس کی تاریخ کتابت کا معاملہ ہے تو ۱۱۹۰ھ ہی صحیح ہے، احسان صاحب کو پڑھنے میں سہو ہوا ہے۔ (۳۸) اس پر ہم آگے چل کر نسخۂ شیرانی (۶۱۸۸) کے تعارف کے ضمن میں مزید بحث کریں گے۔

نسخہ کے ''جامع ترین'' ہونے کی احسان احمد صاحب نے کوئی وضاحت یا تعریف نہیں کی ہے۔ آیا اس نسخے میں ایسا مواد ہے جو باقی نسخوں میں نہیں ہے؟

کیا واقعی انھوں نے اس نسخے کو اپنے کام کی بنیاد بنایا ہے؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ اس پر بھی آگے چل کر بحث

Marfat.com

ہوگی۔

احسان احمد صاحب نے اپنے طریقۂ تصحیح کی یوں وضاحت کی ہے:

-تذکرۂ نوشاہی کی یہ تصحیح، تطبیقی اور التقاطی ہے اور اس میں مذکورہ چار نسخوں سے مدد لی گئی ہے۔ زیادہ تر مواقع پر دو قدیم نسخوں کی عبارت متن میں رکھی گئی ہے اور متاخر نسخوں کا اختلاف حاشیے میں دیا گیا ہے۔ لیکن بعض جگہوں پر یہ معاملہ اُلٹ بھی ہے۔

-اختلاف نسخ درج کرنے میں بہت زیادہ دقّت نظر سے کام لیا ہے۔

-بعض ضروری الفاظ یا مضامین بریکٹ میں اضافہ کیے گئے ہیں۔

-نسخوں کے تمام اضافات پاورق میں رکھے گئے ہیں۔

-ابواب وفصول کو عنوانات کے ذریعے واضح کیا گیا ہے اور رموز اوقاف میں جدید معیارات کو اپنایا گیا ہے۔

-مقامی زبانوں کے الفاظ (اعلام) مقامی تلفظ کے مطابق درج کیے گئے ہیں۔ (۳۹)

''تطبیقی اور التقاطی'' تصحیح سے مراد غالباً یہ ہے کہ سب نسخوں کا آپس میں مقابلہ کیا گیا ہے اور جہاں جو عبارت زیادہ صحیح تھی، وہاں سے لے لی گئی ہے اور اگر بنیادی نسخہ میں وہ لفظ غلط تھا تو دوسرے صحیح الکتابت نسخہ سے لے لیا گیا ہے۔

احسان صاحب کا یہ کہنا کہ انھوں نے کام کی بنیاد نسخۂ شیرانی (۶۱۸۸) پر رکھی ہے، صحیح نہیں ہے۔ میں ان کے تدوین کردہ متن پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ انھوں نے نسخۂ جھنڈیر کو بنیاد بنایا ہے۔ اس کے شواہد حسب ذیل ہیں:

۱۔ احسان صاحب کے تدوین کردہ متن کے اندر جس نسخہ کے ورق شمار دیے گئے ہیں، وہ نسخۂ شیرانی کے بجائے نسخۂ جھنڈیر کے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نسخۂ جھنڈیر کی پیروی کر رہے ہیں۔

۲۔ نسخۂ شیرانی سے انحراف اور نسخۂ جھنڈیر پر انحصار، احسان صاحب کے مرتبہ متن کی پہلی سطر ہی سے نظر آجاتا ہے۔ احسان صاحب کے مرتبہ و مصحّحہ متن کی پہلی سطر یوں ہے:

الحمد لله الذی تفرد بالالوهية الابدية و الشكر لمن توحد بربوبية الازلية و درود بر رسول اكرم الصلوة والسلام وعلى آله الامجاد مااتخذ صاحبة ولا ولدا ولم يكن له كفوا.....الخ

حمد یہ عربی جملے کے درمیان، اچانک فارسی نعتیہ جملہ غیر مربوط ہے۔ نسخۂ شیرانی میں بھی یہ عبارت یوں نہیں ہے جیسے احسان صاحب نے نقل کی ہے۔ یہ نسخۂ جھنڈیر کی پیروی ہے کیوں کہ اس میں یہ بے ربط جملہ یوں ہی نقل ہوا ہے۔

۳۔ احسان صاحب نے نسخۂ جھنڈیر کی خصوصیات بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کے کاتب نور المصطفی نوشاہی نے کتابت کے دوران اپنے جوابیات متن میں داخل کیے ہیں، وہ سات مقامات پر ہیں اور ان سب کو تصحیح کے دوران پاورق میں منتقل کر دیا گیا

Marfat.com

ہے(ص۵۳)۔لیکن ایسا ہر جگہ نہیں ہوا۔مثلاً:

-حضرت شاہ سلیمان کو''نعلین دوز'' کہنے کی چار سطری توجیہ(ص۱۹۰،س۱۰تا۱۳)،وہ نسخۂ جھنڈیر سے افزودہ ہیں۔خود احسان صاحب نے حاشیے میں بتایا ہے کہ باقی تین نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے۔ایسی صورت میں انھیں یہ عبارت حاشیے پر لے جانی چاہیے تھی۔اگر بقول احسان صاحب نسخۂ شیرانی ''جامع ترین'' ہے تو کیا اس عبارت کا اس میں نہ ہونا،اس کی جامعیت کی نفی نہیں کرتا؟یا احسان صاحب اس عبارت کو الحاقی تسلیم کرلیں۔

-حضرت شاہ برخوردار کی مدح میں یہ شعر:

به حضرت شاه بس دلداریم ده

به برخوردار برخورداریم ده

(ص۱۹۱)

جیسا کہ احسان صاحب نے پاورقی میں بتایا ہے کہ یہ شعر بقیہ تین نسخوں میں نہیں ہے،لہذا یہ بھی کاتب کا افزودہ ہے۔اسے پاورقی میں ہونا چاہیے تھا۔

۴۔نسخۂ جھنڈیر کی تمام اغلاط احسان صاحب کے مرتبہ متن میں موجود ہیں۔مثلاً:

-حضرت نوشہ کے ذات پات والے جملے؛

-''**مردی سلیم الطبع و نیکو کردار اقامت داشت** ''(ص۱۰۸)یہ جملہ نسخۂ بنیاد میں نہیں ہے،جھنڈیر(۳۶ الف)میں ہے۔

-''**چنانچه اکثر جناب ایشان مشهور است** ۔''(ص۲۷۴،س۶)احسان صاحب نے لفظ''جناب''متن میں رکھ کر اس پر پاورق شمار دیا ہے اور حاشیے میں نسخہ ہاے شیرانی وساہن پال سے اس کا بدل''خیالات'' لکھا ہے۔چونکہ نسخۂ جھنڈیر میں''جناب'' لکھا ہے،اس لیے احسان صاحب نے اس کی پیروی کی اور باقی تین نسخوں کے ضبط کو حاشیے میں لے گئے۔اگر وہ غور کرتے تو انھیں نسخۂ جھنڈیر کی عبارت مہمل ہونے کا احساس ہو جاتا۔جب کہ باقی تینوں نسخوں کی عبارت،لفظ''خیالات'' کی وجہ سے واضح اور صحیح ہے۔

قرائت کی اغلاط،نادرست الفاظ کو درست الفاظ پر ترجیح

خطا	صواب
چون غنیم پیش ازین بر ایشان شده بود(ص۱۰۷)	**چون غنیم پیش ازین پریشان شده بود**
با وی اکنون یکدل و یک جان شوی(ص۱۰۷)	**با وی اکنون یکدل و یک رو شوی**

Marfat.com

بلک خود را محو سازی او شوی　　بلک خود را محو سازی او شوی

مصحّح نے دونسخوں میں ''رُو'' کو چھوڑ کر ''جان'' اختیار کیا ہے، حالانکہ قافیے کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ''رُو'' ہونا چاہیے۔

همچنان آوای الفاظ شدن گرفت (ص۱۱۰)　　همچنان ادای الفاظ شدن گرفت (ص۱۱۰)

مرتّب نے دونسخوں میں ''ادای'' کو چھوڑ کر ''آوای'' اختیار کیا ہے۔ جو بے معنی ہے۔ اس جملے کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ''الفاظ ادا ہونے'' کا مقام ہے۔

به علم[و] حکمت اشتغال داشتند (ص۲۰۹)　　به علمِ حکمت اشتغال داشتند

یہاں ''و'' کا اضافہ مرتّب کی طرف سے ہے اور بے جا ہے۔ متن میں میاں سعد اللہ کی طبابت کا ذکر ہوا ہے۔ علم حکمت کو یہاں مقامی مفہوم کے مطابق علم طبّ کے مترادف کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

هر گاه که شما ادبِ ما خواهید کرد، ادب مربّی ما هم خواهیم کرد۔ (ص۲۱۷)　...ادب مربّیِ ما هم خواهید کرد

هفت و هشت روز در آنجا ماندند (ص۲۱۹)

ظاہرِ عبارت سے اس میں کوئی اشکال نہیں، لیکن نسخۂ جھنڈیر میں الفاظ اور اعداد میں یہ ''بیست و ہفت'' روز ہے اور ایسا ہی نسخۂ صبغت اللہ (۱۶۱) میں ہے۔ احسان صاحب نے پاورقی میں کوئی اختلاف بھی نہیں دیا۔

او هم از شفای شوق جان سوز سوخت (ص۲۲۱)　　او هم از شعلۂ شوق جان سوز سوخت

جیسا کہ نسخۂ جھنڈیر (۱۱۱ب) اور صبغت اللہ (۱۶۳) میں ہے۔ احسان صاحب کا جملہ بے معنی ہے۔

برای مطبخ سرکار خوردن جزوی من هم ببرم (ص۲۴۹)　　برای مطبخ سرکار خوردن چیزی من هم ببرم

احسان صاحب نے غلط لفظ (جزوی) متن میں رکھا ہے اور اس کا صحیح بدل (چیزی) جو ان کے مطابق نسخہ ہائے د، پ میں موجود تھا، اسے حاشیے میں لے گئے ہیں!

دانستم که این در وسواس است (ص۲۴۹)　　دانستند که این در وسواس است

یہاں اشارہ حضرت نوشاہ کی طرف ہے کہ وہ جان گئے کہ ان کا مرید وسواس کا شکار ہے۔ اسی لیے نسخوں میں ''دانستند'' آیا ہے۔ اگر ''دانستم'' ہو تو جملہ بے محل ہے یعنی میں جان گیا یہ وسواس میں ہے!

هر گاه به درگاه می آمدند، نظر بسیار می آوردند (ص۲۶۸)　...نذر بسیار می آوردند

اسماء واعلام میں تبدیلی

اسماء میں اختلاف ہونے کی وجہ سے کسی ایک نام کا اختیار کرنا، جو بے حد غیر معروف بھی ہو، مرتّب کے لیے بہت مشکل

Marfat.com

کام ہوتا ہے۔ایسے میں نسخوں کے اجماع کو دیکھنا پڑتا ہے۔احسان صاحب نے اپنے مرتبہ متن میں بعض نام کسی توجیہ کے بغیر بدل دیے ہیں، جیسے:

-میان دولا درزی (ص۲۲۳)، نسخۂ شیرانی (۸۶)، جھنڈیر (۱۱۲ب) اور صبغت اللہ (۱۶۵) میں یہ نام میان بولا درزی ہے۔احسان صاحب نے یہاں کوئی اختلاف نسخ نہیں دیا ہے۔

-عبدالوہاب (ص۲۴۵)، دیگر نسخوں میں یہ نام ''وہاب'' ہے۔

-محمد سعی (ص۲۴۶) دیگر نسخوں میں یہ نام محمد سعید ہے اور یہی صحیح ہے۔آپ حضرت نوشاہ کے پوتے تھے۔

حذفِ عبارات

جھنڈیر (۱۱۲ب)، شیرانی (۸۶) اور صبغت اللہ (۸۶) میں ایک جملہ یوں ہے: ''**برمیان بولا درزی توجه فرمودند، تأثیرش چنان به ظهور آمد که از اطراف و اکناف آن شهر در حیطهٔ اطاعتش آمدند و به ایشان وجدو حال پدید آمدی۔**'' احسان صاحب نے خط کشیدہ عبارت ترک کر دی ہے (ص۲۲۳)۔

رموزِ اوقاف کے مسائل

احسان صاحب کے مرتبہ متن میں رموز اوقاف کے بھی مسائل ہیں، مثلاً یہ جملہ ملاحظہ ہو:

''**فقیران این زمانه قضیه دلّال اند به.فقیر ایشان شیروش چنان غریدند**'' (ص۲۳۸)

احسان صاحب نے ''به'' پر جملہ ختم کر کے اس پر حاشیہ دیا ہے کہ نسخۂ د (بنیاد) میں ''به'' نہیں ہے۔اس جملے میں رموز اوقاف میں عدم احتیاط بلکہ غلط قرائت کے باعث مفہوم غتر بود ہو گیا ہے۔جملہ یوں ہے: ''**فقیران این زمانه قضیه دلّال اند ، نه فقیر.ایشان شیروش چنان غریدند.**''

مقامی الفاظ کا تلفظ

مقامی زبانوں کے اعلام والفاظ بھی مقامی تلفظ کے مطابق ضبط نہیں ہوئے جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے، مثلاً:

-قوم تارران (ص۱۰۸) تارڑاں ہونا چاہیے۔

-پوتھوہار (۲۶۷) پوٹھوہار ہونا چاہیے۔

-گکھر (۲۶۷) گکھڑ ہونا چاہیے۔

احسان صاحب نے محمد حیات کی نثر کے نمونے کے طور پر پانچ اقتباسات پیش کیے ہیں۔[۴۰] ان میں سے پہلا اقتباس دراصل مرزا احمد بیگ کی نثر ہے۔[۴۱]

احسان احمد صاحب کے مرتبہ متن پر یہ تنقیدی اشارات یہاں ختم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

تذکرے کا نام

چونکہ مؤلف نے اس کتاب کا کوئی نام خود تجویز یا مقرر نہیں کیا ہے، اس لیے اس کے قلمی نسخوں میں اس کے مختلف اسماء ملتے ہیں جو ظاہر ہے کاتبوں اور نساخوں کی اختراع ہیں۔ ان نسخوں کے فہرست نگاروں نے اس پر اپنے اجتہاد کا رنگ چڑھایا ہے اور اس کتاب کا نام تجویز کیا ہے۔ یہاں ان تمام اسماء کا احاطہ کیا گیا ہے:

- کتاب احوال حضرت نوشہ گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۴۲) اور اسی کی بنیاد پر اس کی مخفف صورت احوال حضرت نوشہ گنج بخش (۴۳)
- تذکرۂ نوشاہی (۴۴)
- تذکرۂ نوشاہیہ (۴۵)
- ثواقب المناقب (۴۶)
- ثواقب المناقب النوشاہیہ (۴۷)
- خاتمۂ ثواقب المناقب (۴۸)
- ذکر نوشاہی (۴۹)
- مقامات حاجی بادشاہ، کاتب نے ''باد'' کے اوپر ''نو'' ڈالا ہے تاکہ مقامات حاجی نوشاہ پڑھا جائے۔ (۵۰)
- ملفوظ حضرت نوشہ گنج بخش (۵۱)
- مناقبات خوارق عادات وکرامات حضرت نوشہ رحمہ اللہ (۵۲)
- مناقبات قدوۃ الواصلین، زبدۃ العارفین، حضرت نوشہ حاجی گنج بخش جیو (۵۳)

تذکرۂ نوشاہیہ کے مخطوطات

رسالۂ احمد بیگ کے برعکس جس کے نسخے اب ''کم یاب'' ہیں، خوش قسمتی سے تذکرۂ نوشاہیہ کے کئی مخطوطات دست یاب ہیں۔ پہلے اُن نسخوں کی خصوصیات بتائی جاتی ہیں جو تصحیح وتدوین میں میرے استعمال میں رہے ہیں۔ بعد میں دوسرے نسخوں کے بارے میں بتایا جائے گا جو استعمال میں نہیں آئے ہیں۔

الف: تصحیح میں استعمال ہونے والے نسخے

نسخۂ صبغت اللہ

یہ نسخہ اس وقت صاحب زادہ بشارت علی ولد محمد اعظم ولد سلطان عالم نوشاہی برخورداری کی ملکیت ہے (۵۴) جو موضع کیہاڑی چھپراں، علاقہ گس گماں، ضلع میر پور، آزاد کشمیر میں رہتے ہیں۔ اس علاقے میں سب سے پہلے سیّد محمد عظیم (۵۵) بن

Marfat.com

شاہ عصمت اللہ بن شاہ محمد برخوردار بن حضرت نوشاہ گنج بخش نقلِ مکان کر کے گئے تھے۔

اس نسخہ کا ترقیمہ یوں ہے:

"این نسخه بتاریخ بیستم شهر ذی حجّه سنه ۱۱۸۳ هجری معلٰی مقدس ،روز سه شنبه به اتمام رسید بفضل حقّ.مناقبات خوارق عادت و کرامات حضرت نوشه حاجی رحمه اللّه. ۵.برای پاس خاطر میان صبغت الله جیو، که از اولاد حضرت نوشه صاحب اند،نوشته شد.دیگری را دعوی و حجّت نیست. هر که دعوی کند،دروغی و کاذب عند الشرع باشد."

ترقیمہ میں، جہاں کتاب کا نام "مناقبات خوارق وکرامات حضرت نوشہ حاجی رحمہ اللہ" لکھا ہے اس کے بالمقابل ایک مہر ثبت ہے جس کے اندر یہ عبارت کندہ ہے: "صبغة اللّه رنگ نوشه یافت"،(۵۶) جس سے کاتب کی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ نسخہ صبغت اللہ نوشاہی کے لیے تحریر کیا گیا تھا اور یہ مہر انھی کی ہے۔،صبغت اللہ نوشاہی کا تعارف یہ ہے: سیّد صبغت اللہ بن سیّد ابن یمین بن سیّد رحمت اللہ بن سیّد حافظ برخوردار بن حضرت نوشاہ گنج بخش۔ پیر کمال لاہوری نے تحایف قدسیہ اور عمر بخش رسول نگری نے مناقبات نوشاہیہ میں اُن کا ذکر کیا ہے۔ حضرت شرافت نوشاہی نے بھی سیّد صبغت اللہ کے مختصر حالات جمع کیے ہیں اور ان کا سال وفات ۱۲۱۸ھ درج کیا ہے۔ اُن کی مہر کا سجع (صبغة اللّه رنگ نوشه یافت) نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ مہر تذکرۂ نوشاہیہ قلمی پر ثبت ہے۔ جس کا نسخہ آج کل [۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں] سیّد پیر ولی بن سیّد عارف حق نوشاہی لاہوری کے گھر [لاہور] میں موجود ہے۔(۵۷)

مجھے اس نسخہ کی تصویری نقل (اسکین شدہ صورت میں) حاصل ہوئی ہے۔ اصل نسخہ میں نے خود نہیں دیکھا اور معلوم نہیں آیا وہی نسخۂ سیّد پیر ولی ہے؟ تصویری نقل کے مطابق اس نسخہ کے ۲۵۲ صفحات ہیں۔ از اوّل تا آخر سالم اور اچھی حالت میں ہے۔ واضح خط نستعلیق میں تحریر ہوا ہے۔ عنوانات شنگرفی ہیں۔ اس نسخہ کی بڑی خرابی یہ ہے کہ اس کا کاتب کم سواد شخص ہے اور اس نے بہت سے الفاظ غلط تحریر کیے ہیں۔ یوں لگتا ہے اس نے سماعی کتابت کی ہے، کوئی اسے یہ نسخہ املاء کراتا رہا ہے۔ کیوں کہ ہم صدا حروف، جیسے ث،س،ص یا ز،ض،ظ یا ح،ہ میں وہ تمیز نہیں کر سکا۔ چند مثالیں:

ظلم (۳۰) صحیح: ہضم

وساتت (۱۴۸) صحیح: وساطت

خابیدم (۱۴۹) صحیح: خوابیدم

خوف وحراص (۲۴۷) صحیح: خوف وہراس

تبعی (۱۴۹) صحیح: طبعی

Marfat.com

مزبوت (۶۰) صحیح: مضبوط
اساس البیت (۱۸۸) صحیح: اثاث البیت
عنواعنوا (۲۰۱) صحیح: انواع انواع
امتہان (۲۰۸) صحیح: امتحان
ازن (۵) صحیح: اذن
تاسیر (۱۹) صحیح: تاثیر
کچھ دیگر نوعیت کے سہو قلم:

خطا	صواب
تفاصیل ال (۴)	تفاصیل احوال
سبیل جمال (۴)	سبیل اجمال
استفصارہ (۴)	استقصی
صحبت (۵)	صحت
نظر (۳۰،۳۱)	نذر کے مفہوم میں تین دفعہ غلط کتابت ہوا ہے۔
حسنات الابرات (۷)	حسنات الابرار
سبعین واربعہ (۱۱)	سبعین واربع مائۃ
اخبارالاخرت (۱۶)	اخبارالاخیار
قامت دست داد (۲۱)	افاقت دست داد
خواھش وعوام (۲۲)	خواص وعوام
جایگذارد (۲۷)	چابک دادند

کاتب نے کہیں کہیں کسرۂ اضافت کے لیے 'ی' کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً شاہ عصمت اللہ نوشاہی کی مدح میں تمام ابیات میں اس کا التزام رکھا ہے (۱۷۷)۔ نیز:

چوگانی حقیقت (۲۶) یعنی چوگانِ حقیقت
میدانی حقیقت (۲۶) یعنی میدانِ حقیقت

کاتب نے کہیں کہیں تخفیفِ املا سے بھی کام لیا گیا ہے۔ جیسے پارچہ کی جگہ پرچہ، شلاق کی جگہ شلق۔ چونکہ شرافت نسخۂ الف میں بھی یہی املا ہے، شاید یہ مؤلف کا اختیار کردہ ہو۔

Marfat.com

کاتب نے بعض جگہ غیر مقامی الفاظ کے مقامی تلفظ کو بھی ملحوظ رکھا ہے، جیسے خذمت (۲۱) / خدمت کا یہ تلفظ آج بھی تاجکستان میں رائج ہے اور خاص و عام خذمت ہی بولتے ہیں، سایران (۱۱۵) / (سایرہ)، ورجش (۶۰) / ورزش

معلومہ نسخوں میں قدیم ترین نسخہ ہونے کی وجہ سے میں نے اسے تصحیح کے دوران ترجیح دی اور بنیاد بنایا ہے۔ اس کی نشانی ''نسخۂ صبغت اللہ'' ہے۔

شرافت، نسخۂ ج

حضرت شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف کے کتب خانہ میں تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخوں کے درمیان اس کا نشان بطور نسخۂ 'ج' ہے۔ پرانا نسخہ ہے۔ تقریباً تیرہویں صدی ہجری کا کتابت شدہ۔ صاف نستعلیق، سرخ عنوانات، معمولی جدولیں، ۳۲۴ صفحات۔ اغلاط کتابت بہت کم۔ حضرت شرافت نوشاہی کو جب یہ نسخہ دستیاب ہوا تھا تو اس کا پہلا ورق (عبارت: الحمد للّٰہ ...الآیۃ الاشرف) اور آخری تین اوراق (عبارت: افطاری کردی و بدھو نام درزی ... بیاد خدا مشغول می ماند) مفقود تھے، حضرت شرافت نوشاہی نے اپنے قلم سے خوشخط لکھ کر الحاق کیے اور اس پر یہ ترقیمہ لکھا:

> ''تمام شد این نسخۂ طیّبہ 'تذکرۂ نوشاہیہ من تصنیف امام العارفین، اشرف البریات، حضرت سیّد حافظ محمد حیات ربانی ابن سیّد حافظ جمال اللّٰہ فقیہ اعظم نبیرۂ قطب الاعظم حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرّہ. این نسخۂ قلمی کہنہ را یک ورق اوّل و سہ اوراق آخر از سرِ نو نوشتہ مکمّل کردم. انا الفقیر المذنب الراجی رحمۃ ربّہ الاحد فقیر سیّد شریف احمد شرافت ابن حضرت سیّد غلام مصطفی مدظلّہ نوشاہی ساہن پالی، بتاریخ دوم رمضان ۱۳۵۲ ھ، بروز پنجشنبہ. اللّٰھم ارزقنا ببرکات ھذا الاولیاء حسن العاقبۃ وخیر الخاتمۃ برحمتک یا ارحم الراحمین.''

اس نسخہ کا عکس (فوٹو کاپی) بھی بطور نسخۂ 'ھ' حضرت شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اصل قلمی نسخہ ۲۰۰۹ء میں کیڑا لگنے سے تباہ ہو گیا ہے۔ حضرت شرافت نوشاہی نے اس کی فوٹو کاپی اُس وقت تیار کروالی تھی جب یہ اچھی حالت میں اور سالم تھا۔ اب یہ عکسی نسخہ، اصل ہی کا قائم مقام ہے۔

شرافت، نسخۂ د

حضرت شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف کے کتب خانہ میں تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخوں کے درمیان اس کا نشان امتیاز نسخۂ 'د' ہے۔ یہ بھی پرانا نسخہ ہے۔ تقریباً تیرہویں صدی ہجری کا کتابت شدہ۔ خط نستعلیق، عنوانات سرخ، ۱۷۷ ورق۔ حضرت شرافت نوشاہی کو جب یہ نسخہ دستیاب ہوا تھا تو اول، درمیان اور آخر سے چند اوراق مفقود تھے۔ انھوں نے کسی دوسرے نسخے سے اپنے ہاتھ سے یہ اوراق لکھ کر اسے مکمّل کیا۔ جدید الکتابت اوراق ۱ تا ۳، ۸۴، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۶۴ تا ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۷ ہیں۔

Marfat.com

حضرت شرافت نوشاہی کا ترقیمہ یہ ہے:

" تمام شد کتاب تذکرۂ نوشاهی از تصنیف لطیف حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانی بن سیّد حافظ جمال اللّٰه فقیه اعظم قادری نوشاهی ساهن پالوی قدس اسرارهما. بدست فقیر سیّد شریف احمد شرافت نوشاهی عافاه الله تعالیٰ. این نسخه ناقص الاوّل والاوسط والآخر بدست آمد. از نسخۂ دیگر این اوراق نوشته، این نسخه را مکمّل کردم. بفضل اللّٰه تعالیٰ و کرمه. بروز شنبه، یکم جمادی الاخری سنه ۱۳۹۱ ھ مطابق ۲۱ جولائی سنه ۱۹۷۱ء موافق ۸ ساون سمت ۲۰۲۸ بکرمی. فللّٰه الحمد فی الاولیٰ والآخرة."

اس نسخہ کے قدیم حصہ میں بعض فصلوں کے عنوانات، علاوہ متن میں درج کرنے کے حاشیے پر بھی مرقوم ہیں۔ متن میں درج فصل کا عنوان تو وہی ہے جو مؤلف نے لکھا تھا، لیکن حاشیے پر لکھا گیا عنوان، کاتب کی ایجاد ہے۔ جیسے:

-در ذکر صاحب زاده فرخ نهاد، والا حسب، نیکونژاد، میاں رحیم داد ولدِ کلان حضرت شاه شاهان (ورق ۸۷ب)

-در ذکر وجود فیض آمود، حضرت میاں تاج محمود که فرزند خُرد حضرت شاه سلیمان بود. (ورق ۸۸ب)

-در ذکر شریعت شعار و طریقت آثار، حافظ برخوردار که ولد کلانِ حضرت نوشا[۵]حاجی است. (ورق ۹۲ب)

-در ذکر مسند آرای شریعت غرّا و صدر پیرای طریقت بیضا، حاتم زمان، دریا دل، میاں محمد هاشم که ولدخُرد میاں صاحب است. (ورق ۹۶ب)

حاشیہ پر اسی کاتب نے کہیں کہیں وضاحتی نکات بھی لکھے ہیں۔ جیسے میاں سعداللہ بن برخوردار کے حالات میں جہاں موضع بھاگت کا ذکر آیا ہے وہاں یہ حاشیہ لکھا ہے: "موضع بهاگت که متّصل کوٹ میاں سعدالله جیو بود به فاصلۂ یک کروه. (ورق ۱۰۶الف)

اس نسخہ کا باقی نسخوں کی عبارات سے اختلاف بھی ہے۔ مثلاً:

تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۱۰۲:

وضع ایشان آن بود که اکثر در سیر می بودند و ذوق تماشا بسیار داشتند. ..چنانچه اگر کسی را مطلب بود صاحب شکلی را به خدمت می آوردند که او التماس می نمود و هرچه از زبانِ مبارکِ

Marfat.com

ایشان می بر آمد، می شد.

شرافت، نسخۂ د، ۸۸ب:

وضع ایشان آن بود اکثر در سیری خود را می ربود و ذوق تماشای بسیار می نمود. . . اگر کسی صاحب مشکل و مهم بودی به خدمت عالی آمده التماس کردی .هرچه از زبان فیض ترجمان برآمدی، همان طور حق تعالی کردی.

تذکرۂ نوشاہیہ، ص۱۱۹:

تولّدِ ایشان در عهدِ حضرتِ شاه شده. به سنِ نه سال بود و به خدمتِ حضرت میان عبدالرحمٰن ساکن بهڑی ارادت داشتند. از توجهِ ایشان یازده سال ترکِ طعام کردند که یک لقمه در حلقِ بی قلقِ ایشان، که از نظرِ اوّلِ مرشدِ کاملِ مکمّل تجلّی صمدیّت به ایشان مکشوف شد، نرسید. روز و شب به استغراق مستغرق می بودند و به غایت تفکّر – "التفکّر ساعة خَیر من عبادة سنتین" – اشتغال داشتند.

شرافت، نسخۂ د، ۱۰۴ب:

تولّد ایشان در عهد حضرت شاه شاهان بوده و به سن نه سال رسیده بود. به خدمت میان عبد الرحمان ساکن بهڑی به ارادت فائز گشت. از یُمن نگاه توجه ایشان به یازده سالگی چون رسید، ترک طعام کرد که یک لقمه طعام در حلق بی قلق ایشان که در نظر اوّل مرشد کامل مکمّل تجلّی صمدیت به ایشان مکشوف شد،نرسید. روز به روز به استغراق مستغرق ماندند و به منزل ذکر و فکر – "التفکّر ساعة خَیر من عبادة الف سنة"– اشتغال داشتند.

چونکہ یہ اختلافات زیادہ تر لفظی ہیں، معنوی نہیں، میں نے کثرتِ اختلاف سے بچنے کے لیے، ''اختلافات نسخ'' میں ان پر توجہ نہیں دی ہے۔

یہ نسخہ بھی ۲۰۰۹ء میں کیڑا لگنے سے خراب ہو چکا ہے اور مرمت کا متقاضی ہے۔

شرافت، نسخۂ و

حضرت شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف کے کتب خانہ میں تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخوں کے درمیان اس کا نشان امتیاز نسخۂ 'د' ہے اور اس کے پشتہ پر حضرت شرافت نوشاہی نے ''روٹوگراف نسخۂ مزنگ'' لکھا ہے۔ اصل نسخہ سیّد عارف حق نوشاہی (م:۱۹۳۸ء)، ساکن نزدیک باغ گل بیگم، مزنگ، لاہور کے پاس تھا اور یہ اس کی فوٹو کاپی ہے۔ اس نسخہ سے، شرافت، نسخۂ الف کے تقابل میں مدد لی گئی تھی جیسا کہ نسخۂ الف کے تعارف میں بیان ہوگا۔

Marfat.com

اس نسخہ کی ضخامت ۱۴۶ ورق، ۱۵ سطور فی صفحہ، خط نستعلیق شکستہ مائل، کاتب غلام محی الدین بن میاں محمد فیض بخش، ساکن موضع بہار بیورایم (؟)، مقام کتابت بورے وال۔ کاتب نے ماہ کتابت واضح طور پر ۱۵ رجب لکھا ہے، لیکن سال کتابت نہیں لکھا۔ البتہ ترقیمہ ختم کر کے ایک گوشے پر سنہ کی علامت ڈال کر اس میں ۱۱۴۰ لکھا ہے۔ اگر اسے ۱۱۴۰ پڑھا جائے تو یہ کتاب کے سال تصنیف ۱۱۴۶ھ سے متصادم ہے۔ ترقیمہ حسب ذیل ہے:

''خاتمۂ نسخۂ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاہ که صاحب طبع عالی نسخه کتاب باب الابواب کتاب مستطاب حضرت حاجی نوشه گنج بخش جیو ارقام یافته .برای پاس خاطر فقیر فاضل شاه که به دست فقیر حقیر پر تقصیر غلام محی الدین پسر میاں محمد فیض بخش ساکن موضع بهار بیورایم(؟)،در شهر ماه [کذا]رجب پانزدهم تاریخ،به روز پنجشنبه که به وقت چاشت در موضع بورے وال خاتم[کذا] شده است... ۱۱۴۰ھ''

ترقیمے کی عبارت اُکھڑی اُکھڑی ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ کتاب کا نام ثواقب المناقب ہے یا مقامات حاجی بادشاہ یا باب الابواب یا کتاب مستطاب حضرت حاجی نوشہ گنج بخش!؟ نسخے کے اختتام پر ایک الحاقی یادداشت بخط نسخ ہے جس میں میاں محمد صدیق بن میاں محبوب شاہ برخورداری نوشاہی (۵۸) کا شجرۂ نسب تا حضرت علی لکھا ہے اور اس کے بعد یہ یادداشت ہے:

خاتمۂ نسخۂ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاه صاحب عالی میاں محمد ماه برادرزادۂ غنیمت کنجاهی تصنیفی کرده. از اتفاقات به دست بنده محمد شفیع قادری رسید. نتیجة الاقطاب میاں شیرمحمد جیوؒ و میاں عبدالرحیم...

یہ عکسی نقل چونکہ میرے پاس مکمل نہیں اور یہیں پر ختم ہو جاتی ہے اس لیے مذکورہ یادداشت کا بقیہ نقل نہیں ہو سکا۔ مذکورہ یادداشت یقیناً وہی ہے جو حضرت شرافت نوشاہی نے بذیل حالات سیّد شیر محمد نوشاہی نقل کی ہے۔ پوری یادداشت ان کے نقل کردہ الفاظ کے مطابق اس طرح ہے:

نسخۂ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاه که صاحب عالی میاں محمد ماه برادرزادۂ غنیمت کنجاهی تصنیف کرده،از اتفاقات به دست بنده محمد شفیع قادری رسید. حضرت نتیجة الاقطاب میاں شیرمحمد جیو و میاں عبدالرحیم جیو در دارالسلطنت لاهور تشریف ارزانی فرموده ،معرفت فقیر حقیر از مولوی قدرت الله نقل کنانیده گرفتند و به چک مبارک رفته این مجموعۂ مطبوعه از مشفقی میاں محمد غوث جیو نویسانده ارسال داشتند. خدای کریم مهربان مناقب حضرت گنج بخش صاحب را وسیلۂ آمرزش و مغفرت این عاصی پرمعاصی فرماید. بمنّه و کمال کرمه.

Marfat.com

حضرت شرافت نوشاہی اس یادداشت پر اپنے حواشی رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں مذکور ''نسخۂ ثواقب المناقب، مکتوبہ مولوی قدرت اللہ، آج کل [۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء میں] صاحب زادہ الطاف حسین بن سیّد فضل حسین برخورداری کے گھر میں بمقام نوشہ پور موجود ہے'' اور ''مجموعہ سے مراد تذکرۂ نوشاہیہ ہے اور یہ نسخہ مکتوبہ میاں محمد غوث آج کل سیّد پیرولی بن سیّد عارف حق برخورداری کے گھر میں بمقام مزنگ، لاہور موجود ہے۔ اسی نسخہ کے خاتمہ سے میں نے یہ عبارت نقل کی ہے۔''(۵۹)

حاشیے پر بعد میں کسی دوسرے شخص نے یہ اضافہ کیا ہے:

این نسخۂ کتاب حضرت نوشہ گنج بخش جیو پاس خاطر حضرت میاں صاحب محمد فاضل شاہ جیو رحمت کندہ[کذا] ساکن سکونت [کذا]چک شیخ و دھن جای موضع بھارپور[!]

اس کے ورق ۴ پر ایک مہر بھی ثبت ہے جس میں الفاظ ''فقیر... از اولاد نوشاہ'' پڑھے جا سکتے ہیں۔

مجموعی طور پر نسخے کی حالت اچھی ہے اور کتابت کی اغلاط نسبتہً کم ہیں۔ بعض سہوالقلم بہ ہر حال موجود ہیں؛ مثلاً: ''چند خیار نظر کردم'' (۸۱ب) بجاے نذر؛ ''ہیچ گاو شیر گاو میش از خانہ کم نشد'' (۸۲الف) بجاے ہیچ گاہ۔

زیر بحث نسخۂ 'و' جسے نسخۂ مزنگ بتایا گیا ہے، اب صاحب زادہ معظم نوشاہی برخورداری، لاہور کی ملکیت ہے۔ صوفی لیاقت حسین نوشاہی صاحب سے معلوم ہوا کہ اُن سے یہ نسخہ پیر قطب شاہ بن پیر برق نوشاہی صاحب، ڈوگہ، ضلع گجرات نے فوٹو بنانے کے لیے حاصل کیا تھا اور فی الحال (نومبر ۲۰۰۹ء) انھی کے پاس ہے۔ انھی سے امانتاً چند روز منیر الحق نوشاہی، ساکن رنمل کے پاس رہا تو انھوں نے اس کے ورق ۵ کے حاشیے پر اپنے دستخط مورخہ ۲۳ رجب ۱۴۲۷ء / ۱۹ اگست ۲۰۰۶ء ثبت کر دیے، حالانکہ یہ نسخہ ان کی ملکیت نہیں تھا۔

نسخۂ جھنڈیر

یہ نسخہ میاں مسعود احمد خاں ریسرچ لائبریری، سردار پور جھنڈیر، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں موجود ہے۔ میں نے اسے وہاں دیکھا ہے۔ اس کے ظہریہ پر اس کا نام ''ملفوظ حضرت نوشہ گنج بخش رضی اللہ عنہ'' لکھا ہے۔ اس کے کل ۱۵۸ ورق ہیں۔ ۱۳ سطور فی صفحہ، چھوٹی تقطیع، تحریری نستعلیق میں ہے۔ اگرچہ نسخہ مکمل موجود ہے، لیکن کرم خوردگی کے باعث اوراق ۱۳۳ تا ۱۵۸ کی عبارتوں کا کچھ حصہ ضایع ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ترقیمے کی عبارت ورق ۱۵۸ب پر اب مکمل طور پر محفوظ نہیں ہے۔ جو عبارت باقی بچی ہے وہ اس طرح ہے:

''...**ملفوظ مِن الفاظ عمدۃ الکاملین...حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رضی اللّٰہ عنہ ...از خادمان خاص آنحضرت است و صاحب حال... کمترین خادمان آن جناب است. روز سہ شنبہ بتاریخ....بوقت یک نیم پاس روز بہ اتمام رسید. لا الہ اللّٰہ**

Marfat.com

محمد[رسول اللّٰہ]...

وازین فقیر چند ابیات درین ملفوظ صادر شدہ ،نوشتہ شد و ...تمام شودو ...فقیر لاچار شد از نوشتن شد[!؟]ازان جہت ابیات بزبان...''

کم ازکم یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ کاتب نے اس ترقیمہ میں اپنا نام لکھا تھا اور تاریخ کتابت بھی، جو ضایع ہوگئی ہے۔ ظہریہ (ورق ا / الف) اور ورق ا ب پر جو مہر ثبت ہے ،اس میں کندہ عبارت کو یوں پڑھا جاسکتا ہے'' بنور مصطفے روشن علی نوشہ ۴۹''۔(۶۰) ظہریہ پر کچھ فارسی اشعار اس عنوان کے ساتھ درج ہیں ''ابیات عرضی فقیر نورالمصطفے'' اور ان کا مطلع یہ ہے:

بیا ای پادشاہ از چک سہنپال
بہ فرق خادمان دستِ کرم مال

ظہریہ کی تحریروں اور تذکرہ کے متن کی کتابت ہم قلم ہے جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ نسخہ نورالمصطفی روشن شاہی نوشاہی (م:۵ ذیحجہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۹ء) نے کتابت کیا ہوگا جو مولوی علی محمد ساکن بھماہ، ضلع لدھیانہ کے مرید اور خلیفہ تھے، وہ مرید شیخ ثابت شاہ کروڑ والا کے، وہ مرید سخی روشن دین ابہریروی کے۔ نورالمصطفیٰ کو سیّد احمد بخش ولد سیّد اللہ دتا نوشاہی برخورداری ڈھل والا سے بھی فیض حاصل تھا۔ آپ کی سکونت موضع داؤ والا جمرانی واہ، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں تھی، مدفن بھی وہیں ہے۔

حضرت شرافت نوشاہی نے نورالمصطفی کے خوش نویس ہونے اور تذکرۂ نوشاہیہ کتابت کرنے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''آپ خوش نویس تھے، خط نسخ اور نستعلیق بہت اچھا لکھتے۔ کتاب رسالۂ احمد بیگ مشمولہ مضامینِ تذکرۂ نوشاہی آپ نے اپنے ہاتھ سے کتابت کر کے سیّد احمد بخش مذکور کو دی تھی۔ اس نسخہ میں تذکرۂ نوشاہی کا دیباچہ درج نہیں، صرف اسی قدر الفاظ لکھ دیے ہیں: ''از رسالۂ احمد بیگ چیدہ، قلمی گردیدہ شد''(۶۱) آگے ساری کتاب وہی ہے۔ یہ نسخہ چھوٹی تقطیع پر ہے۔ آج کل ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں سیّد محمد شریف ولد سیّد محمد عالم برخورداری کے ہاں نوشہ پور [نواحِ ساہن پال شریف] میں موجود ہے۔''(۶۲)

نورالمصطفیٰ روشن شاہی نوشاہی نے جب یہ نسخہ نقل کر کے جوایا نامی فقیر کے ہاتھ ساہن پال شریف بھیجا تو ساتھ ایک خط بنام سیّد شمس دین وسیّد قطب دین وسیّد احمد بخش فرزندان سیّد اللہ دتا نوشاہی بھی روانہ کیا۔ اس خط میں لکھتے ہیں:

...کتاب ملفوظ حضرت قبلۂ کونین ، کعبۂ دارین،شافع مذنبین،بندگی حضرت حاجی نوشہ محمد گنج بخشؒ علیہ الرحمۃ و الرضوان واپس بہ دست جوایا فقیر روانہ نمودہ،امید کہ خواھد رسانید.ازو فہمیدہ ،بگیرند ....دیگر آنکہ چند ابیات این فقیر در

Marfat.com

آخر ملفوظ نوشتہ۔(۶۳)

حضرت شرافت نوشاہی نے نورالمصطفیٰ کے حالات میں ان کی شعر گوئی پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھا ہے:

''آپ کو شعر کہنے کا بھی خاصہ ملکہ تھا۔ فارسی میں شعر کہا کرتے۔ رسالۂ احمد بیگ کے حواشی پر آپ نے جا بجا اپنے مشائخ سلسلہ کی منقبت اور مدح میں فارسی اشعار لکھے ہیں۔ جن سے آپ کا کمال عشق مترشح ہوتا ہے۔ یہاں آپ کے کچھ اشعار لکھے جاتے ہیں۔''(۶۴)

اور اس کے بعد وہی اشعار نقل کیے ہیں جو اس نسخے کے ابتدا میں یا اندر موجود ہیں۔

حضرت شرافت نوشاہی نے تذکرۂ شعرائے نوشاہیہ میں نورالمصطفیٰ کے حالات میں لکھا ہے:

''آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تذکرۂ نوشاہی کے دو نسخے تا حال موجود ہیں۔ ایک سیّد محمد شریف ولد سیّد محمد عالم نوشاہی کے گھر میں بمقام نوشہ پور موجود ہے اور دوسرا سردار مسعود احمد خاں کے کتب خانہ میں بمقام سردار پور جھنڈیر، تحصیل میلسی۔''(۶۵)

نسخۂ نوشہ پور اور نسخۂ جھنڈیر میں بہت سی مماثلتیں ہیں جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ نورالمصطفیٰ نے تذکرۂ نوشاہی کا ایک ہی نسخہ کتابت کیا تھا اور جھنڈیر والا نسخہ وہی ہے جو حضرت شرافت نوشاہی نے نوشہ پور میں بتایا ہے۔ کیوں اسی نسخے کو کاتب ''ملفوظِ'' حضرت نوشہ بتاتا ہے اور اسی میں اس نے اپنے اشعار بھی داخل کیے ہیں جن میں تخلص ''نورالمصطفیٰ'' استعمال ہوا ہے (ورق ۸۴ب؛ ۸۹ب)۔ اگر دو نسخے کتابت کیے تھے تو ایک جیسے کیے ہوں گے۔ ویسے خود حضرت شرافت نوشاہی جب ایک دفعہ جھنڈیر لائبریری تشریف لے گئے تھے تو یہ نسخہ ملاحظہ کیا تھا۔ کتب خانے کے مہمانوں کی کتاب میں ان کے تاثرات درج ہیں۔

حضرت شرافت نوشاہی نے نورالمصطفیٰ کو بہت اچھا نسخ و نستعلیق نویس لکھا ہے۔ کم از کم نسخۂ جھنڈیر کو دیکھ کر میرا ایسا تاثر قائم نہیں ہوا۔ اس نسخے کا خط معمولی ہے۔

یہاں ایک اور بحث بھی سامنے لانا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ نسخۂ بہاول پور (جس کا ذکر آگے آئے گا) نسخۂ جھنڈیر سے نقل ہوا ہے۔ نسخۂ بہاول پور کے کاتب محمد سعادت علی ہمدانی قادری نوشاہی نے ایک دانشمندانہ کام یہ کیا ہے کہ اپنے منقول عنہ نسخے کا پتا بھی بتا دیا ہے اور اس کا قدرے ترقیمہ بھی نقل کر دیا ہے۔ اس منقول عنہ ترقیمے کی عبارت کو اگر نسخۂ جھنڈیر کے ترقیمہ کی عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو نسخۂ جھنڈیر کی ضایع شدہ عبارت مکمل ہو جاتی ہے اور یہ قیاس تقویت پاتا ہے کہ نسخۂ بہاول پور نسخۂ جھنڈیر سے نقل ہوا ہے۔ نسخۂ بہاول پور کے دیباچے کی عبارت بھی وہی ہے جو نسخۂ جھنڈیر کی ہے۔ اس صورت میں محمد سعادت علی ہمدانی کی فراہم کردہ اطلاع پر یہ ماننا پڑے گا کہ نسخۂ جھنڈیر کا کاتب نورالمصطفیٰ نہیں بلکہ میاں غلام نبی ہے اور تاریخ کتابت ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ ہے۔ یہاں ایک الجھن یہ آپڑتی ہے اگر وہ نسخہ ۱۲۶۶ھ میں کتابت ہوا تو اس پر نورالمصطفیٰ (وفات ۱۲۴۴ھ) کی تحریر اور مہر کیسے آ گئی؟

Marfat.com

نسخۂ جھنڈیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جہاں جہاں شاہ عصمت اللہ نوشاہی کا نام آیا ہے، کاتب نے اپنی طرف سے متن میں القاب اور دعائیہ کلمات کا اضافہ کیا ہے (ورق ۱۰۴ الف)، جب کہ دوسرے نسخوں میں ایسا نہیں ہے۔ اس کی وجہ کاتب کی روحانی نسبت ہے جو شاہ عصمت اللہ پر منتہی ہوتی ہے۔

تذکرہ نوشاہیہ کی تدوین کے دوران میں نے نسخۂ جھنڈیر کی وہ عکسی نقل استعمال کی ہے جو برادر خضر حیات نوشاہی صاحب نے بنوائی تھی اور اس وقت میرے پاس ہے۔ اس مقام پر خضر نوشاہی صاحب کا شکریہ بھی واجب ہے۔

نسخۂ بہاول پور

۱۶ مارچ ۱۹۹۷ء کو میں نیہ نسخہ ڈاکٹر عبدالرحمان ہمدانی، بہاول پور کے ہاں دیکھا تھا اور اس کی فوٹو کاپی بنوائی تھی۔ یہ یادداشت اسی عکسی نقل کی مدد سے تیار کی ہے۔

یہ جدید الکتابت نسخہ ہے۔ محمد سعادت علی ہمدانی قادری نوشاہی نے مورخہ جمعہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ / ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء کو بمقام خیر پور شرقیہ، ریاست بہاول پور کتابت کیا۔ ان کے پیش نظر میاں غلام نبی کا مکتوبہ نسخہ ۱۲۶۶ھ تھا۔ نسخۂ بہاول پور ۴۴ ورق پر مشتمل ہے۔ رواں نستعلیق میں اس کی باریک لکھائی بہت گنجان ہے۔ اس نسخہ میں کسی قسم کی ظاہری خوبصورتی نہیں پائی جاتی ہے۔

ترقیمہ حسب ذیل ہے:

" تمّت هذا الملفوظ من الفاظ عمدة الكاملين، قدوة الواصلين، فنا فی اللّٰه، واصل باللّٰه، حضرت حاجی محمد نوشه گنج بخش قادری - رضی الله تعالٰی عنه - تصنیف فضیلت پناه، حقایق آگاه، معارف دستگاه، حضرت مرزا احمد بیگ رحمه اللّٰه که یکی از خادمان خاص آنحضرت قدس سرّه است و صاحب تأثیر. میاں غلام نبیؒ کاتب ملفوظات قلمی، مِلکیه میاں جند وڈه نوشاهی از بزرگان میاں غلام فرید نوشاهی که ازان این کتاب مستطاب عاریتاً نقل نمودم، از خادمان حضرت مرزا احمد بیگؒ. و اوشان کتاب هذا در ماه ذی قعده ۱۲۶۶ بوقت یک نیم پاس روز به اتمام رسانیده بودند.

بقلم احقر العباد فقیر حقیر عجز ممتلی محمد سعادت علی همدانی قادری نوشاهی عفی عنه، مورخه جمعه ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ نونمبر ۱۹۳٤ء موافق ۸ مگهر ۱۹۹۱ بکرمی بوقت ۱۰ بجے دن بمقام خیرپور شرقیه ریاست بهاول پور."

سطور بالا میں نسخۂ جھنڈیر کے تعارف کے ضمن میں یہ بات ہو چکی ہے کہ نسخۂ بہاول پور، نسخۂ جھنڈیر سے نقل ہوا ہے اور

Marfat.com

ترقیمے کا پہلا حصہ دراصل منقول عنہ نسخے کا ترقیمہ ہے۔ نسخۂ بہاول پور کے دیباچے میں بھی یہی عبارت درج ہے: ''**این ذکر که قلمی شد از تصنیف مرزا احمد بیگ لاهوری**۔'' نیز نور المصطفیٰ کے جو اشعار نسخۂ جھنڈیر میں داخل ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح نسخۂ بہاول پور میں موجود ہیں۔ (تقابل: جھنڈیر ۹۱ب / بہاول پور ۲۴ب)

نسخۂ بہاول پور کے کاتب (سعادت علی ہمدانی) نے دوران کتابت، تذکرۂ نوشاہیہ کی بعض عبارتوں کو اپنی طرف سے سہل اور خلاصہ کر دیا ہے۔ تسہیل والے الفاظ نہ اس کے منقول عنہ نسخہ (جھنڈیر) میں ہیں نہ دوسرے نسخوں میں۔ میں ایک دو مثالوں پر اکتفا کروں گا:

نسخہ صبغت اللہ ۵۷:

''از شخصی دیگر چنان استماع یافته که؛ در همین اثنا ولی نعمی حضرت – شیخ علاء الدین – آمدند. چودهری و عورتِ چودهری التجا آوردند. ایشان رو به حضرت شاه آورده فرمودند که چیزی بفرمایید. فرمودند که بهره بدهید. باقی مانده هارا به موجب حکم دادند،ز آن روز خیر شد. اگرچه مَهمان چودهری مریدِ میان سلیمان چدهڑ بود، لیکن خدمتکاری حضرت را هم می کرد.''

نسخۂ بہاول پور ۱۲:

'' درین اثنا خبر تشریف آوری حضرت شیخ علاء الدین -والد ماجدِ حضرت -به گوش چوهدری رسید .چوهدری در خدمت ایشان حاضر آمد.طلب سفارش شد.حضرت مخدوم رو به جانب حضرت آورده ،فرمودند که چوهدری را معاف فرمایند.حضرت به تعمیل ارشاد والد ماجد خود چوهدری را معاف فرمودند.''

صبغت اللہ ۸۹ و دیگر نسخے:

'' و از هر دو حظی گرفته ،باز آمدم''

صبغت اللہ (۸۹) و دیگر نسخوں کی ''باز آمدم'' کے بعد ایک پوری عبارت '' **دو لگد ... به بهره** '' نسخۂ بہاول پور میں محذوف ہے۔

نسخۂ بہاول پور ۳۰ب:

''مگر مرا هیچ اثر نشد.''

جھنڈیر ۱۲۱الف:

''هر چند به فرزندان دیگر که ازین [کلان]تراند به زجر و توبیخ تاکید خواندن و نوشتن

Marfat.com

کنیم ،نخوانند و ننویسند.''

بہاول پور۳۳ب:

''فرزندان دیگر باوجود زجر و توبیخ به جانب نوشت و خواند کم متوجه می شوند.''

نسخۂ بہاول پور سے اس کے جدید الکتابت ہونے اور عبارتوں میں تلخیص و تغیر وتبدل ہونے کی وجہ سے تذکرۂ نوشاہیہ کی ترتیب وتدوین میں بہت کم استفادہ کیا گیا ہے۔نسخۂ بہاول پور دیکھ کر محققین کے اس نظریہ کی تائید مزید ہوئی کہ تدوین متن کے لیے ایک سے زیادہ اور قدیم نسخوں کا ہونا ضروری ہے۔اگر کوئی مثال کے طور پر تذکرۂ نوشاہیہ کو صرف نسخۂ بہاول پور کی بنیاد پر شایع کردے تو یہ گویا تذکرے کے ایک جعلی متن کی اشاعت ہوگی۔یا اگر کوئی نسخۂ بہاول پور کی عبارت کو ''نص متن'' کے طور پر پیش کرے تو یہ بھی خلاف حقیقت ہے، کیونکہ نسخۂ بہاول پور کی عبارتیں ہو بہو وہ نہیں ہیں جو مرزا احمد بیگ یا حافظ محمد حیات نے لکھی تھیں۔

شرافت،نسخہ الف:

یہ نسخہ،سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی کے ذخیرۂ کتب،ساہن پال شریف میں انھی کا کتابت کردہ،''نسخۂ الف'' کے نشان کے ساتھ موجود ہے۔،جلی نستعلیق،خوش خط،۱۳سطور فی صفحہ،۴۰۰صفحات۔یہ نسخہ ۲۶محرم ۱۳۴۷ھ کو کتابت ہوا۔پھر حضرت شرافت نوشاہی نے اس کا مزید دو نسخوں سے مقابلہ کر کے اختلافات اور فوت شدہ الفاظ یا عبارتیں حاشیے پر لکھے اور دو الگ الگ ترقیموں میں اس کی کیفیت بتائی۔ان کا منقول عنہ نسخہ سیّد محمد عالم (م:۱۳محرم ۱۳۵۱ھ)(۶۶) بن سیّد پیر محمد نوشاہی ساکن ڈھل،تحصیل سرائے عالم گیر،ضلع گجرات کی ملکیت تھا اور جن دو نسخوں سے مقابلہ کیا گیا وہ سیّد عارف حق (م:۳۰جمادی الاوّل ۱۳۵۷ھ)(۶۷) بن سیّد مکھن شاہ نوشاہی،ساکن لاہور کی ملکیت میں تھے۔چونکہ منقول عنہ نسخے (ملکیت محمد عالم) میں کتاب کا نام ثواقب المناقب اور مصنف کا نام مرزا احمد بیگ لاہوری درج تھا،حضرت شرافت نوشاہی نے بھی یہی نام اپنے ترقیمہ میں لکھ دیا۔بعد میں تتمۂ دستخط لکھ کر اپنی غلطی کی اصلاح کی۔دونوں ترقیمے حسب ذیل ہیں:

پہلا ترقیمہ(ص۳۹۹):

" الحمد للّٰه ربّ العالمين والعاقبة للمتقين والصّلوة والسّلام على رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعين. به اتمام رسيد كتاب مستطاب ثواقب المناقب☆ مصنفه زبدۂ اولياى كبار و قدوۂ اصفياى اخيار حضرت مرزا احمد بيگ صاحب قاقشال لاهورى قدس العزيز، به دستخط فقير حقير شريف احمد عفى عنه بن حضرت غلام مصطفى صاحب مدّظله نوشاهى مِن نبائر و فرزندان سيّد العارفين حضرت شيخ حاجى محمد نوشه گنج بخش قادرى- رَوح الله رُوحه- ساكن موضع ساهن پال،ضلع گجرات ، به روز

Marfat.com

دل فروز یک شنبه،وقت نماز چاشت،بیست [و]ششم ماه محرّم الحرام۱۳٤۷یک هزار و سه صد وچهل و هفت هجری المقدس بود.لا اله الاالله محمد رسول الله. ۵

یلوح الخط فی القرطاس دهرًا

و کاتبه رمیم فی التراب

[سجع کاتب]شریف احمد غلام مصطفی باد

☆ تتمهٔ این دستخط و وضاحتِ اسم این کتاب بر صفحهٔ آینده ٤۰۰ باید دید. ۱۲ شرافت.

دوسرا تر قیمہ بعنوان تتمۂ دستخط (ص۴۰۰):

"چون در ۱۳٤۷ ھ فقیر سیّد شریف احمد شرافت این کتاب را از نسخهٔ کهنهٔ قلمی مملوکهٔ سیّد محمد عالم بن سیّد پیرمحمد ڈهل واله نقل نمود و از دو نسخهٔ کهنهٔ قدیمهٔ قلمی که در خانهٔ سیّد عارف حق بن سیّد مکهن شاه لاهوریؒ بود ند،مقابله نموده،تصحیح کرد.در دستخط کردن، این کتاب را از تصنیف مرزا احمد بیگ لاهوریؒ شمار کرد و اسمش بلا تحقیق ثواقب المناقب تحریر کرد.حا ل آن که ثواقب المناقب کتابی علیحده از تصانیف شیخ محمد ماه صداقت کنجاهیؒ ست.اکنون اطلاعاً می گوید که نخستین مضامین این کتاب ،مرزا احمد بیگ لاهوریؒ به تسوید آورده در ۱۱۰۷ھ و هیچ نامش مقرر ننموده،جا به جا او را "رساله" می گوید.آخر نامکمّل نسخهٔ رسالهٔ مذکور در دست حضرت سیّد حافظ محمد حیات خلف الصدق سیّد حافظ جمال الله نوشاهیؒ افتاده،ایشان در ۱۱٤٦ھ به ترتیب و تکمیل وی پرداخته و بعضی حالات زائد درجِ کتاب فرمودند و اسم کتاب، ایشان نیز هیچ مقرر نکردند.مفتی غلام سرور لاهوری در ۱۲۸۰ھ کتاب خزینة الاصفیا تألیف کرده ،در وی احوال مشایخ نوشاهیه ازین کتاب نقل نموده و اسم این نسخه" تذکرهٔ نوشاهی" مقرر ساخته.بعدازان همین نام اشتهار یافت.وللّه الحمد.سیّد شرافت نوشاهی،٦ شعبان ۱۳۸۲ھ."

اس نسخہ کا سرورق بھی حضرت شرافت نوشاہی نے بعد میں سرخ روشنائی سے یوں لکھا:

Marfat.com

تذکرۂ نوشاھی قلمی

نسخۂ الف

از تصنیف لطیف

حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات صاحب ربّانی نوشاھی

المتوفی ۱۱۷۳ھ

مکتوبہ سیّد شرافت نوشاھی

عفا اللہ عنہ

یہ نسخہ دراصل تین نسخوں کا قایم مقام ہے، ایک وہ جس سے متن نقل ہوا، مزید دو جن سے مقابلہ کر کے اختلافات اور زوائد، حاشیے میں لکھے گئے۔ کتابت کے وقت حضرت شرافت نوشاہی کی عمر ۲۲ سال تھی۔ آپ ۴۲-۱۳۴۱ھ / ۲۴-۱۹۲۳ء میں مولوی محمد حسین مبارک رقم عادل گڑھی سے کتابت سیکھ کر فارغ ہو چکے تھے، اسی وجہ سے یہ نسخہ خط کے اعتبار سے خوش نما بھی ہے اور پختہ بھی۔ ۱۳۴۷ھ میں اس کی کتابت کرتے وقت غالباً ان کے پیش نظر اپنے منقول عنہ نسخہ (مملوکہ محمد عالم) کو بعینہ محفوظ کرنا تھا، اسی وجہ سے اس کے سہو ہائے قلم بھی اس میں منتقل ہوئے ہیں۔ جب حضرت شرافت نوشاہی کا علمی شعور مزید پختہ ہوا اور اپنے تحقیقی و تصنیفی کاموں میں چونکہ اپنے ہی مکتوبہ نسخہ پر مدار تھا تو اس کی کتابت کی غلطیاں بھی وقت کے ساتھ ساتھ خود ہی درست کرتے رہے۔ یہ سارا عمل اس نسخے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ نسخہ تین نسخوں (ایک وہ جس سے نقل ہوا، دو وہ جن سے مقابلہ کیا گیا) سے مربوط ہونے کے لحاظ سے جامع ہے اور دیگر نسخوں کے مقابلے میں کمتر اغلاط کا حامل ہے۔ اب اس نسخے میں جو اغلاط باقی ہیں وہ دراصل کتابت کی نہیں بلکہ متنی ہیں اور ان کا تعلق تصحیح متن سے ہے، کتابت متن سے نہیں۔ مثلاً آفتاب سپاہ (۶۳) آفتاب سپہر کی جگہ؛ کاہ مہربان (۶۴) کاہ مہرگان کی جگہ۔

کہیں کہیں تخفیفِ املا سے بھی کام لیا گیا ہے۔ پارچہ کی جگہ پرچہ، شلاق کی جگہ شلق۔

اس نسخہ میں ایک مقام پر معمولی سی عبارت بھی قلم سے چھوٹ گئی ہے یا نسخۂ منقول عنہ میں نہ ہوگی۔ یہ مقام ص ۵۳، س ۳ پر ہے۔ جہاں دوسرے نسخوں کی عبارت ''همونجا ایستاده بودم''، اس میں نہیں ہے۔

اس نسخہ کی ایک اور نمایاں خصوصیت، حضرت شرافت نوشاہی کی بنائی ہوئی دو فہارس مضامین ہیں جو انھوں نے ۱۳۸۲ھ میں تیار کر کے اس سے ملحق کیں۔ یہ علیحدہ ۴۶ صفحات پر مشتمل ہیں اور ان کے آخر میں یہ دستخط موجود ہے:

فهرست هاى، مرتّب كننده فقير سيّد شريف احمد شرافت قادرى نوشاهى ساهن پالوى، كاتبِ اصل متن كتاب، يكم رجب ۱۳۸۲ھ.

پہلی فہرست مجمل ہے جس میں تذکرۂ نوشاہیہ کی فصلوں کے عنوانات ہیں (ص ۱ تا ۵)۔ دوسری فہرست مفصّل ہے جس

Marfat.com

میں بہ ترتیب حروف تہجی متعدد اشاریے ہیں: اسماء الرجال (ص۶۔۳۲)؛ اسماء الممالک والبلاد والقریٰ (ص۳۳۔۳۹)؛ اسماء الاماکنۃ (ص۴۰)؛ اسماء الانھار (ص۴۰)؛ اسماء السلاسل (۴۰)؛ اسماء الاقوام (ص۴۱۔۴۲)؛ اسماء اھل الحرفۃ (ص۴۳)؛ اسماء الاشجار والاثمار (ص۴۴)؛ اسماء الکتب (ص۴۵۔۴۶)۔

سبحان اللہ! حضرت شرافت نوشاہی کا تصنیفی شعور کس قدر بلند اور بالغ تھا کہ ایک قلمی نسخہ تیار کرتے ہوئے اس میں مقابلہ کا اہتمام کیا اور گونا گون اشاریے بھی بنائے۔ اگر اُسی دور میں اس نسخہ پر مصنف کے حالات پر مبنی ایک مختصر دیباچہ لکھ دیا جاتا تو اس نسخے کی عکسی اشاعت علمی حلقوں کی ضرورت پورا کرنے کے لیے کافی تھی۔

میں نے اس نسخہ سے کما حقہ استفادہ کیا ہے۔

نسخۂ شیرانی (الف)، ۶۱۸۸

ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور، شمارہ ۶۱۸۸، پختہ خط، نستعلیق اور شکستہ مائل، مختلف کاتب، تاریخ کتابت ۱۱۹۰ھ، ترقیمہ بے حد مختصر ہے:

''**این نسخه بتاریخ ۲۰ بیستم شهر شعبان ۱۱۹۰ هجری نبوی**'' [اس کے بعد ایک لفظ، شاید: معلّٰی؟]

ڈاکٹر بشیر حسین فہرست نویسِ ذخیرۂ شیرانی نے بھی اس کی تاریخ کتابت ۱۱۹۰ھ لکھی ہے۔ (۶۸) وہیں سے یہ تاریخ احمد منزوی کے ہاں نقل ہوئی ہے۔ (۶۹) لیکن ڈاکٹر احسان احمد مرتبِ تذکرۂ نوشاہی کا کہنا ہے کہ یہ تاریخ ۱۱۵۰ھ ہے اور منزوی نے غلط نقل کی ہے۔ اس صفحے کا عکس شایع کیا جا رہا ہے۔ اس میں کاتب نے ـــــ کی علامت ڈال کر اس میں جو عدد لکھا ہے اس کا ایک ڈنڈا کشتی سے نیچے تک آتا ہے جو اسے ۹ پڑھنے کی طرف مائل کرتا ہے۔ اگر یہ ڈنڈا نہ ہوتا اور تمام اعداد کشتی کے اوپر ہوتے تو یقیناً یہ ۱۱۵۰ ہی پڑھا جاتا۔ اس صورت میں یہ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف کے محض چار سال بعد اور مؤلف کے حین حیات کتابت شدہ قرار پاتا۔ میری رائے ۱۱۹۰ھ کے حق میں ہے۔

ڈاکٹر احسان احمد کا کہنا ہے کہ اس نسخے کو کم از کم دو کاتبوں نے مل کر لکھا ہے۔ خطوط کی تبدیلی اوراق ۴ اور ۵۸ سے ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ نسخے کا ابتدائی حصہ پختہ نستعلیق میں اور دوسرا شکستہ مائل ہے۔ ڈاکٹر احسان احمد کے خیال میں شکستہ مائل حصے کے کاتب کا نام عبدالواحد ہے۔ (۷۰) یہ نام مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ ڈاکٹر ظہور الدین احمد کے بقول اس نسخہ کو دو تین مختلف کاتبوں نے مل کر تحریر کیا ہے۔ خود میں نے یہ نسخہ دیکھ کر جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس کے مطابق اس کی کتابت کا نظام حسبِ ذیل ہے:

ورق ۱۔۲ب: بعد کی تکمیل ہے؛ ورق ۳الف۔۵۰ب: اصل نسخہ (بدن) ہے؛ ورق ۵۱الف۔۵۷ب: دوسرا کاتب ہے؛ ورق ۵۸الف۔۷۶ب: تیسرا کاتب جو ناپختہ خط میں لکھتا ہے؛ ورق ۷۷الف۔۷۷ب: وہی کاتب جو اوراق ۳الف تا ۵۰ب کا کاتب ہے۔ اس صورت میں ترقیمہ کا صفحہ اسی قلم سے ہے جس سے اوراق ۳الف تا ۵۰ب لکھے گئے ہیں اور یہ بعد کا الحاق یا تکمیل شدہ نہیں ہے۔

Marfat.com

اصل نسخہ میں نے متعدد بار دیکھا ہے۔آخری بار ۱۳ جولائی ۲۰۰۹ء کو دیکھا۔یہ بے حد اچھی، سالم حالت میں ہے اور اس پر کسی قسم کی کرم خوردگی کے نشانات نہیں ہیں۔اس کا عکس بھی میرے پاس موجود ہے۔

اس کے ظہریہ پر اس کا نام ''کتاب احوال حضرت نوشہ گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' تحریر ہے۔اسی سے متاثر ہو کر ڈاکٹر بشیر حسین نے فہرست مخطوطات شیرانی میں اس کا اندراج ''احوال حضرت نوشہ'' کے تحت کیا ہے۔(۷۱) ڈاکٹر بشیر حسین نے اس کا دوسرا نام ''تذکرۂ نوشاہیہ'' بھی لکھا ہے جو سید شرافت نوشاہی کی تصنیف اذکار نوشاہیہ، ص ۶۰ سے لیا گیا ہے۔

جس کاتب نے اس نسخہ کے آخری اوراق کتابت کیے ہیں، اسی کے قلم سے ترقیمہ کے بعد، اگلے صفحے پر ''**نسب نامۂ حضرت نوشه صاحب قدس سرّه به موجب وانمودِ رانجه و مانجه - میراثیان قدیم - نوشته شدو مهانا و نجارا پسران رانجه اند**'' کا عنوان دے کر ''میاں برخوردار و محمد ہاشم ولدان حاجی محمد نوشہ'' کا شجرۂ نسب حضرت علی تک لکھا ہے بلکہ آگے عبدالمناف تک پہنچایا ہے۔اس شجرے سے بھی حضرت نوشاہ گنج بخش کی علوی سیادت ثابت ہوتی ہے۔اس صفحہ کا عکس حصۂ تصاویر میں شایع کیا جا رہا ہے۔

نسخۂ شیرانی (ب)، ۵۱۷۱/۲۱۶۰

ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی سنٹرل لائبریری، لاہور، شمارہ ۲۱۶۰ / ۵۱۷۱، کاتب امام بخش معروف بہ خلیفہ دسوہندی ولد معزالدین، تاریخ ۱۷ رمضان ۱۲۳۳ھ، برائے میاں حاجی شیر شاہ، ۴۳ اورق، بخط نستعلیق۔ترقیمہ:

تمام شد، خاتمۂ ثواقب المناقب مقامات حاجی بادشاه که صاحب عالی میان محمد ماه برادرزادۂ غنیمت کنجاهی تصنیف کرده. و دستخط فقیرحقیر، پرتقصیر، فاتر منش، امام بخش معروف به خلیفه دسوهندی ولد معزالدین مرحوم غفرالله ذنبهم. به پاس خاطر حاجی الحرمین الشریفین، شیخ با صفا و درویش بی ریا، هادی سبیل الله و عارف طریق بالله، مقبول درگاه اله، میان حاجی شیر شاه سلّمه اللّه. به تاریخ هفتدهم شهر رمضان المبارک المعظم، به وقت چاشت تحریر یافت. ۱۲۳۳ هجری المقدّس.

ترقیمے کی ابتدائی عبارت ہو بہو وہی ہے جو ہم ''شرافت، نسخۂ ذ'' کے تعارف کے ضمن میں لکھ آئے ہیں۔لگتا ہے اس دور میں تذکرۂ نوشاہیہ کا کوئی ایسا نسخہ کاتبوں کے پیش نظر تھا جس کے ترقیمے میں اس کا نام ثواقب المناقب تصنیف محمد ماہ کنجاہی درج تھا اور وہ اسے ہی نقل کرتے رہے۔

اس نسخہ کے خاتمہ پر احمد بیگ کی دوسری غزل نہیں ہے اور ایک ہی غزل کے بعد ''فصل در بیان اسامی گوہر فشان اسامی ہای [کذا] خادمان زبدۃ الواصلین حضرت...'' شروع ہوتی ہے۔نسخہ کا خاتمہ چوہدری مہمان والی حکایت پر ہوتا ہے۔

میں نے یہ نسخہ ذخیرۂ شیرانی میں کئی بار دیکھا ہے۔ایک بار ۱۳ جولائی ۲۰۰۹ء کو بھی دیکھا ہے۔اس کا خط نستعلیق بے حد

Marfat.com

واضح اور صاف ہے۔کاتب غلط نویس ہے۔کتابت کرتے وقت دقت نظر سے کام نہیں لیا، بالخصوص اسما و اعلام کو جیسے چاہا لکھا۔چند مثالیں لکھی جاتی ہیں:

خیل وحشم کی جگہ خیال وحشم (۱۱ب)؛

دیار عبور خواہم نمود کی جگہ دعای عبور خواہم نمود (۱۵ب)

جوش جوانی با جذب ربانی کی جگہ جوش جوانی تا جذب زمانی (۱۶ب)

خندق کی جگہ خندک (۲۳الف)

اولیا کی جگہ اولیان (۲۵ب)

تربیت کی جگہ ترتیب (۴۳الف): یا شاہ! این فرزندان من اند، بہ شما می سپارم کہ انہا را ترتیب نمایید!

وضع کی جگہ موضع (۷۱ب): موضع حضرت چنان بود۔

خانقاہ کا املا ایک بار خانکاہ (۶۹ب) اور باقی مقامات پر صحیح لکھا ہے۔

اعلام کو یوں بگاڑا ہے:

امیر حمزہ پہلوان کو امیر ہمزہ پہلوان لکھا ہے (۱۰۴الف)

اور ادرین حساب ''پہنک'' می گویند (۲۵الف)، یہ دراصل / اور ادر پنجاب ''بہک'' می گویند / ہے۔

باہو کی کو ماہو کی (۵۸الف، ۶۹الف)

بدیع الزمان کو بدیع آنزمان (۶۶ب)

بھلوال کو پھلووال لکھا ہے (۱۵ب، ۲۵ب، ۲۸ب)

بھیرہ کو پہیرہ بنا دیا ہے (۱۳۴ب)

پانڈووال کی ایک جگہ پاندہ وال (۴۲ب) اور دوسری جگہ ماندووال (۵۹ب)

پشاور اور اس سے نسبت پشاوری کو پشورو پشوری لکھا ہے (۱۴۰ب)

ایک شعر میں ''از چین تا ختن'' ہے، کاتب کچھ نہیں سمجھا اور ''از چین با تجین'' لکھ دیا ہے (۱۵۰الف)

ساہپال کو ہر جگہ سانبہال کتابت کیا ہے۔

گجرات کو ایک بار کہوات لکھا ہے (۶۹الف) باقی مقامات پر املا درست ہے۔

گھگھانوالی کو کہکہابوانی ضبط کیا ہے (۲۸ب)

محلہ نخاس کو محلہ نخاص لکھا ہے (۱۱۳ب)

ایک بار نوشہرہ کو نوشاہرہ اور اسی ضمن میں تارڑان کو تاران لکھا ہے (۱۳۲الف)

Marfat.com

ہیلان کو ہیلہ ن (۶۶ ب) اور ہیلا (۶۸ ب)

بعض مقامات پر لگتا ہے کاتب بالکل بے توجہی سے کام کرتا رہا ہے۔ مثلاً موضع اگرویہ کو اگرویہ حسین لکھا ہے (۱۴۲ الف)۔ سب سے زیادہ مضحکہ خیز صورت حال میاں عبدالحمید کے حالات کی سرخی میں ان کا ایک لقب درج کرتے ہوئے پیش آئی ہے: ''آن فتح محمد بارِ محبت'' (۱۲۵ ب)۔ اب فرض کیجیے تدوین کے لیے اگر تذکرۂ نوشاہیہ کا یہی ایک نسخہ ہوتا، باقی غلط کتابت شدہ اور مسخ شدہ الفاظ کو تو چھوڑیے، اس ایک مقام پر مرتب کیا سر پھوڑتا! کیوں کہ قیاس کا کوئی گھوڑا اس فتح محمد کی گرد تک نہیں پہنچ پاتا جو دراصل ''متحمل'' ہے (آن متحمل بار محبت)۔

کاتب نے کہیں کہیں کسرہ کے لیے ''ی'' کا استعمال کرتا ہے: عالمی بحت سرّ ذات وصفات (۲۷ ب)۔ عربی خطبہ کے نیچے سطور میں اس کا فارسی ترجمہ لکھا ہے۔ شروع میں ورق ۳ الف تک اعراب لگانے اور الفاظ کو مشکول کرنے کا اہتمام کیا ہے، لیکن آگے ترک کر دیا ہے۔ جیسے: نَوشَہْ (۲ ب)، اس نسخہ میں زینِ چکہ کا املا دو بار زین چکہۂ بتایا گیا ہے (۶۹ ب)

نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ قدرے کرم خوردہ ہونے کے باوجود قابلِ استفادہ اور قابلِ قرائت ہے۔ اختلافات نسخ میں اس کی نشانی ''شیرانی (ب)'' مقرر کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد بشیر حسین نے اس نسخے کو ''ذکر نوشاہی (مقامات حاجی نوشہ در فضائل و کرامات حضرت نوشہ)'' کا نام دے کر متعارف کیا ہے۔ (۷۲)

نسخۂ احسان احمد

ڈاکٹر احسان احمد نے ۲۰۰۴ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے کے لیے تذکرہ نوشاہیہ کا جو نسخہ تیار کیا، اس کا ذکر اسی مقدمے میں ایک دوسرے مقام پر ہو چکا ہے۔ یہ نسخہ کمپیوٹر پر ٹائپ شدہ، پنجاب یونیورسٹی سنٹرل لائبریری، لاہور کے شعبۂ مقالات میں موجود ہے۔ ایک نقل میرے پاس بھی ہے۔

ب: دیگر نسخے

اب یہاں ان مخطوطات کو متعارف کیا جاتا ہے جن سے میں نے تدوین تذکرۂ نوشاہیہ کے دوران استفادہ نہیں کیا۔

شرافت، نسخۂ ز/ نسخۂ قلعہ داری

حضرت شرافت نوشاہی کے کتب خانہ، ساہن پال شریف میں ''تذکرۂ نوشاہی رو ٹو گراف، نسخہ ز'' کے نشان سے جو عکسی نسخہ محفوظ ہے اس کا اصل ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری، گجرات کے پاس ہے۔ ۱۵۶ صفحات، معمولی نستعلیق، تاریخ کتابت ۱۲۳۸ھ۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

''تمّت تمام شد مناقبات [و]مقامات میان شاہ سلیمان و حاجی نوشہ و اولاد ایشان و خلفای ایشان و خدام ایشان رضی اللہ عنہ[کذا:عنہم]. بہ اتمام رسید نسخۂ متبرکہ

Marfat.com

مناقبات قدوة الواصلین ،زبدة العارفین ،حضرت نوشه حاجی گنج بخش جیو ،برای فرمایش میاں فتح محمد و محمد بخش تحریر یافت سنه۱۲۳۸ ."

یہ نسخہ جن صاحبان کی فرمایش پر کتابت ہوا وہ سیّد فتح محمد رسول نگری (۱۱۸۷-۱۵ ذیقعدہ ۱۲۶۱ھ) بن سیّد ضیاء اللہ بن سیّد حافظ محمد حیات نوشاہی مصنفِ تذکرۂ نوشاہیہ اور سیّد محمد بخش رسول نگری (محرم ۱۲۰۰- یکم محرم ۱۲۶۷ھ) بن سیّد ضیاء اللہ مذکور ہیں۔ (۷۳) بعد میں یہ نسخہ سیّد عمر بخش بن سیّد محمد بخش مذکور کی تحویل میں آیا تو انھوں نے ترقیمہ کے محاذ پر یہ یادداشت لکھی: ''**در حق و مِلک عمربخش است ولدمیاں محمد بخش.**'' سیّد عمر بخش رسول نگری (۲۷ ذی الحجہ ۱۲۳۷- ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۱۱ھ) کتابی ذوق رکھتے تھے۔ (۷۴) اس نسخے کے حاشیے پر انھوں نے اپنے ذاتی کتب خانہ (مخطوطات) کی اپنی اولاد میں تقسیم کا حال لکھا ہے۔ یعنی کون سی کتاب (مخطوطہ) کس کے حصے میں آئی۔ نیز جہاں کہیں متن میں حضرت نوشہ کے پوتوں کا ذکر ہوا ہے، وہاں حاشیے میں ان کی آگے اولاد، اپنے عہد تک، کا ذکر اسما کی حد تک حاشیے پر کر دیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ نسخہ قیمتی ہے۔

اس نسخہ میں اکثر اشعار اور واقعات محذوف ہیں۔ اگر اس نسخے کے صفحات ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۸ کو باقی نسخوں سے ملا کر پڑھا جائے تو میری اس بات کی تائید ہو جائے گی۔

صاحب زادہ محبوب حسین نوشاہی کے نسخے

ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے اپنے ایک مضمون میں صاحب زادہ محبوب حسین نوشاہی مرحوم، سنگھوئی، ضلع جہلم کے ہاں تذکرۂ نوشاہیہ کے تین مخطوطات کا ذکر کیا ہے، جن میں سے دو کی عکسی نقل اُن کے پاس ہے۔ (۷۵) ڈاکٹر زاہد نے اپنی کتاب **حضرت نوشہ گنج بخشؒ (احوال و آثار)** کی فہرست مآخذ میں سنگھوئی کے ایک نسخہ کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے مزید کوائف نہیں دیے۔ میں نے جون ۲۰۰۹ء میں صاحب زادہ حسن نواز شاہ کی وساطت سے سنگھوئی سے اور ڈاکٹر معین نظامی صاحب کی وساطت سے ڈاکٹر زاہد سے اِن نسخوں کے کوائف حاصل کرنا چاہے تا کہ یہاں درج کر سکوں، لیکن حصول میں کامیابی نہیں ہوئی۔

نسخۂ بھلوال

درگاہ حضرت شاہ سلیمان نوری، بھلوال پر میں نے آج سے کوئی بیس پچیس سال پہلے تذکرۂ نوشاہیہ کے چند اوراق (صرف ۱۲ ورق) دیکھے تھے جو ۱۲ رمضان ۱۳۴۷ھ کے مکتوبہ ہیں۔ موجود پہلے ورق پر یہ عبارت ہے: **نمودند و مرا ذوق الهی در دل ولوله داشت۔** (۷۶)

نسخۂ چک سادہ

حضرت شرافت نوشاہی نے مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی کے حالات میں ایک روایت تذکرۂ نوشاہیہ مملوکہ پیر معصوم شاہ،

Marfat.com

چک سادہ ضلع گجرات سے نقل کی ہے۔(۷۷) اس نسخہ کے مزید کوائف مجھے دستیاب نہیں ہوئے۔

نسخوں کا مجموعی باہمی تقابلی جائزہ

۔نسخۂ شیرانی (الف) اور نسخۂ صبغت اللہ کی اغلاط ایک جیسی ہیں۔لگتا ہے دونوں کا نسخۂ مادر ایک ہے۔مثلاً دونوں میں موضع رُکھ چٹھہ کو راکھ چٹھہ (شیرانی،۸۹،صبغت اللہ، ۱۶۸) اور جناب انصاف کو جناتِ الفافا (شیرانی،۹۵،صبغت اللہ، ۱۷۸) لکھا ہے۔

۔ماضی استمراری کے صیغوں کا استعمال مختلف نسخوں میں مختلف ہے۔یہ جدول ملاحظہ ہو:

صبغت اللہ	شرافت،الف	جھنڈیر
فرمودند	فرمودی	فرمودی
خورانیدند	خورانیدی	خورانیدی
بنوشانیدند	بنوشانیدی	بنوشانیدی

ایک دو مقام پر واقعات درج کرنے میں بھی تقدیم وتاخیر ہے۔جیسے چوہدری ساہنپال کو سخی شاہ سلیمان کی خدمت میں جانے کا واقعہ،بعض نسخوں میں آخر میں لکھا گیا ہے اور بعض میں پہلے۔

تذکرۂ نوشاہیہ کی اہمیت

رسالۂ احمد بیگ (احوال ومقامات نوشہ گنج بخش) کی اشاعت کے وقت ہم اس رسالہ کی سلسلہ وخاندانِ نوشاہیہ کی تاریخ کے لیے اہمیت پر کچھ گفتگو کر چکے ہیں اور اس سے اخذ ہونے والی اہم معلومات کا ایک جائزہ لے چکے ہیں۔(۷۸) چونکہ تذکرۂ نوشاہیہ کا بیشتر حصہ بلفظہٖ رسالۂ احمد بیگ پر مشتمل ہے اس لیے یہاں ازسرِ نو پوری کتاب کی اہمیت کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم صرف ان اضافات کی اہمیت پر توجہ مرکوز کریں گے جو احمد بیگ لاہوری کی تحریر پر حافظ محمد حیات کے تحریر کردہ ہیں۔

ہم اسی مقدمہ میں ایک اور مقام پر حافظ محمد حیات کے اضافات کی مقدار کی نشان دہی کر چکے ہیں۔اب اس کے معیار پر گفتگو ہوگی۔

حافظ محمد حیات نے مرزا احمد بیگ کے بیٹے مرزا لطف اللہ بیگ کے ہاتھ سلسلۂ عالیہ قادریہ نوشاہیہ کا شجرہ نامہ،اوچ شریف بھیجا تاکہ اس کی تصدیق کروا کر لائیں۔سلسلۂ نوشاہیہ کے پیر خانہ اور پنجاب میں طریقۂ قادریہ کے مرکز سے جب اس شجرہ کی تصدیق ہوگئی تو حافظ محمد حیات نے اسے اپنی کتاب میں درج کیا۔اس سے مندرجہ ذیل اختلافات کی تحقیق ہوئی:

پہلا شجرہ	مصدقہ شجرہ
شاہ مبارک،محمود بودلہ،سید علی	شاہ مبارک،سید محمد غوث،سید شمس الدین،سید شاہ میرؒ،سید علی
سید صوفی،سید ابونصر،سید عبدالوہاب	سید صوفی،سید عبدالوہاب

Marfat.com

شیخ جنید، شیخ حسن نوردہان، شیخ معروف کرخی　　شیخ جنید، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی

اس زمانے سے لے کر اب تک یہی مصدّقہ شجرہ خاندان نوشاہیہ میں رائج ہے۔ (۷۹)

حضرت نوشاہ گنج بخش کے حالات کے ضمن میں علاوہ دیگر کرامات درج کرنے کے، انھیں ''نوشہ'' خطاب ملنے کا واقعہ بھی لکھا ہے۔ ایک ایسے بزرگ جن کا اصل نام [حاجی محمد] عام طور پر پس پردہ ہے اور سب انھیں ان کے خطاب [نوشہ] سے جانتے ہیں، اس کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہونا چاہیے تھی۔ مرزا احمد بیگ نے اس پر توجہ نہیں دی تھی، لیکن حافظ محمد حیات نے اس کا اہتمام کیا ہے۔

حضرت نوشاہ کی مدح میں مؤلف نے اپنے ایک معاصر شاعر عبدالرحیم فدائی ساکن سدّ اکنبو کا طویل قطعہ درج کیا ہے جس میں چار مادّہ ہائے تاریخ بھی داخل ہیں۔ ان چاروں سے حضرت کی تاریخ وفات ۱۰۶۴ھ نکلتی ہے۔ اگرچہ مرزا احمد بیگ نے اپنا رسالہ تصنیف کرتے وقت دیباچہ میں یہ جملہ لکھا تھا: '' **در سنۂ یک هزار و یک صدو هفت هجری به عهد شاه اورنگ زیب عالمگیر – خلد الله ملکه – که از وصال حضرت شاه چهل و سه سال گذشته بودند، این مسوده را ...در کتابت آوردم.** ''(۸۰) اور اس سے بھی ۱۰۶۴ ہی برآمد ہوتا ہے [۱۱۰۷-۴۳=۱۰۶۴] لیکن وہ ایک ضمنی بات تھی۔ یہاں حضرت نوشاہ کا قطعۂ تاریخ وفات ان کے حالات میں درج کیا گیا ہے اور وفات کی تاریخ کی گواہی چار مختلف مادّوں سے دی گئی ہے۔ یہ حضرت نوشاہ گنج بخش کی تاریخ وفات کی قدیم ترین شہادتیں ہیں جو خاندان کی تاریخ میں مسلّمہ چلی آرہی ہیں۔ (۸۱)

حضرت نوشاہ گنج بخش کی اولاد کے تذکرے میں تمام اضافات محمد برخوردار اور ان کی اولاد کے ضمن میں ہوئے ہیں۔ اگرچہ مرزا احمد بیگ ایک غیر جانب دار تذکرہ نویس ہیں اور انھوں نے حضرت نوشاہ کے صاحب زادگان کے حالات درج کرتے وقت کسی قسم کا تعصب یا جانب داری نہیں برتی، تاہم ان کی روحانی وابستگی محمد ہاشم دریادل سے تھی اور وہ ان کی خدمت میں آتے جاتے تھے، فطری طور پر محمد ہاشم کے حالات سے نسبتاً زیادہ آگاہی رکھتے تھے، اس لیے ان کے حالات زیادہ لکھے ہیں۔ جہاں تک ان کی اولاد کے حالات کا تعلق ہے تو خود مرزا صاحب نے اپنی اختصار نویسی کی وجہ بتادی ہے: ''**چون ذکر اولاد ایشان اندک بود، لهذا مقدّم بر ذکر اولاد حضرت میاں برخوردار جیو نموده شد.** ''(۸۲) چونکہ محمد ہاشم دریادل کی اولاد کا ذکر تھوڑا تھا، اس لیے محمد برخوردار کی اولاد سے پہلے پہلے کر دیا گیا اور محمد برخوردار کی اولاد کے بارے میں لکھا: ''**حضرت میان برخوردار – جیو – را شش فرزند بودند که هر یک صاحب حال و قال بودند.** ''(۸۳) ان صاحب حال وقال فرزندوں میں سے ایک۔ جمال اللہ۔ حافظ محمد حیات کے والد اور باقی چچا تھے اور وہ ان کے حالات سے ذاتی طور پر واقف تھے۔ لہٰذا انھوں نے سعد اللہ، رحمت اللہ کے حالات پر قدرے اضافہ کیا اور عصمت اللہ کے حالات مفصّل تر لکھے اور تذکرۂ نوشاہیہ کے آخر میں ایک جداگانہ فصل کا اضافہ اُن کے مریدوں کے حالات اور اسماء کی صورت

Marfat.com

میں کیا۔اس تفصیل کی وجہ یہ تھی کہ بارہویں صدی ہجری کے اوائل میں شاہ عصمت اللہ نوشاہی خاندان نوشاہیہ میں عظمتِ شان کے ساتھ اپنے جدّ امجد حضرت نوشاہ کے طریقہ کے قایم مقام تھے اور بے شمار خلقت ان سے فیض پاتی تھی۔ (۸۴)

حافظ محمد حیات نے اپنے والد سے ایک بڑا بلیغ قول نقل کیا ہے جس سے اُس دور میں موجود حضرت نوشاہ کے پوتوں کی خصوصیات ایک جملے میں معلوم ہو جاتی ہیں:

''سبحان اللّٰہ! نبائر حضرت [نوشہ] چهار مجموعۂ خوبی هایِ ذاتی و صفاتی داشتند که به زیور و خوبی علم و حکمت و سخاوت و معرفت مزیّن و محلّٰی بودند. شخصی وقتِ درسْ سایل شد. فرمودند: اگر مسئلۂ کتاب خواهی از ما بخواه؛ و اگر دایی داری دوای از برادرم کلان میان سعداللّٰه بطلب؛ و اگر طلب راه حق داری برادرم میان عصمت اللّٰه- جیو- را عرض کن؛ و اگر گرسنه ای پیشِ برادرم محمد سعید برو.''(۸۵)

یعنی حضرت نوشہ کے پوتے چار ذاتی اور صفاتی خوبیوں کے مالک تھے اور علم، حکمت، سخاوت اور معرفت کے زیور سے آراستہ تھے۔ایک شخص [شاہ جمال اللہ کے] درس کے وقت آکر سائل ہوا تو آپ نے فرمایا: اگر کوئی کتاب کا مسئلہ ہے تو مجھ سے پوچھو؛ اگر بیمار ہو تو میرے بھائی میاں سعد اللہ سے دوا مانگو؛ اگر راہ حق کے طالب ہو تو میرے بھائی عصمت اللہ سے عرض کرو اور اگر بھوکے ہو تو میرے بھائی محمد سعید کے پاس جاؤ۔

حضرت نوشاہ کے ایسے مجموعہ ہائے خوبی پوتوں کے حالات پر حافظ محمد حیات نے اضافہ کر کے واقعی ایک خدمت انجام دی ہے اور اپنے دیباچہ میں جو لکھا چونکہ مرزا احمد بیگ نے حضرت نوشاہ کے پوتوں کے حالات نہیں سُنے تھے، اس لیے انھیں رسالۂ احمد بیگ کی تکمیل کرنا پڑی، اس قول کو بھی پورا کر دیا۔اگر تذکرۂ نوشاہیہ نہ لکھا جاتا تو ہم حضرت نوشاہ کی اولادِ امجاد کے حالات سے اس قدر واقف نہ ہوتے۔

تذکرۂ نوشاہیہ کا اسلوب

''نقل است'' کا بے جا اور بے دریغ استعمال ہوا ہے اور ایک واقعہ کو دوسرے واقعہ سے الگ کرنے کے لیے بطور عنوان یا سرخی لکھا گیا ہے۔بعض مقامات پر تو اس کی کوئی معنویت ہو سکتی ہے لیکن کچھ مقامات پر بالکل بے جا ہے، مثلاً:

''نقل است که روزی فقیر'' (صبغت اللہ ۱۹۷، شیرانی، جھنڈیر)، مرزا احمد بیگ کے اپنے ہی واقعات ''نقل است'' سے شروع ہوتے ہیں۔ممکن ہے ''نقل است'' کا اضافہ کاتبوں کی طرف سے ہوتا کہ واقعات کو ایک دوسرے سے الگ کیا جا سکے۔

Marfat.com

مرکّب افعال یا تعدّدِ افعال

یہ احمد بیگ کا اسلوب ہے اور بتکرار ہے کہ ایک جملے میں ایک سے زائد افعال کا استعمال کرتے ہیں یا دو افعال کو جوڑ کر ایک مرکّب فعل بناتے ہیں، مثلاً:

دو افعال کو ملا دینا

آمده حاضر شدند (ص۲۹)؛ آمده التماس نمود (ص۸۳)؛ طلبیده بیار (ص۶۶)؛ چشم را پوشیده کردم (ص۳۴) (چشم را پوشیدم بھی کافی تھا)، ایستاده شدند (ص۲۹) (ایستادند بھی کافی تھا)۔

تین افعال کو ملا دینا

این را تا یک کروه برده رسانیده بیا .(ص۱۱۳)

تین سے زیادہ افعال مسلسل لانا

مصنّف نے ایک ہی جملہ میں پانچ افعال کا استعمال کیا ہے، ملاحظہ ہو:

سواری حضرت را شناخته، دویده، آمده، قدم بوس کرده، التماس نمود. (ص۱۱۳)

ماضی شکیہ / شرطیہ / استمراری کا استعمال

چه قدر دور خواهند رفت همین زمان می رسم (ص۱۵۲) یہاں شکیہ کو فعل مستقبل کی طرح باندھا ہے، یعنی کس قدر دور گئے ہوں گے میں ابھی انھیں جالیتا ہوں)

همراه مزارع ها خواهد خورد (ص۱۶۴) مزارعوں کے ساتھ روٹی کھالی ہوگی، یعنی شکیہ کو فعل مستقبل کے طور پر لکھا ہے۔

اگر دزدان افتادی .(ص۱۱۹)، اگر چور پڑتے۔

اگر کسی در حویلی او در آمدی، تاثیرش شدی و مست افتادی. (ص۱۲۹) اگر کوئی ان کی حویلی میں داخل ہوتا، اسے تاثیر ہوتی اور وہ مست ہو جاتا۔

یک دم بی شراب و کباب نماندی و ساعتی بی محبوبِ مرغوب نپرداختی و بگفتی. (ص۱۲۹)

خوش وقتی می کردند (ص۲۸) ایک لحہ بھی شراب اور کباب کے بغیر نہ رہ سکتا و ایک گھڑی دل پسند محبوب کے بغیر نہ گذارتا اور کہتا...

تمنّا کا اظہار:

الحال فلانی تو پشتاره نمی آورده باشی (ص۱۴۹) اب تمھیں گٹھے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

باید که خدمت وضو وغیره می کرده باشید (ص۱۴۹) تمھیں وضو وغیرہ کی خدمت کرنا چاہیے۔

Marfat.com

محمد حیات کی مرصّع نثر کا نمونہ

رسالۂ احمد بیگ پر حافظ محمد حیات نے جو اضافات کیے ہیں وہ عام طور پر سادہ نثر کا نمونہ ہیں۔ البتہ دو مقامات پر آپ کے قلم نے مرصّع نگاری کے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ ایک حضرت حاجی محمد کو ''نوشہ'' کا خطاب ملنے کا واقعہ اور دوسرا اپنے چچا شاہ عصمت اللہ کا حلیہ بیان کرنا۔

حضرت نوشاہ کو ''نوشہ'' کا خطاب ملنے کا پورا واقعہ انھوں نے مرصّع فارسی میں لکھا ہے جو زیرِ نظر کتاب میں اپنے مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں صرف ایک حصہ بطور نمونہ نقل کر رہے ہیں:

"و جهت اطمینان خاطرِ عاطر زیر فلان درختِ، که مدّتی است از بارِ اثمار چون کاسهٔ سایل عایل خالی به حدّی است که ابر بهار بر شاخسار او رشحی از رشحاتِ قطراتِ زلال نینداخته، بی برگ و ساز جهت برگی بانیاز است و چون گدایی ناتوان، مشتی استخوان، به عیسٰی دمی و خضر مقدمیِ شما تروتازه خواهد شد. حضرت به فرموده عمل نموده تحتِ آن درخت بابخت نزولِ اجلال فرمودند و آن شجرِ پُر بَر به شادی می گفت:

فرد

مژده ای دل که مسیحا نفسی می آید
که ز انفاسِ خوشش بوی کسی می آید

فی الحال آن درخت را اوراق بر اغصان و شگوفه و میوه به رنگِ ارغوان از فیضِ قادر کُن فکان رسیده و از هر برگش صدایِ "نوشه، نوشه" برآمد و حضرت احساس می فرمودند. بعدازآن چون توجّه به سوی قریه فرمودند از وُحوش و طیور و جنّ و انس و مَلکِ مُلک و ملکوت "نوشه، نوشه" می گفتند، اصغا می نمودند و انوارِ تجلیّات ذاتیه مشهودِ حضرت گشت." (ص۷۰)

شاہ عصمت اللہ کا حلیہ اور شمائل بیان کرتے ہوئے:

"رنگ بیرنگ آن شاه والا جاه، مایل بود به سرخی چون لعلِ آبدار. جبین با فیض مبین شاه گشاده و مطلع انوار. پیوسته اَبرو، بلند بینی بود آن قدوهٔ احرار. از لمعات رخسار قمر بدر شرمسار. و دو رشتهٔ دندان لآلی آبدار. انبوهِ ریش چون جناتِ الفافا در بهار. پیغولهٔ چشم با حَشم خیلی سیاه و سفیدی چون سهرلبابی ریشه سُرخی دار. صدرِ با قدر

Marfat.com

فراخ و مخزن اسرار. شیر پنجه یعنی کف وسیع و اصابع جُثه دار. جسیم الجسم بودند باعزّت و وقار. موزون القد بودند با غایت شکوه و اقتدار.'' (ص۱۳۷)

استعمال ہند

استعمال ہند کا اطلاق ایسے الفاظ اور جملات کی ساخت پر ہوتا ہے جو اگرچہ فارسی ہیں لیکن ان کا استعمال خاص ہندی مزاج کے مطابق ہوا ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ وہ فصیح رائج ایرانی فارسی نہیں ہے۔ کتاب کے آخر میں ہم نے ایک اشاریہ ایسے الفاظ کا تیار کیا ہے اسے دیکھ کر اس موضوع کی وسعت کا اندازہ ہوگا۔

مقامی تلفظ

کتاب کے بعض الفاظ، جو ترکی ہیں، مقامی تلفظ کے مطابق درج ہوئے ہیں اور قیاس ہے کہ یہ خود مصنف کا اختیار کردہ تلفظ ہے کاتبوں کا نہیں۔ جیسے:

الغار (ایلغار کی جگہ)

جساول (یساول کی جگہ)

غلولہ (گلولہ کی جگہ)

قرغ (قرق کی جگہ)

فعل متعدی کا استعمال

برصغیر کی فارسی میں متعدی افعال کا استعمال اس کا خاصہ ہے۔ یہی چیز ہمیں اس کتاب میں بھی نظر آتی ہے، چند مثالیں:

خوابانیدن (سُلانا):

بر چارپایی خود می خوابانیدند (ص۸۲)

خوانانیدن (پڑھانا):

قوم گوجر را نخواهید خوانانید (ص۱۷۰)

خورانیدن (کھلانا):

از اطعمه و از میوه آورده، می خورانیدند (ص۵۹)؛ همه را بر من خورانیدند (ص۷۸)؛ پخته به ایشان خورانیدند (ص۱۲۵)؛ شیر آورده ایشان را می خورانید. (ص۱۱۷)

داراد (رکھے):

الله تعالیٰ سایهٔ حضرت را به این فقیر و جمیع توابعان دیر گاه داراد. (ص۱۵۳)

دہانیدن (دلوانا):

Marfat.com

او را نقد یا غلّه [می] دهانیدند (ص۱۸۴)

زنانیدن(مروانا،لگوانا):

پاپوش می زنانید (ص۱۲۲)

کنانیدن(کروانا):

بازی می کنانید (ص۴۲)؛از خدا همین جمع مقرر کنانیدیم (ص۸۷)؛ خود را معکوس کنانیده، (ص۱۲۲)؛آویزان می کنانیدی (ص۱۲۲)

گویانیدن(کہلوانا):

"شاه" گویانیدن فقیر را آن زمان لازم است(ص۲۰)؛"فقیر زاده" می گویانند (ص۱۰۰)

نوشانیدن(پلانا):

شب شیر ... گرم کرده بنوشانیدند(ص۱۲۵)

جملوں کی دیسی بندش:

بعض جملوں کی بندش ایسی ہے گویا پنجابی محاورے کا الٹاؤ ہے یا ان جملوں میں پنجابی کا تاثر نمایاں ہے، جیسے:

از من اگر بسیار شود(ص۸۹)مجھ سے اگر زیادہ[سے زیادہ]ہوا۔

گاوان ما برای هلاک کردن می گیری(ص۱۰۸)ہمارے بیل مارنے کے لیے لیتے ہو؟

چاه ما برای شکست کردن می خواهید(ص۱۰۸)ہمارا کنواں توڑنے کے لیے لیتے ہو؟

یا قسمت کجا آورده اید؟(ص۱۱۲)اے قسمت کہاں لے آئی ہو؟

به آنها هم خواهم فهمید(ص۵۰)انھیں بھی سمجھ لوں گا۔

بزرگ شده آمده اند(ص۳۷)بزرگ ہوتے چلے آئے ہیں۔

خوب فقیر شد(ص۱۳۱)بڑا اچھا فقیر ہوا۔

ملاقات کرده خواهید رفت که چه خواهید آورد (ص۱۳۰)ملاقات کرتے ہوئے جانا کہ[وہاں سے] بھلا کیا لاتے ہو۔

از زبانِ فقیر بر آمد که "هلاک شوی، شتاب روان نمی شوی ."(ص۹۴)اگر ہم پنجاب کے ماحول کے مطابق ادا کرنا چاہیں تو یوں ہوگا:"فقیر کی زبان سے نکلا:"ہلاک ہوویں، تیز ٹُرن نئیں ہوندا"

همه درختها را می گویی از من اند، ما را هم کدام درخت می دهی ؟(ص۷۶)"سب درختوں کا کہتے ہوں میرے ہیں، ہمیں بھی کوئی درخت دیتے ہو؟"فارسی جملے میں"کدام" کا استعمال خالص مقامی اثر کے تحت ہے۔

Marfat.com

چند ایک مقامات پر ایسی فارسی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں جو خاص پنجاب یا برّصغیر کی ثقافت کا آئینہ دار ہیں اور اس لائق ہیں کہ ایرانی بھی ان سے استفادہ کریں اس لیے کہ ایرانی فارسی میں ان کا کوئی متبادل نہیں ہے، جیسے:

عمّک (ص ۳۷، ۱۷۰)

یہ برّصغیر کی فارسی کا امتیاز ہے کہ چھوٹے چچا کے لیے الگ لفظ ''عمّک'' یہاں رائج رہا۔ جیسے اردو میں ''تایا'' اور ''چچا'' کا فرق ہے۔ یہ مفہوم ادا کرنے کے لیے ایرانی فارسی میں محض ایک لفظ سے بات نہیں بنتی جب تک کہ کوئی صفت مثلاً بزرگ / کلاں اور کوچک / خُرد وغیرہ استعمال نہ کی جائے۔ جیسے: عموی بزرگ (تایا)، مادر بزرگ (دادی، نانی)، پدر بزرگ (دادا)، عموی کوچک (چچا)۔ راقم السطور کو اکتوبر ۲۰۰۹ء میں دوشنبہ، تاجکستان جانا ہوا تو وہاں لوگوں کی زبان سے لفظ ''عمّک'' سنا۔ مجھے تجسّس ہوا۔ معلوم ہوا کہ والد کے بھائی کے لیے استعمال ہوتا ہے خواہ بڑا [تایا] ہو، خواہ چھوٹا [چچا]۔

مردانہ کردن (مردانه کرده، طلب نمایید، ص ۱۷۳)

یعنی گھر کے اندر خواتین کو پردے کے پیچھے بھیج دینا تاکہ غیر مرد اندر آسکیں۔ اس کے لیے ہمارے ہاں اردو میں ''پردہ کرانا'' بھی رائج ہے۔

عربی عبارات

تذکرہ میں کہیں کہیں عربی عبارات آئی ہیں۔ کچھ تو آیات قرانی ہیں، کچھ احادیث اور کچھ قدیم کتب سے اقتباسات اور صوفیہ کے فرمودات ہیں، ایک آدھ عربی شعر بھی آیا ہے۔ قرآنی آیات کی تخریج اور انھیں صحت کے ساتھ نقل کرنا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، اصل مسئلہ عجمی مصنفین کی کتب میں عربی عبارات کی صحت کا ہے، معنوی اعتبار سے بھی اور لغوی اعتبار سے بھی۔ معنوی اعتبار سے اس طرح کے جو چیز جس سے منسوب کر کے پیش کی جارہی ہے (مثلاً احادیث نبوی) کیا وہ انتساب درست ہے؟ لغوی اعتبار سے یوں کہ مصنف یا کاتب نے جو عربی عبارت درج کی ہے وہ دستور زبان، صرف ونحو کے مطابق درست ہے؟ خاص طور پر عجمی کاتب عربی عبارتوں کو جس طرح مشکول کرتے ہیں اور ان پر اعراب لگاتے ہیں، کیا وہ سب صحیح ہوتا ہے؟ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تذکرے کے نسخوں میں جو عربی عبارات درج ہوئی ہیں ان کے بعض ٹکڑے معناً اور لغوأ قابل اعتبار نہیں ہیں۔ یہ معاملہ صرف تذکرۂ نوشاہیہ سے مختص نہیں ہے، عجم میں تصنیف ہونے والی اکثر وبیشتر کتب تصوّف کا یہی حال ہے۔ جو کتابیں غیر عربوں نے فارسی میں لکھی ہیں ان میں درج عربی عبارتیں اور ان پر لگائے گئے اعراب فصیح نہیں ہیں اور بعض دفعہ تو معنی سے عاری ہوتے ہیں! مجھے حالیہ برسوں میں، جن دو چار فارسی کتابوں کو مرتب کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان میں جہاں عربی عبارتیں ہوتیں، میں عاجز آجاتا اور ناچار کسی عربی دان استاد یا عرب سے رجوع کرنا پڑتا۔ کتاب جب چھپ کر آتی تو نقادوں کی انگلی سیدھی وہیں جاٹکتی جہاں عربی عبارت ہوتی! مجھے ایک اور تجربہ بھی ہوا۔ وہ یہ کہ ایک ہی عربی عبارت اگر دو مختلف عربی جاننے والوں کو دکھائی اور ان سے اعراب لگوائے یا معانی پوچھے تو بعض اوقات دونوں میں اختلاف پایا۔ اس کی وجہ یقیناً اس عربی

Marfat.com

عبارت کا مغشوش ہونا بھی ہے جس سے مختلف مفاہیم متبادر ہو سکتے ہیں۔

تذکرۂ نوشاہیہ میں عربی عبارات کی تصحیح کے سلسلے میں بھی میری وہی حساسیّت اور ذمہ داری تھی جو اس کی فارسی عبارت کے تئیں تھی۔ میں نے اس کی عربی عبارات پاکستان میں دستیاب تین علماے زبان کو دکھائیں۔ انھوں نے از راہ کرم اپنی سمجھ کے مطابق بعض پریشان عبارتوں کو قیاساً درست کیا اور اعراب لگائے۔ لیکن مجھے شرح صدر نہیں تھا۔ آخر میں نے اپنے ایک فاضل ایرانی دوست علی محدّث کو زحمت دی جو عجمی مصنفوں کے مزاج سے خوب واقف ہیں اور عربی بھی اچھی جانتے ہیں۔ ان کے والد میر جلال الدین محدّث اُرموی (م:۱۹۷۹ء)، ایران کے کبار علماے عربی میں سے تھے۔ علی محدّث آج کل اُپسالا یونیورسٹی، سویڈن سے وابستہ ہیں، میں نے تذکرۂ نوشاہیہ کی تمام عربی عبارات کمپوز کر کے بغرض تصحیح و نظر ثانی انھیں وہاں بھجوائیں۔ انھوں نے جب میرے کاغذات واپس کیے تو اس کے ساتھ چار صفحات کا ایک خط بھی تھا جس میں عجمی کتابوں میں عربی عبارات اور ان کی تصحیح کے بارے میں انھوں نے اپنے اور اپنے والد کے تجربات بیان کیے ہیں۔ اس کا لبّ لباب یہ ہے کہ عربی کلمات پر ہمیں اعراب نہیں لگانے چاہیے، کیوں کہ یہ ذی وجوہ ہوتے ہیں اور نحوی طور پر ان کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔

پنجابی جملے

مصنفین (احمد بیگ، محمد حیات) نے چند ایک مقامات پر صاحبِ تراجم کی زبان سے برجستہ پنجابی جملے بھی نقل کیے ہیں۔ جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کی مادری زبان پنجابی تھی:

۱۔ ''آیا میرا ڈھولن چارے بنے رکھ'' (حضرت شاہ سلیمان کی زبان سے)، (ص ۶۵)

۲۔ ''چپ کر بول نہیں'' (حضرت نوشاہ کی زبان سے)، (ص ۱۸۵)

۳۔ ''پنڈی، گُجھ سَڑی، گُجھ کھِنڈی' (جمال اللہ نوشاہی کی زبان سے)، (ص ۱۴۵)

۴۔ ''تُلّا، نہ رہس جُھگا، نہ رہس کُلّا۔'' (جمال اللہ نوشاہی کی زبان سے)، (ص ۱۴۵)

تذکرۂ نوشاہیہ کی ادبی اہمیت

تذکرہ نوشاہیہ (بشمول رسالۂ احمد بیگ) کی ایک ادبی قدر و قیمت اور اہمیت یہ ہے کہ اس میں پنجاب کے ایسے شعرا کا فارسی کلام محفوظ ہو گیا ہے جن کا تذکرہ نہ کہیں اور ملتا ہے اور نہ ان کا کلام کسی دوسرے مآخذ میں دستیاب ہے۔ اس میں قاضی رضی الدین کنجاہی، مرزا احمد بیگ لاہوری، محمد فضیل وحی کابلی، محمد حیات نوشاہی اور عبدالرحیم فدایی کے اسماء بطور مثال لیے جا سکتے ہیں۔

تہذیبی اشارات

اس کتاب میں بین السطور تہذیبی اور سماجی اشارات بھی موجود ہیں۔

Marfat.com

پوٹھوہار کا بطور الگ علاقہ کا ذکر جسے گکھڑوں کا ملک بتایا ہے، یعنی ان کی حکومت وہاں تھی۔

-تمام پوٹھوھار کہ مُلک گکھڑ است (ص۱۶۷)

ایک شخص کی نسبت پوٹھوہاری بتائی ہے:

-محمد صادق نام پوٹھواری بود (ص۱۷۱)

علاقہ پَبی کا ذکر بھی ہوا ہے۔ یہ وہ کوہستان ہے جو کھاریاں سے بطرف شمال، دریائے جہلم کے اس کنارے پر واقع ہے۔

- موضع نون کہ قریب پَبی کوھستان است (ص۹۰)

ہندی کا بطور زبان ذکر ہوا ہے۔ ایک جگہ تو اسے پنجابی زبان سے الگ رکھا ہے، لیکن دیگر مقامات پر جس زبان کو ہندی کہا گیا ہے وہ دراصل پنجابی ہے جیسا کہ جملوں سے معلوم ہے۔

احمد بیگ کے بیانات:

- چوبِ سر کندہ کہ ازو ریسمان می بر آید و بہ زبان ھندی "مُونج" می گویند (ص۴۹) جس چیز کو یہاں ہندی میں ''مونج'' بتایا گیا ہے وہ پنجابی میں بھی مونج ہی کہلاتی ہے۔

-شعر فارسی و ھندوی و پنجابی بسیار می فرمودند. (ص۱۷۴)، فارسی، ہندوی اور پنجابی میں بہت شعر کہتے تھے۔ یہاں ہندی سے پنجابی کی تمیز کی گئی ہے۔

محمد حیات کے بیانات:

- روزی بہ زبان ھندی فرمودند: "پنڈی، گُجھ سَڑی، گُجھ کھنڈی ." (ص۱۴۵) یہ جملہ پنجابی ہے۔

-روزی بہ زبان ھندی فرمودند: "تُلّا، نہ رہس جُھگا، نہ رہس کُلّا." (ص۱۴۵) یہ جملہ بھی پنجابی ہے۔

اس بحث کو سامنے لانے کا مقصد یہ ہے کہ آیا ہمارے مصنفین زبانوں کا نام لیتے وقت کُل کا جُز سے امتیاز کرتے تھے؟ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے۔ نسبت مکانی کے اعتبار سے یہاں کی ہر زبان ''ہندی'' کہلا سکتی ہے، لیکن روایت کے تناظر میں کیا ہندی سے مراد موجودہ اردو کی پیشرو لیا جائے؟ محمد عوفی نے جو مسعود سعد سلمان کے بارے میں لکھا ہے: ''**او را سہ دیوان است ،یکی بہ تازی و یکی بہ پارسی و یکی بہ ھندوئی.** ''(۸۶) وہاں ہندوئی سے کیا مراد ہے؟ آیا ہندکی کوئی بھی زبان یا پنجابی زبان؟ (کیوں کہ مسعود لاہور میں تھا)

تذکرۂ نوشاہیہ سے دیگر مصنفین کا استفادہ

اگرچہ تذکرۂ نوشاہیہ کے بعد لکھی جانے والی کتب نوشاہیہ تحایف قدسیہ، مرآت الغفوریہ، کنزِ رحمت میں درج بعض معلومات تذکرۂ نوشاہیہ سے مشترک ہیں، لیکن یقین سے یہ کہنا دشوار ہے کہ آیا ان کا مآخذ رسالۂ احمد بیگ تھا یا تذکرہ، کیوں کہ

Marfat.com

دونوں کا ایک بڑا حصہ مشترک ہے۔ چونکہ رسالۂ احمد بیگ کے مخطوطات کم یاب ہیں اور اس کے مقابلے میں تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخے خاندان میں زیادہ متداول رہے ہیں، قرین قیاس ہے کہ بعد کے مصنفین نے تذکرۂ نوشاہیہ ہی سے استفادہ کیا ہوگا۔ غیر نوشاہی مصنفین نے بھی رجالِ نوشاہیہ کے حالات میں اسی کتاب پر انحصار کیا۔ مفتی غلام سرور لاہوری (۱۲۴۴-۱۳۰۷ھ) پہلے غیر نوشاہی مصنف ہیں جنھوں نے اپنی دو تالیفات خزینۃ الاصفیاء (فارسی) اور حدیقۃ الاولیا (اردو) میں براہ راست تذکرۂ نوشاہیہ سے اخذ و اکتساب کیا اور اس کا حوالہ بھی دیا۔ خزینۃ الاصفیا میں حسب ذیل رجال کے حالات میں تذکرہ کا حوالہ بصراحت موجود ہے:

(اسما کی ترتیب خزینۃ الاصفیا کے مطابق ہے)

شیخ حاجی محمد قادری المشہور بہ نوشاہ گنج بخش

-''شیخ محمد حیات صاحبِ تذکرۂ نوشاهی در کتاب خود می فرماید.''(ص۱۸۱)

-'' نیز از تذکرۂ نوشاهی منقول است.''(ص۱۸۱)

-''نیز در کتاب تذکرۂ نوشاهی مذکور است.''(ص۱۸۱)

-''وفات حضرت نوشاه به قول صاحبِ تذکرۂ نوشاهی....''(ص۱۸۳)

خواجہ محمد فضیل نوشاہی

شیخ رحیم داد قادری

محمد صالح نوشاہی

-'' وفات محمد صالح به قول صاحبِ تذکرۂ نوشاهی....''(ص۱۸۹)

صدرالدین نوشاہی

تاج محمود قادری

عبدالحمید نوشاہی

خوش محمد نوشاہی

حافظ برخوردار نوشاہی

-''و نیز درجِ تذکرۂ نوشاهی است.''(ص۱۹۳)

محمد تقی نوشاہی

خواجہ ہاشم دریادل نوشاہی

-''صاحبِ تذکرۂ نوشاهی می فرماید.''(ص۱۹۵)

Marfat.com

عصمت اللہ نوشاہی

-''شیخ محمد حیات صاحبِ تذکرۂ نوشاهی می فرماید.''(ص۱۹۷)

احمد بیگ نوشاہی

جمال اللہ نوشاہی

حافظ معموری نوشاہی

پیر محمد سچیار نوشاہی

قاضی رکن [کذا: رضی] الدین نوشاہی

شیخ عبدالرحمان المشہور بہ پاک رحمان نوشاہی

شاہ فرید نوشاہی لاہوری

-'' وفات آن ...به قول صاحبِ تذکرۂ نوشاهی .''(ص۲۰۵)

شیخ فتح محمد نوشاہی

شیخ عنایت اللہ نوشاہی

میاں رحمت اللہ نوشاہی

شیخ نصرت اللہ نوشاہی

شیخ سعد اللہ نوشاہی

مفتی صاحب کو تذکرۂ نوشاہیہ سے اخذ واستنباط میں مغالطے بھی ہوئے ہیں۔ مثلاً:

-''وفات حضرت نوشاه به قول صاحبِ تذکرۂ نوشاهی در سال یک هزار ویک صد و سه هجری در عهد سلطنت اورنگ زیب عالم گیر است.''(ص۱۸۳)

حالانکہ تذکرہ میں ایسی کوئی تاریخ مندرج نہیں ہے، بلکہ عبدالرحیم سدّ اکنبوئی کے مادّہ ہائے تاریخ والا قطعہ درج ہے جس سے حضرت نوشاہ کی تاریخ وفات ۱۰۶۴ھ نکلتی ہے۔ مفتی صاحب خود تاریخ گو تھے اور خزینۃ الاصفیا میں انھوں نے ہر بزرگ کے لیے قطعۂ تاریخ وفات درج کرنے کا التزام کیا ہے، خدا جانے تذکرۂ نوشاہیہ میں درج یہ قطعہ ان کی نظر سے کیسے اوجھل رہا؟(۸۷)

-'' وفات محمد صالح به قول صاحبِ تذکرۂ نوشاهی در سال یک هزار و یک صد و هژده هجری است.''(ص۱۸۹)

تذکرۂ نوشاہیہ میں سیّد محمد صالح چک سادہ والے کی بھی کسی تاریخ کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

Marfat.com

مفتی صاحب نے مرزا احمد بیگ [لاہوری] کومخاطب بہ خطاب'' نورمحمد نوری'' اور''از کبار خلفای حاجی محمد نوشاہ'' لکھا ہے۔نیز''اوّل بہ علم ظاھری شاگرد حضرت نوشاہ بود ،بعدازان مرید شد ''۔حالانکہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی نہ تذکرۂ نوشاہیہ میں ہے نہ خود رسالۂ احمد بیگ میں۔دراصل مفتی صاحب نے مرزا احمد بیگ کے شیخ طریقت میاں نورمحمد سیال کوٹی کے حالات کومرزا صاحب پر چسپاں کردیا ہے۔مفتی صاحب نے جن اشخاص کواحمد بیگ نوری[کذا] کا مرید بتایا ہے وہ سب شیخ عصمت اللہ نوشاہی کے مریدین ہیں جیسا کہ تذکرۂ نوشاہیہ میں بصراحت لکھا ہے۔لطف کی بات یہ ہے کہ محمد حیات صاحبِ تذکرہ کومرزا احمد بیگ لاہوری کا مرید اور خلیفہ بتایا ہے:'' محمد حیات صاحبِ تذکرۂ نوشاھی ھم مرید و خلیفۂ وی بود ''(ص۱۹۸) حالانکہ تذکرے میں ایسی کوئی اطلاع نہیں اور نہ ہی محمد حیات ان کے مرید تھے۔مفتی صاحب نے احمد بیگ کا سال وفات ۱۱۴۰ھ لکھا ہے جب کہ محمد ماہ صداقت ۱۱۲۶یا۱۱۲۷ھ میں ثواقب المناقب لکھتے وقت انھیں ''طاب ثراہ'' کی دعا کے ساتھ یاد کرچکے تھے یعنی مرزا صاحب وفات پاچکے تھے۔

شیخ پیر محمد سچیار کے ایک خلیفہ شاہ فرید لاہوری کے حالات میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

'' وفات آن جامع الکمالات بہ قول صاحبِ تذکرۂ نوشاھی در یک ھزار و یک صد و پنجاہ وھشت است''(ص۲۰۵)

خود تذکرۂ نوشاہیہ کی تاریخ تالیف ۱۱۴۶ھ ہے تو اس میں شاہ فرید کے ۱۱۵۸ھ میں وفات پانے کا تذکرہ کیسا؟ یہی صورت شاہ فتا دیوان کی تاریخ وفات ۱۱۵۸ھ کی ہے(ص۲۰۶)

غرض مفتی صاحب نے تذکرۂ نوشاہیہ سے اخذ واقتباس کرتے ہوئے کسی قسم کی احتیاط سے کام نہیں لیا۔حالات کو خلط ملط کیا ہے،جیسا کہ شاہ عصمت اللہ کے حالات کومرزا احمد بیگ پر چسپاں کردیا ہے۔تاریخوں کے معاملے میں مذکورہ بالا مثالیں کافی ہیں اور یہ ان حضرات کے لیے مایۂ عبرت ہونی چاہییں جو مشائخ نوشاہیہ کی تواریخ وفات کے لیے مفتی صاحب سے ''فتویٰ'' لیتے ہیں۔

مفتی غلام سرور نے حدیقۃ الاولیاء(تصنیف:۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء) میں بھی حضرات نوشاہیہ کے حالات درج کرنے میں تذکرۂ نوشاہیہ سے استفادہ کیا ہے۔اگرچہ اس کا اظہار ایک دومقام پر ہی کیا ہے،لیکن باقی مقامات پر بھی مضامین وہی ہیں جو تذکرہ کے ہیں۔جہاں تذکرۂ نوشاہیہ کا بصراحت حوالہ دیا ہے وہ مقامات یہ ہیں:

حضرت نوشہ گنج بخش:

''کرامت وخوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے ،ان کا انتہا نہیں ہے۔جو کتاب تذکرۂ نوشاہی مصنفہ محمد حیات میں مفصل مرقوم ہیں۔''(۸۸)

حافظ طاہر مجذوب نوشاہی:

Marfat.com

''کتاب تذکرۂ نوشاہی میں لکھا ہے کہ...''(۸۹)

واضح رہے کہ مفتی صاحب نے حدیقۃ الاولیاء میں حضرات نوشاہیہ میں سے حضرت نوشاہ گنج بخش، پیر محمد سچیار، عبدالرحمان پاک، مٹھا مجذوب، عبداللہ مجذوب، نانو مجذوب اور حافظ طاہر مجذوب کے حالات تذکرۂ نوشاہی سے لیے ہیں لیکن ان کی تواریخ وفات اپنی طرف سے بلاتحقیق لکھ دی ہیں۔ان تاریخوں کی تصحیح حدیقۃ الاولیاء کے مرتب محمد اقبال مجدّدی صاحب نے حواشی میں کردی ہے۔

ترتیب وتدوین کا طریق کار

میں نے تذکرۂ نوشاہیہ کی زیرنظر تدوین میں نسخۂ صبغت اللہ کو اقدم نسخہ ہونے کی بنا پر بنیاد قرار دیا ہے۔متن کے اندر اسی کے صفحات شمار دیے ہیں۔بعد میں اس کا شرافت، نسخۂ الف سے تقابل کیا اور جو کچھ نسخۂ صبغت اللہ میں نہیں تھا، نسخۂ شرافت سے لیا ہے۔نیز بعض حساس اور اہم واقعات کے ضمن میں دیگر نسخوں سے بھی رجوع کیا ہے۔خاص طور پر اعلام کے سلسلے میں، تاکہ اسماء صحت کے ساتھ ضبط ہوسکیں۔جو اختلافات سامنے آئے وہ نسخوں کی نشانیوں کے ساتھ آخر میں درج کردیے ہیں۔

مرتب نے اپنی طرف سے محض وضاحت کے لیے جہاں کوئی لفظ متن میں داخل کیا ہے، اسے بڑے بریکٹ [ ] کے اندر رکھا ہے۔

تصحیح متون میں ایک بہت بڑا مسئلہ اختیارِ املا کا ہے۔آیا مصنف یا تصنیف کے دَور کا املا اختیار کیا جائے؟ (جس کے بارے میں یہ شبہ ہی رہتا ہے آیا یہ مصنف کا اپنا املا ہے) یا بعد کے کاتبوں کا؟ یا موجودہ دور میں رائج املا اختیار کیا جائے؟ اس بارے میں قدیم متون کی تدوین کرنے والوں محققین کے اپنے اپنے نظریات ہیں۔برّصغیر کے فارسی متون کی تصحیح وتدوین کے وقت املا سے متعلق مرتب کو کئی الجھنیں درپیش ہوتی ہیں۔اگر برّصغیر کے فارسی متن کا مرتب کوئی ایرانی ہے تو وہ اپنے ہاں رائج املا کو ترجیح دے گا اور برّصغیر کی مقامی زبانوں کی مخصوص آوازوں (ٹ، ڈ، ڑ، نون غنہ ''ں''، یاے مجہول ''ے''، ''ھ'' کے ساتھ ثقیل آوازیں جیسے ٹھٹھہ) کا لحاظ نہ کرتے ہوئے ان آوازوں کو علی الترتیب ت، د، ر، نون اعلان ''ن''، یاے معروف ''ی'' میں اور ثقیل آوازوں میں شامل ''ھ'' کو خفیف آواز میں تبدیل کردے گا جیسے: تتہ۔جب کہ برّصغیر کا مرتب یا مصحّح، متن میں موجود تمام مقامی عناصر کو ملحوظ رکھے گا۔بعض اوقات مرتب کو مزید مسائل کا بھی سامنا رہتا ہے۔جیسے مصنف یا کاتب نے عربی یا فارسی لفظ کو مقامی تلفظ کے مطابق لکھ دیا (تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخوں میں اس کی چند مثالیں: سائراں، ورجش، خذمت)۔مرتب اگر نسخوں اور کاتبوں کی پریشان نگاری سے بچ نکلے تو کمپیوٹر میں استعمال ہونے والے حروف نگاری کے پروگرام اور خطوط بعض الفاظ کو مصنف یا مرتب کے منشا کے مطابق لکھنے میں آڑے آتے ہیں۔(جیسے: بھائی / بہائی کو اگر آپ Inpage کے قلم Dubai میں لکھنا چاہیں تو یہ واحد صورت بھائی لکھے گا اور بہاءاللہ کے پیروکار (بہائی) کو برادر (بھائی) سے ممیز نہیں کرے

Marfat.com

گا)۔ میں نے احمد بیگ کی کتاب احوال و مقامات نوشہ گنج بخش مرتب کرتے وقت ایرانی املا اختیار کیا تھا، لیکن تذکرۂ نوشاہیہ کی تدوین کے وقت میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ برّصغیر کے وہ فارسی متون جو ہم اہل برّصغیر مرتب اور شایع کرتے ہیں، انھیں اپنے ہاں کے املا اور عمومی تلفظ کے مطابق پیش کیا جانا چاہیے۔ اگر ہم بادشاہ کو ایرانی املا اور تلفظ کے مطابق پادشاہ لکھیں گے تو اس سے قارئین یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ پادشاہ ہی برّصغیر کا رائج تلفظ ہے!

یہاں میں ایک جدول کے ذریعے ان الفاظ کی نشان دہی کر رہا ہوں جو تذکرۂ نوشاہیہ میں وارد ہوئے ہیں اور ان کے معاملے میں ہمارا اور ایرانی تلفظ اور املا متفاوت ہے اور ہم نے کم از کم ان الفاظ کے معاملے میں برّصغیر کا املا اختیار کیا ہے:

برّصغیر کا املا/ تلفظ	ایرانی املا/ تلفظ
اسپ	اسب
افگندن (: فگندن)	افکندن
بادشاہ	پادشاہ
خدمت گار	خدمت کار
سرفراز	سرافراز
شگاف	شکاف
شگافتن	شکافتن
شگفتن	شکفتن
شگوفہ	شکوفہ
گناہ گار	گناہ کار

یہ جدول دینا اس لیے بھی ضروری تھا کہ جب اہل برّصغیر کی تدوین کردہ فارسی کتب ایرانیوں تک پہنچتی ہیں تو وہ ہمارے املا پر انگشت نمائی کرتے ہیں اور اس کو غلط بتاتے ہیں!

میں نے قرآنی آیات کی تخریج متن کے اندر ہی کر دی ہے۔ احادیث اور عربی اقوال کی تخریج نہیں کی گئی۔ چند ایسے اشعار، جن کے شاعروں کے بارے میں تذکرہ خاموش ہے، کوشش کی ہے کہ ان کی بھی تخریج ہو جائے۔ لیکن کئی اشعار کے شعرا فی الحال معلوم نہیں ہو سکے۔

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ سے ماٴخوذ بعض اہم معلومات

حضرت نوشاہ کا نام نامی

اس کتاب میں حضرت نوشاہ گنج بخش کو کئی طرح سے یاد کیا گیا ہے۔ کبھی نام سے اور کبھی القاب سے۔ لیکن دونوں صورتوں میں بے حد تنوع ہے اور مصنف (یا مصنفین) نے کسی ایک نام یا لقب پر اکتفا نہیں کیا۔ القاب کا تنوع تو زیادہ مسئلہ ساز نہیں ہے، لیکن نام کی مختلف شکلیں محسوس ہوتی ہیں۔ مجھے اس صورت حال کا اس وقت اندازہ ہوا جب میں نے اس کتاب کا اشاریہ بنایا۔ اشاریہ کی رُو سے اس میں حضرت نوشاہ کا نام مندرجہ ذیل صورتوں میں درج ہوا ہے۔ بعض جگہ یہ نام خطابی ہے یعنی کوئی انھیں جس نام سے بلا رہا ہے مصنف نے ویسا ہی لکھ دیا۔ چونکہ حضرت کا اصل نام ''حاجی محمد'' تھا (یعنی لفظ حاجی نام کا حصّہ تھا) اس کی رعایت سے نام کی یہ صورتیں سامنے آئی ہیں:

حاجی

حاجی گلگو

حاجی محمد

حاجی محمد نوشاہ

حاجی محمد نوشہ

حاجی نوشہ

شاہ حاجی

محمد حاجی

میاں حاجی

القاب کی صورت میں حضرت کو اس طرح یاد کیا گیا ہے:

حضرت شاہ

شاہ صاحب

میاں

نوشاہ

نوشہ

نوشہ حاجی

نوشہ گنج بخش

Marfat.com

حضرت نوشاہ کا حسب ونسب

تذکرۂ نوشاہیہ میں حضرت نوشاہ کے حسب ونسب کے سلسلہ میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں سوائے اس جملہ کے ''فی الحقیقت ذات شریف ایشان از قوم کھو کھر جالب (جالپ) است'' (ص ۳۷)۔ تذکرہ میں حضرت کے صرف والد اور چچا کا نام علی الترتیب علاء الدین اور رحیم الدین آیا ہے اور یہ کہ ان کے قبیلہ میں ہر کوئی بزرگ ہوتا چلا آیا ہے (ایضاً)۔

ہمارے ایک معاصر نے اس صراحت کے باوجود کہ قدیم خاندانی تذکروں میں حضرت نوشاہ کی قوم یا ذات ''کھوکھر جالب'' لکھی ہے، اسے اپنی طرف سے ''جالپ راجپوت'' بنا دیا ہے اور اس سلسلے میں پٹوار خانے کی مسلوں کے متفرق ٹکڑے جوڑ کر اپنا مطلب نکالا ہے۔ (۹۰)

اس سلسلے میں موصوف نے دو نسابوں رانجھا اور مانجھا کے بتائے ہوئے شجرے پر اعتماد کیا ہے جن سے منقول شجرہ صرف چند پشتوں تک تحفۃ القادریہ از ابوالمعالی کے کسی خطی نسخہ کی پشت پر درج ہوا ہے اور یہ نسخہ صاحب زادہ محبوب حسین نوشاہی صاحب کے پاس تھا۔ اس روایت میں شجرہ یہاں تک ہے: حاجی محمد نوشہ بن علاء الدین بن سنگین بن جلال۔ اس معاصر نے رانجھا اور مانجھا کی نسابی پر یہاں اعتماد کیا ہے تو انھیں یاد دلایا جاتا ہے کہ یہ رانجھا اور مانجھا وہی نساب ہیں جن سے حضرت نوشاہ کا ایک شجرۂ نسب منقول ہوا ہے جو کسی نے تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (6188) کے ورق ۷۸ الف پر لکھ دیا ہے۔ وہاں یہ شجرہ اوپر حضرت علی تک جاتا ہے۔ خود اس معاصر نے یہ شجرہ اپنی کتاب میں تذکرۂ نوشاہی کے حوالے سے لکھا ہے (۹۱) اور تاثر یہ دیا ہے کہ گویا حافظ محمد حیات نوشاہی کے تذکرۂ نوشاہیہ کے متن کا حصہ ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ کسی دوسرے شخص نے تذکرۂ نوشاہیہ کے نسخہ کے آخری خالی ورق پر کتاب کے موضوع کی مناسبت سے یادداشت کر دیا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ کہ اس معاصر نے ایک جگہ اس شجرے کو جہاں یہ مکمل درج ہوا ہے اور حضرت علی تک جاتا ہے، رد کر دیا ہے اور دوسری جگہ، جہاں محض چار نام ہیں، وہاں قبول کر لیا ہے! حالانکہ دونوں شجروں کے راوی ایک ہی ہیں۔

حضرت نوشاہ، ان کی اولاد کا ساہن پال میں سکونت پذیر ہونا

ہمارے کچھ معاصرین حضرت نوشاہ گنج بخش یا سلسلۂ نوشاہیہ کے بارے میں اپنے مقالات اور تالیفات میں تاریخ نوشاہیہ سے متعلق ایسی باتیں مسلسل لکھ رہے ہیں جو سلسلہ کے قدیم مآخذ سے متصادم ہیں اور محض ان کے ذاتی مفادات کی تسکین کے لیے ہیں۔ اگرچہ ان باتوں کا پہلے بھی مختلف تحریروں میں جواب دیا جا چکا ہے جس پر یہ حضرات غور نہیں کرتے اور نہ ہی ان دلائل کا رد کرتے ہیں، بلکہ عجیب وغریب تاویلات کر کے یا نہایت کمزور شہادتیں پیش کر کے اپنے کہے پر اصرار کیے جا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بہترین جواب تو **واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً** (الفرقان / ۶۳) کے مصداق خاموشی ہے، لیکن یہ لوگ خاموشی کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ گویا ان کی بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے!

ان معاصرین نے جن امور کو متنازعہ بنا دیا ہے ان سب پر اقامۂ دلائل کا یہاں مناسب مقام نہیں ہے۔ لہٰذا صرف

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ، جو سلسلہ کی اوّلین تواریخ میں سے ایک ہے، کے حوالے سے چند باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

موضع ساہن پال شریف سے حضرت نوشاہ کے تعلق کو ختم کرنے اور بہت بعد میں آباد ہونے والے گاؤں رن مل سے ان کا تعلق جوڑنے کی کوششوں کی تاریخ پچاس سال سے زیادہ پرانی نہیں ہے۔ ابتدا میں صرف یہ کہا گیا کہ حضرت نوشہ کا مدفن ساہن پال میں نہیں بلکہ رن مل میں ہے۔ اب یہ کہا جانے لگا ہے کہ حضرت نوشہ کی سکونت بھی رن مل میں تھی!

پوری دنیا میں حالیہ برسوں میں وطنیت اور ملیّت کی عصبیت کا جو رجحان چل نکلا ہے اس کے زیر اثر ہر قوم، چاہے وہ مٹھی بھر کیوں نہ ہو، اپنا الگ تشخص چاہتی ہے اور اپنے لیے قومی یا وطنی افتخارات کھڑے کرنے کے لیے تاریخ کو اپنی پسند کے مطابق بدلتی اور بیان کرتی رہتی ہے۔ ساہن پال اور رن مل کا معاملہ بھی اس رجحان سے الگ نہیں ہے۔ جب تک حضرت نوشاہ کے دونوں صاحب زادوں کی اولاد ایک مقام۔ ساہن پال۔ پر سکونت پذیر تھی، یہ اختلافات نہیں تھے۔ جب کئی نسلوں بعد حضرت محمد ہاشم دریادل کی اولاد میں سے کچھ افراد ساہن پال سے نکل کر ساتھ والے گاؤں رن مل میں آباد ہو گئے، تب بھی ابتدا میں ایسا کوئی وطنی تعصب نہیں تھا کہ حضرت نوشاہ کا وطن یا مدفن رن مل میں ظاہر کیا جائے۔ (۹۲) یہ سارا تماشا گذشتہ نصف صدی سے ہے۔ (۹۳) اس سلسلے میں مدّعین کو کوئی تاریخی حوالہ تو کیا ملتا کہ وہ سب ساہن پال شریف کے حق میں ہیں، انھوں نے انگریزی دور (۱۸۶۷ء) میں تیار شدہ محکمۂ مال کے کاغذات کو دستاویز بنایا اور اس کی بنا پر یہ فیصلہ صادر کیا:

> ''نوشہ صاحب کا ساہنپال سے تعلق صرف اتنا تھا کہ آپ اپنے مرید ساہنپال کی دلجوئی کی خاطر اُس گاؤں گئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ پھر واپس رنمل آ گئے۔'' (۹۴)

یہ واپس رن مل آنے کی بھی خوب رہی! گویا رن مل سے گئے تھے! اگر ان حضرات نے تذکرۂ نوشاہیہ (جس میں احمد بیگ کی تمام عبارات بلفظہٖ شامل ہیں) پڑھا ہے تو اس سے نہ صرف مدّت العمر حضرت نوشاہ کا ساہن پال میں سکونت پذیر رہنا ثابت ہے بلکہ وہیں دفن ہونا، اور ان کی اولاد کا بھی وہیں رہنا معلوم ہے۔ اگر ایک مورّخ موضع ساہن پال کا ذکر کر سکتا ہے تو اسے موضع رن مل کا ذکر کرنے سے کس چیز نے روکا ہوا تھا؟ رسالۂ احمد بیگ اور تذکرۂ نوشاہیہ میں ساہن پال کے آس پاس واقع کئی دیہات کا اس پس منظر میں ذکر ہوا ہے کہ وہاں سے حضرت نوشاہ یا ان کی اولاد میں سے کسی کا کوئی واقعہ منسوب ہے۔ جیسے اگرویہ، بھاگت، جاگو، جوکالی، دھریک، سارنگ، کالو پنڈی، ہیلاں وغیرہ۔ یہ دیہات اب بھی ساہن پال شریف کے مضافات میں آباد ہیں۔ اگر حضرت نوشاہ یا ان کی اولاد کا کوئی واقعہ رن مل میں پیش آیا ہوتا تو اس کا بھی مورّخین ذکر کرتے۔ ایک معاصر کے بقول حضرت نوشاہ رہتے ہی رن مل میں تھے! سوال یہ ہے کہ یہ کیسی سکونت تھی کہ اس دَور کا کوئی ایک واقعہ بھی خاندانی تذکرہ نویسوں اور مورخین کی نظر سے نہیں گذرا اور نہ کسی دوسرے نے لکھا ہے، بلکہ جب مورّخین حضرت نوشاہ کی وفات کا ذکر کرتے ہیں تب بھی آپ کا مدفن ساہن پال لکھتے ہیں۔ شاید ہمارے معاصر اب یہ کہانی بنائیں کہ وفات تو رن مل میں ہوئی تھی لیکن ساہن پال لا کر دفن کیے گئے اور بعد میں انھیں رن مل لا کر دفن کیا گیا! لیکن اس کی بھی تردید ہو جاتی ہے جیسا کہ آگے چل کر ہم بتائیں

Marfat.com

گئے۔

ہاں مرزا احمد بیگ، جنھوں نے اتنی جستجو سے حضرت نوشاہ کے حالات جمع کیے اور حافظ محمد حیات، جو نوشاہ گنج بخش کے پڑپوتے تھے اور ان تک اپنے باپ دادا کے ذریعے ضرور اپنے جدّ امجد کے حالات پہنچے تھے، وہ سب تو حضرت نوشاہ گنج بخش کی رن مل میں سکونت سے بے خبر رہے اور انگریزی دور کا ایک پٹواری یا محکمۂ مال کا گماشتہ تاریخ نوشاہیہ سے باخبر نکلا جس کی زبان اور لہجہ ایک جلیل القدر بزرگ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایئے:

''مسمی نوشہ صاحب فقیر، قوم راجپوت، گوت جالپ، بطور سیاحی اِس جگہ آیا۔''(۹۵)

اب ہم تذکرۂ نوشاہیہ (جس میں بیشتر رسالۂ احمد بیگ کے مشمولات ہیں) سے وہ واقعات لکھتے ہیں جو حضرت نوشاہ اور ان کی اولاد کے ساہن پال میں ساکن ہونے اور وہاں سے نسبت ہونے پر دلالت کرتے ہیں:

حضرت نوشاہ گنج بخش کی ساہن پال میں سکونت کے واقعات:

۱۔ چوہدری مَہمان اور اس کا بیٹا چوہدری ساہنپال حضرت نوشاہ کی خدمت میں آئے اور التماس کی کہ یا حضرت! ہم نیا موضع [ساہن پال] تب آباد کریں گے جب آپ بھی وہاں سکونت پذیر ہوں۔ پہلے آپ کے مکانات تعمیر ہوں گے، پھر ہم دوسرے لوگ آباد ہوں گے۔ حضرت نے یہ بات قبول فرمالی۔(۹۶)

۲۔ میاں نور محمد سیال کوٹی کو صحرا میں ایک شتر سوار بلوچ ملا۔ اس سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: چک ساہن پال حضرت نوشاہ کی زیارت کرنے جارہا ہوں۔(۹۷)

۳۔ میاں رضی الدین کنجاہی چک ساہن پال پہنچے اور حضرت نوشاہ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔(۹۸)

۴۔ ایک دفعہ دریائے چناب نے غلبہ کیا اور رخ چک ساہن پال کی طرف تھا اور روزانہ سو دو سو گز زمین ڈھاتا تھا۔ ان دنوں حضرت نوشاہ [چک ساہن پال میں] اپنی مسجد بنوا رہے تھے۔ آپ دریا کے کنارے گئے، وہاں مراقبہ کیا اور یہ آفت ٹال دی۔(۹۹)

۵۔ محمد امین نامی ایک شخص بیان کرتا ہے کہ وہ لاہور میں پڑھتا تھا اور اسے حضرت نوشاہ کے دیدار کا اشتیاق ہوا۔ دریائے چناب میں کشتی نے اسے موضع ساہن پال کے قریب اتارا۔ حضرت نوشاہ وہاں اپنے دولت خانہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔(۱۰۰)

۶۔ خواجہ محمد فضیل کابلی چک ساہن پال کی مسجد میں حضرت نوشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔(۱۰۱)

۷۔ یہی خواجہ فضیل حضرت نوشاہ کی خدمت میں ساہن پال میں حاضر تھے کہ موضع بھڑی کا ایک ہندو پھیری والا وہاں آنکلا... الخ(۱۰۲)

۸۔ مشائخ کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے خاص الخاص مریدوں کو خلافت دے کر اپنے سے دور کسی دوسرے مقام پر تعین کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شاہ سلیمان نے حضرت نوشہ کو نوشہرہ بھیجا تھا۔ حضرت نوشہ نے میاں نور محمد کو سیال کوٹ میں مقرر کیا، جن کا

Marfat.com

وطن نوشہرہ اور چک ساہن پال تھا۔ (۱۰۳)

مقصد حضرت نوشاہ کا انھیں اپنے وطن ساہن پال سے دور بھیجنا تھا۔ کیوں کہ دو کامل ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

۹۔ فتح محمد فقیر جس روز حضرت چک [ساہن پال] پہنچے، اس سے تھوڑی دیر پہلے حضرت نوشاہ کا انتقال ہوا تھا اور نماز جنازہ کے لیے ان کا تابوت باہر لایا جا رہا تھا۔ (۱۰۴)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نوشہ کا وصال چک ساہن پال میں ہوا تھا۔

حضرت نوشاہ کی نسبت سے ساہن پال شریف کا ادب واحترام:

۱۰۔ شاہ عبدالرحمان بھڑی والے [مرید حضرت نوشاہ] جب دریاے چناب عبور کر کے اِس طرف آتے تو چک ساہن پال کی زمین میں پیشاب نہ کرتے۔ اگر چک ساہن پال سے کوئی چوہڑا چمار بھی بھڑی چلا جاتا تو اسے ادب سے چارپائی پر بٹھاتے اور خود زمین پر بیٹھتے اور اس کی خدمت میں کمربستہ رہتے۔ (۱۰۵)

۱۱۔ میاں صدرالدین ساکن موضع رُکھ چٹھہ نے [اپنے شیخ طریقت حضرت نوشاہ کے] ادب کی وجہ سے ساری عمر چک ساہن پال کی زمین میں بول و براز نہیں کیا تھا۔ (۱۰۶)

حضرت نوشاہ کی اولاد کا ساہن پال میں مقیم ہونا:

۱۲۔ حافظ محمد برخوردار [فرزند کلان] کا مزار چک ساہن پال میں حضرت نوشاہ کے مزار کے پاس ہی واقع ہے۔ (۱۰۷)

۱۳۔ جب چوہدری ساہنپال کی وفات ہوگئی تو چوہدری کے مخالف موضع جوکالی کے ایک سردار مبارک [میرک؟] نے حکومتی فوج کے ساتھ موضع ساہن پال پر چڑھائی کردی اور چوہدری ساہنپال کے بیٹوں کو پکڑلیا۔ محمد ہاشم دریا دل اُس وقت دریاے چناب کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جب واپس دولت خانہ تشریف لائے تو فوج اور جوکالی کے سردار کی یہ شرارت دیکھی.... الخ۔ (۱۰۸)

۱۴۔ حضرت نوشاہ کی بیٹی بی بی سائرہ نے التماس کی کہ اے بابا! چک [ساہن پال] کو ملتان بنادو گے؟ فرمایا: سائرہ غم نہ کرو میں نے ملتان بنادیا ہے۔ (۱۰۹)

حضرت نوشاہ کے پوتوں کا ساہن پال میں ساکن ہونا:

۱۵۔ رحمت اللہ بن محمد برخوردار ایک دن شکار پر گئے ہوئے تھے۔ چک [ساہن پال] کے زمین دار محمد قلی ولد چوہدری ساہنپال وغیرہ ساتھ تھے۔ (۱۱۰)

۱۶۔ لاہور کے ایک سرکاری ملازم غلام حسین، عبدالکریم کے ساتھ موضع ساہن پال آئے اور شاہ عصمت اللہ بن محمد برخوردار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۱۱۱)

۱۷۔ عبدالرحیم [مرید شاہ عصمت اللہ] کا بیان ہے کہ وہ چک ساہن پال میں محمد سعید نبیرۂ حضرت نوشاہ کی خدمت میں

Marfat.com

پہنچے۔ (۱۱۲)

یہ محمد سعید دولا، محمد ہاشم دریادل کے بیٹے ہیں۔یعنی ہاشمی اولاد ابھی تک ساہن پال میں سکونت پذیر تھی۔

۱۸۔ایک بار جمال اللہ بن محمد برخوردار چک ساہن پال کے چوری شدہ مواشی واپس لینے کے لیے کوٹ مومن گوندل گئے۔ (۱۱۳)

میاں نور محمد کاسیال کوٹ سے پہلے پرانا وطن نوشہرہ اور ساہن پال لکھا ہے ''نوشهره و چک ساهن پال وطن ایشان بود''(۱۱۴)

جب حضرت نوشاہ کو نوشہرہ بھیجا گیا تو میاں نور محمد پہلے سے وہاں رہتے تھے۔وہ نوشہرہ چھوڑ کر ساہن پال کیوں آئے؟ اس کا سیدھا سا جواب ہے کہ میاں نور محمد حضرت نوشاہ کے یارِ عزیز اور خادمِ خاص تھے اور ظاہر ہے جب پیر نے ساہن پال میں سکونت اختیار کی تو مرید نے بھی اسی مقام کو اپنا وطن قرار دیا تا کہ ان کی خدمت میں رہ سکیں۔یہ تو نہیں ہوسکتا تھا کہ حضرت نوشاہ کسی اور جگہ میں رہتے تھے اور یہ ساہن پال میں۔

حضرت نوشاہ کی تاریخ وفات:

اگر چہ اس موضوع پر پہلے لکھا جا چکا ہے اور حضرت نوشاہ کی اصل تاریخ وفات ۱۰۶۴ھ کی جگہ فرضی تاریخ ۱۱۰۳ھ کا محاکمہ ہو چکا ہے، جس کا ان لوگوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔اب یہ لوگ کچھ اور ''دلائل'' لے کر آئے ہیں۔جو پہلے سے زیادہ بودے ہیں۔ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد تاریخ وفات سے متعلق چھ سات صفحات میں بحث کرنے کے بعد ''صحیح تاریخ وفات'' کی سرخی جما کر جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں، وہ ملاحظہ ہو:

''نوشہ صاحب کا وصال شاہجہانی عہد میں نہیں ہوا۔ہم نے اس باب کے آغاز میں نوشہ صاحب کی ولادت کے ضمن میں تحقیقی تجزیہ کیا ہے کہ یہ عبارت: ''اتفاقاً در اثناء نوشتن رسالہ کہ از وصال حضرت شاہ چہل و سہ سال گزشتہ [کذا: گذشتہ] بود کہ از اخلاصمندان عزیزی از لشکر ظفر اثر عالمگیر بادشاہ کہ اسم آن محمد عزیز نقل کرد۔'' مرزا احمد بیگ کی نہیں بلکہ صاحب رسالہ تذکرۂ نوشاہی شیخ محمد حیات برخورداری کی ہے۔یہ تذکرہ مصنف کے اپنے قول کے مطابق 1146ھ / 1733ء میں لکھا گیا: ''در مقام مناسب [!!!] سنہ یک ہزار یک صد چہل و شش از ہجرت النبی الامی'' یعنی 1146ھ میں جب رسالہ تذکرہ نوشاہی لکھا گیا اس وقت نوشہ صاحب کی وفات کو 43 سال بیت چکے تھے۔اگر 1146 میں سے 43 نکال دیئے جائیں تو 1103ھ / 1691ء نوشہ صاحب کا سال وفات نکل آتا ہے۔''(۱۱۵)

حقیقت حال یہ ہے کہ:

-اولاً، یہ عبارت مرزا احمد بیگ کی ہے اور ان کے رسالہ میں موجود ہے۔(۱۱۶) لہذا یہ کہنا کہ یہ عبارت احمد بیگ کی نہیں، صاحبِ تذکرہ کی ہے، کتب تاریخ نوشاہیہ سے انتہائی بے خبری کی دلیل ہے۔

Marfat.com

-ثانیاً، یہ مرزا احمد بیگ ہیں جو مکرر اپنے رسالہ میں تاکید کرتے ہیں کہ رسالہ کی تصنیف کے وقت حضرت نوشاہ کے وصال کو ۴۳ سال گذر چکے ہیں۔ اس سے پہلے وہ اپنے مقدمہ میں بھی لکھ چکے ہیں: **در سنهٔ یک هزار و یک صد و هفت هجری ،به عهدسلطنت شاه اورنگ عالم گیر -خلّد اللّٰه ملکه - که از وصال حضرت شاه چهل و سه سال گذشته بودند،این مسوده را به عبارت سهل و ساده در قید کتابت آوردم.** ''(۱۱۷)

دراصل یہی وہ قدیم ترین اور اوّلین حوالہ ہے جو حضرت نوشہ کا سال وصال (۱۰۶۴ھ) متعین کرتا ہے۔ ہمارے معاصر نے تفریق کا جو کلیہ استعمال کیا ہے، وہ کوئی نیا نہیں ہے۔ یہی فارمولا مفتی غلام سرور اس سے پہلے برت چکے ہیں اور اس کا ردّ کیا جا چکا ہے۔

-ثالثاً معترض صاحب کہتے ہیں کہ یہ عبارت شیخ محمد حیات کی ہے۔ بھائی صاحب! جب بات ۱۱۴۶ھ کی ہو رہی ہے تو اُس وقت ''لشکر ظفر اثر عالمگیر بادشاہ'' کہاں سے آ گیا؟ عالمگیر بادشاہ تو ۱۱۱۸ھ میں چل بسا تھا۔ ظاہر ہے مرزا احمد بیگ جب ۱۱۰۷ھ میں رسالہ لکھ رہے ہیں تو وہی عالمگیر کے لشکر کی بات کر سکتے ہیں۔

حضرت نوشاہ گنج بخش کی نیابت:

ایک اور مسئلہ، جس کو اختلافی بنا دیا گیا ہے وہ حضرت نوشاہ کی نیابت کا ہے۔ ہم نے احوال و مقامات نوشہ گنج بخش کے مقدمہ میں مرزا احمد بیگ کے بیانات درج کر دیے تھے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تذکرۂ نوشاہیہ میں بھی احمد بیگ ہی کا بیان نقل ہوا ہے جو یہ ہے:

''می خواستند که نیابتِ خود به او[میاں صدرالدین] سپارند. و چنان صاحبِ حال بود که روزی کاه می زد و به چوب کاه را صاف می کرد که ورود حضرت از هوا شد. بیتاب شده با همان چوب دست خود را می کوفت. چون این حالِ مهربانیِ حضرت، یاران بر او دیدند. میان پیر محمد وغیره یاران– عرض کردند: ''اگر حضرت دستار نیابت خود به میان صدر الدین یا به غیره– کسی از یاران– عطا فرمایند، مایان را قبول نیست و مایان کسی اطاعت او نخواهیم کرد و سرداری او منظور نخواهیم داشت و پیشِ او سلام نخواهیم کرد و اگر به هر دو صاحبزاده های والا گوهر و اولادِ ایشان دستار نیابت عطا بکنند مایان را قبول است و همه آمده پیش ایشان سلام خواهیم کرد و اطاعت و فرمان برداری ایشان به سر و چشم و جان قبول نماییم.'' چون اولاد بسیار عزیز بود و جگر گوشه بودند و حُبِّ ایشان در صدر و جان داشتند، فرمودند که میان پیر محمد! چرا خطره می کُنی؟ من مجذوب نَیم. سلام و نیابت به خانهٔ خود داشته ام.

Marfat.com

چنانچہ روزی بہ جہتِ زیارتِ حضرت شاہ، میان صدرالدین آمد و حضرت اندرون نشستہ بودند و حضرت میان برخوردار جیو بر دروازہ ایستادہ بودند. او، ایشان را گذاشتہ، بہ قدمِ حضرت افتاد. حضرت بہ غضب فرمودند کہ: "قدم ہمان بودند کہ بردر گذاشتی" و قدمِ خود را بر آوردہ، پیشِ او نہادہ، گفتند کہ: "ازین قدم الحال ترا ہیچ حاصل نخواہد شد." از آنجا کہ کمالِ مہربانی در حقِ ایشان داشتند تا میان صدر الدین مسلوب الحال شدند."(۱۱۸)

اس واقعہ کے پہلے حصے سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیر محمد سچیار اور دوسرے یاروں نے جب اس خدشے کا اظہار کیا کہ مبادا حضرت نوشاہ اپنی نیابت ان کے ایک پیر بھائی میاں صدرالدین کو دے دیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں مجذوب نہیں ہوں [کہ یہ کام کروں]، میں نے سلام اور نیابت اپنے گھر [یعنی اولاد] کے لیے مخصوص رکھی ہے۔

یہاں تک کے واقعہ کا کئی پہلوؤں سے جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

کیا حضرت نوشاہ کی خدمت میں رہ کر پیر محمد سچیار اور دوسرے یاروں کی یہی تربیت ہوئی تھی کہ وہ بڑی بے باکی سے اپنے شیخ طریقت سے کہیں کہ اگر آپ میاں صدرالدین یا کسی دوسرے یار کو دستار نیابت دیں گے تو ہمیں قبول نہیں ہوگا اور ہم اس کی اطاعت نہیں کریں گے اور اس کی سرداری منظور نہیں کریں گے اور اس کو سلام نہیں کریں گے؟

کیا ان مریدوں کو اپنے شیخ کی اس نظر پر شک وشبہ تھا جو وہ روحانی مسائل اور مآل کار پر رکھتے تھے اور اُلٹا شیخ کو راہ سُجھا رہے تھے کہ اگر آپ یوں کریں گے تو ہم سلام اور اطاعت بجالائیں گے ورنہ نہیں؟

جیسا کہ خانقاہوں میں ہوتا چلا آیا ہے کہ مریدوں میں باہمی چپقلش اور حسادت ہوتی ہے اور ایک مرید، شیخ کے کسی دوسرے منظور نظر مرید کو گوارا نہیں کرتا۔ کیا یہاں بھی یہی بات کارفرما تھی؟

یہ سب باتیں قابل تامّل ہیں، لیکن سوءادب ہوگا اگر ہم کسی کی نیّت پر بھی شک کریں اور اس کا جواب اپنی ناقص راے کے مطابق دیں، لہذا ہم اس بات کو یہیں چھوڑتے ہیں اور واقعہ کے دوسرے حصّے کی طرف آتے ہیں۔

جب حضرت نوشاہ اور پیر محمد سچیار وغیرہ کے درمیان یہ مکالمہ ہوگیا تو ایک روز میاں صدرالدین حضرت نوشاہ کی زیارت کے لیے آئے۔ حضرت نوشاہ اندر بیٹھے تھے اور ان کے بڑے بیٹے محمد برخوردار باہر دروازے پر کھڑے تھے۔ میاں صدرالدین انھیں نظرانداز کر کے سیدھے اندر آگئے اور حضرت نوشاہ کے قدم بوس ہوئے۔ حضرت نے غضب ناک ہوکر فرمایا: ''قدم وہی تھے جو تم دروازے پر چھوڑ آئے''۔ یہ بات حضرت نے اس لیے فرمائی کہ وہ محمد برخوردار کے حال پر کمال مہربان تھے۔

اب اگر ان دو واقعات کا، جو اگرچہ دو مختلف دنوں میں پیش آئے لیکن ان کا مرکزی کردار (میاں صدرالدین) اور بنیادی فلسفہ (نیابت) ایک ہے، بہ نظر عمیق جائزہ لیا جائے تو یہاں حضرت نوشاہ نے محمد برخوردار کی اہمیت میاں صدرالدین اور دیگر

Marfat.com

مریدوں کو جتادی ہے۔ دیگر مرید بھی یہی چاہتے تھے کہ حضرت نوشاہ اپنی اولاد کو سلام کروائیں۔ اگرچہ اس واقعہ میں واشگاف الفاظ میں کسی کو نیابت تفویض کرنے کی بات نہیں ہوئی لیکن مصنف کا دونوں واقعات کو ساتھ ساتھ بیان کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے۔

چونکہ اس واقعہ میں محمد برخوردار کا نام آ گیا ہے اور اس میں ان کی نیابت کا قرینہ موجود ہے تو ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد صاحب کو (البتہ اپنے سرپرستوں کی خوشنودی کی خاطر) یہ کیسے گوارا تھا کہ وہ اسے قبول کرلیں۔ واقعہ کو تو وہ جھٹلا نہیں سکے، لیکن اسے نقل کرتے وقت بددیانتی کی اور محمد برخوردار کے نام کی جگہ ہاشم دریادل لکھ دیا اور علمی خیانت کی تہمت سے بچنے کے لیے ساتھ یہ جملہ لکھ دیا: ''تذکرہ نوشاہی کے بعض نسخوں میں ہاشم دریادل کی بجائے برخوردار صاحب کا نام لکھا ہوا ہے۔ ہاشم دریادل کی اولاد کا دعویٰ ہے کہ ایسے نسخے تحریف شدہ ہیں، اس لئے ہم تذکرۂ نوشاہی کے حوالوں پر یقین نہ کرتے ہوئے کنزالرحمت کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔''(۱۱۹)

پہلی بات: یہ واقعہ تذکرۂ نوشاہیہ یا محمد حیات کا بیان کردہ نہیں ہے بلکہ مرزا احمد بیگ کا ہے اور رسالۂ احمد بیگ کے دستیاب دونوں قلمی نسخوں میں ''حضرت میاں برخوردار جیو بر دروازہ استادہ بودند'' لکھا ہے۔(۱۲۰)

دوسری بات: جب یہ واقعہ تذکرۂ نوشاہیہ میں نقل ہوا تب بھی اس میں حضرت برخوردار کا نام برقرار رہا۔ میں نے تذکرۂ نوشاہیہ کی تدوین کے وقت جو نسخے سامنے رکھے ہیں اور ان کی تفصیل گذر چکی ہے، ان میں سے کسی ایک میں بھی محمد ہاشم کا نام نہیں ہے۔(۱۲۱)

ڈاکٹر زاہد نے محمد ہاشم والے نام کا اقتباس نقل کرکے پاورقی میں حوالہ ''تذکرہ نوشاہی (قلمی) ص204'' دیا ہے۔ ان کے مآخذ کی فہرست میں تذکرۂ نوشاہی کے چار قلمی نسخوں کے کوائف درج ہوئے اور کچھ پتا نہیں چلتا کہ متن میں کس نسخے کے صفحے کا حوالہ ہے (الّا ماشاءاللہ!)۔ ان کا یہ کہنا کہ بعض نسخوں میں ہاشم کی بجائے برخوردار ہے، حقیقت کو اُلٹ بیان کرنا ہے اور اپنی غلط بیانی سے بری الذمہ ہونے کے لیے ایک مہمل جملہ لکھ دیا ہے: ''ہاشم دریادل کی اولاد کا دعویٰ ہے کہ ایسے نسخے تحریف شدہ ہیں۔'' کیا محمد ہاشم دریادل کی اولاد جو شروع سے لے کر اب تک گذشتہ تین سو سال میں ہوئی ہے، سب نے ایسے نسخوں کو ردّ کردیا ہے؟ چونکہ تذکرۂ نوشاہیہ کی صحیح عبارت سے ڈاکٹر زاہد کا مطلب نہیں نکلتا تھا تو ساری بحث پر یوں پانی پھیر دیا کہ ہم تذکرۂ نوشاہی کے حوالوں پر یقین نہیں کرتے اور کنزالرحمت کو دستاویز قرار دیتے ہیں۔

اگرچہ یہاں ہمارا مقصد فی نفسہٖ نیابت کے مسئلہ پر جرح و بحث نہیں ہے اور بات صرف تذکرۂ نوشاہیہ تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ڈاکٹر زاہد نے تذکرۂ نوشاہیہ کو ردّ کرکے کنزالرحمت کا دامن پکڑا ہے تو ضروری ہے کہ اس کا جواب بھی دے دیا جائے۔

ڈاکٹر زاہد کنزالرحمت (مطبوعہ، ص۷۱) سے یہ شعر نقل کرتے ہیں:

Marfat.com

عطا شد نیابت بہ پسر بزرگ
نمودند تحسین بہ کار سترگ

چونکہ یہاں بھی بات صاف ہے کہ حضرت نوشاہ نے اپنے بڑے بیٹے کو نیابت عطا کی اور اس عظیم کام پر سب نے تحسین کی، ڈاکٹر زاہد کا من پسند مطلب نہ نکل سکا اور حسب عادت اس مطبوعہ نسخہ کو بھی تحریف شدہ قرار دے دیا۔ اس دفعہ تحریف کی بندوق انھوں نے شیخ فضل حسین سجادہ نشین بھلوال کے کندھے پر رکھ کر چلائی ہے اور فرماتے ہیں کہ اصل شعر یوں تھا:

عطا شد نیابت گہ با پسر خورد
نمودند تحسین بہ کار سپرد

شعری ذوق اور فارسی زبان کی سوجھ بوجھ رکھنے والے کسی بھی شخص سے پوچھا جا سکتا ہے کہ جس شعر کو شیخ فضل حسین اور ان کے تتبع میں ڈاکٹر زاہد اصل بتا رہے ہیں وہ کس قدر مہمل، بے معنی اور بے وزن ہے۔ جب کہ ''پسر بزرگ'' والا شعر موزوں اور بامعنی ہے۔ یہ جواب علم بلاغت و عروض و قافیہ کے نقطۂ نظر سے تھا۔ جب کہ ان کے اصل اعتراض کا جواب یہ ہے کہ کنز الرحمت کا مطبوعہ نسخہ قطعاً محرفہ نہیں ہے۔ اس کی تائید کنز الرحمت کے اس قلمی نسخہ سے ہوتی ہے جو بخط مصنف، حضرت شرافت نوشاہی کے کتب خانہ میں ہے اور اس کے ورق ۵۶ پر یہ شعر ایسے ہی لکھا ہے جیسا چھپا ہے۔ اس صفحے کا عکس تذکرۂ نوشہ گنج بخش، ص ۱۲۴ میں شایع ہو چکا ہے اور اسی مقام پر حضرت شرافت نوشاہی نے مسئلہ نیابت پر خوب تحقیق کی ہے۔ ڈاکٹر زاہد نے اپنی کمان سے شیخ فضل حسین کا جو تیر چلایا ہے اس کا جواب آج سے کئی سال پہلے تذکرۂ نوشہ گنج بخش میں دیا جا چکا ہے۔ انھیں چاہیے تھا پہلے اسے پڑھتے اور پھر کوئی نئی بات کرتے۔

حضرت نوشاہ کا اپنی دختری اولاد سے رویہ

تذکرۂ نوشاہیہ کے بین السطور حضرت نوشاہ کے ہاں اپنی بیٹی، داماد اور نواسوں کے تئیں ایک معمولی سی سرد مہری کا احساس ہوتا ہے۔ کتاب میں درج الفاظ کا لب و لہجہ اور تاثر کچھ ایسا ہی ہے۔ اگر صرف ایک آدھ واقعہ درج ہوا ہوتا تو شاید قاری اس پر توجہ نہ کرتا، لیکن واقعات کا تسلسل اور اس پر مرزا احمد بیگ کے ملاحظات سے سرد مہری بلکہ اس سے کچھ آگے کا نقش قاری کے ذہن پر ثبت ہوتا ہے۔ حسب ذیل واقعات قابلِ غور ہیں:

۱۔ بی بی سائرہ کی شادی کے بعد حضرت نوشاہ نے انھیں موضع ہیلاں یا باہوکی میں رہنے کے لیے کہا۔ لیکن بی بی سائرہ کا جی چاہتا تھا کہ حضرت کے پاس (ساہن پال میں) رہیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ یہاں (ساہن پال میں) میری اولاد کا حکم ہوگا، تمہارا اور تمہاری اولاد کا یہاں نہ حکم ہے نہ وراثت۔ اور اپنی تمام جائداد اور ترکہ سے انھیں لاتعلق کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں بھی خانقاہ نوشاہیہ کی نذر و نیاز، بالخصوص چوہدری ساہنپال نے جو کنواں نذر کیا تھا، اس سے قطعاً کوئی حصہ بی بی کی اولاد کو

Marfat.com

نہیں ملتا تھا۔ (۱۲۲)

۲۔حضرت نوشاہ نذر میں لائی گئی ایک عمدہ زین اپنے بیٹے محمد برخوردار کو دینا چاہتے تھے، لیکن حضرت کے داماد میاں معموری کی نظر اس زین پر تھی اور انھوں نے وہ زین حضرت کی مرضی کے خلاف اٹھالی۔اس پر حضرت غصہ ہوئے اور ناراضگی سے فرمایا: ''معموری! اس زین پر کون سوار ہوگا اور گھوڑا کہاں سے لاؤ گے؟'' خدا کا حکم ایسا ہوا کہ اُس زین پر کوئی سوار نہ ہوسکا اور بعد کی تین چار پشتوں تک بھی ان کی اولاد کو سواری کے لیے گھوڑا میسر نہ ہوا۔کیونکہ میاں معموری نے وہ فضولی حضرت نوشاہ کی مرضی کے خلاف کی تھی۔ (۱۲۳)

۳۔حضرت نوشاہ کے پوتے سعداللہ اور نواسے سراج الدین اکٹھے سلام کے لیے حضرت کے پاس گئے۔سراج الدین نے پیش دستی کی اور آگے ہوگئے۔لیکن سعداللہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کردیا اور خود آگے ہوگئے کہ میں پہلے جاؤں گا۔حضرت نے، جو یہ منظر دیکھ رہے تھے، خدمت میں حاضر یاروں سے فرمایا: ''دیکھو دوستو! سعداللہ سراج الدین کو پیچھے ہٹا رہا ہے اور خود آگے ہو رہا ہے، یعنی تم بے وارث اولاد ہو اور وارث میں ہوں''۔جب خود حضرت نوشاہ کی زبان سے لفظ ''بے وارث'' نکل گیا تو وہ لوگ وارث کیسے ہوسکتے ہیں۔حضرت کے خادموں اور یاروں کے مُلک میں بی بی کی اولاد کا بالکل کوئی حکم نہیں چلتا اور حکم صرف حضرت کی اولاد کا ہے۔ (۱۲۴)

۴۔جب گھر میں کھانا تیار ہوجاتا تو حضرت نوشاہ کے پوتے سعداللہ اور نواسے تاج الدین مل کر حضرت کو بلانے حویلی جاتے۔سعداللہ تاج الدین سے کہتے کہ میں آگے آگے چلتا ہوں تم میرے پیچھے پیچھے آؤ۔حضرت یہ دیکھتے تو مسکراتے ہوئے فرماتے: ''[سعداللہ] اپنی وراثت کے زور پر آگے آگے چلتا ہے۔'' (۱۲۵)

۵۔حضرت نوشاہ روزانہ اپنے پوتے سعداللہ اور نواسے تاج الدین کو دو پیسے دیتے۔ایک دن حضرت نے تاج الدین سے پوچھا کہ تم اس پیسے کا کیا کرتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ اپنی والدہ کو دے دیتا ہوں کیونکہ انھوں نے جولاہے کو کپڑا بُننے کے لیے دیا ہوا ہے اور ان کا تانہ کم پڑ گیا ہے۔اس پر حضرت نے فرمایا: ''سائرہ کا تانہ کبھی پورا نہ ہوا!'' حضرت کے فرمودہ کی تاثیر بعد میں بھی سائرہ خاتون کی اولاد میں باقی رہی۔وہ جولاہے کو کپڑا بُننے کے لیے دیتے ،لیکن کبھی ان کا سوت پورا نہ ہوا بلکہ کم ہی پڑا۔ (۱۲۶)

۶۔حضرت محمد برخودار نے اپنے بیٹے شاہ عصمت اللہ کی نسبت بی بی سائرہ کی بیٹی سے طے کرنا چاہی اور اس کے لیے حضرت نوشاہ کے دونوں بیٹوں نے اپنی بہن سے رشتہ مانگا، لیکن وہ نہیں مانے اور صاف جواب دے دیا۔ (۱۲۷)

مبیّنہ سرد مہری کے اسباب، محرّکات کا بالوضاحت کتب خاندان نوشاہیہ میں ذکر نہیں ہوا۔تصویر کا دوسرا رخ بھی تذکرۂ نوشاہیہ میں موجود ہے کہ حضرت نوشاہ نے اپنی بیٹی سے کہا تھا کہ اگر وہ موضع ہیلاں میں سکونت اختیار کریں تو وہ سارا شہر باندھ کر انھیں دے دیں اور اگر موضع باہوکے میں رہیں تو وہ سارا گاؤں صحنک کر کے انھیں دے دیں۔اپنے نواسے کو روزانہ وہ دو پیسہ

Marfat.com

دیا کرتے تھے۔ حافظ معموری پر بھی حضرت کا بڑا کرم تھا اور محمد ہاشم دریا دل بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ (۱۲۸)

تذکرۂ نوشاہیہ سے تعشق اور اس کے تقدس کا ایک عجیب نمونہ

راقم السطور کے جدّ بزرگوار اعلیٰ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ نوشاہی (۱۸۹۰-۱۹۶۵ء) نے اپنی وفات سے ٹھیک ۲۹ سال پہلے ایک عجیب وصیّت کی:

''میری وفات کے بعد میری قبر پر تذکرۂ نوشاہی پڑھ کر کئی ختم بخشیں اور بخشائیں۔''(۱۲۹)

یہ وصیت ۱۲ پھاگن ۱۹۹۲ بکرمی [۱۹ فروری ۱۹۳۶ء] کو قلم بند کی جب وہ موضع ونوٹیانوالی، ضلع شیخوپورہ میں بحالت سفر تھے۔ اس سے اٹھ روز بعد ۲۰ پھاگن کو جب ساہن پال شریف واپس تشریف لا چکے تو اسی وصیّت کو یوں تحریر فرمایا:

''نوشاہی کے روح کو ختمِ تذکرۂ نوشاہی پہنچایا کریں''(۱۳۰)

ثانی الذکر تحریر میں استمرار کا حکم ہے یعنی بار بار یہ کام کریں۔

اس تحریر کی معنویت پر میں نے غور کیا تو یہی سمجھ میں آیا کہ تذکرۂ نوشاہیہ کا حضرت نوشاہی کے ہاں بہت اونچا مقام تھا۔ اس میں تقدّس اور تعشّق دونوں شامل ہیں۔ دوسرا اس میں مخاطب کے لیے یہ پیغام بھی پوشیدہ ہے کہ اس کتاب کا بار بار مطالعہ کیا جائے کیوں کہ یہ سلسلۂ نوشاہیہ کی امہات کتب میں سے ہے۔ 'بخشیں' اور ''بخشوائیں'' میں بھی یہی نکتہ پوشیدہ ہے کہ خود پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھوائیں۔ یہ اس کتاب کی اشاعت اور کثرت مطالعہ کی طرف بشارت ہے۔ تیسرا یہ کہ حضرت کی قبر مبارک کو کتاب خوانی کا مقام بنایا جائے اور وہاں سے سلسلۂ نوشاہیہ کی نشر و اشاعت کا اہتمام ہو۔ الحمدللہ کہ اب تک ایسا ہی ہے اور ساہن پال شریف، جہاں حضرت کی قبر مبارک ہے، سلسلۂ نوشاہیہ کی علمی سطح پر اشاعت کا محور و مرکز بنا ہوا ہے۔

ظاہر بین حضرات اگر اس وصیت کے مضمون پر کوئی ''شرعی'' اعتراض کرنا چاہیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت نوشاہی قرآن کریم کے عشق میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان کی ظاہری اور باطنی زندگی شریعت مطہرہ کے عین مطابق تھی۔ یہ بات جو انھوں نے کہی ہے، ان کے باطنی احوال کی آئینہ دار ہے اور مشائخ کے حالات میں اس طرح کی مثالیں موجود ہیں۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر (۳۵۷-۴۴۰ھ) سے پوچھا گیا کہ ''یا شیخ! آپ کے جنازے کے آگے قرآن کی کون سی آیت پڑھی جائے؟'' شیخ نے کہا: ''وہ بڑا کام ہوگا، ہمارے جنازے کے آگے یہ شعر پڑھا جائے:

خوب تر اندر جہان ازین چہ بود کار؟
دوست بر دوست رفت و یار بر یار
آن ہمہ اندوہ بود، وین ہمہ شادی
آن ہمہ گفتار بود، وین ہمہ کردار''

پس جس روز شیخ نے وفات پائی اور ان کا جنازہ گھر سے باہر لایا گیا تو قاری حضرات شیخ کے حکم کے مطابق، ان کے جنازے کے

Marfat.com

سامنے یہی شعر پڑھ رہے تھے۔

اسی روز شیخ سے پوچھا گیا تھا کہ آپ کی قبر پر آیت ''شھد اللہ'' اور آیت الکرسی لکھیں یا تبارک؟ شیخ نے کہا کہ وہ اونچا کام ہے، یہ قطعہ لکھا جائے۔'' اور قطعہ پڑھ کر بتایا، چنانچہ شیخ کی تربت پر وہی اشعار کندہ کیے گئے جو انھوں نے وصیت فرمائے تھے۔ (۱۳۱)

Marfat.com

حواشی

۱۔ دیکھیے: شرافت نوشاہی، شریف احمد، ''حیاتِ حضرت حاجی محمد نوشہ کے مآخذ''، المعارف، لاہور، مئی ۱۹۷۰ء، ص ۳۲۔۴۶، اس میں ۸ فارسی مآخذ کا قدرے تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔ مرآت الغفوریہ اس وقت حضرت شرافت نوشاہی کے پاس نہ تھی، اس لیے اس کا محض ذکر کیا اور تفصیل نہیں دے سکے۔ آخر میں ۳۳ کتب و جرائد (فارسی، اردو، پنجابی) کی مزید فہرست دی، جن میں حضرت نوشاہ کا مختصر ذکر آیا ہے۔ فارسی مآخذ میں قاضی رضی الدین کنجاہی (م: ۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۱ء) کے تحفۂ رضویہ کو قدیم ترین مأخذ شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت شرافت نوشاہی لکھتے ہیں:

> ''قاضی رضی الدین نے ایک مضمون حضرت نوشہ گنج بخش کے متعلق لکھا، جس میں ستر سطور نثر ہیں اور پچیس اشعار فارسی آپ کی مدح میں نظم کیے ہیں.... اگرچہ یہ پوری عبارت رسالہ الاعجاز از مرزا احمد بیگ لاہوری میں درج ہے اور رسالہ کا جزو بن چکی ہے مگر اس کی اپنی ایک الگ نوعیت ہے۔ نیز حضرت نوشہ صاحبؒ کے بلاواسطہ خلیفہ کی ہے اور خود ان کی زبان سے روایت کی ہے۔ اس لیے بہ نسبت دوسری روایتوں کے وہ زیادہ مستند اور قابل قدر ہے۔ لہٰذا میں نے اس کا نام ''تحفۂ رضویہ'' رکھنا مناسب سمجھا ہے۔'' (ص ۳۴-۳۵)

چون کہ ''تحفۂ رضویہ'' مستقل کتاب نہیں ہے اور محض ایک مختصر تحریر یا مضمون ہے اس لیے میں نے اسے بنیادی مآخذ کی فہرست میں شمار نہیں کیا ہے۔

۲۔ مصنف کے حالات کے لیے دیکھیے: احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص ۷۶، ۱۰۳؛ شریف التواریخ، جلد ۳، حصہ ۲، ص ۱۔۱۷؛ عارف نوشاہی، 'تقدیم'، احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص ۱۔۴۰

۳۔ احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص ۱۔۲

۴۔ رسالۂ احمد بیگ پر تفصیلی تبصرہ کے لیے: شریف التواریخ، جلد ۳، حصہ ۲، ص ۱۰۔۱۶؛ عارف نوشاہی، ''تقدیم''، احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص ۱۔۴۰

۵۔ ثواقب المناقب (نسخۂ الف)، ص ۱۰

۶۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا مرتبہ متنِ ثواقب المناقب، اورینٹل کالج میگزین کے حسب ذیل شماروں میں چھپا ہے: جلد ۳۶، شمارہ ۲، ص ۱۔۵۲؛ ش ۳، ص ۵۳۔۱۱۶؛ ش ۴، ص ۱۱۷۔۱۴۰؛ ج ۳۷، ش ۲، ص ۱۴۱۔۲۱۲

۷۔ صداقت کنجاہی کے مزید حالات اور ثواقب المناقب پر تفصیلی تبصرے کے دیکھیے: شرافت نوشاہی، سید شریف احمد، شریف التواریخ،

Marfat.com

جلد۳،حصہ۳،ص۶۸-۱۰۳،۳۸۱-۳۸۳؛عارف نوشاہی،''صداقت کنجاہی ونثر فارسی اودرثواقب المناقب''و''صداقت کنجاہی وشعرفارسی او''مشمولہ مقالات عارف[ج۱]،ص۳۱۷-۳۲۵؛۳۲۶-۳۳۴؛نیز:مجمع النفائس،ج۲،ص۹۳۸؛سفینۂ خوشگو،ص۲۰۱-۱۹۸؛کارنامۂ عشق،ص۴۰

۸۔ تحایف قدسیہ،ص۵۳۹

۹۔ ایضاً،ص۵۹۱

۱۰۔ ایضاً،ص۵۹۱

۱۱۔ ایضاً،ص۵۸۱

۱۲۔ ایضاً،ص۵۹۲

۱۳۔ ایضاً،ص۵۹۲

۱۴۔ ''حیات حضرت حاجی محمد نوشہ کے مآخذ''،ص۴۲

۱۵۔ ص۱۰۹ملخصاً

۱۶۔ تحایف قدسیہ،ص۱۳۱

۱۷۔ مصنف کے حالات کے لیے:شرافت نوشاہی،سیّد شریف احمد،شریف التواریخ،جلد۳،حصہ۴،ص۵۶-۶۱؛ظہورالدین احمد،پاکستان میں فارسی ادب،ج۴،ص۲۴۱-۲۴۲

۱۸۔ مرآت الغفوریہ،ص۳،۲۶۰

۱۹۔ مرآت الغفوریہ اور اس کے مصنف کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:شرافت نوشاہی،سیّد شریف احمد،شریف التواریخ، جلد۳،حصہ۴،ص۳۳،۲۳۲-۲۳۷؛معین نظامی،''پیش گفتار''،مرآت غفوریہ،ص۱-۳۸؛ظہورالدین احمد،پاکستان میں فارسی ادب، ج۴،ص۲۴۲-۲۴۴،ڈاکٹرظہورالدین احمد نے ایک جگہ یہ عبارت لکھی ہے:''اولیاے نوشاہیہ کے لیے انھوں[امام بخش لاہوری]نے ذیل کے اشخاص سے رجوع کیا اور اطلاعات حاصل کیں:مرزا احمد بیگ،قاضی رضی الدین،قاضی خوشی محمد،حافظ معموری،میاں تاج الدین،صاحب زادہ ہاشم دریادل،شیخ جلال وجمال،میاں میر محمد،والدہ صاحبہ۔''اس فہرست میں سواے آخری دو ناموں(میر محمد اور والدہ صاحبہ)باقی تمام اشخاص رسالۂ احمد بیگ کے راوی ہیں جو صاحبِ مرآت الغفوریہ کی وفات سے بہت پہلے وفات پا چکے تھے۔لہٰذا امام بخش کا ان سے رجوع کرنا اور اطلاعات حاصل کرنا خارج از امکان ہے۔وہ سب رسالۂ احمد بیگ کی عبارتیں ہیں جو امام بخش نے مرآت الغفوریہ میں داخل کی ہیں۔

۲۰۔ کنزالرحمت،ص۲

۲۱۔ ایضاً،ص۷۳

Marfat.com

۲۲۔ کنز رحمت اور اس کے مصنف کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شرافت نوشاہی، سیّد شریف احمد، شریف التواریخ، جلد۳، حصہ ۴، ص۲۵-۵؛ ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ج۴، ص۱۴۷-۱۵۱

۲۳۔ ترقیمۂ شرافت نسخۂ ب؛ احوال و مقامات نوشہ گنج بخش، ص۳۵

۲۴۔ محض مثال کے طور پر: حافظ معموری کا واقعہ جو انھیں نالہ بُڈھی پر پیش آیا؛ اس شخص کا واقعہ جو گُڑ کی گٹھری سر پر اٹھائے کیلیان والا جا رہا تھا۔

۲۵۔ یہ سیّد عبدالقادر خامس (اصل نام: سید سوہانرا شاہ) بن سید مرتضیٰ علی بن سید محمد ثانی بن سید عبدالقادر رابع گیلانی تھے ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء میں حجام نے استرہ سے شہید کر ڈالا۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۳، ص۲۰۱ حاشیہ

۲۶۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص۱۷

۲۷۔ حضرت شرافت نوشاہی نے ایسا ہی اشاریہ ۱۳۵۶ھ میں رسالۂ احمد بیگ (نسخۂ الف) کتابت کرتے وقت بھی بنایا تھا۔ انھیں اشاریے کی ضرورت کا ایک ایسے دور میں احساس ہو گیا تھا جب ہمارے ہاں یہ نظام ابھی ٹھیک طرح رائج نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اب بھی کئی مصنفین یا ناشرین اشاریے کو فالتو چیز سمجھ کر ترک کر دیتے ہیں۔

۲۸۔ احوال و آثار حضرت قطب الارشاد پیر سیّد ابوالکمال برق نوشاہی قادری، ص۱۵؛ انوار برق، ص۱۳۵؛ نوشہ پیر، ص۸۷ حاشیہ

۲۹۔ نوشہ پیر، ص۱۰۲ (اشتہارات کے صفحات)

۳۰۔ ضرب شدید بر مفتری عنید، ص۵۱

۳۱۔ ایضاً، ص۵۳

۳۲۔ ایضاً، ص۵۲ حاشیہ

۳۳۔ ایضاً، ص۷۶

۳۴۔ ایضاً، ص۸۶-۸۷، یہیں پر برق صاحب حاشیے میں لکھتے ہیں: ''اس موضوع پر راقم الحروف کی کتاب 'تذکرۂ نوشاہیہ اور اس کا مصنف' ملاحظہ کریں۔''

۳۵۔ ایضاً، ص۹۲

۳۶۔ اس نوعیت کی کتابوں کی فہرست کے لیے معروف کتابیات ملاحظہ ہوں: کشف الظنون، ایضاح المکنون، الذریعہ الی تصانیف الشیعہ وغیرہ

۳۷۔ تصحیح و تدوین و تحشیۂ تذکرۂ نوشاہی، ص۵۲

۳۸۔ ظہور الدین احمد، پاکستان میں فارسی ادب، ج۳، ص۳۸۲، نے اس نسخہ کی تاریخ کتابت ۱۱۵۰ھ لکھی ہے۔ عصمت اللہ زاہد، حضرت نوشہ گنج بخش: احوال و آثار، ص۵۹۹ نے اسے ۱۱۸۰ھ پڑھا ہے۔

۳۹۔ تصحیح و تدوین و تحشیۂ تذکرۂ نوشاہی، ص۵۴

۴۰۔ ایضاً، ص۴۰-۴۱

Marfat.com

۴۱۔ تقابل کے لیے: احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۱۱۹

۴۲۔ ظہریہ نسخہ شیرانی، ۶۱۸۸

۴۳۔ ظہورالدین احمد، ج ۳، ص ۳۸۰۔۳۸۱؛ ج ۴، ص ۱۱۵۰

۴۴۔ شرافت، نسخۂ د؛ خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۱۸۳

۴۵۔ شرافت، نسخۂ ج؛ ظہورالدین احمد، ج ۳، ص ۳۸۰۔۳۸۱

۴۶۔ شرافت، نسخۂ الف، لیکن اس کی بعد میں تردید کر کے تذکرۂ نوشاہی لکھا ہے؛ شرافت، نسخۂ و

۴۷۔ ظہریہ نسخۂ شیرانی، شمارہ ۲۱۶۰/۵۱۷۱

۴۸۔ ترقیمہ نسخۂ شیرانی، شمارہ ۲۱۶۰/۵۱۷۱

۴۹۔ فہرست مخطوطات شیرانی، ج ۱، ص ۲۱۸

۵۰۔ ترقیمہ نسخۂ شیرانی، شمارہ ۲۱۶۰؛ شرافت، نسخۂ و

۵۱۔ نسخۂ جھنڈیر؛ نسخۂ بہاول پور

۵۲۔ ترقیمہ نسخۂ صبغت اللہ

۵۳۔ شرافت، نسخۂ ز

۵۴۔ شریف التواریخ، ج ۲، ۸۵۰۔۸۵۲ میں بشارت علی صاحب کے پردادا سید شمس الدین بن سید شاہ نواز بن سید فضل الدین برخورداری کے حالات میں بشارت علی صاحب کے والد کا نام (باقی بھائیوں کے نام کے جمع ''حسین'' کی رعایت سے) اعظم حسین لکھا ہے لیکن سرکاری کاغذات میں ان کا نام محمد اعظم ہے۔ وہ بفضلہٖ اس وقت ۲۰۰۹ء میں حیات ہیں۔

۵۵۔ سیّد محمد عظیم نوشاہی کے حالات کے لیے: شریف التواریخ، ج ۲، ۵۴۶

۵۶۔ اگر ''صبغت اللہ رنگ نوشہ یافتہ'' پڑھا جائے تو موزوں مصرعہ بن جاتا ہے لیکن مہر میں ''یافت'' ہی ہے۔

۵۷۔ شریف التواریخ، ج ۲، ۵۶۴

۵۸۔ محمد صدیق نوشاہی متوفی ۱۲۵۵ھ، مدفون مزنگ لاہور کے حالات کے لیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۵۹۳۔۵۹۶

۵۹۔ شریف التواریخ، ج ۲، ص ۵۳۶

۶۰۔ ایک معما جو میں حل نہیں کر سکا، یہ ہے اس مہر میں کندہ سال ۴۹ سے کیا مراد ہے۔ یہ ۱۲۴۹ تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ نورالمصطفیٰ ۱۲۴۴ھ میں وفات پا چکے تھے۔ ۱۱۴۹ھ ہونا دور از قیاس ہے۔

۶۱۔ نسخۂ جھنڈیر میں یہ عبارت اس طرح ہے: '' پس این ذکر قلمی شد از تصنیف مرزا احمد بیگ لاهوری از مناقب غوث صمدانی سیّد محیّ الدین جیلانی و از حاجی محمد نوشه گنج بخش قادری کتاب کرده بود ازو چیده، قلمی

Marfat.com

گردیدہ شد۔'' ورق اب

۶۲۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۷، ص۳۹۲ متن وحاشیہ

۶۳۔ پوراخط شریف التواریخ، ج۳، ح۷، ص۳۹۵ میں نقل ہوا ہے۔

۶۴۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۷، ص۳۹۲

۶۵۔ تذکرۂ شعرائے نوشاہیہ، ص۷۸۲

۶۶۔ حضرت شرافت نوشاہی لکھتے ہیں کہ سیّد محمد عالم ان سے بہت محبت اور شفقت فرماتے اور شریف التواریخ کی تألیف میں بہت مدد کی۔ اپنا سارا کتب خانہ اور کاغذات دکھائے اور ان سے استفادہ کرنے کی اجازت دی۔ شریف التواریخ، ج۲، ص۸۶۳۔۸۶۴

۶۷۔ شریف التواریخ، ج۲، ص۷۷۰

۶۸۔ فہرست مخطوطات شیرانی، ج۱، ص۶۵

۶۹۔ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان، ج۱۱، ص۹۵۳

۷۰۔ تصحیح وتدوین وتحشیۂ تذکرۂ نوشاہی، ص۵۲

۷۱۔ فہرست مخطوطات شیرانی، ج۱، ص۶۵

۷۲۔ ایضاً، ج۲، ص۲۱۸، اس نسخہ کا عکس ڈاکٹر معین نظامی صاحب نے ڈاکٹر احسان احمد صاحب کے لیے بنوایا تھا، جب میں نے تذکرہ پر کام شروع کیا تو مجھے عنایت فرمایا، اس کے لیے ان کا ممنون ہوں۔

۷۳۔ ان دونوں حضرات کے مفصّل حالات کے لیے: شریف التواریخ، ج۲، ص۶۰۵۔۶۱۲

۷۴۔ ان کے حالات اور فہرست تصانیف کے لیے: شریف التواریخ، ج۲، ص۶۹۳۔۷۰۷

۷۵۔ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، نمبر۲۶۵۔۲۶۸، ص۱۱۸

۷۶۔ شریف التواریخ، ج۳، حصہ۶، ص۲۳۵؛ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، ج۱۱، ص۵۴۔۹۵۲ میں تذکرۂ نوشاہیہ کے دس نسخوں کے مجمل کوائف لکھے گئے ہیں۔ احمد منزوی نے ان کا مکرر حوالہ فہرستوارۂ کتابہای فارسی، جلد۳، ص۲۰۷۹ میں بھی دیا ہے۔ ہم نے یہ تمام نسخے اور مزید بھی، اپنے اس مقدمے میں شرح وبسط کے ساتھ متعارف کروائے ہیں۔

۷۷۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۲۸۷

۷۸۔ دیکھیے: ''تقدیم''، احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص۱۳۔۲۵

۷۹۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۳، ص۲۰۱

۸۰۔ احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص۱۔۲

۸۱۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا میں جو تاریخ [۱۱۰۳ھ] اختیار کی ہے، اس کا علمی محاکمہ ہو چکا ہے۔ اگر مفتی صاحب زندہ ہوتے

Marfat.com

اور وہ محاکمہ پڑھ لیتے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی انصاف پسندی اور تاریخ دانی کی بصیرت سے اپنی غلطی سے رجوع کر لیتے۔ لیکن آج کل ان کے متبعین، جنھیں نہ تاریخ سے شغف ہے، نہ خاندان نوشاہیہ کی تاریخ سے واقف ہیں، اور نہ خدا نے انھیں دیدۂ انصاف دیا ہے، وہ مفتی صاحب کی بیان کردہ غلط تاریخ پر اصرار کر رہے ہیں اور یہ غور نہیں کرتے کہ یہ تاریخ اختیار کرنے سے خاندان کی تاریخ کی ساری توقیت اور تقویم تلپٹ ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہمارے ایک معاصر نے عبدالرحیم فدائی سدّ اکنبوئی کے کہے ہوئے قطعۂ تاریخ کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے:

''شیخ عبدالرحیم سدا کنبوئی نے یہ تاریخ کہاں سے لی ہے یا کس سے سنی ہے؟ اس کے متعلق تذکرۂ نوشاہی کے مرتّب [کذا: مؤلف] نے کوئی تفصیل پیش نہیں کی اور تحقیق کے بغیر اس قطعے کو نقل کر دیا ہے۔ اس قطعہ کے خالق نے اس سَن کے بارے میں خود کوئی رائے نہیں دی۔ جس سے ظاہر ہوتا کہ تذکرہ نگار نے اس تاریخ کی تمام تر ذمہ داری صرف سدا کنبوئی کے کندھوں پر ڈال دی ہے اور خود اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ یہ تاریخ کسی تحقیق کی بنیاد پر نہیں لکھی گئی اس لیے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ جب کہ قطعہ نگار کا اپنا بیان ہے کہ اس تاریخ کی بنیاد صرف ''بگوش دل ندا آمد'' ہے۔'' (حضرت نوشہ گنج بخش: احوال و آثار، ص ۱۲۶)

ان سب اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے:

۱۔ شیخ عبدالرحیم نے یہ تاریخ کہاں سے لی یا کس سے سنی؟ اس کا جواب یہ ہے یہ تاریخ اس سے پہلے ۱۱۰۷ھ میں میرزا احمد بیگ لاہوری اپنے رسالے میں لکھ چکے تھے۔ شاعر کے شیخ طریقت شاہ عصمت اللہ، حضرت نوشاہ کے پوتے تھے اور اپنے جدّ امجد کی تاریخ وفات سے یقیناً واقف تھے۔ شاعر نے ان بھی سے سنی ہوگی۔

۲۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تذکرۂ نوشاہیہ کے مؤلف نے اس سال وفات پر خود کوئی تحقیق نہیں کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تحقیق کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جب کوئی بات مختلف فیہ ہو۔ چونکہ حضرت نوشاہ کی تاریخ وفات پر کوئی اختلاف نہ تھا، اس لیے اس پر تحقیق کی ضرورت بھی نہ تھی۔ حافظ محمد حیات کو اگر اس قطعۂ تاریخ میں بیان کردہ تاریخ کے بارے میں شک ہوتا تو وہ اسے ہرگز نقل نہ کرتے۔ ان کے تحقیقی ذہن اور رجحان کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے انھوں نے شجرۂ طریقۂ قادریہ نوشاہیہ کی تصدیق کے لیے مرزا لطف اللہ بیگ کو اوچ بھیجا تھا۔ تاریخ وفات پر تحقیق کی ضرورت ہوتی تو وہ گھر کی بات تھی، گھر سے ہی تصدیق ہو سکتی تھی۔ سب کو معلوم ہے کہ حضرت نوشاہ کے سال وفات (۱۰۶۴ھ) میں مفتی غلام سرور سے پہلے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ مفتی صاحب نے بھی یہ بات اختلافی انداز میں نہیں کہی کہ ۱۰۶۴ھ صحیح نہیں اور ۱۱۰۳ھ درست ہے۔ انھوں نے بھی ایک تاریخ لکھی اور بس! کیا یہی اعتراض مفتی صاحب پر وارد نہیں ہو سکتا کہ انھوں نے حضرت نوشاہ کا سال وفات (۱۱۰۳ھ) کہاں سے لیا یا کس سے سنا؟ اگرچہ مفتی صاحب نے لکھا ہے: ''وفات حضرت نوشاہ بقول صاحب تذکرۂ نوشاہی درسال یک ہزار و یک صد و سہ ہجری در عہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر است'' (خزینۃ الاصفیا، ج ۱، ص ۱۸۳)، لیکن تذکرۂ نوشاہی میں تو ایسی کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ اگر کسی نسخے میں ہو تو ہمیں بھی دکھائی جائے۔ بلکہ اس عبارت سے تو مفتی صاحب پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انھوں نے ایک ایسی تاریخ روایت کرنے کی تہمت تذکرۂ نوشاہی کے مصنف پر لگائی جو سرے سے انھوں نے بیان ہی نہیں کی۔

Marfat.com

۳۔عبدالرحیم سدا کنبوئی کی بیان کردہ تاریخ کی بنیاد ''بہ گوش دل ندا آمد'' ہے۔یعنی معترض یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شاعر نے کسی کتاب سے یہ تاریخ نہیں لکھی بلکہ اسے ایسے ہی کوئی آواز سنائی دی تھی! اب قطعہ تاریخ گوئی کے اسلوب سے ناواقف ان معترض کو کون سمجھائے کہ شعراء تاریخ والے مصرعے کو اسی طرح کہتے ہیں۔کبھی ہاتف صدا دیتا ہے، کبھی خرد کہتا ہے، کبھی دل سے ندا آتی ہے، اصل مدعا مادۂ تاریخ بیان کرنا ہوتا ہے۔

۸۲۔ احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۶۷

۸۳۔ ایضاً، ص ۶۷

۸۴۔ بقول مرزا احمد بیگ ''اکنون بہ شان سترگی قایم مقام طریقۂ جدّ امجد هستند و خلایق بسیار ازایشان بهره مند می شوند.'' احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، ص ۷۱

۸۵۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۱۴۵

۸۶۔ لباب الالباب، ص ۳۴۶

۸۷۔ حضرت نوشہ گنج بخش کی تاریخ وفات کے سلسلے میں مفتی صاحب کو کیسے تسامح ہوا؟ اس کے لیے دیکھیے: اذکار نوشاہیہ، ص ۳۵-۳۹

۸۸۔ حدیقۃ الاولیاء، ص ۵۹

۸۹۔ ایضاً، ص ۲۳۰

۹۰۔ حضرت نوشہ گنج بخش: احوال وآثار، ص ۶۰-۶۲

۹۱۔ ایضاً، ص ۴۲-۴۳

۹۲۔ رن مل میں سکونت پذیر ایک ہاشمی نوشاہی بزرگ محمد حسن ولد بنے شاہ (وفات: ۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ) نے ایک منظوم اردو تصنیف تحایف اصفیا ۱۳۵۰ھ میں لکھی اور ۱۹۴۲ء میں گیلانی الیکٹرک پریس، لاہور سے چھپوائی۔۲۰۰۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن بھی نکلا ہے۔شاید ہی اس نظم کا کوئی شعر بامعنی اور موزوں ہو اور اسے کسی علمی حوالے کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔میں یہاں اس لیے اس کتاب کا ذکر بیچ میں لایا ہوں کہ ۱۳۵۰ھ تک رن مل کے ایک ہاشمی بزرگ بھی حضرت نوشاہ کا محل سکونت ساہن پال لکھتے رہے ہیں۔حضرت سخی سلیمان کی وفات پر حضرت نوشاہ کے بھلوال حاضر ہونے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

بنا کر سلیمان کی خانگاہ
واپس گئے ساہن پالاں موں شاہ

(تحایف اصفیاء یعنی صوفی نوشاہی، ص ۴۲)

یعنی بھلوال میں شاہ سلیمان کی خانقاہ بنوا کر حضرت نوشاہ واپس ساہن پال کو چلے گئے۔نہ صرف یہ بلکہ اس کتاب میں ساہن پال کے آباد ہونے کا ذکر بھی تحسین کے ساتھ کیا ہے اور رن مل کا کہیں ذکر نہیں چھیڑا:

Marfat.com

ہوا چک مبارک تھا ایسا آباد
جو دیکھے کرے عمر ساری میں یاد

(ایضاً،ص۱۲۱)

۹۳۔ جہاں تک میرا محدود مطالعہ ہے حضرت نوشاہ کا رن مل کے ساتھ محض مدفن کی حد تک تعلق جوڑنے کی اوّلین کوشش سیّد ابوالکمال برق نوشاہی (۱۹۲۴-۱۹۸۵ء) کی ہے۔ان کی تصنیف شجرہ شریف نوشاہی کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۱ء میں اور دوسرا (عکسی) ایڈیشن ۱۹۶۳ء میں نکلا۔اس میں ایک مقام پر مزار اقدس کا محل وقوع ''موضع رن مل شریف میں'' (ص۴۲،س۳) اور دوسری جگہ'' موضع رن مل شریف کے مغرب میں'' لکھا ہے۔(ص۴۲،س۱۲)۔مجھے اس تصنیف سے پہلے کا کوئی حوالہ معلوم نہیں ہے جس میں مزار اقدس کا محل وقوع رن مل بتایا گیا ہو۔اس مصنف کے بقول'' آپ کا پہلا مدفن قطب نوشہرہ میں تھا جو ۱۱۷۰ھ (۵۷-۱۷۵۶ء) میں دریا بُرد ہو گیا جس کی وجہ سے آپ کا تابوت مبارک وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا گیا'' (ص۴۲)۔فاضل مصنف نے اس ''دوسری جگہ'' کا نام اور محل وقوع نہیں بتایا۔آگے لکھتے ہیں:'' ۱۲۳۸ھ (۲۳-۱۸۲۲ء) میں دریائے چناب پھر روضۂ عالیہ کے نزدیک آ گیا تو آپ کا صندوق مبارک وہاں سے نکال کر موضع رنمل شریف کے مغرب میں دفن کیا گیا'' (ص۴۲)۔حیرت ہے ۱۸۲۳ء سے ۱۹۵۱ء کے درمیان کسی مصنف نے اس محل وقوع پر غور نہیں کیا اور اس ڈیڑھ سو سالہ دور میں مصنفین تسلسل کے ساتھ حضرت نوشاہ کا مدفن ساہن پال ہی لکھتے آئے اور رن مل کا نام تک نہ لیا۔اتفاق سے اگر مدفن مبارک موجودہ بندوبست اراضی میں رن مل کی حدود میں آ گیا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔نہ تو حضرت نوشاہ کی زندگی کے واقعات کا تعلق ساہن پال شریف سے منقطع ہو جاتا ہے اور نہ حضرت کے واقعات کا تعلق رن مل سے جُڑ جاتا ہے۔ہمارا موقف یہ ہے کہ مسائل کو تاریخی اور تہذیبی تناظر سے الگ کر کے نہیں دیکھا جانا چاہیے۔

۹۴۔ عصمت اللہ زاہد، حضرت نوشہ گنج بخشؒ: احوال و آثار، ص۹۸

۹۵۔ ذکر آبادی و حصول ملکیت موضع رنمل تحصیل پھالیہ، ضلع گجرات، مسل بندوبست سرسری ۱۸۵۷ء بندوبست قانونی مئی ۱۸۶۷ء، ریکارڈ محکمہ مال تحصیل پھالیہ، ضلع گجرات، بحوالہ عصمت اللہ زاہد، حضرت نوشہ گنج بخشؒ: احوال و آثار، ص۹۷

۹۶۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص۷۲

۹۷۔ ایضاً، ص۷۳

۹۸۔ ایضاً، ص۷۸

۹۹۔ ایضاً، ص۸۳

۱۰۰۔ ایضاً، ص۸۶

۱۰۱۔ ایضاً، ص۱۵۵

۱۰۲۔ ایضاً، ص۱۶۳

Marfat.com

۱۰۳۔ ایضاً،ص۱۵۱

۱۰۴۔ ایضاً،ص۱۶۷

۱۰۵۔ ایضاً،ص۱۶۴-۱۶۵

۱۰۶۔ ایضاً،ص۹۶

۱۰۷۔ ایضاً،ص۱۱۰

۱۰۸۔ ایضاً،ص۱۱۴

۱۰۹۔ ایضاً،ص۱۱۷

۱۱۰۔ ایضاً،ص۱۲۱

۱۱۱۔ ایضاً،ص۱۳۰

۱۱۲۔ ایضاً،ص۱۳۹

۱۱۳۔ ایضاً،ص۱۴۳؛شرافت نوشاہی،''حضرت نوشہ گنج بخش کا مدفن مقدس:بعض غلط فہمیوں کا ازالہ''(غیر مطبوعہ مقالہ)؛تاریخ ساہن پال(زیر طبع)

۱۱۴۔ تذکرۂ نوشاہیہ،ص۱۵۱

۱۱۵۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ:احوال وآثار،ص۱۳۰-۱۳۱

۱۱۶۔ احوال ومقامات نوشہ گنج بخش،ص۵۰

۱۱۷۔ ایضاً،ص۱-۲

۱۱۸۔ تذکرۂ نوشاہیہ،ص۹۶

۱۱۹۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ:احوال وآثار،ص۱۴۳

۱۲۰۔ احوال ومقامات نوشہ گنج بخش،ص۵۵

۱۲۱۔ یہ جملہ مندرجہ ذیل نسخوں میں اسی طرح''حضرت میاں برخوردار جیو بر دروازہ استادہ بودند''ہے:جھنڈیر،ورق۸۲ ب؛شرافت (الف)،ص۱۸۷؛شرافت (د)ورق۸۴ب،یہ ورق جدید الکتابت ہے۔اس کی وجہ ہم تعارف مخطوطات میں لکھ آئے ہیں؛شرافت(و)،ورق ۷۹ب؛شرافت(ھ)،ص۱۶۳؛صبغت اللہ،تصویر۱۲۱،شیرانی (الف)ورق ۳۳ب؛شیرانی (ب)ورق ۷۲ب؛بہاول پور،ص۲۳الف؛شرافت(ز)میں اصلاً یہ واقعہ درج نہیں ہوا،اس کی وجہ اس نسخے کا ملخص ہونا ہے۔جب تمام نسخوں میں محمد برخوردار کا نام ہے تو ڈاکٹر زاہد کا یہ بیان کہ تذکرۂ نوشاہیہ کے ایسے تمام نسخے محرّفہ ہیں''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''والی بات ہے،کیوں کہ اگر ان کے کسی نسخہ میں محمد ہاشم کا نام ہے تو وہ ضرور تحریف شدہ ہے۔تحریف پرکھنے کے لیے قدیم نسخہ سے سند لی جاتی ہے اور اس سلسلے میں تذکرۂ

Marfat.com

نوشاہیہ کے قدیم ترین نسخہ مکتوبہ ۱۱۸۳ھ کی سند کافی ہے۔ نسخۂ شیرانی (الف) مکتوبہ ۱۱۹۰ھ دوسری قدیم گواہی ہے۔

۱۲۲۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۹۲

۱۲۳۔ ایضاً، ص ۹۲

۱۲۴۔ ایضاً، ص ۹۲-۹۳

۱۲۵۔ ایضاً، ص ۱۱۹-۱۲۰

۱۲۶۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۱۲۷۔ ایضاً، ص ۱۳۳

۱۲۸۔ ایضاً، ص ۹۲؛ ۱۲۰؛ ۱۴۷

۱۲۹۔ انوار نوشاہی موسوم بہ فیض محمد شاہی، جلد ۳، صفحہ ۴۴۵

۱۳۰۔ ایضاً، ج ۳، ص ۴۹۱

۱۳۱۔ اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، ج ۱، ص ۳۴۶-۳۴۷

Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیّہ

(فارسی)

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی تَفَرَّدُ بِالالُوهِيَّةِ الْاَبَدِيَّةِ وَالْشُكُر لِمَنْ تَوَحَّدَ بالرُبُوبِيَّةِ الازلية "مَااتَّخَذ صَاحِبَةً وَلا وَلَدًا"[جنّ / ۳] "ولم يكُن لَه كُفوًا"[اخلاص /٤] مِن القدوسيه لاضِدَّ ولانِدَّ لذاتِه فی الصمدية. والصّلاة والسّلام علی رسوله توجه بتيجان النبوة والرسالة أرسله رسولًا بدين الحَقِّ وَالهدَايَةِ" لِيُظهِرَه علی الدّين كُلّه" بِكمال العنايةِ "ولو كره المشركون"[توبه / ۳۳] من الحماقة. وفَضَّلَهُ علی جميعِ الرُّسُل باقصَی الغاية خَلَقْتُ الخلق لِاجلِک لولاکَ لَما خَلَقْتُ الافلاکَ فی البداية. وَأَحَكَمَه فی كُلِ حين بِالمُعجزات وَتنزيلِ الآيات. اَشرَقَهُ بِكتَاب جَوامِعِ الْكَلِمَ لِاَحْياء مدارسِ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَة، مُبَشّراً من يتبَعُهُ فی الجنة بالحماية، منذراً من يرغب عنهُ بِجَهَنَّمَ بِالرَّداء ة،مَن أَحَبَّهُ لَهُ السَّعَادةُ وَ مَبْغِضُهُ فی الشقاوَةِ رؤف كَريم مَانَسِیَ اُمَّتهَ حِين وُلِد.

بی بی صفيه، كه عَمِّه و دايه حضرت بود، وقت ولادت حضرت می گويد كه هر گاه متولّد شدند، همون زمان سربه سجده نهاده، نرم نرم چيزی می فرمودند. گوش نهاده شنيدم [1] كه "اُمَّتِی اُمَّتِی" می فرمايند. [فی] *معارج النبوة* فی الرضاعة.

نرجُوا مِن الطافه ان لاينسانا عن الشفاعَة، و خُلَفاؤُه نجوم بايّهمُ اقتَدَيتُم اهتَدَيْتُمُ الصِرَاطَ المستقيم [2] بالرعايةِ ،وللأربَعَة مِنهم فضل النبیّ بجميل الدرايهِ .وبعدَه اَيَّدَالاسَلامَ بسراج معرفة أهل الولايةِ ،وايَّدهم بكراماتٍ لاتُعَدُّ ولا تُحصَی لأجل عدم النهايةِ.

[سبب تأليف]

وپس از درودِ نامعدود سيّد المرسلين و خاتم النبيّين احمد مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلّی اللّٰه عليه وسلّم.

بررأیِ عالم آرایِ غوّاصانِ ابحار حقائق و مَلّاحانِ انهارِ دقائق مخفی و محتجب نمانَد كه جزوی چند نامُرتَّب، نه خطبهٔ ابتدايش و نه خاتمهٔ انتهايش، از بسياری كهنگی اكثر عباراتش ريخته، از تصنيفِ ميرزا احمد بيگ لاهوری، كه به يک واسطه متمسّک [۲] اين عُروهٔ وُثقیٰ و

Marfat.com

حَبلِ متینِ آن قُدوة الواصلین و زبدة العارفین، آن نوشاهِ دین گردیده، چنانچه هم در این کتاب کیفیّتش مُبَیَّن خواهد شد در مقامِ مناسب، در سنهٔ یک هزار و یک صد و چهل و شش از هجرة النّبی الامّی به احقر البریات فقیر محمد حیات بن فضایل پناه، کمالات دستگاه، حضرت میان جمال اللّٰه بن حضرت میان برخوردار ولد شیر بیشهٔ عرفان و نهنگ بحر ایقان، حضرت نوشه صاحب رسیده. و نیز اکثر مقامات عالیهٔ حضرت واحوال [۳] شش فرزند ارجمند که هر یک صاحب جمال و صاحب کمال بوده [٤]، مسموعِ سمعِ میرزا مُعزی الیه نشده. به موجب ایماء اخوت پناه، شفقت و مرحمت دستگاه، بهائی شیر محمد- جیو- که برمسند صاحب سجّادگی صاحب وقت و سلطان حال اند و در مقام مناسب احوال ایشان هم مندرج شده، تا خطبهٔ ابتدا و خاتمهٔ انتها و عبارتی که از کهنگی [3] کتاب دور شده واحوالاتی که در گوش هوش مصنف [٥] نرسیده، مُسوّده کرده و آن اخوت پناه در قیدِ قلم آورده، درج کتاب فرموده.

اگرچه خوارقِ آنحضرت به مثابه ای است که لَو کَانَ البَحرُ مِدَادًا [کهف / ۱۰۹] و بنان الخلقِ أقلامًا و صَرَفُوا الأعمارَ فی الترقیم لما کَتبُوا حرفًا مِن اُلُوف خوارقه العظیم. لیکن به حسب وسع و طوق طاقت هم میرزا و هم این احقر موجبِ سعادتِ ابدیّهٔ خود شمرده از صد یکی و از هزار اندکی مرقوم قلم نموده. امّیدوارِ فاتحهٔ خیر است از خوانندگانِ این کتاب، و رجا دارِ عفو سهو. اسئالک اللّٰهُم غفرأن الذنوب الخفیة والجلیة فی الغداة والعشیةُ منک المبدأ والیک المعاد، الهمنی بکمال فضلک سبیل الرشاد و تقبل منّی انک انت سمیع الدعاء. [٦]

Marfat.com

فصل
در تحقیق ولایت

ولایت مُشتق است از "وَلیّ" که قرب است و آن دو قسم است: ولایتِ عامّه و ولایتِ خاصّه.

ولایتِ عامّه مشترک است میانِ همهٔ مؤمنان. قالَ: اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ [بقره/ ۲۵۷]

و ولایتِ خاصّه مخصوص است به واصلان از اربابِ سلوک، وهِیَ عِبارَة عَن فَناءِ العَبدِ فی الحقِّ وبقائهِ فالولیُّ هُوالفانی فیهِ وَالباقی به. و فنا عبارت است از نهایت سیر الی اللّٰه و بقا عبارت است از بدایت سیر فی اللّٰه، چه سیر الی اللّٰه وقتی منتهی شود که بادیهٔ وجود را به قدمِ صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللّٰه آنگاه متحقّق شود که بنده را باز بعد از فنای مطلق، وجودی و ذاتی مطهّر از [لوث] حدثان ارزانی دارد تا بدان در عالم اتّصاف به اوصاف الٰهی و تخلّق به اخلاق ربّانی ترقی کند. وَ مِن شَرُطِ الْوَلِیّ [4] ان یَّکُوْنَ مَحْفُوظًا کما إن من شرایطِ النبی ان یّکونَ معصومًا فکُل من کان للشرع علیه اعتراض فهُو مغرور مخادع.

"معرفت" عبارت است از باز شناختن معلومِ مجمل در صور تفاصیل، چنانچه در علم نحو مثلًا بداند که هر یک از عوامل لفظی و معنوی چه عمل کند. این چنین دانستن بر سبیلِ اجمال علم نحو باشد. و باز شناختن هر عاملی ازان علی التفصیل در وقت خواندنِ سواد عربیت، بی توقّفی و رویّتی واستعمال آن درمحلِّ خود در معرفتِ نحو باشد. و باز شناختن به فکر و رویّت، تعرف نحو. و غافل بودن ازآن باوجود علم، سهو و خطا. پس معرفتِ ربوبیت عبارت بود از باز شناختنِ ذات و صفاتِ الٰهی در صور تفاصیل احوال و حوادث و نوازل، بعد از آن که برسبیلِ اجمال معلوم شده باشد که موجود حقیقی و فاعل مطلق او است سبحانه.

از جنید- قدس سره- پرسیدند که "معرفت چیست؟" گفت: "المعرفة وجودُ جهلِک عندَ قیامِ علمه." "الفَقرُ عَدمُ الامتلاکِ وَالخُروجُ عَن أحکام الصّفات." الفقیرُ الّذی لایَمْلِکُ

Marfat.com

وَلَایُـمـلَکُ، ولایُمَلِّکُ." "الصّوفيّ مَن استصفاهُ الحق لنفسه تودّداً، و الفقير من استصفى نفسه في فقره تقرّبًا."

در نـفحات الانس مـی آرد: خـداونـد- سبـحـانه و تعالٰی- برهان نبوی را باقی گردانیده است و اولیـا را سبـب اظهـار آن کـرده، تـا پیوسته آیاتِ حق و حجّتِ صدقِ محمد- مصطفٰی صـلّی اللّٰه علیه وسلّم- ظاهر می [با] شد و مرایشان را والیانِ عالم گردانیده تا مجرّد مر حدیث وی را گشتـه [اند] و راهِ متابعتِ نفس را درنوشته. از آسمان باران به برکاتِ اَقدامِ ایشان آید و از زمیـن نبـات به صفایِ احوال ایشان بروید و بر کافران [5] مسـلمانان نصرت به همّت ایشان یـابـنـد. و ایشـان چهار هزار اند که مکتومان اند و مر یک دیگر را نشناسند و جمال حالِ خود نـدانـنـد و انـدر کـلّ احوال از خود و خلق مستور باشند. و اخبار بدین وارد است و سخن اولیا بدین ناطق، و مرا خود اندر این معنی- بحمد اللّٰه- در خبر عیان گشته است. و اما آنان که اهل حـلّ وعقد اند و سرهنگان درگاهِ حق [اند]، سیصد اند که مر ایشان را "اخیار" خوانند، و چهل دیگـر از ایشـان را "ابـدال" خوانند، و هفت دیگر از ایشان را "ابرار" خوانند و چهار دیگر که ایشـان را "اوتـاد" خـوانـنـد، و سـه دیـگـر ایشـان را "نقبا" خوانند، و یکی که وی را "قطب" و "غـوث" خـوانـنـد. و ایـن جـمله مر یک دیگر را شناسند واندر امور به اذن یک دیگر محتاج باشند، و بدین نیز اخبار مروی ناطق است و اهلِ حقیقت برٔ صحّتِ این مجتمع اند.

Marfat.com

فصل
در اقسام خوارق عادات

وَ فی *التَّفسیر الکبیر* لِلامام النَّحریر فخر الدّین الرّازی رحمهُ اللّٰه: اذا ظَهَرَ فعلٌ خارقٌ لِلعادَة عَلٰی الانسانِ فذاک إمّا أنَ یکونَ مَقروناً بالدَّعوی أولا مع الدعویٰ وَالقِسمُ الأوّلُ وهو أن یکون مقرونا بالدّعویٰ إمّا أن تکونَ دَعوَی الالهیة، أودَعوی النّبُوَّةِ أودَعوَی الوَلایَةِ، أو دَعوَی السّحر و طاعَةِ الشّیاطینِ، فهٰذِه أربعةُ أقسامٍ:

القِسمُ الاوّلُ: ادّعاءُ الالهیة وجوَّزَأصحابُنا ظُهُورَ خَوارقَ العاداتِ عَلٰی یَدهِ مِنْ غَیر معارَضَةٍ کَما نُقِلَ ،أنَّ فِرعونَ کانَ یَدَّعِي الالهیّةِ وکان تَظهَرُ عَلٰی یَدِهِ خَوارقَ العاداتِ[علی یده] کما نُقِلَ [ذلک] –أیضًا– فی حقِّ الدَّجّالِ. قالَ أصحابُنا: و إنما جازَ ذلکِ لِأنَّ شَکلَهُ وَخِلقَتَهُ تدُلُّ عَلٰی کِذبِه فَظُهُورُ الخَوارِقِ [6] عَلٰی یَدِهِ لایُفضي إلَی التّلبیس.

والقِسمُ الثّانی:[و هُو] ادّعاء النُّبوةفهذا القِسمُ علی قِسمَیْنِ لأنّه إما أن یکونَ ذلک المُدّعي صادقًا أو کاذبًا فانْ کانَ صادقاً وَجَبَ ظُهورُ الخَوارِقِ علی یَدِه– و هٰذا متفق عَلَیه بَینَ کُلّ مَن أقَرَّبِصِحّةِ نبُوة[الانبیاء]– و اما مَن کانَ کاذِبًا لَم یَجُز ظُهُور الخوارقِ علی یَدِه، و بتَقدیرِ أن تَظهَرَ وجَبَ حُصُول المعارَضَةِ.

و أما القِسمُ الثّالِثُ: و هو ادّعاءُ الوَلایَةِ والقائلون بکراماتِ الأولیاءِ اختَلَفُوا فيأنَّهُ هَل یَجُوزُ ادّعاءُ الکَرامَةِ ثُمّ اِنَّها تحصُلُ عَلی وِفقِ دعواهُ[أم لا].

وأما القِسمُ الرابع: و هُوَ ادّعاء السّحرِ وَ طاعةِ الشّیاطین فَعِندَ أصحابِنا یجوز ظُهُورُخَوارقَ العاداتِ علٰی یَدِه و عندَ المعتَزِلةِ لا یَجُوز.

أما [القسم]الثانی: و هو أنَ تَظهَرَ خوارِق العاداتِ علی یَدِ إنسانٍ من غیر شیءٍ من الدَّعاوی، فذٰلک الانسان إما أن یکونَ صالحاً مَرضِیّاً عِندَاللّٰه و إما أن یکونَ خبیثًا مذنِبًا وَالاوّلُ هوالقَولِ بکراماتِ الأولیاء، وَ قَدِ اتفَقَ أصحابُنا علی جَوازِه وأنکَرَهَا المعتَزِلةُ إلّا[أبا] الحسین البصري وصاحبه محمود الخوارزمي.

Marfat.com

وأمّـا الـقِسمُ الثانی[کذا:الثالث] وهوأن تَظهَرَ خوارقَ العاداتِ علی بَعضِ مَن کان مردوداً عن طاعَةِ اللّٰه فهٰذا هوالمسمی بالاستِدراجِ.

در *سلک سلوک* مـی نـویسـد: اگـر خرقِ عادت از پیغمبر صادر شود "معجزه" گویند لـکـمـال عـلمه و عمله. اگر از ولی آن را ظهور یابد، "کرامت" نامند لکمال عمله. و از بعضی مـجـانیـن اگـر خـوارق پیدا شود، "معونت" خوانند لعدم العلم [7] والـعـمل فیه. اگر [از] کافر شـود، "استدراج" نامند لعدم العلم والعمل والایمان فیه. دو شقِ اوّل مقبول، شق سوم را نه ردّ و نه قبول، شقِ چهارم مردود است.

مطلقًا مرتبهٔ رسالت به درجهٔ اعلی است. رسولْ آن که به او کتاب نازل شده باشد و وحی بـالـمـعـایـنـه آیـد. نبـی عام است به او کتاب باشد یا نباشد. گاهی ملهم به الهام شود، گاهی در خواب. ولی را "هاتف" و هم "سروش" گویند [و] مخبرِ اخبار.

وانتهـای رسالت ابتدای الوهیت، ابتدای رسالت انتهای شهادت و ابتدای شهادت انتهای ولایـت اسـت. و نیـز فـرق درمیـان نبوّت و ولایت آن است [که] در رسالت اظهارِ معجزه لازم است و در ولایت اظهار کرامت نزد ایشان کبیره است. حسنات الابرار سیّآت المقربین.

روزی ایـن فـقیـر بـه جـنـاب فـضـایـل پناه، حضرت قبله گاه عرض کرد که هرگاه اظهار کـرامـت، کبیـره شـد، پـس ایشان چرا کنند؟ فرمودند که یک "اظهار" است، دیگر "ظهور". اظهـار آن کـه خود ظاهر کند، ظهور آن که خود ظاهر شود. چنانچه دریا هنگام سیل موجش از کناره، خود به خود بیرون می شود. این منع نیست یعنی ظهور.

Marfat.com

فصل
در اثباتِ کرامتِ اولیا

و فی کتاب *دلائل النّبوة* لِلامام المستغفری رحمه اللّٰه: کراماتُ الاولیاءِ حقٌّ بکتابِ اللّٰهِ تعالٰی والآثارِ الصّحیحة المرویّةِ. واجماعُ اهل السّنة والجماعةِ علٰی ذلک . فأمّا الکتابُ فقوله تعالٰی: کلما دخل [8] علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقًا [آل عمران / ۳۷] قال أهل التفسیر– رحمهم اللّٰه– فی ذلک: کان یریٰ عِندَهٰا فاکهةَ الصّیفِ فی الشتاء وفاکهةَ الشتاءِ فی الصّیفَ و مریم– رضی اللّٰه عنها– لم تکن نبیّة بالاجماع، فهٰذهِ الآیة حجّة علی منکرِ الکرامات [للاولیاءِ].

و فی کتاب *کشف المحجوب* : خداوند سبحانه در نصِّ کتاب، ما را خبرداد از کرامتِ آصف که چون سلیمان را بایست که تخت بلقیس پیش از آمدنِ وی [آنجا] حاضر کند و حق سبحانه خواست تا شرفِ آصف را به خلق بنماید و کرامت وی ظاهر کند و به اهلِ زمانه باز نماید که کرامت اولیا جایز است، سلیمان– علیه السّلام– گفت: "از شما کیست که تختِ بلقیس را پیش از آمدنِ وی اینجا حاضر کند؟" قَالَ عِفرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ [النمل / ۳۹] عفریتی از جنّ گفت: "من بیارم تختِ وی را پیش از آن که تو برخیزی از جایگاهِ خود." سلیمان گفت: "زود تر خواهم!" آصف گفت: "اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ" [النمل / ٤٠] من پیش از آن که تو چشم برهم زنی، آن تخت اینجا حاضر کنم. بدین گفتار مهتر سلیمان بروی مُتغیّر نشد و انکار نکردو وی را آن مستحیل نیامد و این به هیچ حال معجزه نبود. زیرا که آصف، پیغمبر نبود. پس لامحاله باید که کرامت باشد.

و نیز احوالِ اصحابِ کهف و سخن گفتن سگ با ایشان و خواب ایشان و تقلّبِ ایشان اندر کهف بر یمین و یسار وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ق وَکَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ. [الکهف / ۱۸] این جمله ناقضِ [9] عادت است و معلوم است که معجزه نیست. پس باید که کرامت باشد.

Marfat.com

واما اثبات کرامتِ اولیاء به سنّت، آن است که در صحیح حدیث وارد است که روزی صحابه- رضی اللّٰه عنهم- گفتند: "یا رسول اللّٰه! ما را از عجایب اُممِ ماضیه چیزی بگوی. حضرت قصهٔ اصحاب کهف به تمامی بیان فرمودند.

وآن چه منقول است از بعضی اولیاء اللّٰه که ولایت [از نبوّت] فاضل تر است، بنا بر آن است که نبی را دو وجه است؛ یکی جهتِ ولایت که باطنِ نبوت است و دیگر جهتِ نبوّت که ظاهرِ ولایت است. و نبی به جهتِ ولایت، که باطنِ نبوی است، از حق سبحانه و تعالٰی عطا و فیض می ستاند و ازراهِ نبوت، که ظاهر ولایت است، به خلق می رساند، و شک نیست که رویی که در حق- سبحانه- است اشرف وافضل آست [از رویی که در خلق است. پس مراد وی آن است که جهت ولایت نبی، از جهت نبوّت وَی افضل است] نه آن که ولایتِ ولیِ تابع، افضل است از نبوتِ نبی متبوع. و از ینجا لازم نمی آید چنانچه قاصران را متوّهم می شود که ولی افضل باشد از نبی، زیر آن که نبی را جهتِ ولایت حاصل است بروجه اکمل از ولایتِ ولی و مرتبهٔ نبوت بر آن زیادت.

قال بعض کبراء العارفین: اذا سمعتَ احدًا من اهل اللّٰه او ینقل الیک عَنهُ أنَّه قال "الولایة أعلی من النبوة" فلیس یُرید ذلک الاان ولایة النبی اعلی من نبوّته. أو یقول "ان الولی فوق النبی والرسول" فانه یعنی بذٰلِک فی شخص واحدٍ وهوان الرسولِ مْن حیث اِنَّه ولی اتمّ منه من حیث إنه نبی أو رسول. لا ان الولی التابع له أعلٰی مِنه.

اگر کسی مجموع الجهتَین ولایت [10] و نبوّت را، نبوّت نام نهد، شک نیست که به آن معنی نبوّت افضل خواهد بُود از ولایت. و نزاع راجع به اصطلاح شود. از **شواهد النبوت** نقل افتاد.

در *ملفوظ حضرت یحیی منیری* - قدّس سره- می آرد: ذِکری در این افتاد که سینه های اولیا خلیفهٔ دعوتِ انبیا است. بندگی مخدوم- عظمه اللّٰه- فرمود که جابه جامی نویسند که اگر نبوت در باقی شد، حدیث باقی است. و این را شرح کرد که سینه های انبیا محلِ وحی است و سینه های اولیا محل الهام است. اگر وجه وحی منقطع شد، حدیث الهام به جای آن باقی است. اگر انبیا نه اند، اولیا- خلیفهٔ ایشان- هستند. پس آن که گفت "حدیث باقی است" همین یعنی اگرچه وجه وحی منقطع شد، حدیث الهام به جای آن باقی است.

Marfat.com

فصل
[در بیان شیخ عبدالقادر جیلانی]

چون از احوالات عالیه و مقامات حضرت غوثِ صمدانی، محبوبِ سُبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی- قدس اللّٰه سره العزیز- مریدان باخلوص عقیدت و خادمان با رسوخ فدویت کتابهای باحجم کبیره و نسخه های به جسامت غفیره مرتّب نموده اند، تبرکًا و تیمنًا -"ذکر الحبیب لبیب"- احوالی چند از کتاب تصنیف صاحبِ همّتِ عالی، شیخ ابوالمعالی در آغازِ کتاب ایراد نموده، به امید آن که در حقِ این احقر توجهی فرمایند که به حصول مقاصدِ دنیویّه و سعادتِ اخرویّه ممتاز و سرفراز شود.

مصراع

شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

ذکر در ولادت آنحضرت- رضی اللّٰه تعالٰی عنه-

[11] نقل است از قاضی القضاة ابی نصر صالح بن شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ محیی الدین که؛ چون آن رشحهٔ نیسان احسان و دُرِ دریای عمّانِ عرفان از اوجِ سماءِ صُلبِ ابویه در صدفِ رحمیه امیّه نزول و حلول فرمودند، آن زمان حضرت والدهٔ ایشان شصت ساله بودند. این نیز کرامتِ ظاهر و برهانِ باهر است. که در سن شصت سالگی - که وقتِ نومیدی است- از حمل ولادت به شرفِ وجودِ آن حضرت چنین خارق عادت به ظهور آمد.

قطعه

بر زمینی که خضر سان رَوی ای آبِ حیات
همه گر سنگ بُوَد، سبزهٔ تر بر گیرد
نخلِ خشکی که به زیرش بنشینی نَفَسی
سبز و خرّم شود و بار ز سر بر گیرد

نقل است از ابی نصر صالح که، تولدِ آنحضرت در سنة سبعین واربعمائة [٤٧٠ھ] بوده

Marfat.com

است.

قطعه

آن کـــه هـــژده هـــزار بـــندۀ اوســـت
غـوث اعـظـم شـــه خـجستـــه نهـاد
چـون ز بـاغِ حَسَنؓ چو گـل بشـگفـت
چـــار صـــد بـــود و دیـگـــرش هـفتـاد

ایضًا تاریخ تولد آنحضرت به زبان تعمیه و ایمایِ با صفا مسطور شده:

رباعی

بـــاغ نبـــوی کـــه بـــود واقـــع نـــادر
زان بـاغ چـو گـل "دمیـد عبـدالـقـادر"
چیزی که به زیر گل درآن هست شده است
تـــاریـــخ ز مـــولـــد شـــریـفـــش صـــادر

شیـخ ابـوسـعـد عبـدالـلّٰه و اُمّ احمد حبیبه روایت می کنند از خاتونِ عارفان، که بارها می فـرمـودنـد: چـون فـرزندم عبدالقادر مُتولّد شد، در ماهِ رمضانٍ به روز پستان نمی گرفتی و شیر نمی خوردی.

فرد

تـعالی اللّٰه زهی شاهی که چون نیرنگِ هستی یافت
حیـــای گـــوهـــر پـــاکـــش دم از پـرهیـزکـاران زد

[12] و یک بـار هـلالِ مـاهِ رمضان به جهت ابر پوشیده ماند. مردم آمده از من پرسیدند کـه حـال چیسـت؟ گـفتـم کـه فـرزندم امروز شیر نخورده است و هم پستان نگرفته. بعد از آن مـقرر شد که امروز روزه است. در شهر مشهور شد که در خانۀ سادات فرزندی متولّد شده که در ماه رمضان شیر نمی خورد.

قطعه

هـــر کـــرا عـاقبـت بُـوَد مـحـمـود — هـم در اوّل بـه راهِ صدق و صفا ست
راســـت گـــفتـــنـد ایـن مَثَـل مـردم — "خـوبـیِ میـوه از گُلش پیداست"

Marfat.com

شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر– رضی اللّٰه عنه– روایت می کند که، آنحضرت می فرمودند: چون در ایّامِ صِغر می خواستم که باکودکان بازی کنم، از حضرت غیب بی ریب ندا می آمد که "الیّ یامبارک."

فرد

چند سویِ دگران می روی ای راحت جان
سوی من آ که ترا یارِ وفادار منم

چون من این ندا می شنیدم، می گریختم و از ترسْ خود را در کنار مادرِ خود می انداختم. اکنون من آن را در خلوت می شنوم.

و نیز فرمود که: جوان بودم و در سیاحت می گشتم. آوازی شنیدم– و شخصی ندیدم– که "ای عبدالقادر ترا برای خود برگزیده ام." و در زمانِ مجاهده چون چشم من به خواب گرم شدی، آوازی می شنیدم که "ای عبدالقادر ترا برای خواب نیآفریده ام، برای خود برگزیده ام، از من غافل مباش."

شیخ عبدالرزاق روایت می کند که، آنحضرت را پرسیدیم [= پرسیدند] که تو کی خود را شناختی که ولیِّ خدایی؟ فرمودند که، ده ساله بودم، سوی مکتب می رفتم، ملایک را می دیدم که گرد من می رفتند و به اهل مکتب می گفتند: اِفسحوا لولی اللّٰه، یعنی برخیزید و جای دهید ولی خدا را. مردی را دیدم که من او را نشناختم. چون آوازِ ملایکه شنید، از یک طفلِ [13] مکتب پُرسید: این پسر کیست؟ بعدِ آن گفت: سَیَکُونُ لَهُ شأن عظیم یُعطی فلا یُمنَع و یُمَکّنُ فلا یحجب و یُقَرَّب فلا یُنکَر.

ابیات

گفت می باشد ز الطاف کریم — این جوان را عاقبت شانِ عظیم
باشدش تمکین علٰی وجهِ صواب — کس نباشد هیچ ذلّ احتجاب
واصل حق باشد و مهجورنی — قربها یابد بدان، ممکورنی

بعد ازآن، آن مرد را پس از چهل سال شناختم که از ابدالان وقت بود.

نقل است از شیخ عبدالرزاق که، حضرت والد من، حضرت شیخ محیی الدین عبدالقادر– رضی اللّٰه تعالٰی عنه– می فرمودند: "آن وقت که من از گیلان به بغداد می آمدم،

Marfat.com

عـمـر مـن هـژده سـال بـود". و از جـمـاعتِ مشایخ منقول است که حضرت شیخ محیی الدین عبدالقادر – رضی اللّٰه تعالٰی عنه – در سنة ثمان و ثمانون و اربع مائة [٤٨٨ھ] به بغداد رسید. به جِدّ تـمـام بـه تـحصیل علم مشغول شد. اوّل به قراء تِ قرآن، بعد ازآن به فقه و حدیث و علومِ دینیه پیش بزرگانی که در آن زمان متعیّن بودند. به اندک روزگار براقرانِ خود فایق شد و از اهـل زمـان متمیّز گشت و در سنة احد و عشرین و خمس مائة [٥٢١ھ] بـر منبر برآمد به وعظ مردم و تمامِ فصحای عرب مشغوفِ کلام و مشغولِ فوایدِ تامِ او گشتند.

نـقـل است از شیخ عبداللّٰه محمد که، حضرتِ شیخ می فرمودند: "خُرد بودم. روزِ عرفه بیـرون رفتـم و دنبـال گاوی گرفتم به جهت حراثت. آن گاو رو به من باز پس کرد و گفت: "یا عبـدالـقـادر مـالهٰـذا خُـلِقْتَ ولا بهٰذااُمِرْتَ." بترسیدم و باز گشتم و به بام سرای خود برآمدم. حـاجیان را دیدم که در عرفات [14] ایستـاده بـودند. پیش مادرِ خود آمدم و این ماجرا به مادر گـفتـم و عـرض نـمـودم کـه مـرا در کارِ خدای تعالٰی کن واجازت ده که به بغداد رَوَم و به علم مشـغـول شـوم و صـالـحـان را زیـارت کـنـم. از مـن سببِ داعیه را پرسید. گفتم. بگریست و بـرخـاسـت. هشتـاد دیـنـار بـرآورد کـه از میراثِ پدرِ من مانده بود. چهل دینار برای برادر من گـذاشـت و چهل دینار در زیرِ بغل اندرونِ پیراهنِ من دوخت،و مرا اذن سفر داد و عهد کرد به مـن بـه راستـی در جـمـیـع احـوال. و بـه وداع من بیرون آمد و گفت: "ای فرزند! برو که برای خـدای تـعـالٰی از تو بریدم و تا قیامت روی مبارک ترا نخواهم دید." من همراه به قافله توجه به جـانـب بـغـداد کـردم. چـون از هـمـدان گـذشتم، شصت سوار بر قافله ریختند و به تاراج آنها مشـغـول شـدنـد. یـکـی از آنهـا رو به جانب من کرد و گفت: ای فقیر با خود چه داری؟ گفتم: چهـل دیـنـار. گـفـت: کجاست؟ گفتم: زیرِ بغل، میانِ پیراهن دوخته است. گمان بُرد مگر من استهـزا مـی کـنـم. دیگری آمد و همچنان پرسید. من همان جواب دادم. هر دو پیشِ مهتر خود رفتـنـد و آن چـه از مـن شـنـیـده بـودند، گفتند. مرا طلبید بالایِ تلّی که مالِ قافله را قسمت می کـردنـد. مهتـرِ آنهـا از مـن پـرسید که باخود چه داری؟ همان قسم جواب به او هم گفتم. چون جـامـۀ مـرا بشـگـافتـند، آن چه گفته بودم، یافتند. مهتر گفت: ترا بر این چه داشت که اعتراف کـردی؟ گـفـتـم: "مـادر مـن مـرا عهد داده است که راست خواهی گفت. نخواستم که در عهدِ مـادرِ خـود خیـانـت کـنـم." پس آن مهتر بگریست و گفت: "تو در عهدِ مادر خود خیانت نمی

Marfat.com

کنی و مرا عمری است که در عهد پروردگار خود خیانت می کنم." بردستِ من توبه کرد. اصحابِ او گفتند که تودر قطع طریق مهترِ ما بودی، اکنون در توبه هم مهترِ ما باش. همه بردست من توبه کردند و آن چه از قافله گرفته بودند، بازدادند. اوّل تایبان از دستِ من ایشان بودند."

تُرک عجمی کاکل تُرکانه بر انداخت
از خانه برون آمد و صد خانه بر انداخت
[15] آن دم که عقیق لبِ او در سخن آمد
خون از دهنِ ساغر و پیمانه بر انداخت

Marfat.com

فصل
در سلسلهٔ علیه حضرتِ نوشه

بعد حمدِ خدا و نعتِ رسول — شجرهٔ طیّبه ز آلِ رسول
اصلِ آن ثابت است و گشته قویم — فرع آن رفته تا به عرشِ عظیم
شجرهٔ نوشه حاجی است ثابت[1] — از سلیمان وقت شد نابت
شه سلیمان به حکم شه معروف — آن که با شه مبارک است مشعوف
شاه سیّد مبارک آلِ رسول — خرقه از والدِ شریف حصول
اسم پاکش محمد غوث است — همه فریاد ما به آن غوث است
سیّد شمس دین محمد پاک — والدِ سیّد محمد پاک
شمس دین شد طلوع از شاه میر — سیّد علی عالی النسب را میر
سیّد مسعود اسعدِ کونین — خلف سیّد احمد ثقلین
سیّد احمد زِ سیّد صفی الدین — صوفیٔ باصفا ز سیف الدین
سیف دین آن که شرع تحت السیف — هست وهاب هر دو کون بی حیف
ظاهر آن سیف شد ز محیّ الدین — غوثِ اعظم که زنده شد زو دین
زندگی ابد بدین واصل — شده از ذاتِ پاکِ او حاصل
شجره ره نورد اهل یقین . — اوّلا یاد کن ز محیّ الدین
کاشف معرفت سبحانی — شاه عالم، ولیّ گیلانی
بو سعید است بروی رحمت حق[2] — [16] آن که از علم خدا[3] داد سبق
بوالحسن شمع رخی[4] قدوسی — شیخنا بوالفرح طرطوسی
آن رموز ازلی را شاهد — عاشق سوخته عبدالواحد
شیخ شبلی که ز حق داد نوید — قدوهٔ[5] اهلِ صفا شیخ جنید
قدوهٔ معنوی [و] صوری دان — حضرت شیخ سری سقطی دان[6]

Marfat.com

شیخ معروف[۷] شناسای شهود — محرم سرِّ الٰهی داوود
آن خدا جُوی فخرِ علّامی — حضرت شیخ حبیبِ عجمی
وان شده فیض مند ز خواجه حسن — آن به راه خدا شگفته سمن[۸]
هست شاه حسن بصری ولی اللّٰه — مرید حضرت شاه علی ولی اللّٰه[۹]
شحنۂ مملکت لم یزلی — شاهِ مردان اسد اللّٰه علی
سیّد مفخرِ موجودات[۱۰] — احمد مرسل حق را صلوات

Marfat.com

فصل
[در بیان مخدوم سیّد محمد غوث الحسنی الجیلانی]

در *اخبار الاخبارِ* شیخ عبدالحق دهلوی است که، حضرت مخدوم سیّد محمد غوث[1] الحسنی الجیلانی- والد بزرگ حضرت شاه مبارک- از اولادِ حضرتِ غوث الثقلین شیخ محیی الدین عبدالقادر الحسنی الجیلانی است. نسبت آنحضرت به حضرت غوث الثقلین به آن طریق می رسد که در شجرهٔ طیبه نوشته شده در صفحهٔ بالا.

و حضرت سیّد محمد غوث را سه[2] پسر بود:

شیخ عبدالقادر که او را "مخدوم ثانی" گویند.

و سیّد عبدالله که در فضیلت و لطافتِ طبع و سلامت قریحه در زمانِ خود نظیر نداشت. گویند حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی به استماع خبرِ فضایل او به جانبِ [17] او اشعار می فرستادند.

و سیّد مبارک، سیّد عالی مقام بود و از ایشان خلفیٌ مانده که نام او "میرِ میران" گویند. به غایت مُسنّ و متبرّک، در لاهور سکونت دارند.

و حضرت مخدوم سیّد محمد غوث صاحب عظمت و کرامت و ابهّت و جلالت بود و سطوتی ظاهر و عظمتی باهر داشت. جامعِ عُلومِ معقول و منقول و مشمولِ نِعَمِ ظاهر و باهر و حاوی فضایل حَسبی و نسبی. از ولایتِ روم به خراسان تشریف آورده. از آنجا به ملتان شرفِ قُدوم ارزانی داشته به بلدهٔ اُچه توطّن فرمود. یک بار سیرِ اکثر معمورهٔ عالم بر قدم تجرید و نعت بی تعلقی نموده، بارِ دوّم با خیل و حشم بسیار و توابع و لواحق بی شمار درین دیار شرفِ اقامت و توطّن ارزانی فرمود. بادشاه وقت در حلقهٔ ارادت او درآمده، غایت مرتبهٔ بندگی واخلاص را نسبت به ملازمانِ او مرعی داشت.

این سلسلهٔ علیه و شجرهٔ طیبهٔ قدوهٔ اعاظم اولیا و زبدهٔ اماجد اتقیاء حاویِ طریقِ ارشاد و هدایت، حامی سُبُلِ ولایت، آن بادشاه والاجاه یعنی حضرت حاجی محمد نوشاه، از سیّد

Marfat.com

عبدالقادر – که حیات اند از فرزندان حضرت محمد غوث– از بلدهٔ اُچه، میرزا لطف اللّٰه بیگ، که به میرزا احمد بیگ نسبت فرزندی دارد، تحقیق نموده، آورده، به اینجا رسانیده، داخل کتاب نموده شد.

Marfat.com

فصل
در بیان شیخ مبارک و شیخ معروف

مقام دوم حضرت شاه مبارک و بزرگان که از ایشان بهره مند شده [اند].

حالِ [18] اوّل درحقیقتِ شاه مبارک

مصباح العارفین و سراج العاشقین، زبدهٔ اولیاء کبار و خلاصهٔ اصفیاء اخیار، سیّد السادات شاه مبارک- رَوّحَ اللّٰهُ رُوحَهُ و نَوّرَمَضْجَعَهُ- چون از بغداد به حکم بزرگان به سر زمین هند تشریف برای ارشاد خلق اللّٰه آوردند، در ابتدای حال و آغازِ جذبهٔ الٰهی دست از شواغلِ مناهی دنیوی باز داشته، قطع از علایق و عوایق نموده، بالکلیّه توجه به یک رنگی کرده، از هواجسِ جسمانی و وساوسِ نفسانی گذشته، بازِ شهبازِ همّت را در فضایِ ملکوتی و میدان لاهوتی طیران داده، به طریق سیر و سیاحت به سمت بار- یعنی جنگل که برابر و قریب خوشاب است- سکونت گرفتند و حال آن که در نواحیِ بار تا ده دوازده کروه آثارِ آبادی نبود. در آنجا مجاهدات و معاملهٔ ریاضات به جایی رسانیدند که بعد از هفته اگر افطار می کردند غیر از بناس پتی به چیزی دیگر میل نمی داشتند. و مکاشفهٔ حضرت شاه به حدی انجامید که در سوادِ آن سرزمین احیانًا کسی را اشتیاقِ ملازمت گریبان گیر می شد و ارادهٔ قدم بوسی می کرد، تا رسیدنِ نواحی بار در رؤیای او جمالِ معنی آرای خود می نمودند واستفسارِ حال واستبصارِ مآلِ او می کردند. آن چه مطلبِ آن عزیز می شد، به ایمایی انجام می دادند و از آستان بوسی نهی می فرمودند. هیچ کس را یارای آن نبود که از واقعه رؤیا بتواند باز جرأت پیش قدمی کند. مدّت به این طریق می گذشت. چون این [19] اسرار انتشار یافت و قصّه منتشر شد، سالکانِ عاشق و طالبانِ صادق ازین خبر موهبت اثر از اطراف و اکناف، سر را پای ساخته، می شتافتند و بهره ها از اشارت پُر بشارت می یافتند.

چون این طنطنه به سمع عالمیان در رسید و این صدایِ جان فزای به گوشِ اهلِ هوش جا گرفت، خاصّه که این نویدِ سراسر امید را به باطنِ حقایق و معارف آگاه، عارف باللّٰه، مخدوم،

Marfat.com

شیخ، محمد معروف چشتی، که از فرزندان کبار بزرگوار، وحید زمانه، فرید الدین شکر گنج -قدس اللّٰه اسرارهما- بود، کارکنان قضا و قدر در دادند. حضرتِ مخدوم بافضایلِ خجسته آراسته و خصایل حمیده پیراسته بود. همّت بلند داشت و ریاضت کشیده و مجاهدات به کار برده، اکثر مراتب سلوک طیّ نموده و بر مسندِ هدایت به طریق خود دستگیری سالکان می نمود. در خاطر شریف راه یافت که قرب و جوار ما، این بزرگ که غلغله انداخته، استفسارِ حال ایشان باید نمود. و قصدِ دیدن ایشان کرده، رو به آن نواحی نهادند. کام ناکام چند گام به آن بار زده بود که احوالِ خود را دگرگون یافتند. دانستند که این تأثیر از توجّه ایشان است.

نظم

دل تپش سوزِ نهانش گرفت　　جذبهٔ حق دامنِ جانش گرفت
هرچه ز خود داشته، در باخته　　باز سرِ خویش قدم ساخته

چون لذّت فقرِ چاشنیِ چشت داشت، خواست که بُویی از ریاحینِ سلسلهٔ قادریّه را نیز قوّتِ مشامِ جان سازد و نقدِ هستی را تمام در بازد. راسخ دم [20] و ثابت قدم خود را در سلک خَدم منسلک نماید. باوجود آن که هیچ کسی را یارای آن نبود که بی حکم جرأت نموده در آن بار در آید، لیکن همت به کار برده و سینه سپر ساخته، در آن بار درآمد.

رباعی

جان باز که وصلِ او به دستان ندهند　　شیر از قدح شرع به مستان ندهند
آنجا که بهم باده بنوشند ز مستان　　یک جرعه ازان به خود پرستان ندهند

ناگاه به امداد طالع، خضر صورت، مسیحا سیرت، هادی وقت، مهدی زمانه، رهبر سالک[1]، حضرت شاه مبارک با جمالِ پُر کمال مقابل آمدند[2] و گفتند که ای معروف ترا براین چه داشته که بی اندیشه درین بیشهٔ هوش ربای جان فرسای در آمدی؟ بهتر آن است که ازین کوچه به در روی و اگر نه، دست از جانِ نازنینِ خویش بردار که پنجه در پنجهٔ شیر انداختن از زندگی سیر شدن است. حضرت مخدوم چون عاشقِ ثابت قدم بود، سرِ ارادت درپیش انداخته، زبان در بیان مصداقات اشتیاق بر گشاد و گفت:

بیت

هرچه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم　　گر بود بیگانه با ما شرطه، طوفان آشنا است

Marfat.com

تشنۀ خشک لب از شورِش دریای نترسد و عاشقِ وفادار از غمزۀ معشوق نهراسد.

مصراع

گر بکِشد زهی طرب، ور بکُشد زهی شرف

سیّد برحق، شاه مبارکِ دانا دل، بر صدقِ مقالِ مخدوم آگاه شده، تحسین کردند و گفتند.

مصراع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

تشنه به زلال، و عاشق به وصال رسید و در مابین چند روز، کمالاتِ چندین سالۀ سالکانِ طریق را بخشیدند وْ کحل الجواهر [21] اسرارِ لاریبی بر بصرِ بصیرتِ آن حق بین کشیدند و اشارت در خدمت حضوری فرمودند. هر روز کمال بر کمال می افزود. هر زمان عروج بر عروج رومی نمود تا آن که عَلم محویّت در میدان خیریت بر افراشت و دقیقه ای از دقایق حقایق فرونگذاشت. چنانچه درپیش اهل معروف[کذا:معرفت]، معروف شد.

مصراع

آن را که بدادند، بدادند، بدادند

چون مدّتِ خدمت به انجام رسید و هنگام سیر و سفر قریب آمد، سیّد برحق، حضرت مخدوم را اشارت به ارشاد خلق اللّٰه کردند و فرمودند که ای فرزند طالبانه آمدی و مردانه قدم زدی. اکنون وقت آن رسید که خلق را به حق راه نمایی و غشاوه دارانِ غفلت را چشم در راهِ معشوق ازلی بگشایی و سینۀ محبّت فقر را با حبل المتین پیوند دهی وبا توکّل و قناعت خرسند باشی. بعد از وصایا دست برداشته، فاتحه خواندۀ، فرمودند که ای فرزند پیش ازین "شیخ" معروف بودی، ما ترا "شاه" ساختیم.

درهمین اثناء درپیش خود نشانده، چنان توجه کردند که بند بندِ ایشان از هم جدا شد و صورتی بر ایشان روی داد که ایشان دانند. باز چون ایشان را افاقت دست داد، فرمودند که ای فرزند! "شاه" گویانیدن فقیر را آن زمان لازم است که به این مرتبه برسد. حکم کردند که چون از شما اکثر نصیبه داران اند که بهره مند خواهند شد، ازین سبب رخصت می فرمایم. علی الخصوص یک بی بی درمیان غار فرومانده و آن غار از بالا پوشیده و آن [22] بی بی به

Marfat.com

یاد حق چنان مستغرق است که آن را ازین عالم خبر نمانده. باید که آن بی بی را از غار برآری و به احتیاطِ تمام بیرون آورده، ازین چاشنی آشنایی داده، به جانب بار گوندلان سیر فرمایی واهل نصیب را با بهره نمایی که به هرحال که باشی با خدا باش. حضرت مخدوم را به خطاب "شاهی" مشرف ساخته رخصت فرمودند.

بعد از وصال ایشان مزار و مدفنِ حضرت شاه مبارک در موضع اُچه گیلانیان– که قریب ملتان است– شده. و از فرزندانِ مخدوم محمد حسنی الجیلانی الاُچی– از اولاد حضرت غوث الثقلین شیخ محیی الدین عبدالقادر جیلانی– است.

[حال دوم: در بیان بیرون آوردن شاه معروف آن بی بی را از غار]

رخصت شدنِ حضرت شاه معروف از خدمت همان بود و گرویدن خواص و عوام همان. در هر جا که می رسیدند هدایت خلق اللّٰه می کردند. به طریق تفرّج پای در دامن آن کوه نهاده که هادی وقت اشارت برای برآوردن آن شیرزن را نموده بود. چون وحوش و طیور و انعام و سباع و هوام را مطیع و منقاد کرده، سمت غار مسکن الابرار هبوط فرمودند.

نظم

تعالی اللّٰه خوش آن همت طلب جا — نشیمن گاه آن گمنام عنقا
نیستانش فگنده ناخنِ شیر — گیاهش خورده آب از آب شمشیر
دلِ شیران در آنجا مانده از هوش — رمید از سایهٔ خود خواب خرگوش

در آن غار دهشت زای وحشت افزای، حضرت شاه رسیدند و دهن او را، که به خاک و خاشاک بند بود، صفا داده [به] در آمدند و بدیدند که بی بی سر در مراقبه انداخته، محوِ مطلق [23] است. حضرت شاه ندای هوش افزای در گوش آن عفیفه در دادند. بی بی سر از مراقبه برداشت و متوجه به جناب حضرت شاه شد و دانست که طبیب بیمار و مرهم سینهٔ افگار رسید. حضرت بی بی را به احتیاط تمام در پنبه پیچیده، از آن غار برآورده، چندی اندک اندک شیر قوّت ایشان نموده. چون فی الجمله به حال آمدند، نام مبارک "بی بی جیوندی" مقرر نمودند و بعضی "بی بی جیونی" هم می گویند. چنانچه چند بیت در اوصاف بی بی به خاطر آمده.

Marfat.com

ابیات

شیر زن آن رابعهٔ وقت خویش گوی از میدانِ مردان برده پیش
بی سپر در کوچهٔ مردانگی محو کُنِ صورتِ فرزانگی

حضرت شاه از کمالاتِ صوری و معنوی خود به انوار اسرار هدایت بخشیده و در زمرهٔ خاصّان خدا کشیدند. اوّل کسی که از اهل هدایت دستِ همّت در دامنِ طلب زده، به مراد رسید، او بود. و یکی از تربیت یافتگان و پسر خواندهٔ بی بی، شاه محمد بود. اگرچه آبا و اجداد شاه محمد – جیو – بزرگ بودند، لیکن این نشئه به جز این خاندان جای دیگر کم است. از این بهره او را بهره ور ساختند.

احوال بی بی چنان بود که مدام مستِ شراب حقیقی بر چارپایی افتاده، می ماند. بعد از چند گاهی چمچهٔ شیر یا شوربا تناول می نمودند. و گرمی شوق و حال بر این مراتب بود که کسی را یارای آن نبود که رو به روی ایشان بیاید. چیزی را می جنبانیدند که آواز شود، وقتی که ایشان بر می خاستند و مطلب می داشتند از عقب پشت[۳] عرض می نمودند. هر چه از زبان مبارک می برآمد، مقبول درگاه می شد.

مدفن و مزار بی بی جیونی بعد از وصال [24] از خوشاب دوازده کروه جانبِ مزار حضرت شاه شد.

حال سوم: در بیان حضرت شاه معروف جیو که بعد از هدایتِ بی بی هدایتِ خلق الله نمودند.

چون حضرت شاه، بی بی را برای هدایت در آن سرزمین گذاشته، خود به جانبِ بار گوندلان– که اشارت از جناب حضرت شاه مبارک بود – عبور ارزانی فرمودند. وضع حضرت آن بود که در آبادی کم می آمدند. اکثر در ویرانه ها می بودند و لیکن به هر جانب عبور می شد غلغله در آن سرزمین می افتاد. وقتی که خلق بسیار هجوم می کردند ازآن سرزمین به جانب دیگر تشریف می فرمودند. هرچند برای اخفای خود می کوشیدند لیکن آفتاب را پوشیدن محال است. به هر زمین که می رسیدند[٤] مشتاق را لقا و اهل درد را دوا و بیمار را شفا حاصل می شد.

[قدم رنجه کند دوست به پرسیدن ما خوش طبیبی ست بیا تا همه بیمار شویم][٥]

Marfat.com

فصل
در بیان ملاقات شیخ معروف و شیخ سلیمان– رحمة الله– در حضرت بهلوال

چون حضرت شاه سیر کُنان جا به جا و موضع به موضع، در موضع بهلوال رسیدند و وضع حضرت این بود که مریدی یا فقیری دیگر همراه نباشد،[1] عنقا صفت به تنهایی به سر می بردند و سایهٔ کرم به هر که می افتاد، بادشاه وقت می شد. اتفاقًا چون عبور در موضع مذکور افتاد، کوچه به کوچه، خانه به خانهٔ آن موضع سیر می نمودند. هر که از موضع ملاقی می شد، می گفت: "ای درویش اگر ذوق شب ماندن است به خانهٔ میان منگو– جیو– بمانید که خدمت فقرا بسیار می کند، آنجا به آرام خواهید ماند." چون منگو نام به سمع مبارک ایشان در رسید به خانهٔ میان منگو – جیو– تشریف ارزانی فرمودند. همین [25] که جمال مبارک به نظر میان منگو– جیو– درآمد، برخاسته، برقدم شریف بوسه دادند و تمام شب کمر خدمت بسته به روز آوردند. حضرت شاه مهربانی ای که در باب میان منگو– جیو– بود، نمودند. و در آن اثنا حضرت شاه سلیمان– جیو– خُرد سال بودند. بازی کنان[2] در صحنِ سرای می گشتند. چون نظر مبارکِ حضرت بر ایشان افتاد، از ناصیهٔ جبینِ روشن آیین دانستند که همان کس هستند که برای او ما را درین سر زمین آوردند.

بیت

آن را که نشان جذبِ اعلٰی ست بر ناصیه اش چو نور پیداست

حضرت شاه سلیمان را طلبیدند. دست بر روی گردانیدند و بر پیشانی مبارکِ ایشان بوسه دادند و فرمودند: "یامیان منگو! این پسر امانت ما است و این مردی خواهد شد که عالم از فیض آن بهره ها خواهند یافت. اگر این را بیخودی دست داد، وسواسِ سایه وبیماری نخواهید کرد و ماهم از احوال این غافل نیستیم. اکثر برای خاطر این، به این دیار عبور خواهم نمود." و مهربانی بسیار نموده مرخّص شدند.

Marfat.com

فصل
در احوال شاه سلیمان

چون حضرت شاه رخصت شدند، ایشان را حالتی روی داد که اکثر بی خود شده می افتادند و کف از دهان مبارک ظاهر می شد و بند بند ایشان کج می شد. چنانچه سر مبارک گشته، دهن جانبِ کتف می رفت.

فرد

اشتر من چو عف کند از سرِ ذوق کف کند
[26] هر دو جهان تلف کند در کف شهسوارِ من

و چند بار درعالمِ خُرد سالی حضرت شاه خبر می گرفتند. باز حضرت شاه به سمتِ خوشاب مستقیم شدند و حضرت شاه سلیمان را جوش جوانی با جذب ربّانی هم آغوش شد و کشش حضرت کوشش وصال در دل انداخت. جویان و پویان سر به صحرا نهادند.

بیت

بردیم عشق تو ای شوخ در دل
صحرا به صحرا، منزل به منزل

بعد چندی به جست و جوی بسیار و کوشش بی شمار به دیدار فیض آثار مشرف گشتند. حضرت مخدوم شاه معروف از کرم و لطف بسیار، آن مرید خجسته آثار را در بر کشیده فرمودند.

بیت

بیا ای معدنِ عشقِ الٰهی بیا ای فخرِ فقر و عزّ شاهی
بیا ای گویِ چوگان شریعت بیا ای مردِ میدانِ حقیقت

و حضرت شاه سلیمان را در خدمت حضور نگهداشتند. روز به روز، شوق بر شوق می افزود و ساعت به ساعت، درجه به درجه ترقی مراتب می شد تا به مطلب اصلی – که اصل

Marfat.com

مطلب است – رسیدند. چون حضرت شاه دیدند که کار ایشان به غُلو رسیده، فرمودند: "ای فرزند امانتی که ما را از حضرت شاه مبارک رسیده بود، و ایشان را از بزرگان خود، به تو ارزانی باد. الحال دو شمشیر در یک نیام نمی گنجد. باید که از اینجا رخصت شوِید و چندی به رفاقت شاه محمد شیرازی، که از تربیت کرده های بی بی جیونی است، باشید و یک چند سیر ملک الٰهی نمایید و به جان و تن مألوف مقیم خواهید شد. [27] لیکن جانب راست خود نظر کُن." چون حضرت شاه سلیمان نظر به جانب راست کردند، جوانی بلند بالا – لمعۂ نور بر جبین او – هویدا شد. چون این مشاهده به نظر مبارکِ ایشان آمد، نظر به جانب حضرت شاه کردند. حضرت فرمودند که دیدی این جوانی است که در زمانِ خود ثانیِ این نخواهد بود و رهنمای عالم خواهد شد و غلغلۂ او از هند تا خراسان خواهد رسید و مریدانِ این جوان بر طرف شرق و غرب غلغله اندازند. این نصیبۂ این جوان است. چون به ملازمت تو رسد، امانت را برو بسپاری و این سخن را از ما، در پیش او یاد داری.

ایشان التماس نمودند: "یا حضرت ما را حکمِ شما می شود که چندی به رفاقت شاه محمد شیرازی بگذرانند و در ایشان غیرت و جذب بسیار است. چنانچه از فقیران هیچکس در جوار ایشان نمانده مگر کسی که مطیع ایشان شده. و این فقیر از غیرت ایشان ملاحظه می نماید." فرمودند: "فی الواقعه آن مرد همچنان است، لیکن ترا دولتی نصیب شده که جذب و غیرت هیچ کس بر تو کار نخواهد کرد. خاطر جمع دار و اگر چیزی روی دهد ما را یاد خواهی کرد." و چابک دادند که این را به شاه محمد– جیو– برسان و سلام ما را بگو. فاتحه خوانده، رخصت فرمودند. خود به جانب خوشاب تشریف فرمودند.

وفاتِ ایشان در موضع کهرولیان واقع شده و هم در آنجا مدفون ساختند که آن موضع به جانب درگاه شاه جیو از خوشاب [28] یک کروه است.

Marfat.com

فصل
در بیان رویداد رفاقت شاه محمد- جیو-
و سیاحت نمودنِ حضرت شاه سلیمان

چون شاه سلیمان- جیو- روانۀ شاه پور -. که این روی آب است از دریایِ خوشاب، مسکنت حضرت شاه محمد جیو بود، آن موضع آباد نمودۀ بزرگان ایشان است - شدند. وَضَع پوشش ایشان لباسی که درو فقر ظاهر نشود، بود. در سرما لوئی و لُنگ که غربا می پوشند و در گرما کهیس و لنگ. ما بین راه از قُطّاع طریقان چند سوار ملاقی شدند. دانستند که از اهل دول اند. به قصدِ تاراج نمودن به طرف حضرت شاه آمدند. همین که نظر مبارک ایشان به آنها افتاد، بی اختیار از اسپ ها فرود آمدند و در پای مبارک افتادند و عذر خواستند. حضرت شاه تلطّف و مهربانی نمودند. ازین افعال آنها را توبه دادند و روانۀ خوشاب شدند. به خوشاب رسیدند و سلام حضرت شاه رسانیدند و چابک را به نظر مبارک گذراندند. حضرت شاه محمد- جیو- چابک را به ذست گرفته فرمودند که میان سلیمان- جیو- قطّاع طریقان در راه در خورده بودند، لیکن در دستِ کسی که چابک حضرت شاه باشد چه مجال کسی است که نزدیک بیاید. باز فرمودند که "یا شاه خوش آمدید، صفا آوردید. حضرت شاه چه فرمودند؟" ایشان حقیقت را معروض داشتند. فرمودند.

مصرعة

کرم نما و فرود آ که خانه خانۀ تست[1]

هر جا که حکم شود برای شما جایی معیّن نموده باشیم یا از اینجا ها هر جا که پسند آید، [29] شرفِ آنجا است. ایشان فرمودند که ما را جایی معیّن و علیحده مطلوب است. می خواهم که یک خانۀ خس پوش در گوشۀ خانقاه شما باشد که در زمرۀ فقرا بگذرانم. لیکن چنان مقرر فرمودند که کسی بی طلبِ فقیر در حُجره نیآید. به طورِ خود باشم.

و سببِ فرستادن ایشان آن بود که حضرت شاه محمد - جیو- صاحبِ جذب بودند و

Marfat.com

غیور و هر که صاحبِ اسم در آن دیار می شنیدند، سَلبِ حالِ او می کردند. حضرت شاه – جیو – از این وسواس که "زبردستِ هر دست، دست آفرید" ایشان را فرستادند که ممّد و معاون یک دیگر باشند.

بیت

دو دل یک شود بشکند کوه را
پراکندگی آرد انبوه را

و سبب دیگر آن که ایشان را در آن اثنا حالتی بود، هر گاه غلبهٔ شوق زیاده می شد یک روز، دو روز بی هوش می ماندند. چون افاقت می شد، گرسنگی به نهجی غالب می آمد، هرچه موجود می بود تناول می فرمودند. در مطبخ شاه محمد – جیو – اکثر یک دو گاو و یا سه و چهار بُز ذبح می شد. شاه محمد – جیو – حقیقت حضرت شاه را از صفایِ باطن دریافته، مقرر نمودند که هر چه در مطبخ ما تسلیخ شود کلّه پایچه را به حضرت شاه سلیمان – جیو – برسانید و هیچ کس از فقیران ما به ایشان بی طلب نرود که ایشان مخلی بالطبع باشند. حضرت شاه درآن حجرهٔ خس پوش می بودند. مطبخی شاه محمد شیرازی به موجب حکم کلّه پایچه – آن چه کشته می شد – جمع نموده بر دروازهٔ حجره گذاشته می رفت. و ایشان یک دیگ گِلی کلان داشتند که تمام کلّه پایچه را در آن دیگ انداخته [30] در زیر آتش داده، خود مشغول کار می بودند. هر گاه گرسنه می شدند تمامی را در یک تغار کلان انداخته، تناول می نمودند. فقرای میان شاه محمد – جیو – در تعجب می بودند که این چه طور فقیر است و طُرفه حالت دارد! چون چندی بر این نهج گذشت، بعضی فقرای میان شاه محمد –جیو– که به مذاق فقر آشنا بودند، ادب می کردند و بعضی ها که از چاشنی فقر بی بهره بودند استهزا بیش کردند. هر گاه حضرت شاه به خوردن مشغول می شدند، آمده، می گفتند که چیزی به ما هم بدهید. چون بسیار دخل می کردند، حضرت شاه می فرمودند که شما بر سفره طعام می خورید و این طعام طبع شما کجا قبول من کند؟ این خوراکِ فقرای غریب است. هضم این محال است. این سخن به آن نفسانی ها نا پسند می آمد و پیش میان شاه محمد رفته، لباس داده، سخن – که ناپسند طبع باشد – می گفتند. شاه محمد– جیو – گوش به سخن آنها نمی کردند لیکن پیش بزرگی که از اهل خدمت مدام سخنان ملال انگیز بکند، البته لازمهٔ

Marfat.com

بشریت است که غبار بردل جا می کند. اتفاقًا از شهرباشان چندی به زیارت حضرت شاه -جیو- آمده بودند که هر یک مراد در دل داشت. هر یک گفت که اگر مراد من بر آید، یک گاو به نذر شاه محمد - جیو- بیارم. دیگری هر یک چیزی مقرر کردند. شخصی که درمیان آنها بود، نظر او بر کمال حضرت شاه افتاد. او گفت که یاران شما هر یکی چیزی نذر حضرت شاه محمد- جیو- مقررنموده اید، لیکن اگر اللّٰه- تعالٰی- مراد فقیر روان بکند، یک گوسفند [31] نذر این فقیر بیارم. دو سه روز ازین مقدمه نگذشته بود که مراد آن شخص- که به آن حضرت شاه نذر مقرر نموده بود- حاصل شد و اعتقاد زیاده تر شد و نذری که مقرر کرده بود آورده به حضرت شاه گذرانید. حضرت آن گوسپند را به اهتمام پاک ساخته در دیگ انداخته آتش در زیر او دادند و خود مشغولِ کارِ خود بودند. چون آن گوسپند پخته شد در همان تغار انداخته مشغول به خوردن شدند. آن فقرای نابینا، که مدام استهزا می نمودند، آمده، دیدند. بُخل ایشان افزود. به شوخی پیش آمده، گفتند که: "الحال به شما نذر آمده است به ما هم بدهید." چون بسیار کاوش کردند، ایشان فرمودند که: "شما چاشنی خورِ سفره اید. این طعام را نمی توانید خوردن." آتش افروزان تاب نیاورده چند چیز دیگر از خود اختراع نموده به خدمتِ شاه محمد - جیو- گفتند که در اطراف و جوانب هیچ کس را یارایِ آن نیست که سر از جادۀ حکم تو بیرون کشد و این فقیر در خانقاه به جناب حضرت چیزهایی می گوید، ما معتقدان را تاب شنیدن نیست. آن قدر آتش افروختند که حضرت شاه محمد - جیو- را در طیش آوردند و حقیقت آمدن گوسفند و پختن آن ظاهر ساختند. حضرت شاه محمد - جیو- فقیری را فرستادند که به شاه بگویید "الحال که به شما نذر آمده چیزی حصّه نمایید." آن فقیر چون به خدمت حضرت شاه آمده، ظاهر نمود، ایشان جواب دادند که فقرای شما استهزا می نمایند بس است، پس شمارا لازم نیست که شماهم استهزا نمایید. چون همان فقیر آتش افروز بود، چند سخن آمیخته، گفته، شاه را بر طیش آورد. حقیقت [32] میان شاه محمد - جیو- چنان بود که غیور بسیار بودند- چنانچه بالا مذکور شده - چون آن نااهلان حضرت شاه محمد- جیو- را بر پلّۀ غضب آوردند، ایشان برخاسته به جانب حضرت شاه روانه شدند. آن فقیرانِ خدا ناشناسان [۲] همراه شدند و خوش وقتی می کردند که امروز کار این فقیر هم به اتمام رسانیدیم. و حقیقت شاه محمد - جیو-

Marfat.com

چنان بود، هرگاه که به غضب می آمدند، به جانب هر که به غضب می دیدند، اگر احوال داشتی، سلب می شد و اگر از عوام می بود می سوخت و اگر زبردست ترمی بود در بغل می گرفتند، مسلوب الحال می شد. برهمین قصد جانب حضرت شاه روانه شدند. لیکن از حقیقتِ کار واقف نبودند. چون رو به روی حضرت شاه آمدند، حضرت شاه را آگهی از احوال ایشان بود و از نصیب بی بی جیونی واقف بودند. برخاسته دست بسته ایستاده شدند که یا شاه این همه غضب بر همچو منِ غریب– که در جوار شما آمده مسکنت نموده ام– لازم نیست. شاه محمد مهربان نشدند و نظر غضب انداختند، اثر نشد. حضرت شاه چند قدم عقب رفته باز التماس نمودند که یا حضرت مهربان شوید. اوشان قدمی پیش کردند. حضرت شاه باز چند قدم عقب رفته خطّی بر زمین کشیدند و فرمودند که: "یا شاه! الحال ما بسیار برداشت نموده ایم، زیاده طاقت نیست. اگر ازین خطّ قدم پیش نهادی خطا خواهی کرد." و رجوع به جناب حضرت معروف– جیو– نمودند. ایشان در جانب یمین آمده، حاضر شدند. شاه محمد – جیو– به همان وضع پیش قدمی نموده از آن خطّ پای را پیش [33] نهادند. نهادن قدم همان و افتادن همان. همین که شاه محمد– جیو– برزمین افتادند بی بی جیونی جیو آمده حاضر شدند و التجا به جناب حضرت شاه سلیمان– جیو– آوردند که یا شاه! این جوان از حالِ شما واقف نبود و بی ادبی کرده است و می دانید که فرزندِ من است. برای خاطرِ من جان بخشیِ این شود. حضرت خرقهٔ خود را افشاندند. سه حربه برزمین افتاد. فرمودند که یا بی بی! ما این سه حربه را برداشتیم و باز عُذر خواستیم و این مردِ عزیز هرگز برنگشت. آن زمان دید آن چه دید. حضرت بی بی فرمودند که چون از حالِ شما واقف نبود، از ناآگاهی، این بی ادبی شده است، امید عفو است. حضرت شاه کوزهٔ آب به دست داشتند، بر روی مبارک حضرت شاه محمد– جیو– افشاندند. به هوش آمده. فرمودند که فقیر را رضا و تسلیم درکار است نه ظلم و جفا.

فرد

اگر از دست برآید دهنی شیرین کُن
مردی آن نیست که مشتی بزنی بردهنی

باید که شفقت و لطف پیشه کنید و از آزار بپرهیزید. نصیحت فرمودند و به طریق سیاحت، روز جایی و شب جایی به سر می بردند.

Marfat.com

فصل
در [بیان] ملاقات ملنگان[1] و آن چه در سیاحت روی داده شده

اتفاقًا در آن سیر، ملاقات باچندین از مَلَنگان که می رفتند، شد. باسردار مَلَنگان فرمودند که اگر امر شود چندی به رفاقت شما بگذرانیم؟ اوشان قبول نمودند. مطلب اخفا بود. چون چندین روز به رفاقت ایشان درگذشت، مَلَنگان اوضاع و اطوار ایشان را دیده، التماس [34] نمودند که یا شاه! ما را طاقت آن نیست که سردار باشیم و شما تابع. اگر فرمایی در خدمتکاری سرگرم باشیم وتابع حکم شویم. فرمودند: همچو باشد. چون وضع مَلَنگان مدام سیّاحی است و در مجمع بزرگان جمع می شوند. و در چند مجمع که عبورِ حضرت شاه شاهان افتاد، هر که دیدار مبارک حضرت دید، فریفته می شد.

بیت

یاران به نصیحت آمدندی برِمن — تا بو که برون برند عشق از سرِ من
چون روی ترا دید نصیحت گرِمن — صد گونه طواف کرد گرد سرِمن

تابه جایی که هفت صد مَلَنگ به رفاقت همراه شدند، لیکن چون این فرقه را غیر از پرورشِ نفس کارِ دیگر نبود و از فیض باطن بی بهره بودند، دستِ تعدّی دراز کردند و خلق از ملاحظهٔ حضرت شاه، که اکثر چیزها دیده بودند، دَم نمی توانستند زد و این شکم پروران، گاو و گوسفندِ هر که به دست می آمد، کُشته، می خوردند. اتفاقًا گذار حضرت شاه در راه آن موضع افتاد و در آن نواحی گاوی در نظرِ مَلَنگان افتاد. همچو گرگان برآن افتادند و کشته، پارچه پارچه کرده، بردند. این گاو از مُلّایی بود که ساکنِ آن موضع بود. چون گاوِ خود را به این صورت دید، تاب نیاورده، تن به قضای الٰهی سپرده و دست بسته، آمده، ایستاده شد. اتفاقًا نظرِ مبارک بر او افتاد. فرمودند که این چه کس است که ایستاده است؟ آن مرد، مذکورِ التماس نمود که یا شاه! عرض دارم، اگر جان بخشی شود اظهار نمایم. فرمودند: بگو. التماس نمود که یا شاه، بادشاهِ دین و دنیا! کسی را یارای آن نیست که حرف بگوید و مَلَنگان تعدّی

Marfat.com

بسیار و بی شمار برخلق الله [35] می کنند. چنانچه فقیر گاوی داشت که از شیر او نانخورشِ تمام قبیلهٔ ما بود، امروز مَلَنگان کُشته، خوردند. حضرت شاه پریشانی او را دیده، رحم فرمودند و گفتند که سردار این موضع را بطلبید. شخصی به طلبِ او رفت. سردار آمده، حاضر شد. فرمودند که در مواشی خود این مُلّا را ببر و دو گاو که این خوش کند، چیده، حوالهٔ این بکن. آن سردار سعادت و شرفِ خود دانسته، مُلّا را در مواشی خود برده، مختار کرد که دو گاو که پسند تو بیاید ازین پاده، چیده، بگیر. مُلّا دو گاو که خواست، گرفته به خدمتِ شاه آمد. فرمودند: ای مُلّا راضی شدی؟ مُلّا دعایی کرد و به خانه رفت.

حضرت شاه دیدند که رفاقت این چنین نفس پرورانِ ظالم لازم و مناسب نیست. چون روز گذشت، نصف از شب برآمده بود، تنها در جنگل درآمدند. مَلَنگان گوهر ناشناسان دولتِ خداداد را قدر نشناختند. چون از دست رفت، هر طرفی شتافتند. چون از بهره بی نصیب بودند، هر چند جستند، هیچ جا نیافتند. لاچار ناامید شده جا به جا متفرق شدند.

حضرت شاه چند روز در آن ویرانه گذرانیده، باز به سمت چناب– موضعی است جوکالی نام– تشریف آوردند. در مسجدی– که طفلان می خواندند و مُلّا حاضر نبود – در آمدند. چون در مسجد نشستند، طفلان چون وضع حضرت را دیدند که مُویها ژولیده و اطوار عجب دارد، به استهزا پیش آمدند و گفتند: "ای فقیر اگر فرمایی [36] مُوی سر ترا بتراشیم؟" فرمودند: "چه مضایقه!" همه طفلان برسرِ ایشان جمع آمدند. سرِ ایشان را ترساخته، بعضی به کارد و بعضی به سفال سر ایشان را خراشیدند و ایشان به سکوت، سر در پیش انداخته، دَم نمی زدند. اتفاقًا مُلّای مکتب دار– کریم الدین نام– در مسجد درآمد. دید که طفلان فقیری را درمیان گرفته به کاری – که مذکور شد– مشغول اند. طفلان را منع کرد و چون روی مبارک را دید، بی اختیار سر در پای ایشان انداخت.

بیت

دیدن روی ترا دیدهٔ جان بین باید
وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بینِ منست

چون نظرِ لطف به مُلّا انداختند، مُلّا را حال دگرگون شد و نشئه محبّت حق در دلش جای گرفت. باز فرمودند: "بیا مُلّا کریم الدین! سیر موضع جوکالیِ شما را بکنم." ایشان پیش

Marfat.com

پیش و مُلّا عقب عقب می رفتند. اتفاقًا گذر به خانهٔ علاء الدین نام – که تنگ دل بود و در موضع سرداران دیگر بودند، این داخل در هیچ کار نبود– افتاد. چون دیدار حضرت شاه را دید، نصف نان را پیش ایشان حاضر آورد. حضرت این همه را پارچه پارچه کرده در دهن همان می دادند. فرمودند که: "نصف نان آوردی، نصف سرداری این موضع بر تو دادیم. اما اگر تمام حصّهٔ خود می آوردی، تمام سرداری موضع می شد." باز از آنجا سیر موضع نموده، به خانهٔ مُلّا کریم الدین آمده، شب ماندند. مُلّا کریم الدین سرگرم در خدمت بود. اکثر مردم این موضع از ملازمت بهره [37] مند شدند. چون این خبر در مواضع اطراف شد، اکثر مردم از گرد و جوار غلوّ نمودند.

حضرت شاه ازین جا بر آمده، از دریا عبور فرموده، [به] منچر – نام موضع است که متعلق به چیمه چٹهه است– تشریف فرمودند. در خانهٔ نعل دوزی رفته، ماندند و به نعلین دوز فرمودند که تمام کار کُهنه دوزی ترا کرده می دهم و تو باید که شب از موضع غزا [۲] نموده گدایی کرده، هرچه بیاید به من می داده باشی که ترا هم تصدیع نشود. چندین برین اطوار گذشت. لیکن حضرت شاه را– چنانچه [= چنانکه] پیشتر مذکور شده– هرگاه ذوق دست می داد، گردنِ مبارک کج می شد و دستِ بالا نموده، نعره می زدند. و در نزدیک نعلین دوز، بافنده ای بدبخت بود که پیشِ مردم نقلِ حضرت شاه رؒ می کرد که، به خانهٔ فلان نعلین دوز فقیری آمده، نعره می زند و دست می افشاند و گردن همچنین می گرداند. و مردم نادان می خندیدند. از قضا روزی حضرت شاه می رفتند، که همان بافنده ایستاده است. حضرت شاه فرمودند که: "فلانی! شنیده ایم که تو تقلید ما می کنی؟" آن بدبخت گفت که: "بلی می کنم." فرمودند که: "ما هم ببینیم که چه طور می کنی." چنانچه وضع او بود، همان قسم دست بالا کرد. نعره زده گردن کج نمود. چنانچه گردن کج کرده بود همان قسم گردن او کج ماند.

و حضرت از آنجا به جلال پور– نام قصبه ای است به کنار چناب – تشریف فرمودند و در آنجا علی سهاری نام بزرگ بود که در آن سر زمین غلغلهٔ او بسیار بود و طریقِ سلب [38] داشتند. اگر فقیری در آن نواحی می آمدی یا کسی در آن نواحی سر می برآورد، حالِ او سلب می کرد. اتفاقًا حضرت شاه در آنجا تشریف بردند. چون نظر او بر ایشان افتاد، دانست که خالی از برکت نیست. خواست که باایشان بغل گیری نموده، آسیبی برساند. ایشان به نظر

Marfat.com

غضب دیدند و دست هایی که به بغل گیری می خواست جمع کند، همین نوع گشاده ماندند و سینه در پی ترقیدن[ترکیدن] شد. علی دانست که کار با مردی افتاد. فریاد برآورد که یا حضرت! این قدر خواهید بخشید که پارچهٔ نان طلبیده بخورم. آخر مهربان شدند، از سرِ تقصیر او درگذشتند.

و از آنجا به قصبهٔ هزارا – که مشهور به اسم رانجهه است – تشریف آوردند. و در آنجا، در خندقی، که مردم درو نجاست و پلیدی می انداختند، مجذوبی افتاده، می ماند. حضرت شاه دست بسته، در پیش او ایستاده شدند. مجذوب سربر داشت و به جانبِ حضرت دید. حضرت سلام دادند. مجذوب جوابِ سلام – که فریضهٔ اسلام است – داد. فرمود که: "یا شاه! نمی بینید که والدهٔ شما بر تودهٔ خاک ایستاده، گریه می کند والحال وقتِ آن رسیده که جمعیّت نموده، بنشینید و خلق اللّٰه را به حق راه نمایید. لیکن رضایِ ما آن است که هنوز والدهٔ شما از تودهٔ مذکور به خانه نرود که [پیش] ایشان رفته حاضر به خدمت شریف شوید." حضرت شاه طیّ راه نموده فی الفور خود را به آنجا رسانیدند و ملازمت حضرت والده – جیو – نمودند و مسکنت به وطن شریف [39]– حضرت بهلوال– قرار نمودند. چون مردم جوکالی وغیره مواضعات، که در عالمِ سیر اخلاص مند شده بودند، خبر یافته، به ملازمت شریف رسیده، بهره مند شدند و از اطراف و جوانب [نیز] مردم رجوع آوردند. بیمار را شفا و عاشق را لقا و دردمند را دوامی شد. اکثر مردم جوکالی [را]، که به رفاقتِ میان کریم الدین – جیو – ملازمت می نمودند، بهرهٔ دینی و دنیاوی حاصل می شد. این طنطنه در اطراف [و] جوانب مواضعات جوکالی شد. بخصوص به گوش حضرت شاه[۳] افتاد و به رفاقت میان کریم الدین ملازمت میسّر آمد.

Marfat.com

فصل
در خوارق حضرت شاه[1] که از صاحب زاده های بلند اقبال شنیده شده- تبرکًا و تیمنًا- بیان می نماید

صاحب زادۀ والا گوهر که فرزند بزرگ حضرت شاه او ست- میان رحیم داد- از زبان فرزند بزرگ ایشان شنیده شد- که میان عبدالواحد جیو بودند- که؛ عزیزی از یارانِ حضرت شاه، شب تمام در خدمت ایشان بودند. چون صبح روانۀ مسجد شدند، در دل او خطره ای گذشت که از جایی که آفتاب می بر آید چه طور خواهد بود؟ از دل او آگاه شده، فرمودند که: "فلانی! می خواهی ببینی؟" او گفت: "بلی، می خواهم از توجه ایشان که ببینم." فرمودند که چشم را بپوش. به موجب فرمودۀ آن خدا شناس چشم را پوشیده کردم. باز فرمودند که چشم را وا بکن. باز وا کردم. چه می بینم که در آن مکان که آرزوی من بود، رسانیدند. و از هیبتِ برآمدِ آفتاب مرا تاب نمانده که ایستاده بمانم. دامن حضرت را گرفته، نشستم.[2] حضرت نظر مبارک هر چهار جانب نموده، احوال مرا متغیّر دیده، فرمودند که به خانه می روی؟ گفتم: بلی. حضرت فرمودند که چشم را بپوش. من چشم را پوشیدم. چون که فرمودند وا بکن، وا کردم. چه می بینم که از آنجا که خطره کرده بودم، همان جا ایستاده ام. وقت نماز فجر بود. وضو کرده نماز گذاردیم.

از زبان حضرت میان عبدالوهاب - که خلف حضرت تاج محمود جیو فرزند حضرت شاه شاهان جیو - شنیده شد که؛ حقیقت فقر ایشان ظاهر به حدّی بود که گاهی روغن میسر نمی شد که بی بی ها برسر بیندازند و شانه میسر نبود. با انگشت مویِ سر هموار می کردند. و عورتِ بزرگِ حضرت شاه" بی بی رومل"[3] نام داشت. اتفاقًا روزی از زبان مبارک ایشان برآمد که ما هم عوراتیم، اگر روغن و شانه برای ماهم باشد، برسر بمالیم. حضرت فرمودند که یا بی بی مویِ سر هم تصدیعه است، اگر نباشد فراغ است.

Marfat.com

تـعـلـق مـحـو بینـایـی نـدارد
کـه مـو در دیده گنجایی ندارد (٤)

موی هم تعلق دنیاوی است. از سرِ مبارک بی بی موی افتاده بودند. هم چنان بودند.

و در خانهٔ حضرت دو بی بی بودند. هم در آن اثنا فرمودند: عورات فقرا را لازم است که شب خسِ کاه بسیار انداخته، در سرما باهم بخوابند. چون روز شود کاهی که در سرِ اینان بچسپد، یک دیگر از سرخود ها دور بکنند.

اتفاقًا در آن اثنا قحط بسیار افتاده بود. بر مردم عُسرت روی داد. چون به خانه آمدند حضرت بی بی را مبوک یافتند. فرمودند که بی بی شما غمگین چرا اید؟ بی بی جیو فرمودند که قحط در عالم بسیار شده و اکثر فقرا و عاجزان می آیند و ناامید می روند. فرمودند: یا بی بی! فقر زینت ما است.

بیت

فـقـر ایـن اسـت و فـخـر ما این است
گـرچه دنیا بسی است، این دین است

لیکن اگر خواهش [41] شما است، پنج شش آثار گندم در کُندو انداخته، از بالا دهن او را بند کنید. از دهنِ پایان هر قدر که دانید، خرج نمایید. بی بی هم چنان کردند. تا قحط بود صرفِ خود و فقرا نمودند. چون در عالم رفاهیت روی نمود و قحط دور شد، فرمودند که الحال دهن کُندو واز نمایید. چون وا کردند هر قدر که گندم انداخته بودند، بر آمد.

از زبان صاحبزادهٔ والا گهر، میان عبدالوهاب – جیو – چنان استماع شده که؛ طریق حضرت شاه سلیمان– جیو– چنان بود که درخانه و مسجد می ماندند و شب همچنین می گردیدند. مردم که بیرون مواشی را گرفته می ماندند – که او را در پنجاب "بَهَك" می گویند– هر جا رفته، حاضر می شدند. هر یک می گفتند که، شاه شب پیشِ ما بودند. دیگری می گفت که، پیش ما بودند. و تفاوت هر یک پنج کروه، شش کروه بود. چون این سخن به سمع عزیزی – که حافظ و فاضل بود – رسید، او گفت ما را اعتمادی نمی آید تا به چشم خود نبینم. آخر یک شاگرد همراه خود گرفته، به خدمتِ حضرت به همین قصد رفت. چون مردِ معتبر بود، حضرت شاه اعزاز کردند و شب او را نگهداشتند. او شاگردِ خود را در صحرا در

Marfat.com

همان نشستگاه ها – که حضرت سیر می نمودند – فرستاد و تلقین نمود که به جمیع نشستگاه ها خواهی رفت. ببین که آن چه مردم می گویند راست است یا دروغ؟ حضرت خود در مداراتِ او بودند. چون شاگرد او جدا شد، یک تیر پرتاب جانبِ صحرا نرفته بود که از عقب حضرت شاه رسیدند و دستِ شاگردِ مذکور گرفته، روانه شدند. تمام شب [42] به رفاقت یک دیگر در همهٔ نشستگاه ها سیر نمودند. چون وقتِ صبح شد، نزدیک موضع او را گذاشتند. آمده در مسجد حاضر شد. دید که استاد او و حضرت شاه در مسجد وضو می کنند. بعد از فراغ نماز استادِ او از حضرت شاه رخصت شد. بعد از رخصت، استاد از شاگرد پرسید که چه دیدی؟ او حقیقت سرگذشت پیشِ استاد ظاهر کرد که ایشان تمام شب با فقیر یکجا بودند. او گفت که ایشان تمام شب همراه من گشتند. آن عزیز را معلوم شد که آن چه مردم می گفتند، راست است. آن مرد معتقدِ حضرت شاه شد.

مزار و مدفن حضرت شاه سلیمان در بهلوال– که وطن شریف ایشان است– شده.

لیکن چون در اینجا مطلب بیان حضرت شاه حاجی محمد– جیو– بود. پس مذکور حضرت شاه را لازم آن است که از دل و جان پیش پیش از آن که بشارات شده– چنانچه به وقت رخصت شاه معروف -جیو- صورت حضرت شاه نموده بودند و اکثر بشارات در خُردسالی روی داده– بیان نمایم.

Marfat.com

فصل

در احوالِ اشرفِ مشایخ زمان، اقدم اولیایِ جهان، مخزنِ اسرارِ غیبی، مطلع انوارِ لاریبی، دانای دقایق عرفان، واقفِ اسرار یزدان، دلیل اهلِ حقیقت، راهنمایِ سالکانِ طریقت، محرم حرم جمال، شاهدِ بزمِ وصال، اعظم اولیایِ ربّانی، محیی الدین ثانی، در دین و دنیا به آبروی، حضرت شاه حاجی محمد نوشه گلگوی[۱]

فی الحقیقت ذات شریف ایشان از قوم کهوکهر جالب است.[۲] [43] لیکن کسی از بزرگانِ ایشان به وقت راج و سرداری به سبب عشقِ مجازی بر دختر گلگوی فریفته شده. این کسب را اختیار کردند[۳] و بعد ازو هر یک کس در قبیلهٔ ایشان بزرگ شده، آمده اند. چنانچه عمّکِ ایشان– شیخ رحیم الدین– بسیار عزیز الوجود بود و ایشان به برادر خود –حضرت شاه علاء الدین که ولی نعمی حضرت شاه باشد – گفته بود که ای برادر! من می بینم که به خانهٔ تو فرزندی شود که بادشاهِ دین گردد یا بادشاه دنیا.[٤]

اوقات شیخ رحیم الدین[٥]– جیو– آن بود که اکثر از ایشان خوارق روی داده. اگر نویسم کلام طویل می شود. لیکن چون وقتِ وفاتِ ایشان نزدیک رسید، وصیّت کردند که قبر من در آن سرزمین خواهید کرد. وقتی که خواهید کَند یک عناب هندی، که "بیر" می گویند، ازآن زمین به رنگ سبز و تازه خواهد برآمد، همانجا لحد من خواهید کرد.

پدر بزرگوار ایشان هم اهل تقوی و پرهیزکار بودند و هفت حج کرده بودند. چنانچه احوال ایشان در ذکر حضرت شاه بیان خواهد شد.

بشاراتی که پیش از تولّد ایشان در مقام مذکور شد و به تقریب مذکور خواهد آمد. الحال بیان [خوارقی] که [از] ابتدای تولّد ظاهر شده، می نمایم.

نظم

شاهباز ملک شاهی شاه ما است حکمش از مه تا به ماهی ماه ماست

Marfat.com

جانب هر کس که دید او مست شد — حق نمودن کارِ حق آگاه ماست
حضرتِ حاجی، شه عالم پناه — رویِ او محرابِ قبله گاه ماست
قدرتش بین چون به سختی نام او — گر بَرَد کس گوییا همراه ماست
ما نمی خواهیم جُز دیدار او — دیدن او مال و ملک و جاه ماست
گر کند در بندگیِ خود قبول — [44] نفس و شیطان دو غلام داه ماست
شیوهٔ او سرفرازی دادن است — بردر او سر نهادن(٦) راه ماست
احمدِ عاجز به گرداب اوفتاد — می کشد آن کس که او مّلاح [کنا]ماست

دوش ز آسیب نفس بد فرجام — داشتم در دل خطرات تمام
من گریزان ازو چو آهویِ دشت — او به دنبال من چون گرگ پلشت
چشم دل کور، راه نامحسوس — من چو سرخاب در قفس محبوس
راه باریک و تنگ و شب دیجور — پایِ تدبیر لنگ و منزل دور
مصلحت خواستم ز عقلِ بشیر — تا کند بهرِ کارِ من تدبیر
گفت کای در هوایِ نفس اسیر — فتح دل نیست جُز توجهِ پیر
عرض کن حال خویش را تو برِ او — چون گدایان سائل از درِ او
مدحِ این مرشد از زبان بر گوی — هرچه خواهد دلت از ان در جُوی
یافتم چون ازو رهِ ارشاد — من چو شاگرد، او مرا استاد
خامهٔ طبع من به لوح ضمیر — دفتر مدح او کند تحریر
خامه را باسخن کنم دمساز — شرح اوصاف را کنم آغاز
شاهِ حاجی امام قبلهٔ دل — پای او را بر آسمان منزل
طلعت او مطالعِ انوار — سینهٔ او خزینهٔ اسرار
قامت او عصایِ عالمگیر — وقت درماندگیش دست سفیر
چون مجرّد، مجرّد از سرغیب — همچو ایمان پاک، پاک از ریب
مست سرخوش زبادهٔ عرفان — چون گهر عرف لمعهٔ ایقان
طالبان را زبادهٔ نگهش — وانکه چون خاک اوفتد به رهش(٧)

Marfat.com

بـرزمین تـا کـه آسـمـان بـاشد — مستـی و ذوق جـاودان بـاشـد
خـاک درگـاهِ او بـه چشـم ضمیر — چـون بـه شـمـع اسـت رشتهٔ تنویر
نـظـر لـطفِ اوسـت در هـر بـاب — طـالبـان را مُـفتّـح الابـواب
صـورتِ او بـه چشـمِ دلْ مرغوب — هـمـچـو خال است بررُخِ محبوب
خـالِ او تـوتیـای چشـم ضـمیـر — بـرمِـس دل مـحبّتـش اکسیـر
[45] بهـر لـب تشنگانِ آبِ حیات — رهـنـمـا هـمـچو خضر در ظلمات
نـامِ او وردِ سـاکـنـانِ فـلک — حـرزِ آفـاتِ جنّ و انس [و] مَلک
لـب لـعلـش نـگیـنِ خـاتـمِ جـم — لـفـظ او نـقـش فیـض آن خـاتـم
هـر کـه بـر درگهـش جبین فرسود — در کف آورد گـوهـرِ مـقـصـود
خـانـقـاهـش فـضـای بیـت النّور — وادیِ ایـمـن اسـت و جـلـوهٔ طور
لایـح از روی اوسـت در همه حال — لـمـعـاتِ سـرادقـاتِ جـلال
عـالـم السِّـرو الـخَـفّیـات اسـت — مـحـرمِ رازِ نفـی واثبـات اسـت[8]
آن چـه بـر قـدسیـان شود مستور — هـمـه در دیـدهٔ دلـش مـنـظـور
مـحـرمِ خـلـوتِ سـرایِ وجـود — سـرِّ تـوحیـد بـر دلـش مشهـود
مـددِ او چـه در حـضـور، چه غیب — حـرزِ آفـاتِ دیـن بـوَد لاریـب
روز و شـب در اطـاعـتِ مـعبـود — کـارِ او نیست جُز رکوع و سجود
در و دیـوار مسـت از نـظـرش — کیـمیـای وجـود خـاکِ درش
گـرمـی عشـق آن امیـرِ کبیـر — داشـت تـأثیـر بـر صغیـر و کبیـر
بـر صـغیـر و کبیـر وجـد و سمـاع — هـر یـکـی را ز سوز عشق صداع
بـر درش عـاشـقـی و شیـدایـی — هـای و هـویـی ز شـور غـوغـایـی
نـوشـهٔ گـنـج بـخـش را دیـدی — رستـم و سـاز و رخـش را دیـدی
نیسـت امـروز بـر بسیط[9] زمین — مثـلِ او پهـلـوان تهـمتـنِ دیـن
آن تهـمتـن بـه هـفت خوان عراق — کُشتـه دیـو سـفیـد بـادل شـاق
ایـن تهـمتـن بـه هفت خوان ضمیر — کـرد دیـوِ لـعیـن[10] را تسـخیـر
دلِ او مـظهـرِ تـجـلّیـات — عـالـمِ سرّ بحت ذات و صفات[11]

Marfat.com

لـوحِ مـرآت حـق نـمـا دِل او — مـوردِ فیـض قـدسِ مـنـزلِ او
بـا چـنیـن شـان و رفعت و ارشـاد — مـادرِ دهـر مثـلِ او کـم زاد
هسـت او خـازنِ خـزانـهٔ دل — در کفِ او کـلیـدِ خـانـهٔ دل
شَـوم امیـد هسـت روز نشـور — زیـر ظـلّ لـوای او مـحشـور
[46] گـرچـه بـود او ولی مادر زاد — در کفِ او زمـام بسـت و گشـاد
لیک در ظـاهـرش رفیـق طـریـق — پیـر ارشـاد او عـلـی التـحقیـق
مـقتـدای جهـان سلیـمـان است — کـه دلـش دُرّ بـحـر عرفـان است
آفتـابِ سپهـرِ مـجـد و عُـلا — دُرّ یـکتـایِ بـحـرِ صـدق و صفـا
زهـر نـوشـی و در کفـش تـریـاق — ژنـده پـوشـی و خسـرو آفـاق
بـه قـنـاعـت در اولیـا مـمتـاز — بسـت بـرخود ره نشیب و فـراز
آتـش عشـق از دلـش زد جـوش — شـاهـدِ مـعنـویْـش در آغـوش
او به آن وصفها که موصوف است — انتهـایـش بـه شـاه مـعروف است

غزل

در مدح شاه مُلک جان و ماه فلک روان

گـر مـکـان فـوقِ لامکان باشد — شیـخ مـا را هـمـان مکان باشد
شاه حاجی که خاکِ درگاهش — مسـکـنِ آسـمـانیـان بـاشـد
خاکِ پایش به چشمِ اهلِ خرد — بهتـر از کُـحلِ اصـفهان باشد
چهـره سـودن بـه کـعبهٔ کویش — شرف و فخر انس و جان باشد
طـالبـان را ز بـادهٔ نـگهـش — مستـی و شـوق جـاودان بـاشد
نقش پایِ سگش که رشکِ گل است — زیـب دسـتـار قـدسیـان بـاشد
بهـر مـعـراج نـرد بـانـش را — کـم تـریـن پـایـه آسـمان باشد
هـرچـه بـگذشت بر زبان نوشه — قـولِ تو قول "کُن فکان" باشد
گر نه ظلِّ خدا است همچو خدا — از پـیِ مثـل بـی نشـان بـاشـد
ای تـوانـا بـده تـوانـایـی — بـنـده تـا چـنـد نـاتوان بـاشد

Marfat.com

گـلِ اُردیبهشـــت کُـن کـه دلم — تـا بـه کـی کـاهِ مهـر گان باشد
بـنـده را مـطـلبـی جـز این نبود — داخـلِ سـلکِ بـنـدگـان بـاشد
بـــنـدهٔ حـق گـذارِ خـدمتـکـار — بـــا بـدن تـــا رفیـقِ جـان بـاشد
خاکِ راهش شود پس از مردن — تـــا مـگـر زنده جـاودان بـاشد

Marfat.com

فصل
در بیان آن که در خُرد سالی خوارق روی داده

آن است که؛ حضرت بی بی والدۀ حضرت شاه، [47] اسم ایشان هم" بی بی جیونی" بود. وطن مبارک قدیم گُهگان والی بود، که نام موضعی است، که از بهلوال- وطن شریف شاه سلیمان جیو- بیست کروه کم [و] زیاد خواهد شد. چون نورِ نطفه در رحم والده آمد، حضرت شیخ علاء الدین- جیو- از بی بی رخصت شده به مکّه روانه شدند. فرمودند که یا بی بی! اللّٰه- تعالیٰ- فرزندی به شما خواهد داد که پهلوان دین خواهد شد و نام او را "حاجی محمد" خواهید داشت و خدمت او را به احتیاط تمام خواهید کرد. ان شاء اللّٰه تعالیٰ ما هم به زودی می آییم. چون حضرت رخصت شدند، چند روز گذشته بود که حضرت سلیمان در آن موضع تشریف آوردند و پیشِ بی بی آمده بشارت دادند که یا بی بی فرزندی به خانۀ تو شود که از فیض او عالم بهره مند خواهد شد. هرگاه او تولّد شود، ما را خبر خواهید کرد. چون مدتِ حمل به اتمام رسید، فرزندِ ارجمند به ظهور آمد. حضرت شاه سلیمان خبریافته، تشریف آوردند و پارچه ای از پوشش خود به حضرت بی بی دادند که این فرزند را در این پارچه پیچیده، به احتیاط تمام بدارید و ازین پسر خبردار باشید. چنانچه اکثر خبردار می بودند.

اتفاقًا روزی حضرت بی بی در کاڑ انداخته، خود آرد خمیر می کردند که عورت همسایه، که اکثر حضرت را شفقت می نمود و بازی می کنانید، آمده، خواست که حضرت را در بغل بگیرد. همین که دست در کاڑ انداخت، ماری از کاڑ سربرداشت. این عورت دویده پیش بی بی رفت که یا بی بی در کاڑ پسر، مار است که ما را حمله کرده [48] بود، گریخته آمده ام. حضرت بی بی مضطرب شده جانب کاڑ دویدند. دیدند که پسر با آرام خوابیده است. بی بی از آن عورت استفسار نمودند. معلوم شد که آن عورت در پاکی قصوری داشت. نصیحت فرمودند که تا پاک نباشی نزدیک این فرزند ارجمند نیایی.

چون حضرت شاه در صحن خانه به زانو گشتن گرفتند، به خانۀ ایشان که مواشی بود-

Marfat.com

از قسم گاو میش – آفت بر اینان شده که اکثر مُردند و در آن موضع خیر بود. اتفاقًا حضرت شاه سلیمان– جیو– تشریف فرمودند. حضرت بی بی التماس نمودند که یا حضرت در موضع خیر است و اکثر مواشی ما را آفت شده، چند گاو تصدّق شدند. حضرت شاه فرمودند که یا بی بی معلوم شد که شاه حاجی محمد به صحن خانه به زانو می غلطد[غلتد]. بی بی گفتند: حضرت همچنان است. حضرت شاه فرمودند که بی بی نگهبانان این پسر فرشته ها اند و از ناپاکیِ جای آنها را تصدیع می شود و به بدن این پسر پاک نهاد پلیدی می رسد. سبب آفت مواشی این است. باید جای مواشی دیگر بکنید و در صحن، که این طفل می گردد، پاک نگاه دارید. ان شاء اللّٰه تعالٰی مال بسیار خواهد بود. همچنان کردند. از برکتِ قدوم مبارک حضرت شاه مال بسیار شد.

چون حضرت شاه بازی کردن گرفتند، حضرت شیخ علاء الدین جیو از مکّه تشریف آوردند. حضرت در خواب بودند. از بی بی پرسیدند که فرزند ارجمند کجا است؟ بی بی فرمودند: در خواب است. در دل شیخ گذشت که پسری را، که برای او این قدر بشارتها شده است، باید دید. چون نزدیکِ خوابگاه حضرت رسیدند، تبدیلِ صورت نموده، برخاستند. چون ایشان هم صاحبِ کمال بودند، دست برسرنهاده، فرمودند که: "ما هم آشناییم با ما چنین نباید کرد!" به صورت اصلی خود گشتند.

بعد چندی، فرزندی دیگر تولّد شد. اسم شریف ایشان را شیخ "اسماعیل" داشتند.

و این ششم حجّ حضرت بود. حضرت شیخ اگر به وطن شریف تشریف می فرمودند در خانه کم می ماندند. بعد از ده پانزده روز به خانه می آمدند، دو سه روز مانده باز برآمده، می رفتند. چون مال بسیار بود، حضرت بی بی کاروبار خانه را می کردند و جمعیّت ظاهری خوب بود.

چون حضرت در سن ده، یازده رسیدند و میان اسماعیل هم در پنج، شش سالگی رسیدند. طریق مبارک مادران است که پسر خُرد را پرورش زیاده ترمی کنند. به سبب خُرد سالگی یا الفت به بعضی پسران زیاده می شود. اکثر میان اسماعیل را آزار می شد. والده ازین غافل. آخرالامر روزی خود فرمودند که: "ای والده! شما که اسماعیل را از من زیاده می خواهید و آزار مند می شود، از غیرت ماست والحال اگر باز تفاوت کردید، شما را هم خوب

Marfat.com

نیست." والده غفلت ورزیده، به طریقِ سابق مسکهٔ تازه که برِ ایشان می دادند به میان اسماعیل زیاده تر دادند. دستِ بی بی آماس کرد، هم چنان که عاجز شدند. چون از بیرون بازی کنان آمدند، شب به بالین راحت خوابیدند. بی بی را تمام شب آزار ماند. چون صبح برخاستند، بی بی ازین غافل که غیرت ایشان است. آزار بی بی را بسیار دیده، فرمودند که: "یا والده! ما شما را نگفته بودیم که تفاوت نخواهید کرد، [50] شما کردید. ازین سبب همه آزار است. اگر مسکهٔ امروز تمام به ما بدهید دست شما بِه می شود." حضرت بی بی قبول کردند. همین که دست مبارک بر جایی -که آزار داشت دست بی بی- گذاشتند، شفاشد. تمام مسکهٔ آن روز را از بی بی گرفته، بیرون آورده، صرف فقرا کردند و به بی بی فرمودند: "یا حضرت والده! شما را لازم است که فرزندان را به یک نظر ببینید." [از] آن روز بی بی ملاحظه می نمودند.

اگر تمام عمر احوال طفولیّت ایشان که روی داد شده، بیان کنم از عهدهٔ اوصاف آن نمی توانم برآمد.

لیکن چون حضرت به حدّ بلوغ رسیدند، قد و قامت و زور مبارک چنان شد که جوان بیست، سی ساله را مجال نبود که دست به آن بیاندازد. یقین است:

بیت

هر که با شیر حق کند پنجه
پنجهٔ خویش را کند رنجه

اتفاقاً جنگی روی داد. سردارانِ آن ناحیه به میان آمده و حضرت را تکلیف نموده، همراه کردند. و ایشان با تیر و کمان ذوق داشتند و تیرِ ایشان کم خطا می رفت. ایشان رفیق شدند. چون غنیم غالب بود، فوجِ این جانب شکست خورد. حضرت با تیر و کمانی که داشتند تنها غنیم را نگاه داشتند. هر که قدم پیش می نهاد، به تیر می دوختند. چون سردار ایشان دید که غنیم از عقب توقف نموده و چه بیند که حضرت تمام فوج غنیم را بند نموده اند که کسی پیش قدمی نمی تواند نمود. سردار فریاد برآورد که ای نامردان! یک طفل خُرد سال تمام فوج غنیم را عاجز نموده، شما کجا می روید؟ چون آواز سردار به گوش مردم رسید، برگشته، رفیق حضرت شاه شدند. چون غنیم پیش ازین پریشان شده بود، همین که مردم رفیق حضرت شاه

Marfat.com

شدند،[1] غنیم لئیم تاب نیاورد و شکست خورد. حضرت همانجا ایستاده شدند. مردم تعاقب [51] غنیم نمودند. چند کروه زده رفتند.

درچند جای حضرت در جنگ رفتند و تردّد های شایسته از ایشان شد. در آن زمین حالتی روی داد که در هر فوج که حضرت شاه می بودند به آن فوج کسی هوس جنگ نمی کرد.

چون چندی بر این نوع گذشت، شوق الٰهی در دل شورش نمود. رو از جهاد اصغر به جهاد اکبر بر آورد.

بیت

ناگهان در جنبش آمد بحر جُود
جمله را در خود ز خود با خود نمود

و این ندا نیز در گوش در دادند:

باوی اکنون یکدل و یکرو شوی
بلک خود را محو سازی، او شوی

اگرچه سَلاحِ صلاح در همه اوقات در برداشتند و عنان تقوی مدام در دست، لیکن تصفیهٔ باطن و تربیتِ وجود – که لازمِ فارس میدان عشق است – قرار برفرار از چشم اعتبار خلق نموده، به گوشهٔ ویرانه ساختند.

بیت

هر که درین راه نرفت راه به جایی نبُرد
هر که ازین رخ بتافت، روی رهایی ندید

از وطن دور دست، موضعی ویران درمیان "بار" بود که گرد او از هر جانب پنج پنج کروه– کم و بیش – آبادی نداشت. تمام روز در آن ویرانه در سایهٔ دیواری یا درختی به سر می بردند. وجهِ قُوْت عُنّاب صحرایی که "جهڑ بیر" می گویند و یا سبزه در دهن می انداختند. و شب و روز بی خللِ دنیا به یاد حق مشغول بودند. اتفاقًا قبیله ای از جٹان برای چرایی مواشی در آن سرزمین عبور نمودند. ناگاه از آن جماعت شخصی در آن ویرانه گذر کرد. چه می بیند که مردی ژولیده موی، بیگانه خوی، از خود رَسته و به خدا پیوسته، سربر آئینهٔ زانو نهاده، در.

Marfat.com

مشاهدهٔ تجلّی شاهد لایزالی مستغرق است. آن مرد به خانه آمده، پیشِ عورتِ خود مذکور کرد. هر دو – زن و شوهر – نانْ [52] پخته و کاسهٔ شیر گرفته، به خدمت رفتند. چون صدایِ آدمی به گوش حق نیوشِ حضرت رسید، سربرداشته، نظر به جانب آنها انداختند. هر دو– زن و شوهر – تعظیمات به جای آورده، نان و کاسهٔ شیر در پیش حضرت نهادند و دست بسته، ایستاده شدند. چون مدّتی بود که از قسم غلّه و نان تناول نفرموده بودند، به نان رغبت نکردند. چند جُرعه[ای] از آن شیر خورده، آنها را رخصت فرمودند. تا آنها در آن سرزمین بودند، وقت افطار یک کاسهٔ شیر می آوردند. در اندک مدّت فیض های ظاهری و باطنی نصیب آن نیک نهادان شد.

چون این حقیقت زبان زدِ مردم شد، والدهٔ ایشان همیشه در تجسّس بود که شخصی خبر رسانید. والده و قبایل آمده، التجا نمودند. برای پاسِ خاطرِ والده به خانه تشریف فرمودند.

حضرت بی بی را به خاطر شریف آمد که اگر کتخدایی ایشان را کنم شاید که به این سبب درین سرزمین اقامت نمایند. در موضع حضرت نوشهره، که قوم تارژان اقامت دارند، از قوم خود در آن موضع شخصی خوب مَرد بود،(۲) حضرت شاه را در آنجا منسوب ساختند.

بعد چند روزی که کتخدایی حضرتِ شاه شد،(۳) چون حضرت نوشهره که مکان خوب و آبِ دریای چناب نزدیک واقع شده، مردُمش هم نیکْ نهاد بودند و شرّ و فساد هم در آن سرزمین کم واقع می شد،(٤) اقامت در آن سرزمین اختیار کردند. تمام شب بر کنارهٔ دریا به یادِ حق مشغول می بودند. روزانه در مسجدی، که در موضع بود، پنج وقت نماز باجماعت می خواندند.

اتفاقًا حضرت را ذوقِ خواندن مصحف شریف شد. قریب به آن سرزمین در موضع جاگو تارژ حافظی بود قاری که مشهور بود به قراء ت. حضرت شیخ علاء الدین– جیو– ایشان را همراه گرفته، پیش حافظ بردند که این پسر را حضرت تعلیم نمایند. حافظ قبول نمود. ایشان– چنانچه شاگردانِ دیگر می خواندند– به خواندن مشغول شده [= شدند]. اتفاقًا شب حضرت به خواب دیدند که دو فرشته پیش ایشان آمدند. گفتند که: "یامیان حاجی! می خواهی که تُرا تعلیم قراء ت قرآن بکنیم؟" ایشان فرمودند: "چرا نه !" فرمودند که ما فرشته ایم، به موجب امر الٰهی آمدیم تا ترا تعلیم قراء تِ قرآن نماییم. قراء ت هر سی الفاظ را از هر مکانی

Marfat.com

که می کردند، فرشته ها می گفتند که دهان مبارک را وا بکنید، ایشان وا می کردند. فرشته آنجا انگشت می گذاشت که قراء ت این لفظ را ازین جا باید کرد. همین که انگشت می گذاشت، باگذاشتن انگشت الفاظ به قسمی که آنها ادا می کردند، از من ادا می شد. چون بیدار شدم و در خواندن مشغول شدم، همچنان ادای الفاظ شدن گرفت که گاهی نه از استاد و نه از حافظ دیگر شنیده بودم. چون صبح شد پیش استاد رفتم و وقتِ سبقِ من آمد و خواندن آغاز کردم. روزِ دیگر الفاظی را که مشکل می بود دو بار، سه بار استاد تکرار می کرد. آن زمان ضبط می شد و درست می خواندم، امروز لفظ را که من ادا می کردم از استاد ادا شدن محال شد. استاد پرسید که میان حاجی امروز حقیقت چیست که قراء ت به این قسم می کنید؟ فقیر سرگذشت را [54] پیش استاد بیان نمود. استاد خوش وقت شد و گفت: "الحال شما را احتیاج به خواندنِ پیش ما نیست. لیکن الحمدلله که چند سبق پیشِ ما تعلیم گرفتید، شاید فردا به برکتِ همین سبق ها در آخرت نجاتِ ما شود." آخر حضرت به رخصتِ استاد در نوشهره آمده، استقامت گرفتند.

Marfat.com

فصل
در بیان آن که در جوانی پیش از ملازمتِ حضرت شاه سلیمان خوارقِ عادت به ظهور پیوسته

یکی آن است که؛ موسم درو گندم بود و ایشان خود گاهی به کارِ دنیوی دست نرسانده بودند. از زبانِ بی بی برآمد که موسمِ درو است هر که برای درو می رود، یگانه پشتاره می آرد و وقتِ فصل است. اگر چیزی غلّه جمع شود، چند روز به فراغت بگذرد. ایشان فرمودند که من گاهی این کار نکرده ام، لیکن چون شما می گویید، می روم. صبحی داس گرفته به زراعت شخصی رفتند. او گفت که میان– جیو– تو مردِ مُلّایی، از تو این کار نمی آید! از آنجا مأیوس شده به زراعت شیخا– نام مزارعی که از قومِ رانجهه بود– آمدند. او دیده، پرسید که میان– جیو– شما کجا می روید؟ فرمودند که این اراده است. او گفت که شما زراعتِ ما را درو نمایید. ایشان از مزدوران دیگر علیحده یک طرف درپی کار شدند. چون شیخا – مذکور صاحبِ زراعت – وقت دو پاس روز گذشته، باز برای خبر گرفتن آمد، از هر جانب دیده، در آنجا رسید که ایشان مشغول به کار بودند. چه بیند که ایشان نشسته اند و خود به خود گندم بُریده می شود و پشتاره ها بسته می شوند و نسبتِ دیگران سه چهار چند [55] کار شده. او آمده، درپای مبارک افتاد و التماس نمود که یا حضرت! تا گندم برم و غله بیرون است، مزدوری دو مزدوران در وقت عصر آمده ببرید –چنانچه تا او حیات بود، ششماهی[1] به حضرت می رساند، بلکه الحال هم اولاد اوْ به اولادِ ایشان همان قسم خدمتکاری می کنند – حضرت را آورده، بر چاه چهارپایی انداخته، حضرت را به هزار عزت و حرمت بنشاند و خود به طرف روزگار دیگر رفت. حضرت برخاسته، بالای چاه فرصاد بود ازو تُوت خوردن گرفت. برادرش که برچاه بود، آزرده شده گفت که داماد را بر چهار پایی بنشانده است که چاه را خراب می کند! حضرت در جذبه آمده، دست خود پیش نسار چاه شویدند. از آتش غضب که در دل افروزان شد، آب چاه تمام خشک شد. مردمان چون دیدند، بترسیده، گریختند.

Marfat.com

حضرت از آنجا به خانهٔ خود آمدند. تا هنوز آب آن چاه ظاهر نشد. برادر او و اولاد او خدمت گار حضرت شاه شدند. تا الحال شش ماهی می دهند.[۲]

بشنو! عزیزی از زبانِ حضرت شاه هاشم دریا دل نقل می کرد که؛ در آن اثنا قحط واقع شد. بر مردم موضع عُسرت آمد. چوبِ سر کنده که ازو ریسمان می بر آید و به زبان هندی "مُونج" می گویند، می بریدند و هم روزه در قصبهٔ پپناکهه- که دوازدهٔ کروه از نوشهره واقع است- می بُردند و فروخته وجهِ قُوْت می کردند. روزی خُسر ایشان گفت که یامیان! اگر شما چند پشتاره ببُرید، من بالای خران بار کرده، فروخته، می آیم که وجهِ قُوْت شود. ایشان فرمودند:" بسیار خوب، فردا ما صبحی می رویم، شما از عقب هر قدر باربرداری که باشد، بیارید." صبحی حضرت داس گرفته، رفتند. چون در نیستان رسیدند، یگان پاس روز گذشته، خُسر ایشان باربرداری گرفته، آمد. چه می بیند که عالم بریده افتاده است. او گفت: شما هر قدر که بریده اید بگویید که بار کنم. فرمودند که این همه را بُریده ام. هر قدر خواهید بَرید. آن عزیز حیران شد که این کار ده کس نیست که در تمام روز ببُرند. ایشان[در] یک پاس بُریدند. از آن روز خُسرِ ایشان دانست که اینجا کار دیگر است. از آن روز باز تکلیف کار به ایشان نمی کرد.

نقل است در بیان آن که؛ در خانهٔ حضرت دو گاومیش بودند که یگان پاس از شب مانده آنها را به کنارهٔ دریا می بُردند. آنها به چرا مشغول می شدند [56] و ایشان به خدا.

بیت

هر که را از بهرِ کاری ساختند
میلِ آن را در دلش انداختند

و پاده بانِ چودهری مَهمان نیز گاومیشان چودهری را به چرا می برد،[۳] تمامِ احوالِ حضرت شاه مشاهده می کرد. روزی در وقتِ خوش آمده سلام کرد. از نظر فیض اثر محبّت در دلش پیدا شد. التماس نمود که یا شاه اگر فرمایند این هر دو گاومیش حضرت را همراه به گاومیشان چودهری بچرانم و حضرت به فراغ مشغول کار خود باشند. ایشان فرمودند که شنیده می شود که چودهری مَهمان بسیار ظالم است و آن چراگاه را قرغ کرده است که جانور کسی سوای پادهٔ ما نچرد. مبادا این را شنیده، ترا آسیب برساند. پاده بان گفت که دو

Marfat.com

گـاومیش را در دو صد، سه صد گاومیش کجا خواهد شناخت؟ چون ارادهٔ اللّٰه بر این نهج بود، روزی چـودهـری مَهـمـان از دریا عبور نمود، از نزدیک پادهٔ خود گذار نمود. اتفاقًا این هر دو گـاومیـش از طـرفی که آمده بود، از پاده علیحده می چریدند که نظرِ او بر این هر دو گاومیش افتـاد و گـفـت کـه ایـن هر دو گاومیش از ما معلوم نمی شود! پاده بان را بطلبید. چون پاده بان حـاضـر شـد، فرمود که این گاومیش از کیست؟ او هم از هیبت نتوانست منکر شد. گفت: "از میـان حـاجی- دامادِ میان پهتو که مرد مُلّا و صالح است- ازیـن سبب گاومیش های او را درین. چـراگـاه گذاشته ام. و الّا کسی را چه مجال است که بی حکم چودهری- جیو- درین چراگاه تـوانـد چـرانـد." چـودهـری- نـابینـا- پـاده بـان را شـلاق نمود و گفت که به آنهاهم خواهم فهمید. (٤) پـاده بـان حیـران و پریشان شده [57] بـه خـدمـت حـضـرت شاه آمده، ظاهر نمود. فـرمـودنـد که ما خود گفته بودیم که چودهری ظالم است، تو خود اختیار این کار را کردی. او گفت که مرا الحال هم همان اراده است، چرا که:

مصرع

ز جور و ظلم و ستم عاشقان نمی ترسند

لیـکن ازین ملاحظه دارم که مبادا به جناب حضرت بی‌ادبی کند. فرمودند که از طرفِ ما فکر مکن. چه مجال دارد که طرفِ ما بیند و ثمرهٔ همین که با تو بی ادبی کرده، خواهد دید.

بیت

هـر کـه بـا شیـر حق زَنَـد پـنـجـه
پـنـجـهٔ خـویـش را کُـنـد رنـجـه

در مـابیـن دو، سـه روز صـد و چهل گـاومیـنـش چـودهری بمردند و در موضع خیر بود. عـورتِ چـودهـری دانـا بـود. از پـاده بان پرسید که این چه حقیقت است؟ او سرگذشت ظاهر نمود. آن عورتِ دانا چودهری را همراه خود گرفته، آمدند. به خدمت حضرت حاضر شدند و عجز و الحاح نمودند و عفو تقصیر خود کنانیدند و از آن روز مردم را ادب آمد.

از شـخـصـی دیـگـر چـنـان استـمـاع یـافتـه کـه؛ در همین اثنا ولی نعمی حضرت - شیخ علاء الدین - آمـدنـد. چـودهـری و عـورتِ چودهری التجا آوردند. ایشان رو به حضرت شاه آورده فـرمودند که چیزی بفرمایید. فرمودند که بهیڑه‌بـدهید. باقی مانده هارا به موجب حکم

Marfat.com

دادند، از آن روز خیر شد. اگرچه مَهمان چودهری مریدِ میان سلیمان چدهڑ بود لیکن خدمتکاری حضرت را هم می کرد.

نقل است که؛ چون حضرت شاه مدام به جانبِ دریا آمد شد داشتند و درمیان راه نشستگاهی بود که اکثر مردم در آنجا می نشستند. وضع حضرت آن بود که به غربا تلطّف می نمودند و در سلام [58] سبقت می کردند و دولت مند و اهل حکومت را که می دیدند، کناره کشیده، می رفتند. احیانًا اگر لاچار مقابل می شد تا او به سلام سبقت نمی کرد ایشان سلام نمی دادند. ناگاه چکله داری در آن نشست [گاه] نشسته بود که عبور حضرت شاه از آن راه شد. حضرت شاه در رفتن راه پیش و پس و چپ و راست نمی نگریستند. نظر بر قدم و هوش در دم بود.

فرد

کارِ سگان است به هر سو نگاه
شیر سرافگنده خرامد به راه

چکله دارِ نابکار پرسید که این چه کس است که رفت؟ مردم، که نشسته بودند، گفتند: مردِ درویش است و با کسی الفت ندارد. او گفت که معلوم می شود که مغرور است. از این راه رفت، هرگز سلام و تسلیم به جای نیاورد. مردم باز تسلّی او نمودند که وضع ایشان همچنین است. ازراه غرور نیست بلکه ازراه غریبی و نامرادی است. از زبان کثیف او برآمد که خوب! اگر باز او به این راه بیاید من مهرهٔ گردن او درست می سازم. شخصی از آن جماعت ازراهِ اخلاص به خدمت حضرت رفته ظاهر ساخت که یاحضرت چکله دار بدبخت چنان و چنین گفته. حضرت اگر به خانه تشریف فرمایند به راه دیگر بروند که مبادا آن بدبخت ظالم پیچش نماید. حضرت شاه تبسّم نموده فرمودند که مهرهٔ گردنِ فقرا درست کردهٔ حق است، مهرهٔ گردن کسی که نادرست است درست خواهد شد. همین که از زبان مبارک این سخن برآمد، گردن او همچو کج شد که سرِ او به قفا رفت. از نشستگاه برداشته [59] به خانه آوردند. به چودهری خبر شد. او پرسید که سبب چه بوده است؟ مردم گفتند که از زبان این به جناب حضرت شاه این سخن برآمده بود، آن چه از زبان گفته بود ثمرهٔ آن دید. از آن روز در دلِ مردمِ موضع و اطراف ملاحظه و دهشتی شد و باادب شدند و حضرت به وضعی که بودند،

Marfat.com

بودند.

نقل است در بیان آن که، حضرت شاه و چندی از اخلاص مندان را ذوق سیر لاهور شد و در آن اثنا بادشاه وقت [۵] در لاهور بود. چون به مقام شریف لاهور را سرفراز ساختند، در آن زمان شیخ عبدالوهاب - نام بزرگ - در مسجد فرید بخاری می بودند و این سخن را از زبان مرید شیخ معزی الیه شیخ فتح محمد که در سیال کوٹ بودند، استماع یافته که من در خدمت پیر خود نشسته بودم که حضرت شاه تشریف فرمودند و یک کس همراه ایشان بود. ملاقاتِ شیخ نموده، در مجلس ساعتی نشسته، رخصت شدند. شیخ ما گفت که یاران نمی بینید این جوانی که می رود پای این بر زمین نمی رسد و عنقریب کار این به عُلوّ خواهد کشید.

بعد از زیارت بزرگان و مشایخ حیات و ممات، فرمودند که یاران! هر که در کسبِ خود کامل باشد او را باید دید. یاران گفتند که ما تابع امریم. فرمودند که پهلوان پایتخت را ذوق دیدن است. و در آن اثنا پهلوان از ولایت آمده بود که جنگی زور [۶] بود و شاه جهان بادشاه در خاص و عام با پایتخت او را کُشتی گیرانده بود و پایتخت را عنایت فقرا بود. می گویند هر گاه او را با کسی که پهلوان ملک دیگر می آمد و قرارداد [60] کشتی می شد روزه طیّ می داشت، باز کشتی می گرفت. چون آن پهلوانِ زورها بسیار کرد. پهلوان پای تخت عقبِ پُشتِ او رفته او را از کمر برداشته و او دستَ به کَتْهَرَۀ نقره انداخت. یک خانۀ کتهره کنده شد. هم پهلوان را با کتهره برداشته بالای سرآورده برزمین زد و کتهرۀ مذکور همچو مضبوط بود که کار فیل نیست که برکَند. چون این زور او به سمع شریف رسیده بود، ذوق دیدن او به خاطر آمد. چون به جای ورزشِ او، که باشاگردانِ کُشتی می گرفت، چند یار دیگر هم به خدمت همراه بودند، تشریف فرمودند. پایتخت و یاران او ترکیب حضرت را که قامت مبارک بسیار بلند و قوی هیکل بود و ترکیب حضرت که یاران نقل می کنند و صورت در آن سر زمین ثانی نبود و همراهان هم جوانان خوب بودند. چرا که بر چناب اکثر جوانان بلند قامت و قوی می باشند. دانستند که پهلوانان اند. پهلوان پایتخت گفت که ای جوانان اگر شمارا ذوق ورزش و کُشتی است بایارانِ ما کُشتی بگیرید. آنها گفتند که ما پهلوانان نیستیم. محض برایِ دیدنِ شما – که اوصاف شما شنیده ایم – آمدیم. او به جانب حضرت شاه دیده گفت که ای جوان خود بسیار پُرزور می نمایید. اگر ذوق دارید حجاب نکنید، به هر یاری که

Marfat.com

ذوق باشد کُشی بگیرید. حضرت شاه تبسم نموده فرمودند که کُشتی خواهم گرفت امّا با شاگردان نمی گیرم، مگر بااستاد خواهم گرفت. پایتخت خنده کرده گفت: چه مضایقه! بیایید، با ما کُشتی بگیرید. حضرت شاه برخاسته، پارچه ها پوشیده، گفتند که بیا دست ما را بگیر[۷] یا دست [61] به دست من بدهید، از همین زور معلوم خواهد شد. چون پایتخت دست به دست ایشان رسانید و حضرت دستِ او را گرفتند، چنان زور کردند که خلاص کردن یک طرف ماند، بلکه قریب به آن شد که دست او میده شود. او دانست که این زور، زور دیگر است. درپای مبارک افتاد و عذرِ تقصیرات نمود. فرمودند که ای پهلوان! تو مقبول فقرایی، لیکن هر گز غرور نخواهی کرد. چرا که اللّٰه تعالیٰ.

مصرع

زبردستِ هر دست، دست آفرید

او بسیار عجز و الحاح نمود. مهربان شدند. باز تشریفِ شریف به نوشهره آوردند.

Marfat.com

فصل
در ملاقات به حضرت شاه سلیمان و آن چه بعد از ملاقات ایشان روی داده

اگرچه حضرت شاه مدام به عبادت الٰهی مشغول بودند، لیکن علم سینه به سینه رسیده بی مربّی به دست نمی آید و آن امانت که از بزرگان رسیده آمده بود و نصیب ایشان بود، کشش آن به دل جوش نمود، در تجسّس فقرا شدند. اتفاقًا شخصی ذکر میان کریم الدین جیو - که از یاران حضرت میان شاه سلیمان جیو بودند - به خدمتِ ایشان نمود که مُلّایی در جوکالی ملازمت فقیری نموده، عجب حال دارد. اتفاقِ ملاقات میان کریم الدین شد و استفسارِ احوالِ حضرت شاه نمودند. او حقیقت بیان نمود. شورش دل افزود.

بیت

نه تنها عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

حضرت شاه به میان کریم الدین فرمودند که هر گاه به ملازمت حضرت شاه بروید، ما را همراه خواهید برد. چون میان مذکور را قصدِ رفتن بهلوال شد، به خدمتِ حضرت شاه آمدند و به رفاقت یک دگر روانه شدند [62] و به جانب قبلۀ مقصود متوجه شدند. چون به بهلوال رسیدند و به شرف دیدار مشرف شدند، میان کریم الدین پیش شده حقیقت حضرت شاه را بیان کردند. چون نظر مبارک بر چهرۀ حضرت شاه افتاد از خوش وقتی روی مبارک همچو گلِ گلاب بر شگفت و احوال حضرت شاه هم دگرگون شد. لیکن چون حوصله به کمال بود، به حال ماندند و به زبان حق بیان فرمودند که: "یامیان کریم الدین! این جوان ما را بسیار انتظار داد و از حقیقتِ این نیکو واقف ایم. الحمدلله که حق به حقدار رسید." فرمودند که: "یامیان حاجی پیش بیا!" ایشان پیش شدند و قدم بوس نمودند. دستِ ایشان گرفته در کنار کشیدند. و از زبان قاضی رضی الدین منقول است که از یک نظر فیض اثرِ ایشان بی هوش افتادند. سه

Marfat.com

ماه بی خود بودند که از یک پهلو به پهلوی دیگر نشده بودند. بعد از سه ماه که به خود آمدند از جمیع مراتب عبور شده. زهی پیرو زهی مرید که به یک نظر چنان کند.

الٰهی! به برکتِ این ساعت که مُحب بامحبوبِ راسخ پیوستند، این احمد فقیر را در زمرهٔ فقرای راسخ گردان! به حرمت النّبی و جوانمردان.

اگر بعد از ملاقات حضرت شاه شاهان آن چه خوارق گوش زدِ این احقر شده، بیان خواهد نمود. لیکن ابتدا ازین می نماید که؛ فقیر در کنجاه به خدمتِ قاضی رضی الدین – که از یاران کامل اند لیکن به موجب حکم در این خدمت حال خود را اخفا داشته اند – فقیر التماس نمود که چیزی از احوالِ حضرت شاه که به خاطر بیاید ایشان به دست خط خود در قید در آرند که به تبرّک و تَیَمُّن به همان عبارت داخلِ رساله نموده آید [63] والّا آن چه از زبان ایشان به نوعی که به خاطرِ قاصر خواهد آمد، خواهد نوشت. چنانچه این مقدمه به عبارتی که ایشان نوشته اند، داخل کرده شد.

منقول است از زبان قاضی رضی الدین که:

"روزی این ضعیف و نحیف در خدمتِ فیض موهبت، چمن آرای بُستان نبوی، گلدستهٔ گلستانِ مصطفوی– صلّی اللّٰه علیه وسلّم–، شیخنا شیخ حاجی محمد– نور اللّٰه مرقده– آن که به وسعتِ دائرهٔ نظرش فراخی کونین به مردمک چشمش جا کرده و دلش از ظهور اُمور علوم غیب صفحهٔ لوح گردیده، در حلقهٔ حلقه نشینان درس بود که ذکری از مشایخِ عصرش در محفل فیض منزلش درمیان آمد. از زبانِ وحی ترجمان به ارشادِ مسترشدان فرمودند که گاه گاهی از بزرگان که به درجهٔ ارشاد شهرتی گرفته، حیرتی و تعجبی دست داده است که به فقدان عرفان هنگامه الواح ارواح و ارقام دبیران از صحایف لطایف معارف قدسی ناگاهی از ارشاد فرمودن. خود در آن وقت و افادت ارباب ارشاد ارادت در این زمان از چه قسم تلقین و ارشاد می فرمایند و چه نوع آثار آن انوار در باطن مرید متمکن و پذیرای جلوه پیرای می گردد. به چهار سالگی من چهره گشایی محجوبه را از رنگ افزایی غنچه نیاز مربّی کامل حضرت شیخ سلیمان که از کمال تجرّد و قطع موانست در موضع بهلوال– معمولهٔ پرگنهٔ بهیره از مسافت سی کروه در موضع

Marfat.com

گهگـان والی– در خانهٔ پدرمن نزول اجلال فرمودند. چون نگاهش به من افتاد، از زبـانِ الهـام بیـان فرمودند که از مدت چهار سال به اندیشهٔ آن که پسر من که روح او از روحِ من به افاده رسیده و به ولادت [64] ثانیه مستفید گردیده، به کدام خانه و مـکان به آفرینش آمده، به تک دِه در جستجوی این می گشتم. اکنون که این را یـافتم تسکینِ خود ساختم. پس آن گاه بعد از یک ماه برای دیدنِ من می آمد و به مشـاهـدهٔ شـجـرهٔ مـحبّـت خـود – کـه در زمیـن دلِ مـا در نهـارِ بهـار اَلَسـتُ بِرَبِّکُم[اعراف / ۱۷۲] نشانده بود– خرّم و شادمان می رفت. چون قوت مُدرکه به روایت فهمی عقل در عروق بشریهٔ من سربرافراخت و هوایِ دانستنِ علومِ ظاهری سـرو پایم گرفت، آن مُفَتح الابوابِ مکاشفات – قدس سره– از سالکِ مسالک شـریـعـت و ناهج مناهج طریقت حاجی الحرمین الشریفین ابویم شیخ علاء الدین– نـور اللّٰه مرقده – بـه مسـئـلیـت و عیـل تـربیـت این ضعیف به خود و به دستوری خـواستـن رفـاقـت از آنجناب مجاز آمده. در موضع جاگو تارڑ در خدمت استادی کـه چـون او بـه خـواب مستـریح گشتی، صدای اسم "اللّٰه" که از قلب مبارکش به ظهـور مـی پیـوسـت، بـه تـقـریـب گوش هوش، ما اصغا می کردیم و در بحرِ تحیّر غـوّاصـی مـی نمودیم. بعد از فراغ تجوید قرآن مجید از صحبت سراسر بهجت و حصول مسایل اصولِ فرایض و سُنن و مستحبّات و فروع آن که از مقال، همه حالِ مـن گشتـنـد و وجـدان مـلـکـهٔ کتـب خوانی و عرفان استعداد رموز، ما را ازین جا بـرداشـت و مـالک ذمـه آمده به حصولِ درجهٔ مصاحبت که زبان مفارقت ازان به طیـران روح از قـفـس بـه همه پیوسته بود. روزی توجهی فرمود که در مکان ورود عـنـایـت تـا مدت سه ماه از وصول تغاشی و بیهوشی جنبیدن در پهلو به پهلو نبود. پس آن گاه [65] آن حاذق صادق خانهٔ سکر را نسبت صحو علت مستقله ساخته، دم افـاقـت بـدمیـد و از پـایـهٔ جـنون مطلق به محو رسوم بشریت و انسلاخ به قوّت حیوانیه به صحت عقل و گمان– که عبارت از عالم ملکوت باشد– دعوت فرمود. چـنـانـکـه از اوانِ بلوغ و عنفوان جوانی خلاصهٔ دل و جان مصروف خدمتش بود. روزی بـه درخواست قُـلْ رَّبِّ زِدْنِـیْ عِلْمًا [طهٰ / ۱۱٤] بـه مـخـاطرهٔ قلبی در گرو

Marfat.com

انکشاف مدارجِ علیه و معارجِ سَنیّه بودم. از استنباط علم سینه- که معلومهٔ او بود- فرمود که چون است که به تحصیل این مقدمات مرا پیش قاضی بهر چنان ببرید؟ ازین مقدمهٔ مخطوره چند گاه سر به گریبان ندامت ماندم و به تقریبی این مثل را به تردّد خواطر این مغرور و مغبون فرود آوردند.

از بحار کمالات معارفش که ساحل پیدایی ناپید آگهی چه نگارد و از انکشاف حقایقشان چه املا نماید که یکی از خدّام کرامش خواجه فُضیل کابلی بود، از حصولِ کمالاتش آن چه به نطق علم لدنی صرسش؟ منقول از شیخ بابا، که از کُمل اولیا بود، آن که: هرگاه که به نواحی شهری می رسید، می فرمود که مرا از اینجا بویِ مردی می آید که او فرزندِ من است. به مرتبهٔ دیگر که به نزدیکِ آن شهر نزول کرد، فرمود که اکنون بویِ فراوان آمده. در این شهر آن فرزندِ من تولّد گشته. چون از نشانش خبر گرفتند، در واقع که هم چنین بود. صورت بسته، از کلام او به مفهوم می آید.

ابیات

پدر امروزه و فرزندِ او دیروزه می باید — بنازم عارفی گر این سخن در چشمِ اُو آید
دوسر از یک گریبان می شود بیرون تماشایی — [66] مُعمایی فگندم درمیان هر کس که بگشاید

القصّه، در خداشناسی آن کشّافِ دقایق، نهایاتِ عقول را در بدایاتِ معرفت جُز تحیّر دلیلی نه و عنایات ظاهر انظار را در اشعهٔ انوار عظمتش جُز تغاشی راهی نه.

نظم

این زبانِ ناطق آنجا گنگ بود — پای این تدبیر گفتن لنگ بود
گر زبانِ حالِ خود بودی سُخن — تار مضمار ار بُدی این مویِ مَن
یکسر از مُو از کمال وصفِ آن — می نیاید در بیان جُز لطف آن
قصّه های عشق او بس بیشمار — می نیاید در نوشتن هوش دار
قصهٔ بسیار بود و این کلام — مختصر کردم از آن خیرالانام
من نه گاهی ملتمس ز احوالها — او همی گفت از دل و آمالها

Marfat.com

این زبانم کُنْد از گفت و شنود — باوجودش این سخنگو خود نبود
او چو مقناطیس دلها می کشید — سوی الحق می کشید و می برید
او چو بر احوالِ ما گریان شدی — صد هزاران دل ازان بریان شدی
عشق حق بی رنگ در سینه نهان — رنگ خون بگرفته از چشمش روان
آن شراب مستی رندان شدی — و آن علاج هستی مستان شدی
سینه اش صد مجمرِ آتش فروز — صد هزاران جان و دل از وی به سوز
خوابگاهش خانهٔ حمام بود — هرچه گر پوشیدمی، نمّام بُود
میهمان را بود در بزمش لباب — مرغِ دل بر سفرهٔ خوانش کباب
ز التماس دل ازین یک روزه راه — می رسیدم پاسخی از لطف شاه
آن پیام جان فزا آرام بر — می کشیدم از سرم سودا دِگر
گشتمی سودایی از گفتارِ او — و از نگاه گرم و خوش رفتارِ او
او همی بی خویش در پرواز بُود — در پر او صد همای و باز بُود
این معیتهای بی وهم و گمان — از معیتهای حق دادی نشان
او بگفتی از زبانِ حق بسی — در کنارم یار و می جویم کسی
کو شود یار و انیسِ کارِ من — [67]ور خدا خواهی شود او یارِ من
صد هزاران گر منازل فاصله — من رفیق یارمم صد قافله
او ز استغنا نه خویشِ خویش بود — او ز خود هم صد قدم درپش بود
او نه محتاج حق از وجهِ سؤال — فقرش آمد نیز مأمون از زوال
چون ز گفتن ماند یارایِ دگر — می نویسم عشق او جایِ دگر"

در اینجا آن چه قاضی رضی الدین- جیو- نوشته، اتمام یافت و پیشتر این احقر باز شروع احوالات که از بزرگان شنیده، می نماید.

از زبان مبارک قبله گاهی حضرت مسموع شده [1]: چون حضرت شاه باز به زیارت قبله گاهی خود روانه شدند. در اثناء راه، جنگل بسیار است و قطّاع طریقان راه می زدند. چون در آن مقام حضرت شاه رسیدند، چندی از آن طایفه باحضرت شاه همراه شدند و خواستند که مغالطه داده از راه جانب دیگر برده ،آسیب برسانند. گفتند که راه این نیست، ما راه را غلط

Marfat.com

کرده ایم. راه آن طرف است. حضرت خود واقف راه چندان نبودند. از عقبِ آنها روانه شدند. چند قدم رفته بودند که آواز مبارک شاه سلیمان- جیو- به گوشِ ایشان رسید که: "یامیان حاجی! اینها راه زنان اند. شما را دغا داده، می برند. راه همین است." چون آواز مبارک حضرت شاه به گوش مبارک رسید، تعاقب آنها را گذاشته، به همان راه که پیش می آمدند، روانه شدند. آن بدبختان پشیمان شده، رفتند. و در آن سرزمین که آواز حضرت شاه سلیمان به گوش حضرت رسیده بود، از بهلوال مسافت پانزده کروه راه داشت. چون حضرت شاه قریب به بهلوال - بلندی ای است که از بهلوال سه چهار کروه راه است آنجا- رسیدند، چه می بینند که بر آن بلندی حضرت شاه سلیمان- جیو- منتظر ایستاده اند. چون نظرِ مبارکِ [68] حضرت به جمالِ مبارکِ حضرت افتاد، تسلیمات به جای آوردند. حضرت فرمودند که: "میان حاجی محمد! قطّاع طریقان شما را دغا می خواستند که بدهند لیکن چه مجال داشتند و یقین که آواز هم به گوش رسیده باشد."

طریق حضرت شاه بود که هر گاه حضرت شاه به زیارت می رفتند، شاه شاهان برهمان بلندی آمده ملاقی می شدند و دست مبارک حضرت شاه گرفته، سخن گویان و نصیحت کنان تا به مکان شریف می رسیدند و چهار پایی انداخته، حضرت شاه را بر چهارپایی می نشاندند. خود به مهمانداری مشغول می شدند و ایشان "الاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب" را در خاطر داشته، هرچه می فرمودند به جای می آوردند. از رفتن ایشان حالت حضرت شاه چنان می شد که اکثر اوقات ردای مبارک خود را بالای چهارپایی انداخته، می نشاندند. هر چیزی - از اطعمه و از میوه - آورده، می خورانیدند و می فرمودند که: "یا میان! شما لایق همین اید." و اکثر لقمه از دستِ مبارک در دهنِ ایشان می دادند. و ایشان از امری که می فرمودند هر گز عدول نمی کردند.

چون حضرت شاه مکرر آمد شد نمودند و الطاف و مهربانی بر ایشان روز به روز افزون می شد، یاران قدیم- که پیش از حضرت شاه صاحب مقرّب بودند- غیرت نموده بایک دیگر خودها می گفتند که عجب است که مایان قدیم الخدمت ایم و این جوان آوردهٔ ما است و بر این، این قدر شفقت و مهربانی نمایند. حضرت شاه شاهان از صفای باطن خطرهٔ دل ایشان را دریافتند. وقت نماز بود و یاران حاضر بودند. شاه [69] شاهان میان کریم الدین را فرمودند که: "میان کریم الدین! امام شوید." احوال شاهِ شاهان را دگر گون دیده، التماس نمود که:

Marfat.com

"حضرت امروز نمی توانم امام شدن!" تا سه مرتبه حضرت شاه [شاهان] فرمودند، او عُذر آورد. این معلوم نیست که درین چه اسرار بود. باز حضرت شاه را فرمودند. ایشان عُذر نیاورده، امامت کردند. بعد از نماز، شاه شاهان دست حضرت شاه را گرفته وزن کردند و باز میان کریم الدین را طلبیده دست او را هم گرفته، وزن کرده، فرمودند که: "یا میان کریم الدین! دست میان حاجی محمد گران شده، شما را همدستی نمودن مناسب نیست." و باز میان کریم الدین و جمیع یاران را طلبیده فرمودند: "که یاران! شما غیرت می کنید و ملاقاتِ قدیمِ خود را نسبتِ قدیم می دانید، نسبت شما ازین جوان مقدّم نیست." سرگذشت را – که بالا بیان کرده ام – پیش یاران نقل کرده فرمودند که: "اگر بهبود خود می خواهید خدمت او را بکنید و این بدانید که حاجی، سلیمان است و سلیمان، حاجی است. هر که غیرت از ایشان خواهد کرد گویا که با ما کرده باشد."

بیت

من تو شدم، تو من شدی، من جان شدم، تو تن شدی
تا کَس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مصراع

در کیشِ بُتان نسبتِ دیرینهٔ نگنجد

بعضی یاران، که دانایی داشتند، دیدند که معامله دگرگون شده. به موجب امر در اطاعت حضرت شاه شدند [و] بهره ها یافتند و هر که چون ابلیس سر از امر پیچیدند مردودِ دارین شدند. [70] چنانچه این مقدمه را حضرت میان –جیو–(۲) به فقیر(۳) در عنایت نامه نوشته بودند که در مقامِ آخر بیان خواهد شد.

نقل است که، از حضرت شاه مسموع شده، چون حضرت شاه رخصت خواستند، حضرت شاهِ شاهان فرمودند که: "میان حاجی الحال شما هرگز پیاده نیامده باشید. اگر کسی شما را مادیان به بهای یا نذر بگذراند، قبول خواهید کرد." حضرت شاه تسلیمات به جای آورده رخصت شدند. چون منزل در موضع پانڈووال – که از بهلوال بیست کروه است – نمودند، شخصی از باشنده های آنجا مادیان آورده، التماس نمود که یاحضرت این مادیان را قصدِ فروختن دارم اگر صاحب بگیرند. ایشان فرمودند که پیش ما فی الحال زر موجود

Marfat.com

نیست. آن مرد گفت: الحال خواهان زر نیستم، شما بها مقرر نموده مادیان را ببرید. هر گاه که زر پیش شما خواهد شد، خواهید داد. ایشان دانستند که این حقیقت از جای دیگر است. فرمودند که بهای مادیان مقرر نمایید. هفت روپیه مقرر نموده. حضرت مادیان را گرفتند و بعد از گرفتن مادیان به موجب حکم سوار شده قصدِ زیارتِ حضرت شاه [شاهان] کردند. حضرت به جای معهوده – که بر آن بلندی آمده ملاقی می شدند همانجا – ایستاده بودند که نظر حضرت بر جمال مبارک افتاد. خواستند که از مادیان فرود آیند. حضرت شاه شاهان ندا کردند که میان حاجی! سوار باشید. ایشان به موجب امر سوار ماندند. آمده، همراه شدند و فرمودند که مادیان را برانید. ایشان روانه شدند. حضرت دست بر یال مادیان [71] گردانده، فرمودند که میان حاجی محمد ازین مادیان اسپان کلان پیدا خواهند شد. چنانچه از آن مادیان اسپان چهار صد، پانصد روپیه را قیمت کنان خریده بردند و به دوچند، سه چند قیمت از آن در جهان آباد و دکن برده فروختند. و حقیقت مادیان چنان بود که سوداگری آنجا فرا آمده بود. اتفاقًا یک اسپ کلان از آنها واشده بیرون رفت. این مادیان می چرید که اسپ بر این پریده بود، لیکن خداوندِ مادیان هم از این واقف نبود. بعد از چند روزی که در سواری حضرت شاه ماند، معلوم شد که مادیان شکم دار است. از آن مادیان، مادیانی زایید که دو چند کلان و خوش ترکیب بود. باز ازو هرچه شد، ترقی کرد. چنانچه مذکور شد.

چون این مرتبه ایشان از حضرت شاه رخصت خواستند، [حضرت شاه شاهان] فرزندانِ خود را آورده در خدمت سپردند و فرمودند: "یا شاه! این فرزندانِ من اند. به شما می سپارم که اینها را تربیت نمایید." و فرزندان و یاران که حاضر بودند، همه را فرمودند که: "یاران! الحال ما را به طورِ ما گذارید و هر که را طلب خدا است باید که به خدمت حضرت شاه حاجی محمد برود." و رو به جانب حضرت شاه نموده، فرمودند که: "این پسران و یاران اند و از حقیقتِ شما واقف نیستند. اگر از اینها بی ادبی هم واقع شود شما را باید که سرفراز باشید." و از آن هنگامی هر طالب خدا که می آمد، می فرمودند که پیشِ میان حاجی محمد بروید. و به حضرت شاه فرمودند که شما را حکم [است] در موضعی که الحال هستید در همانجا باشید که خلق را از شما بهره ها حاصل خواهد شد. ایشان [72] التماس باقیاس نمودند که در آن سرزمین بزرگان بسیار اند– چنانچه شاه دَولا و حسین گائیٹهه در گجرات و میان عبدالسّلام

Marfat.com

در کیلیانواله و شاه عبدالرحمٰن در چک گهوگهه [٤] و میان سلیمان چدهڑ در کهارا مانگٹان و میان مسکین قلندر و میان طاهر و میان دیوان ابراهیم و میان مانا در جاگو تارڑ و میان حسام الدین در هزارا و میان حسّو تارڑ و میران شریف در مگهووال– و فقیر را حکم در آنجا می شود. حضرت شاه شاهان فرمودند که این جواب فردا خواهم داد. آخر چون شب گذشت، صبحی حضرت شاه حاضر شدند و فرمودند که میان حاجی محمد! شب را جمیع بزرگان نزدیک مسکنت شما – که درگاه سید بالا است – در زیر درخت پِپل او جمع شدند و گوی و چوگان درمیان انداخته، بزرگان را – که شما نام برده بودید – یک طرف و شما را یک طرف مقرر کردند و حدّ یکی هند و دیگر قندهار مقرر شد. یا میان حاجی محمد شما که به چوگان زدید، به یک ضرب گوی را از هندوستان بردید و باز به ضرب دیگر به خراسان. هیچ کس از شما سبقت نخواهد کرد و اگر بکند خطا خواهد خورد و از آنها دیگری نمی شود که سلسلۀ آنها جاری گردد. ولایت از شما و فرزندان و مریدان شما است که جا به جا خواهند بود.

نقل است از حضرت میان– جیو– [٥] که، از زبان حضرت شاه– جیو– نقل می کردند که، در ابتدای حال – پیش از آن نظر فیض اثر که سه ماه افتاده بودند– یک روز شاه شاهان حضرت سلیمان– جیو– دست مرا بر سینۀ مبارک گرفته، می رفتند و هیچکس دیگر همراه نبود. چون در "بار" در آمدند [73] فقیر خلوت یافته، التماس نمود که: "یا شاه! بنده امیدوار تلقین راه خدا است که مشغول باشم." همین که از زبان من این حروف برآمد، دست مرا افشانده، فرمودند که: "من فقیرم، تلقین نمودن کارِ مشایخان است. بابا اگر تلقین می خواهید پیش شیخ بروید، من تلقین چه می دانم." در آن اثنا مرا حالی روی داد که خواستم اگر زمین بشگافد من غرق شوم. نادم و پشیمان شدم. ایشان پیش پیش و من در عقب عقب روان بودم.

رباعی

جز ذکر تو دل به هر چه بستم، توبه
بی یاد تو هر کجا نشستم، توبه
در حضرتِ تو، توبه شکستم صد بار
زین توبه که صد بار شکستم، توبه

بعد از جذب و گفت و گوی بسیار، چون حال مرا دگرگون بدیدند، مهربان شدند و

Marfat.com

چند حرفی به مهربانی گفتند. و حضرت شاه می فرمودند که یاران الحال مرا چون آن وقت یاد می آید، عرق در بدن می شود. ندامت می کَشم.

اگر کسی درین سخن نماید که تلقین کارِ بزرگان است، از این همه انکار نمودنِ شاه شاهان چرا بود و دیگر حضرت شاه که ولیِ مادر زاد بودند چرا تکلیف – که غبارِ خاطرِ مُربّی باشد– بکنند؟ جواب این هر دو مقدّمه آن چه در دل قاصر این احقر[۶] آمده، می نویسد.

مصراع

گر قبول افتد زهی عِزّ و شرف

حضرت شاه شاهان انکار از تلقین ننمودند بلکه سببِ اعتراض آن بود که هرچه در دل خطره می شد، آنجا روشن بود و ایشان نیز ازین حال واقف بودند یعنی باوجود این علم، زبانی التماس نمودن از ادب دور بود.

و وجه دیگر آن که، مُربّی ای که از یک نظر جمیع مراتب را طی بکناند، بر او التجای تلقین چه احتیاج؟

و وجه سوّم آن که مرید به صفت مُرده باید که غسّال هر نوع که داند غسل دهد و اختیار [74] به دست مختار گذارد. چنانچه فرمودند "اَلاختیار شوم" و لازم نیست که مرید طلبِ چیزی از پیر کند بلکه خود را بدو سپارد. او داند کارِ اُو.

بیت

سپردم به تو مایهٔ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

و سببِ عرض نمودنِ حضرت شاه باوجودِ ولایت مادر زاد، این نقصان کمال ایشان نیست، چرا که حضرت موسیٰ– صلٰوة اللّٰه علیه– باوجود مرتبهٔ نبوت کلمهٔ "ربِّ اَرنِی" [اعراف / ۴۳] بر زبان راندند و خطاب با عتاب آمد: "لَن تَرانِی" [اعراف / ۴۳] هرگاه از نبی شود، از ولی شدن مضایقه نیست.

بیت

میان عاشق و معشوق رمزیست
کرامًا کاتبین را هم خبر نیست

Marfat.com

که آنها دانند.

و نیز از حضرت میان صاحب[۷] منقول است که، حضرت شاه هاشم دریا دل را قصدِ خواندن شد. در موضع دیووال مردِ بزرگ و فاضل، که حاجی حسین نام داشت، حضرت فرمودند که پیشِ اوشان رفته طلبِ علم نمایند و فقیر را همراه دادند. وضع صاحبزاده آن بود که از صحبت خلق پرهیز داشتند. فرمودند که میان نور محمد -جیو-! از آنجا بهلوال قریب است، اگر شهرت ما خواهد شد، صاحبزاده هم خواهند آمد و در خلق شهرت خواهد شد. ما را تصدیع است، باید که اظهارِ خود نکنیم. من به گفتهٔ صاحبزاده همچنان کردم و ڈیره به خانهٔ بافنده ای غریب کردیم. و من دو وقت چیزی پخته می آوردم. صاحبزاده تناول می نمودند و باقی مانده را من می خوردم. لیکن نهان نمودن آفتاب محال است. آخر برمردم ظاهر شد. چودهریِ موضع خبر شنیده، حیران و پریشان دویده، آمد و مرا ملامت نمود که صاحبزاده خود صاحب اند، لیکن شما را مناسب نیست که خانهٔ [75] یکی را خراب بکنید. اگر احیانًا این خبر به حضرت رسید که هیچ کس خدمتِ صاحبزاده به جای نیاوردند احوالِ ما چه می شد؟ میان نور محمد! مرا می بینی؟ این جان بخشیدهٔ حضرت شاه است. و حقیقت بر این منوال است که پدرِ من مرد عمده و دولتمند بود و در خانهٔ مادر و پدر، من یک پسر بودم و مرا آزار شد و کار من به جایی رسید که رمق در من مانده‌بود و مدّتِ چهل روز گذشته بود که طعام در دهن من نرفته بود و آب هم به چمچه[۸] در دهن من می انداختند و اکثر بیهوشی مرا روی می داد که پنج شش گهڑی گذشته و خبر از خود نداشتم. پدر و مادر از زندگی دست شسته بودند که ناگاه عبورِ شاه در این موضع افتاد. پدر و مادرِ من به خدمت شاه شاهان رفته عجز و الحاح کردند و حقیقت حال مرا بیان کردند. حضرت شاه سلیمان فرموده: این جوان خوب خواهد بود. این را ببرید و علاج بکنید. و نظر به شاه نموده فرمودند که کارِ بزرگ از بزرگان می شود. ایشان تسلیمات به جای آورده، رفتند و نزدیک چهارپایی نشسته، فرمودند که طاقتِ سخن دارد؟ مادر من گفت که چشم وا کردن بر این محال است سخن خود معلوم! فرمودند که آواز بکنید تا چشم وا کند. مادر من آواز کرد که حضرت شاه حاجی آمده اند، چشم وا کرده روی مبارکش ببین. از شنیدن نام حضرت چشم وا کرده روی مبارک دیدم. از دیدن روی مبارک مرا قوّت شد. حضرت فرمودند که چیزی اشتها داری؟ گفتم اگر کهچڑی

Marfat.com

باشد بخورم. فی الفور موجب گفتهٔ من [76] کهچڑی تیار کردند. چند لقمه خوردم، باز حضرت شاه فرمودند که این را از بغل گرفته بنشانید. مرا بنشاندند. باز حضرت شاه فرمودند که در موضع تو حضرت شاه شاهان آمده اند، دیدار ایشان را ببین. التماس نمودم که زهی سعادت اگر قوّت یاری بکند. فرمودند که این را از بغل گرفته بر دارید. پدر مرا برداشته. حضرت فرمودند که روان شو! چون روان شدم، از دروازهٔ حویلی برآمدم. حضرت شاه فرمودند که بگذارید تا خود به خود برود. پس من خود به خود روان شدم. چون رو به روی حضرت شاه شاهان شدم، خندان شده فرمودند که: "مردان چنین کنند، بیا بابایِ من و پهلوان من." و من از آن روز اثرِ بیماری درخود نیافتم و همیشه به طفیل ایشان از جمیع امور معمورم. هر گاه جان بخشیدهٔ ایشان است و فرزند ارجمند ایشان اینجا بیآید و از خدمتش محروم بمانم چه بی سعادتی است.

نقل است از حضرت میان- جیو- که؛ روزی حضرت شاه به خدمت شاه شاهان نشسته بودند. التماس نمودند که یاحضرت! یاران که در این جوارند حقیقتِ همه بر فقیر ظاهر است. دیگر هم یاری خواهد بود که فقیر واقف نباشد؟ فرمودند: یا میان حاجی محمد! اکثر یاران هستند که چون به کمال رسیده اند منصوب به خدمتها شده اند و در ملک های هندوستان و هر جایگاه به کارِ خود مشغول اند. نه آنها را حکمِ آمدن است و نه فرصت. چنانچه یکی از آنها در وفاتِ ما خواهد آمد و تجهیز و تکفین، او خواهد نمود. چنانچه در وفات حضرت شاهِ شاهان حاضر شد و بعد از تجهیز و تکفین [77] روانه گردید. چون به دریا - که نزدیک به مکان حضرت شاه است- رسید، از [= به] دست شخصی سلام به خدمت حضرت شاه فرستاد و گفت که: "واقعهٔ حضرت شاهِ شاهان شده، خدمت که بر من مقرر بود به جای آوردم، الحال ایشان رفته خبر صاحبزاده ها بگیرند."

چون وقت آخر حضرت شاه به ملازمت رفتند، هر گاه از جانب می آمدند چشم مبارک به روی حضرت شاه می افتاد، می فرمودند در زبان پنجابی:

مصراع

"آیا میرا ڈھولن چارے بنے رکھ"

یعنی آمد فرزندِ من هر چهار مرتبه را نگهداشته یعنی طیّ نموده.

Marfat.com

و این مرتبۀ آخر بود و نصیب، چنانکه در وقتِ وفات، حضرت شاه حاضر نبودند. چون حضرت رخصت شدند، نصایح بسیار نمودند و رخصت شدند. چون حضرت شاه تشریف به نوشهره آوردند، یکان دو ماه گذشته بود که هم آن عزیز — که بالا مذکور شد — از گهاٹ، که گذشته بود، خبر به حضرت شاه باسلام فرستاد. حضرت شاه خبرِ وصالِ شاه شاهان را شنیده استعداد رفتن حضرت بهلوال نمودند. حضرت میان — جیو — می فرمایند که یک فقیر و چند یار دیگر همراه بردند. چون بر مزار شریف رسیدند، فاتحه خوانده، ساعتی مراقبه نموده، باز به حجره ای که شاهِ شاهان می بودند، تشریف نمودند. تا نشسته بودند گاهی رنگ شریف زردی می گرفت و گاهی سُرخی. ساعت به ساعت رنگِ ایشان دگرگون می شد. چون چهارپایی طلبیده، برو خوابیدند و به یاران فرمودند [78] که تا من نطلبم کسی را آمدن ندهید. بعضی یاران خود جا به جا متفرق شدند و من نشسته ماندم. ایشان سلاره بر روی انداخته در خواب بودند یا بیدار، لیکن عرق از چهارپایی می چکید، با وجودی که موسم سرما بود. چون دو سه گهڑی به این نهج در گذشت، برخاسته، نشستند و از زبانِ مبارک فرمودند که: "الحمدلله سعادتِ خدمت به جای آوردم." شخصی را فرمودند که برو صاحبزاده ها را طلبیده، بیار. اتفاقًا صاحبزادۀ والا گوهر میانِ تاج محمود — که خُرد بودند — آمده، حاضر شدند. ازراه عنایت فرمودند که: "یا صاحبزاده! حقِ حضرت شاهِ شاهان برما بسیار است که عشرِ عشیر آن ادا نمودن محال است، لیکن شما را حواله به این فقیر کرده بودند و خدمتِ شما — که سعادتِ ابدی است — هر چه از ما می شود به جای بیاریم." چون صاحبزاده قلندر مشرب بودند و غلبۀ شغلِ باطن بسیار بود. چنانچه به ظاهر کم می پرداختند.

بیت

ما درون را بنگریم و حال را
ما برون را ننگریم و قال را

صاحبزاده به خدمت التماس نمودند که: "یا حضرت اگر برین فقیر کرم می فرمایید به نوعی که وضع فقیر است — که به طریق آزادی می باشد — به همان قسم بر فقیر کرم شود. اگر در ظاهر ازین احقر کوتاهی هم شود، امیدِ عفو است." چون حضرت شاه در ظاهر احتیاط شریعت بسیار می نمودند، نمی خواستند که کسی از اخلاص مندان از جادۀ شرع در ظاهر

Marfat.com

تفاوت بکند. لیکن از ادبِ صاحبزاده فرمودند: [79] "شما به هر حال که باشید، باشید. ان شاء اللّٰه تعالیٰ احوالِ شما روز به روز افزون است." از آن روز ایشان را احوالی بود که هرچه از زبانِ مبارک می برآمد، می شد. چنانچه در احوالِ ایشان ذکر خواهد شد.

باز خلفِ کلان حضرت میان رحیم داد حاضر شدند و ایشان در ظاهر و باطن آراسته بودند. دستار مبارک، ایشان را داده بر مسند دولت ابدی نشاندند.

چندی مانده به مکان شریف تشریف فرمودند. روز به روز غلغلهٔ حضرت شاه زیاده تر شد و از اطراف و جوانب طالبانِ خدا و اهلِ مطلب رجوع آوردند.

Marfat.com

فصل
در خطاب مستطاب به حضرت "نوشه"

بدان که اسم شریف آن عنصر لطیف یعنی حضرت شاه "محمد حاجی" [1] است و به خطاب مستطاب "نوشاهی" از آن مفتخر و مباهی شدند [که] روزی روح پُر فتوح آن شهبازِ آشیانۀ عزت، عنقای قافِ قربت، سهیلِ یمنِ امانت، سمن چمنِ دیانت، یوسفِ کنعانِ ولایت، سلیمانِ ملکِ هدایت، شمسِ فلکِ طریقت، مهر سپهر حقیقت به موجب آن که "الدُنیا سجنُ المؤمن و دارٌ لِمَن لا دار لَه" است، از قید قفس قالب در قلق و اضطراب آمده، از مساکن و مواطن انحراف و انعطاف[2] فرموده، به زبان فیض جریان مضمون این بیت

رباعی

دل تنگم و دیدار تو درمانِ من ست — بی روی تو هر دو کون زندان من ست
بر هیچ دلی مباد و بر هیچ تنی — آن چه از غم هجران تو در جان من ست

گویان و مستِ بادۀ الست پویان می رفتند. چنانچه وجودِ باجود را در قعرِ چاه افگندند. [80]

بیت

فغان زین چرخ دولابی که هر روز
به چاهی افگند ماهی دل افروز

و عزم بالجزم آن حضرت بر آن استحکام یافته بود که اگر از سحبِ افضالِ فیض لا یزال قطراتِ وصال در کام و زبانِ این سوختۀ آتشِ فراق و دوختۀ تیرِ اشتیاق ریزند بهتر و الّا به اثبات حیات خروج ما از تگِ این چاه مُتَعذَر بل مُنعدم است.

رباعی

تا چند سرادق جلالت بینم — لب تشنه سویِ آبِ زلالت بینم
بردار حجاب کون، کز دیدۀ من — در هرچه نظر کنم، جمالت بینم

Marfat.com

و به تسکینِ دل عرفان منزل می فرمودند.

نظم

دلا در بـزم عشـق بـارهـان تـا جـان بـرافشـانـی — که با خود در چنان خلوت نگنجی گر همه جانی
چو گشتی سرگران زان می سبک جان برفشان بروی — کـه در بـزمِ نـکُـو رویـان نـکـو نبود گران جانی
تـو آنـگـه زو خبـریابی که از خود بی خبر گردی — تـو آن دم روی او بیـنـی کـه از خود رو بگردانی

الـقـصّـه، چهـل روز با صد شوق و سوزهم در آن چاه گذرانیدند که شبانی به سر آن چاه رسیـده، دیـد که شخصی از ابنایِ آدم– بلکه نیش دل و زخمِ جان را مرهم– است. فی الفور از غور آن چاه حضرت را بر آورده.

بیت

کِـنـــار چـــاه را دور افق بُـود — افـق را بـــاز نـورانـی تتق بُـود

دیـد کـه از حیـات در وجودِ شریفِ آن عنصرِ لطیف رمقی مانده. شبان به شیرِ گوسفندان حـصـولِ سـعـادت نـمـوده در حـلـقِ بی قلقِ حضرت چکانیده. چون به افاقت رسیدند، شبان را ملامت [81] فـرمـودنـد کـه مـقـصود ما حصول مراتب عظمٰی و علیا بوده، تا حال به وصول نه انجامیده بود که از اینجا[چاه] برآوردی. به غم و الم مضمون این ابیات را فرمودند:

کـارِ خود است جانان بارِ غمت کشیدن
خوش وقت آن که دارد زین نوع کار باری

[رباعی]

گـر دیـده به چشمه سپارم افزون گرید — و ز ابـر کـه هر قطره چو جیحون گرید
ور خـورد غـم و سـوز دلم چون گرید — هـرچـنـد بـه جایِ آب گر خون گرید

در ایـن بـودنـد کـه نـدا از غیـب، از جنابِ لاریب و صلای سروش به گوشِ حق نیوش در رسید.

مصرع

کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور

لالـه زارِ مراداتِ شما از جویبار فیض کردگار به خضرات تازه و ریاحینِ بساتینِ عرفان به نضرات بی اندازه رسیده.

Marfat.com

بیت

چو نور مطلع عرفان ظهور خواهد کرد
هزار ظُلمت اگر بُود دور خواهد کرد

[قطعه]

ظهورِ نور ربوبیت از برای تو شد — در آن زمان که ترا گفته شد اَلَستُ بِرَب
هزار دام نهادم که کرده ام صیدت — گرت کنون برهانم ز دامِ خود چه عجب

[فرد]

وقت شد کاید جمالم از حجاب من بُرون
پرتوِ نورِ تجلّی از نقابِ من برون

و جهت اطمینان خاطرِ عاطر زیر فلان درخت، که مدّتی است از بارِ اثمار چون کاسهٔ سایل عایل خالی به حدّی است که ابر بهار بر شاخسار او رشحی از رشحاتِ قطراتِ زلال نینداخته، بی برگ و ساز جهت برگی بانیاز است و چون گدایی ناتوان، مشتی استخوان، به عیسٰی دمی و خضر مقدمیِ شما تروتازه خواهد شد. حضرت به فرموده [83] عمل نموده تحتِ آن درخت بابخت نزولِ اجلال فرمودند و آن شجر پُر بَر به شادی می گفت:

فرد

مژده ای دل که مسیحا نفسی می آید
که ز انفاسِ خوشش بوی کسی می آید

فی الحال آن درخت را اوراق بر اغصان و شگوفه و میوه به رنگِ ارغوان از فیضِ قادر کُن فکان رسیده و از هر برگش صدایِ "نوشه، نوشبه" برآمد و حضرت احساس می فرمودند. بعدازآن چون توجه به سوی قریه فرمودند از وُحوش و طیور و جنّ و انس و مَلکِ مُلک و ملکوت "نوشه، نوشه" می گفتند، اصغا می نمودند و انوارِ تجلیّات ذاتیه مشهودِ حضرت گشت.

غزل

از جنابِ حق خطابِ نوشه نوشاه شد — لا جرم با ملکِ دل او طرفه شاهنشاه شد
برگ شجر از نوشهی نوشه آمد با ثنا — وحش و طیر از فرّفقرش تابعِ آن ماه شد

Marfat.com

سگ که شد منظورِ نظرش باسگان شد سروری — جنّ و انس از شمهٔ نظرش محرم هر راه شد
نامِ نوشه بر زبان چون نظر شان دارد اثر — هر که ذاتش دید او با شان و شوکت جاه شد
صیتِ نوشاهیِ نوشه رفت از چین تا خُتن — از ثریا تا ثریٰ هر دل ازین آگاه شد
طبلِ نوشاهیِ نوشاه در دوعالم کوفتند — ای خوش آن دل در غمش از سوز دل با آه شد
ای همای همتت را آشیان در لامکان — وی سوا کن عرشیان را از فرح قه قاه شد
زندگی دل بخواهد ظل بات از تو حیات[۳] — التجایش از جنابت هر گه و بیگاه شد[۴]

[در بیان چوهدری ساهنپال و ذکر آبادی چک ساهن پال]

نقل: چنان است که؛ چودهری مَهمان بسیار سخت بود و مریدِ [83] شیخ سلیمان چدهڑ بود. اگرچه خدمتِ جمیع فقرا و ایشان هم می کرد، لیکن کسی که از ناشناسایی، بادشاه را با توابعان برابر بداند البته غیرت در دل می گذرد. و چودهری ساهنپال[۵] پسرِ مَهمان بسیار دانا بود و عورت او بی بی سَیْدان ازو دانا تر. این زن و مرد هر دو سرگرمِ خدمتِ حضرت شاه شدند. اتفاقًا روزی چودهری مَهمان عورت دیگر کرد که ازو پسر شد و الفتِ چودهری برو بسیار شد و ساهنپال به عجز می گذراند. روزی فرمودند که ای ساهنپال ما خود مُدتی است که ترا چودهری کردیم چرا گرمِ کار خود نمی شوی؟

و این مقدّمه چنان بود که در خُرد سالی باهم بازی می کردند و در آن اثنا به ساهنپال فرمودند که ساهنپال می خواهی که چودهری شوی؟ او التماس نمود که مراد ما این است. فرمودند که برو یک بیرق بیار. او آورد. درختِ سرسِ کلان بود، فرمودند که بر شاخی که بلند است بسته، بیا. او چنان کرده، باز آمد. باز فرمودند: بیرقِ دیگر بیار. دیگر آورد. گفتند که این را هم نزد او بسته، بیا. او چنان کرده، آمد. فرمودند که: "این بیرق ما است که ما هم با تو و با اولادِ تو؛ و اولاد ها رفیق خواهند بود." و فرمودند که هرگاه چودهری مَهمان به دربار برود توهم همراه می رفته باش. چون او به حکمِ حضرت شاه کمربندی نمود روز به روز معاملهٔ این بیش می شد و معاملهٔ چودهری مَهمان سردی می گرفت. تا به حدّی که چودهری مَهمان نشسته می بود و حکام ساهنپال را طلبیده تشخیص می کردند. چودهری دید که الحال معاملهٔ این بیش شده و به حضور من ازین می پرسند و من نشسته می باشم. این باعثِ خفّتِ من است.

Marfat.com

و این مرتبۀ آخر بود و نصیب، چنانکه در وقتِ وفات، حضرت شاه حاضر نبودند. چون حضرت رخصت شدند، نصایح بسیار نمودند و رخصت شدند. چون حضرت شاه تشریف به نوشهره آوردند، یکان دو ماه گذشته بود که هم آن عزیز — که بالا مذکور شد — از گهاٹ، که گذشته بود، خبر به حضرت شاه باسلام فرستاد. حضرت شاه خبرِ وصالِ شاه شاهان را شنیده استعداد رفتن حضرت بهلوال نمودند. حضرت میان — جیو — می فرمایند که یک فقیر و چند یار دیگر همراه بردند. چون بر مزار شریف رسیدند، فاتحه خوانده، ساعتی مراقبه نموده، باز به حجره ای که شاهِ شاهان می بودند، تشریف نمودند. تا نشسته بودند گاهی رنگ شریف زردی می گرفت و گاهی سُرخی. ساعت به ساعت رنگِ ایشان دگرگون می شد. چون چهارپایی طلبیده، برو خوابیدند و به یاران فرمودند [78] که تا من نطلبم کسی را آمدن ندهید. بعضی یاران خود جا به جا متفرق شدند و من نشسته ماندم. ایشان سلاره بر روی انداخته در خواب بودند یا بیدار، لیکن عرق از چهارپایی می چکید، با وجودی که موسم سرما بود. چون دو سه گهڑی به این نهج در گذشت، برخاسته، نشستند و از زبانِ مبارک فرمودند که: "الحمدلله سعادتِ خدمت به جای آوردم." شخصی را فرمودند که برو صاحبزاده ها را طلبیده، بیار. اتفاقًا صاحبزادۀ والا گوهر میانِ تاج محمود – که خُرد بودند – آمده، حاضر شدند. ازراه عنایت فرمودند که: "یا صاحبزاده! حقِ حضرت شاهِ شاهان برما بسیار است که عشرِ عشیر آن ادا نمودن محال است، لیکن شما را حواله به این فقیر کرده بودند و خدمتِ شما – که سعادتِ ابدی است – هر چه از ما می شود به جای بیاریم." چون صاحبزاده قلندر مشرب بودند و غلبۀ شغلِ باطن بسیار بود. چنانچه به ظاهر کم می پرداختند.

بیت

ما درون را بنگریم و حال را
ما برون را ننگریم و قال را

صاحبزاده به خدمت التماس نمودند که: "یا حضرت اگر برین فقیر کرم می فرمایید به نوعی که وضع فقیر است – که به طریق آزادی می باشد – به همان قسم بر فقیر کرم شود. اگر در ظاهر ازین احقر کوتاهی هم شود، امیدِ عفو است." چون حضرت شاه در ظاهر احتیاط شریعت بسیار می نمودند، نمی خواستند که کسی از اخلاص مندان از جادۀ شرع در ظاهر

Marfat.com

تفاوت بکند. لیکن از ادبِ صاحبزاده فرمودند: [79] "شما به هر حال که باشید، باشید. ان شاء اللّٰه تعالیٰ احوالِ شما روز به روز افزون است." از آن روز ایشان را احوالی بود که هرچه از زبانِ مبارک می برآمد، می شد. چنانچه در احوالِ ایشان ذکر خواهد شد.

باز خلفِ کلان حضرت میان رحیم داد حاضر شدند و ایشان در ظاهر و باطن آراسته بودند. دستار مبارک، ایشان را داده بر مسند دولت ابدی نشاندند.

چندی مانده به مکان شریف تشریف فرمودند. روز به روز غلغلهٔ حضرت شاه زیاده تر شد و از اطراف و جوانب طالبانِ خدا و اهلِ مطلب رجوع آوردند.

Marfat.com

[84] و این هم فرزند من است، خوب، همین کاروبار می کرده باشد. رفتن [به] دربار کم کرد و کار به اختیار بخت یار شد. کار ساهنپال به جایی کشید که در تمام پرگنه دخل نموده بلکه در پرگنات دیگرهم دخیل می شد چرا که پیش از این یک حاکم را پرگنات بسیار می شد.

چون تسلّط چودهری به اینجا کشید، موضعی خواست که از نوشهره جدا نموده به نام خود آباد سازد. به خدمتِ حضرت شاه عرض نمود. ایشان فرمودند که به رضامندیِ پدر. این التجا به پدر آورد و چودهری مَهمان رضامند شد. هر دو – پدر و پسر – به خدمت آمدند و التماس نمودند که یاحضرت! موضع آن زمان بربندیم که مقدمِ شریفِ حضرت در آنجا باشد. اوّل بنای خانه های حضرت شود، باز مامردم دیگر آباد شویم. چون بر چودهری مَهمان مهربان بودند، قبول نمودند. نام موضع را "چک ساهن پال" نامیده آباد ساختند. و در آن اثنا این جاگیر مِلک ساده خان مقرر بود. از این سبب نام او را هم در آن میان آوردند.

موضعی که آباد کردهٔ بزرگان باشد، یقین که اثر های فیض درو خواهد بود. چنانچه چند بیتی در وصف او به خاطر آمد.

غزل

مُلبّب است به فیض و به عشق مالا مال — بهشت روی زمین است چک ساهن پال
زهی مکان چه مکان! کو به چشم بخشد نور — زهی‌زمین چه زمین! کو به دل ببخشد حال
ز ساکنان چه بزرگ و چه خُرد گر بینی — به باطن اند پر از سوز، ظاهر آبِ زلال
به هر مکان که درو قطبِ حق مقام کند — عبور چون نکند سالک و ولی، ابدال؟
به لطفِ خویش بخوان و مران تو احمد را — به درگهت سرِ خود مانده بر امیدِ وصال

منقول است از حضرت میان– جیو– که، باوجودِ [85] استعداد و اهل خدمت که مردم سرگرم بودند، لیکن آن مادیان که به حکم شاه شاهان آمده بود و دست مبارک بر یال گردانده بودند، از برای او اکثر اوقات خود کاه می زدند. اتفاقًا در حضرت چک کمیِ کاه شد و در موضع رُکهان– نام موضعی است که در آنجا کاه بسیار می شود و فیض رساندن مردم آنجا مطلوب بود و آن موضع آن طرف کنارهٔ دریا است – برای مواشی خود تشریف فرمودند. خود برای کاه مادّی بیلچهٔ دستی که آن را در پنجاب "کُهرپه" می گویند، به خانهٔ آهنگری، که صدرالدین نام داشت، برای تیز نمودن رفتند و او به کاری مشغول بود. حضرت فرمودند:

Marfat.com

"بیلچهٔ ما را تیز کرده بده." او گفت که ساعتی توقف نمایید من ازین کار فارغ شوم. ایشان فرمودند: "اوّل کارِ فقرا را کرده بده، باز به کارِ خود مشغول باش." چون او را هم در خدمت فقرا اخلاص بود، گستاخی نموده گفت که حضرت! در خدمتِ فقرا عمر گذشته لیکن کسی بزرگ بر من مهربان نشده که ازین بلا خلاص بکناند. ایشان تبسّم کردند و فرمودند که ما خود فقیرِ غریب ایم لیکن چون خواهش تو همین است شاید میسّر بیاید. او بیلچه تیز کرده، داد. همین که پشت مبارک گردانیده چند قدم رفته بودند که میان مذکور بی هوش شده، افتاد. مدتی بی خود ماند. چون به هوش آمد، احوال خود را دگرگون دید و به شرف ملازمت مشرف شد. [از] صدر، صدرالدین شد و از یارانِ بزرگ یکی ایشان شد. چنانچه در احوال ایشان ذکر [86] ایشان خواهد شد.

منقول است از حضرت میان- جیو- که فرمودند: روزی حضرت شاه به جانبِ صحرا می رفتند و فقیر همراه بود. اتفاقًا در راه، موضعی بود. در آنجا فرود آمده، حضرت شاه استراحت نمودند. فقیر پایِ مبارک پخش می کرد. احیانًا مرا تشنگی روی داد. برسر چاه برای آب خوردن رفتم که یک بلوچ و یک شتر و بالای شتر مذکور یک عورت برای آب خوردن فرود آمدند. من پرسیدم که شما از کجا می آیید و به کجا خواهید رفت؟ گفتند که از خوشاب می آییم و به چک ساهن پال به زیارت حضرت شاه می رویم. مرا ترسی آمد که اینها به خانه رفته پریشان خواهند شد. گفتم برای دیدن بزرگی که می روید، ایشان اند که خوابیده اند. بلوچ خوش وقت شده، نشست. چون حضرت از خواب برخاستند، بلوچ دست بسته، ایستاده شد. حضرت پرسیدند که این کیست؟ فقیر گفت که از قوم بلوچ ظاهر می شود. فرمودند که چه مطلب دارد؟ او عرض کرد که یاحضرت! عورتی دارم که مدارِ کارِ خانه بر او موقوف است و مرا با او الفت تمام است و از هر دو چشم نابینا شده و هرچند پیش فقرا و طبیبان بُردم، هیچ بهبود ندیدم. چون نام مبارک حضرت شاه را شنیدم، امیدوار آمده ام. فرمودند: عورت کجا است؟ او گفت: به گوشه نشسته است. فرمودند که بروبیار. او دستِ عورت را گرفته در حضور آورد. فرمودند: رو به روی ما بنشان و بگو که به جانب ما ببیند. و خود با ما در گفتگو [87] شدند. و وضع حضرت شاه آن بود که هرگز به جانبِ عورتِ بیگانه نظر نمی کردند. و اگر کسی از اهل احتیاج می آمدند، دور ایستاده کرده، مطلبِ آنها را

Marfat.com

درست ساخته رخصت می نمودند. چون طالعِ بی بی مدد کرد، نزدیک نشانده فرمودند که جانبِ ما نظر کُن. چون او نظر بر روی مبارک کرد، پرسیدند که الحال چه حال است؟ گفت که چیزی به نظر می آید. باز ساعتی گذشت، به دستور سابق باز پرسیدند. گفت: الحال صورت حضرت بوجه احسن به نظر می آید. باز ساعتی گذشت، باز پرسیدند که الحال چه حال داری؟ او در جواب گفت که یاحضرت! الحال به طریقِ سابق چشمِ من روشن شده است. فرمودند: الحال شما از اینجا رخصت شده بروید. آنها به موجبِ امر عمل کرده، رخصت شدند. بعد چند مدّت آن بلوچ یک شتر نذر آورد و تا بُود از خادمانِ درگاه بُود.

منقول است از زبانِ صاحبزاده میان رحمت اللّٰه که، حضرت شاه به جانبِ صحرا تشریف فرمودند که شخصی آمده ملازمت نمود. پرسیدند که نام تو چیست؟ او عرض نمود که نام من "معروف" است و شیخ زادۀ چشتی ام. چون نام پیران شنیدند و ذات هم چشتیه بودند، بر پلّۀ کرم آمدند و [او] احوال پریشان داشت. ساعتی متوجه حالِ او شدند و مهربانی نموده فرمودند که برو هر جا که خواهی ماند خوش وقت خواهی ماند. همین که از خدمت رخصت شدند به هر جانب که می رفتند، خلق گردِ [88] اوشان به موجب فرمودۀ آنحضرت هجوم می آوردند. تا بُود به ذوق بُود.

حافظ معموری — که خویش حضرت شاه اند سلّمه اللّٰه — فرمودند که، من در خدمت نشسته بودم که یک فقیر "مسکین" نام – که قلندر مشرب بود – آمده به خدمت ملازمت نمود. با او کلمه کلام بسیار شد. او التماس به جای آورده رخصت شد. در خاطرِ من گذشت که می گویند در قیامت گروه گروه خواهند شد و بزرگان که سردارِ دین اند، ایشان را عَلمهایی خواهد بود که گروه هر یکی در زیر عَلَم پیرِ خود جمع خواهد شد، آیا راست خواهد بود؟ چون به شب به خواب شدم، دیدم که قیامت قایم است و هجومِ خلق است. من از یکی پرسیدم که این چه هجوم است؟ او گفت: نمی بینی که قیامت قایم شده است و حضرتِ حق بر تخت نشسته، حساب درمیان است. باز نظر من بر عَلَمهایی افتاد. عَلَمی دیدم که از جمیع عَلَمها بلند است. درمیان ایستاده، پرسیدم که این عَلَمِ کیست؟ گفتند: [عَلمِ] غوث اعظم شاه عبدالقادر گیلانی است - قدس اللّٰه سره-. باز پرسیدم که عَلَمِ حاجی نوشه هم خواهد بود؟ نشان دادند آن عَلَم که پیش ایستاده است، ازین عَلم اندک پست و از جمیع عَلَمها بلندتر، آن

Marfat.com

عَلمِ حضرت شاه حاجی است. من در زیر آن عَلم رفتم، دیدم که تخت نصب کرده اند. در زیر عَلَم حضرت شاه با چند یاران بزرگ نشسته اند. من سلام کردم. فرمودند کیست؟ [89] من عرض نمودم که معموری ام. فرمودند که خوب کردی آمدی، بنشین! همین که نشستم چشم من وا شد. چون روز شد، به سلام آمدم. تبسّم نموده فرمودند که حافظ! این درست است، در قیامت هر یکی که صاحب گروه است، عَلم خواهد داشت که در زیرِ او گروه جمع خواهد شد. حافظ! دنیا گذران است و مردم را ذوقِ مرید کردن برایِ طمع و جاه بسیار شده لیکن کسی که به آن مراتب – که مرید باید گرفت – نرسیده و بی حکم مُربّی خود مُرید می کند، همچو مادّه سگ پیش خواهد ماند و مریدان همچو سگ نر از [= در] عقب خواهند بود و زور ولایت آنجا معلوم خواهد شد.

از زبانِ صاحبزادهٔ والا گهر منقول است که، در موضع مَلک وال حضرت شیخ حامد– که یکی از بزرگانِ وقتِ خود بودند– وصال ایشان شده بود و چهار پسر از ایشان ماند. اگرچه فاضل بودند لیکن به چاشنی فقر آشنا نبودند. اتفاقًا نسبت کسی از خویشانِ حضرت شاه به خانهٔ عبدالقادر– پسرِ کلانِ شیخِ معزی الیه– شده و آن تکلیف نمودند که به طوری حضرت شاه را هم همراه بیارند. چون قبایل آمده عجز نمودند که رفتن حضرت سرفرازی ما است و آنها هم تکلیف نموده اند، حضرت قبول نمودند. چون همراه تشریف نمودند، اوّل خود آنها مسخره ای را گفتند که نوعی حضرت شاه را بترساند. به طریقی– که وضع آنها ست– چیزی گفتگوی نموده، بر دهن کف آورده، به جانب حضرت شاه [90/1] دیده، دوید و به سر افتاد و قریب به مُردن رسید. باز مردم التجا آوردند که حضرت شاه گناهِ این معاف فرمایند. فرمودند که برداشته، ببرید. نغز [٦] خواهد شد و حکم به سرود کردند. چون سرود شد، میان نانو– نام از یارانِ حضرت شاه– را ذوق شد و بی هوش افتاد. پسرانِ شیخ معزی الیه باکسانِ خود گفتند که به بهانهٔ گرفتن، دستهای فقیر را چنان تاب بدهید که بشکند تا حقیقت حال معلوم شود. چون حضرت شاه بدباطنی آنها را دریافتند، فرمودند که این آزمایش چیست؟ در آتش بیندازید یا به شمشیر بزنید که حق و باطل ظاهر شود. باز رو به جانب هندال – که قوّال خاص بود– نموده، فرمودند که یگان آواز جانب خانه – که از بالای بام بی بی ها می بینند – بکن. همین که او رو به جانب بالا کرده آواز نمود، عورتِ عبدالقادر – که بزرگ قبیله

Marfat.com

بود ــ نـام حـضـرت شاه گرفته، پارچه ها پاره کرده، بیرون برآمد و به هر که آواز میان هندال می رسید، نام شاه را گرفته بیرون می دوید. در تمام محل شور افتاد. عزیزان را ــ که استهزای فقرا می نمودند ــ فـکـر خـانه های خود افتاد. همه جمع شده به خدمت آمدند که از ما تقصیر شـده و در خویشی ها خوش طبعی هم می شود، برای خدا حضرت عفو فرمایند. حضرت تبسّم نـموده فرمودند که میان عبدالقادر! عورتِ شما خود نامِ ما را گرفته است، بر شما چگونه حلال و درست خواهد شد؟ او التماس نمود که یاحضرت! ما و عوراتِ ما فدای حضرت ایم، فامّا اهلِ ستـر ایـم، ستـرِ مـا فاش می شود. فرمودند [90/2] کـه سـرود را مـوقـوف نمایند. چون سرود مـوقوف شد، همه به حال آمدند. و نیز منع فرمودند که اولاد ما اینجا هرگز به کسی خویشی و نسبت نخواهند کرد. اگر کسی احیانًا خواهد کرد، خطا خواهد دید.

مـنقول است از زبانِ صاحبزاده میان عنایت اللّٰه که ایشان از ولی نعمی خود شنیده بودند کـه؛ در خُـرد سـالـی، در صـحـن بیـرون حـویلی سه درخت شیشم بود که حضرت در آنجا می نشستـنـد و مـن در آنـجا بازی می کردم. دربازی از زبان من می برآمد که این درخت هم از من اسـت. حـضـرت فـرمـودنـد کـه عـنایت اللّٰه! همه درختها را می گویی از من اند، ما را هم کدام درخـت مـی دهـی؟ از زبـانِ مـن بـرآمـد که بابا این هر دو درخت که راست هستند از من اند و درخت که کج و ناراست است از صاحب است! تبسم فرمودند که خوب جیو همچو باشد. در شـب باد تند شده وزید، آن هر دو درخت افتادند و درخت که کج بود، ماند. چون فردا اوشان آمده، نشستند. من نیز بازی کنان آمدم. فرمودند که میان عنایت اللّٰه درختهایِ شما چه شدند!

از قـاضی محمد خوشی کنجاهی – کـه از یارانِ صاحب کمال بودند – منقول است که؛ روزی در عینِ تابستان سر و پا برهنه، ایشان سوار بودند [و] من پیاده می رفتم در ریگستانی که ریگ چـنـان گرم بود که اگر دانه درو افتادی بریان شدی به همان راه روان شدند. احوال پای مـا بـه جـایـی کشیـد کـه دود از چشمهای من برآمد. روی به جانب من کردند، فرمودند: میان خوشی پای شما سوخته باشند؟ گفتم که به حضرت روشن است. [91] فرمودند که ما سواریم، پـاپـوش هـای مـا را بـگیرید. من گفتم: مرا چه مجال است پاپوش حضرت را به پا بیندازم. باز فـرمـودنـد کـه بیا عقبِ ما سوار شو. فقیر التماس نمود که یاحضرت اگر تمام بدنِ ما در جلویِ حـضرت بسوزد، سعادت دارین است، لیکن این بی ادبی از من نمی آید. باز فرمودند بیا کنجقهٔ

Marfat.com

زین اسپ ما را بگیر. همین که شکار بند اسپ به دست گرفتم گویا تمام ریگ را به آب سرد تر ساخته اند. همین که پا بر ریگ می گذاشتم سردی او در چشم و بدن چنان می رسید که گویا در خسخانه می روم.

منقول است از قاضی رضی الدین – که نیز از کاملان روزگار خود اند، سلّمه اللّٰه تعالیٰ بقائه– که؛ مرا احوال به جایی کشید که آرام از دل برفت. روز و شب در سوزش محبّت محبّ بودم و رعایت خاطر ولی نعمی هم بسیار بود و ایشان را خدمت قضا و نظر این که اگر این فقیر شود احوال خوشی محمد چنان شده این هم از کارِ دنیا خواهد رفت. همیشه مرا از آمدن به خدمتِ حضرت منع می کردند. چون فقیر به ملازمت آمد، خطره در خاطرِ من گذشت که اگر حضرت توجه فرمایند و من گرفتار به آزار شوم که پدر و مادر من از من ناامید شوند و به رضامندی مرا بگویند که من به خدمت حضرت بیایم. از خطرهٔ من آگاه شده فرمودند که میان رضی الدین تصدیع دیدی. باز در دل من گذشت که اگر زیارت میسّر آید تصدیع هم قبول است. تبسم نموده خاموش ماندند. چون من رخصت شده به کنجاه رسیدم آزار بر من طاری شد که گویا چیزی را [92] در کانون سینهٔ من گذاشته اند که هرگز اشتها نمی شد و به جز آب از حلق من فرو نمی رفت و روز به روز ازمن قوّت کم می شد. آخر کارِ من به جایی کشید که از چارپایی طاقتِ جنبش نماند. پدر و مادرِمن از برای آزار طبیبان آوردند. هرچه طبیبان از وقوفِ خویش دانستند، دارو دادند و آن چه از راه دانایی خود می کردند بالعکس می شد. کارتا به جایی رسید که روزی طبیب معتبری [را] آوردند. او نبض را دید و گفت: الحال هنگام دارو نیست. بعد از سه روز می دهم، که طریقهٔ طبیبان است که از جایی که می دانند که ناامیدی است به دادن دارو جرأت نمی کنند. چون آن طبیب انکار از دارو کرد و احوال مرا دیگر گون دیدند، تمام قبیله را ناامیدی دست داد و مرا هم اشتیاق دیدار بسیار شد. شب در خواب فرمودند که میان رضی الدین! الحال بسیار شد، بیا. چون بیدار گشتم، شب و روز مادر و پدر من به گرد چارپایِ من می بودند. به والده گفتم که اگر زندگانیِ من مطلوب است به رضامندی به جناب حضرت شاه روانه نمایید و الّا مختار اید. والد و والده رضامند شدند که زندگانیِ تو مطلوب است، ما ترا به غلامیِ حضرت شاه می دهیم اگر زندگانی تو شود. من گفتم که پس مرا رخصت به خدمت حضرت شاه نمایید. همه راضی شدند و در جستجوی پالکی شدند. من

Marfat.com

گفتم اگر آن جانب مرا می فرستید احتیاجِ پالکی نیست. من بر اسپ سوار خواهم رفت. آنها فرمودند که احوال تو از این آزار بسیار [93] زبون شده چه گونه بر اسپ سوار می شوی؟ من گفتم که شما چه می گویید، من دانم. آنها فرمودند: اختیار داری. ساعتی برآن گذشته بود که مرا آروغ آمد به نوعی که چیزی آمده در حلق من بند شد و بیرون حلق نیز آمد. بی طاقتی در من شد. مردم این حال را دیده و گفتگوی مرا شنیده حمل بر آن کردند که نزدیک به مُردن است و در حالت مُردن، بعضی ها گفتگو می کنند والّا در این حالت می گوید که بر اسپ سوار می شوم؟ باز ساعتی گذشته بود که باز آروغی آمد و بادی از درون من برآمد. همین که آن باد از سینهٔ من بیرون شد، اثر از آن آزار در وجود من نماند. چون پدر و مادر من اسپ را تیار کردند، من گفتم که مرا در بغل دست انداخته پیشِ اسپ ببرید. چون مرا برداشته پیشِ اسپ مذکور آوردند، در خود قوّت دیگر دیدم و گفتم مرا سوار بکنید. سوار کردند همین که سوار شدم جلو اسپ را در دست گرفته راندم. مردم حیران شدند و مرا قوّت ساعت به ساعت زیاده می شد تا آن که به چک ساهن پال رسیدم و به شرف دیدار مشرف شدم. حضرت شاه تبسّم نموده فرمودند که میان رضی الدین! بسیار تصدیع کشیدی. من قدم بوسی نموده، نشستم. فرمودند که نانِ خوردن بیارید. شخصی گفت که نانِ مزدوران موجود است – و آن نان پاؤ بالا یک آثارِ پخته را دو نان می پزند – فرمودند که بیارید و بدهید. وقتی که نان رسید از زبانِ مبارکِ خود فرمودند که میان رضی الدین! بخورید. من می خوردم. همه را بر من خورانیدند. [94] باز کشتی چوب در دریا آمده بود که برای کشیدن او خود تشریف فرمودند و من به خدمت همراه بودم. چون بر لبِ دریا رسیدند،مردم ریسمان چوب را می کشیدند که بر کنار بیارند، مرا نیز فرمودند که به دریا درآمده با یاران زور بکن. من نیز شریک یاران شدم.

و نیز از قاضی رضی الدین – سلّمه اللّٰه تعالٰی – منقول است که، چون محمد خوشی (۷) به موجبِ حکم پیشِ میان حسام الدین رفته– و آن چنان معلوم شد که حضرت خود فرمودند که میان خوشی (۸) شما را بهره از میان حسام الدین مجذوب که در هزارا اند، نصیب است، باید که آنجا بروید – چون ایشان آنجا رفتند و بهره مند شدند و مهربانی حضرت شاه را بر من زیاده دیده بودند، از غیرت پیشِ میان حسام الدین شکایت کردند که از ایشان به فقیر ضرری رسد. شب به خواب دیدم که میان حسام الدین به صورت مهیب آمده، مرا گرفته، به هوا شد. چنانکه

Marfat.com

نزدیک به آسمان رسیدم جانبِ کوه روان شدند. چون من خود را به این حال گرفتار دیدم، توجه به جناب حضرت شاه کردم که ناگاه از بالای آسمان همچو شهباز رسیدند و نظر میان حسام الدین به ایشان افتاد و مرا گذاشته رو به گریز نهاد. پاره ای راه حضرت شاه او را رانده به نزدیک من رسیده فرمودند که: "عقبِ گریخته نباید گرفت" و رو به جانب فقیر نموده فرمودند که: "اگر ایستاده می ماند احوال خود را می دید. خوب او خود رفت. خواسته بودم که او را از بالای خانه — که مراد از رتبه باشد — بیندازم، لیکن او را معاف نمودم. یک نهال [95] نشانده بود، او را از بیخ کنده پر تافتم که بعد ازین کسی عقب نماند." باغبان پسری بود که او را میان حسام الدین تربیت داده بود، همان وقت از عالم رحلت کرد(۹) میان حسام الدین مذکور [را] هم خلل شد لیکن مرتبهٔ او به حال ماند. چون من بیدار شدم، روانهٔ خدمت گشتم و شرف قدم بوسی حاصل شد. فرمودند که به همین روز با یاران ما زور می انداخت که یار خود را به باد داد. چون میان رضی الدین– جیو– بعد از این مقدمه به خانه آمدند همین که به کنجاه رسیدند احوال میان خوشی دگرگون شد. پیش فقیر آمده التجا نمود که میان رضی نمی دانم که از من چه تقصیر واقع شده همین که شب به خواب می روم چه می بینم که پای مبارک آنحضرت بر سینهٔ من نهاده اند و زور می کنند که استخوان های سینه من به پشت می روند و آواز می کنند، گویا که می شکنند. من خود از حقیقت واقف بودم لیکن ظاهر نکردم. روز به روز احوال اوشان زبون شدن گرفت و پیش من عجز می نمود که میان رضی من می دانم که زندگی من محال است. شاید اگر شما بگویید، مهربان شوند. من تغافل می کردم. چون به ولی نعمی التجا نمودند، ایشان گفتند که به برادران این همه بی رحمی چرا است؟ فقیر گفت که آن چه برادرِ من کرده بود، من می دانم، خیر، لیکن چون شما می فرمایید می روم. چون مرا ارادهٔ رفتن شد، شب به خواب فرمودند که میان رضی تو برای شفاعت این نخواهی آمد. من توقف نمودم لیکن ولی نعمی را آن قدر بجدّ کنانیدند که ایشان به فقیر فرمودند که فلانی اگر تو نمی روی من آزرده [96] خواهم شد. لاچار فقیر از امر ولی نعمی ناگزیر شد. به خدمت حضور رسیدم و رو به رو شده خواستم که سلام بکنم. از جانب من رو گردانیده، نشستند. هرچند خواستم که سلام بکنم رو به جانب من نکردند. آخر صاحبزادهٔ والا گوهر میان محمد هاشم عرض نمودند که میان رضی سلام می کند. فرمودند که سلام می کند بر خلاف امر

Marfat.com

می کند و باز آمده تصدیع می دهد. مرا حالتِ رقّت روی داد که به گوشه ای رفته افتادم و گریهٔ من به حدّی رسید که تمام روی من از اشک که برزمین افتاده بودند، از بیتابی که رو به خاک می مالیدم، تمام چهرهٔ من گِل آلود شده بود. بعضی یاران احوال مرا دیده به خدمت عرض نمودند که احوال میان رضی به جایی رسیده که هلاک شود. این را شنیده برسرِ من آمدند و احوال مرا دیدند و ازراه کرم فرمودند که برخیز! ما می دانیم که تو مطلب داری تا نخواهی کرد، خیال ما را نخواهی گذاشت. من خود در شورش بودم، دانستم که الحال بر پلهٔ کرم اند. التماس نمودم که یاحضرت حوصله های ما معلوم و گرفتار نفس و هوا ایم و گرفتار به بلا. اگر نظر بر تقصیرات ما می کنید زهی مشکل، به جز فضل و کرم و آمرزش جانبر نمی توانم شد.

بیت

گناهِ من ار نامدی در شمار
ترا نام کی بودی آمرزگار؟

آخر از سرِ تقصیر میان خوشی در گذشتند و مهربان شدند.

هم از زبانِ قاضی رضی الدین – سلّمه اللّٰه تعالٰی – منقول است که؛ یک روز مرا ذوق دیدار در دل تولّا انداخت. از خانه سر و پا برهنه برآمدم. راه بسیار بود و وقت کم. [97] چون چند کروه رفتم، شب شد و در راه بعضی جایها خوف هم بود. لیکن جایی که ذوق باشد خوف را چه مجال که گرد بگردد؟ احیانًا یک جا برسرِ نالهٔ "بُڈھی" که کاه بسیار بود، دو کس در نظر من آمدند. یکی از پیش و دیگری از عقب. پیشینه عقبیه را فریاد نمود که بیا! هیچ مگو. آن وقت در خاطر خطره ای آمد لیکن همان ساعت رفع شد. چون به خدمت رسیدم، فرمودند که میان رضی آن دو کس که به شما در خورده بودند کِه بودند؟ فقیر عرض نمود که به حضرت نیکو ظاهر است. فرمودند که به نیّتِ بدی آمده بودند لیکن چه مجال داشتند که گردِ تو بگردند. فقیر را خود همین قدر فرمودند، لیکن این معلوم نشد که بر آنها چه روی داد که از سر کار من درگذشتند. و کسی را این مجال نبود که به حضور سخن را تکرار کند.

منقول از زبان حافظ معموری– جیو سلّمه ربّه که خویشِ حضرت شاه بودند – که من همراه بودم. روزی میان جیون حجّام – که از یاران قدیم بودند – التماس نمودند که

Marfat.com

یاحضرت شاه! مدتی شده که به جانب باهوکے – که سکونتِ میان جیون هم در آن موضع بود – تشریف نفرمودند. و طریق میان جیون آن بود که قطعهٔ زمین از زمینداران گرفته قراری کاشت می کرد. اگر نفعی ازان به دست می آمد، به سرکار می رساند. آخرالامر التماس او قبول شد. به باهوکے – که از درگاه دو کروه است – تشریف فرمودند. چون وقت شام شد کارنده های آن قطعهٔ قراری – که مذکور شد – عرض نمودند که در زراعت موش بسیار است زراعت را ضایع می کنند. شنیده، خاموش ماندند. چون چند [98] گهڑی بگذشته بود که پارچهٔ ابری پیدا شده، پاره ای باران بر موضع هم بارید – و آن قطعهٔ زمین از موضع نیم کروه کسری بیش خواهد بود – چون فردا کارنده ها بیرون رفتند، چه بینند که تمام قطعهٔ زمین مذکور پُر آب است و تمام موشان مرده افتاده اند. آنها خوش وقت شده باز آمدند و حقیقتِ باران به خدمت حضرت شاه عرض نمودند که یاحضرت باران به حکم خدا و به توجه آن حضرت به وجه احسن شده. اگر آنحضرت یک مرتبه قدم مبارک در کشتکار بیندازند برکت در زراعت شود. قبول کردند و روانه شدند. چون وقت عصر تنگ بود، میان جیون عرض نمودند که حضرت! نماز عصر را خوانده می توان رفت که وقت تنگ است. فرمودند که همانجا رفته خواهیم خواند. چون راه دور بود و از تقیّد نماز حضرت واقف بود لیکن هیچ نتوانست گفت. اما ساعت به ساعت به جانبِ آفتاب می دید. چون بر آن قطعهٔ زراعت رسیدند، گردِ آن قطعه سیر کردند و کارنده ها موشانِ مرده می نمودند که از زبانِ میان جیون برآمد که حضرت تهیّه نماز باید کرد. فرمودند که در موضع رفته خواهم خواند. آن زمان میان جیون دریافت که حقیقت دیگر است. از گفتهٔ خود پشیمان شده، نگران آفتاب بود. حضرت سیر کنان[۱۰] آهسته آهسته به موضع رسیدند و آفتاب به جایی که بود همانجا ایستاده بود که از جای خود یک جَو تفاوت و تجاوز نکرده بود. چون از نماز فارغ شدند [99] و به جانب میان جیون نظر نموده فرمودند که میان جیونْ بنده های الٰهی اند که اگر آفتاب و مهتاب را حکم بکنند که ایستاده باش چه مجال دارند که از جای خود بجنبند.

منقول است از صاحبزادهٔ والا گوهر میان تاج الدین – که فرزند میان معموری و نواسهٔ حضرت شاه اند سلّمه ربّه – که؛ شب حضرت شاه در استراحت بودند و یاران نشسته. از زبان مبارک برآمد که "نزنید! نزنید!" و دست مبارک برداشتند. یاران متعجّب شدند. چون روز

Marfat.com

شد، یاران التماس نمودند و حقیقت را بیان کردند. فرمودند که معلوم خواهد شد. چند گهڑی نگذشته بود که سواری از دور نمودار شد. چون نزدیک آمد، معلوم شد که شمشیر– نام چودهری که در موضع پانڈووال می باشد و سردارِ آن سرزمین است – آمده ملازمت نمود. فرمودند که چوهدری به خیر گذشت؟ او التماس نمود که از توجه حضرت جان بخشی شد. و او نقل نمود که من امشب در خواب بودم که دشمنان به قصدِ کُشتن من آمدند و تدبیر نمودند که [با] یک فوج چهل و یا پنجاه کس بر موضع تاختند [= بتازند] و مردم موضع را دنبال خود گرفته بیایند. سی و یا چهل کس از سر راه مرا گرفته ایستاده شدند که این مردانه است بی ملاحظه خواهد برآمد. ما این را کُشته، می رویم. چون در موضع شور افتاد، مردم موضع خبردار شدند و آنها که بر موضع تاخت آورده بودند، عقب خود مردم را گرفته، بردند. من برخاسته، بر مادی چار جامه کرده، سوار شده، بیرون موضع برآمده، فریاد [100] کردم که به کدام طرف مردم رفته اند؟ همان دشمنان، که به کمینگاه بودند، فریاد کردند که این جانب بیایید! من مردم خود دانسته، همان جانب رفتم. چون میان اینها درآمدم از هر جانب نیزه و شمشیر گرفته حمله بر من آوردند. بی اختیار از زبان من نام حضرت شاه برآمد. دیدم که آمده، حاضر شدند. همین که دیدار مبارک به نظر درآمده مرا از خود خبر نماند. چون بعد از ساعت به هوش آمدم، اثر از غنیم نبود. دانستم که آنها را کِه راند و مرا کِه خلاص نمود. چون یاران این مقدمه را شنیدند، دانستند که سببِ دست برداشتن این بود.

هم از زبانِ صاحبزاده [11] منقول است که از زبان شاه هاشم دریا دل نقل می کردند که؛ در خُردسالی چون بر من شفقت بکمال بود، نزدیک خود بر چارپایی خود می خوابانیدند. اتفاقًا خود به پانڈووال – که مذکور شد – تشریف داشتند که از درگاه دوازده کروه است. شب از سرِ من لحاف دور شد و مرا سردی شد. به عادت قدیم از زبان من برآمد که یا بابا! لحاف برسر من بیندازید. لحاف را بر من انداختند. چون فردا برخاستم، این وسواس به خاطر داشتم که همان روز تشریف فرمودند. چون من قدم بوس کردم، فرمودند که: "میان هاشم شب سردی خورده بودی که می گفتی یا بابا لحاف برمن بینداز؟" آن زمان دانستم که ایشان بودند که به دستِ مبارکِ خود لحاف بر من انداخته بودند.

از زبانِ حضرت میان– جیو– [101] و اکثر اعزّه منقول است که؛ دریا غلبه نمود به

Marfat.com

جانب حضرتِ چک ساهن پال روی آورد. هر روز صد دو صد گز زمین می غلطاند– و در آن اثنا حضرت در ساختنِ مسجد بودند– و مردم در اضطراب که دریا قریب به موضع رسیده. چون از غیرتِ حضرت شاه واقف بودند، شخصی را گفتند. او آمده به خدمت ظاهر ساخت که شاه جیو پسرِ شیخ عبدالسّلام– که آن طرفِ دریا در موضع کیلیانواله می باشند– بر دریا آمده، آفتابه را به دست خود پُر کرده، فرمودند که الحال دریا این جانب نمی آید. چون نقل او شنیدند، فرمودند که: "شاه جیو همچو گفته؟" او گفت: [هم] چنان است. فرمودند: "خوب خواهم دید." اتفاقًا عبور حضرت به آن سمت در موضع رُکھ شد. چون بر کنارِ دریا رسیدند، میان صدرالدین و یاران که همراه بودند، از میان صدرالدین پرسیدند که آن جایی کدام است که دریا پهلو زده به جانب موضع ما می رود؟ آنجا را میان صدر الدین نشان دادند و از آنجا یک شاخ از دریا برآمده بود که در طغیانی درون آب می آمد. از میان صدرالدین پرسیدند که: "میان صدرالدین اگر دریا درین شاخ بیفتد از آن جانب می ماند؟" چون میان صدرالدین مرضی دان بود، دانستند که مرضی مبارک بر این است. فرمودند که: "دریا درین ناله افتاد" و باز تکرار کردند. او همچنان گفت. چون سه مرتبه تکرار کردند، فرمودند که یاران! میان صدرالدین همچومی گوید چنان خواهد شد. باز به این سمت تشریف آوردند.

چودهری ساهنپال پسر مَهمان در آن وقت دوازده محلّه خانه بنا می کرد، آمده التماس نمود که یاحضرت! دریا قریب رسیده. فرمودند [102] که ما هم مسجد می سازیم. چون نالش مردم را بسیار دیدند، روزی فرمودند که سیر دریا باید کرد. چند یار همراه شدند. چون به آنجا رسیدند که زمین می غلطید[غلتید]، زمین از سه جا چاک شده بود. بر کنار رفته دراز کشیدند و کسی را– از یاران– فرمودند از چاک ها هر کدام که بیفتد ما را خبرخواهی کرد. او عرض نمود که حضرت یک چاک افتاد. باز به خواب شدند. ساعتی گذشت که چاک دیگرهم افتاد. او عرض نمود، خاموش ماندند. چون چاکِ سوّم افتاد او عرض نمود، برخاستند و فرمودند که حکم تا همان جا بود. آمده بر کنار نشستند. نهالا -نام مانگٹ- و کهیون- نام بافنده- را فرمودند (۱۲) که در آب آمده، ببینید که اینجا چه قدر آب است. آنها گفتند: حضرت اینجا غرقاب است، درین درآمدن محال است. فرمودند که خوب، شما خود درون در آیید. چون آنها درون آمدند، پاره ای راه آب بازی کردند که پای ایشان برزمین

Marfat.com

رسید. پاره راهی پیش رفتند که همه پایاب است. باز آنها را فرمودند که بیایید. چون آنها برگشتند، جایی که آب بازی کرده رفته بودند آب برابر کمر آنها آمد. در طُرفة العین چنان شد که گویا کسی چیزی را گرفته از یک جا به جای دیگر می اندازد. چون ازین مقدّمه چند سال گذشت و دریا در زیر موضع مهاراج -نام موضعی است- رفت. آنها هم- چه از مقدم و چه از غربا- بندگی داشتند، آمده التجا نمودند: "قبله گاها! دریا به موجب حکم در زیر موضع ما آمده است و بیله - که چراگاهِ مویشیِ ما بود- همه به این جانب رفته. ما عاجز شده ایم [103] هرچه رضا باشد." فرمودند که: "نصف بیله از شما و نصف ازین جانب." همان سال دریا میان دو موضع روان شد که نصف چراگاه این طرف ماند و نصف به آن طرف، و تاحال دریا در جانبین به هیچ طرف ضرر نرساند و به مکان خود روان است. و بعد ازین واقعه، اکثر مردم کیلیانواله که شاه- جیو- در آنجا مسکنت داشتند، به شرف ملازمت مشرف شدند.

از این موضع یک کس بود که اخلاص به شاه- جیو- داشت. اتفاقًا روزی نشسته بودند و مردم از پزاوه خشت می کشیدند برای مسجد که همان [کس] قند پشتاره برسر گرفته می برد. نهالا- نام مانگٹ- و بعضی اخلاص مندان که مشغول به کار بودند ازو پرسیدند که این قند به کجا می بَری؟ او گفت که به نذر شاه -جیو- می برم. از زبان یکی برآمد که حیف است از اینجا نذر به جای دیگر برود. این سخن بهٔ سمع اشرف رسید. آن شخص چند قدم نرفته بود که یک شپات از جانب راست و یک از جانب چپ بروی رسیدند و براوالقا شد که قند را به خدمت حضرت شاه ببر. او پشتاره آورد و به خدمت نذر کرد. فرمودند که یاران می خواستند به آن حصّه حصّه نمایند. بر همه حصّه شد.

نقل است که؛ روزی حضرت نشسته بودند و مزدوران به کارِ مسجد سرگرم بودند که نجّاری چوبِ کلان را ارّه می کرد- و در ارّه کشی چوب را درمیان می زنند که وا بماند- اتفاقًا پایان آمده سر درمیان هر دو پارهٔ آن چوب انداخته، آن چوبِ میانگی را مربوط می ساخت که یک بار آن چوب از میانهٔ این [104] هر دو پارهٔ چوب پرید و این هر دو چوب باخود جمع آمدند و سر این درمیان آمد و این آویزان بماند. چون مردمان دیدند، آن چوب را درمیان آن چوب کوفتند. سرِ این خلاص شد. این از بالا افتاد و سرش پاش پاش شده همچو پهن شد و مغز از بینی و گوشها برآمد که حرکت در اعضای آن نماند. چون غوغا شد،

Marfat.com

حضرت پرسیدند که چه شور است؟ مردم حقیقت را عرض کردند که فلانی نجّار به این سبب تصدّقِ حضرت شاه شد. خود برخاسته ،بالای سر او آمدند و سرِ او را به دست مبارکِ خود گرفته، درست ساختند و چوبِ باریک گرفته، در شگافِ بینی و گوشِ او انداختند و فرمودند: "مُردن را وقت بسیار است، لیکن الحال فقیران را بدنامی مده." و فرمودند:" چادری بالای این بیندازید." چادر را بالای سرِ این– به موجبِ حکم– انداختند. یک ساعت نگذشته بود که در این جنبش آمد. فرمودند: "برداشته این را به خانه ببرید، بِه خواهد شد." آخر در اندک مدت فرصت[کذا:صحّت] یافت و تاشش و هفت سال دیگربزیست.

منقول است از زبان صاحبزادهٔ فضیلت پناه میان تاج الدین که؛ استاد احمد نام، معمارِ مسجد بود. او از بیوقوفی خود چوبهای مسجد را از بیجا بُرید. چون خود آمده، نظر مبارک انداختند، فرمودند که این کار چرا اینجا بیجا کردی؟ نمی ترسی که مبادا سرِ توهم همین قسم ارّه شود. ساهنپال چودهری ایستاده بود، دانست که کارِ این تمام شد. التماس نمود که صاحب و قبله! دوازده محلّهٔ من ناتمام است و در بابِ این چنین از زبان [105] مبارک برآمده. فرمودند که تا ساختنِ جای تو خواهد ماند. هرچند او کار را به طول انداخت، لیکن روزی که ازکارِ او فارغ شد و به خانه آمد، سراورا چنان چه ارّه می شود، ارّه آغاز شد. درچند روز جان به حق داد.

اتفاقًا در اثنای نوشتن رساله[۱۳]– که از وصالِ حضرت شاه چهل و سه سال گذشته بود – از اخلاص مندان، عزیزی از لشکرِ ظفر اثرِ عالمگیر بادشاه رسید. اسمِ آن عزیز محمد امین بود. نقل کرد که؛ من خُرد سال بودم. به قصد خواندن به لاهور رفته بودم که ناگاه دیدارِ مبارک آمده بر من متجلّی شد. من بی اختیار شده برخاستم. چون به لب دریای راوی رسیدم باران می بارید و آب به آن طغیانی بود که کشتی از ملاحظه، ملّاحان نمی انداختند. من یک نیم داشتم او را برآورده بالایِ سر بستم و خود را در دریا انداختم. تا سرای شاهدره در آب آمدم. چون از آب برآمده داخل سرای شدم، یک بهٹیاری برمن مهربان شد و پارچه های مرا شپلید و مرا تمام شب جایِ گرم خوابانید و صبحی مرا رخصت نمود. چون بر دریای چناب رسیدم، بی وقت بود. و در برسات دریای چناب که به طغیان می آید در تمام روز یک بار کشتی می رود، لیکن به سبب چودهری وساوه. اگرچه هرچند ملّاحان گفتند که بی وقت

Marfat.com

است، او قبول نکرد. کشتی در دریا انداختند. اگرچه ملّاحان هرچند قصد بسیار کردند به این کنار آوردند. چون به این کنار نزدیک رسید، آب زور کرده کشتی را باز درمیانِ دریا بُرد.

بیت

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل
کجا دانند [106] حالِ ما سبک سارانِ ساحلها

چون کشتی درمیان موج آمد، دو پاره شد. تمام مردم در آب افتادند. چه می بینم که آب تا کمر است. تا صبح در آن قعر دریا ایستاده ماندیم. چون صبح شد، کشتی از غیب پیدا شد. ما را در آن کشتی سوار کرده، نزدیک موضع ساهن پال آمده فرا [= فرود] آمدیم. حضرت شاه به دولتخانه نشسته بودند. فرمودند که شخصی از اخلاص مندانِ ما می آید، که درین اثنا مایان آمده، رسیدیم. جمیع مردم و فقیر حضرت را قدم بوس نمودیم. دیگران را رخصت کردند و مرا فرمودند که در همچو وقتی چرا آمدی؟ من حقیقت ظاهر کردم که دیدار مبارک متجلّی شد. بی تاب شده آمده ام. فرمودند که تو خود آمدی لیکن ما را تصدیع دادی. آنجا که کشتی شکست زمین کجا بود و صبح کشتی از کجا در رسید که شما را برآورد؟ آخر در [این] اثنا شخصی لنگی آورده، نذر گذراند. در دل من گذشت که من پارچۀ پوشیدن ندارم. اگر عنایت بکنند بپوشم. فی الحال به من عنایت کردند و فرمودند که تو هر جا خواهی ماند ما مُمد خواهیم شد، برو. مرا رخصت فرمودند و مرا نوکری بادشاه و قرب نصیب شد. از آن باز الحال آمده ام و در جمیع اوقات ممد و معاونِ من بودند.

منقول است از فضیلت پناه شیخ جمال(١٤)– که در کیلیانواله دو برادر میان جمال و جلال فاضل و صاحب باطن بودند– که؛ چون من از تحصیل فارغ شدم و مشغول به درس شدم، مرا ذوقِ دیدارِ حضرت شاه شد. در موضع رفته به مسجد فرا [= فرود] آمدم. چون برای نماز تشریف آوردند، قدم بوس نمودم. فرمودند که به خانه [107] رفته فرا [= فرود] آیید. من التماس نمودم که چند طالب علم همراه اند، اگر حکم شود در مسجد بگذرانیم. فرمودند: "خوب، طعام برای شما من خواهم فرستاد." طعام در مسجد فرستادند. چون نصف شب گذشت در مسجد تشریف آوردند. همه همراهان خوابیده بودند، من بیدار بودم که نامِ مرا گرفتند. من "لبّیک" گفته برخاستم. آمده، نزدیک من نشستند و فرمودند که فلانی چرا

Marfat.com

آمـده ای و چـه مـی خـواهـی؟ مـرا رعونتِ علم رهزنی کرد. گفتم که یاحضرت! الحال خود به زیارت آمده ام، دیگر مطلب ندارم. سه مرتبه تکرار کردند. از زبانِ من همین برآمد. برخاستند و رفتند. تاحال آن افسوس از دل نمی رود.

هـم از ایشـان مـنقول است که؛ بعد از وصال حضرت شاه، مرا دو چیز در خاطر خطوری شد که: یارانِ ایشان که حال می کنند، چه روی می دهد؟ و دوّم آن که ایشان باوجودِ این کمال بـه سرود رغبت دارند! اگر این معاینه شود تسلّیِ من گردد. و در آن اثنا صاحبزاده میان نصرت اللّـه بـرای طلبِ علمی پیش ایشان بودند که شب ایشان را در خواب ملازمت میسر آمده. چه مـی بیـنـد که حضرت باچندین یاران در جایی نشسته اند و من هم حاضرم و همه در سکوت اند کـه از زبـانِ یـکـی از یـاران برآمد که "اللّه هُو". تمام مجلس را حال ازان قال شد. مرا نیز حال شد. لیکن قلق سرود در دل داشتم که شب به خواب می بینم که حضرت بر اسپ سواراند و در هوا ایستاده اند [108/1] و من برزمین ایستاده. التماس نمودم که یاحضرت آرزوی قدم بوسی دارم. فـرمـودند که میان جمال می خواهی که پیش ما بیایی؟ شخصی در پهلویی پیدا شد. به او فـرمـودند: "سارنگی نواخته چیزی بخوان." همین که او آغاز سرود کرد مرا قوّت شد که خود را در هوا بُردم و قدم بوس شدم. فرمودند که فرزندِ ما پیشِ تو می خواند از او با خبر باش.

این نقلها را پیش صاحبزاده نمودند و فرمودند که برای شما ما را بسیار تأکید شده. شما طـعام مدام همراه من می خورده باشید. و از آن روز صاحبزاده را بسیار اعزاز می کردند. و این هـر دو انـکـار از دل ایشـان دور شـد. و می گفتند که عزیز دیگری را خود نمی گویم، لیکن از یاران حضرت که سرود می شنوند من نوشته می دهم که بر ایشان حلال است.

نـقـل است از اعزّهٔ بسیار که؛ در موضع زراعت کمتر شده بود و حکّام جمع می خواستند. چـودهـری سـاهنپال چون قدردان بود، خود کناره شد و رعایای غریب را به خدمت فرستاد که شـمـا نـالـش نمایید. رعایا جمع شده، به خدمت آمدند و حقیقتِ احوالِ خود را ظاهر ساختند. حـضـرت فـرمـودنـد کـه به چند جمع به شما رفاهیت است؟ گفتند: اگر نُه صد روپیه مشخص شود زر سرکار هم ادا می شود و ما را هم خوراک فصل به دست می آید. فرمودند: "بروید که از خـدا همین جمع مقرر کنانیدیم." همین که چودهری پیشِ حُکّام رفت [108/2] بی تصدیع و گـفـتـگـو هـمـیـن جـمع مقرر شد. چون چودهری در موضع آمد، ظاهر ساخت که هزار روپیه

Marfat.com

مقرر شده. اگرچه درین هم سهولت بود لیکن شخصی از رعایا به خدمت ظاهر کرد که چودهری چنین می گوید. فرمودند: "چوهدری را طلبیده بیارید." چون چوهدری رو به رو آمد، فرمودند که آن چه در لوحِ محفوظ مقرر نموده باشیم تفاوت چگونه می تواند شد؟ لیکن تو چرا دروغ می گویی؟ او عرض نمود که یاحضرت! جمع همان مقرر شده لیکن کار ما مردم همین است که چیزی بخوریم. فرمودند: "جایی که سخن فقرا باشد آنجا دروغ نباید گفت، راست گفته، طلبیده باید گرفت." آخر به رعایا فرمودند که: "خوب! چودهریِ شما است اگر رضامند شده، بدهید مضایقه نیست." و آنها قبول کردند.

منقول است از صاحبزادهٔ والا گوهر و یاران که؛ یک مزارع- جهنڈا نام- دخترِ او بالغ شده بود و زراعت او نیز خوب بود. قصد این داشت که جمعی که با چودهریان مقرر است خواهم داد و آن چه باقی خواهد ماند دختر نیز کتخدا کرده خواهد شد. اتفاقًا درون فصل کسی تقریر نمود که در موضع ساهن پال زراعت خوب است و جمع کم. و مولراج نام قانونگو با چودهری دشمن بود. برای ضبط حکّام [را] در موضع مذکور فرستاد و حکّام همان که دشمن بود و شخصی که تقریر کرده بود واقف کار بود. اوّل بر زراعت همان جٹ[۱۵] آمدند که در تمام موضع خوب بود. همین که او دید [109] که جریب به جریب به جانب قطعهٔ من آمد، دستار را برزمین زده، فریاد کنان پیش حضرت آمد و حقیقتِ حالِ خود را عرض نمود. فرمودند که در کَچھ زمینِ تو چه قدر بیاید که تا مطلب حاصل شود؟ او گفت که اگر بیست بیگهه بیاید کارِ من به حسب المدّعا می شود. فرمودند: "همین خواهد آمد و اگر کسی تکرار خواهد کرد، کمتر خواهد شد." و زمین از سی بیگهه هم زیاده بود. او را بفرمودند و ایشان را تسلّی شد، چرا که می دانستند که هرچه از زبانِ مبارک می برآید تفاوت شدنی نیست. آمده، بر زراعت خود به جمعیّت ایستاد. قانونگوی مذکور آمده در زراعت جریب انداخت. آن چه فرموده بودند، همان شد. قانونگو واقفِ کار بود و در نظرِ او زمین بسیار آمد و در جریب کم شد. جریب کشان را تنبیه نمود که شما چیزی گرفته اید. باز جریب انداخت، یک بیگهه کم آمد. قانونگو خود از اسپ فرود آمد. از یک جانب خود گرفت و از جانب دیگر کسی اعتمادی را داد و ضبط نمود. یک بیگهه دیگر کم آمد. قانونگو مضطرب شد که اینجا چیزی اسرار است. به آن جٹ[۱۶] التجا آورد: "دیگر راست بگو که در این چه سِرّ

Marfat.com

است؟" او گفت: "من چه دانم، حضرت بدانند." او دانست که این از جانبِ بزرگان است. جتِ[۱۷] مذکور را گفت که مرا همراه خود پیش شاه ببر تا آن که همراه جت به خدمت شاه آمد و در پای مبارک افتاد و گفت: "یاحضرت از من تقصیر شده، معاف فرمایند و هرچه حکم شود جمع موضع را خود مقرر نمایم." آخر چودهری را طلبیده موافق [110] خواهش او جمع موضع مشخص نمود. و تا بود از معتقدان بود.

منقول است از حافظ معموری- جیو سلّمه ربه- که؛ [۱۸] در آن اثنا که از سختیِ بدیع الزمان -نام حاکم- تمام رعیت پرگنهٔ هیلان غیرحاضر شد، بدیع الزمان به مولراج گفت که این همه شیطنت شما است. من جمع را از تو می گیرم. او چون اخلاصمندِ فقیران بود، التجا به خدمتِ سید شریف آورد و ایشان را پیش رعایا بُرد. آنها قبول نکردند و گفتند که ما به گفتهٔ شمایان نمی رویم، اگر میان نوشه حاجی بیاید بی عُذر می رویم. او التجا به حضرت شاه آورد. حضرت فرمودند که سید شریف را نیز همراه باید گرفت. مولراج گفت که ایشان پشتر رفته اند. فرمودند: باز هم رفتن ایشان مناسب است، سبب دلداری اوشان بود. چون در موضع کالا[۱۹]- که تعلق به جاگو تارڑ دارد و رعایا آنجا جمع بود - رفتند، همه سرداران آمده قدم بوسی نمودند. شریف- نام چودهری که در موضع دهریک می ماند او- عرض نمود که: "مولراج که حضرت را آورده است چیزی مقرر نموده و به سببی که غیرحاضر شده ایم رفع آن رامی توان نمود؟" حضرت رو به جانب مولراج نموده فرمودند که: "فی الواقع اینها به سبب سختی ای که غیرحاضر شدند رفع آن می توانی کرد؟" او گفت: "یا حضرت! حقیقت حاکم ظالم را حضرت نیک می دانند. اگر از من بسیار شود تا چهار پنج هزار روپیه زور می زنم و زیاده ازین مقدور من نیست، او هم اگر مهربان شود." حضرت رو به رعایا [111] کردند که شما چه می خواهید؟ آن ها گفتند که اگر پانزدد هزار کمی بدهند خلاصی ما می شود والّا ادایِ زیاده ازین بر ما محال است. چون حضرت به جانب مولراج دیدند، او دست بر گوشهای خود نهاد که ازین حاکم این چشمداشت نیست. حضرت رو به رعایا کرده فرمودند که: "همین می خواهید؟" چون آنان از حقیقت واقف بودند و حضرت را بر پلّهٔ کرم دیده، التماس نمودند که: "یا حضرت غله هایی که ما در خانه انداخته ایم بر ما معاف شود که بخوریم" - و اینها تمام غله را از بیرون برداشته در خانه ها انداخته بودند - . حضرت فرمودند که: "ما به

Marfat.com

شما بخشیدیم. بخورید و کمي پانزده هزار روپیه را نوشته، رعایا را همراه ببرید." مولراج حیران که چه خواهد شد، لیکن از امری رو نتافت. رعایا را همراه گرفته روانۀ گجرات شد. حاکم در گجرات بود. چون این رعایا را رجوع آورده، عرض نمود که این مقدار کمی به اینها قرار نموده آورده ام. از شنیدن مبلغ پانزده هزار کمی آتش در نهاد او افتاد و مولراج را دهکه داده کشید. او باز الحاح بسیار نمود و گفت که: "دو بزرگ را همراه گرفته رفته ام. آن زمان اینها آمده اند. صاحب چیزی مهربانی بکنند." او دستخط پنج هزار روپیه کرده داد و گفت که ازین یک دام کمی نیست. ورق بر تافت و خود کوچ نموده به وزیر آباد رفت. مولراج حقیقت عرضداشت به خدمت حضرت نمود. فرمودند که بروبنویسید که کمی همین است که ما داده ایم. هر که درین تفاوت خواهد کرد همان نخواهد ماند. همین که بدیع الزمان [112] به وزیر آباد رفت شیخ عبدالسّلام- نام نومسلم- او را کُشت و خلق از ظلم او خلاص شد و رعایا تمام غلّه فصل را خوردند و آن چه پیشتر وصول شده بود همان طومار شد.

اگر در نوشتن احوال حضرت شاه شوم، عمر ها بگذرد و هنوز ناتمام است، لیکن برای سعادت خود یادگاری چند احوال و مناقب بیان نمود، چرا که نزد دانایان "مشت نمونۀ خروار است."

و یاران ایشان آن قدر اند که در ضبط قلم آمدن محال است. چرا که حق تعالٰی ذاتِ شریف ایشان را عنایت بخشیده بود که هر که از قسم انسان به نظر مبارک می آمد ذکرِ قلب جاری می شد. کسی که بی محنت این چنین دولت را به یک نظر حاصل نماید و در هر ملاقات ترقی بر ترقی افزاید، قدم این چنین صاحب را کی می تواند گذاشت؟

طریق حضرت این بود که از لفظ "مُرید" خوش نمی شدند. اگر کسی می گفت که فلانی از "یاران" است ازین خوش می شدند. چرا که درین اطاعت نبوی- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- است چرا که "یاران" "اصحاب" را می گویند. پس درین هم پیروی نبی اکرم- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- نموده اند.

نقل است از زبانِ صاحبزاده میان رحمت اللّٰه که؛ من به خانقاه حضرت رفتم. شخصی را دیدم که رحمت اللّٰه نام بود از موضع نون - که قریب پَبی کوهستان است- . ازو پرسیدم که تو چه طور مرید شدی؟ او گفت که پدر من نیز از اخلاص مندان حضرت بود و برای زیارت

Marfat.com

حضرت آمده بود. چون شرف ملازمت حضرت حاصل کرده، باز به خانه رفت. زمیندارِ سردار آن موضع را [113] آزار بسیار مهلک بود که از پهلو به پهلوی دیگر نمی تواند شد. همه اعضایِ او باخود چسبیده بودند. پدر من از آنجا رفته، آن سردار را گفت که اگر شما پیشتر مرا گفته بودید من به خدمت حضرت صاحب عرض نموده یک پارچهٔ نان می آوردم. از خوردن او این را شفا می شد. آن زمینداران همه ملتجی او شدند که این را همراه خود به خدمت حضرت ببر. او گفت: الحال آمده ام، به زودی باز رفتن ترک ادب است، لیکن پسر ما را همراه ببرید. چنانچه اوشان آن سردار را بر چهارپایی سوار کرده همراه من دادند. فقیر آمده به خدمتِ حضرت قدم بوس نمودم. فرمودند که تو کیستی؟ عرض کردم که من از موضع نون ام و پدر من بندگی عرض نموده و این زمیندارِ آن موضع است و بسیار آزاری است، به خدمت حضرت فرستاده است. فرمودند که این را زیرِ آن درختِ پیّل بدارید و خود زیر درخت سرس – که نشستگاه حضرت بود– نشستند و به جانبِ او نگاه می فرمودند و من در خدمت حاضر بودم. از سر مبارک دستار بر زمین داشتند و فرمودند که رحمت اللّٰه سرِ مرا بمال. من سرِ مبارک را تا یک ساعت بمالیدم و خود دو گهڑی استراحت فرمودند. چون بیدار شدند، آن زمیندار از آنجا برخاسته به پایِ خود مشی نموده به خدمتِ حضرت آمد. فرمودند که چه خبر است؟ او عرض نمود که حضرت ما را خیرشده. فرمودند که بر و رخصت شو. چنانچه مایان رخصت شده به هیلان رسیدیم. برای قضایِ حاجت انسانی بیرون رفتم. چون رفته نشستم، نظر من بر بوته ای گیاه افتاد. چه بینم که می گوید [114] "تو هی اللّٰه، تو هی اللّٰه". از هراس از آنجا برخاسته، آمده زیر درخت ایستادم. چون به جانب درخت نگاه کردم از هر برگ آواز همی برآمد "تو هی اللّٰه" و به هر درخت و گیاه که می دیدم، همین صدا می شنیدم. به خانه رفته به روز قدری کسب قُوّت خود می کردم و به شب در جنگل رفته به خدا مشغول می شدم و به صدای مذکور محظوظ می بودم تاآن که شش ماه بر همین حال گذشت و حالتی بود

فرد

هر گیاهی که از زمین روید
"وحده لا شریک لَه" گوید

Marfat.com

بر من مکشوف گشت. برای شامت من، پدر من به خدمت حضرت آمد. حضرت خوش شده حالتِ من پرسیدند. پدر من عرض نمود که به توجه حضرت محظوظ است. لیکن از کارِ ما مانده است. حضرت خاموش شدند و دانستند که پدرِ او خوش نشد که پسر مرا این حالت روی داده. همان ساعت– آنجا که مسافت دوازده کروه بود– حالت من سلب شد. از آن روز تا حال در گریه و زاری هستم و آن حالت بر من بازنشد.

و نیز از زبان صاحبزاده منقول است که؛ از موضع چک ساده – که دو کروه از گجرات است– میران محمد صالح، که یکی از یاران صاحب کمال بود، سه زین اسپ نیازِ حضرت آورد. یک زین که آن را "چکه" می گفتند، فرمودند که زینِ [115] چکه میان برخوردار بگیرد، و دو زین دیگر را یک میان محمد هاشم و یک میان معموری بگیرد. میان معموری گفت که من زین چکه می گیرم. و مرضی حضرت بود که زین چکه میان برخوردار بگیرد. چرا که قدّ و قامتِ میان برخوردار گران بود و زین مذکور هم فراخ بود. چون میان معموری زین چکه گرفت، خود غصّه شده، به قهر فرمودند که: "معموری! بر این زین کِه سوار خواهد شد و اسپ از کجا خواهند گرفت؟" حکم خدا، بر آن زین کسی سوارنشد. تا حال سه چهار پشت آنها شده، اسپ برای سواری به اولاد اوشان هم میسر نشده چرا که بی رضای آن حضرت فضولی کرده بود. برای همین به دخترِ خود حضرت فرمودند که ای سایران [۲۰] اگربه هیلان روی تمام شهر را بسته می دهم و اگر به باهُوکے بمانی همهٔ آن موضع، شما را صحنک کرده می دهم. او گفت: یا بابا! من پیش ایشان به حضور حضرت خواهم ماند. فرمودند که اینجا حکمِ اولاد من خواهد شد. شما را و اولاد شما را اینجا حکم و اِرث [۲۱] نیست. و از تمام مِلک و ترکهٔ خود بی وارث نمودند. تا حال از نیاز خانقاه و چاه– که ساهنپال نذر کرده بود– هیچ حصّه به اولاد بی بی نیست.

و نیز منقول است از بعضی یارانِ حضرت که؛ روزی صاحبزاده میان سعدالله پسر حضرت میان برخوردار – که خلفِ کلان حضرت شاه بود – [و] میان سراج الدین – که فرزند بی بی سایران بود – هر دو برابر، پیش حضرت صاحب برای سلام آمدند و سراج الدین– که فرزند بی بی بود– پیش دستی کرده، پیش شد و میان سعد الله به دست [116] گرفته او را پسِ خود کرد و خود پیش شد که من پیش می روم. و خود حضرت می دیدند. فرمودند که: "ببینید

Marfat.com

یاران! سعد الله ،سراج الدین را پس می کند و خود پیش می شود یعنی تو ولدِ بی وارثی [و] من وارثم." هرگاه که از زبان مبارک حضرت "بی وارث" برآمد وارث چطور شوند؟ در تمام مُلکِ خادمان و یارانِ حضرت هیچ حُکمِ اولاد بی بی نیست و حُکم، حُکمِ اولاد حضرت است.

منقول است از زبان حضرت میان عصمت الله – سلّمه الله بقائه– [۲۲] فرزند حضرت میان برخوردار که؛ در اوائل زمانه طریق حضرت صاحب این بود اگر فقیری یا مسافرانی در مسجد می آمدند، چیزی از خانهٔ خود می گرفتند و چیزی گدایی کرده، آورده خدمت مسافران می کردند و گرسنه نمی گذاشتند. روزی برای گدایی در موضع تشریف فرمودند. اتفاقًا به خانهٔ مستی رانجهه رفتند. چون عورتِ او دید که میان صاحب آمده اند، پهلویِ ران خود بردهن آوندِ آرد نهاده، آوند را بپوشید که حضرت آواز کردند که چیزی برای فقرا آرد بیارید. او بدبخت جواب داد که حضرت آرد موجود نیست. حضرت برگشته، رفتند. همین پشت دادن حضرت، پهلوی او به آوند چسبید [و] جدا نشد. آن زمان فریاد و واویلا کرد و شوهر او را خبرشد. آمده، در قدمِ حضرت افتاد که حضرت آن زن بدبخت خطا کرده، تقصیر او معاف فرمایید. فرمودند که ماخود او را چیزی نگفته ایم برو! خلاص خواهد شد. چون شوهر او رفته، بدید، [117] خلاص شده بود.

روزی به خانهٔ چنو نام گوندل برای گدایی رفتند. چون آن زن، حضرت را دید، پهلوی خود بر صحنک نهاد– و در صحنک نانها بودند– پوشیده کرد. حضرت آمده، آواز کردند که نان یا پارچهٔ نان برای مسافران بیارید. آن بدبخت جواب داد که حضرت نان تیار نیست. حضرت باز رفتند. همین که حضرت پشت دادند پهلویِ آن زن باصحنک چسبید. زن واویلا کرد و فریاد و توبه نمود. شوهر او آمده از حضرت تقصیر معاف کنانید. پهلوی او خلاص شد.

منقول است از زبانِ صاحبزادهٔ والا گوهر [۲۳] که؛ روزی حضرت نوشه صاحب و میان مسکین فقیر – که بالا مذکور شده – در یکجا نشسته بودند که صاحبزادهٔ کلان– میان برخوردار– اسپ مادی زین کرده برای شکار می رفتند. از زبانِ میان مسکین برآمد که: "میان برخوردار اسپ مادی راند دانند که از اسپ برزمین خواهد افتاد." حضرت دیدند که از زبان

Marfat.com

میـان مسـکین این برآمده و هرچه از زبان فقیر می بر آید همان می شود. خواستند که دفع گفتهٔ فـقیـر بکنند. خود فرمودند که: "چه شد که خواهد افتاد، ضرب هرگز نخواهد رسید." و میان بـرخـوردار در شکار، اسپ را بسیار می دوانیدند. هرگاه که اسپ را می دوانیدی از اسپ فرو افتادی، لیکن ضرب هرگز نرسیدی. گفتهٔ هر دو بزرگ [واقع] شد.

مـنقول است از زبان صاحبزادهٔ والا گوهر که؛ روزی حضرت صاحب نشسته بودند و به سوی آن روی آب نگاه کرده [118] فرمودند که: "ببینید دست این قلندر فقیر کجا می رسد!" یـاران عـرض کـردنـد کـه حضرت کدام قلندر است و دست او به کجا می رسد؟ فرمودند که: "مسکین فقیر است و دست [او] به [۲٤] عـرش می رسد." و حضرت خود هم دستِ خود را بالا کـردنـد. یاران عرض کردند که حضرت دست صاحب به کجا می رسد؟ فرمودند که دستِ ما بالای عرش می رسد.

مـنـقـول اسـت از زبـانِ صـاحـبـزاده که؛ حضرت در استراحت بودند و یکی از یاران پای مبـارک می مالید. در دل او خطره ای گذشت که مراتبِ میان دَولا چیست؟ حضرت از خطرهٔ او واقف شـده، فـرمـودنـد کـه مـراتـب او ایـن است. باز در دل او گذشت که مراتب میان شاه -جیو- [۲٥] چیسـت؟ بـاز مـرتبـهٔ او بیـان فرمودند. باز در دل او گذشت که مراتبِ میان مسکین چیست؟ فرمودند که مراتب میان مسکین این است. حتیٰ که تمام مراتبِ بزرگان[شاید:مراتب تـمـام بـزرگـان] قـرب و جـوار را بیان فرمودند. آخر در دل او گذشت که مراتب حضرت شاه صـاحـب چیسـت؟ یک سـاعـت خـاموش شده، فرمودند که کسی را که صاحب اختیار بکنند مراتب او چه باید پرسید؟ او خود صاحب اختیار بودند.

چـنـانـچـه مـنقول است از صاحبزاده که؛ روزی در مجلسِ حضرت مذکور شد که فلانی بزرگ چهار اولیا کرد و فلانی دو اولیا کرد و فلانی یک اولیا کرد. حضرت خود فرمودند که چهار و دو و سه [۲٦] اولیا چه معنی دارد؟ اگر در هر خانه یک اولیا نباشد و در هر موضع [119] یک یک اولیا نباشد. همچو کردند.

روزی بهیرو – نامِ فقیرِ حضرت – بر چرخ چاهِ درگاه نشسته بود و نر گاوان را می راند. یک نـر گـاو در رفتـن سستـی کـرد. از زبـانِ فـقیـر برآمد که "هلاک شوی، شتاب روان نمی شـوی." هـمیـن کـه از زبان او برآمد، همان ساعت نر گاو هلاک شد و یک قدم پیش نرفت.

Marfat.com

حضرت را خبر شد. فرمودند که بزرگانِ متقدمین خوب کرده اند. اگر بسیار اولیا می شود مُلک را خراب می کنند. لیکن دو چند از بزرگان پیشین باید کرد و چهار کس برابر خود کردند.

وضع حضرت چنان بود که بر هر که نظرِ مهرمی بود، در حال نواخته می شد. اگر عاجز می بود، بادشاهِ وقت می ساختند و برهر که نظرِ قهر می انداختند، مقهور می شد. اگر بادشاه وقت می بود عاجز و مخذول می شد.

روزی میان شاه- جیو-[۲۷] یک خادم خود را پیش حضرت فرستاد که حضرت حوصلهٔ آدم را دیده، بخش فرمایند، نه هر که بیاید بر او نظر توجه نمایند. آن آدم را حضرت در مسجد خود نشانده و یک چراغ روشن کرده در مسجد نهادند و فرمودند که همه کس امروز چراغ خود ازین چراغ روشن نمایند. همه مردمان آن موضع چراغها- به حسبِ فرمودهٔ حضرت- ازان روشن کردند. بعد [به] آن آدم- خادم شاه جیو- را فرمودند که به جانب چراغ نظر کُن. چیزی روشنایی این کم شده است یا همان طور روشن است؟ او عرض کرد که حضرت همان طور روشن است. فرمودند هر که خبر روغن و فتیله خواهد گرفت روشن خواهد ماند. اینجا آمد و رفت خواهد نمود والّا گُل خواهد شد. [120] همین طور هر که می آید برو نظر می کنم و دل او را ذاکر می گردانم. اگر مشغول خواهد ماند و اینجا آمد و رفت خواهد نمود در ترقی و زیادتی خواهد شد و اگر تغافل خواهد نمود پیش ما نخواهد آمد و ملاقات نخواهد کرد. او داند، کار او داند. در همان حالِ خود خواهد ماند.

منقول است که؛ حضرت شاه فرمودند که هر که یک دام اولاد مرا نقصان کند سیزده دام نقصان او خواهد شد. به تجربه در آمده که همین طور می شود.

منقول است که؛ وقتِ نماز خواندن سجده تنگ شده می دادند. شخصی عرض کرد که حضرت سجده به این تنگی می دهید؟ فرمودند که اگر سجده به فراخی می دهم سر از بیت اللّه درگذرد و طریقهٔ ما طریقهٔ نبوی[۲۸] است. باید که سجده در کعبه شود نه از کعبه عبور نماید.

منقول است که؛ فرمودی: "به هر جا که اولادِ من خواهد رفت من همراهِ خواهم رفت. و هر که با اولادِ من نیک خواهد کرد، از خدای تعالیٰ با او نیک خواهم کنانید و هر که بد خواهد کرد به او از خدا بد خواهم کنانید."

Marfat.com

منقول است که؛ میان صدرالدین- ساکن موضع رُکھ - ازراهِ ادب در تمام عمر بول وغایط در زمین چک ساهن پال نکرده بود و چنان حضرت بر او مهربان بودند، می خواستند که نیابتِ خود به او سپارند. و چنان صاحبِ حال بود که روزی کاه می زد و به چوب کاه را صاف می کرد که ورود حضرت از هوا شد. بیتاب شده با همان چوب دست خود را می کوفت. چون این حالِ مهربانیِ حضرت، یاران بر او دیدند. میان [121] پیر محمد وغیره یاران- عرض کردند: "اگر حضرت دستار نیابت خود به میان صدر الدین یا به غیره- کسی از یاران- عطا فرمایند، مایان را قبول نیست و مایان کبسی اطاعت او نخواهیم کرد و سرداری او منظور نخواهیم داشت و پیش او سلام نخواهیم کرد و اگر به هر دو صاحبزاده های والا گوهر و اولادِ ایشان دستار نیابت عطا بکنند مایان را قبول است و همه آمده پیش ایشان سلام خواهیم کرد و اطاعت و فرمان برداری ایشان به سر و چشم و جان قبول نماییم." چون اولاد بسیار عزیز بود و جگر گوشه بودند و حُبِّ ایشان در صدر و جان داشتند، فرمودند که میان پیر محمد! چرا خطره می کنی؟ من مجذوب نَیم. سلام و نیابت به خانۀ خود داشته ام.

چنانچه روزی به جهتِ زیارتِ حضرت شاه، میان صدرالدین آمد و حضرت اندرون نشسته بودند و حضرت میان برخوردار -جیو- بر دروازه ایستاده بودند. او، ایشان را گذاشته، به قدمِ حضرت افتاد. حضرت به غضب فرمودند که: "قدم همان بودند که بردر گذاشتی" و قدمِ خود را بر آورده، پیشِ او نهاده، گفتند که: "ازین قدم الحال ترا هیچ حاصل نخواهد شد." از آنجا که کمالِ مهربانی در حقِ ایشان داشتند تا میان صدر الدین مسلوب الحال شدند.

در مدح حضرت نوشه صاحب میان عبدالرحیم ساکن سدّاکنبو چند ابیات گفته، او خادم حضرت شاه عصمت اللّٰه است.

غزل

دلم در باغِ مدحِ نوشه اندر ذکر و دستانش
[122] چو دستان خوانده خوش دستان زبوی فیض و احسانش

مرا این دستگاه از دستِ خاک پای نوشه دان
که بر فرقِ جهان چون مُهرِ نعلین است رخشانش

زهی نعلین عین الشمس بر چارم فلک زیبا
مقامِ سدرۀ اعلٰی به نوشه هست شایانش

عروسِ بکرِ این دنیا کنیزک بردرش آمد
نیامد نوشۀ عالم شبی در گرد دامانش

فلک قایم چو فانوسی هزاران شمع اندروی
به بزم نوشۀ عالم همیشه خوش فروزانش

Marfat.com

به هر حرفی که نوشه از زبان گوهر نثار آمد
به رنگِ آبِ حیوان جان دهی کم درجهٔ دانش

هر آن چه از اوّلین مقصد بروی خامه سودا ماند
چو کاغذ بر زبانِ نوشهٔ عالم عیان خوانش

به عالم آن چه ظاهر شد ز جودِ نوشهٔ عالم
اقامت تا قیامت می کند از فیض دستانش

به شرق و غرب و تحت و فوق و یمن و یسر نوشه گشت
بلی، خورشید را این درجه هر جا هست یکسانش

به هر میدان که نوشه رَخشِ همت رانده در عالم
ثریا تا ثُریٰ آفاق گیری کرد یک رانش

چو دُنیا جای ماندن نیست ای جانان ازان معنی
سوی دارالقرار آمد نزول از فضل[۲۹] رحمانش

چو در جنّت به کشتِ گُل نسیم آسا خرامان شد
همه اسبابِ نوشاهی مهیّا ساخت رضوانش

ملایک روز و شب در خدمتش سرگرم از شادی
زدندش نوبتِ شاهی[۳۰] قصور و حُور و غلمانش

ز تاریخِ وصالِ او دلم در جستجو چون شد
به گوشِ دل ندا آمد که "خاتم پاک" برخوانش

۱۰٦٤

دوم "وه نوشهٔ حاجی سخی" برخوانده عقل من
سوم از "رحلت نوشاه دین" بر گیر آسانش

۱۰٦٤

چهارم "نوشهٔ هادی سخی بود" ست خوش بشمر
تعالی اللّٰه چها تاریخها گفتم ز احسانش

۱۰٦٤

[123] فلک را هست تا حرکت، زمین تا در سکون آید
به عالم جاودان روشن چراغِ خاندان دانش

دیگر نظم[۳۱]

قلم افراشتم بر فکرِ نیکو
عَلم برداشتم در ذکرِ نیکو

چو فکر و ذکرِ من مجموع گشتند
همه اخلاق من مشروع گشتند

به مدح تاجدارِ دین و دنیا
به میدان شهسوارِ دین و دنیا

بخوانم نوشهٔ حاجی محمد
بدانم نوشهٔ حاجی محمد

فلک هم چون زمین شد خاک پایش
فرازِ عرشِ اعظم خاص جایش

شریعت مسندِ محمودِ او بود
طریقت مسندِ مسعودِ او بود

فنونِ معرفت یک یک عیانش
حقیقت معنی نُطقِ بیانش

گهی غواصِ بحر سرّ بودی
گهی این تعمیه خوش می گشودی

گذشت از کربلای "لا" وغیرش
همه در باغ "الّا" بود سیرش

Marfat.com

کـرامـت خـانـه زاد خـادمـانـش — سـلامـت در ستـادِ درس خوانـش
چـو در عرفانِ حق آگاهی ای داشت — ازان بـر جمله عالم شاهی ای داشت
بـه شـرق و غرب نامش آفتاب است — بـه تعریفش طبیعت را چه تاب است
کـجـا شپّـر پَـرَد بـر اوجِ خورشید — ولـی چـون ذرّه دارم مهـر اُمیـد
ز فـرزنـدانِ آن شـاهِ مـعـظّـم — کـنـون شـاه عـصمت اللّٰه شد مکرّم
بـه عـالـم مُـرشدِ گم گشتگان است — کـراماتـش چو خورشید عیان است
بـه مـفـلس توشه بخش آمد نگاهش — یـوَد اکسیـرِ دولـت خـاکِ راهـش
چه اکسیری که تأثیرش عظیم است — مـسِ قـلـب وجـودم زو سلیم است
هـمـه شـغـلـش بـه فکرِ قُدرتِ حق — هـمـه فـکـرش بـه ذکـرِ عظمتِ حق
بـه دریـای شهـادت آشنـا اوسـت — چو گوهر بیکران در مغز این پوست
[124] زهـی این مغز نغز دوست پرور — نه چون بی مغز شخصی پوست پرور
هـر آن کـس را سـعـادت رهبر آمد — سـرش در سـجـدهٔ ایـن خود درآمد
لبـاس عـظـمـت آمد راسـت قدش — زهـی ایـن خـوش لبـاس بخیه بدنـش
بـه هـر حـرفـش کلام پُـرمعانـی — بیـان اوسـت صـرف جـودگـانـی
لـب لـعـلـش پُـر از لـؤلـؤی لالا — بـه عـقـد عـلـم و عـقـل آمـد مُعلّا
فـدایـی فـدوی آمـد بـردرِ او — دعـاگـو خـانـدانِ آن شـهِ نـو

چـنـانکه تفقّدِ احوالِ رعایا و برایا و رعایت و حمایتِ ضعفا و درویش و گدا بر ذمّهٔ همتِ بـادشـاهـانِ صـوری لازم اسـت، هـمـچـنـیـن سلاطینِ ممالکِ معنوی یعنی اولیا را غور و مدد و محافظتِ احوالِ بادشاهانِ ظاهری اَلزم است.

چـنـانـچـه نـقل می کنند که؛ بادشاه شاهجهان به سیرِ کاشمیرِ جنت نظیر تشریفِ شریف فـرمـوده بـود. در تـمـاشـای کشتـی سـوار بود که بادِ مخالف آن کشتی را در گردابِ هلاکت انـداخـت و بـادشاه در قعر آب افتاده مشرف بالموت گشت. در آن زمان چهار کس از اولیای کمل[۳۲] رسیدند: یکی حضرت شاه و یکی میان شاه دَولا و دو دیگر که نامِ ایشان معلوم نشده. بـادشـاه را از قـعـر آب و عُمق گرداب برآوردند. بادشاه در تمامِ عُمر می کوشید که اگر ازآن

Marfat.com

چهار کس یکی را ببینم و بشناسم. چون ایشان را پروای بادشاه نبود، در اخفای خود سعی می نمودند. "بئسَ الفقیر علی[باب] الأمیر" درمدِّ نظر داشتند.

[125] نقل است از زبان میان محمد امین – نبیرهٔ ساهنپال – و او نقل از زبانِ خیر دین باغبان می کند، می گفت که؛ هر روز به خدمتِ موهبت حضرت نوشاه صاحب چند خیار نذر می گذرانیدم. به سببِ عارضهٔ مرض ازین سعادت چند روز محروم ماندم. چون شفایِ کامل و صحّت کامل شامل حالِ من شد، به طریق معهود آن نذر منظور ادا کردم. موجبِ ایامِ تعطیل را استفسار فرمودند. کیفیت عارضهٔ مرض معروض نمودم. از کمالِ الطاف فرمودند که بار دیگر سوایِ مرضِ موت رنجی و زحمتی و دردی و دوایی نخواهد بود. عرض کردم که حضرت سلامت! طبع من بر شیرِ گاومیش خیلی راغب است. فرمودند که مدام تا دمِ حیات نوشی و شیر در خانهٔ تو مهیا خواهد ماند. به موجب فرمودهٔ حضرت هیچ گاه شیر گاومیش از خانهٔ او کم نشد. و در آخر عمر مرضش روی داد. هرچند اطبّا به معالجه اش کوشیدند، قبول نکرد [و گفت که] که این مرض موت است و فردا رخت از عالمِ فنا به مُلکِ بقا خواهم بست. چنانکه روز دوم فوت شد.

Marfat.com

فصل
در بیانِ صاحبزادۀ وداد و با عدل و داد، صوفیِ صاف دل و از جمیع علایق و عوایق آزاد، مسند نشینِ شاه شاهان، حضرت میان شیخ رحیم داد- جیو-

که فرزندِ بزرگِ حضرت شاه سلیمان- جیو- اند. اگر چه از پدر تربیت یافته بودند لیکن چون حضرت شاه را کرم بخشی فرمودند هر دو پسر را حواله نموده بودند- چنانچه در ذکرِ وفاتِ حضرت شاه شاهان بالا مذکور شده [126] که حضرت شاه به هر دو صاحبزاده کرم بخشی نمودند- ازین سبب لازم شد که اوّل ذکر ایشان درمیان آرم.

صاحبزادۀ والا گوهر پاس شرع بسیار داشتند و احتیاط لقمه بسیار بود و به یادِ حق مستغرق بودند و پوششِ ایشان یک لُنگی پایان و یکی بالا و دستارِ سفید برسر که تمام سروپا به قیمت دو روپیه- کسری کم و بیش- می بود. اگرچه فقیر[1] ملازمت ایشان ننموده لیکن از میان شیخ کرم اللّٰه- خلف قبله گاهی حضرت میان صاحب میان نور محمد جیو- منقول است که؛ یک مرتبه در سیال کوٹ تشریف فرمودند و در دیوان خانه چارپایی های خواب مایان مع فرش افتاده بودند. پرسیدند که چهارپایی های از کیست؟ کسی گفت که چهارپایی های صاحبزاده است. سر جنبانده فرمودند که "فقیر زاده" می گویانند و متابعت نفس می کنند! به فقرا یک پارچه کفایت می کند که شب و روز به همان بگذرانند.

منقول است به زبانِ نبیرۀ شاه شاهان حضرت میان محمد شفیع که فرمودند: بیرون فالیز خربوزه بود و یکی از فرزندانِ ایشان نگاهبانی می کرد که پیاده ای- سپاهی وضع- آمده، خربوزه گرفت. چون صاحبزاده مانع آمد. شپات به روی مبارک ایشان زد. صاحبزاده گریان به خدمت آمده، ظاهر نمود. فرمودند که کردۀ خود خواهد یافت. همین که شب شد او را حالتی روی داد که پیش هر کس می رفت و منّت می کرد که برای خدا چند پاپوش برسرِ من [127] بزنید. تمام شب در تمام شهر به همین حالت گشت. چون صبح روشن شد به خدمت

Marfat.com

آمده تقصیر معاف کنانید و به حال قدیم خود باز آمد.

اکثر از ایشان خوارق هایی همین طور به ظهور آمده، لیکن اگر می نویسم، کلام طویل می شود، ازین سبب ننوشتم.

و مزار شریف ایشان در نزد مزار حضرت شاه سلیمان- جیو- در حضرت بهلوال است.

Marfat.com

فصل
در شأن صاحبزادهٔ با همت وجُود و قلندر مشرب فارغ از دنیا بود تا بود[1] و به ظاهر پریشان و در باطن همیشه در شهودِ حق حضرت میان تاج محمود

وضع ایشان آن بود که اکثر در سیر می بودند و ذوق تماشا بسیار داشتند.

بیت

یـار مـا بـا هـزار رعنـایـی
خـود تـمـاشـا و خود تـماشایی

چنانچه اگر کسی را مطلب بود صاحب شکلی را به خدمت می آوردند که او التماس می نمود و هرچه از زبانِ مبارکِ ایشان می برآمد، می شد.

چنـانـچه منقول است از چودهری جئیا- که سردار موضع کیلیانواله و از اخلاص مندان ایشـان اسـت- کـه؛ روزی حـضـرت میان تاج محمود اینجا تشریف آوردند و در تکیه نشسته بـودنـد و سـرداران دیگر از شرکایِ جئیا مذکور التماسی شدند که یاحضرت از شاه سلیمان- جیـو- و از شـاه حـاجی نوشه- جیو- چه چیز هایی است که از ایشان صادر نشده، الحال شما فـرزنـدِ ایشـان ایـد و بـاران نـمـی بارد و زراعت ها خشک می شود و عالم ته و بالا شد. توجه بـکـنـیـد کـه بـاران شـود و زراعـت هـا خشک نشود. احوال عجز آنها را [128] دیـده، خود بـرخـاسـتـه درمیان میدان صاف، در آفتاب رفته، نشستند و عین دو پاس روز بود که زمین چون تـابـه تپـیـده بـود. سـاعتـی نـگـذشته بود که از غیب ابر پیدا شد و باران باریدن گرفت و ایشان همانجا نشسته، تر می شدند. چون بسیار گذشت،مردم التجا نمودند که حضرت درون بیایید. هـمین که خود درون تشریف فرمودند، باران کم شد. فرمودند که باران بسند است یا دیگرهم مـطلوب است؟ اگرچه باران بسیار باریده بود لیکن آن [ها] دیگر خواستند. فقیری را فرمودند کـه بیـرون رفتـه بـگـو کـه چرا توقف کردی؟ ببار. فقیر بیرون رفته سر به جانب آسمان کرده.

Marfat.com

همین که گفت، باز شروع به باریدن شد. غرض که سه مرتبه به همین نوع تکرار شد. زمینداران گفتند که حضرت الحال بسند است. آن زمان باران ماند.

و از ایشان خوارق بسیار شده چنانچه هر چه از زبان مبارک برآمد، مقبول بود.

منقول است از زبان میان محمد آفتاب فرزند حضرت میان تاج محمود- جیو- که؛ مُلّا غازی نامی گوندل خادم حضرت شاه سلیمان- جیو- بود بلکه خود را به جای فرزندان قرار می داد. وضع حضرت صاحب چنان بود که نماز عشا به وقت گذشتن ثلثِ شب می خواندند. و تا آن وقت در مسجد می نشستند و یاران همه حاضر می بودند و چون نماز خوانده، تشریف به خانه می آوردند، مُلّا غازی تا دروازه همراه می آمد و خود اندرونِ محل تشریف می فرمودند و او از آنجا سلام کرده باز به خانه می رفت. همیشه [129] وضع او همین بود.

یک شب چون بر دروازه آمدند، فرمودند که مُلّا غازی بیا خبرِ دیوان ابوالفتح بیاریم که چشمانِ او را آشوب شده و آزار بسیار کشیده- و ابوالفتح یارِ صاحب کمال بود و در موضع سَدّا کنبو می بود[که] از بهلوال ده کروه است و دیوانیِ حضرت صاحب به او مقرر بود-. چون نزدیکِ آن موضع رفتند، میان ابوالفتح از صفایِ باطن معلوم کردند که حضرت -جیو- تشریف آوردند. به اهل خود فرمودند که بی بی به زود برخیز که حضرت تشریف آوردند. بی بی برخاست. حضرت اندرون آمدند و بر چارپایی نشستند. قدری نشسته دلبری و خبرپرسی نموده، رخصت شدند. باز به خانه تشریف آوردند. به دستور سابق مُلّا غازی رخصت شده به خانه آمد. چون به خانه آمدند، بی بی گفت که مُلّا امروز به زودی چرا آمدید؟ مُلّا گفت:بی بی شما چطور دانستید که ماشتاب آمده ایم؟ بی بی گفت که معتاد من این بود یک تاغ ریسمان تمام می کردم و دیگر را نصف، آن وقت شمامی آمدید. امروز همان یک تاغ تمام نشده که شما آمدید.

چون مُلّا غازی خوابید، در خواب دید که یک پیالهٔ شیر حضرت شاه به من داده و هَمُّون نام- که او هم خادم حضرت بود- به زور گرفته آن پیالهٔ شیر را نوشیده. چون بیدار شد افسوس خورده به خدمت آمده. حضرت خوابِ او معلوم نموده، فرمودند که مُلّا غازی من چه کنم که هَمُّون گرفته نوشید. مُلّا فریاد و الحاح کرد که حالِ ما چه خواهد شد؟ و دستار خود از سَر بر زمین زد و عصا از دست انداخت. فرمودند که بیا مُلّا! دستار برسر بنه و عصابه دست

Marfat.com

بگیر که شما را مرتبهٔ غازیان دادیم. از فرمودهٔ اوشان هر جا که مُلّا غازی برای جنگ می رفت فتح می شد [130] و در هر فوج که می رفت کسی پیش او نمی ایستاد.

با صاحبزادهٔ کلان میان رحیم داد- جیو- اخلاص زیاده می داشت. بعد وفات حضرتِ شاه، میان رحیم داد- جیو- و میان تاج محمود به سبب قطعهٔ زمین مناقشه داشتند. از طرف میان رحیم داد- جیو- مُلّا غازی یک چوب کریر مع خارها به دست گرفته برای زدنِ میان تاج محمود- جیو- برداشت. میان تاج محمود فرمود که: "مُلّا غازی شما را لایق نبود که چوب برای زدنِ من برداشتی. چه شد اگر دعویِ فرزندی داشتی، آخر نه فرزند بودی. ان شاء اللّٰه تعالیٰ هر دو دستِ تُرا از خدا شکست کنانیدیم. بهائی رحیم داد – حامی تو – هم حاضر است و برو پیش حضرت شاه هم فریاد بکن." کارِ قضا و خواست الٰهی چنین بود. همان روز مُلّا غازی برای درو کنانیدنِ غلّهٔ نخود خود بر سرِ آب دریای وِهَته رفت. به حکم خدا از غیب شیر پیدا شد و به سویِ مردمان آمد. همه کس از پیش دویدند و مردم بسیار بودند لیکن همه را گذاشته، آمده، هر دو دستِ مُلّا غازی گرفته، بشکست و هر دو بازوی او را شکسته، رفت. چون مُلّا غازی را بر چارپایی انداخته به خانه آوردند، میان تاج محمود برای پرسیدنِ او رفتند و پرسیدند که: "مُلّا غازی فرزندِ حضرت شاه منم یا شما اید؟" مُلّا غازی گفت که: "یاحضرت! صاحب فرزند اند." تا سه مرتبه هَمین جواب [و] سؤال شد. باز فرمودند: "مُلّا غازی! من برخدای تعالیٰ آن زمان رضامند خواهم شد [131] که هشت ماه بر چارپایی به آزار بمانی و [به] نهم ماه بمیری شاید که یک خارِ آن چوب فراموش شود و بدلهٔ آن خار شود که برای من برداشته بودی." خواستِ حق چنان بود. هم چنان شد. [به] نهم ماه به هزار درد و الم بمُرد.

منقول است که؛ میان تاج محْمود جیو به طرفِ وزیر آباد می رفتند و در اثنا راه در موضع گهوگهه، سیّد شاه رحمان جتی- اولادِ سیّد جلال بخاری- می بود و ظاهراً سیّدِ مذکور سگهای نزد خود بسیار داشت. وقتِ شب بود. حضرت میان چون نزدیک آن موضع آمدند، آن سگان آواز و فریاد کردند و راه اینها را بند کرده، ایستادند. همراه میان یک تهوتهو- نام میراثی- بود که غلول می داشت. فرمودند: "تهو تهو! این سگان را غلوله نمی زنی که می گزند و راه بند نموده اند." میراثی غلوله زد. سگان آواز کنان پیش شاه رحمان رفتند. شاه رحمان

Marfat.com

دشنام داد که ای نعلین دوز [از] این راه چرا می آیی و سگان را چرا می زدی؟ میان- جیو- گفتند که تو سگان را منع نمی کنی که فقیران را می گزند. ما را ادبِ سیادت شما است، دشنام نمی دهم لیکن - ان شاء اللّٰه تعالٰی- تا هشتم روز یا من آمده فاتحهٔ شما خواهم خواند یا شما فاتحهٔ من بگویید. حکمِ خدا چنین بود [به] هفتم روز سیّد شاه رحمان فوت شدند و [به] هشتم روز میان- جیو- آمده فاتحه خواندند.

منقول است از زبانِ میان آفتاب که؛ والد شریف من میان تاج محمود- جیو- در موضع پانڈوکے بر چاه نشسته بودند که ازان راه یک نو [132] عروس بر آمد. و خود حُسن پرست بودند. فرمودند که نقاب ازین پالکی دور بکنید. شوهرِ آن عروس و مردمان دیگر که همراه بودند بسیار دشنام غلیظ دادند بلکه می خواستند که بزنند لیکن ملاحظه کرده، رفتند. ظاهراً آن عروس دخترِ سردار زمیندار بود وسُنّه هم سردار بود. خود میان جیو در مراقبه شدند. چون یک تیر پرتاب رفتند نگاه به طرف پالکی او کردند. آن عروس از پالکی بیرون افتاد و خاک برسر انداخت و دیوانه شده در خاک می غلطید[غلتید] و زیور و پارچه همه در خاک آمیز شدند و خراب شدند. تا یک پاس گذشت. شوهر او و دیگر مردمان اطلاع یافتند. واقف شده آن زن را به خدمت آوردند که حضرت از مایان تقصیر از ناواقفی شده که ناواقف بودیم. اگرمی دانستیم که حضرت فرزندِ حضرت شاه شاهان اند، ما اولًا این را به خدمت می آوردیم. قدری آب برروی او زدند، به حال آمد. آنها همه اموال و متاعی که آورده بودند، پیشِ حضرت نیاز داشتند. یک چیرهٔ برهان پوری و چند لَڈو و میوه گرفتند و باقی همه اموال به اوشان بخشیدند و رخصت کردند.

اگر تمامی خوارق و احوال ایشان بنویسم کتاب علیحده باید.[۲]

نقل است[۳] که چوهدری مَهمان چهار فرزند داشت. سه از یک زن و یک از یک زن که نام او ساهنپال بود. از استماع احوالات عالیه و مقامات متعالیه، جناب فیض قباب حضرت شاه سلیمان کعبهٔ دل و جان، احرامِ سعادت جاودان بسته، جهتِ زاد و راحله و نذرِ حضرت مبلغ چهل روپیه از پدرِ خود- مَهمان - خواست. و مَهمان مذکور از مریدان میان سلیمان چدھڑ بود. گفت: "مربّی تو از قوم شرفا نیست که این قدر مبلغ ها برداشته برای نذر در آنجا برده شود. بلکه از جماعت نعلین دوزان است. مبلغ چهار روپیه کافی است." ساهنپال چهل

Marfat.com

روپیه – مبلغ مذکور – خفیه از خانهٔ پدر گرفته به خدمت حضرت آمده، در موضع بهلوال مشرف شد و مبلغ چهل روپیه نذر داشت. حضرت شاه از آن جمله مبلغ چهار روپیه گرفته، فرمودند که: "پدرت این قدر گفته بود." و فرمودند که از چوب رنگ کوب نعلین دوزان سرش خواهند شکست. ازین واقعه چند روز گذشته بود که مَهمان به شامت نفس و سرگشتگی روزگار، برزنِ خود– که مادر ساهنپال بود– آزرده شد و گفت که علی الصّباح ترا به جان خواهم کُشت. و مَهمان به حدّی شریر بود که از گفتهٔ خود – اگرچه آن کار بدتر بوده باشد– هرگز باز نمی گردید. زنش به کفش دوزیِ گفت که حیف است که فردا مرا به رسوایی خواهد کشت. القصّه، به شب چوب رنگ کوب از خانهٔ خود آورده، فرصت یافته، برسرِ مَهمان چنان کوفت که دمار از دماغ او برآورد و بمُرد. چنانچه بزرگان گفته اند:

گنج قارون که فرو می رود از قهر هنوز
خوانده باشی که هم از غیرتِ درویشان است
کردهٔ خویش آید پیش
چاه کن را چاه درپیش (٤)

Marfat.com

فصل
در شأن صاحبزاده با حلم و وقار، مستغرق در دریای وحدانیتِ پروردگار، کاملِ اکمل، حضرت شاه برخوردار

ایشان فرزندِ بزرگِ حضرت شاه بودند و ملازمتِ شاه شاهان نموده بودند و از نظرِ شاهِ شاهان [133] ایشان را جذب غالب شد. چنانکه از خود بی خود شدند.

فرد

تو ز خود گم شو، وصال این است و بس　　تو مباش اصلا، کمال این است و بس (۱)

و حضرت شاه شاهان شاه سلیمان- جیو- فرمودند که ای میان حاجی! میان برخوردار را از شما کم ندادیم. حضرت شاه خوش وقت شدند که الحمدلله فرزند من مقبول شد. لیکن صاحبزاده خدمتِ مهمانان بسیار می نمودند. حضرت دیدند که مست شدند و از خود بی خود گشتند. به خدمت شاه شاهان التماس نمودند که برای خدمت مهمانان همین است و میان محمد هاشم خُرد است و برای تحصیل علم مشغول است. هرچه رضا. تبسّم نموده فرمودند که خوب، در خاطر آن بود که مستِ مطلق شود که مردم بدانند که مستان چنین می باشند لیکن رضامندی شما در این است، در سلوک خواهد آمد و خدمتِ شما خواهد کرد.

آداب که در ایشان بود، در معتقدان نبود. گاهی بی حکم ننشسته بودند و همیشه مست وش می بودند. کسی روبه روی ایشان نمی تواند بود. و حضرت شاه خود مستغرق می بودند و ایشان دست بسته ایستاده می ماندند. هرگاه نظرِ مبارک بر ایشان می افتاد، می فرمودند که بنشینید! می نشستند.

هرچه تردّد بر تیاری مسجد و خانه هایی که شده، همه از میان برخوردار بود و الّا حضرت شاه همیشه خود مستغرق می بودند و میان محمد هاشم خُرد بود و به تحصیلِ علم مشغول بود.

میان برخوردار- جیو- درکارها چنان دسترس داشتند که در آن ایام بادشاه-

Marfat.com

شاهجهان- به جانبِ کابل مهم فرموده بود و برای عبور نمودن از دریایِ چناب حکمِ پُل کرده بود. حضرت شاه صاحب فرمودند اگر میان برخوردار را شاهجهان حکم پُل کند، در یک روز پُل تیار کرده دهد.

بابرکت بسیار بودند و دهن آنها ناودانِ قضا بود. هرچه از زبان او می برآمد، همان می شد.

نقل است که؛ حضرت شاه چوب هایِ دیار وغیره گیلی ها برای مسجد و خانه ها آوردند. برای آوردن از دریا مردم ها جمع کرده همراه خود برده بودند. همه چوب ها را بر آوردند و یک گیلی بسیار گران بود و کلان، از صد دو صد آدمی نمی برآمد. چنانچه از همه کس بماند. فرمودند: میان برخوردار از یک طرف شما بگیرید و [از] یک طرف من می گیرم. هر دو گرفته، زور کردند و کنارهٔ دریا بسیار بلند بود، چنان گرفته برتافتند که از کناره چند گز بالا رفته، افتاد. همه کس حیران شدند که این زورِ آدمی نیست، زورِ ولایت است. حضرت فرمودند که میان برخوردار! من نمی دانستم که شما چندان زور دارید!

نقل است که؛ روزی حضرت میان برخوردار را برای گرفتنِ گاوان و برای آوردن چوب ها برارابهٔ گاوی، به خانهٔ شخصی فرستادند. بیگان- نام زنِ آن روستایی بدبخت- گفت که: "میان! گاوان ما برای هلاک کردن می گیری؟ گاوان ملِ به خانه نیست." باوجودِ آن که گاوانِ او اندرون بودند. همین که میان پشت داده به خدمت حضرت آمدند، حضرت فرمودند که میان برخوردار آن زن چه می گفت؟ میان گفت که: "می گفت گاوانِ من برای هلاک کردن می برید." [135] فرمودند که از زبان خود می گفت و می خواست. همان ساعت هر دو گاوان بیهوش شده، افتادند آن زن مع شوهر فریاد و ناله کرده، دویده به خدمت آمده و تقصیر معاف کنانیدند. حضرت حکم کردند که میان برخوردار برو آب بر گاوان مذکور بینداز. یک گاوپیش از رفتن میان جیو بمُرد و یک ماند. بر او آب انداختند. به حال آمد.

روزی به خانهٔ بهیرو - نام لُودهرا- میان برخوردار را فرستادند که چاه برای آب دادنِ قطعهٔ زمین به طریقِ عاریت ازوخواسته بیاید. چون ایشان رفته چاه خواستند، آن بهیرو جواب داد که: "چاهِ من برای شکست کردن می خواهید و من ویران شوم؟" ایشان آمده پیش حضرت شاه ظاهر کردند که این طور آن روستایی گفته است. فرمودند: "خود خواسته است.

Marfat.com

همچنین خواهد شد." چون صبح شد، آن روستایی برچاه رفت. چه بیند که تمام چاه شکسته و ریخته است. بارها چاه نو آنجا کندیدند و پخته کردند، باز شکسته می شود. تاحال هشتاد سال شده است که در آن زمین چاه مرتّب نمی شود و راست نیاید.

منقول است: روزی حضرت میان برخوردار جیو کهیس بُوک بند بالا کرده و شمشیر در کمر بسته، به خدمت حضرت رفتند که من به جانب موضع مَتے کے هنجرا — که خانهٔ خسر اوشان آنجا بود — رخصت می شوم. حضرت فرمودند که میان برخوردار بر شما شال ها خوب می زیبد کهیس چیست؟ و شمشیر هم دور بکنید که فقیر را زبان شمشیر باید بلکه دلیل دل شمشیر باید. همچنان کردند. [136] چون رخصت شده به موضع مَتے کے رفتند، روزی به خانهٔ خسرِ خود نشسته بودند که دختر زمیندار،خوب صورت و حُسن صوت بسیار داشت و به خوش الحانی چیزی می سرایید که ایشان رفته شنیدند. آن دختر چون ایشان را دید، خاموش شد. و ایشان سرود می شنیدند. فرمودند که فلانی چیزی بگو. او نگفت و گفت: "من مطربه نَیم." خاموش ماند و برخاسته به خانه رفت. همین که به خانه رفت، آزار درد شکم چنان پیدا شد که قریب به هلاک [شدن] رسید. هر چند دوا کردند هیچ خیر نشد و مادر و پدر او را خبر شد که آزارِ این از این سبب است. لاچار شده به خدمت آوردند. حضرت فرمودند که چیزی سرود بگوی خیر خواهد شد. هرگاه که او سرود کرد، همان ساعت او را خیر شد. هیچ اثر آزار نماند که گویا بهانه می کرد.

منقول از زبان میان رحمت اللّٰه -جیو- که؛ روزی والدِ من - حضرت میان برخوردار - بر چاه موضع اگرویه رفته گندم پاک کنانیده در کنبل پشتاره جاموس بسته نگاهداشته بودند که محصّل رفته پیش حاکم ظاهر کرد که فلانی گندم پاک کنانیده. آن حاکم در اگرویه آمده بود و قرغ می کرد که گندم کسی پاک نکند. حاکم خود سوار شده ،برچاه آمده، جست و جو کردند. حلال خور[۲] را زدند که به زودی گندم مرا بنما. آن حلال خور[۳] منکر شد که اینجا کسی گندم پاک نکرده و بر آن پشتاره قدری بُهس انداخته بودند. بارها پیاده ها بر آن پشتاره رفته [137] با دست تجسّس کردند، هرگز نیافتند. چون حاکم به هیلان رفت، به همان شب بسیار آزار دید. فردا پنج روپیه به دست پیاده فرستاد و معذرت خواست که تقصیر معاف شود. حضرت تقصیر معاف کردند. شفا یافت.

Marfat.com

با مفتیانِ بُچّه از قدیم الایام قرابت و خویشی مقرر است. به تقریب شادیِ میان برخوردار -جیو- مع مردمان آن قبیله در موضع مَنیس رفتند. در حوالی آن موضع، خُجَلِّی- نام خادم حضرت شاه صاحب- بود. به شب در خانه اش نزول فرمودند. از اینجا که خدمت حضرت سرمایهٔ سعادت ابدی بود، شقاوت سرمدی دانسته، تن در ادایِ خدمت نداد و [او] چنان صاحب حالی بود که پروانه وار صغار و کبار گردِ شمع رُویش جانها بر کف نهاده و دیوانه طور ثیبات و ابکار در تارِ مویش دل از دست داده. به غرورِ نفسانیت ازین بی خبر که این نهنگِ بحرِ طریقت و هژبرِ برِّ حقیقت صد هزار را مثلِ من از بطشِ قهر در قعرِ چاهِ هلاکت اندازد. چون مردمانِ قبایل کم خدمتی او را دیدند از راه بی تکلّفانه سخن طعنه آمیز گفتند که زهی خادمانِ شما که مدارات لقمهٔ طعام و یک پیالهٔ آب هم نکرد! از استماعِ این سخنان ایشان را به دل غیرتی رسید که این احمقِ دُون همّت چه کرد که چنین قصور از خدمتِ ما کرده؟ ناقل میگوید: از زبان همان خُجَلِّی فقیر شنیدم که مویهایِ سر داشتم. [138] آوازِ مقراض می شنیدم که کسی می تراشد. تا در ساعتی همه مویهای سرِ من بیفتاد و آن چه نقدِ حال داشتم از کیسهٔ وقت من در ربودند و محروم ازلی شدم.

نقل است از زبان صاحبزادهٔ والا گوهر، فضیلت پناه، کمالات دستگاه، میان جمال الله جیو- که خلف خُرد حضرت میان برخوردار است- که؛ حضرت شاه - یعنی نوشه صاحب - به والدم- میان برخوردار- در خُرد سالی می فرمودند که میان برخوردار! مثل شما مردی باید که در خواب هم به خواندن مشغول باشد. از برکتِ فرمودهٔ حضرت شاه اکثر اوقات ایشان در خواب می خواندند و ما نزدِ ایشان نشسته می شنیدیم. چنانچه یک روز تمام غزل [کذا: قطعه] *گلستانِ* شیخ سعدی شیرازی قدس الله سره:

"گِلی خوشبوی در حمام روزی
رسید از دست محبوبی به دستم"

را در خواب می خواندند و من نشسته می شنیدم.

اگر تمامِ احوال ایشان بنویسم کتاب علیحده باید.

مزارِ شریف ایشان در چک ساهن پال نزدِ حضرت شاه واقع شده.

Marfat.com

فصل

در ذکرِ صاحبزادهٔ والا گوهر، پیشوایِ زمان و مرجعِ عارفان و مقتدای واصلان، بُرهانِ شریعت، سلطانِ طریقت، گنجِ حقیقت، بحرِ معرفت، هادیِ اهل اللّٰه، در علمِ ظاهر کامل و در علمِ باطن مکمّل، حضرت شاه هاشم دریا دل

نظم

شاه هاشم که بود دریا دل — حاتم از جُودِ [139] او شد است خجل
زین سبب شد خطابِ او "دریا" — که نشد در سخا کسی همتا
عالمِ باعمل همین او بُود — که به قول و به فعل یک رو بُود
باطنش با خدا مدام خطور — کرده با علم ظاهرش مستور
حلم و علم و عمل به هم بسته — گشته آزاد، از همه رَسته
نظرش کیمیا اثر نظری — روشنی بخش قلب فیض اثری
از کرم یک نگه به کس می کرد — یافتی صد شفا ز رنج و ز درد
طالبانِ خدا به پیش درش — همه اُمیدوار یک نظرش
روشنی بخشِ قلب دیدارش — گشته ریحانِ رُوح گفتارش
شاهبازِ بلند پروازی — شد به میدانِ عشق جانبازی
دارد امیدِ یک نظر احمد — تا شفایابد او ز نفسِ بد[1]

و حقیقت ایشان آن بود که به اخفا بسیار می کوشیدند و تا دریافتِ حوصله نمی کردند، تلقین نمی نمودند.

چنانچه منقول است از زبان عبداللّٰه- خدمتکارِ قدیم که از خُرد سالی در خدمت بوده- که؛ روزی در چک ساده - که مکانِ بودنِ سیّدِ برحق محمد صالح بود - خوابیده بودند زیر درخت. من و رحیم دین در خدمت بودیم و مشت مالی می کردیم وایشان را حرارت چنان شد

Marfat.com

که دستِ ما به بدن می رسید، گرم می شد. گاهی به این پهلو و گاهی به آن پهلو می شدند. من به رحیم دین گفتم که امروز احوال حضرت دیگرگون است، نمی دانم سبب چیست؟ از صفایِ باطن دریافته، فرمودند که خواهی معلوم کرد، از رحیم دین چه می پرسی؟]140[ساعتی نگذشته بود که فقیری ژنده پوش آمده در زیر درخت نشست و آه کشیده گفت که یا قسمت کجا آورده ای و به کجا خواهی برد؟ به فقیر فرمودند که ازین فقیر بپُرس که از کجا آمده ای و اراده به کجا داری؟ چون پرسیدم، او گفت که: "وطن من از اکبر آباد پانصد کروه است و در خواب، فقیری دیدارِ خود را نموده و محبّتِ خود در دل من انداخته و اشاره [به] دریای چناب کرده و اسم خود و ولی نعمی خود را نشان داده و نامِ اوشان از من فراموش گشته، حیران می گردم." فرمودند که نامِ شاه دَولا و بزرگان دیگر – که در نواحی پنجاب بودند– بگیر. من نام همه را گرفتم. باز فرمودند که نامِ حضرت شاه را بگیر. چون نامِ حضرت شاه را گرفتم، شنیده، خوش وقت شده، گفت که نام ولی نعمی ایشان این است. باز من گفتم: "اگر بینی، می شناسی؟"[۲] گفت: "شخصی که مرا تا اینجا آورده چرا نمی شناسم!" باز من گفتم که رنگِ آن بزرگ و صورت چگونه است؟ گفت که رنگ گندم گون است به سبزی مایل و محاسن مبارک بسیار کلان نیست، شاید به مشت بیاید.

نظم

سبزهٔ دامنِ نسرین ترا بنده شوم ابتدای خطِ مشکین تُرا بنده شوم
اللّٰه اللّٰه ز که این فایده آموخته ای حرف نا گفتنِ تمکینِ ترا بنده شوم

من دانستم که سبب آن گرمی و بی طاقتی این بود. من نام حضرت را گرفتم. [141] فقیر همین که نام را شنید، رنگش شگفت.

فرد

آوارهٔ این نامم، من بستهٔ این دامم
از بادهٔ دیدارت لبریز نمک جامم

من به دست اشارت کردم که ایشان خوابیده اند. او زیاده خوشدل شد. به من فرمودند که حقیقتِ ما ظاهر نخواهی کرد. فقیر گستاخی نموده التماس نمود که یا حضرت خود از هزار کروه آوردید، الحال به این غریب چرا تعّب می دهید.[۳]

Marfat.com

آن فقیر خود از اشارهٔ من دریافته بود. آمده، قدم بوس کرد و نظر او به روی مبارک افتاد. طُرفه حالت بر او شد. حضرت که به جانبِ او نظر انداختند و هر دو طالب و مطلوب که چار چشم شدند، مرا مشاهده شد که گویا نوری از این جانب آمده در وجودِ او ضَم شد و چند پارچهٔ نان به ما دادند. همین که آن پارچهٔ نان را فقیر خورد ، بی خود شده افتاد، مدتی بیهوش ماند. چون به هوش آمد، او را گفتند که به وطن برو و مرا گفتند که این را تا یک کروه برده، رسانیده، بیا که کسی معلوم نکند. چون بر گشته، آمدم، از زبانِ مبارک فرمودند که مردی شود که مردم بدانند که مردان چنین می باشند.

از زبانِ عبدالله نیز منقول است که؛ تنها، وقت شام، به جانبی می رفتند. شخصی نشناخته، پُرسید که کیستید که می روید؟ به خوش طبع از زبان مبارک برآوردند که برای گرفتن گاوان می رویم! من گفتم: "یاحضرت! این که از زبان مبارک صادر شده یقین [142] که شُدنی است. تصدیع خواهد شد." پنج شش گهڑی نگذشته بود که میان محمد تقی – فاضل که در چیمه چٹهه می باشند [و] حضرت از ایشان در سیال کوٹ چیزی خوانده بودند، اگرچه ایشان در تحصیل خدمت مولوی عبدالحکیم با میان رحمت الله و مولوی عبدالله هم سبق بودند، لیکن نسخه ای از ایشان هم خوانده بود – کسِ ایشان رسید که یا میان! هشت گاوِ ما دزدان برده اند. از هر جا که می دانید تجسّس نموده، پیدا بکنید. رو به جانب من کرده فرمودند که "از ماست که برماست." مرا گفتند که مادی زین بکن. چون مادی زین کردم، حضرت برخاستند، سوار شده، روانه شدند. اگرچه از ایشان پوشیده نبود، لیکن از برای امتحان از من پرسیدند که به کدام سمت باید رفت؟ از اثرِ دلِ ایشان از زبانِ من برآمد که از اگرویه – نام موضعی است که یک نیم کروه از دولت خانه می باشد – شده هرجا که خاطر شریف برسد خواهیم رفت. چون نزدیکِ اگرویه رسیدیم، جود هه – نام مقدمِ موضع اگرویه – سواریِ حضرت را شناخته، دویده، آمده، قدم بوس کرده، التماس نمود که یا حضرت! درهمچو گرمی سبب از خانه برآمدن چیست؟ من حقیقت بدو گفتم که گاوانِ میان محمد تقی به دزدی رفته اند و ایشان برما نوشته که از هرجا که دانید، پیدا نمایید. او گفت:" گاوان برذمّهٔ من آمدند. حضرت در سایه بنشینید." حضرت فرمودند: "شما گاوان به خاوندان برسانید، ما برگشته، به خانه می رویم." او هر چند التجا [143] نمود، ننشستند. گاوان درمعلومِ او، در

Marfat.com

نکی – نامِ موضعی که نزدیک به چیمه چٹهه است – بودند. او رفته به میان محمد تقی – جیو– رساند.

آن چه برین احقر [٤] معلوم شد آن چنان است که، فقیر درجهان آباد بود. شبی در واقعه می بینم که حضرت درپیش اند و من از [= در] عقب. و از خانه برآمده به جانب دریا می روند و فقیر همراه است. چه می بینم که از آن جانب فقیری به جذب می آید و ایشان نیز آستینها بالاکرده به مقابلهٔ او مستعد شدند. فقیر قدم پیش گذاشت که به مقابلِ او من شوم. مرا مانع آمدند و خود رسیده هر دو دست او گرفته، او را این طرف و آن طرف جنبش دادند [و] برتافتند که چند قدم جانبِ یسارِ ایشان رفته، افتاد. از زبان مبارک فرمودند که این هم خود را از یارانِ بزرگِ حضرت شاه گویانند. چون از یاران تحقیق نمودم که در آن سمت از یارانِ حضرت شاه کسی هست که از اطاعتِ امر سر پیچیده باشد؟ شخصی واقف بود او ظاهر نمود که [در] واقع یک یار از یارانِ حضرت شاه است که نظر او این بود که بعد از حضرت شاه، نعمت به من خواهد رسید و براحوال خود و مهربانیِ حضرت شاه بسیار مغرور بود. لیکن نمی دانست احوالی که حق تعالٰی برایشان بخشیده و مرتبه ای که به ایشان نصیب شده همچو او اگر سالها تربیت شوند، جزوی ازان حاصل نتوانند نمود و از اسراری که ایشان واقف بودند آنها را این [144] حوصله کجا که توانند تحمّلِ این اسرار کرد. چون معلوم شد، واقعهٔ آن عزیز همان شب شد.

منقول است از اعزّهٔ جمهور که؛چون واقعهٔ ساهنپال شد، سردار جوکالی –مبارک[میرک؟] نام بود که با او دشمنی داشت – قابو یافته، فوج حاکم را بر این موضع آورد که عبدالوهاب– مقدمِ موضع منگووال– که غیرحاضر شده، مال و مویشی او در چک ساهن پال است. چون فوج آمده، پسرانِ چودهری– رحمان قلی– را بستند و در موضع شور افتاد. حضرت به جانب دریا رفته بودند. چون عبور به دولتخانه فرمودند، راه قریب به فوج بود. از زبانِ مبارک برآمد که این شیطنت میرک است که چودهری را مُرده دید و پسران او را خُردسال دانستند. چون قریب به سواران رسیدند، فرمودند که میرک نام در این سواران کدام است؟ شخصی نمود که آن سوار که پشت داده، ایستاده است. نظرِ غضب به جانب او نموده فرمودند که آن چه کسی کرده است، یافته است و آن چه کسی خواهد کرد، خواهد یافت. همین که از آنجا به خانه رفتن قصد نمودند، دنبل بر پشت او برآمد و در چند روز جان به حق سپرد.

Marfat.com

منقول است از صاحبزاده میان تاج الدین که؛ روزی نشسته بودند و من به خدمت حاضر بودم که شخصی را بر چارپایی انداخته آوردند که دست و پای او بند بود و آن مرد حافظ بود. فرمودند که به درگاه ببرید خوب خواهد شد. چون او را به درگاه بردند او سورهٔ مُلک را شروع کرد. همین که سوره [145] تمام کرد، بندهای او وا شد. پیاده باز به خدمت آمد. فرمودند که همین ساعت رخصت شو. او را رخصت نمودند، لیکن او همیشه به خدمت آمدورفت داشت.

حقیقت خوارق ایشان را چه قدر توانم نوشت؟

نیز منقول است که؛ حضرت شاه به خواندنِ علم و نوشتن بسیار تأکید می فرمودند. چنانچه میان برخوردار را به لاهور فرستادند و میان محمد هاشم را به سیال کوٹ. به حدّی تأکید فرمودند که اگر خبرِ ارتحالِ ما ازین دارالفنا به دارالبقا استماع یابید فاتحهٔ ما هم در آنجا خواهید خواند و بغیر از کمال فضیلت به خانه نیایید. چنانکه هر دو برادر به کمال فضیلت رسیدند و جوهر قابلیت ها حاصل نمودند. چنانچه خطِ میان برخوردار جیو به مثابه ای خوش خط بود که شخصی بی اطلاعِ ایشان جزوی مرقومهٔ ایشان پیشِ وزارت پناه سعدالله خان گذرانید. مشتاق شده ایشان را طلبیده. چون ایشان را معلوم شد که برای دیدن خطِ می طلبند، خطی زبون و شکسته که لایقِ پسندِ آنها نباشد، نوشته، در بغل پنهان کرده، پیشِ خانِ مذکور رفتند. سعدالله خان گفت: "شنیدم که خطِ شما بسیار خوش است." ایشان آن جزوی که در بغل داشتند، گذرانیدند. سعدالله خان این خط را ملاحظه نموده، جزوی که سابق پیشِ او بود، برآورده پیشِ میان- جیو- نهاد و گفت که ای صاحبزاده! این هم خطِ شما است، به ما چرا مغالطه می دهید؟ و بسیار [146] مبالغه نمود که البته نزدِ من مهربانی نمایید تا منصبِ شما از بادشاه مقرر نمایم. ایشان فرمودند که پدرِ بزرگوار دارم، به خدمتِ اوشان می نویسم آن چه ارشاد خواهند فرمود، معمولِ عمل خواهد شد.

فرد

چگونه باز در پرواز آید
دوالِ او به دست باز دار است

به جناب حضرت خطّی نوشتند که وزارت پناه سعدالله خان به التفات کمال می خواهد و

Marfat.com

آرزو می کند که پیشِ من باشید تا منصب شما مقرربکنم. حضرت فی الفور جواب خطّ نوشتند که منصب دارانِ معبود را لایق نیست که منصبِ عبد اختیار کنند، به خانه برخاسته، بیایید.

بیت

به دستْ آهکِ تفته کردن خمیر
بـه از دسـت بـر سینـه پیـشِ امیر (٥)

چنانچه ایشان به مجرّد رسیدن خطّ به خدمتِ حضرت آمدند.

الـحـال بـه هزار در هزار وسایل فقیرانِ این زمان به تقرّب امیران به جان می کوشند و آن بلند همّتان از صحبت ایشان چنان انحراف می فرمودند.

منقول است که؛ وقتِ وصالِ حضرت یاران التماس نمودند که اشارتِ سپردِ ما به جانبی شـود. فرمودند که ای یاران! من مجذوب نبودم که در وقتِ مُردن، کسی را خبری ندهم (٦) و نه شیـخ کـه عـصـا و مـصلّی و طاقی و دستار بدهم. من فقیر بودم، هر که مرا دیده، موافق نصیب، چیزی بر او داده ام.

دریـن اثـنـا لـقمان چودهری – زمیـنـدارِ مـوضـع خـالق پور وڑایچ، خادم بود– در خـاطر گذرانید که میان پیر محمد وغیره یارانِ حضرت که اکثر اوقات ها هو [147] به غلغلات اذکار فـی" الـعشـیّ والابکار"[آل عمران /٤١] اشتغـال دارند، بـه خلاف، هر دو صاحبزاده – میان برخوردار و محمد هاشم – کـه گاهی در مسا و پگاه آهی از درد و شوق برنمی آرند. فرمودند که از پسرانِ من می گویید به نسبتِ یاران که جزوی سِرّ از اسرار الٰهیه بر ایشان عطا فرمودیم و احوال بر ایشان کشف شده، طاقت ضبط و حفظ آن نتوانستند آورد و به هاوهویی می پردازند و هـزار هـزار اسـرارِ الٰهیه نامتناهیّه که در کانونِ سینۀ بی کینۀ هر دو فرزند دلبند نهادم. از آنجا کـه صدر این هر دو والا قدر أن "أرض اللّٰه واسعة" [النساء / ٩٧] است. حینی از احیان احدی مـعلوم نکنند و حوصلۀ کمال اینها بود که برداشت نموده اند. "مشک آن است که خود ببوید نه آن که عطّار بگوید." هرچه هست خود ظهور خواهد گرفت.

بیت

هـر قـطـره بـه کُنـه دریا نـرسد
هـر ذرّه بـــه آفتـابِ والا نـرسـد

Marfat.com

بی بی سایران[۷]- دختر حضرت- التماس نمود که: یا بابا! چک[۸] را ملتان خواهی کرد؟ فرمودند که ای سایران غم مخور که ملتان کرده ام.

از زبانِ لوح ترجمان جریان فرمودند که: حق تعالٰی تمامِ اولادِ ما که تا روزِ قیامت از کتمِ عدم به وجود خواهد آورد، مرا بنموده. اکثری صاحبِ شوق و ذوق و صاحبِ تأثیر خواهند شد و بهتر و مهتر خواهند بود و در تمامِ دیار حکمِ اوشان خواهد بود.

نیز فرمودند که: اگر برای اولاد دولتِ دنیا می خواستم، چندان می شد که دیوار خانه های ایشان [148] از زرمی شد، لیکن فقر نمی ماند. الحال پارچه های چهار صدی و پانصدی و نان و دال بسیار خواهد بود و فقر تا روز قیامت خواهد ماند.

آخر کرمِ الٰهی شامل حالِ هر دو پسر شد و غلغلهٔ ایشان در عالم افتاد و روز به روز کارِ ایشان بالا گرفت و به مردم هم معلوم شد [که] کرم بخشیِ حضرت شاه به هر دو فرزند و به اولاد ایشان شده و رجوع خلق بر ایشان شد و کسی که گردن تابی نمود، به سر افتاد.

و نیز حضرت شاه فرمودند که: حکمِ بزرگانِ این ولایت تاحین حیات ایشان است و حکمِ اولادِ من تا قیامت خواهد شد. چرا که همین طور ارشاد از حضور پرنور حضرت رسالت پناه- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- به وساطتِ حضرت شاهِ شاهان شده بود که در آن مُلک حکمِ شما و اولاد شما خواهد بود. تاحال ظهورِ این خاندان روز به روز در ترقّی و تزاید است.

بیت

هر که خدمت کرد او مخدوم شد

هر که خود را دید او محروم شد

و بعضی یاران که کارِ ایشان ناتمام مانده بود، از توجهِ ایشان اتمام یافته و از ایشان بسیار مردم بهره مند شدند.

از میان محمد هاشم جیو سه فرزند شدند:

یکی **حضرت میان فضل اللّٰه**، که درحیات حضرت وصال یافت.

و دیگر **حضرت میان عظمت اللّٰه**، که بعد از وصال ایشان برسجّادهٔ هدایت متمکّن شد و بسیار کس از ایشان بهره مند شدند. لیکن خواست الٰهی بر این منوال بود که بعد از دو سه سال از وصالِ حضرت، وصال ایشان [149] نیز شد.

Marfat.com

از زبان قاضی رضی الدین جیو منقول است که؛ چون وصالِ میان محمد هاشم شد، خاطرِ من آزرده شد. چون غمگین شده، به شب خوابیدم. در واقعه حضرت شاه را دیدم. فرمودند که: "فلانی غمگین مشو ازین که پسرانِ محمد هاشم خُرد سال مانده اند و واقعۀ محمد هاشم شد. الحال من خود خبردارِ خانۀ آنها ام. هرگاه که به کرمِ حق بر مسند محمد سعید خواهد نشست، روز به روز ترقی و تزاید خواهد بود و فتح و نصرت زیاده تر از سابق و برکت افزون خواهد شد."

و خلف سوّم **حضرت میان محمد سعید**، شاه زمان، حاتم وقت، هادی طالبان، سلّمه اللّٰه بقائه. حق تعالٰی این برگزیدۀ آفاق را بر مسندِ هدایت متمکن داشته به عمر طبیعی رسانَد. چند بیت در اوصافِ ایشان و التجای خود به خاطر آمده، نوشته شد.

گر قبول افتد زهی عزّ و شرف.

مثنوی

ای بخت سعید، نیک اقبال — وی قرعۀ طالعت نکو فال
ای هادی بی ریا و بی ریب — ای مسند فقر را تویی زیب
حق داد چو با تو سرفرازی — شهبازِ حقیقت و مجازی
ای دیگ محبّتِ تو در جوش — وی شاهدِ مطلبت در آغوش
دولت دادت خدا و همت — تا با که و مِه کنی تو قسمت
بر جادۀ اَبّ و جد نشستی — حق داده ترا چو چیره دستی
احمد که غلامِ عذر خواه است — افتاده به در، چو خاکِ راه است

چون ذکر اولادِ ایشان اندک بود لهٰذا مقدّم بر ذکر اولاد حضرت میان برخوردار -جیو- نموده شد. و اولاد میان برخوردار و ذکر اولادِ ایشان بسیار بود، متعاقب ذکر نموده می شود.

بدان که حضرت میان برخوردار- جیو- را شش پسر بودند که هر یک صاحب حال و قال بود.

Marfat.com

فصل
در ذکرِ اولادِ حضرت میان برخودار– جیو– که پسر کلان حضرت شاه بود.

اوّلاً: **میان عنایت اللّٰه**، که تولّدِ ایشان در عهدِ حضرتِ شاه شده. به سنِ نه سال بود و به خدمتِ حضرت میان عبدالرحمٰن- ساکن بهڑی- ارادت داشتند. از توجّهِ ایشان یازده سال ترکِ طعام کردند که یک لقمه در حلقِ بی قلقِ ایشان، که از نظرِ اوّلِ مرشدِ کاملِ مکمّل تجلّی صمدیّت به ایشان مکشوف شد، نرسید. روز و شب به استغراق مستغرق می بودند و به غایت تفکّر– "التفکّر ساعةٍ خَیر من عبادة سنتین"– اشتغال داشتند.

بختاور – مقدمِ موضع ٹھٹه عثمان – می گوید که میان– جیو– در موضع مذکور برای نیشکر خود در گڑهال روز و شب می بودند. یک شب در گڑهال رفتم. در نیم شب دیدم که تمام اعضای ایشان از یک دیگر جدا افتاده. من حیران و پریشان شدم که آیا دزدی افتاده که ایشان را مقتول نموده؟ اما اگر دزدان افتادی البته به ما هم خبر شدی و شور افتادی. در همین تحیّر بودم که حضرت میان صاحب – میان شاه عظمت اللّٰه جیو – را دیدم که بر اسپ مادّه سیاه سوار رسیدند. تعجّب من زیاده تر شد که در مقفّل است و دیوارها کلان، آیا به کدام راه ایشان رسیدند؟ و من می شنیدم که می گفتند: ای بختاور! زنهار زنهار اظهار اسرار [151] فقرا نباید کرد. امّا از آنجا که مادهٔ بشری است، ازو سخن برآمد تا به افواه عوام رسید.

فرزند دوم: **میان سعداللّٰه**، که به غایت متبرّک بود و به علمِ حکمت اشتغال داشتند. مریضان مرض مادر زاد از تیمّن دستِ مبارکِ ایشان شفا یافتند و به صحت رسیدند.

منقول است که؛ چون تولّد ایشان شد، برای دیدن ایشان حضرت شاه رفتند و به غایت خوش شدند و فرمودند که چشمِ این همچو بازان می بینم. تا به سن چهار سالگی رسیدند. هرگاه که وقتِ خوردنِ طعام شدی برای خواندنِ حضرت را ایشان رفتندی و تاج الدین [1] –نام پسر بی بی سایران خاتون که دخترِ حضرت شاه[2] بود– چون این هر دو باهم رفتندی، میان

Marfat.com

سعدالله، میان تاج الدین[۳] را می گفتی که من پیش می روم و تو پسِ من بیا. حضرت می دیدند و تبسّم می فرمودند که به زورِ دعوی وراثت خود پیش می رود! و هر روز دو فلس به این هر دو می دادند. روزی حضرت پرسیدند که میان سعدالله شما پیسه را چه می کنید؟ گفت که آیسه– نامی مطر به– نزدِ من می سراید او را می دهم. و از تاج الدین[٤] پرسیدند که تو چه می کنی؟ گفت که مادر من به بافنده می دهد که پارچه برای بافتن به او داده و تانهٔ او کم شده بود. فرمودند: "تانهٔ سایران گاهی تمام نشد!" تأثیر فرمودهٔ حضرت تاحال در اولاد سایران خاتون است که اگرچه پارچه به بافنده می دهند گاهی ریسمان [152] ایشان برابر نشده، بلکه کم آمد.

نقل است که؛ چون حضرت میان برخوردار، ایشان را علیحده از عیال فرمودند، گاومیش بچّه دارِ شیر آور حضرت میان– جیو– داشتند. بچه اش به ایشان عطا فرمودند و گاومیش به میان نصرت الله جیو دادند. ایشان گفتند اگر هر دو به من عطا شوند بهتر والّا هر دو خواهند مُرد. روز هشتم گاومیش مع بچهٔ او بمرد.

نقل است که؛ در موضع بهاگت خود کاشته داشتند و زمیندار موضع دهریک، سَیْدا نام، اکثر اوقات به متعلقان ایشان– به سبب آن که آن موضع در سرْداری او بود– تصدیع رسانیدی و ایشان به صبر می کوشیدند. روزی گفتند که ای سیدا! بارها به من مزاحمت رسانیدی و ما به صبر می گذاریم. الحال به غضب خدا گرفتار خواهی آمد. دو پسر داشت هر دو قابل به حدّی بودند که کار قصبهٔ پرگنهٔ هیلان را سرانجام دادندی. دراندک روز هر دو مُردند ودیه را دزدان زدند و سیدا نابینا و خراب شده، به دروازه ها به گدایی می گردید. باقی عمر به همین خرابی و مذلّت گذرانید و مُرد.

فرزند سوم: **میان رحمت الله** – جیو–؛ که تولد ایشان هم در عهد حضرت شاه[٥] شده. چون بعد تولّد ایشان را دیدند، دعای درازی عمر ایشان را فرمودند. در پردهٔ غیب است تا مدت عمر شان به کجا رسد؟ جلالیّت بسیار دارند. بر هر که غضب شدند؛ خراب گردیده.

یک بار حاکم قصبهٔ هیلان بر پٹهٔ قراریِ ایشان اضافه نموده. پیاده ای به خدمتِ ایشان فرستاد. خود به قصبه رفته، در کچهری [153] حاکم وقت به غضب و جلالیّت فرمودند که چرا پیاده به جانب ما فرستادی؟ به حکم خدا از مسند حکومت ترا برداشتم و برانداختم و از

Marfat.com

اینجا ترا دور کردم. همان روز پروانهٔ عزل حکومتش رسید تا خراب و خسته حال شده، برخاسته، رفت.

نقل است که؛ میان نور محمد نجّار – پسر میان حمید که از قدیم خادم حضرت شاه بود و سکونت در موضع اگرویه داشت– در موضع باهوکے کاشت داشتند. مهروان– مقدمِ موضع مذکور – جهتِ اضافهٔ پٹهٔ قراری، سواری به جانب ایشان فرستاد. ایشان به خدمت میان عصمت اللّٰه– جیو– آمده ظاهر ساختند. میان صاحب– جیو–، میان رحمت اللّٰه [را] همراه میان نور محمد دادند. ایشان در باهوکے رفته با زمیندار مذکور بسیار گفتند که از مبلغ اضافه باز آید. زمیندار مذکور گفت که از هیٰلان معاف بکنانید. ایشان فرمودند که ما فقیریم، پیشِ شما آمدیم. اگر شما باز آیید بهتر والّا شما دانید. آن زمیندار به موجبِ شامتِ نفس باز نیآمد. ایشان غضب شده هر دو دست خود برزمین زدند و فرمودند که شما ویران و خراب خواهید شد. چون از آنجا برخاسته روانه شدند، خود می فرمایند که دیدم از آسمان زبانهٔ آتش بر آن موضع افتاد و تا در اثنای راه بودند، جایی که دست زده بودند – جای مجلس زمینداران بود – همان زمان بسوخت و در همان شب [154] دزدان در آن موضع افتادند. تمام دِه را زده بردند و همه امتعه و اقمشه و مواشی و اثاث البیتِ آنها به غارت بردند ودِه بسوختند.

و نیز در موضع سارنگ چاه خود کاشته داشتند. زمینداران موضع مذکور – که شیوهٔ شرارت ایشان است – بی ادبی نمودند. ایشان دعای بد فرمودند. آن دهِ را در چند روز دزدان زدند و ویران کردند.

منقول است که؛ روزی [به] شکار رفته بودند و زمینداران چک [۶] هم همراه بودند. چون از شکار مراجعت نمودند، در اثنای راه باهم بازی کنان می آمدند. محمد قلی – پسر ساهنپال – باخوشامد اسپ مادهٔ خود را دوانیده و تاخت کرده بر میان رحمت اللّٰه– جیو– در خورده، یک چابک زد. ایشان به غضب به سوی او نظر کردند. همان جا اسپ مادّهٔ او – که شش هفتصد روپیه قیمت می دادند – سیخ پا شده بر زمین افتاد و همان ساعت بمُرد. فرمودند: ان شاء اللّٰه باز بر اسپ سوار نخواهی شد. تاحال سه [۷] پشت اولادِ او شده، هرگز یک مادّه [اسپ] برای سواری نزد اوشان نمی ماند. اگرمی گیرند در اندک روز هلاک می شود.

Marfat.com

و نیز منقول است که؛ محمد قلی (۷ب)– پسرِ ساهنپال– اسپِ مادّیِ میان رحمت اللّٰه دزدانید و میان جیو پیش او رفته گفتند که کسانِ خویشانِ تو مادّی مرا دزدیده، برده، از آنها مسترد کنانیده، بیارا او تن نداد. ایشان غصّه کرده [155] گفتند که– ان شاء اللّٰه تعالٰی– باز بر اسپ سوار نخواهی شد. از همان روز او را آزار بواسیر شد. هر شب به مقعد خود پاپوش می زنانید و خود را معکوس کنانیده، آویزان می کنانیدی تا به همان آزار مُرد.

[فرزند] چهارم: **میان نصرت اللّٰه**، که هم صاحبِ برکت اند و قدمِ مبارک دارند. ایشان در خُردسالی در قصبهٔ سیال کوٹ تحصیلِ علم می کردند. فقیر (۸) به ملازمتِ حضرت میان صاحب – میان نور محمد جیو– در سیال کوٹ آمده بود. چند روز که صحبت باهم شد، ایشان را شوق الٰهی شد و وجدی روی داد. اگرچه ایشان را ذاتی وجد و حال بود، لیکن به موافقت حدیث نبوی "ظَنوا بالمؤمنین خَیرا" بر این فقیر یقین آوردند که به توجه این شده. چون به وطن شریف آمدند اکثر از صحبتِ ایشان به بعضی مردم تأثیر می شد. لیکن به صحبت بعضی مردم ایشان رغبت به کوکنار نمودند و از این طرف غفلت شد. باز چون به خود آمدند– که من به چه کار بودم والحال به چه چیز گرفتارم– همت ورزیده، به(۹) پیسه وزن کوکنار می خوردند، یک بار گذاشتند وبه کاری که بودند، مشغولِ کارِ خود شدند. روز به روز به کرم حق کار ایشان در ترقّی است.

بیت

ستاره بودی[و] اکنون مهی، هنوز کجا است
بـه ایـن حسـاب ترا آفتـاب بـاید شد

فرزند پنجم: قدوة الواصلین (۱۰) و زبدة العارفین، (۱۱) حضرت میان(۱۲) صاحب شاه عصمت اللّٰه(۱۳)– سلّمه اللّٰه–

در ایّامِ خُردسالی جهتِ خواندنِ علم ظاهری [156] در موضع کیلیانواله به خدمتِ میان محمد تقی– جیو– رفتند. میان میرزا – پسر میان محمد تقی– در راهِ صوفیه ساعی بود و به عبادت و ریاضت مشغول گشت و به علمِ باطن کوشش می نمود. به خاطر مبارک ایشان رسید که راه آبا و اجداد ما است و طالب علم زاده اختیار نموده و من در راه طالب علمان کوشش می نمایم. ازراهِ غیرت از آنجا به خانه آمدند و نایرهٔ شوقِ حق در باطنِ فیض مواطنِ ایشان

Marfat.com

شعله ها می زد. امّا این راه را چون مُرشدِ کامل و هادیِ مکمّل لاچار است، در جستجوی راهبری شدند تا به موضع بهلوال رسیده پیش میان رحیم داد – که فرزندِ حضرت شاه سلیمان جیو است– رفته اظهار نمودند که می خواهم راه آبا و اجداد به ما عطا فرمایند. به عبادتِ صیام و انفال ایشان را ارشاد فرمودند. تاچند مدت اشتغال به همین شغل داشتند. آخرالامر آن چه مقصودِ اصلیِ ایشان بود به حصول نه انجامید. باز پیشِ میان پیر محمد و قاضی رضی الدین و شاه محمد وغیره – یارانِ حضرت که صاحب تأثیر بودند – رفتند، اما تسکین ایشان نشد. اما شاه محمد گفت که اول به علمِ ظاهر بکوشید و فقر در خانهٔ شما است، کلمحة البصر به شما حاصل خواهد شد. چون بعدِ چند مدت به خانه رسیدند، میان محمد هاشم جیو – که سبق هم پیش ایشان می خواندند – پرسیدند که میان! چند روز کجا بودید؟ [157] ایشان گفتند که برای طلب راه خدا در بهلوال وغیره [و پیش] بزرگان رفته بودم. حضرت میان محمد هاشم فرمودند: "اگر طلبِ راهِ حق دارید، پیشِ میان عبدالرحمٰن – ساکن موضع بهڑی – بروید." ایشان به دل کردند که منع ایشان از بهلوال از دو شق خالی نیست؛ یا به عنادی – که به میان رحیم داد جیو دارند – می گویند که باز به بهلوال نخواهی رفت؛ یا به عناد شرکت می گویند که چیزی به اینها حصول نشود. به بهڑی نرفتند تا میان محمد هاشم– جیو– ازین دارِ فنا به دار بقا رحلت فرمودند.

عبداللّٰه نام خدمتکارِ ایشان بود. او را میان نجم الدین– خسر پورهٔ ایشان– از حویلی بدر کرد. او به درگاه رفت. خواستند که از آنجا هم دور بکنند. اما میان عنایت اللّٰه به زورش در خانقاه داشت که نوبتِ ما است، شما را چه می رسد؟ تا روزی عبداللّٰه به میان صاحب گفت که به شب در خواب میان محمد هاشم– جیو– به شما فرمودند که در موضع بهڑی پیشِ میان عبدالرحمٰن بروند. تا به رفاقت میان رحمت اللّٰه– جیو– در امن آباد – که هر دو برادر را یک خسر بود– رفتند. نُه روز در آنجا مانده در کوٹلی بال گوبند رسیدند. خادمان آنجا در خدمت کمر بستند. بعد چند روز از آنجا کوچ کرده در موضع شاه پور آمدند. میان برخوردار هرل– خادمِ میان عبدالرحمٰن – کاه به سربرداشته، برای اسپ مادّی ایشان آورد و گرد آلودهٔ غبار گندم پیش ایشان رسید. میان صاحب – میان عصمت اللّٰه – اندرون نشسته بود و میان رحمت اللّٰه بیرونِ در بودند. گفتند که میان جیو فقیری که می گفتم این آمده. ایشان از اندرون [158]

Marfat.com

دیـده، در دل گـفتند که این صورت فقیر باشد! میان برخوردار از کشف معلوم کرده، گفت که لیـلٰی را به چشمِ مجنون باید دید. ایشان گفتند که فقیر اندرون بیا! گفت که نمی آید[۱٤]. میان رحـمـت اللّٰه گفت که به ملازمت ایشان بروید. باز فقیر گفت: نمی روم. بازمیان گفت که در میانِ شما و ایشان عقد الطاف و اتفاق عمری [۱۵] بستم. رفته ملازمت نمود، باهم به سخن هایِ راه عشـق اللّٰه مشغول شدند و تمام حقیقت ماضیه استفسار نمودند. میان برخوردار گفت: اگر دستـگیـرِ مـن بـاشیـد رهبـری کامل و مرشدی مکمّل به شما ظاهر می کنم، چرا که خوف ازان دارم که اوشان خود در اخفا می کوشند، اگر اظهار من بشنوند بر من غصّه کنند. میان – جیو– دسـتِ خـود بـر دسـتِ او نهـاده، عهـد اتفاق باهم استوار بستند. میان برخوردار ظاهر کرد که مـرشـد زمـان، میـان عبدالرحمٰن بحر موّاج عشق و جذب است و موج دریای انوارش از بالای اشجار می رود. آن وقت در دل ایشان شوق جاذب دیدن آن حضرت شد.

بیت

نـــه تـنهـــا عشـق از دیـدار خیـــزد
بســـا کیـــن دولـت از گـفتـــار خیـزد

و نیـز، در آن روز به شکار رفته بودند که شخصیٰ– صادق نام– با صد شوق و سوز یک تـرانه گفت. ایشان او را فرمودند که مجرّدی یا عیال داری؟ گفت: با عیال و اطفالم. فرمودند: بـه کسـی عشـق مـجازی داری؟ گفتا: "نه". میان رحمت اللّٰه– جیو– فرمودند [159] که شما نـمـی دانیـد. خـادمِ عبـدالـرحمٰن است. فرمودند: جایی که اینچنین درد و شوق است البته باید رفـت. از آنـجا روانه شده به چیمه چٹهه رسیده، میان رحمت اللّٰه را گفتند که به پانڈوکے – نام موضع است – شـب گـذرانیـد و من از بهڑی شدهٔ، فردا خواهم آمد. تا به خدمت حضرت شاه عبـدالـرحـمٰن– جیـو– رسیـدنـد و فـرمـودند که در خدمت به طلبِ راه حق آمده ام. حضرت فـرمودند که به بهلوال چرا نمی روند؟ ایشان فرمودند: رفته بودم اما در آنجا، یا نصیبِ ما نبود، یا توفیق نداشتند. باز فرمودند که دیگر فقیرانِ حضرت شاه بسیار است و صاحب تأثیر اند آنها را ببینید. ایشان فرمودند: همه را دیدم لیکن تسکینِ خاطرِ من نشد و فرمودند که حق تعالٰی مرا در راهِ طـلـبِ خـود آورده. یـقین است که نصیبهٔ من هست. اگر از خادمانِ جدِّ بزرگوار حاصل نـخواهد شد از خاندانِ دیگر مرشدی خواهم گرفت. هرگاه که شما ادبِ ما خواهید کرد ادبِ

Marfat.com

مربّی ما هم خواهید کرد. ازین سخن ایشان را غیرت به خاطر رسید که البته توجهی به اینها باید کرد. تا مصلحت به بی بی ظهری – اهلیه خود– و میان الله داد – که برادر کلان آنها بود – کردند و فرمودند که این صاحبزادگان شیر بچگان اند، ما را از ایشان خوف می آید. میان الله داد گفت که هیچ باک ندارد که شیر بچگان ما اند، لیکن [160] مهربان اند، درحق ایشان توجه فرمایید. به میان الله داد گفتند که حقِ مرشد چگونه ادا شود؟ میان گفت که:

آن چه داری صرف کُن در راهِ هُو
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

بازمیان گفت که نزدِ کسی که نور باشد بدهد اُولیٰ و اُخریٰ است. فرمودند: نوری از جدِّ ایشان به من رسیده، به ایشان حصّه بخشیدم. تا شب گذرانیدند. علی الصباح، دو سه تیر پرتاب همراه شده، رخصت نمودند. بعدِ رخصت باز طلبیده، فرمودند که هر چند به شما مغالطه دادیم شما به غلط نیفتادید. نصیبهٔ شما پیشِ ما است. می باید که به جای دیگر نروید. چرا که ما نظر کرده ایم از دروازهٔ کابل تا به دهلی هیچ فقیر گرم و صاحب شوق و تأثیر نمانده. شما بیایید. چون به خانه آمدند کار فصل ربیع رو به کار بود. پانزده روز به خانه مانده ازکار فارغ شده به خدمتشان رفتند. میان صاحب مرغی برای ایشان ذبح فرمودند و یک آثار روغن زرد انداخته، پخته به ایشان خورانیدند و به شب شیر یک آثار مع شیرینی، گرم کرده بنوشانیدند. علی الصباح یک آفتابه آب گرم برای وضوی ایشان آوردند. تا سه روز همین طور ایشان اندرون کوٹھڑی نشسته ماندند. بعد سوّم روز به ایشان فرمودند: بیرون بروید. از جانب جا ضرور بول و غایط کرده بیایید. ایشان جواب دادند که حضرت! هیچ احتیاج نیست. آب برای وضو بدهید. [161] میان [رحمان جیو] (۱۶) فریاد برآوردند که سبحان اللّٰه! چندین گرمی شوق دارند که طعامِ چند روزه از گرمیِ باطن سوخته شد. باوجود این چنین گرمی باز راه خدا طلب می نمایند.

ناقل می گوید که؛ در شش روز از منزل فنا فی الشیخ رتبهٔ فنا فی الرسول ایشان را به حصول انجامیده و به مرتبهٔ فنا فی اللّٰه مستغرق گشتند. حضرت میان عبدالرحمٰن– جیو– فرمودند که شما چند روز از لذات کناره گرفته به جایی بروید و خدارا یاد بکنید. میان برخوردار هرل التماس نمود که اگر به جایی خواهند رفت الزامِ پدر بزرگوار ایشان– میان

Marfat.com

برخوردار جیو– بر ذمهٔ شما خواهد شد و خواهند فرمود که فلانی فرزند مرا بی جا نموده، باید که به نزد من در موضع هرلانوالی باشند. فرمودند: خوب باشد. تا مدت بیست و هفت روز در آنجا ماندند. چند روز بر چاه برخوردار نشسته با ذکر و فکر مشغول می بودند. خلایق از اطراف و جوانب شنیده، برای زیارت هجوم و انبوه آوردند. چون خلل در شغلِ ایشان افتاد، آن مکان را گذاشته، اندرون رفته، از خلق کناره گرفته، نشستند. این خبر به میان الٰه داد– جیو– شد که صاحبزاده به خانهٔ برخوردار هرل است. به میان صاحب ملامت کرد که این چنین دولت را چرا به خانهٔ زمینِدار فرستادی؟ خدمتشان را سرمایهٔ سعادت دارین تصوّر نموده به جای می آوردیم. حضرت فرمودند که برخوردار مرا فریب داده، صاحبزاده را به خانهٔ خود بُرده است. و غصّه بر او فرمودند. برخوردار می گوید حالی که در آنجا برمن غضب شدند در اینجا کُلّی احوالِ من سلب شد. [162] تا عثمان– نام خادم– را فرستاده میان صاحب را پیش خود در بهڑی طلبیده فرمودند که الحال به خانه رفته به اذکار و افکار اشتغال دارند و به یاد خدا مشغول باشند. ایشان به خانه رسیده، کنبل پوشیدند و نعلین از پا دور کردند و دستارچهٔ پنج گز به سر بستند. به شب در صحرا ذکر می کردند و به روز بر کنارهٔ دریا با خدا می بودند(۱۷) و وقتِ سحر صحن خانقاه را جاروب کشی می فرمودند. تا دوازده سال بر این منوال گذشت. تأثیری و گرمی ای به ظهور آمد که هر که از راهِ کوچهٔ ایشان می رفت، مست می گشت و هر که کاه به اسپِ مادّه سواری ایشان انداختی، بی هوش گشتی.

به سببِ خود کاشته ای که در موضع اگرویه داشتند، آمد و رفتِ ایشان در آن موضع بسیار بود. صغار و کبار آنجا با وجد و حال مشغول بودند. شادمان– نام زمیندار موضع مذکور– را – چنانچه الحال هم در قید حیات است– چنان کشفی شد که میان صاحب در خانه می بودند و او در آن موضع خبر می داد که حضرت فلان جا نشسته اند و فلان کار می کنند. و در وقت مجلس کرم اگر صد کس را نظر فرمودندی، بی هوش افتادی. به چشم خود معاینه کردیم که اکثری از بالاخانه برزمین افتادی و آسیبی به احدی نرسیدی. و اکثری بی دَم شدی، تا دیدم که دو پاس، سه پاس بی دَم ماندی. چنانچه محمد عظیم فرزندِ حضرت و میان ابوسعید که به جناب حضرت سوای رابطهٔ برادرزادگی، نسبتِ فرزندی دارد و علاقهٔ عقیدت و رشتهٔ بندگی در گلوی.

Marfat.com

بیت [163]

صد هزاران سر چو گوی اینجا بُود
های و هوی و های و هوی اینجا بُود

میان سلطان محمد – برادرزادهٔ حضرت – از توجه ایشان دوازده سال طعام نخورده صاحب حال است.

میان عبدالجلیل – همشیره زادهٔ ایشان – که به یک نظرِ فیض اثر تجلّیِ صمدیّت بر او گشود، دوازده سال لقمهٔ طعام به حلقش نرسیده، اگر حالت وجد به ایشان می رسید، بی دَم می شدند و اکثری از گرمی شوق بی جان شدند. چنانچه میان عبدالجلیل با همین گرمی، اگرچه خود را به کاشمیر – جنّت نظیر – رسانیده که سردی به وجود رسد، نمی دانست که آتشِ عشق، برفِ کاشمیر را بسوزد. تا همان جا جان به جانان داد.

فرد

عجب از کُشته نباشد به در خیمهٔ دوست
عجب از زنده که چون جان بدر آورد سلیم

بیت

سَرمد غمِ عشق بوالهوس را ندهند
سوز دلِ پروانه مگس را ندهند

فرد

کمالِ عاشقی پروانه دارد
که غیر از سوختن پروا ندارد

و حالی داشت که به آواز پر مگس بی خویش گشتی.

بیت

مگس پیشِ شوریده ای پر نزد
که او چون مگس دست بر سر نزد

و هرگاه که به کاشمیر رسیدند، وقتِ ارتحال ازین دارِ فنا به دارالبقا، به لهنا – نامی فقیر که همراه او بود و از کفر به زمرهٔ اهل اسلام از توجه ایشان آمده بود – گفت که از جناب

Marfat.com

حضرت میان صاحب- جیو- دیگر هرچه خواهی بطلب، سوای شوق که یک نظر به من فرمودند اینک حالِ من که از گرمیش سوختم و یک نظر به مسمات معروفه نام فرمودند، او هم از شعلۀ شوق جان سوز سوخت. مسماة معروفه[۱۸] را حالی بود که ملایکۀ آسمان و حقیقت اهل قبور و قلوب بر او مکشوف بود یعنی کشف قبور و قلوب و ملکوت داشت و هرگاه که بر او وجد و حال روی دادی، [164] هشت هشت پاس مست بماندی و به هر مریضی که دم کردی، فی الحال بِه شدی و اگر کسی طعام [از] وجه[۱۹] شُبهه پخته ،پیش او آوردی، ماهیتش معلوم کردی.

سید محمد غوث جیو - نبیرۀ حضرت غوث الصمدانی قدس سره - به جناب میان صاحب ارادت آورده. اگرچه از باب کابل تا به دروازۀ دهلی هر جا که فقیری شنیدی، دیدی و میان پیر محمد را هم دیده بود، اما از هیچ کس تسکین خاطر و اطمینان قلبی حاصل نشد و جمیع مقاصد و مطالب این راه از این جناب یافتند. ادبی داشت که از دو سه کروه پیاده شده آمدی و هیچ گاه به سویِ چشمِ حضرت ندیدی، سوی پای حضرت نظر داشتی.

بیت

به مجلسی که سئوال و جواب بی ادبیست
سخنْ گناهِ عظیم و نگاه بی اُدبیست

و مردمانی که همراه پیرزاده بودند، همه صاحبِ حال شدند. یک نوبت که از خدمت میان صاحب رخصت شدند تا حسن ابدال همه مست رفتند. از آنجا به هوش در آمدند. همیشه به خدمت آمد و رفت داشت تا صاحب تأثیر شد.

منقول است که؛ یک بار[۲۰] تشریف شریف به رهتاس فرمودند و رجوع خلق الله به حدّی شد، از بس که شیرینی هایی که خلایق نیاز مبارک می آوردند، در بازار شیرینی کم شد. بلکه معدوم شده بود. بسیاری مردم معتقد شدند و صاحب حال گشتند. چنانچه حافظ محمد صدیق رئیسِ آن شهر از اعتقاد مندان شد و دیگر برادرِ او بود، به نظر حضرت آورده عرض کرد که توجه در حقِ این باید فرمود. از بس که او بدکار و شریر بود [165] به نظر سوم تأثیرشد و برزمین غلطید و حضرت دست مبارک خود شستند. سایلی عرض داشت که وجهِ شستن دست چه بود؟ فرمودند که دلش بسیار پلید بود. از پاک کردنش دستم ملوّث شدند.

Marfat.com

مهته مُنی رام– فوجدار رهتاس– به خدمت ایشان ارادت آورد. چنانچه شترها و خیمه ها و دیگ های مس و طبق هایِ مسی و نقد و جنس دیگر بسیار نیاز آورد. تا حال اولادِ او همه معتقد است.

برمیان بول– درزی– توجّه فرمودند. تأثیرش چنان به ظهور آمد که از اطراف و اکناف آن شهر در حیطهٔ اطاعتش آمدند و به ایشان وجد و حال پدید آمدی. اگر کسی در حویلی او در آمدی، تأثیرش شدی و مست افتادی.

باردیگر، چون آن شهر را به قدوم میمنت لزوم سرفراز فرمودند. به دستور سابق رجوعِ خلایق شد و فوجدارِ آن شهر آغا بُداغ بیگ بود، به حدی بدکار بود که یک دم بی شراب و کباب نماندی و ساعتی بی محبوبِ مرغوب نپرداختی و بگفتی:

بیت

شراب وعیشِ جهان چیست کار بی بنیاد
زدیم در صفِ رندان و هر آن چه بادا باد

به یک نظرش از جمله منهیات توبه کنانیدند و برراهِ شریعتِ غرّا مشتغل شد.

و نیز ناقل گوید که؛ روزی از زبانِ ایشان شنیدم که فرمودند که؛ یک روز به خاطر ما گذشت که می گویند شیخ نجم الدین کُبریٰ هر گاه سوی سبوی خام نظر فرمودی، سبو پخته شدی و اگر بر پخته نظر انداختی، شکستی. آیا این سخن درست است یا عدم الوقوع است؟ امتحانًا به گردن شیشه که در طاقچه بود، نظر [166] کردم، فی الحال گردنِ آن شیشه جدا شده برزمین افتاد.

غلام حسین– که به جناب رسوخ عقیدت داشت– نقل می کند که؛ نوکرِ شخصی در لاهور بودم و آن شخص مرا گفت که کسی سراینده به مجلسِ ما بیار. رفتم میان گولا را – که کرشمهٔ نظر حضرت دروی حاصل داشت که هر گاه که سرود می کند نعره ها و آه می زنند – آوردم. از کمال درد و شوق در دلِ من ذوقی و شوقی پدید آمد. گفتم که توجهی بر من کن. گفت این توفیق کار، مرشدِ کاملِ مکمّلِ ما دارد که بر کنارهٔ چناب دولتخانه دارند.

ناقل می گوید که؛ به خرابات جهان چنان گرفتار بودم که یک دم بی شراب و کباب نمی ماندم و با زنِ منصب داری تمام شب در بدکاری مشغول می بودم و برای خرج هر روز

Marfat.com

اشـرفـی هـا مـی دادم. بـه جستجوی فقرا پیشِ لدّها– فقیر چشتی کـه در لاهور است– رفتم و گفتم اگر توفیق دارید از زنا و شراب مرا باز دارید. گفت: "برو امروز از تو این هر دو نخواهند شـد." رفتم و از هر دو حظّی گرفته باز آمدم. دو افکند [۲۱] بـر پشتش زدم و گفتم که: "محض کـذّاب و دروغـی و از راه فـقـر بـی بهـره." تـا میـان محمد فاضل– از یاران میان پیر محمد در لاهـور– رسیـد. رجوع خلایق نزد او بسیار شد. پیش او رفتم. بر من توجه کرد. گرمی شوق و وجد در وجودِ من بسیار شد. تا روزی میان محمد فاضل دو سه لقمه طعام در دهانِ من به دست خـود انـداختـه گفت: "آن چه توفیق داشتم به شما حصّه کردم. [167] الـحال نصیبِ شما نزدِ صاحبزاده – نبیـرۀ قدوة الواصلین [۲۲] حـضـرت نوشه گنج بخش– اسـت." می گوید که درد و شـوق بسیـار داشتم، لیکن ازان بدکاری نماندم. گفتم: "مادامی که فقیر[ی] جمالِ جهان آرای خـود نـنـمـایـد، بـه جـنـاب نخواهم رفت." علی الصباح در مراقبه بودم که مرا فرمودند: "غلام حسیـن! اینـک مـا رسیـده ایـم. ببیـن مـا فـقـیـران را چه دیدن است." به همین چشم از سر تا پا حـضـرت را مـلاحـظـه نـموده دیدم. عبدالکریم را– کـه رفیـق من بود– گـفـتـم بیـا تـا تماشای شاهدره [۲۳] دیـده بیاییم. از شاهدره [۲٤] شـده بـه پُل میان دَولا شب گذرانیدیم. دیروز[!] [۲۵] به مـوضـع ڈوگـران واله وڑایچان رسیدیم. شخصی در آنجا نشسته بود. به مایان گفت که به شما چـه پیـش آمـده کـه بـه دیدن فقیری می رَوید؟ در تعجّبِ شدیم که این مرد آمدن ما به این قصد چـگـونـه دانسـت؟ گـفـتـم:" هـر گـاه قـصـدِ آمدنِ ما دانستی، آن امل و ضرورت ما هم خواهی دانسـت. اگـر تـوفیـق داری تـوجّهی به ما کُن تا از سفر رفتن آنجا بمانیم. "گفت: "نصیبۀ شما هـمانجا ست لیکن وقت باز آمدن از آنجا، ملاقات کرده، خواهید رفت که چه خواهید آورد." تا به موضع رُکھ چٹھه [۲٦] رسیدیم. در دِل من گذشت چه شود که میان صاحب فقیر راهبری به مـا فـرستد که راه ندانیم. در این بودیم که شخصی گفت: "ساعتی بنشینید که حضرت صاحب مرا برای آوردنِ دو فقیر– که از لاهور می رسند – فـرستاده." گفتیم: "آن ماییم." پیشِ ما شد و مـا پسِ او می رفتیم، تا بر کشتی [168] سـوار شـده. در موضع چک ساهن پال، بر درِ حویلی حـضـرت، ما را گذاشته، رفت. حضرت در باغچه ای – کـه بر کنارۀ دریا است – بودند. تا در آنجا رفتیم. مجلس بسیار بود. از آنجا [که] به طور سادگی بودند، عبدالکریم گفت: در ایشان فـقـیـری نـمـی بینم. غلام حسین می گوید: من بامعاینه دیده بودم، گفتم که ایشان اند. به شرف

Marfat.com

ملازمت مشرف شدیم. بر ما توجه فرمودند. بعد دو شب رخصت شدیم و به موضع ڈوگران واله رسیدیم دیوانه طَور – تا خَبر عبورِ دریا هم نبود که بر کشتی عبور نمودیم یا پایاب– آن زمیندار را ملاقات کرده گفتیم که ببین! فقیر چه چیز به ما عطا فرموده. گفت: بسیار خوب عطاها فرمودند. وقت چاشت از خدمت رخصت شده بودیم و به رسیدن ڈوگران واله همان وقت بود. گویا با طرفة العین در آنجا رسیدیم. غلام حسین گوید: "چون به لاهور رسیدیم، سه شیشه شراب در طاقچهٔ خانهٔ ما بود. امتحاناً شیشه را از طاقچه گرفتم. از دستم افتاد. دیگری را گرفتم، او هم شکست. چون سوم شیشه گرفتم، مع شیشه برزمین از چارپایی افتادم. ساعتی بی خودشده و از آن زن – که تمام شب با او گرفتار می بودم– نیز تایب شدم." چنانچه صاحب شوق و صاحب تأثیر شد و آن عبدالکریم [169] نوکری را گذاشته، عزلت و گوشه و تنهایی گرفت و خوب فقیر شد.

نقل است: درگاهی– نامی ساکن ایمن آباد– محصّلِ موضع ساهن پال بود و کارندگانِ خود کاشتهٔ حضرت را بسته، پیش حضرت آورد. حضرت [۲۷] به غضب دستش گرفته از چبوتره فرو[د] کردند. محصّل گوید وقتی که مرا از چبوتره فرو[د] فرمودند، دانستم که به تحت الثریٰ افتادم. محصّلی گذاشته خادمِ جناب شد. خیلی احوال دارد که دایم با ذکر و فکر مشغول است و مست حال و محو در تصوّرِ صاحب است.

نقل است که؛ شخصی به خدمت حضرت میان عبدالرحمٰن– جیو– عرض کرد که طالبِ حقّم، به من راه خدا ارشاد نمایید. ایشان به حضرت میان صاحب– جیو– ایمای فرمودند. میان– جیو– گفتند که باوجود آب، تیمم روا نیست. بار دیگرهم به ایشان فرمودند، ایشان آن شخص را به کناره برده، ارشاد فرمودند که هفت شبان روز گرد طعام نگرد و گوشه ای اختیار کنی. از آنجا که سایلِ باخلوصِ عقیدت بود، همچنین کرد. تا بعد وصال حضرت شاه عبدالرحمٰن– جیو– آن مرد آمده، قدم بوس کرد. ایشان پرسیدند که چه حالت شد؟ گفت به فرموده عمل نمودم، تا چهارم روز به مطالب و مقاصد رسیدم. ملامتش فرمودند:" اگر سه روز دیگر– که از هفته مانده بودند– صبر [می] نمودی، می دیدی که چها احوال بر تو ظهور یافتی."

نقل است: شخصی را حضرت شاه عبدالرحمٰن– جیو– توجه فرمودند و رخصت

Marfat.com

فرمودند که همین وقت از اینجابرو! در دل عرفان منزل ایشان غیرت آمد. مقرر است جایی که یک شیر باشد شیر دیگر را در آن مقام نگذارند. به میان سعدی[۲۸]– فقیر آهنگر ساکن موضع کیلیانواله– فرمودند که این شخص را امشب در اینجا بدارید. علی الصباح میان سعدی ازآن شخص حقیقتِ شب پرسید. گفت که به شب حضرت رسالت پناه– صلّی اللّٰه علیه وسلّم– و حضرت علی و حضرت سیّد محیی الدین عبدالقادر جیلانی را زیارت نمودم و سواری فیل و پالکی و اسپ مرا عطا فرمودند. ایشان به میان سعدی فرمودند که یک شب دیگرش هم دارید. بعد مرور شب دیگر میان سعدی حقیقتِ شب پرسید. گفت که امشب سواری پالکی و اسپ ماند. سوم شب باز داشتند، سوای سواری اسپ دیگرش نماند. رخصتش فرمودند. حضرت میان صاحب شنیدند، فرمودند که من برای همین او را رخصت کرده بودم که صاحبزاده غالب و زور آور است او را سلامت به این مراتب نخواهد گذاشت.

نقل است از زبان ابوسعید که؛ روزی میان صاحب به تلاوت قرآن مجید مشغول بودند و من به خدمت ایستاده، مگس رانی می کردم. احوالی بر ایشان ظهور کرد. دیدم که تمام وجود با جُودِ ایشان گداخته، مثل لعل شاهوار و دُرِّ آبدار موج می زد. من حیران بودم. تا دو گهڑی به همین حال ماند. دروازه بند بود. مُخلِی بردر آمده آواز کرد. دیدم که چون نباتی که از زمین می رُوید، می رُستند. تا به حال خود معاودت نمودند.

نقل است که؛ یک بار تشریف شریف در لاهور فرمودند. شیخ عبدالغفور– نبیرۀ حضرت شیخ فرید گنج شکر – فیل و پالکی برای سواری، دو سه کروه به استقبال فرستاد. به اعزاز و اکرام پیش آمد و کمر خدمت ببست. روزی دختر خُرد سال – به سنّ ده یازده سال خواهد بود – پیشِ حضرت آورد و گفت که من نذر مقرر کرده بودم که هرگاه میان صاحب[۲۹] به خانۀ ما تشریف فرمایند عرض توجه اوّلًا به این دختر خواهم کرد. حضرت توجه فرمودند، فی الحال آن دختر در بغل شیخ مست و بیهوش شده، افتاد. وقت ظهر بر او این حالت روی داد. شب تمام و دو پاس روز آینده بیخود بود. شیخ مضطرب الحال پیش حضرت آمده، عرض کرد که به افاقت خواهد آمد یا به همین حال خواهد مُرد؟ حضرت فرمودند: به افاقت خواهد رسید. همان ساعت هشیار شد. شیخ عرض کرد که اندرون محلِ سترهم تشریف فرمایند که مشتاق زیارت حضرت اند. فرمودند: به چشمی که ما را بدیدی به همان

Marfat.com

چشم اندرون رفته ببینید. شیخ اندرون رفته نظر به کنیزک کرد، بیهوش افتاد و دیگران که ازین کار محرم بودند[۳۰]، گریخته اندرون رفته مخفی شدند.

شیخ [عبدالغفور] را برادری فتح محمد نام بود که در شرارت و تلبیس نظیری نداشت. رو به رو آورده عرضِ توجه کرد. حضرت توجهی فرمودند. تا دیرگاه مست و بیهوش ماند.

سلطان حکیم – که حکیمِ بادشاهی بود – دعوتِ حضرت کرد. چون به خانهٔ او تشریف فرمودند، عرضِ توجه نمود. حضرت توجهی فرمودند تا به او [172] اثر شد. فی الحال هر دو دست بسته به خدمت ایستاده، عرض کرد که حضرت سلامت! گرمیِ دل به دماغ رسیده، اگر ازین زیاده شود از کار دنیوی خواهم ماند. و این هم اینجا دیده ام والّا از بابِ کابل تا درِ دهلی سیر کردم، این چنین گرمی و تأثیر در هیچ جا ندیدم. اگرچه به خدمت فقرا و مشاهیر رفته التجا کردم. حکیم محمد مراد [و] حکیم محسن زمان خان هم هنگام توجه همین عرض کرد.

نقل است که؛ جهت نسبتِ[۳۱] حضرت، با دخترِ بی بی سایران خاتون، میان برخوردار –جیو– و میان محمد هاشم– جیو– گفتند. بی بی قبول نکرد و جواب داد. نمی دانست که سُلطانِ مُلکِ ولایت خواهد بود. تا میان رحمت اللّٰه را جهت نسبتِ ایشان به امن آباد فرستادند. نسبتِ ایشان در آنجا مقرر شد. حافظ معموری علوِّ مراتب و سموِّ مناصبشان در خواب دید. علی الصباح به بی بی سایران خاتون گفت که در خواب دیدم این مرد را مرتبهٔ عظیم خواهد شد برابرِ میان محمد هاشم، بلکه نوشهٔ ثانی خواهد شد. می باید که نسبت عاجزهٔ خود دراینجا با ایشان مقرر کنیم. چون خبر نسبت به امن آباد[را] شنیدند، خیلی افسوس کردند و حسرت خوردند. اگرچه آدمی برای منع فرستادند، لیکن پیش ازو مقرر شد. بسیار دریغ و غم خوردند.

نقل است: غلغلهٔ میان میهون – فقیرِ میان پیر محمد – در عالم افتاد. حضرت در آنجا به تقریبی تشریف بردند و فضیلت پناه میان جمال اللّٰه همراه بودند. فرمودند که می بینم [173] میهون صاحبِ جهنڈه علیحده شده، باید که جهنڈهٔ این را قلم کنیم. از غیرت و جذب قلمش کردند و ببریدند. و آن‌چه تأثیر در او و رجوع بود، همه جذب کردند و فرمودند اگر همچنین زور استیلا یابد نام فقیر دیگر کسی و اولاد هیچکس نخواهد گرفت. از همان روز کسی نام میهون بر زبان هم نیاورد و کسایرالناس[کُسار الناس؟] شد.

Marfat.com

نقل است: حضرت جهت تخلیص شخصی محبوس در حبسِ میرزا نصرت اللّٰه قاقشال– که فوجداری کل بَهلَک داشت– رفتند و فضیلت پناه میان جمال اللّٰه همراه بودند. آن شاهِ والا جاه به میرزا مذکور فرمودند که ما فقیران برای تخلیص این زمیندار آمده ایم باید که خلاصش نمایی. میرزا گفت که هر گاه محبوسانِ دیگر را– بعد پنج شش روز– خلاص خواهم کرد، این را هم خلاص خواهم نمود. ایشان فرمودند که به ارتباط و اخلاصِ قدیم نزدِ شما آمده ایم، می باید که این را از دیگران علیحده رها کنید تا ثمرهٔ اخلاص و نتیجهٔ اتحاد به ظهور آید. لیکن به غرور حکومت برفرمودهٔ حضرت عملِ ننمود. حضرت صاحب [۳۲] به میان جمال اللّٰه فرمودند که دستار میرزا از سر جدا می بینم. محبوسان از درگاه خدا به حکم خدا خلاص شدند. باید که ما به خانه رویم. پیشِ میرزا رفته، رخصت طلبیدند. اگرچه میرزا رخصت نمی کرد [۳۳] لیکن به غضب برخاستند. شخصی از نوکرانِ او گفت که این میرزا هم سگِ دربارِ شیخ عبدالقادر است. غیرتِ کسی نقصان او نکند. میان جمال اللّٰه– جیو– به او گفتند که آنان که مقرّبِ جنابِ حضرت شیخ عبدالقادر اند، سگ را به پیزار می زنند. از آنجا آمده محبوسان را فرمودند که شمان را از درگاه جناب الله خلاص کنانیدیم. خود به دولتخانه تشریف شریف فرمودند. بعد چند روز زمینداران قوم چوهٔا و رانجهه و رهان فوجها کرده با میرزا جنگیدند. اگرچه افواج میرزا هم از حساب افزون بودند، لیکن تقدیر خدا و غیرت فقرا دستهای سپاه چنان بست که از یکی هم زخم به کسیَ از زمینداران نرسید. تا میرزا را به جان کُشتند و تمام اسبابش به تاراج بردند و از کُشته ها پُشته هاشد.

بیت

گنج قارون که فرو می رود از قهر هنوز
خوانده باشی که هم از غیرت درویشان است

نقل است که؛ مراد– نامِ زمیندار منگوکا– نبیرهٔ میان برخوردار هرل را قید کرده بود و حضرت برای خلاصی او پیش مراد مذکور رفتند. آن بدبخت به شامتِ نفس به ملازمت حضرت نیامد. لیکن آدمی جهت دعوت حضرت فرستاد. قبول نفرمودند. باز دو روپیه نقد برای خرج فقرا فرستاد، اوهم نگرفتند و فرمودند که ما برای خلاصی نبیرهٔ میان برخوردار هرل آمده ایم. اگر خلاصش کنی دعوت را قبول می کنیم. دو سه بار تکرار شد، امّا قبول

Marfat.com

ننمود. برادرزاده اش وقت فجر به ملامتش گفت که تمام شب فقیران به ذکر و بیداری گذرانیدند مبادا که از غیرتشان به تو آفتی رسد. می باید [175] که محبوس را خلاص کرده حوالهٔ بزرگان نمایی و رضامندیشان حاصل کنی. گفت که: "فقیرانِ اینها ذکر می کنند و میان بخشو – که مُرشدِ ما است – سگان او هم ذکر می کنند، غیرتِ ایشان بر ما اثر نمی کند." از استماع این سخن حضرت شاه را جلالیّت آمد. فرمودند: "همان سگان گوشتِ او خواهند خورد." و برخاسته به دولتخانه آمدند. بعد چند روز مُراد به دیهی رسید که سواکنِ آن ده برادران غریب و رعیّت او بودند و مدتی گذشته بود که پدر آنها را به جان کُشته بود. به دل غصّه داشتند و پسرانش برای قصاص پدر می کوشیدند، اما قابو نمی یافتند. اینجا به شب، چون تمام فوج او خوابیدند، هر دو برادران به بهانهٔ مشورتِ کار پیشِ او آمدند و جهتِ قصاصِ پدر تیغها کشیده و دست از جانِ خود بریده به سرش رسیدند. هرچند واویلا کرد که مرا نکُشید به کار خواهم آمد. گفتند: "کارها که به تو موقوف بودند فراغ یافته، الحال به قصاص پدر می کشیم." به جان کُشته از بالاخانه به کوچه در گلخن انداختند. تمام گوشت و پوستش سگان آن ده خوردند.

نقل است: مُربی نامی قانونگوی میرالی واله – موضعی است – به میان برخوردار مزاحم می شد. حضرت[۳٤] نزد او رفته فرمودند که میان برخوردار فقیر است از خیالِ او باز آی. گفت که: "این را فقیر که کرده؟ این زمیندار است و شما را فقیر می دانم." [176] فرمودند که این را فقیر خدا کرده. آن بدبخت گفت: "اگر خدا کرد، بی جا کرد" – نعوذ باللّه من قوله –. حضرت فرمودند که این فقیران مانند کوه اند هر که سرخود به کوه زند، سرش بشکند. گفت: "اگر من خواهم مُرد، فرزندان من هم از خیال او نخواهند ماند." حضرت به غضب آمده، فرمودند که خوب کردی، فرزندان خود را بوقت یادِ ماآوردی. اولًا فرزندان تو خواهند مُرد. بعده تو یک جا خواهی مُرد. کار قضا و غیرت فقرا، روزی چند گذشته بود که به حاکمِ وقت نزاع کرد. حاکم اوّل فرزندانش را کُشت و بعده او را به جان مقتول کرد.

نقل است: یک بار رهتاس را به قدومِ میمنت لزوم ممتاز فرمودند. زنی عرضِ اولاد کرد. فرمودند که یک نان پخته بیارند. چون آوردند، سه حصّه کرده به آنها دادند و فرمودند که دو حصّه شوهر او بخورد و یک حصّه زن. دیگر عورات که اولاد نداشتند از آن عورت دو

Marfat.com

حصّه گرفته، قسمت کرده خوردند و آن‌یک حصّه هر دو شوهر و زن خوردند. همه را فرزندان شد و دو ایشان را شدند، چنانچه الحال جوان اند و صاحب اولاد شدند.

نقل است: شریف– نام زمیندارِ اگرویه– از پٹهٔ چاه قراریِ حضرت اضافه طلبید. ایشان فرمودند که اضافه دامی و درمی نخواهم داد. در همین گفتگو آن بدبخت گفت: "اگر شما فقیر اید اینک من دست بالامی کنم، خشک شود و بسوزد." فرمودند: "بیخ تواستیصال خواهد شد چه جای سوختنِ دست است. [177] و بیخ ترا خشک ساختم." در اندک روز پسران و دختران او مردند و خان و مان وامتعه واقمبشهٔ او ویران شد و بعد مدتی خود هم بمُرد.

نقل است: حاجی یار بیگ –نامی فقیر– در خدمت حضرت آمد و التماس نمود که هفت حج کرده ام و تمام فقرایِ آن ملک و این دیار دیده ام و از همه عرض حال خود نمودم، از هیچ یکی به مطلب نرسیدم. توجه نموده یک نظر به او فرمودند و یک لقمه به دهانش انداختند. به مطلب عظمٰی رسید. و مشتاقِ راهِ حق بود، به حق پیوست. در حال رخصتش فرمودند. متوطّنِ جلال آباد بود. یک بار دیگر برای زیارت باز آمد، میوه های ولایت و عجیب های دیگر نیاز آورد.

ابیات در وصف ایشان:

خاکِ کویِ عصمت اللّٰه قبله‌گاه عالم است
توتیایِ چشمِ بینا، سجده گاه عالم است
کوهِ طور از بامِ عالی جنگ با موسٰی کُند
هم کلامی باخدا بربامِ شاهِ عالم است
انتقامِ تنگدستی از گشایش می شود
دستگیر از دست بر تو دستگاه عالم است
بار غم بر دوش، در منزل پریشان می روم
سینه ام شد نقش پا، بر سینه راهِ عالم است
گر قبولیت ندارم، هست امید از درت
بر گناه گارانْ است تصدیع هم پناه عالم است

Marfat.com

بیکسم، بر کس ندارم دعوی ای جُز بندگی
زندگی بیکار در من شعله آه عالم است
این قدر عرض است باقی، نیست عرض ما دگر
از شب تارم چه پروا، چون تو ماه عالم است

حلیه و شمائل

رنگ بی رنگ[۳۵] آن شاه والا جاه مایل بود به سرخی چون لعلِ آبدار. [178] جبین با فیض مبین شاه گشاده و مطلع انوار. پیوسته اَبرو، بلند بینی بودِ آن قدوهٔ احرار. از لمعات رخسار قمر بدر شرمسار. و دو رشتهٔ دندان لآلی آبدار؛ انبوهِ ریش چون "جنّاتِ الفافا"[نباء /۱۶] در بهار. پیغولهٔ چشم با حَشم خیلی سیاه و سفیدی چون سهرلبابی ریشه سُرخی دار. صدرِ با قدر فراخ و مخزن اسرار. شیر پنجه یعنیٰ کف وسیع و اصابع جُثه دار. جسیم الجسم بودند باعزت و وقار. موزون القد بودند با غایت شکوه و اقتدار.

و خطابش از مربی و هادی خود- شاه عبدالرحمٰن- "امیر حمزه پهلوان"[۳۶] بُود.

به تاریخ دوازدهم رجب المرجب و نوزدهم ماه چیتر، شب سه شنبه، وقت نماز شام که دو رکعت نماز را به قیام خواندند و به رکعت سوم از دار فنا به دار بقا به آواز نعرهٔ "هاهو" رحلت نمودند و به حق پیوستند. سنهٔ هجری یک هزار و یکصد و سی و هفت [۱۱۳۷ھ] بود[۳۷].

و از ایشان سه خلف ماند. هر یک به کار دنیاوی قابل بود و به راه آبا و اجداد مشتغل.

[فرزند اوّل: شیر محمد]

بیت

خصوص آن شیر در وادی سرمد — که نام روشنش شیر محمد
شغال نفس را چون شیر دَرّد — سگ حرص و هوا را دُم بِبُرد

الحال برمسند صاحب سجادگی سلطان وقت و صاحب حال اند. شب در قیام و روز در صیام گذارند. در پاس آخرین شب به ذکر ارّه چون شیر می غرند. خلوت نشین و عزلت

Marfat.com

گزین اند. به نظر همّتشان درویش و غنی برابر اند و اعدای عدو را – که نفس است – مطیع و منقاد فرمودند. هر وقتی که می بینم زبانشان [179] متحرّک با ذکر و تلاوت قرآن است و هر دم ملاحظه می کنم در یادِ راه حق با فکراست ومی باشند .

بیت

مفلسان را توشه بخشد از نظر
خاک گردد از نگاهش سیم و زر

و غلغله و فرّ فقرِ ایشان در مُلک بسیار است. [به] خصوص در لاهور چنان است هر گاه که به شرفِ قدوم (۳۸) آن مکان را سرفراز فرمایند تمام لاهور رجوع می شود. چون بارِ اوّل به لاهور تشریف فرمودند، نواب خان بهادر هر دو فرزندان خود رابه خدمت ایشان فرستاده نزد خود طلبید. ایشان رفتند. مجلسِ سرود گرم بود. به هر کس که نگاه فرمودی، مست می شد و به وجد می آمد. چنانچه محمد شاکر – نام جساول[یساولِ] میرزا حیات اللّٰه خان – به یک نگاه ایشان از بالا خانهٔ گَچهری– که از دو قد آدمی بلند تر بود – برزمین افتاد و آسیبش نرسید، اگرچه فرش پخته فرش بندی آن زمین از خشت های پخته بود. بعد دیری به افاقت رسیدی. و از نظر فیض اثر ایشان به میرزا حیاتِ اللّٰه خان فرزند نواب معزی الیه تأثیر شد. به وجد آمد، به[= تا] دیر مست ماند و دستْ بیعت شد و تمام سرکار او – چه چیله ها و خوجه ها و چوبداران و مقرّبان وغیره شاگرد پیشه– همه خادم شدند و مرید گشتند.

نقل است که؛ جهت کار میان برخوردار هرل در قصبهٔ امن آباد نزد جسپت رای - فوجدار - رفتند. و آن کافر دجّالِ وقت و فرعونِ زمان بود که هیچ متنفّس ازو [محفوظ] نمانده بود و اهلِ عزت را دشمن بود. اظهارِ کار به او نمودند. [180] تن در ادای کار نداد و ابا آورد که فقیران این زمانه قضیه دلّال اند نه فقیر. ایشان شیروَش چنان غریدند که او و مجلسیانش روباه وار خزیدند. به جلالیّت فرمودند که: "فقیر را هم مِهر است و هم قهر، مِهر ما در حقِ تو کاری کرده که از حدّ ملتان تا به حدِّ جمون حکمِ شما نافذ است – این از آن [جهت] فرمودند که به خدمت میان عابد ساکن ست گهرا، خادم میان پیر محمد که خادم جناب حضرت نوشه صاحب بود، آن کافر رسوخ عقیدت داشت– و اگر قهر فقرا می بینی ببین." فرموده برخاستند. به همان شب اسپش نقره رنگ -که گران قیمت بود - بمُرد و فردا

Marfat.com

مقربانش به ملامت گفتندش زنهار زنهار از خیال این خاندان عظیم الشأن باز آی والّا این شیران بیشهٔ جناب پروردگار اند، دمارِ تو از نهادت بر آرند. تا از مزاحمت و تعرّض میان برخوردار باز آمد.

بعد پنج شش سال دیگر، آن کافر دجّال از قبیلهٔ میان برخوردار دو کس را قید کرد. هرچند به تخلیص محبوسان کوشیدند، امّا خلاص نکرد. فرمودند که ما باز نزد تو نخواهیم آمد. برخاسته به لاهور رفتند و کرات مرات خطوط برادر او دیوان و پروانهٔ نواب مع چوبدار نواب زکریا خان بهادر جهت تخلیص محبوسان فرستادند، مؤثرش نشد. آخرالامر ایشان غیرت را کار فرمودند. به آزار سخت گرفتار شد و به حدِّ جان رسید. مقرّبانِ خود را به خدمتِ ایشان در لاهور فرستاد که در حق من فاتحهٔ خیر فرمایند. هرچند، عرض فاتحهٔ خیر کردند، قبول نفرمودند که مادا می محبوسان را خلاص کرده حوالهٔ ما نکند، فاتحهٔ خیر نمی گویم. چون خلاص شده، پیش ایشان رسیدند، فاتحهٔ خیر فرمودند. از مرضش شفا شد و لیکن به حکومت در کَچهری امن آباد ننشست. ازان سبب که وقت برخاستن آن روز از کَچهری فرمودند که بار دیگر نزد تو نخواهم آمد. و در اندک مدّت معزول و خراب شد و محبوس شده به محاسبه آمده، به ملتان گرفتار شد.

عبدالرحیم – فقیرِ جناب ایشان – می گوید که؛ قرض دار بودم و نذر مُعَیّن نمودم که هرگاه قرضم مندفع شود، مریدِ حضرت نوشه صاحب شوم. چون قرض من مندفع شد در چک ساهن پال به خدمت حضرت میان محمد سعید جیو – که از نبائر مشاهیر حضرت نوشه صاحب جیو سجاده نشین است – رسیدم و عرض احوال خود نمودم که به من ارشاد راه حق فرمایند. فرمودند که چند روز رفته باز آیند که با آهستگی گشودِ راه حق خواهد شد. دو سه روز در موضع رُکه گذرانیده باز به خدمت رسیدم. به من التفات نکردند. به خانقاه نشستم تا از خبرداری نان هم ماندند. از آنجا که محرمیّت راه اللّٰه به هر کس ندهند چنانچه بیت *دیوان حافظ* شامل است:

شرح مجموعهٔ گل مرغ سحر داند و بس
نه هر آن کو ورقی خواند، معانی دانست

مقصدم از ایشان به حصول نه انجامید. شخصی به من وا نمود که میان صاحب میان شیر

Marfat.com

محمد -جیو-[182] اهـلِ شـوق این راه را به کرشمۀ نظر فیض اثر به مقصود رسانند. به خدمت ایشان گفتم.

بیت

شنیده ام که سگان را قلاده می بندی
چـرا به گردن حافظ نمی نهی رَسَنی؟

بـه مـن تـوجّـه فـرمودند. به مقصود رسیدم. در این زمان آن فقیر را می بینم که از سر و پا بـرهـنه و ترک عیال و اطفال گرفته به ذکر و فکر محتظ و ملتذذ است. این کار به خلوص [و] محبّت است نه به هوا و هوس.

بیت

ای دل به هوس برسرِ کاری نرسی — تا غم نخوری به غم گساری نرسی
تـا خاکِ ترا کوزه نسازند کلالان — هـر گـز بـه لـبِ لعلِ نگاری نرسی
تا همچو حنا سوده نگردی به تهِ سنگ — هـر گـز بـه کفِ پای نگاری نرسی

محمد صادق – چیـلـۀ سرکار نواب زکریا خان بهادر مریدِ جناب ایشان – می گوید که؛ روزی نواب بر من غضب شد. من گریخته پسِ طاق دروازه مخفی و محتجب شدم. هَمّازٍ مَّشَّآءٍ بِـنَمِیمٍ. [القلم / ۱۱] بـه نـواب ظـاهـر کـرد که فلانی فلان جا مخفی شده. نواب به خدمتکاران خـود فـرمـود کـه هر که محمد صادق را بیارد مستوجب الانعام شود. می گوید که در آن زمان گفتم: "ای مُرشد کامل و ای هادی شامل! وقتِ مدد است":

سـاربـان بـارِ مـن افتـاد خـدا را مـددی
کـه امیـدِ کـرمـت همدم این محمل کرد

بـه مـن مـددی فرمودند که خدمتکاران نواب هرچند مرا جُستند، نیافتند اگرچه دستهایِ خواجه یاقوت خان وغیره بر جسم و تن من رسیدی. صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ [بقره / ۱۸] وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ. [بقره/ ۷]

فرزندِ دوم: [گل محمد]

دگـر بـاغ مـحبّـت گل محمد — [183]نسیم خُلق او در مغز احمد

Marfat.com

گلویِ ملک او گلدسته زیبا که خویِ او معطّر کرد ما را

به راه آبا و اجداد مشغول است. زمیندار موضع لَک به ایشان بی ادبی کرد، فی الفور به خرابی رسید و تمام دِه آنها ویران شد. چنانچه یک آدمِ آنها با یک دیگر نماند و خراب اند.

فرزند سوم: حضرت میان محمد عظیم جیو مدّظله(۳۹)

سوم اهل حیا نامش عظیم است به علم و عمل چون اب جد کریم است

محمد شافع اسمِ عظیمش خدا سازد به دولت مستقیمش

گرم تأثیر است و حالی دارد که هر گاه وجدش می شود تا دو پاس و سه پاس بی دم می ماند و از نظرِ او همچنین تأثیر می شود. بسیار کس از ایشان بهره مند و مستفیض شدند.(٤۰)

ششم: آن بلبلِ گلستانِ فصاحت، عندلیبِ رضوان ملاحت، فضایل پناه، کمالات دستگاه، حضرت میان جمال اللّٰه

که در ایامِ خُرد سالی محبّتِ علم در کانونِ سینهٔ بی کینهٔ ایشان متمکن و مستقر چنان شد که به زبان مبارک نقل فرمودند که هر وقت و هر دم به حضرت قبله گاهی می گفتم که سبقم یاد بشنوید و به من تکرار بکنید، می فرمودند: "سبحان اللّٰه هرچند به فرزندان دیگر که ازین کلان تراند به زجر و توبیخ تأکید خواندن و نوشتن کنیم، نخوانند و ننویسند. محبّتِ علم عطای الٰهی است که حق تعالٰی در دلِ فرزندِ این ارجمند افگنده که ساعتی بی اشتغال علم نماند." چون نسبتِ ایشان در خانهٔ حافظ شکر اللّٰه- مفتیِ چیمه چٹهه- مقرر شد، فضایل پناه میان محمد صدیق برادرِ مفتی مذکور - اگرچه بی سرانجام کار شادی [184] در موضع منسوبه رفتن در پنجاب عار است - به مرتبهٔ کمال شفقتی که با ایشان داشتند، ایشان را همراه خود بُردند تا به تحصیل علم چنان مستغرق شدند که می فرمودند بعد از سه ماه از حویلی بیرون می رفتم. وقتِ نمازِ شام به مطالعه می نشستم، به سحر [می] خاستم و نانِ سحر تا شب ماندی. چنان در محبّت علم محو و متلاشی شدم که هیچ چیز سوایِ علم مرا خوش نیامدی و گفتمی.

لذات دنیوی همه هیچ است نزد من
غیر از شبی مطالعه، در روز درس نیست

Marfat.com

بعد از بیست و هفت سال، به تحصیل کمال رسیده، به خانه رسیدند و در تمام پرگنه نقش و ادب ایشان شد. طایفۀ علمای دیهاتِ حوالی از بس که رجوع خلایق و انفصال معاملات نزد ایشان شد، رشک بردند. تا بر جنازۀ حافظ یار محمد عرف کَنگره[٤١] که از مشاهیر اینجا بود، تمام علما جمع شده، کتابها به دست آوردند و غرض آن داشتند که به طوری الزام دهند. مذکور مسایل درمیان آوردند. چنان گوی سبقت از میدان سخن ربودند که تمام آن زمرۀ علما مطیع و منقاد شدند و در دلهای ایشان تخم محبّت کاشتند.

نکته های عجیب و لطیفه های غریب که هنگامِ خواندن سبق وغیره اوقات تقریر می فرمودند اگر به قید قلم آوردمی، ملفوظی وکتابی لایق نظر اهل علم و اولی الالباب شدی لیکن فرصت نداشتم. ازین کار افسوسی دارم [185] بسیار و حسرتی بی شمار. اما ذکری از صد یکی از کمالاتشان موجبِ سعادتِ عظمٰی تصوّر نموده به قید قلم آرم:

قناعتی داشتند که هرچند حکّام وقت همچو میر احمد خان -فوجدار گجرات - و میر جعفر -تهانه دار هیلان - به جان کوشیدی که نزد شان مانند، لیکن قبول نکردند و فرمودند که "ما نوکرانِ خدا یم، منصبِ معبود گذاشتن و به خدمتِ عبد شتافتن چه حاصل؟" و بیت فرمودند:

به نان خشک قناعت کنیم و جامۀ دلق
که بارِ محنتِ خود بِه زبارِ منّت خلق

متحمّل و پُر حوصله بودند که از کمال حلم در تمام عمر بر کسی چین به ابرو نشدند مگر بر متکبّری که التَّکَبُر مَعَ المُتَکَبرین تواضع و التَّیهُ مع التّائهین صدقة. یعنی با متکبّر تکبّر بهتر است.

حافظه ای داشتند که وقت سبق می فرمودند که" این حرف بر [=در] کتابم در فلان موقع است و وقت سبق این چنین مذکور شده بود." و حال آن که چهل، پنجاه سال ازآن سبقها گذشته بودند.

حضرت والدۀ ایشان به دُعا فرمودند که حق تعالٰی شما را به هر میدان سرخرو کند. اثر دعایشان چنان به ظهور آمد که هر جا مباحثه و مذاکرۀ علم درمیان آمدی، منصور و مظفر شدی.

Marfat.com

در علم تصوّف استاد کامل بودند و معمّا های مشکل از لطایف[کذا: لطافت] طبع و سلامت قریحه فی البدیهه حل فرمودی.

از مجاهدهٔ نفس و ریاضت یک دم فراغ نداشتی. "کُل نَفَسٍ یخرج بغیرِ ذکر اللّٰه فُهوَ مَیت" معمولِ عملشان بود. [186] "تفکر ساعةٍ خیر من عبادة ستین سنة"(۴۲) در مدّنظر داشتند. اهل باطن بودند و صاحبِ تأثیر.

می فرمودند که مراتب و منازل فقرا چون چراغ در دست می بینم.

عاملی بودند که اگربه کس ارشاد عمل فرمودند به اندک روز مسترشد شده به مقصد رسیدی. چنانچه میان دانا سیال کوٹی در جهان آباد عرض عمل کرد و عرض اشتهایِ خود ساخت. ارشاد فرمودند. درچند روز وزارت پناه عبداللّٰه خان (۴۳) به او ارادت آورد و مقرّب خود کرد.

حضرت شاه عبدالرحمٰن می فرمودند که تأثیر این صاحبزاده خیلی سخت خواهد بود. در جهان آباد به هر که نظر توجه فرمودی، مستِ بادهٔ الست گشتی. بعد دیری به افاقت آمدی.

اکثر اوقات که ایشان می خفتند آوازِ ذکرِ "هُو، هُو" می شنید که از دل عرفان منزلشان برآمدی.

یک بار درکوٹ مؤمن گوندل جهتِ استرداد مواشی چک ساهن پال که دزدان آنجا برده بودند، تشریف فرمودند. دزدان گفتند که: "شما این مواشی می خواهید؟ مواشی (۴۴) که در آنجا باقی مانده، قصدِ آوردنِ آن هم داریم." فرمودند: "اگر در آن سرزمین باز روید تیغ قهرِ الٰهی بر شما نازل خواهد شد." تا فوج کرده آمده موضع اگرویه را تاراج کردند. مردمان حوالی آن دیهات رسیده، جنگیده، بیست و هفت دزدان را به جان کُشتند. از غیرت ایشان دزدان را شکستی آمد. اگر کودک خُرد سال دنبالِ دزد جوان کردی، دزد طاقت مقاومت نداشتی. همین کودک او را سر از تن جدا کردی. آری، که کرد که نیافت.

روزی این احقر البریات فقیر **محمد حیات** را- که از کمترین فرزندان [187] ایشار است- فرمودند که از چاه خود کاشتهٔ موضع اگرویه قدری غلّهٔ گندم صاف کنانیده آورید. به فرموده عمل نمودم و غلّه صاف کنانیده بر جاموس بار کنانیدم. ٹهپه دار و محصّل آمده گندم

Marfat.com

را تـه ٹهپه کردند و کارندگان را بسته به موضع مُرید[٤٥] برد. آمده حقیقت حال عرض کردم. وضـو سـاختـه سـاعتـی متـوجـه نشستـنـد. روز دیـگـر عـلی الصباح خبری رسید که به شب به زمینداران موضع مُرید مزاحم شد. زمینداران [او را]مجروح به حدّ جانش کرده، تمام پارچه ها و سلاحها و اسپ ها به غارت گرفتند. خراب حال با صد ملال در قصبۂ هیلان رفت.

بیت

هـر کـه بـا پـولاد بـازو پنجه کرد
سـاعـد سیمین خود را رنجه کرد

نـقـل اسـت: روزی بـه زیـارتِ خـانـقاه حضرت نوشه صاحب– جیو– تشریف فرمودند. بهُـس سـفیـد چـاه خانقاه [را] وهاب– نام زمیندار موضع اگرویه– گاومیشان خود می چرانید. هـرچـنـد ایشان منع کردند، باز نیامد. همان زمان دو گاومیش او همانجا مُردند. از آنجا که قومِ زمینداران مثل قوم فرعون اند، چنانچه حق تعالٰی در کلام مجید فرموده: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْـجَـرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيٰـتٍ مفصّلٰت [اعراف / ۱۳۳] هـرچـنـد معجزات ظاهره و خـوارق عـادات باهره از موسٰی علیه السّلام دیدند چون خَتَـمَ الـلّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ط وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عظِيْمٌ. [بقره / ۷] فرمودۂ حق بر حق است، [188] احدی مشـرف به شرف اسلام نشد. همچنین در حق ایشان فرموده وَكَـذٰلِكَ جَعَلْنَا فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ط وَمَـا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ. [انعام / ۱۲۳] هر گاه ایشان را حق تعالٰی ظالم فرموده از تظلّم[کذا:ظلم] کی مانند باز.

هـمـان زمیـنـدار بـه فـرزندانِ خود گفت که پیاز بر چاه خانقاه است کندیده، بیارید. هم بُـردنـد. هـمـان شب دزدان خانه اش را چنان تاراج کردند که از مال و مواشی و اثاث البیت در خانه اش چیزی نماند. مفلس الحال شده، آمده تقصیر معاف کنانید.

نـقـل اسـت: عـنـایـت– نـام زمیـنـدار مـوضع سارنگ– را پنج اسپ ماده دزدان بُردند. معروض کرد که اگر اسپ ماده های من بیایند، مبلغ پنج روپیه نذر شما بدهم. فاتحه خواندند. اسپ مادیهایِ او بیامدند. ایشان نذر طلبیدند. اِبا نمود. حکم خدا باز اسپ هایش دزدان بُردند و مسترد نشدند.

نقل است: جاهر– نام زمیندارِ موضع کالوپنڈی– به کارندگان خود کاشتۂ ایشان تصدیع

Marfat.com

رسانیدی. روزی به زبان هندی فرمودند: "پِنڈی، کُجھ سَڑی، کُجھ کھِنڈی." چند روز گذشته بودند که تهانه دارِ هیلان آن ده را تاراج کرده، سوخته عَالِیَهَا سَافِلَهَا [هود / ۸۲] کرد و بعد چند روز جاهر را دزدان کُشتند.

ایضًا: تُلا– نام زمیندار موضع دهر یک تارڑ – جهت مبلغ ها که تهانه دار قصبهٔ هیلان از اضافهٔ پٹه های قراری که حاکم وقت بالمشافه به ایشان معاف نموده بود، از زمینداران گرفته، روز به روز آدم ها فرستادی [189] که مبلغی ازان مبلغ ها نخواهم گذاشت و به مزارعان تصدیع رسانیدی. روزی به زبان هندی فرمودند: "تُلا، نه رهس جُهگا، نه رهس کُلا." پس از چند روز دزدانش کُشته، تمام ده را تاراج کرده، سوختند و مادرش هم در خانه اش سُوخت.

بیت

هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
تا دلِ مردِ خدا نامد به درد

بس تجربه کردیم درین دیرِ مکافات
با دُرد کشان هر که در افتاد، بر افتاد

در راه شریعت راسخ دم و محکم قدم، از عِلم طریقت و حقیقت محرم بودند.

سبحان اللّٰه! نبائر حضرت [نوشه] چهار مجموعهٔ خوبی هایِ ذاتی و صفاتی داشتند که به زیور و خوبیِ علم و حکمت و سخاوت و معرفت مزیّن و محلّٰی بودند. شخصی وقت درس سایل شد. فرمودند: اگر مسئلهٔ کتاب خواهی از ما بخواه؛ و اگر دایی داری دوای از برادرم کلان میان سعداللّٰه بطلب؛ و اگر طلب راه حق داری برادرم میان عصمت اللّٰه– جیو– را عرض کن؛ و اگر گرسنه ای پیشِ برادرم محمد سعید برو.

چون سن هجرت نبی یک هزار و یکصد و چهل و دو [۱۱٤۲] بگذشت، وقت نماز شام، از شب سه شنبه، به تاریخ دوازدهم از ربیع الثانی صدای اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً. [فجر / ۲۸] به موجب کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. [عنکبوت / ٥۷] در گوش حق نیوش قدوهٔ علمایِ طمان و عمده فضلای آوان، جاهدِ سبیل اللّٰه میان صاحب میان جمال اللّٰه در رسید که از دنیا– که سجنِ مؤمن است – و دارفنا، به داربقا نهضت فرمای. از لذت سماع این صدا،

Marfat.com

شهباز روح پُرفتوح [190] ایشان به طوع و رغبت و رضا از قید قفس لازمة الفناء پرواز نموده، به آشیانِ قرب رحمٰن- که إلیه المرجع وإلیه المآب- مسکن و موطن فرمود.

تـاریخ وصال ایشان احقر البریات فقیر **محمد حیات** ، کـه یکی از فرزندان ماتم زده های ماتم صعب و یتیم مانده هاو و رنج محن و تعب اوست، که هر لحظه

شعر

صُبَّـتْ عَـلَـیَّ مَـصَـائِـبٌ لَوانَّهَا
صُبَّـتْ عَـلَی الایَّامِ صِرنَ لَیَا لِیَا

می گفت، ازین بیت بر آورده:

بیت

از وفـــاتـــش بـــی ســـرو بـــی پـــاشـدنـد
عـلـم و کرم و فیض و فضل و فقر و صبر (٤٦)

Marfat.com

فصل
در ذکر متّقی کامل و مدام فیض حق را شامل، صاحب حوصله دریا نوش و همیشه از محبّت حق در جوش، مدام حضوری، حضرت حافظ معموری

که ولی نعمی ایشان بسیار بزرگ بودند و در قصبهٔ هیلان از قدیم اکابرت در خاندان ایشان است و به جناب حضرت شاه نسبت دامادی دارند و کرم حضرت بر ایشان بسیار بود و حضرت میان محمد هاشم دریا دل بسیار مهربانی داشتند- سلّمه اللّٰه تعالیٰ-.

از ایشان چهار فرزند بزرگ بودند که:

یکی اسم شریف ایشان میان تاج الدین، که در علم ظاهری از تحصیل فارغ اند و صلاح و تقوی به نهایت دارند و بهرهٔ باطن از میان نور محمد- جیو- دارند که در خواب ملازمت حضرت ابابکر صدیقِ برحق ایشان را نصیب شده و به بشارت ایشان به خدمت میان مشرف شدند و بهره مند شدند و احوال ایشان بسیار به بزرگانِ سلف [191] مناسب است و رؤیا و خواب ایشان صادق است.

و برادر دیگر بزرگ میان هدایت اللّٰه، ایشان هم بزرگ اند.

و سوّم میان نظام الدین، نیز در تحصیل اند که عنقریب فارغ شوند و صاحب باطن اند.

و خلف چهارم[1] قلندر مشرب اند و مقید به هیچ چیز نیست و ذوق نظم دارند. چنانچه مدام در مطالعهٔ *مثنوی* اند. احوال ایشان بسیار خوب است.

Marfat.com

فصل

در ذکر یاران و قبله گاهِ خود که آن قبله گاهِ این کمترین اند و معتقدان و هادی راه گم گشتگان، سلطانِ اهلِ عرفان، مستغرقِ بحرِ توحید، سیّاح بادیهٔ تجرید و تفرید و حیرت زدگان راه عشق را پدر، مُرشد رهنمای احمد، حضرت میان نور محمّد

غزل

ای هادی رهنمای احمد — نور رُخ تو ضیای احمد
از خاکِ قدوم تُست پُرفیض — دانایی و عقل [و] رأی احمد
از لمعهٔ نورِ تُست رقصان — چشم و دل و دست [و] پای احمد
فاحبب گفتی اذکرونی — از حُب خدا خدای احمد
احمد درخود نمانده از خود[1] — خود بنشستی به جای احمد
احمد گویان ندا برآری — بر عرش رسد ندای احمد
هر کس داروِی درد خواهد — دردِ تو بود دوای احمد
گر حق جویی و حق شناسی — حق دان همه گفته های احمد

و حقیقت ایشان بر این منوال است که وطن حضرت شاه، گهُگان والی- نام دِه ای- بود و درین سرزمین کتخدا شده بودند- چنانچه بالا مذکور شد- به موجب حکم اینجا مسکنت اختیار کردند و وطن حضرت میان درین سرزمین بود. چون حضرت شاه درین سر زمین [192] اقامت فرمودند، حضرت میان خُرد سال بود و مردم حضرت شاه را می دانستند که چیزی خوانده اند و از بزرگیِ ایشان کسی واقف نبود. به خاطر ایشان ذوق خواندن شد. به خدمت حضرت شاه خواندن اختیار نمودند. چون چندین بر این گذشت و مردم بعضی خوارق حضرت شاه را دیده اعتقاد آوردند، ایشان سرگرم خدمت شدند و در آن اثنا یاران کسی نبود. مدّت پانزده بیست سال خدمت حضور نمودند. می فرمودند که هیچ خدمت نیست که من نکرده ام،

Marfat.com

چه کاه آوردن و هیزم بری و آب کشی. چون مدّتی بر این نمط گذشت روزی پشتارهٔ کلان آوردم. دیدند،[۲] فرمودند: "الحال فلانی تو پشتاره نمی آورده باشی." من حیران که آیا این از کدام رهگذر است، از مهربانی است یا اعتراض؟ به هرحال لاچار اطاعتِ امری به جای آوردم، لیکن وسواس باقی بود. اتفاقًا برای مادیان ها حکم شد که رفته، زردک کَنانیده، بیارید. چند مردم مزدور همراه گرفته برای زردک کندیدن رفتم. به خاطر من آمد اینها کار می کنند من چه بی کار نشسته ام. بهتر است برای مطبخ سرکار خوردن چیزی من هم ببرم. من از قسم شُسته، یک پشتارهٔ خُرد برسر خود برداشته، مزدوران را پیش انداخته، به خدمت آمدم. همین که برسر من دیدند، فرمودند که من منع می کنم که پشتاره نه بردار و تو باز [بر] می داری؟ چون با وحشت گفتند، در دل من ملاحظه آمد. دانسته که این در وسواس است. روز دیگر من وضو می کنانیدم. خلوت بود. فرمودند که فلانی ما ازخود منع نمی کنیم، ما را حکم چنین شده که [193] از فلانی ازین قسم خدمت نکنانید. الحال شما بسیار باربرداری کردید. باید که خدمت وضو وغیره می کرده باشید. مدّت چند سال به همین حال گذشت. باز صاحبزاده ها را برای خواندن به لاهور فرستادند. فقیر را به خدمت ایشان همراه دادند و خرج به حوالهٔ من شد. چون چندی بر این نمط گذشت و صاحبزاده ها را طلبِ حضور شد. حضرت میان برخوردار– جیو– را کتخدایی کردند و درخدمت حضور داشتند و مرا درخدمت حضرت هاشم دریا دل در سیال کوٹ فرستادند. تا فراغِ تحصیل به خدمت صاحبزاده بودم.

چنانچه از زبان صاحبزاده منقول است که؛ خدمت هایی [که] میان نور محمد کرده چه بیان باید نمود که ما تا نیم شب در مطالعه می بودیم و ایشان نشسته می بودند. من می گفتم: "الحال زیاده بر این کاری نیست که من بعد از مطالعه، کتاب را بر طاق گذاشته بخوابم. برای این قدر کار که شما تا نیم شب می نشینید، چرا؟" این عزیز می گفت که: "حضرت مرا در خدمت شما داده اند، مناسب از من نیست که شما بیدار و نشسته باشید [۳] و من در خواب شوم." در این نوزده بیست سال – کم یا بیش – که درتحصیل بودیم، هرگز من کتاب را در طاق خود نگذاشتم و تا من استراحت بربستر خواب نکرده ام این مرد نخوابیده.

چون صاحبزاده از تحصیل فارغ شدند، مولوی عبدالحکیم را اشتیاق دیدن حضرت شاه بسیار شد. و پیش صاحبزاده مذکور کرد که ما را ذوق دیدن حضرت شاه بسیار [۴]است، اگر

Marfat.com

فرمایند به رفاقت شما برویم. صاحبزاده به خدمت استاد عرض کرد که ما را [194] مجال نیست که بی حکم جواب توانم داد. اگر فرمایید به خدمت عرض داشته، ظاهر نمایم. هرچه حکم شود بر آن عمل نموده آید. مولوی قبول نمودند. صاحبزاده عرضداشت به خدمت حضرت کردند. حضرت در جواب نوشتند که آمدنِ ایشان باعث شهرت شود و حق ایشان بر ما ثابت شده که شما درپیش ایشان، از تحصیل فارغ شده اید، ما خود می آییم، ایشان را تصدیع نخواهند داد. آخر حضرت به سیال کوٹ تشریف آوردند. مولوی به خدمت رسیده صحبت داشت و التجا نمود و بهرۀ باطنی هم حاصل شد. و مُلّا محمد کشمیری- که از شاگردانِ بزرگ مولوی بود- او را نیز بهرۀ باطنی از حضرت حاصل شده. و اکثر مردم سیال کوٹ- که به شرفِ دیدار مشرف شدند- بهره ها یافتند. در سیال کوٹ کسی که می آمد حقیقت او را از من می پرسیدند و گفتگو بر من می شد و التفات (۵) به یاران دیگر می کردند و هرچه من التماس می کردم از هر کس، قبول می شد. سبب این مرا معلوم نبود. چون روانۀ درگاه شدند، فقیر جزوی از خرج صاحبزاده باقی مانده بود، خلوت یافته عرض رسانیده، التماس نمودم که الحال صاحبزاده فارغ شده اند، حکم شود من در خدمت حضور باشم. و دران اثنا حضرت میان در خدمت صاحبزاده [در] محلّۀ هرڑان - که به آن سمت شهر است- می ماندند و طرف نخاس هرگز رابطه ای نبود. حضرت شاه فرمودند [195] که میان نور محمد! شما را حکم است که در سیال کوٹ باشید و بودنِ شما در محلّۀ نخاس- که این سمت شهر است- خواهد شد و شخصی در اینجا از اخلاص مندانِ شما خواهد بود که در مشام ما بُوی محبّت او می آید و از خدمت شما بهره مند خواهد شد که خدمت شما را خواهد کرد و ازو هم مردم [+ اینجا؟] بهره خواهند یافت و مردم دیگر هم بسیار بهره خواهند برداشت.

اگرچه یاران خوب خوب شدند، لیکن در ظاهر که شهرتِ فقیر بسیار شده، مردم آن شخصی- که بالا مذکور شده- فقیر را می دانند. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابُ.

منقول است از زبانِ یاران حضور که؛ میان بلاول نام مکتب داری می کردند- سلّمه اللّٰه تعالٰی -. ایشان روزی نذری به خدمت حضرت میان آورده، دست بسته ایستاده شد که یاحضرت التماس دارم. فرمودند: چه می خواهی؟ عرض نمود که احوال من همچو حال احمد بیگ شود. تبسم نموده فرمودند که هر کسی را حال موافق حوصلۀ او می دهند، لیکن اگر

Marfat.com

خواهش تست، دادیم، اگر توانی تاب آورد. در همین گفتن نظر مبارک برو انداختند، او بی هوش شده افتاد. جایی که نشسته بودند از بلندی به پایان آمده، افتاد. حالش به جایی کشید، همین که به خانهٔ خودنشسته می بود که یک بار می خاست. مردم می پرسیدند که چرا برخاستند[=برخاستید]؟ می گفت: "حضرت درخانه برخاسته اند، از ادب دور است که من نشسته باشم." و هرگاه حضرت بیرون می برآمدند می گفت که الحال حضرت برای نماز بیرون [196] برآمده اند، روانه می شد. چنانچه می گفت، مردم می دیدند. باز احوال او به جایی رسید که بیتاب شده و برداشت نتوانست. باری که به موجب التماس خواسته بود بر او مشکل شد. لاچار روزی آمده التماس نمود که یاحضرت! مرا برداشتِ این حال مشکل شده اگر تخفیف شود و موافقِ حوصلهٔ من مرا حال عنایت شود تاب می توانم آورد والّا می سوزم. آخر حضرت میان تبسم نموده فرمودند که برو آب بیار. او آب آورد. فرمودند: بخور. او خورد. باز اندکی خود نوشیدند. آن حال ازو فروشد والحال هم صاحب حال است و در بسط او قصور نرفته.

و این که ایشان را حکم بودنِ سیال کوٹ شده. معلوم چنان شد که حضرت شاه حاجی نوشه- جیو- را حصول کمال شد، حضرت شاه سلیمان از نزدیک خود فرمودند که شما از اینجا، بودن در نوشهره مقرر نمایید که از بهلوال- که مسکن حضرت شاه سلیمان است- سی کروه کسری بالا خواهد بود. چون حضرت میان را کمال حاصل شد- نوشهره و چک ساهن پال وطن ایشان بود- فرمودند که به سیال کوٹ مسکن اختیار بکنند و بودن این احقر [٦] از سیال کوٹ به لاهور مقرر شد. ازین سبب چنان معلوم شد که این از زیادتی کرم است که چون دوست دور تر می باشد اشتیاق و حُبّ زیاده تر می شود. چنانچه [197] زُرغبًا تَزدد حُبًا. و بعضی چنین می گویند که دو کامل[را] یکجا بودن مناسب نیست. و این سخن در [حق] حضرت شاه و حضرت میان درست می تواند آمد، لیکن فقیر را خود به سبب زیادتیِ حُبّ حکمِ لاهور شده باشد.

روزی فقیر به خدمت همراه بود و ایشان هرگاه [به] وزیر آباد می رفتند، همین که از دریا آن رومی شدند - دو سه کروه از آنجا درگاه حضرت شاه می شد- تا به درگاه پیاده می رفتند. اتفاقًا چون از دریا فرو[د] آمده، روان شدند و مرا برای کار توقف شد، واقع ساعت من

Marfat.com

عـقـب ماندم که ایشان یک تیرپیش – کم و بیش – رفتـه بـاشند. در دلم خطره گذشت که چه قـدر دور خـواهـنـد رفت، همین زمان می رسم. باز فقیر از عقب روان شد. هرچند قصد کردم، دویدم– و ایشـان بـه رفتار آهسته آهسته می رفتند – چـنـدان که می دویدم نسبت به پیش زیاد تـفـاوت می شد. تا حدّی که دم من گرفته شد. دانستم که این ازان وسواس من است که در دل گـذشته بود. توبه کردم و گفتم که یاحضرت مرا چه مجال که به شما برسم مگر کرم شما مدد نماید.

بیت ·

اگـر از جانبِ معشوق نباشد کششی
کـوششِ عاشقِ بیچاره به جایی نرسد

چـون در دل مـن گذشت، عقب دیده، تبسم نموده، فرمودند: بیا. همین فرمودن ایشان و رسیدن بنده.

منقول است از یاران قدیم که می گفتند: [198] در آن اثنا که حضرت میان محمد هاشم درس مـی خـوانـدند و ایشان به خدمت بودند، شخصی از یاران به تهمت در قید بود. چون خبر بـه حـضـرت شـاه هـاشـم– جیـو– رسیـد، افسـوس کردند و فرمودند که ببینید یاران که به این بیـچـاره چـه مـصیبـت پیـش آمده. میان صاحب مصیبتؒ ایشان را دیده در بندی خانه ای که او مـحبـوس بـود، از شـب چـنـد گهـڑی نـگذشته بود که رفتند و او را گفتند: برخیز! او گفت که نـگهبـانـان نشسـتـه، مـی بیـنـنـد، چـطور خواهم رفت و درپای من زنجیر است. فرمودند که تو بـرخیـز. همین که برخاستم زنجیر از پای من افتاد و خود پیش شدند و او را گفتند که در عقب مـا بیا. خود پیش و او از [= در] عـقـب، بـه خـدمت حضرت شاه هاشم– جیو– آمدند. ایشان خوش وقت شده فرمودند که تا کسی بازدیده دامنگیرِ تو شود [+مخفی شو]. او سلام و کُرنش به جای آورده جایی رفته، مخفی شد. چون معامله دفع شد، به خدمت آمده، ملازمت نمود.

چون وقتِ وصال رسید، این احقر (۷) را یاد فرمودند. از یاد ایشان فقیر را بیتابی روی داد و روانـهٔ سیال کوٹ شدم. چون ملازمت نمودم، خوش شدند. چند روز در خدمت سعادت مند شـدم. مـدّتی از خوردن مانده بودند. چون فقیر رفت، چند بار چیزها پخته، در خدمت بُردم که شاید یگان بار – برای خاطر من – چیزی در دهن [199] انـداختند. مرتبهٔ سوّم فرمودند که بابا

Marfat.com

مرا الحال چیزی خوردن تصدیع است. شما درین فکر نباشید، که در ناخوردن طبع ماخوش می باشد.[۸] آخر فقیر باز چیزی نبرد و در خدمت می بودم. چون نقاهت به جایی رسید که سخن کردن به تصدیع میسّر می شد. وقت شب بود- که فردا وصال می کنند - هر سه صاحبزاده یک طرفِ چارپایی نشسته بودند و یک جانب فقیر بود. استغراق خود دو سه سال پیش از وصال چنان شده بود که کسی به ملازمت می آمد، همین که آمدی، پرسیدندی که کیستی؟ نام خود می برد. می فرمودند: برو به کار خود باش و ما را به کار ما بگذار.

و درین حال گاهی به هوش بودند و گاهی از خود بی خود می شدند. چون به خود آمدند و متوجه جانب فقیر شدند، فقیر التماس نمود که قبله گاها! اللّٰه تعالیٰ سایهٔ حضرت را به این فقیر و جمیع توابعان دیر گاه داراد و لیکن وصیّت مبارک است چیزی اگر فرمودن باشد، بفرمایند که بر آن عمل نمایم. به خاطر شریف آمد که چیزی می خواهد. فرمودند که فلانی ما هرچه ترا خود نصیبِ تو بود، داده ایم. فقیر گفت که یاحضرت! خدا و حضرت آگاه اند که در تمام عمر گاهی از زبان به خدمت برای خود هیچ عرض ننموده. الحال چگونه درین وقت گستاخی می توانم نمود. لیکن صاحبزاده ها هستند بر ایشان مهربانی شود. من بغیر از رضامندی حضرت [200] هیچ خواهان نیستم. به زبان مبارک فرمودند که " **ما از تو راضی و حضرت شاه سلیمان راضی و خدا راضی** ." و دستِ صاحبزادهٔ کلان را گرفته اشارت به جانب من کردند. ایشان برخاسته به جانب فقیر آمدند. فقیر برخاسته با یک دیگر کنار گرفته، گریان شدیم. به همین نوع دست میان حبیب اللّٰه و میان عزیز اللّٰه را گرفته اشارت فرمودند و به طریق سابق مایان هم بغل گیری کردیم. چون نشستیم، به فقیر فرمودند که فلانی چنان نشود که قبر مرا بلند بکنند.[۹] بر چوب چارپایی دست مانده، رفتند. من به صاحبزاده ها گفتم که حضرت به استغراق می روند. به شغل باطن در یاد خدایند.[۱۰] در اثنایِ گفتگو دست من بر رانِ حضرت بود که پخش می کردم. چه می بینم که از ران حرکت به طریق اسم ذات ظاهر شد. فقیر به صاحبزاده ها گفت که میان جیو اینجا دست نمایند و مشاهدهٔ یاد حق بکنند. چون ایشان دست گذاشتند، ایشان را نیز معلوم شد. باز فقیر جای دیگر دست گذاشت. همین صورت دریافت. بازمایان در تمام بدن به هر جا که دست می ماندیم، ذکر اسم ذات باری جاری بود. آخر معلوم شد که برای خطرهٔ مابود که ما هم گفته بودیم در ظاهر ایشان ذکر

Marfat.com

نمی کنند، شاید در باطن می کرده باشند. نمودند که بند بند ما در ذکر است.

والـده و هـمشیرۀ فقیر هم بندگی درخدمت حضرت [201] میان داشتند. والده خود در سیـال کـوٹ ماندند و همشیره ای را که افضل بیگ - کـه پسـر عمّ هم می شد و همشیره هم منسوب به ایشان بودند - طـلبیـدند و اوشان منصبدارِ داراشکوه بودند، درجهان آباد مسکنت داشتند. اتفاقًا حضرت میان معصوم سرهندی که از کبار مشایخ بودند، ایشان به دیدنِ بادشاه به جهـان آبـاد تشـریف بـردنـد. اکثـر مـردم مرید ایشان شدند. چنانچه افضل بیگ و برادرِ خُرد ایشـان میرزا یادگار بیگ هم مُرید ایشان شدند. چون ایشان پیشتر به صلاح و تقویٰ آراستگی داشتـنـد، بـه انـدک تـوجـهِ پیر، ایشان را ذکر دل و بعضی احوالات ظاهر شد. چون میرزا یان مـعـزی الیـه درکار خود گشایش دیدند به همشیره فرمودند که شما مدام در تلاوت و نمازها و تهـجّـد وغیـره مشـغـول ایـد هیچ گشایش ظاهر نمی شود. ما را به یک توجّه ذکر قلب حاصل شده و امید گشایش های دیگر هم داریم. و در هندوستان انواع انواع فقیران اند، معلوم نیست شـمـا بـه چه نوع فقیرمرید شده اید؟ ایشان گفتند که فقیران همه صاحب اند خصوصًا ایشان و پیـر مـا که میان محمد معصوم باشند، خوانین و بادشاه معتقدان ایشان اند و اکثر مردم که مرید جـای دیـگـر هستـنـد بـه خـدمـت آمـده التـجا می آرند. ایشان متوجّه می شوند، بدان گشایش مـی شـود. اگـر شما هم توجّه بگیرید. همشیره در جوابْ گفت [202] کـه خود در بزرگی او شبهـه نیسـت لیـکـن مـن هم احوال خود را به پیر خود می نویسم، امید است که به توجّه اوشان گشـایـش مـا شـود. میـرزا گـفتند: "چه مضایقه، گشایش مطلوب است." ایشان نامه به خدمت حضرت میان نوشتند. همین که نامه روانه کردند - معلوم نیست که نامه هم رسیده باشد یانه - حضرت میان -جیو- از بـاطن دریافته، توجّه در باب همشیره کردند. ایشان را حالی روی داد کـه ذکـر ارّه خـود بـه خـود جـاری شد. چنانچه از خوردن و گفتگو ماندند. پیشتر، کسی ازین طـریـق واقف نبـود کـه بـر یـارانِ حضرت شاه بی تلقینِ زبانی این چنین حقیقت رویداد می شد. بعضی گفتند: سایه شده است. و بعضی چیزی و بعضی چیزی می گفتند.

اتفاقًا شاه نعمت اللّٰه خدا نما - که از جمله مشایخ صاحبِ شوق بودند، چنانچه فقیر هم مـلازمـت ایشان نموده- بسیـار عـزیـزالـوجـود و صـالـح بودند و در جهان آباد حویلی های ما هـمسـایـۀ ایشـان بـود و از معتقدان ایشان خواجه فضیل کابلی بود و از ایشان تربیت شده بود،

Marfat.com

بلکه خلافت ازیشان یافته بود و در احدیان نوکر بود. چون سعید خان بهادر روانهٔ کابل شد، ایشان تعییناتِ کابل شده، رفیق او شدند. قریب چک ساهن پال ڈیرهٔ سعید خان واقع شد. خواجه فضیل و دیگر عزیزان از مسجد نزدیک گذشتند که همراه [203] خواجه- جیو- بود[ند]. او گفت که اینجا فقیر شنیده می شود چون است که ببینم؟ از زبان خواجه- جیو- برآمد که بسیار فقرای هندوستان را دیدیم، الحال چه احتیاج است؟ آن عزیز گفت که دیدن را چه مضایقه. آخر به اتفاق، هر دو عزیز در مسجد در آمدند. چون ملازمت نمودند، مردم بسیار نشسته بودند. ایشان هم در صف مردمان نشسته که نظر کرم بر خواجه- جیو- انداختند. میان پیر محمد- جیو- و اکثر یاران- که از حقیقت واقف بودند- دانستند که برسر این شخص کرم شده. میان پیر محمد می گوید که من در آن مجلس حاضر بودم، دیدم که احوال خواجه دیگرگون شد. باز نظر دیگر کردند. خواجه از خود رفت [و] بیهوش افتاد. چندی بیهوش ماند. باز رخصت فرمودند و گفتند که این مرد می گفت "ما فقرای هندوستان دیدیم الحال چه احتیاج است" لیکن نصیب او پیش ما بود. نعمتی یافته که ظاهر خواهد شد. در منزلِ پیش، سعید خان مقام می کرد. خواجه- جیو- باز آمده حضرت را ملازمت کردند. ازراه مهربانی فرمودند که خواجه -جیو- شما را حکم است در کابل باشند و خلق را بهره مند سازند. چنانچه حقیقت در احوال ایشان ظاهر خواهد شد. این خبر به شاه نعمت اللّٰه رسیده بود که خواجه فضیل را این صورت روی داده.

چون مردم را از درون آمد شد [204] به خانهٔ شاه نعمت اللّٰه- جیو- پیشِ اهلیهٔ ایشان بود و اکثر مردم از قبیله مرید ایشان هم بودند، بعضی مردم پیش بی بی- که اهلیهٔ ایشان باشد- عرض نمودند که احوال بی بی بانو چنین شده که مردم سایه می گویند. و اوشان پیش شاه نعمت اللّٰه- جیو- گفتند. شاه نعمت اللّٰه- جیو- از حقیقت صلاح و تقوی همشیره واقف بودند. فرمودند که ایشان تمام روز در خواندن قرآن مشغول اندوگاهی بی وضو نباشند. چه مجال جنّ را که گردِ ایشان بگردد.

"دیو بگریزد ازآن قوم که قرآن خوانند"

لیکن ایشان جایی ارادت آورده اند؟ بی بی گفت: بلی، میان نور محمد - نام بزرگ ازیاران حضرت شاه حاجی گلگو [11] می گویند- مرید [ایشان] شده اند. لیکن ایشان هیچ

Marfat.com

تـلـقین زبانی نکرده اند. اوشان فرمودند که بی بی جیو وسواس نکنند که این به توجّهِ پیر ایشان است چـرا کـه مـا واقف ایـم کـه اوشـان تـلـقیـن زبـانـی نـمی کنند. به توجّه احوال می شود و گشـایـش هـا روی می دهد. آخر مردم را معلوم شد و حضرت از سیال کوٹ نصیرا– نام یاری بـود کـه در آن روزهـا بـر او احـوال بـود کـه بـه گفتن راست نمی آید– فرستادند و همشیره– جیـو– را در اندک روز کشف قبور روی داد و ایشان قرآن مدام می خواندند و بر مصحفی که در خُـرد سـالـی خـوانده بودند، بر همان مصحف می توانستند خواند و برمصحفِ دیگر یکسر خواندن [205] نـمـی توانستند. ایشان را حالتی روی داد که معنی الفاظ که می خواندند مفهوم می شد و حالتی داشتند که به گفتن راست نمی آید.

احـوال حـضـرت میـان– جیو– و یاران اگر بیان نمایم، کتاب علیحده باید، لیکن احوال همه را آن چه به سمع رسیده، بیان می کنم.

مزار شریف ایشان در حضرت سیال کوٹ واقع است.

Marfat.com

فصل
آن هادی راه اَحَد و گم گشتگان وادی عشق را بَلَد[1]، آتش عشق را سمندر آیین، حضرت میان صدرالدین
- نور اللّٰه ارواحهم-

از یـارانِ قدیم بودند و حالتِ عجیب و طرفه اعتقاد داشتند که حضرت شاه اکثر اوصاف ایشان می نمودند و می فرمودند: "اگر درمیان ما و صدرالدین در قیامت دوزخ حایل باشد، این عزیز بی ملاحظه از میان دوزخ خود را به ما برساند."

از ایشـان بسیـار مـردم بهـره مند شدند و بهره یافتند. و [در] ذکر ایشان بالا مذکور شده کـه کسـبِ آهـن مـی کردند و در موضع رُکھ چٹھه می باشند و از آن باز که ملاقات به حضرت شاه شده بود، کسب از ایشان نمی شد.

وصال ایشان شده. از ایشان دو پسر ماندند که به یاد حق مشغول اند.
و مزار شریف ایشان نیز در موضع مذکور است.[2]

Marfat.com

فصل
در بیان صاحب با جوش و خروش و در بی هوشی[1] مدام در هوش، میان پیر محمد- سلّمه اللّٰه بقائه-

ایشـان در خُـرد سالی به خدمت شریف آمده بودند و ایشان را حالتی [206] روی داد که بـه هـر سرزمین که می رسیدند و هر که در صحبت ایشان داخل می شد، او را حال عجب روی می داد. هر که ارادت می آورد، خود دست نمی گرفتند، به خدمت حضرت شاه می فرستادند.

سـکـونـت ایشـان در نـوشهـرهٔ مغلان برغلق- که بر کنارهٔ دریای چناب است- از پرگنهٔ گجرات به طرف مشرق قریب پنج شش کروه واقع است.

Marfat.com

فصل
در بیان احوال سیّد برحق و حق آگاه مطلق، و وسیع مشرب به درگاه حق مقرّب، مدام درمحبّتِ عشق حق واله، حضرت میان سیّد محمد صالح

ایشان از یاران کبار حضرت شاه بودند و کرم حضرت شاه بر ایشان بسیار بود. چنانچه به زبان مبارک فرمودند که به طلب خدا پیش ما دو کس آمده اند؛ یکی، نامِ ایشان می بردند و دیگر، نامِ محمد صادق چٹھه. محمد صالح سیّد برحق [و] هادی وقت بودند. چنانچه مردم بسیار از ایشان بهره مند شده اند.

مسکن و مزار ایشان در چک ساده [است] که از گجرات دو کروه خواهد بود.

سه فرزند داشت:

یکی، سیّد فیض اللّٰه[1]- سلّمه اللّٰه- که از پدرش مشغول اند. هم فقر و هم فضل، به هر دو اوصاف موصوف اند.

و پسر دیگر نیز به صلاح آراسته و پیراسته بودند.

و پسر سوم میان سیّد شیر محمد، ایشان را چاشنی فقر است که اکثر وضع ولی نعمی خود دارند و اعتقاد مردم بر ایشان [207] بسیار بود.

Marfat.com

فصل
دربیانِ آن صاحب حال و هادی راه ذوالجلال و در راه محبّت و راه حق چون خلیل، حقایق و معارف آگاه حضرت میان اسماعیل

ایشان نیز از یاران بزرگ حضرت شاه بودند و از ایشان هم مردم بهره بسیار یافته اند.[1]
چنانچه فرزندِ ایشان هم به کسبِ حلال مشغول اند.
مسکن ایشان در کوٹلی جلال الدین محمد – که از اخلاص مندان حضرت شاه هست – در آنجا بود و مزار شریف بر سرراه حضرت شاه – که از سیال کوٹ دو کروه خواهد بود – هست.
از مریدان ایشان ، که میان زینان نام داشت ، در آهنگری مستعد بود و سرگرم راه فقرا.
چنانچه از آن عزیز بسیار خلق هم بهره منداند.

Marfat.com

فصل
در بیان آن شناور دریایِ طریقت و آن شهباز صحرای حقیقت، آن یکه تاز شهسوار میدان معرفت و آن اهل زمان خویش را سرخیل، فضیل ثانی، خواجه محمد فضیل

ایشان از اکابر یاران حضرت شاه بودند – چنانچه احوال ایشان بالا مذکور شده که – پیش ازین از وطن خویش – که کابل باشد – به طلبِ خدا به هندوستان تشریف آورده بودند. وجه قُوْت از سبب نوکری بادشاه می نمودند. هر جا که فقیری می شنیدند. به خدمت آن عزیز مشرف می شدند. آخر به خدمت حضرت شاه می آمدند و می بودند و حضرت شاه فرمودند این را هیچ نگویید به هر نوع که داند، باشد. چند روز به خدمت می ماندند [208] و سرگرم درخدمت می بودند و مردم نادان ایشان را "دیوانه" می گفتند که ایشان "دیوانه به کار خویش عاقل" بودند. هر کس که کارِ سرکار می فرمود، به گفتهٔ همان به کار مشغول می شدند. این نبود که حضرت یا از صاحبزاده کسی بفرماید، نه، هر که می گفت، عُذر نمی آورد.

این از زبان ایشان منقول است که؛ بر چاه سرکار که چرخ می گرداندند، آنها که مرا می دیدند، چرخ حوالهٔ من می کردند که بگردان. چرخ مایان اکثر بر چوب سوار شده می گردانند، من از ادب هرگز سوار نمی شدم. هر بار که به گردش چرخ رو به جانب خانهٔ حضرت می شد من سلام می کردم. و به همین وضع های من، مردم مرا "دیوانه" می گفتند و من به کار خویش مشغول بودم. چون به خانه می آمدم، روز به کاری که والده –جیو– می فرمودند، مشغول می شدم و تمام شب نعره[1] کنان به گردِ موضع می گشتم.

خواجه محمد فضیل در ولایت ملقّب به "خواجه وحی" از آن شد که اگر مرده ای به نظرش رسیدی، زنده شدی و اگر نظر غیرت برزنده ای افگندی بمُردی. چنانچه رندان قوم جهت امتحانِ ایشان، شخصی را بر چارپایی غلطانیده، قرار دادند که این میّت است. و به او مقرر کرده بودند که هر وقت خواجه تکبیر جنازه گوید تو برخیزی تا الزامش رسد. چون

Marfat.com

ایشان بر جنازه رفته، تکبیرِ جنازه گفتند. به مجرد گفتنِ "اللّٰهُ اَکْبَر" جانش قبض شد. آن جماعت گفتند که این را [209] چه شد؟ فرمودند که [نماز] جنازهٔ مرده روا است نه زنده. اوّلا مُرد، بعده [نماز] جنازه اش خواندیم.

در کابل قطعهٔ کوه در باغی افتاد. بیگهه زمین زیر او آمد. هرچند کوشیدند که به طوری دور شود، نشد. روزی ایشان رفتند. روی خود سوی زمین کرده نعرهٔ آوازهٔ "هُو" برآوردند. ناقل گوید چنان آن پارهٔ کوه از آنجا به هوا شد که یک تیر پرتاب ازآن باغ بیرون افتاد. مالکان آن باغ تمام آن باغ را نیاز ایشان گذرانیدند.

طایفهٔ علما هنگامه بر ایشان برپا کردند که نماز نمی خواند. ایشان فرمودند که نماز بی وضو جایز باشد؟ گفتند: نی. فرمودند که آب آرید. آب آوردند. بر دست مبارک خود ریختند. گویا که آن آب برآتش افتاد. یک قطره روان نشد. فرمودند هرگاه وضو روا نگردد، نماز چون درست شود؟ چون زنِ معذوره ام [و] معذوره را هنگام عذر معاف است.

قاضی القضات هنگامه برپا کرده، پیشِ حاکمِ وقت رجوع کرد. ایشان فرمودند که مُدعی من کیست؟ قاضی برخاسته، گفت: "من مدّعی توام که تو ملحدی و زندیقی." فرمودند: "ای جماعت اهل اسلام! من تابع اسلام ام، لیکن قاضیٔ را بگویند که کلمهٔ توحید بر زبان راند." هرچند قاضی را گفتند که کلمهٔ توحید گوید، چنان زبانش بند شد که هرگز نتوانست گفت. قاضی را حکم تکفیر کردند و ایشان فارغ البال از آنجا به خانه رسیدند.

خان زمان خان – امیر هفت هزاری – در این زمان به جناب خادمان ایشان ارادت صادق دارد [210] و نیاز نقود هزار در هزار متواتر جهت خرجِ خانقاه و صرف ما یحتاج متعلقان ایشان می فرستند و هر فقیری که از خادمان خانقاه حضرت شاه حاجی نوشه پیش خان مذکور می رود، خدمت او به جان به جای می آرد و عرس حضرت شاه می کند و به اولاد حضرت شاه هم نیاز می فرستد. زهی سعادت او – سلّمه اللّٰه تعالٰی بالخیر والاعزاز–.

Marfat.com

فصل
در بیان مناقب علیه و مراتب و احوال سنیه آن شهباز آشیان عزّت و عرفان و عنقای قاف قربت و ایقان، سیّاح ملک وحدت و لامکان، غوّاصِ بحر حقیقت فیض رحمان، بلبل گلستانِ نوشاه زمان، حضرت شاه عبدالرحمٰن– علیه الرحمة والرضوان–

نقل است از زبان خواجه فضیل که؛ من در خدمت حضرت شاه حاضر بودم. اتفاقًا زنّار دار[ی] از موضع بهڑی چیزی فروخته در چک ساهن پال رسید. حضرت شاه نشسته بودند. او دیده، کورنش به جای آورد. فرمودند که از کجایی؟ او گفت: از بهڑی هراوان– نام موضعی است–. فرمودند: "آنجا رحمان نام فقیر می باشد، تو او را می دانی؟" او گفت که آری حضرت! او تمام شب، گِرد موضع همچو شغال فریاد کنان می گردد. به زبان فرمودند که او شیر است، وقتی که مثل شیر خواهد غرید، مردم خواهند دید و دانست.

از برکت زبان مبارک شیری است جان رُبای، معشوقی است ذوق افزای که پسرانِ [211] حضرت میان برخوردار– جیو– از ایشان بهره مند شدند– چنانچه بالا مذکور است– و دیگر هر که به دیدار مبارک بهره مند شده خالی نمانده. خصوص چند کس که به نظر فیض اثر ایشان آمدند، مطلق از خوردن ماندند. چون فقیر[1] استفسار نمود که شما به قصد گذاشته اید؟ فرمودند که هرگز ما را رغبت نمی شود و اگر قصد خوردن می کنیم از گلو فرو نمی رود. چنانچه صاحبزاده میان عنایت اللّٰه چند سال است که چیزی نخورده اند. هیچ پژمردگی و گرسنگی ظاهر نمی شود.

خوارق ایشان بسیار است. زیاده از این چه باشد که به یک توجّه ازین بلای شکم – که عالم گرفتار به او است– برهاند. از فقرای ایشان خلق را بهره می رسد. بر این فقیر کمال مهربانی دارند.

وجه آمدن ایشان اوّل به خدمت حضرت شاه حاجی نوشه این بود که حضرت شاه حاجی

Marfat.com

نوشه سبب قرابت صَهریه در موضع مَتے کے[٢] هنجرا تشریف می بردند و در موضع بهڑی اکثر بار شب گذرانیدی. در آن زمان حضرت میان عبدالرحمٰن خُرد سال بودند و جهت شستن پارچه ها بیرون رفته بودند و حضرت شاه ازآن راه عبور نمودند. به نظر حضرت رسیدند. ایشان مست بادۀ الست شدند و خلق ایشان را نسبت به دیوانگی کردند. تا زنجیرها انداخته، به علما و حکما بردند، بِه نشدند. خود فرمودند که مرا به خدمت حضرت نوشه صاحب برید،[٣] تا به خدمت حضرت آوردند. حضرت مادر و برادرش[٤] را رخصت فرمودند و ایشان را به خدمت داشتند و خدمت نان رسانیدن مزارع های سرکار [212] به ایشان فرمودند و نان ایشان هم همراه آن نان ها می دادند. ایشان همه نان ها به آن بزرگ [+ ان] می رسانیدند و آنها تمام نان ها را می خوردند و به ایشان چیزی نمی دادند. تا یک چلّه یا زیاد گذشت. از اندرون دانستند که همراه مزارع ها خواهد خورد و کامه ها دانستند که به خانه خورده، می آید. چون حضرت از کشف باطن معلوم کردند همان وقت نان براخگر هایِ آتش پخته به آن دادند و بر احوال ایشان مهربانی فرمودند و از توجّه حضرت چنان مستغرقِ لجۀ وحدت و مستشهدِ گلستانِ کثرت گردید که یک دم ذکر بی فکر نکردی.

کشف و کرامات شیوۀ ادنیٰ خادمانشان بود. اهلِ جذب و جلالیّت بودند که در مجلس حضرتشان احدی را مجالِ دم زدن نبود. نفس را چنان به مجاهده و محنت سوختند که گاهی خود را دنبال گاوان بسته برزمین کشیدندی و گاهی معکوس شده در چاه آویزان شدی و گاهی در قبر تنگ و تاریک تا سه چهار روز ماندی و در تا بستان به گرمایِ آفتاب در ریگستان افتاده ماندی و به آتش وجود خود را گرم کردی و در زمستان سبوهایِ سرد شب در سرما داشته وقت صبح برسرِ خود ریختی و تن خود به جوع و گرسنگی گداختی و نان جوین[٥] و پوهلی خوردی و نانخورش کوار گندل ساختی. به شب، بیداری در جنگل و بیشه کردندی و به روز، برای قوْت فقرا کشتکاری نمودی. به هر که نظرِ رحمت انداختی در حالْ بادشاه [213] وقت شدی. نگاه او از تحت الثریٰ تا فوق عرش گذشتی. بسیار کس از ایشان بهره مند و مستفید شدند.

در ادب چنان بودند که به این روی آب اگر آمدی، بول و غایط[٦] در زمین چک ساهن پال نکردی و نعلین از پا دور کردی و جهت خوی و آبِ بینی آوند باخود داشتی.[٧] از چک

Marfat.com

ساهن پال اگر حلال خور [۸] در بهڑی آمدی، خود برزمین نشستی او را بر چارپایی نشاندی و چنـان در خدمت کمر بستی که مریدانِ این زمانه به مرشدانِ خود نتوانند کرد. چه جای آن که حلال خور [۹] آدمـی اسـت، اگـر سگ ایـن قـریه در آنجا رفتی، مجنون وار به پایش افتادی. از بسیاری اعتقاد و ادب که به این سدّهٔ سدره مقام داشت. [۱۰]

شـخصی در زمانشان، پیش حضرت گفت که شیخ لَدَها – ساکن میانی که بر کنارهٔ راوی مـی ماند – مـی گـفـت کـه: "در اولیـای ایـن زمـانـه مَـرد منم و دیگر همه زنان اند و مَرد کسی نیسـت." از اصـغـای این سخن غیرت نمودند. روحش را بسته،آوردند. حضرت میان صاحب – میـان عـصـمـت اللّٰـه جیـو – حاضر بودند. دیده، میان برخوردار هرل – خـادم حضرت – را فـرمـودنـد کـه آن مـرد کـه دعویِ مَردی خود می نمود، ببیند که هر دو دستش به کتفش بسته، آورده، بر دروازه نشانده اند از غیرت.

نقل است: مُلّا فتح محمد – متولّی رام کے – در کیـلیانواله می خواند. می گوید که من به قـصـدِ احتسـاب بـر ایشان برای سرود رفتم. به سویِ من نظری فرمودند که کتاب من در بغل و من سرنگون بر زمین افتادم [214] و بی هوش شدم و مرید جناب ایشان شدم.

نـقل است که؛ حضرت شاه عبدالرحمٰن – جیو – به شادی – آهن گر، خادمِ خود، ساکن موضع کیلیانواله – فرمودند که از دست خود هرچه به مریضان خواهی داد شفا خواهد یافت. تا هـر مـریـضـی کـه بـه ایشان رجوع کردی شفایافتی. می گوید که سه کس بی جان شده را جان دهـانیـدم. روزی دختـر حـضـرت بـه شـادی فرمایش دو دست برنجن کرد. زنی پیش حکیمی فـرزنـد مـریض خود را برده بود. فرزندش در راه مُرد. در راه میان شادی بود، پرسید که فلانی فـرزنـد تـرا چه حالت است؟ آن کیفیت وا نمود. گفت اگر فرزندت زنده شود به من چه دهی؟ گفت: هر دو دست برنجن خود به شما بدهم. به سوی او نظر کرد تا کودک زنده شد. آن زن ایفـایِ عهـد خـود کـرد و نذر گذرانید. تا میان شادی هر دو دست برنجن پیش بی بی صاحب –دختر حضرت جیو – بـرد. حضرت فرمودند که شادی! شما نظر بر تقدیر الٰهی نمی کنی و نه رضای خدای تعالٰی من دانی. این چگونه است؟ باز به کسی چیزی نخواهی داد. میان شادی [۱۱] می گوید که همان زمان آن چه برکت دست و زبان داشتم، از من دور شد.

نـقـل است که؛ یک مرتبه به وزیر آباد تشریف فرمودند. اکثر در مجلس ایشان سرود

Marfat.com

می شد. قاضی وقت وغیره علما جمع شده، رباب را شکستند و سرایندگان را بسته، بردند. در آن وقت حضرت در مجلس نبودند. چون آمده [215] مطلع شدند، پیش قاضی و حاکم رفتند و تصرّفی فرمودند که هر دو مطیع ایشان شدند و سرایندگان را برای پاسِ خاطرِ ایشان حکم به سرود کردند. هر دو عذر جسارت خواستند.

Marfat.com

فصل
در بیان آن فناء فی اللّٰه، آن هادی باللّٰه، آن درویش بی ریا، قلندر با صفا، آن درماندگانِ پاافتادگان را دستگیر، پیر کبیر، شاه فتح محمد فقیر

ایشان پاده بانی می کردند و به بشارت حضرت شاه در تجسّس بودند لیکن بر تغافل. چون بار سوم در واقعه فرمودند که بیا نصیب خود را بگیر، ایشان بی تاب شده روانه شدند. خود حضرت شاه می فرمودند که دو کس بعدِ ممات از ما بهره یابند. چون تجسّس نموده به حضرت چک[1] رسیدند، پیشتر حضرت شاه وصال کرده بودند و تابوت گرفته بر آمدند. چون [نماز] جنازه خوانده، گذاشتند، مردم را برایِ دیدار آخر ندا کردند که آمده مشرف شوند. این مردِ بزرگ در آن اثنا به شرف دیدار مشرف شد و دانست که همین صورت است که مرا بشارت می نمود. برایشان حالتی عجیب روی داد. مدتی در ویرانه ها می گشتند بی خبر از خود و باخبر از یار:

رباعی

عاشق و مستی اگر، بیخود و بیکار باش
بیخبر از خویش شو، با خبر از یار باش
درد ز دل دور کن، با طرب عشق شو
چون تو نه ای درمیان، فارغ از اغیار باش

آخر، کارِ ایشان به جایی کشید که تمام پوٹھوهار – که مُلک گکھڑ است – منقاد [216] و معتقد ایشان شدند. چنانچه فتح خان گکھڑ و پسران او از معتقدان ایشان بودند، چون طالب دنیا بودند سلطانیِ دان گلی – که هرگز به خیال بزرگان آنها نبود – به توجّهِ ایشان یافتند و یک پسر او اصالت خان فوجداریِ معظم نگر یافته.

Marfat.com

تـربیّـت باطن ایشان را حضرت میان محمد هاشم- جیو- کرده اند. ایشان آن چه نذر می آمـد، نـصف بـه درگـاه مـی فرستادند و نصف - دو سـه مـکـان تـکیـهٔ ایشان بود - حـصّه می کردند.

به تجرید بودند و چیزی نمی خوردند مگر برای خاطر کسی که چیزی می آورد، اندکی بـه دهـن مـی انـداختند. یک روز حضرت میان محمد هاشم- جیو- فرمودند که ما برای شما طـعـام [می] پزیم شما نمی خورید. التماس نمودند که یاحضرت! بزرگان دیگر حضرت شاه را در زنـدگـی دیـده انـد کـه در آن اثـنـا اکـل [و] شـرب می کردند و من در ممات دیده ام از من خـوردن و آشـامیدن رفته است. این که چیزی در دهن می اندازم برای رعایتِ مردم [است] که می آرند والّا مطلق ذوقِ خوردن و آشامیدن نمانده.

یک کـمبـل و یک ته پوشی - کـه تـا بـه زانـو بیاید- مـی پـوشیـدنـد. هرگاه به درگاه مـی آمـدنـد، نـذر بسیـار مـی آوردنـد. طـریـقِ گـفتگو و صحبت کم بود. در گوشه ای افتاده، مـی مـانـدنـد. یک روز دو روز مـانـده، وقتـی که می خواستند رخصت می شدند [= رخصت شـونـد]، کـمبـلـی کـه پـوشیـده می بودند از بالای خود فرا [=فرود] آورده پیش پای حضرت [217] محمد هاشم- جیو- گذاشته، زمین بوس نموده، می رفتند.

از میان عبدالله چومکهی - که از یاران خوب حضرت شاه اند - منقول است که؛ روزی من همراه میان فتح محمد بودم.[۲] در یک موضع رسیدیم. از حوالی آن موضع واقف بودم که سـگـانِ درنـده بودند. و وضع فتح محمد خیلی حقیر بود. به خاطر من گذشت که مبادا به ما و ایشان آسیب رسانند. این که نزدیک به موضع رسیدیم، تمام سگان موضع آمده در پای ایشان افتـادند. چون که مردم موضع را خبر شد، هر کسی هر چیزی پخته، آورد و تمام سگان موضع جـمـع شـده رو بـه رو نشسته بودند. تمام تغار را پُر کرده درمیان سگان گذاشتند. فرمودند که نشسته بـاشـنـد. مـجـال نبود که سگان بخورند. باز نیز گفتم که حضرت الحال حکم شود که ایـنهـا بـخورند. باز حصّهٔ همه را جدا کردند و یکی را فرمودند که تو بیا حصّهٔ خود را بخور. او آمـده از هـمـان تـغار حصّهٔ خود را می خورد. مجال این نبود که به جانب حصّهٔ دیگر نظر کند. حصّه های خود را همه از یک تغار خوردند.

در هـمیـن اثنا مار گیری مار کلان آورده که این مُرغ را - هـر قدر که کلان باشد - یک

Marfat.com

بار فرومی برد. فرمودند که اکل ایشان را بر این می توان داد، بیارید. باری مرغ را چگونه خورد؟ هرچند پیش آوردند مجال نداشت که دهن وا کند. آخر همان ساعت آن مار [218] مُرد.

حیوانات مانند انسان در حکم ایشان بودند. به هر جانب که روی می کردند، غلغله ای می شد و ایشان هر قدر که می گریختند، خلق گرد می شد.

اکثر باولی هایِ کلان در کوه ها برای ثواب کندیده اند. چنانچه یک کوه کلان را که رفتن پیاده مجال نبود، تمام راه را کنده ارابه راه ساخته اند و باغها در ویرانه ها ساخته اند. کمال کرامات ایشان احتیاج به بیان نیست، اظهر است.

بر مزار ایشان در موضع ساگری قریب رهتاس، بر سجاده، میان گوجر – نام خادم ایشان است– و بر تکیهٔ دیگر میان مجاهد و بر تکیهٔ دیگر فقرایِ دیگر. به این هر دو عزیز احوال خوب است که اکثر مردم بهره مند می شوند و برطریق پیر خود قایم اند. و یزار و یتبرّک.

Marfat.com

فصل
در بیان آن مستِ الست و در زمرهٔ عاشقان بالا دست و آن متحمّل بار محبّت و آن به سر افگنِ دشمن نفس را به شدّت، میدان حقیقت را وحید، آگاه اسرارِ الٰهی،
حضرت میان عبدالحمید

ایشان بزرگ زاده اند و عمّک ایشان فاضل و [از] مشایخ بودند و اکثر مردم مرید ایشان می شدند و طریق تقویٰ بسیار داشتند. چنانچه احتساب هم در آن اطراف- کسی که بدعت می نمود- می کردند و ایشان خُرد سال بودند. چنانچه از زبان ایشان - عزیزی از اخلاص مندان که حاجی [219] سعدالله مرد عزیز الوجود اند- شنیده شده که ایشان به زبان مبارک می فرمودند که مرا عمّک برای خواندن بسیار تأکید می نمود و دلِ من هرگز برخواندن رغبت نمی کرد. اتفاقًا یک روز من مصحف گوفته از مکتب که برخاستم در چک سیم، عزیزی که در مسجد درس خُرد و بزرگ می گفت و من التماس نمودم که مرا هم مهربانی نموده سبق عنایت فرمایند. فرمودند که از کدام قوم اید؟ عرض نمودم که از قوم گوجر. فرمودند که استاد من مرا منع فرموده است که قوم گوجر را نخواهید خوانانید، من ترا سبق نمی دهم. مرا به خاطر آمد که این مرد بزرگ که چنان می گوید اگر خواهم خواند پیش همین خواهم خواند. چون شب شد در آن مسجد هم گرسنه خوابیدم. شب دیدم که عزیزی در آن مسجد[1] آمده، تمام شب به خدا مشغول ماند و فردا او نماز خوانده بدر رفت. سه شب مرا به همین نوع در آن مسجد رُوی داده. از آن عزیر، که به خدا مشغول می ماند، پرسیدم که اسم شما چیست؟ فرمودند: محمود. باز التماس کردم که روزانه چه می کنید؟ فرمودند: گوساله های خُرد ساله می چرانم و از مُزد او قوْت می نمایم. گفتگوی ایشان در دل من اثر کرد. به خاطرم آمد که این راه، راه خوب است. پرسیدم که این نعمت که به شما میسّر آمده از کدام بزرگ است؟ ایشان نام [220] حضرت شاه را گرفتند. گرفتن نام همان و گرویدن دل من

Marfat.com

همان. گفتم اگر مهربانی نموده مرا هم به خدمت اوشان ببرید. بهتر است. ایشان فرمودند که روز پنجشنبه مقرر است که به خدمت می روم اگر می خواهید روز پنج شنبه همراه من بروید. آخر چون روز پنجشنبه در رسید، آن بزرگ مرا همراه خود به خدمت شریف بردند. وقت عصر بود که ملازمت میسّر آمد. همین که رو به رو شدم، نه مرا طاقتِ سلام و نه یارای پابوس ماند. صلابت ایشان آن قدر بر من غالب آمد که محو شدم و میان محمودحقیقت مرا گفتند. فرمودند که این چرا آمده؟ التماس نمودم که به زیارت. فرمودند که برو، زیارت شد. به همین گفتن مرا حال دیگر گون شد. تا یک تیررس راه می دیدم و می رفتم. باز هیچ هوش در من نماند. و در راه چاه بود، در او افتادم. تا نیم شب در چاه ماندم. حضرت از حالِ من آگاه شده به یاران فرمودند که یاران! سه چهار کس بروید، شخصی در چاه فلان افتاده است او را کشیده برآرید و نزد من بیآرید. آنها به حکم حضرت آمده، مرا از چاه برآوردند و به خدمت شریف بردند. باز حکم شد که بروید. من رخصت شده، به موضع خود آمدم. یک یاری داشتم بافنده– و ما هر دو را این سودا به خاطر بود که راه خدا حاصل باید کرد– اوّل پیش همان [221] رفتم. او نظر بر چشمان من نموده، حالت مرا دیده، گفت که فلانی ترا چه روی داده که عجب حالتی داری؟ حقیقت را برو گفتم. او را حالتی روی داد که از خود رفت. و یک شخصی دیگر– محمد صادق نام پوٹهواری بود– او را هم همین حالی.

ایشان به جانب هر که می دیدند و هر که در صحبت ایشان می آمد او را تأثیر می شد و اخلاص به جناب حضرت شاه می آورد. پیش از این در آن سرزمین، مردم مریدِ عمّک ایشان – میان عبدالجلیل – می شدند. چون این حقیقت به ایشان رسید، ایشان برآمده طعن بیش کردند که از جایی عملِ جنّ آورده، مردم را دیوانه می کند. هرچند اوشان طعن می کردند، مردم بسیار رجوع می شدند. باز کار به جایی کشید که عمّکِ ایشان در پی شدت آمد. به ایشان هم و به کسانی که اخلاص داشتند، دشنام و بدگفتن بیش کردند. حقیقت اکثر از یاران[؟] (۲) حضرت شاه از دولتخانه بیرون آمدند. میان عبدالحمید قدم بوس کرد. فرمودند: "میان عبدالحمید چه خبر است؟ "یاران التماس نمودند که یا حضرت میان عبدالحمید داد خواه است که عمّکِ ایشان بر ایشان و یارانِ ایشان بسیار تعدّی می کنند. چون از ایشان پرسیدند، ایشان التماس نمودند: عمّک است به جای پدر. امید است که

Marfat.com

تقصیر او عفو شود و توفیق بیابد. [222] به زبان مبارک فرمودند که کار الحال از عفو گذشته است. همین مذکور شدن میان عبدالجلیل را حالتی روی داد که وهم زده و مجنون شد و هرجا که می نشست، می گفت که این دیوار برمن می افتد. بدن و رویش آماسید. چنانچه صورت مبدّل گشت. آخر دانست که این ثمرهٔ همان گفتگو است که به جناب حضرت شاه می گفتم. آخر از کردهٔ خود پشیمان شده به خدمت آمد. مردم را برای عفوِ تقصیر درمیان شفیع آورد. شب در مسجد ماند. وقت شب جمالِ جهان آرایِ سیّدالکونین ختم المرسلین را در خواب دید که می فرمودند: فلانی اگر اینجا نمی آمدی از ایمان بی بهره می ماندی که اکثر ما یسلب الایمان عندالنزع بانکار الاولیاء. همین که صبح برخاست، پیش هر یکی فریاد می کرد که یاران اگرمن اینجا نمی آمدم از مسلمانی بی بهره می رفتم و نمی دانستم که اینجا این دولت است. آخر یاران و میان عبدالحمید- جیو- سفارش ایشان نمودند. فرمودند که ایمان ایشان را از خدا مُسلّم ساختم، لیکن ولایتِ آن سرزمین به میان عبدالحمید مقرر شده، آن بر نمی گردد. باز التماس نمود که من پسران دارم. فرمودند: فضیلت مآب و در ظاهر بسیار صاحبِ جمعیت خواهند شد و اگر خدمت میان عبدالحمید بکنند ازین دولت هم بهره خواهند یافت. میان عبدالجلیل به میان عبدالحمید همراه [223] شد در آن سرزمین رفتند و مردم بسیار بهره مند شدند.

Marfat.com

فصل
در بیان آن هادی سبیل الله و عارف طریق بالله، گنج معانی، خسرو ثانی، فانی راهِ صمد، حضرت میان خوشی[1] محمد

ایشان از یارانِ بزرگ حضرت شاه بودند و به جمیع کمالات آراسته و به خدمت ایشان چنان گستاخ بودند که دیگری را مجال نبود و اکثر اوقات که حضرت شاه در جذب می آمدند، یاران التجا بر ایشان می آوردند که شما می توانید مهربان ساخت والّا کار دیگری نیست. چون ایشان به خدمت می رفتند از راه نادانی سخن می گفتند که حضرت تبسّم می کردند.

چنانچه از زبان ایشان شنیدم که؛ روزی حضرت شاه آزرده خاطرشده درخانه درآمدند و هر که را می آمد، می فرمودند که یاران مرا در نظر شخصی نمی آید. ایشان به معنی دیگر می گفتند و مردم می دانستند که می فرمایند که نمی نماید. فهم من فهم. آخر چون من از کنجاه به قدم بوس رفتم، یارانْ حقیقت دان بودند. گفتند که چنین می فرمایند، نوعی شود که بیرون برآیند. و نادانان ظاهر کردند که از چشم معذور شده اند. آخر چون خبرِ فقیر و چند عزیز دیگر– [که] از جا به جا رسیده بودند– رسید، فرمودند: مردانه کرده، طلب نمایید که ما را دیده، بروند. چون مایان همه رفتیم، قدم بوس کرده، نشستیم. دیگران به گفتگو مشغول [224] شدند و من آهسته آهسته آه آه شروع کردم. چون حجره تاریک بود، فرمودند که این کیست که آه آه می کند؟ فقیر گفت که منم. فرمودند که خوشی ترا چه شده که آه آه می کنی؟ التماس نمودم که در دست من خاری خلیده که آرام از من برده. فرمودند: پیش بیا. پیش رفتم. فرمودند: دست پیش من کن. دست پیش کردم. نظر مبارک بردست من انداختند و فرمودند که در دست تو خودِ خارونه زخمِ خار به نظر می آید. من التماس نمودم که یاحضرت ما می دانیم که نظر مبارک از عرش و کرسی درگذشته، لیکن مردم عاجز[2] شده اند و حضرت می فرمایند که مرا چیزی به نظر نمی آید. مشتاقان که ازین اسرار گفتن واقف نیند از

Marfat.com

اشتیـاق دیـدار حیـران انـد و نادان مشتاق در فکر. بیرون برآمده دیدار به مردم مشتاقان نمایند کـه تـا از ایـن فیـض مردم بی بهره نباشند والّا به مردم خواهم گفت که در همچو تاریکیِ حجره خار را دانستند در دستِ تو نیست و می فرمایند که "در نظر نمی آید." هیچ، این معنی را خاطر نشـان کسانی که واقف نیستند می کنم. آخر حضرت شاه بی اختیار تبسّم نموده بیرون آمدند. یاران شاد شدند.

از ایشـان اکثر خوارق سرزده. معتقدان ایشان – چـه فقرا و چه اهل دُوَل– بسیار بودند. شـعر فارسی و هندوی و پنجابی بسیار می فرمودند: چنانچه اکثر خیالات ایشان [225] مشهور است و شوقی تمام دارند.

اوصـاف ایشـان اکثـر مـعتقدان ایشان در تحریر آورده باشند و حقیقت ایشان– بالا– به تقریب مذکور شده.

فـقیـر در لشـکر بود که اوصاف ایشان شنید. چون نسبتِ پیر برادری بود و اکثر مریدان ایشـان [بـامن] ملاقات کردند، به خاطر آمد که نوعی احوالِ ایشان معلوم شود. شب در خواب مـی بیـنم که جایِ پُرشأن است و ایشان در کاژ خوابیده اند و چند کس نشسته اند و یک کس آن کاژ را می جنباند و ایشان آرامیده اند. ازین معلوم شد که صاحب جمعیت اند. چون فقیر را ملازمت میسّر آمد اثر تمام یافت. چنانچه دانسته بود، همچنان دید.

Marfat.com

فصل
در احوالِ جامع اضداد و آن باوجود علایق و عوایق آزاد و آن بحر معانی و آن اسرار حقیقت ربّانی، رهنمای گم گشتگان منزل، بر جادهٔ شرع مستقل و آن جمیع علوم ظاهر و باطن راآیین، حضرت قاضی رضی الدین

ایشان نیز از یاران کبار اند – سلّمه اللّٰه بقائه – و حقیقت ایشان بالا مذکور شده. و درین خدمت به سبب التجایِ پدر که به خدمت حضرت شاه آوردند، ایشان از اصرار لاچار شده این خدمت اختیار نمودند و از خود گاهی التجا به ملوک برای خواهش خدمت ننموده اند. چون [قضا] موروثی بزرگان بود، بر ایشان رسید. و شرکا از راهِ حسد بر ایشان [226] پیش بادشاه وقت فریاد به دروغ نموده اند. از این سبب رفتن ایشان پیش ملوک شده و هرگاه که رو به رو شدند حضرت خدمت دیگر به ایتاب آن خدمت یافته اند. چنانچه یک مرتبه که رو به رو شدند خدمت وزیر آباد یافتند که آن را خود استعفا نمودند. باز که مذکور درمیان آمد و ایشان به ملازمت بادشاه رفتند که بادشاه از مسجد برآمدند که ملازمت ایشان شد. چون رو به رو شدند و چند قضات دیگر؛ نزد بادشاه کاغذی بود که برو این حدیث مندرج بود "مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَقَدْ ذُبِحَ بِلَا سِكِّيْنٍ." خواست که از جیب برآورده پیش ایشان بفرستد که ایشان از پیش همین حدیث شریف خواندند. بادشاه در تعجب ماند و اعتقاد بادشاه را به ایشان شد. باز ایشان التماس نمودند که حکّامِ وقت اکثر برای مطلب خود رجوع به قضات می آرند. اگر مایان عمل برگفتهٔ آنها نکنیم ازراهِ ضدّ و بهتان نموده چیزهایی می نویسند و نوشتهٔ آنها منظور می شود. ازین سبب راستیِ ما مردم پیش نمی رود. اگر حضرت خود غور فرمایند آن وقت می توانیم موافق شرع شریف کار کرد. بادشاه فرمودند که خدمت کنجاه ایشان را شد.

فقیر اکثر با ایشان صحبت داشته و حال و ذوق که در ایشان دیده جای دیگر کم به نظر آمده. همین که مذکور با نام حضرت شاه، خود یا کسی درمیان می آورد، ایشان را [227] تاب گفتگو نمی ماند. لیکن حوصلهٔ ایشان است که ضبط همچو حال می کنند والّا کار دیگری نیست.

Marfat.com

فصل
در احوال حضرت شاه میان الٰه داد– سلّمه اللّٰه–

ایشان برادر کلان شاه رحمان [۱] اند. چون حضرت رحمان [۲] درعالم خُردسالی مشهور به جنون شده بودند – که بالا مذکور شده – ایشان به خدمت حضرت شاه برده بودند. ایشان نیز بهره مند شدند والحال این هر دو برادر برگزیدۀ آفاق اند. میان عبدالرحمٰن صاحب در هدایت باطن خلق اللّٰه مشغول اند و ایشان در خدمت ظاهر خلق اللّٰه اند، که گرسنه را نان و برهنه را جامه و محتاج را آن چه احتیاج بیارد، می دادند [می دهند]. چنانچه در آن سرزمین به سخاوت مشهور و معروف اند.

Marfat.com

فصل
در احوال آن به ظاهر پریشان و در باطن مرغوب، حضرت میان محمد تقی مجذوب

ایشان از قوم مغل بودند و در نوشهرهٔ مغلان برغلق که بر دریای چناب به گجرات نزدیک است. ایشان به دیدن حضرت شاه رفتند. نوجوان بودند. حضرت شاه فرمودند: شما کیستید؟ ایشان گفتند ما تُرک ایم. فرمودند: در ترکی شما چه گفته اند؟ او التماس نمود که تُرکان ما گفته اند که: "اِکِی سَی دَن بِیری خِضر."[1] یعنی از دو کس یک خضر می باشد. به خاطر حضرت شاه این سخن او بسیار پسند آمد. چنانچه تکرار کردند و هر گاه که این به خدمت می رفت می گفتند که فلانی آن [228] لفظ چه طور است؟ این می گفت. حضرت خوش می شدند و این را حال دگر گون می شد.

چون[به عمر] نوجوان حالت به این غالب آمد، روزِ عیدِ قربان بود. مردم قربانی می کردند و این مست حال پرسید که امروز چه روز است؟ مردم گفتند که روز عید قربان است، مردم قربانی می کنند. خنجر به دست داشت و بر گلویِ خود راند که "از من قربانی حضرت نوشه حاجی." نصف گلو بریده بود که مردم دویده دست او را بگرفتند. الحال هم فقیر[2] ایشان را دیده بود. آواز از گلوی او درست نمی برآمد. باز مادر و پدر او دارو بکردند ایشان بِه شدند. باز غلبهٔ حال برآمد. به نزدیک سلطان پور– در همین دوآبه– در جنگل رفته، افتادند. مدّتِ دوازده سیزده سال افتاده ماندند که از خود خبر نبود. باز که به خود آمدند در همان جنگل بودند. یک بی بی– عورتِ افغانی– شیر آورده ایشان را می خورانید و گاهی بعد از سال و ماهی در آن آبادی که نزدیک به آن ویرانه بود، عبورهم می فرمودند، لیکن جذب غالب بود. [رعایت] ارکان ظاهر از ایشان نمی شد. اکثر برهنه می ماندند و به تنهائی بسیار رغبت [می] نمودند.

اتفاقًا بعد از وصالِ حضرت شاه، برادر او – که شیر بیگ نام داشت – التجا به جناب

Marfat.com

حضرت شاه هاشم دریا دل کرد که حضرت! برادرِ من الف بیگ [۳] به مرتبهٔ اعلٰی رسیده و جایی که اوست مردم به زیارت می آیند و نذرهم بسیار می آرند و فقرای بسیار درخدمت اوهستند لیکن اگر به وطن می بود، ما را و مردم وطن را ازو بهره می شد. از زبانِ حضرت برآمد که خود خواهد آمد. بادشاه [229] وقت در این اثنا به اکبر آباد بود و برادرِ ایشان دربان حلقه می بود که از همانجا پیش برادر به اکبر آباد رفتند و او بهل کرایه کرده، چند کس همراه داده، به نوشهره فرستاد.

فقیر [٤] ملازمت ایشان در اکبر آباد هم کردم و چند بار در نوشهره هم میسّر شد، لیکن ژولیده می ماندند و کسی را پیش خود نمی گذاشتند. و اگر کسی باوجود منع می رفت، سختی هم می کردند، مگر بعضی اوقات که بر کسی مهربان می شدند. یک غلام بود که همان خدمت می کرد.

چون وصال ایشان شد، اینجا نیز زیارت می شود. در آن مکان که بودند آنجا نیز مردم زیارت می کنند و نذر می آید. در هر دو جا فقرا و مجاوران اند که وجه قوْتِ ایشان می شود.

Marfat.com

فصل
در احوالِ آن سیّد بی شک، و آن به ظاهر و باطن پاک چون مَلَک، و آن از خم محبّت مدام در جوش، و آن بی هوش به دوست حقیقی بهوش، مست الٰه، حضرت شاه عبدالله

ایشان سیّد بهانی[؟] از فرزندان مرتضٰی خان که [از] امرای کلان گذشته بودند. منصب ایشان هفتصدی بود. چون به ملازمت مکرر رسیدند، در باطن ایشان همین بود که من با این همه علایق و عوایق فقیر شوم ممکن نیست، مگر آن که مجذوب شوم که خلاص یابم. این آرزو در دلِ ایشان بود که از جانب شاه جهان آباد (۱) به آن سرزمین رسید و حضرت در آن اثنا آزار پا داشتند که به همان آزار وصال شده که این طالع مند رسید. [230] آمده، ملازمت کرد و بیرون ڈیره کرد. رو به رو نتوانست که عرض نماید. رقعه ای نوشت که درو همین مضمون را نوشت.

بیت

در عمل سخت گرفتارم [کذا]
مجذوب شوم، خلاص یابم (۲)

حضرت فرمودند او را بگویید در این هم نفع خلق الله هست، وی را هم بهره خواهد شد. او به تکرار همین نوشت که مرا خلاصی بی این نیست. فرمودند: خوب جیو! او به همین رضامند است. یک کهیس پوشیدن خود را عنایت نمودند و میان صدرالدین را گفتند که این را از چناب [به] آن جانب رسانیده، بیایید. همین که از چناب گذشتند، احوال ایشان دیگرگون شد. چنانچه هنوز میان صدرالدین رخصت ایشان کرده، نرسیده بود که وصال حضرت شاه شد. و قبیلهٔ سیّد مذکور دانستند که درین کهیس چیزی خواهد بود. کهیس را باز فرستادند. باز ایشان مجذوب شدند لیکن پارچه می پوشیدند و سخن می کردند اما استغراق غالب بود. با کسی الفت نداشتند و تنها در خانه افتاده، می ماندند.

Marfat.com

سبب رفتن نوکری ایشان آن شد که روزی به مجرای بادشاه رفته بودند که برآمدِ بادشاه شد و ایشان رو به رو به مجرا ایستاده بودند که بادشاه برآمد و شروع نوبت شد. همین [که] آواز نقاره ها به گوش آن سیّد رسید، بی خود شده افتاد و ایشان نعره زده افتادند. بادشاه پرسید که سیّد عبدالله را چه شد؟ کسی واقف بود، [231] به عرض رساند: "فقیری به چناب اند. به ایشان ملازمت نموده حالش چنین شده." بادشاه دانا فرمود: آری جیو، دو چیز یکجا جمع نمی شود.

بیت

هم خدا خواهی و هم دنیایِ دون
این خیال است و محال است و جنون

ایشان را رخصت بکنند و وجهِ قوْت قبیلهٔ ایشان روزینه ای مقرر نمایند. و برادر خُرد ایشان را سیصدی منصب دادند.

فقیر ایشان را دو مرتبه در جهان آباد – که برادر خُرد ایشان همراه آورده بود – دیده ام، لیکن حالتی داشتند که به گفتن در نمی آید، مگر خدا کسی طالع مندی را این حالت نصیب کرده باشد که ایشان را شد.

Marfat.com

فصل
در احوال آن شیرِ بیشهٔ حقیقت و آن همای قاب قوسین معرفت و آن واقف اسرار جمیع علوم حضرت میان شاه محمد و حضرت میان شادی و حضرت میان محمد محسن[۱]

حقیقت این هر سه عزیز آن بود که ایشان یک جا به جانب رهتاس رفتند و این هر سه بزرگ باهم اخلاص تمام داشتند. چون به رهتاس رسیدند، غلغلهٔ ایشان در آن سرزمین بسیار شد. چنانچه در درهٔ کوه میان شاه محمد خانقاه [و] حجره ها کوه کنده ساخته اند و چشمه ها جاری است.

و میان شادی کمتر روز مانده وصال نمودند.

و میان محمد محسن[۲] چون طریق آزادی بر ایشان غالب بود، به ساختنِ خانه نپرداختند. به خانهٔ بافنده ای سکونت اختیار [232] نمودند و همانجا عمر به سر بردند.

و میان شاه محمد مذکور شربت شهادت چشیدند. و سببِ این آن است که سه یار – یکی ایشان و یک میان نانو مجذوب و یک یار دیگر، هر سه – به خدمت حضرت شاه نشسته بودند. التماس نمودند یاحضرت از مرگ کدام اولٰی تر است؟ فرمودند: "شهادت و شما هر سه را همین میسّر خواهد شد." ایشان در رهتاس شهید شدند. از بس که تصرف بسیار بود، مردم حمل بر دولت نموده، شهید کردند. چون تجسّس نمودند به جز کتب یا پارچه های پوشش هیچ نه برآمد.

و حضرت میان نانو، که یکی از یاران قدیم بودند، لیکن از غلبهٔ حال ایشان را جذب زیاده شد. روزی حضرت شاه نقل می کردند که در بهشت همه امرد خواهد بود مگر نبی کریم ما– صلّی اللّٰه علیه وسلّم–. این سخن را که شنیدند از آن روز موچینه به دست داشتند هر مویی که می برآمد کنده می برتافتند.

قریب به کیلاس کے چیمه در ویرانه ای بربلندی می گذراندند لیکن مدام مست بودند.

Marfat.com

آخر ایشان را هم دزدان شهید کردند که اصلًا شایبهٔ دولت پیش ایشان نبود. آخر ایشان را همانجا مدفون ساختند.

و مزارات آن هر سه عزیز در رهتاس است.

چون فقیر [۳] ملازمت آن بزرگان ننموده چندان از احوال ایشان واقف نیست لیکن [233] یکبار میان شاه محمد نام در درگاه تشریف آورده بود. فقیر دیده که بسیار بزرگ بود و حالت نیک داشت.

Marfat.com

فصل
در احوال آن مفرّح القلوب، میان مٹھا مجذوب

ایشان را طُرفه حالتی بود که اکثر با حیوانات و طیور متکلّم بودند و ازیشان طیور و وحوش ملاحظه نمی نمودند.

میان خوشی و میان رضی الدین ازین اعزّه کنجاه و گجرات است.

الحال یک عزیزی میان رحمون نام مجذوب مابین کُنجاه و گجرات نشسته که مردم به زیارت می روند، از برکت نظر میان مٹھا به اینجا رسیده.

Marfat.com

فصل
[در] حال آن مدام حضوری، حافظ طاهر کشمیری

ایشان از یاران مُلّا شاه بودند. و زیارت و طاعت و طریق ایشان را نموده لیکن گشایش درکارِ خود نیافته، زنّار در گلو در زیر پیراهن خود انداخته، روسیاه شده، می گشت که به سبب طالع با چند فقیر بی قید به ملازمت رسید. طریقِ حضرت شاه [آن] بود هر طور فقیری که به خدمت می آمد وسائل می شد او را نقد یا غلّه [می] دهانیدند. آن بی قیدان چیزی سئوال کردند. حکم شد که از دکّان بدهانید. چون آنها روان شدند، حافظ را از عقب فرمودند که "حافظ تو کجا می روی؟". حافظ حیران شده، ایستاده شد. بی قیدان رفتند. باز از زبان مبارک فرمودند که "برخیز از زیر پیراهن این زنّار را بگسل." آن یار چنان [234] کرد. حافظ طاهر، طاهر شد و به مطلب خود رسید و از یارانِ کامل شد.

Marfat.com

فصل
[در بیان دیگر یاران]

در بیان عارف باللّٰه، **میان عبداللّٰه چومکهی** ایشان صاحب هدایت اند- سلّمه اللّٰه تعالیٰ-.

و دیگر **میان جیون مطرب** که از ایشان خوارق ها شنیده شد.

و دیگر **میان نور محمد هندی** که ایشان از عاشقان بودند. هر گاه حضرت شاه ایشان را رخصت وطن می کردند زیاده از یک روز تاب جدایی نداشتند. باز می آمدند تا به حدی که مجذوب شدند.

و دیگر **میان نانو** - بهُک قوم است از جٹانِ رانجهه- سلّمه اللّٰه - که روزی حضرت کلام می فرمودند، ایشان دخل کردند. از زبان مبارک بر آمد: "چُپ کر بول نہیں". امروز قریب[1] شصت سال است که ایشان حرف نکرده اند.

دیگر **میان محمد صادق** که قوم چٹھه است. این مردی است که در شأن ایشان و حضرت سیّد محمد صالح- که ذکر ایشان بالا شده- حضرت شاه به زبان مبارک فرمودند که به طلب خدا پیش من همین دو کس آمده اند والّا دیگر به سبب دیگر آمده اند و بهره یافته اند.

میان تاجا نرکهی که از خاصان اند.

دیگر **عاشق محمد** برادر خُرد میان سیّد محمد صالح محمد اند.

دیگر **شاه عالم** - که حقیقتِ ایشان بالا مذکور شده - که سرخ پوش بودند و مو برسر داشتند و تنبیه بر ایشان شده.

دیگر **میان درویش مجذوب** که عجب حالت داشتند، و از ایشان اکثر خوارق روی داده.

و ازین یاران که ذکر کردم سِوای [235] دو سه عزیز همه را ملازمت کرده ام که هر یک صاحب ارشاد بودند و مست به شوق الٰهی ماندند.

Marfat.com

فصل
در بیان مست الست جام، میان جیون حجّام

ایشان هم از یاران قدیم بودند – چنانچه بالا در خوارق حضرت شاه که به وقت عصر تا رفتن آفتاب روی داد مذکور شده– و فقیر ایشان را ملازمت نموده. بسیار بزرگ بودند.

دیگر میان شاها پرشوری[۱]؛
و دیگر میان اسمٰعیل ڈنگا[۲]؛
و دیگر میان کمال الدین بافنده؛
و دیگر میان ماه رُو[۳]؛
و دیگر میان عبدالحکیم چک سروانی؛
و دیگر میان فرخ محمد سنبهلی؛
و دیگر میان جان محمد و کمال الدین[٤] دو برادر؛
دیگر حضرت میان صادق محمد از رَندهیربک[۵]؛
دیگر میان صادق مجذوب؛
دیگر میان محمود گوجر؛
دیگر میان جمال نعل دوز؛
دیگر میان مرزا امان الله مغل؛
دیگر میان بگّها؛
دیگر میان جلیل؛
و دیگر میان حضرت بدرالدین؛
دیگر میان پیرو[٦]؛
دیگر میان الله بخش قوم جٹ.

این همه بزرگان صاحب شوق و صاحب حال مشهور و معروف بودند. لیکن فقیر[۷]

Marfat.com

سوای حضرت میان جیون حجّام– که بالامذکور شد – ملازمت این همه بزرگان نکرده. و از خوارق و احوال ایشان که به سمع رسید اگر بنویسم کلام طول می شود، بنا بر آن اختصار کردم والّا در اوصاف هر یکی کتاب علیحده باید.

Marfat.com

فصل
در بیان گوهر فشان اسامی خادمانِ زبدة الواصلین حضرت میان صاحب مرحوم[۱]

میان بولا درزی رهتاسی؛
سیّد انور رهتاسی؛
حافظ محمد صدیق قوم افغان رهتاسی؛
[246] الٰه داد درزی خویشِ میان بولا؛
و خوشحال درزی رهتاسی که صایم الدهر و قایم اللیل بود که نهم روز بساکھ ده ما هه افطار کردی.
و بُدهو – نام درزی –که حسنِ صوت داشت. به او فرموده بودند که اگر تو سرود خواهی کرد، جانوران هم مست بر سرودِ تو خواهند شد. همین طور شده بود.
و حافظ محمد مخدوم – طالب علمِ رهتاسی سکن چک حافظان – که بر او خیلی مهربان بودند. هرگاه که مست می شد، هفت هشت روز مست می ماند و چیزی نمی خورد.
و میان حاجی –نامی ساکن موضع سهیده[۲]–سیف زبان بود. هرچه از زبان می گفت، همان می شد.
و مسمّات دولتے ساکن گجرات، مجنون و واله عشق الٰهی بود.
و نانک –نام کاسبی گجراتی–، روزی کسی به او گفت که شما با فقرا ملاقات کرده خادم شده، چه حاصل کرده اید؟ در جوش آمده دستِ خود را دراز کرده، گفت که ببین مو موی من ذکرِ الٰهی می کند. چون مشاهده کردند از هر مویِ او آواز ذکر می برآمد.
و بیگ[۳] مجنون نام از اٹاوه، که از شاهجهان آباد و اکبر آباد صد کروه خواهد بود–، چون رو به رویِ حضرت آمد، از دور دیده او را فرمودند که این شخصی که می آید طالب حق است و به زهد و ریاضت جُوی های کانون کالبدخود را خشک ساخته، آمده. از یک نگاه

Marfat.com

کار او را تمام ساختند

و **میر محمد تقی پشاوری** ، منصب دارِ بادشاهی بود. میان برخوردار هرل به طریق سیر به پشاور رفته بود، ازو استماع یافته: در خدمت حضرت جیو رسیدند و حضرت صاحب بر او توجّهی فرمودند که یک بار مست شد. چون رخصت کردند از گجرات [247] شده، باز به خدمت آمد و گفت که قدم من پیش نمی رود. باز چند روز به خدمت داشته رخصت فرمودند تا به پشاور رفت. مستِ مجذوبِ مطلق شد. احوال او را دیده، میان محمد غوث پشاوری پسرِ سیّد حسن – که بادشاه بهادر شاه خود در خانهٔ اوشان می رفتند – در خدمت حضرت آمده بود.

و **عبدالواحد** –زمیندار از چک ساهن پال– که همیشه مست حال بود و از هر موی [او] ذکرِ الٰهی می برآمد. می گویند که؛ همیشه در شب به دریا می رفت، اما روزی به سیر دریا رفتند. یک تل [٤] کاهِ سبز دیده ،بر او خوابیدند. قضایِ الٰهی به شب باران رحمت بارید. برخاسته، دیدند که تمام دشت وبیشه پُر آب رحمت شده و نزدیک او هیچ اثر نرسیده و خشک مانده. از آنجا برخاسته، آمد که مبادا کسی آمده، بیند و حقیقت معلوم نماید و کار در شهرت افتد. آخر معلوم شد.

اوّل عبدالواحد بر مزار قدوة الواصلین هم می رفت. تمام شب بیداری می کرد و به روز روزه می داشت وجدّ و جهد بسیار می نمود چنانچه [می گوید:] یک شب بر کنارهٔ دریا ایستاده بودم که [در] تمام دریا مشعله ها افروخته و روشن شده به جانب من می آمدند. خوف و هراس در دل من آمد. چه بینم که حضرت شاه شاهان حضرت نوشه حاجی صاحب– جیو– آمدند و دست مبارک بر سرو روی من می مالیدند و فرمودند که ای عبدالواحد هیچ واهمه و فکر نکن و مترس که من نگهبانِ [248] توام.

و نیز یک شب به زیارت مزار حضرت ایستاده قرآن می خواندم تا آن که بر این منوال پنج شش [٥] شب گذشت که حکم فرمودند که عبدالواحد بُرو ترا دیوانی حضور دادیم. فکر کردم که از حضور مجذوب می شوم و من عیال دارم. عرض کردم که از توجّهِ حضرت امیدوارم که به خدمت شریف مانم و زیارت حضرت بکنم. مجلسِ اولادِ حضرت نیز میسّر شود و کسبِ حلال کنم و هرچه ازو حاصل شود، خدمت اولاد حضرت بکنم. حکم شد که

Marfat.com

برو طرف سیال کوٹ که تمام خلق آنجای برتو رجوع خواهد آورد و معتقد خواهد شد. چون چند روز طرف سیال کوٹ و وزیر آباد ماندم شوق زیارت حضرت گلوگیر شد. به شب گریستم والتجا خواستم که یاحضرت من مجلس اولاد حضرت می خواهم و طاقت جدایی و مهجوری ندارم. حکم شد که بیا در خدمت فرزندان من باش، خصوص به خدمت فرزند سعادتمند میان عصمت اللّٰه آمده مشرف باش و بهره حاصل کن. چنانچه به موجب فرموده، به حضور آمده، به خدمت شریف قدم بوس شدم و بهره یافتم و مِن بعد ازین جای دیگر نرفتم و به خدمت سرگرم ماندم

و میان نور محمددرودگر ساکن موضع اگرویه، استادِ حضرت و صاحبزاده ها بود. بر او خیلی مهربان بود[ند]. چنانچه باشوق و ذوق محظوظ است.

و عبدالکریم؛

و حافظ ادریس که ساکن موضع سدّا کنبو، نبیرۀ حضرت میان ابوالفتح مَهْرُثْ – مُرید شاه سلیمان جیو – بود. به خدمت ایشان آمده، مرید شد. بر او عجب حال بود که همیشه مست احوال بود و اعتقادی داشت که به جانب روی حضرت صاحب دیدن نمی توانست و روبه روی حضرت نشستن و سخن کردِن قدرتِ نداشت. وقت وصال حضرت هم حاضر بود و بعد از وصال حضرت گفت که الحال زندگانی [249]من نیز بی فایده است. چنانچه به خانه رفته، هشتم روز وفات یافت.

و دیگر سیدا –نام فقیر، قوم تارڑ، ساکن موضع جوکالی– بود که سرداری گذاشته و عیال و اطفال نیز ترک داده، به خدمت ایشان آمده، خادم شد. چنانچه سیف زبان است هرچه از زبان سیف بیان می بر آرد، می شود. تمام مُلک مانجها و کوٹ عیسٰی مهنجه- که قوم زمیندار است- وغیره مردمان خادم او هستند.

و دیگر میان اسلام –فقیر ساکن موضع اگرویه– اوّلًا خادم کسی دیگر فقیری بود. روزی برای او مَسکه می برد و در راه میان صاحب ملاقی شدند و پرسیدند که میان اسلام این مسکه به کجا می بری؟ او گفت: برای مربّی خود می برم. فرمودند که احوال مربّی خود را معاینه کردی؟ گفت: نه. فرمودند: برو، امروز رفته ببین. چون رفته احوالش دید، چه بیند که همچو سگ در به در می گردد و استخوان به دندان گزیده می خورد. از آنجا میان مذکور باز

Marfat.com

آمده به خدمت حضرت مرید شد و صادق [صدق] اعتقاد داشت و همیشه هرچه میوه و یا چیزی دیگر به او می آمد، اوّلًا به خدمت حضرت می آورد، بعده خود می خورد.

دیگر **میان محمد زمان** – نواسهٔ حضرت شاه عبدالرحمٰن جیو – خادم جنابِ ایشان شد. بسیار صاحبِ شوق و تأثیر گشتند.

و دیگر **میان فیض بخش** ساکن ایمن آباد؛

و دیگر **میان براهم شاه**، هر دو صاحبِ تأثیر شدند.[٦]

و دیگر **سیّد نورالله** ساکن ساهان، مریدِ ایشان شد.

و دیگر **علی فقیر پشاوری** خادم حضرت بود. خوب حالت و راست اعتقاد داشت و همیشه بین الخوف والرّجاء می مانْد. به موجب این حدیث که "الایمان بین الخوف والرّجاء" بنا بر آن هیچ بی شرع کاری و امری و قیل و قال ننمود و باخدا مشغول ماند.

Marfat.com

فصل
در بیانِ احوال ملاقات و رابطهٔ خود[1]

حقیقت احقر چنان بود که؛ ولی نعمی فقیر چون ترکِ [236] نوکری کردند، مسکنت در سیال کوٹ مقرر نمودند. چون قلیچ خان کِلان را جهتِ تمام بود، هرچند آرزو کرد که اگر در بهیره بودنِ خود مقرر نمایند، من فکرِ وجهِ قوْت هم بکنم، چرا که بهیره در جاگیر او بود. برای آن که گاهی صحبت هم به ایشان شود. چون ایشان دل از دنیا و اهلِ دنیا برداشته بودند، قبول نکرده، به سیال کوٹ آمده، سکونت نمودند. فقیر در این اثنا خُردسال، پیشِ شیخ حاجی – نام مکتب دار – بود. خیلی استادِ بفیض و عزیزالوجود بودند. و ایشان را به جنابِ حضرت شاه، بندگی بود و به خدمتِ حضرت میان،[2] اخلاص بود. اتفاقًا آن استادِ فقیر را مرضِ موت شد. روزی – که فردای او می میرد – میان جیو برای دیدن [او رفتند]. وقتِ عصر بود که دیگر شاگردان آزادی یافته به خانه رفته بودند. فقیر بعدِ آزادی برای دیدنِ استاد چون درون رفتم، بیتابیِ استاد را دیدم. غمگین شده وعبا خاطرِ پریشان از رویِ مبارکِ استاد مگس می راندم که حضرت میان– جیو– برای دیدن اوشان تشریف فرمودند و من خود مقیّد به خدمتِ استاد بودم. لیکن این قدر از گفتهٔ مردم مرا معلوم شد که ایشان فقیر اند. کورنش به جای آوردم، لیکن دیدم که چند مرتبه حضرت میان– جیو– به جانبِ فقیر نظر مبارک انداختند. شب به خانه آمدم. فردای او که به مکتب رفتم، استاد شب وصال کرده بود. همین [237] که این خبر کُلفت اثر به گوش فقیر رسید، در گریه و زاری شدم. شاگردان دیگر نیز می گریستند. چون میّتِ ایشان را برآوردند، ما گریه کنان همراه بودیم. چون به قبر رسیدند، طفلان دیگر به خوردن بیرو بازی مشغول شدند و من تنها غمگین پیشِ میّت نشسته بودم. حضرت میان –جیو– به جنازه آمدند و تا دفن نشسته بودند و احوال مرا معاینه نمودند. چون به جانب خانه ها برگشتیم حضرت میان– جیو– از مردمان پرسیدند که این طفل از کدام مردم است؟ مردمان گفتند از متوطنان این جایی نیست، الحال آمده سکونت گرفته اند. آنها را قوم

Marfat.com

"قاقشال" می گویند. از زبان مبارک میان- جیو- برآمد که معلوم می شود که از قوم خوب اند و اهل وفا که ما هرچند ملاحظه کردیم دل این به مثل طفلان دیگر نیست که چون بیرون آمدند همه به بازی مشغول شدند و این تا بود به غم و الم بود والحال هم که می رود ببینید که گرفتار غم است. اتفاقًا شخصی پیش فقیر این مذکور کرد. در دل من ادب ایشان آمد. هرگاه به بازی مشغول می بودیم و گذر ایشان در آنجا می افتاد، فقیر بازی را گذاشته، دویده، کورنش می نمود و ایشان ازراه لطف سلام مرا می گرفتند.

چون حضرت میان محمد هاشم- جیو- از تحصیل فارغ شدند و اوصاف و تصرّفات حضرت شاه به گوش مُلّا عبدالحکیم می شد به صاحبزاده میان معزی الیه فرمودند که ما را قصدِ [238] زیارتِ ولی نعمی شما است که بسیار اوصاف ایشان را شنیده ام. صاحبزاده به خدمت استاد عرض نمود که ما را قدرت آن نیست که از خود جواب بدهم. عرضداشت می کنم، از آنجا هرچه امر شود. صاحبزاده عرضداشت کردند. در جواب نوشتند که آخوند- جیو- را بگویند که ایشان تصدیع نکشند چرا که از آمدن ایشان شهرت می شود و ما را تصدیع است و ایشان حق هم ثابت کرده اند که شما تحصیل به خدمت ایشان کرده اید، ما می آییم. به این سبب به سیال کوٹ تشریف فرمودند. سه روز در سیال کوٹ بودند. حضرت میان- جیو- می فرمایند که من وقت یافته به خدمت عرض کردم که اگر حکم شود من به خدمت حضور باشم چرا که صاحبزاده هم از تحصیل فارغ شده اند. مرا اینجا کاری نیست. فرمودند: "میان نور محمد شما را حکمِ بودن همین جا است و بودنِ شما به سبب شخصی - که در نخاس است- خواهد شد و خدمتِ شما را به جای خواهد آورد و ما را بُوی محبّت ازین زمین می آید."

والده و همشیرهٔ فقیر همیشه بصلاح و یاد حق بودند. چون خبر حضرت شاه شنیدند، قصد کردند که بندگی به خدمت سامی حاصل نمایند. لیکن قسمت دست نداد. آخر چون وصال حضرت شاه شد و حضرت میان -جیو- مأمور به سیال کوٹ آمدند. حالتی روی داد که به جانب هر که نظر مبارک می نمودند به یک نظر معمور می شد. چون این حقیقت [239] گوشزد والده و همشیره شد، ارادهٔ بندگی به خدمت حضرت میان- جیو- آوردند. همشیره -جیو- به جهان آباد تشریف بردند و والده- جیو- درخدمت بودند. بعد مدت قلیل همشیره و برادران این احقر را نزد خود طلبیدند و والدهٔ فقیر را برای رخصت به خدمت بردند. در آن

Marfat.com

اثنا حضرت در محلّهٔ هرژان– که آن سرِ شهر است – می بودند و شایبه بودن نخاس در خاطر کس نبود. چون فقیر به خدمت نشست – و مردم دیگرهم بودند – که طعام درمیان آمد. همه مردم را حصّه شد. پیش فقیر هیچ نگذاشتند. شخصی گفت: حصّهٔ فلانی؟ فرمودند که این شریک ما خواهد شد. آخر از راه الطاف فقیر را باخود شریک طعام ساختند.

چون فقیر رخصت شده به شاهجهان آباد رفت. والده حویلی از مغلان خریده در نزدیک خود– که محلّهٔ مغلان باشد– جای بودنِ حضرت میان– جیو– مقرر ساختند. چنانچه الحال هم فرزندان ارجمندان ایشان در آنجا سکونت دارند و کتخدایی هم به موجب حکم حضرت میان محمد هاشم– جیو– در همین حویلی نموده اند و مرا هم ذوق الٰهی در دل ولوله داشت لیکن درعالم نوکری چندی گرفتار ماندیم و هرگاه به دیدن والده می آمدم، ملازمت ایشان هم می نمودم. لیکن آوردن ارادت چنانچه به حسب ظاهر می باشد میسّر نیامده بود.

اتفاقًا [240] بادشاه وقت را ارادهٔ سیر کشمیر جنّت نظیر پیدا شد. فقیر نوکر بادشاهی بود. همراه به کشمیر رفت و بعد از مراجعت کشمیر چون برسرِ دریای چناب رسیدیم – جایی که پُل بسته بودند از درگاه هفت کروه[۳] به جانب بالا است – آخر من کسِ خود را گفتم که من به زیارت– با اسپ و قمچی– می روم و شما از پل گذشته جایی که ڈیره شود، خواهید رفت. من الغار نموده، فردا خواهم رسید. چون من تیاری نمودم، سهراب بیگ– نام عزیزی از برادران است– او پُرسید. حقیقت گفتم. او نیز رفیق فقیر شد. چون در آن سرزمین رسیدیم و درگاه از موضع [به] جانب قبله بود. اوّل زیارت میسّر آمد. چون به هدایتخانه رسیدیم، ملازمت قبله گاه صوری و معنوی حضرت شاه هاشم دریا دل میسّر آمد. شب به خدمت سرگرم بودیم. چون روز شد، از خدمت رخصت شده، روانه شدیم. باز به درگاه آمده، زیارت نموده، به کنار دریا روانه شدیم که بَهْرِ لشکر آن جانب دریا نمودار شد. معلوم گشت که ڈیرهٔ لشکر به آن جانب دریا شده. و ما را بر پل – که هفت کروه راه است– باید رفت و از آنجا باز هفت کروه به این جانب باید آمد و اگر از دریا گذشتن میسّر آید، نهایت یک کروه باشد. از زبان فقیر برآمد که یا شاه اگر کشتی پیدا شود که ما را بگذراند این قدر خلاصی راه می شود. و در آن اثنا کشتی وجودِ عنقا بود [241] که جمیع کشتی ها را جمع نموده، پُل بسته بودند و اینجا گذرهم نبود که کشتی موجود شود. از زبان سهراب بیگ برآمد که من چه خطا کردم

Marfat.com

که ملازمت این چنین بزرگ میسّر آمد و ارادت نیاوردم! از زبان فقیر برآمد که ایشان را قدرت است که باز هم ملازمت میسّر شود. او گفت که الحال ما کجا و ایشان کجا؟ به سبب میسّر شده بود. همین گفتگو کرده ،می رفتیم که از غیب کشتی نمودار شد. فقیر دیده، گفتم که سهراب بیگ! کشتی خود حضرت شاه فرستاده اند. او گفت: نبینم. خدمتکاری که همراه او بود او را گفتم که کشتی بان را پیش شده فریاد بکن و بگو که هرچه می گویی به تو می دهم اگر از اینجا ما را فرو بگذرانی، تا نیم روپیه بلکه تا یک روپیه هم بگو. آخر چون نفر فریاد کرد، از درون کشتی جواب دادند که این کشتیِ سرکار است، ممکن نیست که به دست بیاید! چون کشتی قریب رسید، فقیر پیش شده آواز کرد. فقیری در کشتی بود، او گفت که شما همان سواران اید که شب به ملازمت شاه هاشم - جیو - بودید؟ فقیر گفت: همان ایم. گفت: ایستاده باشید که کشتی محض برای شما طلبیده اند، چرا که دیروز خبر ڈیره بود که آن جانبِ دریا خواهد شد و شما را تصدیع راه می شود. شب مرا فرستاده بودند. من کشتی آوردم. آخر من به سهراب بیگ گفتم که آن چه من مراد می خواسته بودم آن خود روی داد. [242] الحال خدا مراد تو حاصل نماید. فقیر کشتی را پیش ما آورده، ببست و گفت که من هرگز به جایی نروم تا آن زمان که شما را از دریا نگذرانم. فقیر به آن عزیز گفت که حضرت گاهی سیر دریا هم می کنند؟ گفت: چرا نه. گفتم: التماس اگر قبول شود. فقیر گفت: بفرمایید. گفتم: بر اسپ من سوار شده بروید که به زودی بیایید. اگر به خاطر شریف برسد خودهم به سیر دریا تشریف فرمایند. فقیر قبول نموده سوار شده رفت. آن چه فقیر گفته بود، عرض نمود و اظهار اشتیاقِ من هم نمود. حضرت – که هرگز کسی [٤] را شایبه این نیست که ازین قسم گریه چنان نکنند – سوار شده آمده در کشتی نشستند. فقیر، سهراب بیگ را گفت که خدا مراد توهم حاصل کرد. او نذری به منّ داد، فقیر گذرانید و ارادت آورده. فاتحه خوانده، فرمودند که الحال خود نزدیک رفتن است بنشینید، خواهید گذشت. خود در کشتی نشستند و با فقیر در گفتگو شدند و فقیر نقل از هر جا و هر چیز می کرد و ایشان بره بس "هو" می کردند تاآن که فقیر نقل کشتی ای را کرد که در بنگاله کشتی ای می شود که چنان جلد بگذرانند که از کشتی دیگر از بازوی او پریده می گذرد. این سخن را تعجب نموده، از کشتی بانان تفتیش کردند. آنها گفتند که این ممکن نیست. فقیر از گفتهٔ خود پشیمان گشت.

Marfat.com

این هم برای تربیت فقیر بود که سخن که دور از عقل باشد– اگرچه راست باشد– درصحبت بزرگان نباید [243] مذکور نمود که "آن شکاری سرگشته را چه آید پیش." آخر فقیر را رخصت فرمودند و خود به دولتخانه تشریف بردند.

فقیر همین که از دریا فرا [= فرود] آمد، احوال خود را دیگرگون یافت. چون به لاهور آمد سرود درمیان بود که مرا بی خودی دست داد. گویا لاچار شده به زمین افتادم. ذوق عجب روی داد. هم آن شب در مسجدی– که پیش دروازهٔ حویلی ما بود– ولی نعمی را [و] مُلّا سرور– نام در اقربا بسیار بزرگ بود– هر دو بزرگ را درخواب دیدم و ولی نعمی در محراب نشسته اند و من و مُلّا سرور پایان دست به ادب نشسته ایم. چون نظر من به روی مبارک ولیِ نعمی افتاد، چه می بینم که همچو ماه درخشان است و به سرخی مایل– چنانچه دانهٔ انار می باشد– چون چند باربه تکرار نظر کردم، ولی نعمی فرمودند که بابا چه می بینی؟ من سرخ روشدم.

باز احوال فقیر روز به روز دیگرگون می شد. چون به جهان آباد رسیدیم، دل از تماشا برخاست. چنانچه دو روز– یا کم [و] بیش– در یک خانه افتاده بودم که نه خبر از نوکری بود و نه از دیگری. در آن اثنا خدمتِ داروغگی اسپان از خاصهٔ بادشاهی داشتم و ملتفت خان اخته بیگی بود. چون او را خبر احوال فقیر رسید. چون آن مرْد مهربان بود، گفت: یک بار پیش من بیارید. آخر عزیزان فقیر را پیش او بردند. احوالِ مرا دیده که موی ژولیده و از خود چندان خبرندارد. گفت: "مطلب شما [244] چیست؟" گفتم: "رخصت از نوکری." گفت: "چرا؟" گفتم: "خواهش ملازمت بزرگان روی داده و این در نوکری میسّر نمی آید." او مهربان شده، گفت: "شما تعییناتِ من اید، رخصت دادم و نوکریِ شما تا آمدن، برحال داشتم. رفته، بزرگان را دیده، بیایید." قبول کردم و روانهٔ جناب [۵] شدم. در چهارده روز به سیال کوٹ رسیدم و ملازمت میان– جیو– نمودم و به رفاقت ایشان به ملازمت حضرت میان هاشم [۶] دریا دل رفتم. فیض هایی که در آن ملازمت میسّر آمد به گفتن راست نمی آید. دو ماه در آن سرزمین بودم. باز رخصت شده بر وعدهٔ خود به جهان آباد رسیدم. لیکن هر دو قبله گاه را چنان در بابِ خود متوجّه یافتم که من معلوم می کردم و نه کسی که این ارادت به کدام یکی دارد؟ آخر مرا خود یارای التماس نبود، لیکن به والده– جیو– گفتم که اکثر مردم می پرسند که شما ارادت باکی دارید؟ من حیرانم که کدام صاحب. کرم فیض از هر دو جانب است و

Marfat.com

مهربانی کمال هر دو بزرگ. والده- جیو- به خدمت حضرت شاه هاشم دریا دل عرض نمودند که این خانه زاد در بندگی قبول شود زهی سعادت. فرمودند: بی بی او از ما است و ما برهمان خواهیم نوشت. چون فقیر رخصت شد، از عقب رقعه نوشتند که فلانی تو ارادت به میان نور محمد -جیو- بیار چرا که آن نسبت هم عاید به این جانب می شود و مردم سیال کوٹ را حکم حضرت شاه آن است [245] که میان نور محمد تربیت نماید و اسراری که میانِ ما و تو هست، هست و ما هم از تربیتِ تو غافل نیستیم. لیکن پیش مردم نسبت ایشان را ظاهر بکن. چون به خدمت حضرت شاه- جیو- مذکور شد، ایشان فرمودند که این مریدِ ما نیست بلکه پیرْ برادرِ ما است چرا که حضرت شاه فرموده بودند که شخصی از یاران ما اینجا پیدا خواهد شد که بویِ محبّت او به مشام می آید و خدمت تو خواهد نمود. و اگر کسی دیگر از ایشان می پرسید همین می فرمودند که او پیرْ برادرِ ما است.

چون فقیر به جهان آباد رسید و از آنجا به اکبر آباد همراه بادشاه وقت رفت، حال خود دیگرگون یافت و گشود کار شد (۷) که در آن اثنا این غزل سرزده. فهم من فهم:

غزل

تا که احمد جامِ خود پُر می ازان خُم کرده است — خویشتن در عین دریا قطره را گم کرده است
گاه محو مطلق اندر وجد چون صوفی و گاه — چون قلندر خویش را رسوای مردم کرده است
آب سان در هرچه اندازی محبّت او شود — باوی اکنون موج عرفان این تلاطم کرده است
جلوه او غیر معنی نیست پس معذور دار — کار او را یار او در یک تبسّم کرده است
ذوق و شوق طرفه پیدا کرد، فارغ شد زغم — تا که احمد جامِ خود پُر می ازان خُم کرده است

و در همان اوقات این غزل نیز گفته شده بود:

غزل (۸)

چشم از خاک کف پای تو گردد پُرنور — باد چشم بد از رخ پُرنور تو دور
نقش شد بر ورق سینهٔ من حرف رخت — شُستم از صفحهٔ دل آرزوی حور و قصور
هر سری را که به خاک در تو سودای ست — کی کند سلطنت دنیای دون [را] منظور
فرش گسترده به زیر سرم این خاک رهت — نیست حاجت [به] حریر و [نخ و] سنجاب و سمور
احمد آزادی تو نادیده برو در عالم [کذا] — تا نباشی ز خود افسوس کُنان تا دم صور

Marfat.com

Marfat.com

اختلافات نُسخ

ص: ۱ [دیباچه و سبب تألیف]

۱ـ شیرانی(الف):سر به سجده نهاده شنیده که امتی...

۲ـ شیرانی(الف):منسلک

۳ـ شیرانی(ب): +خفیه

٤ـ شیرانی(ب): +اند

٥ـ یعنی میرزا احمد بیگ

٦ـ خُطبه [از: الحمدلله الذی تفرد ...، تا: انک انت السمیع الدعاء] در جهنڈیر کاملاً متفاوت و مغشوش و خلاصه شده است، بدین عبارت: الحمدلله الذی تفرد با[لا] لوهیة الابدیة والشکر لمن توحد بربوبیّه [کذا: بالربوبیّة] الازلیة. و درود بر رسول اکرم الصلوٰة والسّلام و علی آله الامجاد. چون ولادت آن سرور کاینات منقول است از حضرت بی بی صفیه و [کذا: که] دایه حضرت بود وقت ولادت حضرت، می گوید که هر گاه متولد شدند همون زمان سر به سجده نهادند. نرم نرم چیزی می فرمودند. گوش نهاده شنیدم که "اُمتی اُمتی" فرمایند، پس این ذکر که قلمی شده از تصنیف مرزا احمد بیگ لاهوری از مناقب غوث صمدانی، سیّد محیی الدین جیلانی و از حاجی محمد نوشه گنج بخش قادری، کتاب کرده بود. ازو چیده قلمی کرده شد و نیز از احوال فرزندان که هر یک صاحب جمال و صاحب کمال بوده، نوشته ... [بقیه موریانه زده و پاره شده].

ص: ١٤ فصل در سلسلهٔ علیه حضرتِ نوشه

۱ـ شیرانی(الف):نوشهٔ حاجی است بس ثابت

۲ـ شیرانی(الف):بو سعید است پیر رحمت حق

۳ـ شیرانی(الف ،ب):علم حق

٤ـ شیرانی(الف):بوالحسن شمع دین قدوسی

٥ـ شیرانی(الف):قبلهٔ

٦ـ صبغت اللّه:قدوه معنوی صور سری سقطی بدان /حضرت شیخ حسن نور دهان

Marfat.com

شیرانی(الف):قدوهٔ معنوی و هم صوری /آنکه معروف بسرّی سقطی است[کذا]

شیرانی (ب):قدوهٔ معنوی صور ی دان /حضرت شیخ حسن نور دان

متن مطابق شرافت (الف) است.

۷ـ درحاشیهٔ صبغت اللّه: بدانکه حضرت شیخ معروف کرخی از دو جای نصیب یافت. یکی از داوود طایی و دویم خرقه از امام علی الرضا وهو من والده و مرشده امام موسی کاظم و هو من والده و مرشده امام جعفر صادق و هو من والده و مرشده امام محمد باقر و هو من والده و مرشده امام زین العابدین و هو من والده و مرشده امام حسین شهید کربلا و هو من جدّه رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم و من والده علی ابن ابیطالب. از کتاب رسالهٔ[کذا] محمد غوث قادری.همین مطلب در شیرانی (الف) داخل متن است با اندک اختلاف لفظی.

۸ـ شیرانی(الف) در حاشیه:جمله جهان شاد شده با حسن /مهبت [کذا:مهبط]رحمت شده از ذوالمنن؛صبغت اللّه؛شیرانی(ب): این بیت ندارد، از شرافت (الف) اضافه شد.

۹ـ شیرانی(الف):این بیت ندارد.

۱۰ـ شیرانی(الف):مفتخر است جمله موجودات

ص:۱۶ فصل در بیان مخدوم محمد غوث

۱ـ شیرانی(الف ،ب):"غوث" ندارد.

۲ـ شیرانی(ب):چهار

ص:۱۸ فصل در بیان شیخ مبارک و شیخ معروف

۱ـ صبغت اللّه: "خضر صورت... رهبر سالک" ندارد، از شرافت (الف) و شیرانی (الف) افزوده شد.

۲ـ شیرانی(ب):حضرت شاه مبارک مواجه جمال پُر کمال آمدند.

۳ـ صبغت اللّه،شیرانی(ب): "را می جنبانید... پشت" ندارد، از شیرانی (الف) و شرافت (الف) افزوده شد.

٤ـ عبارت داخل پرانتز [لیکن آفتاب...] از شرافت (الف)، جهنڈیر و بهاول پور افزوده شد.

٥ـ این بیت [قدم رنجه...] از شرافت (الف)، جهنڈیر و بهاول پور اضافه گردید.

ص:۲۳فصل در بیان ملاقات شیخ معروف و شیخ سلیمان

۱ـ در همه نسخه ها "باشد".

۲ـ شیرانی(ب):ناز کنان

Marfat.com

ص: ۲۶فصل در بیان رویداد رفاقت شاه محمد

۱ـ در شرافت (الف) قبل از مصراع، این بیت نیز است:

حقیقت عیان ساخته سربسر

بماندن در آنجا و رفتن سفر

۲ـ در همه نسخه ها "ناخدا شناسان". تصحیح قیاسی است.

ص: ۳۰فصل در [بیان] ملاقات ملنگان ...

۱ـ در حاشیهٔ جهنڈیر توضیحی دربارهٔ ملنگ: "بدان که ملنگ فرقه ای انداز فقرا که چرمینه پوش می باشند و برروی خاکستر می مالند و در هنگام ... [کاغذ در صحافی پوشیده است.]

۲ـ در صبغت اللّه، شرافت (الف)، شیرانی (الف،ب)، جهنڈیر: غرا، در شرافت (و): غزا؟

۳ـ حاشیهٔ شرافت (الف): "حضرت شاه یعنی نوشه حاجی گنج بخش. ۱۲. شریف احمد." توضیح از مصحّح: عددِ ۱۲ برابر کلمهٔ "حدّ" است یعنی مطلب اینجا تمام شده است. "شریف احمد" یعنی کاتبِ نسخه.

ص: ۳٤فصل درخوارق حضرت شاه...

۱ـ در اینجا منظور "حضرت شاه" شاه سلیمان بهلوالی است.

۲ـ صبغت اللّه: دامن حضرت را گرفته گشتم، حضرت نظرت می روم [؟] و بعد ازین شرافت (الف) و صبغت اللّه و جهنڈیر چند سطر قلم افتادگی دارد. "حضرت نظرمبارک... بلی" از شیرانی (الف) افزوده شد.

۳ـ شیرانی (ب): بی بی روئل

٤ـ صبغت اللّه: این بیت و "موی هم تعلق دنیاوی ست" ندارد.

ص: ۳۷فصل در احوال...حضرت شاه حاجی محمد نوشه

۱ـ شیرانی (الف،ب)،شرافت (ج، و): گلگوی؛ شرافت (الف): قادری روح اللّه روحه. صبغت اللّه: دست خورده و محو شده و باقلم جدید "والدّین"؛ شرافت (د): فقط: "حاجی محمد"؛ شرافت (ز): دست خورده و محو شده و باقلم جدید "قادری"؛ جهنڈیر، بدون دستخوردگی: قادری.

۲ـ صبغت اللّه، شیرانی، شرافت (الف، د، ز، ه)، جهنڈیر: کهوکهر و جالب/ جالپ. شیرانی(ب): ذات ایشان از قوم کهوکهر است و جالپ.

۳ـ صبغت اللّه: بعد از "جالپ است" دو سطر پوشیده و به قلمی دیگر به جایی آن آمده: "کسی از بزرگان ایشان در وقت راج و سرداری به سبب عشق مجازی بر دختر گلگو فریفته [شد] این کسب اختیار کردند و بعد از

Marfat.com

یک کس[!] در قبیلهٔ ایشان بزرگ شده آمده اند." شرافت (الف): و آبای کرام ایشان اکثر بزرگ شده آمده اند.

جهنڈیر: لیکن کسی از بزرگان اجداد ایشان به طریق عشق مجازی بر دختر گلگو فریفته و مفتون شده، الغرض بعد از چند مدّت آن گلگو گفت که اگر این کسب را اختیار کنی دختر را به شما به زنی خواهم داد و لهٰذا به جهت کمال عشق که "صاحب الغرض مجنون" وارد است، این کسب را اختیار کردند و بعد از و هر یک کس از قبیلهٔ ایشان بزرگ شده آمده اند.

شرافت (ز): لیکن کسی از بزرگان ایشان به وقت راج و سرداری به سبب عشق مجازی بر دختر گلگو فریفته شده این کسب اختیار کرده بودند و هم پیش از ایشان بزرگ از آبا و اجداد بسیار بودند.

شرافت (ه، و): لیکن کسی از بزرگان ایشان به وقت راج و سرداری به سبب عشق مجازی بر دختر گلگوی فریفته شده، این کسب اختیار کرده بود و بعد از و یک کس در قبیلهٔ ایشان بزرگ شده آمده اند [!].

بهاول پور: "لیکن کسی از بزرگان ایشان به طریق عشق مجازی بر دختر گلگو فریفته شده بود، الغرض بعد از چند مدّت آن گلگو گفت اگر کسب ما اختیار کنی دختر خود را به شما خواهم داد. لهٰذا این کسب را اختیار کردند و هر یک از قبیلهٔ ایشان بزرگ شده آمده اند.

شیرانی(ب):لیکن از بزرگان ایشان بوقت راج و سرداری بسبب عشق مجازی بر دختر گلگو فریفته شده این کسب اختیار کرده شده بود و بعد ازو یک کس در قبیلهٔ ایشان بزرگ شده آمده اند.

٤ـ شیرانی(ب) : بادشاه دین و دنیا گردد.

٥ـ صبغت الله: عبدالرحیم، اما دو سطر پیشتر "رحیم الدین" نوشته بود.

٦ـ صبغت الله: "نفس و شیطان... سر نهادن" پوشیده است.

٧ـ صبغت الله: این مصراع ندارد.

٨ـ بهاول پور: محرم راز نقش اثبات است.صبغت الله:محرم راز نفس اثباب[کذا] است.در اکثر نسخه ها:نفس اثبات؛تصحیح قیاسی شد.

٩ـ شرافت (الف)، بهاول پور: در بسیط

١٠ـ صبغت الله: لئیم

١١ـ شیرانی(ب):عالمی بخت سر ذات و صفات

ص:٤٢ فصل در بیان آن که در خُرد سالی خوارق روی داده

Marfat.com

۱ـ صبغت اللّه: "چون غنیم... حضرت شاه شدند" ندارد.

۲ـ جهنڈیر، شرافت (ز): مردی سلیم الطبع و نیکو کردار اقامت داشت.

۳ـ شرافت (ز): در ایام معدوده کار خیر کردند.

٤ـ صبغت اللّه، شرافت (د)، شیرانی (الف،ب): شرفا هم در آن سر زمین کم واقع نمی شد[!].

شرافت (الف ،و،ه)،جهنڈیر: شرفا هم در آن سرزمین کم واقع می شد؛ شرافت(الف حاشیه): شر فساد...

شرافت (ز): شرفای صلاحیت آثار در آن سرزمین اقامت اختیار داشتند.

بهاول پور: باشندگان آنجاهم نیک نهاد و شریف بودند.

ص:٤٨ فصل در بیان آن که در جوانی پیش از ملازمتِ حضرت شاه سلیمان ...

۱ـ شرافت (الف)، شیرانی (الف): مانی، صبغت اللّه: دراصل "مانی" بود که "ماهی" ساخته شد. "مانی" مقداری از وزن است بالا تراز من .امروز یک مانی برابر ده من پاکستان است و یک من برابر چهل سیر (کیلو) است.

۲ـ "حضرت را آورده ... شش ماهی می دهند" را نسخه های صبغت اللّه، شیرانی (الف،ب)، شرافت (و ، ه) ندارد. از حاشیهٔ شرافت (الف، ز)، جهنڈیر، بهاول پور افزوده شد. در شرافت (د) چنین آمده است: "نسبت دیگران چهار پنج حصّه زیاده کار شده. او آمده در پای مبارک پای بوسی کرد و میان صاحب را همراه کرده با هزار اعزاز و حرمت بر چاه خود زیر درخت چهارپایی انداخته، بنشاند و خود به کار خود مشغول گشت. برادرِ شیخای مذکور برای گرفتن آب آمد. چه بیند که میان صاحب توت چیده می خورند. آن نابکار بسیار خفه و غضبناک شده گفت که مثل دامادان این فقیر را برادرِ ماحرمت داشت، آزرده خاطر شده. باز گفت: "برو! توتِ ما مخور" و خود به آب کشیدن مشغول شد. حضرت دانست که سخنان ناملایم این زمیندار می گوید و ما گناه و زیان این نکرده ایم. ناحق و بی موجب بدی [می] کند. از چهارپایی برخاسته، برچاه آمده فرموده که آب چاه خشک شده است درین آب هیچ نیست، تو چگونه آب گیری؟ به حکم خدا آب چاه خشک شد. فریاد بر آورد. تا مردمان برچاه جمع گشتند. هر چند که ... (موریانه زده) کردند آب از آن چه بر نیامد بلکه چند گام گِردِ آن چاه زمین کندند، آب نیافتند. شیخا مذکور تا آنگه گندم برید، دو پشتاره گندم بریده، برسرِ مزدوران داده، به خانهٔ حضرت فرستادی و تاآن گاه زنده بود، شش ماهی مقرر کرده به خدمت حاضر ماند. تا الحال اولاد او به اولاد حضرت خدمتگاری می کند.

۳ـ صبغت اللّه، شرافت (الف)، شیرانی (الف): پاده بان چودهری مَهمان می برد.

Marfat.com

٤ـ به جای "چودهری نابینا ... خواهم فهمید"، شرافت "د": چودهری سیاه دل منکر حال درویشان پاده را دشنام داد و گاومیشان را به ضرب چوب بیرون کرد.

٥ـ شیرانی (الف)، شرافت "د": بادشاه وقت شاه جهان. در صبغت اللّه با قلم دیگر "شاه جهان" اضافه شده.

٦ـ شیرانی(ب):جنگی زوراور

٦ـ صبغت اللّه: "حضرت شاه برخاسته ... ما را بگیر" ندارد، از حاشیهٔ شرافت (الف) و جهنڈیر افزوده شد.

ص: ٥٤ فصل در ملاقات به حضرت شاه سلیمان و آنچه بعد از ...

١ـ شیرانی(ب): "از زبان مبارک...مسموع شد" ندارد.

٢ـ یعنی میان نور محمد سیال کوٹی

٣ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

٤ـ شیرانی (الف): چک گهوگه، صبغت اللّه: چک کهوکهر؟

٥ـ یعنی میان نور محمد سیال کوٹی

٦ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

٧ـ یعنی میان نور محمد سیال کوٹی

٨ـ شیرانی (الف)، شرافت (٥، و، ز): پخته، بهاول پور: آب هم در دهن من دیگران می انداختند. متن مطابق شرافت (الف، د) است.

ص: ٦٨ فصل در خطاب مستطاب به حضرت "نوشه"

١ـ در همه نسخه ها "محمد حاجی" در شرافت (الف): حاجی محمد

٢ـ در همه نسخه ها: انحراف و انعقاد،در شیرانی(ب):انحراف و انقعاد

٣ـ غزل از محمد حیات نوشاهی مؤلفِ تذکره است.

٤ـ شیرانی(ب):التجایش از جنابت هر که دید آنگاه شد[!]

٥ـ در شیرانی (الف)، صبغت اللّه، شرافت (٥، و، ز)، جهنڈیر: سهنپال: در شرافت (الف، د) و بهاول پور: ساهن پال.

٦ـ در صبغت اللّه، شرافت (د)، جهنڈیر، بهاول پور: نفر؟؛ شرافت (و، ٥): تغییر، شرافت (الف): بهت

٧ـ شیرانی(ب):محمد خوش

٨ـ شیرانی(ب):میان خوش

Marfat.com

۹ـ صبغت اللّه: "میان حسام الدین تربیت ... رحلت کرد" ندارد.

۱۰ـ صبغت اللّه، شرافت (الف، ه، و)؛ شیرانی (الف): نگران آفتاب به جایی که بود همانجا سیر کنان. متن مطابق جهنڈیر

و بهاول پور است.

۱۱ـ یعنی میان تاج الدین

۱۲ـ صبغت اللّه؛ شیرانی (الف)؛ شرافت (و، ه، د) "که حُکم ... بافنده را فرمودند" ندارد. از حاشیهٔ شرافت (الف)، جهنڈیر، بهاول پور افزود شد.

۱۳ـ یعنی رسالهٔ میرزا احمد بیگ لاهوری

۱٤ـ شرافت (الف): منقول است از فضیلت پناه شیخ محمد تقی؛ بقیه نسخه ها مطابق متن.

۱۵ـ شرافت (الف): جهنڈا

۱٦ـ شرافت (الف): جهنڈا

۱۷ـ شرافت (الف): جهنڈا

۱۸ـ همه نسخه ها: بااضافهٔ "که ایشان فرمودند" که بابودنِ "منقول است از" زائدبه نظر آمد و حذف شد.

۱۹ـ صبغت اللّه: باقلم دیگر اضافه شده "شادیان"، یعنی کالا شادیان

۲۰ـ یعنی سایره، املا مطابق تلفظِ پنجاب است.

۲۱ـ شیرانی(ب) : حکمِ وراثت

۲۲ـ صبغت اللّه و شیرانی (الف)، شرافت (و، ه) "سلّمه اللّه بقائه" ندارد. از شرافت (الف) و جهنڈیر افزوده شد.

۲۳ـ یعنی محمد هاشم دریا دل.

۲٤ـ شرافت (الف): زیر عرش

۲۵ـ حاشیهٔ شرافت (الف)، "از شاه جیو مراد حضرت شاه عبدالسّلام قدس سره ساکن کیلیان واله ضلع گوجرانواله".

۲٦ـ شیرانی(ب):چهار و دو و یک

۲۷ـ یعنی شاه عبدالسّلام

۲۸ـ شرافت (الف): شریعت نبوی

۲۹ـ شرافت (الف): فیض

Marfat.com

۳۰ـ صبغت الله: "مهیا ساخت ... نوبت شاهی" از قلم افتاده.

۳۱ـ صبغت الله، شیرانی (الف): غزل، شرافت (الف): دیگر نظم، جهنڈیر: ایضاً.

۳۲ـ صبغت الله: بر کمال

ص:۱۰۰ فصل در بیانِ... حضرت میان شیخ رحیم داد

۱ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

ص:۱۰۲ فصل در شأن... حضرت میان تاج محمود

۱ـ "تابود" از جهنڈیر اضافه شده

۲ـ کاتب جهنڈیر در اینجا، این عبارت را اضافه کرده است: "این رباعی از فقیر کاتب است.

رباعی [کذا: مثنوی]

الٰهی بر سرم آن تاج انداز
که تا باشم میانِ خلق بر ناز
تو با رحمت رحیمی خویش پرور
که نور المصطفی سرداشت بردر

۳ـ این نقل در صبغت الله [50-249]، شیراتی (الف،ب) در آخر نسخه آمده است و در شرافت (الف)، جهنڈیر، بهاول پور در این محل آمده است.

٤ـ جهنڈیر، بهاول پور: "کردۂ خویش ... در پیش" ندارد و در حاشیۂ جهنڈیر این عبارتِ توضیحی نیز آمده است:

"و حضرت شاه سلیمان را نعلین دوز از آن خوانند که خود همیشه بر دُکانِ نعالان می نشستند و تمام آب با آوند در ادیمِ آنها می انداختند و یک تنگه از ایشان می گرفتند. نیمی از آن برای خدا می دادند و از نیمی غله آورده، نان می ساختند. نصف به فقرامی دادند و نصف خودمی خوردند و شب و روز به عبادت می گذرانیدند."

ص:۱۰۷ فصل در شأن... حضرت شاه برخوردار

۱ـ درجهنڈیر، بعدازین بیت، این نیز از کاتب افزوده شده:

به حضرت شاه بس دل داریم ده
به برخوردار برخورداریم ده

Marfat.com

۲ـ جهنڈیر: هلاک خور.

۳ـ جهنڈیر: هلاک خور.

ص: ۱۱۱ فصل در ذکر...حضرت شاه هاشم دریا دل

۱ـ درجهنڈیر این بیت از سوی کاتب اضافه دارد:

دارم امیـد از خـدای عـالـم
کـه کُـنـد سرفراز شاه هاشم

۲ـ جهنڈیر: رنگ آن بزرگ می شناسی؟

۳ـ بهاول پور: کنون از فیض زیارت محروم داشتن شایان شأن والا نیست. شرافت (د): به این غریب چرا تجنّب و کناره نمایید.

٤ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری.

٥ـ شرافت (الف)، جهنڈیر: به از دست بستن به پیش امیر

٦ـ صبغت الله، شیرانی (الف): خیری ندهم؛ جهنڈیر، بهاول پور،شیرانی(ب): چیزی بدهم.

۷ـ صبغت الله: با قلم دیگر اضافه شده: خاتون

۸ـ یعنی چک ساهنپال

ص: ۱۱۹ فصل در ذکرِ اولادِ حضرت میان برخودار...

۱ـ در همـه نسـخـه هـا: رکـن الدین، در شرافت (الف): تاج الدین، اما در متن در دیگر جا های "تاج الدین" آمده است.

۲ـ در صبـغـت الـلّـه، شیـرانـی (الف)، شـرافت (و، ٥): "حضرت شاه شاهان". چون مؤلف لقبِ "حضرت شاه" را بـرای حضرت نوشه و لقبِ "حضرت شاه شاهان" را برای حضرت سلیمان بهلوالی اختیار کرده، دراینجا محلِ "حضرت شاه" است، مطابقِ شرافت (الف).

۳ـ شرافت (الف): "تاج الدین" و بقیه نسخه ها :رکن الدین.

٤ـ شرافت (الف): "تاج الدین" و بقیه نسخه ها: رکن الدین.

٥ـ صبغت الله: "حضرت شاه میان برخوردار" که اشتباه است.

٦ـ یعنی: چک ساهنپال

۷ـ شرافت (الف)، جهنڈیر: دو سه

Marfat.com

۷ب۔ شرافت(الف):مرشد قلی

۸۔ یعنی: میرزا احمد بیگ لاهوری

۹۔ شرافت (الف): نُه پیسه

۱۰۔ جهنڈیر: بااضافۂ "عمدة الکاملین".

۱۱۔ جهنڈیر؛ شرافت (الف): بااضافۂ "هادی فی سبیل اللّٰه، راهنمایِ خلق اللّٰه".

۱۲۔ جهنڈیر: شاه صاحب شاه عصمت اللّٰه.

۱۳۔ جهنڈیر: بااضافۂ "حمزه پهلوان علیه الرحمة والغفران سلّمه اللّٰه بقائه" [کذا]

۱٤۔ شرافت (الف)، جهنڈیر: نمی آیم.

۱۵۔ شرافت (الف)، جهنڈیر: عقد اتفاق عمری.

۱٦۔ عبارت داخل کروشه [] اضافه از جهنڈیر است.

۱۷۔ شرافت (الف)، جهنڈیر: یاد خدا می نمودند.

۱۸۔ صبغت اللّٰه: "نام فرمودند ... مسماة معروفه" از قلم افتاده است.

۱۹۔ شرافت (الف)، جهنڈیر: ناوجه؛ بهاول پور: مشکوک.

۲۰۔ جهنڈیر: باضافۂ حضرت شاه صاحب شاه عصمت اللّٰه

۲۱۔ جهنڈیر: لگند [؟: لگد]

۲۲۔ جهنڈیر: باضافۂ "عمدة الکاملین"

۲۳۔ صبغت اللّٰه، شیرانی (الف): شاه دریا

۲٤۔ صبغت اللّٰه، شیرانی (الف): شاه راه

۲۵۔ احتمالاً به مفهومِ روزِ بعد.

۲٦۔ شیرانی (الف)، صبغت اللّٰه: راکھ چٹھه.

۲۷۔ جهنڈیر: باضافۂ "صاحبزاده شاه"

۲۸۔ در جای دیگر نام او "شادی" آمده است.

۲۹۔ جهنڈیر: باضافۂ شاه عصمت اللّٰه جیو

۳۰۔ شیرانی (الف)، شرافت (الف)، صبغت اللّٰه: نبودند؛ جهنڈیر: بودند.

۳۱۔ یعنی خواستگاری، نامزدی.

Marfat.com

۳۲ـ جهنڈیر: باضافه"شاه عصمت اللّٰه جیو"

۳۳ـ صبغت اللّه و شیرانی (الف): باضافهٔ "چه شد".

۳٤ـ جهنڈیر: باضافهٔ: "شاهزاده"

۳۵ـ جهنڈیر: خوش رنگ.

۳٦ـ جهنڈیر: باضافهٔ علیه الرحمة والغفران

۳۷ـ جهنڈیر: باضافهٔ "که الموت جسر یوصل الحبیب الحبیب"

۳۸ـ جهنڈیر: باضافهٔ میمنت لزوم

۳۹ـ صبغت اللّه، شرافت (ه، و)، شیرانی(الف): سیوم، (بدون اسم)؛شیرانی(ب):اصلاً سرفصل ندارد؛ جهنڈیر و بهاول پور: فرزند سیوم حضرت شاه عصمت اللّٰه جیو. متن مطابقِ شرافت (الف) است.

٤۰ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف،ب): "بسیار کس ... شدند" ندارد. از شرافت (الف) و جهنڈیر افزوده شد.

٤۱ـ صبغت اللّه،شیرانی (ب): کنگهره

٤۲ـ صبغت اللّه: سنتین

٤۳ـ در همه نسخه ها:سعد اللّه خان ؛شرافت(الف حاشیه) و جهنڈیر:عبداللّه خان

٤٤ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف): "چک ساهنپال ... مواشی" از قلم افتاده است.

٤۵ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف،ب): مریدکی

٤٦ـ حروف تاریخ: ل ر ی ض ق ب = ۱۱٤۲

ص:۱٤۷ فصل در ذکر...حضرت حافظ معموری

۱ـ در خزینة الاصفیا، ج ۱، ص ۲۰۰ نام وی شیخ امام الدین آمده است.در شریف التواریخ،ج۳،ح ۱ ،ص۲۱۵ نام وی عبدالرحمان آمده است.

ص:۱٤۸ فصل در ذکر یاران و قبله گاهِ خود...حضرت میان نور محمّد

۱ـ صبغت اللّه: "از حُبّ ... از خود" از قلم افتاده است.

۲ـ صبغت اللّه: "می فرمودند که هیچ ... دیدند" از قلم افتاده است.

۳ـ صبغت اللّه: "ونشسته باشید" ندارد، از شرافت (الف) افزوده شد.

٤ـ صبغت اللّه: "بسیار شد ... بسیار است" از قلم افتاده است.

۵ـ صبغت اللّه: الطاف

Marfat.com

۶ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

۷ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

۸ـ صبغت اللّه: طبع نا خوش می باشد.متن مطابق شرافت (الف)، جهنڈیر است.

۹ـ صبغت اللّه :نکنند؛شیرانی(ب) :نکنید.

۱۰ـ صبغت اللّه: یاد خواهند.

۱۱ـ شیرانی (الف،ب)؛ شرافت (و): شاه حاجی گلگو؛ صبغت اللّه: شاه حاجی (وسپس بادستبردگی "محمد" یعنی: شاه حاجی محمد) شرافت (د): کاتب "شاه حاجی گل..." نوشته، بعداً روی "گل" خط کشیده و "محمد" نوشته یعنی "شاه حاجی محمد". شرافت(الف) و جهنڈیر :شاه حاجی محمد نوشه قادری.

ص:۱۵۷ فصل ...حضرت میان صدرالدین

۱ـ در همه نسخه ها"بدون" تصحیح قیاسی است.

۲ـ جهنڈیر: و مسکن ایشان در موضع رکهان است و مزار نیز.

ص:۱۵۸فصل در بیان ... میان پیر محمد

۱ـ در همه نسخه ها :در پی هوش،شیرانی(ب): در پی بیهوش،تصحیح قیاسی انجام شد.

ص:۱۵۹فصل در بیان ...سید محمد صالح

۱ـ شیرانی (ب):سید فضل اللّه

ص:۱۶۰فصل دربیانِ ...حضرت میان اسماعیل

۱ـ صبغت اللّه: بهره بسیار داشته باشند.

ص:۱۶۱فصل در بیان ... خواجه محمد فضیل

۱ـ جهنڈیر: ناله

ص:۱۶۳فصل در بیان مناقب ...حضرت شاه عبدالرحمٰن

۱ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

۲ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف): "مَتے کے" ندارد. از جهنڈیر و شرافت (الف) افزوده شد.

۳ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف): "تا زنجیرها ... برید" ندارد.

۴ـ جهنڈیر: پدر و مادرش

۵ـ صبغت اللّه ، شیرانی (الف): جوی. چون در متن "جوین و پوهلی" آمده، در بدل "جوی" هم درست به نظر

Marfat.com

می آید. جَوَی/ جَوَتری نوعی روئیدنی است مثلِ پوهلی.

۶ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف): "وغایط" ندارد. از جهنڈیر و شرافت (الف) افزوده شد.

۷ـ صبغت اللّه، شیرانی (الف،ب): "ونعلین ... داشتی" ندارد. از جهنڈیر و شرافت (الف) افزوده شد.

۸ـ جهنڈیر، شرافت (الف)،شیرانی(ب): هلاک خور.

۹ـ جهنڈیر، شرافت (الف)،شیرانی(ب): هلاک خور.

۱۰ـ سپس در جهنڈیر افزودهٔ کاتب (اشعار سُست و خارج از وزن است):

بیت

از کمال اعتقاد آن سلطان — شد به سدره مقرّبِ رحمان

غم نخواهند خورد خادم او [کذا] — که چنین شهسوار ضامنِ او

غزل

الغیاث ای شاه رحمان دستگیری کن مرا — قید نفس امّاره ام، مخلص اسیری کن مرا

از گناه کردن سیه شد دل مُطَهّر خانه ای — ای بنام دوست خود روشن ضمیری کن مرا

از برای آن کسی دادت ترا این لُنگ ناز — با لباسِ بهُورا پوشی یک نظیری کن مرا

جانِ من بر لب رسیده از فراقِ هجر این — گه بیاید عصمتِ رحمان خبیری کن مرا

تیره شب دارم، ندانم ره به سوی دوست خود — استاده ام، بفیض خود تو ره بصیری کن مرا

با علی ثابت کمر بسته به خدمت حاضرم — جلوه ای از نور مصطفی منیری کن مرا

۱۱ـ شیرانی (الف)، صبغت اللّه: سعدی

ص:۱٦۷فصل در بیان ...شاه فتح محمد فقیر

۱ـ یعنی چک ساهنپال

۲ـ صبغت اللّه: باضافهٔ "و وضع میان فتح محمد آن بود که" که زاید است.

ص:۱۷۰فصل در بیان ...حضرت میان عبدالحمید

۱ـ شیرانی (الف)، شرافت (الف)، صبغت اللّه: به جابی "روداد"، آمدو گذرانیدم. متن مطابق جهنڈیر است.

۲ـ "حقیقت اکثر از یاران "این عبارت درهمه نسخه ها بدین صورت ضبط شده و ناقص و نامفهوم است.

ص:۱۷۳فصل در بیان ...حضرت میان خوشی محمد

۱ـ دراینجا "خوش" ولی در سطور بعد "خوشی".

Marfat.com

۲ـ صبغت الله: خبر

ص:۱۷٦فصل در احوال حضرت شاه میان الٰه داد

۱ـ شرافت (الف): میان حضرت رحمان؛ جهنڈیر: حضرت شاه پاک عبدالرحمان.

۲ـ جهنڈیر: میان شاه عبدالرحمٰن علیه الرحمة والغفران

ص:۱۷۷فصل در احوال...حضرت میان محمد تقی مجذوب

۱ـ این جملۀ ترکی را دوستم دکتر نجدت طوسون مکرر تایید کرده است. و گفته که این به ترکی قدیم (ترکی جغتایی) است.

۲ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

۳ـ صبغت الله: "نام داشت ... الف بیگ" از قلم افتاده است.

٤ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

ص:۱۷۹فصل در احوالِ ... حضرت شاه عبدالله

۱ـ جهنڈیر، شرافت (الف): شاهجهان بادشاه

۲ـ در همه نسخه ها علامت "بیت" دارد ،اما مصرع اول خارج از وزن است،ممکن است این "رقعه" به نثر باشد که مضمونش به اختصار این بوده است:" در عمل سخت گرفتارم،مجذوب شوم ،خلاص یابم."

ص:۱۸۱فصل در احوال... حضرت میان شاه محمد و حضرت میان شادی و حضرت میان محمد محسن

۱و۲ـ صبغت اللّه: محمد محشم (کذا)،شیرانی(ب)هر دو بار:محمد امحشم[!] بهاول پور: بار اوّل: محمد محتشم، بار دوم: محمد محشم. شرافت (و): بار اوّل: "محمد محشم" و بار دوم: "محمد هاشم". شرافت (ه): بار اوّل "محمد هاشم" و بار دوم:"محمد محشم". جهنڈیرهر دوبار: محمد محشم. شرافت (د): در بدنۀ اصلی نسخه فقط "محس" باقی ماند، بود که بعداً در مرمّت نسخه به گونۀ "محسن" ضبط شده است. شرافت(الف) هر دو بار: محمد محسن که همین ضبط اختیار کرده شد و در *شریف التواریخ* نیزبه همین ضبط ترجیح داده شده است.

۳ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

ص:۱۸۵فصل در بیان دیگر یاران

۱ـ شیرانی(ب) :"قریب" ندارد.

Marfat.com

ص:۱۸٦فصل در بیان ... میان جیون حجّام

۱ـ شیرانی(ب):میان شاه پشوری

۲ـ شیرانی(ب):ونیکا

۳ـ شیرانی(ب):مهرو

٤ـ شیرانی(ب):باضافهٔ " بافنده"

٥ـ شیرانی (ب):"دیگر ...رندهیر بل" ندارد.

٦ـ شیرانی(ب):پهرو

۷ـ یعنی میرزا احمد بیگ لاهوری

ص:۱۸۸فصل در بیان ... اسامی خادمانِ... حضرت میان صاحب مرحوم

۱ـ این فصل در نسخه های شرافت (الف، ز)، جهنڈیر، بهاول پور قبل از "فصل در بیان احوال ملاقات و رابطهٔ خود" آمده است. منظور از "میان صاحب" شاه عصمت اللّٰه بن حضرت شاه برخوردار است.

۲. شرافت(ج):سهیله

۳ـ صبغت اللّٰه،شیرانی(ب): سگ مجنون [؟]

٤ـ در صبغت اللّٰه، شرافت (الف)، شیرانی (الف)، جهنڈیر: طلا.

٥ـ شرافت (الف): چهار پنج

٦ـ صبغت اللّٰه: "دیگر میان محمد زمان ... صاحب تأثیر شدند" از قلم افتاده است.

ص:۱۹۲فصل در بیانِ احوال ملاقات و رابطهٔ خود

۱ـ این فصل در نسخه های شرافت (الف، ز)، جهنڈیر، بهاول پور بعد از "فصل در اسامی مریدان میان صاحب" آمده است.

۲ـ یعنی میان نور محمد سیال کوٹی.شیرانی(ب):"میان" ندارد.

۳ـ شرافت (الف) در حاشیه اضافه شده است: "پایان دست بود. چون فقیر از مردمان آن سرزمین استفسار کردم که درگاه ازینجا هفت کروه."

٤ـ شیرانی (الف): هر کسی را

٥ـ شرافت (الف): چیناب [= دریای چناب]

٦ـ شرافت (الف)، جهنڈیر: محمد هاشم

Marfat.com

۷ـ در صبغت اللّه، شرافت (الف، ز، و، ه)، جهنڈیر: گشود نباشد [؟]؛ بهاول پور: گشود کار شد. شرافت (د): گشود رتبه شد (که البته این قسمت نسخهٔ د بعداً به دستخط شرافت نوشاهی تکمیل شده است.)

۸ـ اشعار (=متن) این غزل در نسخه های شیرانی (الف،ب)، صبغت اللّه، شرافت (الف، و، ه)، بهاول پور ضبط نشده است. در شرافت (ز) اصلاً "فصل در بیان احوال ملاقات ..." مفقود است. در شرافت (د) این غزل به صورت مغلوط آمده است.

Marfat.com

اشاریہ

Marfat.com

Marfat.com

کسان

آ—الف

آصف ۷

آیسه ۱۲۰

ابا الحسین بصری ۵

ابابکر صدیق، حضرت ۱٤۷

ابراهیم، دیوان ٦۲

ابوبکر شبلی، شیخ ۱٤

ابوالحسن هکاری، شیخ ۱٤

ابوسعد عبدالله، شیخ ۱۰

ابوسعید مخرمی، شیخ قاضی ۱٤

ابوسعید (داماد عصمت الله) ۱۲٦، ۱۳۲

ابوالفتح مهرت، دیوان ۱۰۳، ۱۹۰

ابوالفرح طرطوسی، شیخ ۱٤

ابوالمعالی لاهوری،شیخ ۹

ابی نصر صالح، شیخ قاضی القضاة ۹

احمد ابوالعباس، سیّد ۱٤

احمد بیگ لاهوری، تخلّص احمد (گاهی به صیغهٔ فقیر) ۱، ۱۷، ۳۸، ۵۵، ٦۳، ۷۲، ۱۰۰، ۱۱۱، ۱۱٤، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱٤۰، ۱٤۸، ۱۵۰–۱۵٤، ۱٦۳، ۱۷٤، ۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۵، ۱۸٦، ۱۹۲–۱۹۷

احمد خان فوجدار، میر ۱٤۲

احمد معمار ۸۵

ادریس سدا کنبوئی، حافظ ۱۹۰

اسلام تارڑ اگروئیه ۱۹۰

اسمٰعیل ڈِنگوی ۱۸٦

اسمٰعیل، شیخ [برادر حضرت نوشه] ٤۳، ٤٤

اسمٰعیل کوٹلوی، میاں ۱٦۰

اصالت خان فوجدار ۱٦۷

اصحاب کهف ۷

افضل بیگ، میرزا ۱۵٤

الف بیگ ۱۷۸ نیز: محمد تقی مغل

الله بخش جٹ ۱۸٦

اله داد رهتاسی ۱۸۸

اله داد (برادر عبدالرحمان بهڑی) ۱۲۵، ۱۲٦، ۱۷٦

امان الله مغل ۱۸٦

امیر حمزه پهلوان (لقب عصمت الله) ۱۳۷

Marfat.com

امّ احمد حبیبه ۱۰
انور رهتاسی، سیّد ۱۸۸
اولادِ برخوردار ۱۱۸، ۱۶۳
اولادِ بی بی (سائره) = اولاد معموری
اولادِ ساهنپال ۷۱، ۱۱٤، ۱۲۱
اولادِ فتح خان گکهڑ ۱٦۷
اولادِ معموری ۹۲، ۹۳، ۱۲۰
اولادِ مُنی رام ۱۲۹
اولادِ نوشه صاحب ۷۱، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹٦، ۱۱۷، ۱۸۹، ۱۹۰
اهلیۂ ابوالفتح دیوان ۱۰۳
اهلیۂ چنو گوندل ۹۳
اهلیۂ عبدالقادر ملکوالی ۷۵، ۷٦
اهلیۂ مستی رانجهه ۹۳
اهلیۂ مَهمان تارڑ ۵۰، ۱۰٦
اهلیۂ نعمت اللّٰه خدانما ۱۵۵
اهلیۂ نوشه صاحب ٤۸، ۱٦۱ نیز: بی بی نوشه

ب،پ،ت

بابا، شیخ ۵۷
بالا، سیّد ٦۲
بانو، بی بی ۱۵۵، ۱۵٦
بختاور مقدم ٹهٹه عثمان ۱۱۸
بخشو، میاں ۱۳۵
بداغ بیگ رهتاسی، آغا ۱۲۹
بدرالدین ۱۸٦
بدهو درزی ۱۸۸
بدیع الزمان حاکم گجرات ۸۹، ۹۰
برادران احمد بیگ لاهوری ۱۹۳
برادرِ حافظ محمد صدیق رهتاسی ۱۲۸
برادرِ عبدالرحمٰن بهڑی ۱٦٤
برادرِ عبداللّٰه مجذوب ۱۸۰
براهم شاه ۱۹۱
برخوردار بن نوشه گنج بخش ۲، ۷٦، ۹۲-۹٤، ۹٦، ۱۰۷-۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱٦، ۱۱۸-۱۲۰، ۱۲٦، ۱۳۳، ۱٤۹، ۱٦۳
برخوردار هرل ۱۲۳-۱۲٦، ۱۳٤، ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱٦۵، ۱۸۹
بکها، میاں ۱۸٦
بلاول مکتبدار، میاں ۱۵۰
بلقیس ؑ ۷
بلوچ خوشابی ۷۳، ۷٤
بولا رهتاسی ۱۸۸
بهادر شاه بادشاه ۱۸۹
بهیرو فقیر ۹٤
بهیرو لودهرا ۱۰۸
بی بی سلیمان بهلوالی ۳۵
بی بی نوشه ٤۸ نیز: اهلیۂ نوشه صاحب
بیگ مجنون ۱۸۸
بیگاں زنِ روستایی ۱۰۸
پای تخت پهلوان ۵۲، ۵۳

Marfat.com

پسرانِ شیخ حامد ملکوالی ۷۵
پهتو= فتح محمد نوشهروی
پیر محمد نوشهروی، میاں ۹۶، ۱۱۶، ۱۲۳، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۵۵، ۱۵۸
پیرو فقیر، میاں ۱۸۶
تاج الدین، میاں ۸۱، ۸۵، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۴۷
تاج محمود بهلوالی ۳۴، ۶۶، ۱۰۲–۱۰۵
تاجا نرکهی ۱۸۵
تلّا ۱۴۵
تهمتن، پهلوان ۳۹
تهوتهو میراثی ۱۰۴

ج،چ،ح،خ

جان محمد ۱۸۶
جاهر زمیندار ۱۴۴
جسپت رای فوجدار ۱۳۸
جعفر تهانه دار، میر ۱۴۲
جلال الدین محمد کوٹلوی، میاں ۱۶۰
جلال بخاری، سیّد ۱۰۴
جلال (کیلیانواله) ۸۶
جلیل، میاں ۸۶
جمال اللّٰه بن برخوردار ۲، ۶، ۱۱۰، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۴۱–۱۴۶
جمال نعلدوز ۱۸۶
جمال، شیخ [کیلیانواله] ۸۶، ۸۷
جنگی زور، پهلوان ۵۲
جنید بغدادی ۳، ۱۴
جودهه مقدم اگرویه ۱۱۳
جهنڈا ۸۸
جیون حجّام ۸۰، ۸۱، ۱۸۶، ۱۸۷
جیون مطرب ۱۸۵
جیوندی، جیونی، بی بی [شاه پوری] ۲۰–۲۲، ۲۵، ۲۹
جیونی بی بی (والدهٔ حضرت نوشه صاحب) ۴۲
جینا ۱۰۲
چنو گوندل ۹۳
چوهدری دیووالی ۶۴
حاجی/ حاجی گلگو/ حاجی محمد/ حاجی محمد نوشاه/ حاجی محمد نوشه/ حاجی نوشه/ شاه حاجی/ میاں حاجی ۱۶، ۳۶– ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۴۳، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۶۰–۶۲، ۶۵، ۷۴، ۷۵، ۹۷، ۱۰۲، ۱۰۷، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۶۲– ۱۶۴
حاجی سهیدی۱۸۸
حاجی مکتبدار سیال کوٹی ۱۹۲
حافظ شیرازی۱۳۹، ۱۴۰
حافظ قاری [استادِ حضرت نوشه] ۴۶، ۵۶
حامد ملکوالی، شیخ ۷۵
حبیب اللّٰه سیالکوٹی ۱۵۳
حبیب عجمی، شیخ ۱۵

Marfat.com

حسام الدین هزاروی، میاں ۶۲، ۷۸، ۷۹
حسن بصری، خواجه ۱۵
حسن پشاوری، سیّد ۱۸۹
حسو تارڑ ۶۲
حسین، حاجی ۶۴
حسین گائیٹھه ۶۱
حضرت شاه (لقب حضرت نوشه و سلیمان بهلوالی در این کتاب)
حمید نجّار ۱۲۱
حیات الله خان ۱۳۸
خان بهادر لاهوری، نواب ۱۳۸
خان زمان خان ۱۶۲
خسرو ثانی (لقب خوشی محمد کنجاهی) ۱۷۳
خضرُ علیه السّلام ۷۰، ۱۷۷
خواجه فضیل= محمد فضیل کابلی
خواجه وحی= محمد فضیل کابلی
خوشحال رهتاسی ۱۸۸
خوشی محمد/ خوش محمد کنجاهی، قاضی ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۰، ۱۷۳–۱۷۴، ۱۸۳
خیر دین باغبان ۹۹
خُجلّی فقیر ۱۱۰

د

دارا شکوه، شهزاده ۱۵۴
دانا سیالکوٹی، میاں ۱۴۳
داؤد طائی، شیخ ۱۵
دجّال ۱۳۸، ۱۳۹
دخترِ عبدالرحمان بهڑی ۱۶۵
دخترِ عبدالغفور چشتی ۱۳۲
دخترِ نوشه= سائره خاتون
درگاهی ایمن آبادی ۱۳۱
درویش مجذوب ۱۸۵
دریا[دل] ۱۱۱، نیز: هاشم دریا دل
دولتے گجراتی، بی بی ۱۸۸

ر،ز

رحمان جتی= عبدالرحمان جتی
رحمان قلی تارڑ چوهدری ۱۱۴
رحمت الله نونی ۹۰، ۹۱
رحمت الله [بن برخوردار] ۷۴، ۹۰، ۱۰۹، ۱۱۳، ۱۲۰–۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۳
رحمونؒ مجذوب کنجاهی ۱۸۳
رحیم الدین، شیخ [عمِّ حضرت نوشه] ۳۷
رحیم داد بهلوالی ۳۴، ۶۷، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۲۳
رحیم دین (خادمِ هاشم دریا دل) ۱۱۱، ۱۱۲
رستم [پهلوان] ۳۹
رضی الدین کنجاهی، قاضی ۵۴، ۵۵، ۵۸، ۷۷–۸۰، ۱۱۸، ۱۲۳، ۱۷۵، ۱۸۳
رومل، بی بی ۳۴
زکریا خان بهادر، نواب ۱۳۹، ۱۴۰
زکریا علیه السّلام، حضرت ۷
زینان، میاں ۱۶۰

Marfat.com

س،ش

ساده خان جاگیردار ۷۲

سائره خاتون/ سایران (دختر نوشه صاحب) ۹۲، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۳

ساهنپال تارڑ، چوهدری ۷۱، ۷۲، ۸۳، ۸۵، ۸۷، ۸۸، ۹۲، ۹۸، ۱۰۵، ۱۱۴، ۱۲۱، ۱۲۲

سراج الدین بن معموری ۹۲، ۹۳

سرمد [دهلوی] ۱۲۷

سرور، مُلّا ۱۹۶

سری سقطی، شیخ ۱۴

سعد اللّٰه خان، نواب ۱۱۵

سعد اللّٰه (بن برخوردار) ۹۲، ۹۳، ۱۱۹–۱۲۰، ۱۴۵

سعد اللّٰه، حاجی ۱۷۰

سعدی آهنگر، میاں ۱۳۲، نیز: شادی آهنگر

سعدی شیرازی، شیخ ۱۱۰

سعید خان بهادر ۱۵۵

سلطان حکیم لاهوری ۱۳۳

سلطان محمد (برادرزادهٔ عصمت اللّٰه) ۱۲۷

سلیمان بهلوالی، شاه شاهان ۱۴، ۲۳–۲۶، ۳۰، ۳۴–۳۶، ۴۰، ۴۲، ۴۸، ۵۴، ۵۵، ۵۹، ۶۲–۶۶، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۹۰

سلیمان چدھڑ، میاں ۵۱، ۶۲، ۷۱، ۱۰۵

سلیمان علیه السّلام، حضرت ۷، ۶۸

سهراب بیگ ۱۹۴، ۱۹۵

سیدا دهریکوی ۱۲۰

سیدا فقیر تارڑ ۱۹۰

سیدان، بی بی زوجهٔ ساهنپال ۷۱

سیف الدین ۱۴

شادمان زمیندار ۱۲۶

شادی آهنگر ۱۶۵، نیز: سعدی آهنگر

شادی رهتاسی ۱۸۱

شاه جهان بادشاه ۵۲، ۹۸، ۹۹، ۱۰۸

شاه جیو، کیلیانواله ۸۳، ۸۴، ۹۴، ۹۵

شاه حاجی= حاجی محمد نوشه

شاه دولا گجراتی ۶۱، ۹۴، ۹۸، ۱۱۲

شاه رحمان= عبدالرحمن بهڑی

شاه شاهان= سلیمان بهلوالی

شاه صاحب= حاجی محمد نوشه

شاه عالم سرخپوش ۱۸۵

شاه محمد شهید رهتاسی ۱۸۱

شاه محمد شیرازی، سیّد ۲۲، ۲۵–۲۹

شاه محمد (مریدِ نوشه) ۱۲۳

شاه محمد، میاں ۱۸۲

شاه میر حلبی، سیّد ۱۴

شاها پرشوری ۱۸۶

شریف اگرونیه ۱۳۶

شریف دهریکوی، چوهدری ۸۹

شریف مگهووالی، میران ۶۲، ۸۹

Marfat.com

شکر اللّٰہ، حافظ مفتی ۱٤۱
شمس الدین حلبی، سیّد ۱٤
شمشیر خان پانڈووالی، چوهدری ۸۲
شیخا رانجهه ٤۸
شیر بیگ ۱۷۷
شیر محمد بن عصمت اللّٰہ ۲، ۱۳۷، ۱۳۹
شیر محمد چک ساده، سیّد ۱۵۹

ص

صاحب زادۂ والا گهر= هاشم دریا دل
صاحبزاده ها (برخوردار و محمد هاشم) ۱٤۹
صاحبزاده های نور محمد سیالکوٹی ۱۵۳
صادق مجذوب ۱۸٦
صادق محمد رندهیربکی ۱۸٦
صادق (خادمِ رحمانی) ۱۲٤
صدرالدین رُکهی، میاں ۷۲، ۷۳، ۸۳، ۹٦، ۱۵۷، ۱۷۹
صفی الدین، سیّد ۱٤
صفیه، بی بی ۱

ط،ظ

طاهر کشمیری، حافظ ۱۷٤
طاهر، میاں ٦۲
ظهری، بی بی ۱۲۵

ع،غ

عابد ستگهروی، میاں ۱۳۸
عاشق محمد، سیّد ۱۸۵
عالمگیر، اورنگ زیب بادشاه ۸۵، ۱۷۵، ۱۹٤، ۱۹۷
عبدالجلیل گوجر ۱۷۱، ۱۷۲
عبدالجلیل ۱۲۷
عبدالحق دهلوی، شیخ ۱٦
عبدالحکیم چک سروانی ۱۸٦
عبدالحکیم سیالکوٹی، مولوی ۱۱۳، ۱٤۹، ۱۵۰، ۱۹۳
عبدالحمید گوجر ۱۷۰
عبدالرحمان جامی ۱٦
عبدالرحمان جَتی، شاه ٦۲، ۱۰٤، ۱۰۵
عبدالرحمان ساکن بهڑی ۱۱۹، ۱۲۳-۱۲۵، ۱۳۱، ۱۳۷، ۱٤۳، ۱٦۳-۱٦٦، ۱۷٦، ۱۹۱
عبدالرحیم فدایی سداکنبوئی، میاں ۹٦، ۹۸
عبدالرحیم فقیر ۱۳۹
عبدالرزّاق، شیخ ۹، ۱۱
عبدالسّلام نومسلم ۹۰
عبدالسّلام، کیلیانواله ٦۱، ۸۳
عبدالغفور چشتی، شیخ ۱۳۲، ۱۳۳
عبدالقادر اوچی، سیّد ۱۷
عبدالقادر جیلانی، محیی الدین ۹-۱۲، ۱٤، ۲۱، ۷٤، ۱۲۸، ۱۳۲، ۱۳٤
عبدالقادر مخدوم ثانی، سیّد ۱٦
عبدالقادر ملکوالی ۷۵، ۷٦
عبدالکریم لاهوری ۱۳۰

Marfat.com

عبدالکریم (مرید عصمت اللّٰه) ۱۹۰
عبداللّٰه بن محمد غوث اوچی ۱٦
عبداللّٰه چومکهی ۱٦۸، ۱۸۵
عبداللّٰه خادم ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۲۳
عبداللّٰه خان وزیر ۱٤۳
عبداللّٰه سیال کوٹی، مولوی ۱۱۳
عبداللّٰه مجذوب، سیّد ۱۷۹– ۱۸۰
عبداللّٰه محمد، شیخ ۱۲
عبدالواحد تمیمی، شیخ ۱٤
عبدالواحد ساهنپالوی ۱۸۹
عبدالواحد، میاں ۳٤
عبدالوهاب بهلوالی، میاں ۳٤، ۳۵
عبدالوهاب مقدم مگهووال ۱۱٤
عبدالوهاب، شیخ سیّد ۱٤
عبدالوهاب، شیخ ۵۲
عثمان خادم ۱۲٦
عزیز اللّٰه سیالکوٹی ۱۵۳
عصمت اللّٰه حمزه پهلوان، سیّد ۹۳، ۹٦، ۹۸، ۱۲۱، ۱۲۲–۱٤۱، ۱٤۵، ۱٦۵، ۱۸۸، ۱۹۰
عظمت اللّٰه بن محمد هاشم ۱۱۷
علاء الدین تارڑ جوکالوی ۳۲
علاء الدین (والدِ حضرت نوشه) ۳۷، ٤۲، ٤۳، ٤٦، ۵۰، ۵٦، ۵۸
علی سهاری ۳۲، ۳۳
علی فقیر پشاوری ۱۹۱
علی مرتضٰی، امام ۱۵
علی، سیّد ۱٤
عنایت اللّٰه (بن برخوردار) ۷٦، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱٦۳
عنایت زمیندار سارنگوی ۱٤٤
عورتِ افغانی ۱۷
عیسی علیه السّلام ۷۰
غازی گوندل، مُلّا ۱۰۳، ۱۰٤
غلام حسین لاهوری ۱۲۹، ۱۳۰
غوث الصمدانی= عبدالقادر جیلانی

ف،ق

فتح خان گکهڑ ۱٦۷
فتح محمد چشتی، شیخ ۱۳۳
فتح محمد رامکی، مُلّا ۱٦۵
فتح محمد سیالکوٹی، شیخ ۵۲
فتح محمد فقیر ساگری ۱٦۷–۱٦۹
فتح محمد نوشهروی (خُسرِ نوشه) ٤۹، ۵۰
فخر الدین رازی، امام ۵
فدایی= عبدالرحیم سدّا کنبوئی
فرخ محمد سنبهلی ۱۸٦
فرعون ۱۳۸، ۱٤٤
فریدالدین گنج شکر چشتی ۱۹، ۱۳۲
فضل اللّٰه بن محمد هاشم ۱۱۷
فقیر اکبر آبادی ۱۱۲
فیض اللّٰه چک ساده، سیّد ۱۵۹
فیض بخش ایمن آبادی ۱۹۱

Marfat.com

[illegible] ۱۳۴، ۱۰۶

[illegible] گھی حضرت = علاء الدین

[illegible] حسن کلاں ۱۴۳

ک گ ل

کرم اللہ سیالکوٹی شیخ ۱۰۰

کریم الدین جوکالوی ملا ۳۱-۳۳، ۳۴، ۵۴

[illegible]

کمال الدین محمد ۱۸۶

کمال الدین [illegible] حسن محمد ۱۸۶

کھیر محمد ۱۳

گل محمد بن خدمت اللہ ۱۴۰

گوجر سگوری ۱۶۹

گوجر [illegible] ۱۰۹

[illegible] ۶۵

[illegible] بیگ میر ۱۷

[illegible] راج حاقی چوہدری ۱۲۶

[illegible] ۱۰۶

[illegible] ۱۰۴

م

مادر سیال ۱۰۶

مادر جوگی [illegible] ۶۳

[illegible] ۱۸۶

مبارک جوکالوی چوہدری ۲۱۴

مبارک حقانی برچی سید ۲۴، ۲۵، ۲۸-۳۰، ۳۳، ۵۹

محمد بخش تارڑ سلطانپوری ۹۹

محمد امین لاہوری ۸۵

محمد آفتاب بھلوالی، میاں ۲۰۳، ۲۰۵

محمد تقی پشاوری، میر ۱۸۶

محمد تقی ساکن کیلیانوالہ ۱۳۳

محمد تقی مغل ساکن نوشہرہ ۱۳۷، نیز: الف

یگ

محمد تقی، ساکن جیمہ چٹھہ ۲۱۳، ۲۲۴

محمد حاجی ۶۷

محمد حیات مؤلف تذکرہ ۳، ۶، ۷۱، ۱۴۳، ۱۴۶

محمد خوشی کنجاہی = خوشی محمد کنجاہی

محمد زمان بھیری ۱۴۱

محمد سعید بن محمد ہاشم ۱۱۸، ۱۳۹، ۱۴۵

محمد شاکر لاہوری ۱۳۸

محمد شفیع بھلوالی، میاں ۲۰۰

محمد صادق پوٹھوہاری ۱۳۱

محمد صادق چٹھہ ۱۵۹، ۱۸۵

محمد صادق چیلہ لاہوری ۱۴۰

محمد صالح چک سادہ سید ۹۳، ۱۱۱، ۱۵۹، ۱۸۵

مجاہد مجذوب کنجاہی ۲۸۳

مجاہد ۱۶۹

مجذوب ہزاروی ۳۳

مجنوں ۱۳۴

محسن زمان خان حکیم ۱۳۳

Marfat.com

محمد صدیق رهتاسی، حافظ ۱۲۸، ۱۸۸
محمد صدیق مفتی ۱٤۱
محمد صلّی اللّٰه علیه وسلّم/ رسالت پناه ۱، ٤، ۸، ۱٤، ۱۵، ۵۵، ۹۰، ۱۱۷، ۱۳۲، ۱٤۱، ۱۷۲، ۱۸۱
محمد عظیم بن عصمت اللّٰه ۱۲٦، ۱٤۱
محمد غوث پشاوری، سیّد ۱۲۸، ۱۸۹
محمد غوث حسنی جیلانی اوچی ۱٤، ۱٦، ۲۱
محمد فاضل، میاں ۱۳۰
محمد فضیل کابلی، خواجه وحی ۵۷، ۱۵٤، ۱۵۵، ۱٦۱، ۱٦۳
محمد قلی تارڑ ۱۲۱، ۱۲۲
محمد کشمیری، مُلّا ۱۵۰
محمد محسن رهتاسی ۱۸۱
محمد مخدوم، حافظ ۱۸۸
محمد مراد، حکیم ۱۳۳
محمد معروف خوشابی، شاه ۱٤، ۱۸، ۱۹، ۲۱-۲٤، ۲۹، ٤۰
محمد معصوم سرهندی ۱۵٤
محمد هاشم دریادل، شاه ٤۹، ٦۳، ۷۹، ۸۲، ۹۲، ۱۰۷، ۱۱۱-۱۱۸، ۱۲۳، ۱۳۳، ۱٤۷، ۱٤۹، ۱۵۲، ۱٦۷، ۱٦۸، ۱۷۸، ۱۹۳، ۱۹٤، ۱۹٦، ۱۹۷
محمود الخوارزمی ۵
محمود گوجر ۱۷۰، ۱۸٦
مراد منگوکا ۱۳٤
مرپی قانونگو ۱۳۵
مرتضٰی خان، امیر ۱۷۹
مریم بنت عمران ۷
مستغفری، امام ۷
مستی رانجهه ۹۳
مسعود، سیّد ۱٤
مسکین قلندر ورپالوی، میاں ٦۲، ۷٤، ۹۳، ۹٤
معروف چشتی، شیخ ۷٤
معروف خوشابی= محمد معروف
معروف کرخی، شیخ ۱۵
معروفه، بی بی ۱۲۸
معموری، حافظ ۷٤، ۷۵، ۸۰، ۸۱، ۸۹، ۹۲، ۱۳۳، ۱٤۷
ملتفت خان اخته بیگی ۱۹٦
مُلّا شاه [بدخشی] ۱۸٤
منگو بهلوالی ۲۳
منی رام فوجدار، مَهته ۱۲۹
موسٰی علیه السّلام، حضرت ٦۳، ۱۳٦، ۱٤٤
مولراج قانونگو ۸۸، ۸۹، ۹۰
مهروان مقدمِ باهوکے ۱۲۱
مهمان تارڑ نوشهروی، چوهدری ٤۹-۵۱، ۷۱، ۷۲، ۸۳، ۱۰۵، ۱۰٦
میاں جیو= نور محمد سیال کوٹی
میاں [=نوشه گنج بخش] ٤۸، ۹۳

Marfat.com

میر میران لاهوری ١٦
میرزا بن محمد تقی ١٢٢
میرزا، میاں [پسر محمد تقی] ١٢٢
میرک ١١٤
میهون (شیخپوری) ١٣٣

ن

نانک گجراتی ١٨٨
نانو بهک ١٨٥
نانو مجذوب ٧٥، ١٨١
نجم الدین کبریٰ، شیخ ١٢٩
نجم الدین، میاں ١٢٣
نجّار ساهنپالوی ٨٤–٨٥
نصرت الله بن برخوردار ٨٧، ١٢٠، ١٢٢
نصرت الله قاقشال، میرزا ١٣٤
نصیرا سیالکوٹی ١٥٦
نظام الدین، میاں ١٤٧
نعمت الله خدا نما دهلوی ١٥٤، ١٥٥
نور الله ساهانی، سیّد ١٩١
نور محمد سیالکوٹی، میاں جیو ٦٠، ٦٢، ٦٤–٦٦، ٧٢، ٧٣، ٨٢، ١٠٠، ١٢٢، ١٤٧، ١٤٨–١٥٦، ١٩٢–١٩٤
نور محمد نجّار ١٢١، ١٩٠
نور محمد هندی ١٨٥
نوشاهی ٦٨، ٧١
نوشاه ٢، ٩٩
نوشه حاجی ١٤، ٨٩، ١٧٧، ١٨٩
نوشه گنج بخش ٣٩، ١٣٠
نوشهی ٧٠
نوشهٔ ثانی (لقبِ عصمت الله) ١٣٣
نوشه ٤٠، ٦٨، ٧٠، ٧١، ٩٣، ٩٦، ٩٧، ١١٠، ١٣٨، ١٣٩، ١٤٥، ١٦٤
نهالا مانگٹ ٨٣، ٨٤

و، ه، ی

والدهٔ احمد بیگ ١٥٤، ١٩٣، ١٩٤، ١٩٦، ١٩٧
والدهٔ جمال الله ١٤٢
والدهٔ ساهنپال تارڑ ١٠٦
والدهٔ سلیمان بهلوالی ٣٣
والدهٔ عبدالرحمن بهڑی ١٦٤
والدهٔ غوث الاعظم ٩
والدهٔ نوشه گنج بخش ٤٤، ٤٦، نیز: جیونی
والدِ احمد بیگ ١٩٢، ١٩٦
والدِ خوشی و رضی کنجاهی ١٧٥
والدِ معموری ١٤٧
وساوه ٨٥
وهاب تارڑ اگروئیه ١٤٤
هاشم= محمد هاشم دریا دل
هدایت الله ١٤٧
همشیرهٔ احمد بیگ ١٥٤، ١٩٣ نیز: بانو بی بی
همُون فقیر ١٠٣

Marfat.com

هندال قوّال ۷۵، ۷۶
یادگار بیگ ۱۵٤
یار بیگ جلال آبادی، حاجی ۱۳٦
یار محمد کنگره، حافظ ۱٤۲
یارانِ عصمت اللّٰه، سیّد ۱۸۸
یارانِ نوشه صاحب ۱۹۷
یاقوت خان، خواجه ۱٤۰
یحییٰ منیری، شرف الدین، شیخ ۸
یوسف ٦۸

Marfat.com

جایها

الف

اٹاوہ ۱۸۸
اصفہان ٤٠
اکبر آباد ۱۱۲، ۱۷۸، ۱۸۸، ۱۹۷
اگرویہ ۱۰۹، ۱۱۳، ۱۲۱، ۱۲٦، ۱۳٦، ۱٤۳، ۱٤٤، ۱۹٠
امن آباد/ ایمن آباد ۱۲۳، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۹۱
اُچہ/ اوچ گیلانی ۱٦، ۱۷، ۲۱

ب،پ،ت،ٹ

بارِ خوشاب ۱۸
بارِ گوندلان ۲۱، ۲۲
باھوکے ۸۱، ۹۲، ۱۲۱
بُچہ چٹھہ ۱۱٠
برھان پور ۱٠٥
بغداد ۱۱، ۱۲، ۱۸
بنگالہ ۱۹٥
بھلَک ۱۳٤
بھاگت ۱۲٠
بھڑی ہراوان ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲٤، ۱۲٦، ۱٦۳-۱٦٥
بھلوال ۲۳، ۳۳، ۳٦، ٤۲، ٥٤، ٥٥، ٥۹، ٦٠، ٦٤، ٦٦، ۱٠۱، ۱٠۳، ۱٠٦، ۱۲۳، ۱۲٤، ۱٥۱
بھیرہ ٥٥، ۱۹۲
بیت اللہ/ کعبہ ٤٠، ۹٥
بُڈھی (جوی) ۸٠
پانڈوکے ۱٠٥، ۱۲٤
پانڈووالؒ ٦٠، ۸۲
پبّی ۹٠
پپناکھہ ٤۹
پرشور (پشاور) ۱۸٦
پشاور ۱۸۹، ۱۹۱
پنجاب ۳٥، ۷۲، ۱۱۲، ۱٤۱
پوٹھوھار ۱٦۷
پُل میاں دَولا ۱۳٠
ٹھٹہ عثمان ۱۱۹

ج،چ،ح،خ

جاگو تارڑ ۳٦، ٥٦، ٦۲، ۸۹

Marfat.com

جلال آباد ۱۳۶
جلالپور بھٹیان ۳۲
جمون ۱۳۸
جوکالی ۳۱، ۳۳، ۵٤، ۱۱٤، ۱۹۰
جہان آباد (دھلی) ٦۱، ۱۱٤، ۱٤۳، ۱۵٤، ۱۸۰، ۱۹۳، ۱۹٦، ۱۹۷
چاہ برخوردار (ھرلانوالی) ۱۲٦
چاہ درگاہ/ چاہ ساھنپال ۹۲، ۹٤، ۱٤٤، ۱٦۱
چک حافظان ۱۸۸
چک سادہ ۹۲، ۱۱۱، ۱۵۹
چک ساھن پال ۷۱-۷۳، ۷۸، ۸۳، ۸۵-۸۸، ۹٦، ۱۱۰، ۱۱٤، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۹، ۱٤۳، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱٦۳-۱٦۵، ۱٦۷، ۱۸۹، ۱۹٤
چک سروانی ۱۸٦
چک سیم ۱۷۰
چک گھوگھہ ٦۲، ۱۰٤
چک= چک ساھن پال
چناب ۳۱، ۳۲، ٤٦، ۵۰، ۵۱، ٦۵، ۷۲، ۷۸، ۸۲-۸٦، ۱۰۸، ۱۱۲، ۱۲۹، ۱۵۱، ۱۵۸، ۱٦٤، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹٤، ۱۹٦
چومکھ ۱٦۸، ۱۸۵
چیمہ چٹھہ ۱۱۳، ۱۱٤، ۱۲٤، ۱٤۱
چین ۷۱
حسن ابدال ۱۲۸
خالق پور وڑایچ ۱۱٦
خانقاہ حضرت نوشہ ۹۰، ۹۲، ۱۲۳، ۱۳۹، ۱٤٤، ۱٦۲
خانقاہ محمد فضیل کابلی ۱٦۲
ختن ۷۱
خراسان ۱٦، ٦۲
خوشاب ۱۸، ۲۲، ۲٤-۲٦، ۷۳

د،ڈ

دان گلی ۱٦۷
درگاہ سیدبالا ٦۲
درگاہ نوشہ ۸۲، ۱۵۱، ۱٦۸، ۱۹٤، ۷۳
دریای خوشاب ۲٦
دکن ٦۱
دوآبہ ۱۷۷
دھلی (جہان آباد، شاھجہان آباد) ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۳۳
دھریک ۸۹، ۱۲۰، ۱٤۵
دیووال ٦٤
ڈنگا ۱۸٦
ڈوگرانوالہ وڑائچان ۱۳۰، ۱۳۱

ر

رام کے ۱٦۵
راوی (دریا) ۸۵، ۱٦۵
رکھ چٹھہ/ رُکھان ۷۲، ۸۳، ۹٦، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۵۷

Marfat.com

رندھیر بک ۱۸٦
روم ۱٦
رھتاس ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۵، ۱٦۹، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۸

س،ش

سارنگ ۱۲۱، ۱٤٤
ساگری ۱٦۹
ساھان ۱۹۱
ساھن پال= چک ساھن پال
ست گھرا ۱۳۸
سدّا کنبو ۹٦، ۱۰۳، ۱۹۰
سرھند ۱٥٤
سلطان پور ۱۷۷
سنبھل ۱۸٦
سھیدہ ۱۸۸
سیال کوٹ ٥۲، ۱۰۰، ۱۱۳، ۱۱٥، ۱۲۲، ۱٤۹-۱٥۲، ۱٥٤، ۱٥٦، ۱٦۰، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹٦، ۱۹۷
شاہ پور (علاقہ گوجرانوالہ) ۱۲۳
شاہ پور (نزد خوشاب) ۲٦
شاہ جہان آباد (دھلی) ۱۷۹، ۱۸۸، ۱۹٤
شاھدرہ ۸٥، ۱۳۰

ط،ع،ق

طور(کوہ) ۱۳٦
عراق ۳۹
قندھار ٦۲

ک،گ،ل

کابل ۱۰۸، ۱۲٥، ۱۲۸، ۱۳۳، ۱٥٥، ۱٦۱، ۱٦۲
کاشمیر/ کشمیر ۹۸، ۱۲۷، ۱۹٤
کالا (شادیان) ۸۹
کالوپنڈی ۱٤٤
کربلا ۹۷
کنجاہ ٥٥، ۷۷، ۷۹، ۱۷۳، ۱۷٥، ۱۸۳
کنعان ٦۸
کوٹ عیسٰی ۱۹۰
کوٹ مومن گوندل ۱٤۳
کوٹلی بال گوبند ۱۲۳
کوٹلی جلال الدین محمد ۱٦۰
کھارا مانگٹان ٦۲
کھرولیان ۲٥
کیلاس کے چیمہ ۱۸۱
کیلیان والہ ٦۲، ۸۳، ۸٤، ۸٦، ۱۰۲، ۱۲۳، ۱۳۲، ۱٦٥
گجرات ٦۱، ۹۰، ۹۲، ۱٤۲، ۱٥۸، ۱٥۹، ۱۷۷، ۱۸۳، ۱۸۸، ۱۸۹
گھوگھہ= چک گھوگہ
گھگان والی ٤۲، ٥٦، ۱٤۸
گیلان ۱۱
لاھور ٥۲، ۸٥، ۱۱٥، ۱۲۹-۱۳۲، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱٤۹، ۱٥۱، ۱۹٦
لک ۱٤۱

Marfat.com

م

مانجھا ۱۹۰
متے کے ھنجرا ۱۰۹، ۱٦٤
محلّۂ مغلاں (سیالکوٹ) ۱۹٤
محلّۂ نخاس (سیالکوٹ) ۱۵۰، ۱۹۳، ۱۹٤
محلّۂ ھرڑاں (سیالکوٹ) ۱۵۰، ۱۹٤
مرید ۱٤٤
مزارِ اسماعیل کوٹلوی ۱٦۰
مزارِ برخوردار بن نوشہ ۱۱۰
مزارِ بی بی جیونی ۲۲
مزارِ رحیم داد بھلوالی ۱۰۱
مزارِ شادی رھتاسی ۱۸۱
مزارِ شاہ سلیمان بھلوالی ۳٦، ۱۰۱
مزارِ شاہ محمد رھتاسی ۱۸۱
مزارِ صدرالدین رُکھی ۱۵۷
مزارِ فتح محمد ساگری ۱٦۹
مزارِ مبارک حقانی ۲۱
مزارِ محمد صالح ۱۵۹
مزارِ محمد محسن رھتاسی ۱۸۱
مزارِ نور محمد سیالکوٹی ۱۵٦
مزارِ نوشہ ۱۸۹
مسجدِ چک سیم ۱۷۰
مسجدِ فرید بخاری ۵۲
مسجدِ نوشہ/ مسجدِ ساھن پال ۸۳، ۸٤، ۸٦، ۹۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۵۵
معظم نگر ۱٦۷
مکانِ حضرت شاہ= نوشھرہ تارڑاں
مگہ (مکرمہ) ٤۲، ٤۳
مگھووال/ منگووال (ھردوضبط) ٦۲، ۱۱٤
ملتان ۱٦، ۲۱، ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۳۹
مَلک وال ۷۵
منجر چٹھہ ۳۲
منیس ۱۱۰
مہاراج ۸٤
میانی ۱٦۵
میرالی واله ۱۳۵

ن،و،ہ،ی

نگی چٹھہ ۱۱٤
نوشھرہ تارڑاں ٤٦، ٤۷، ٤۹، ۵۳، ٦۵-٦۷، ۷۲، ۱۵۱
نوشھرہ مغلاں ۱۵۸، ۱۷۷، ۱۷۸
نون ۹۰، ۹۱
وزیر آباد ۹۰، ۱۰٤، ۱۵۱، ۱٦۵، ۱۷۵، ۱۹۰
ولایت (افغانستان) ۵۲، ۱۳٦، ۱٦۱
وِھَتہ/ ویھت (دریای جھلم) ۱۰٤
ھرلان والی ۱۲٦
ھزارا ۳۳، ٦۲، ۷۸
ھمدان ۱۲
ھند/ ھندوستان ۱۸، ٦۲، ٦۵، ۱۵۵، ۱٦۱
ھیلان ۸۹، ۹۲، ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱٤۲، ۱٤٤، ۱٤۵، ۱٤۷

Marfat.com

ادیان، فرق، سلاسل، مشربها

اسلام ۱۴۴، ۱۶۲
اهل اسلام ۱۲۷
بی قیدان ۱۸۴
چشتیه ۷۴، ۱۳۰
خاندان (نوشاهیه) ۱۳۹
رندان ۱۶۱
زندیق ۱۶۲
قادریه ۱۹
قلندر ۶۶، ۷۴، ۹۴، ۱۴۷
قوم فرعون ۱۴۴
معتزله ۵
ملحد ۱۶۲
ملنگ/ ملنگان ۳۰، ۳۱

Marfat.com

اقوام

افغان ۱۸۸
بلوچ ۷۳
بهک ۱۸۵
تارڑ ۴۶، ۶۲، ۱۴۵، ۱۹۰
ترک ۱۷۷
جالب ۳۷
جٹ ۴۵، ۸۸، ۸۹، ۱۸۵، ۱۸۶
چٹھہ ۳۲، ۱۵۹، ۱۸۵
چدھڑ ۵۱، ۶۲، ۷۱
چوھا ۱۳۴
چیمہ ۳۲، ۱۸۱
رانجھا ۳۳، ۴۸، ۹۳، ۱۳۴، ۱۸۵
رھان ۱۳۴
سیّدبھانی[؟] ۱۷۹
سیّد ۱۵۹، ۱۷۹، ۱۸۰
قاقشال ۱۳۴، ۱۹۳
کنگرہ ۱۴۲
کھوکھر ۳۷
گائیٹھہ ۶۱
گکھڑ ۱۶۷
گوجر ۱۷۰، ۱۸۶
گوندل ۹۳، ۱۰۳، ۱۴۳
لودھرا ۱۰۸
مانگٹ ۶۲، ۸۳، ۸۴
مغل ۱۷۷، ۱۸۶، ۱۹۴
منگوکا ۱۳۴
مھرت ۱۹۰
مھنجہ ۱۹۰
وڑایچ ۱۱۶، ۱۳۰
ھرا ۱۶۳ (بھڑی ھراوان منسوب به آن قوم)
ھرڑ ۱۵۰، ۱۹۶ (محلّۀ ھرڑان منسوب به آن)
ھرل ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۴، ۱۳۸، ۱۶۵، ۱۸۹
ھنجرا ۱۰۹، ۱۶۴

Marfat.com

طبقات اجتماعی، پیشه وران، منصب داران

آهنگر ۷۲، ۱۳۲، ۱۵۷، ۱٦۰، ۱٦۵
احدی (احدیان)۱۵۵
باغبان ۷۹، ۹۹
بافنده ۳۲، ٦٤، ۸۳، ۱۲۰، ۱۷۱، ۱۸۱، ۱۸٦
بهٹیاری ۸۵
پاده بان ٤۹، ۵۰، ۱٦۷
تهانه دار ۱٤۲، ۱٤۵
ٹهپه دار ۱٤۳
چکله دار ۵۱
چوبدار ۱۳۸، ۱۳۹
چودهریان ۸۸
چیله ۱۳۸، ۱٤۰
حاکم ۸۹، ۹۰، ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۳۵، ۱٦۲، ۱٦٦
حجّام ۸۰
حکیم ۱۳۳، ۱٦٤، ۱٦۵
حلال خور ۱۰۹، ۱٦۵
خدمتکار ۱۱۱، ۱۲۳، ۱٤۰
خوانین ۱۵٤
خوجه ۱۳۸
داروغه ۱۹٦
دربان ۱۷۸
درزی ۱۸۸
درودگر ۱۹۰، نیز: نجّار
دُزد ۱۲۱، ۱٤۳–۱٤۵
دیوان ۱۰۳، ۱۳۹، ۱۸۹
رئیس ۱۲۸
زمین دار ۹۱، ۱۰۵، ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲٦، ۱۳٤–۱۳٦، ۱٤۱، ۱٤٤، ۱٤۵، ۱۸۹، ۱۹۰
زنّاردار ۱٦۳، ۱۸٤
سراینده ۱۲۹، ۱٦٦
سردار ۱۱٤
سیصدی/ سه صدی(منصب) ۱۸۰
شبان ٦۹
طبیب ۷۷
عطّار ۱۱٦
علما ۱٤۲، ۱٦۲، ۱٦٤، ۱٦۵
غوّاص ۱

Marfat.com

فوجدار ۱۲۹، ۱۳۴، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۶۷
قاضی/ قاضی القضات ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۷۵
قانونگو ۸۸، ۱۳۵
قوّال ۷۵
کارندگان ۱۳۱، ۱۱۴
کاسبی ۱۸۸، نیز: بافنده
کامه (کارگر) ۱۶۴
کشتی بان ۱۹۵، نیز: ملّاح
کفش دوز ۱۰۶
کلال ۱۴۰
گلگو ۳۷، ۱۵۵
مارگیر ۱۶۸
متولّی ۱۶۵
مجذوب ۷۸
محصّل ۱۰۹، ۱۳۱، ۱۴۳
مزارع ۸۸، ۱۴۵، ۱۶۴
مزدور ۱۴۹
مسخره ۷۵
مطرب/ مطربه ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۸۵
معمار ۸۵
مفتی ۱۱۰، ۱۴۱
مقدم ۸۴، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۹، ۱۲۱
مقرّب ۱۳۸
مکتب دار ۳۱، ۱۵۰، ۱۹۲
ملّاح ۱، ۳۸، ۸۵، ۸۶
میراثی ۱۰۴
نجّار ۸۴، ۸۵، ۱۲۱، نیز: درودگر
نعل دوز/ نعلین دوز ۳۲، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۸۶
نگهبان ۱۵۲
وزیر ۱۱۵
هفت صدی ۱۷۹
هفت هزاری ۱۶۲
یساول ۱۳۸

Marfat.com

روئیدنیها (میوه، تره و گیاه و ....)

انار ۱۹٦
بناس پتی ۱۸
بهیڑه ۵۰
پپّل ۹۱
پوهلی ۱٦٤
پیاز ۱٤٤
توت ٤۸
جو ۱٦٤
چوبِ دیار ۱۰۸
خربوزه ۱۰۰
خیار ۹۹
زردک ۱٤۹
سَرس ۹۱
شیشم ۷٦
فرصاد (توت) ٤۸
کوار گندل ۱٦٤
کوکنار ۱۲۲
گندم ۴۸، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱٤۳
نخود ۱۰٤

Marfat.com

کتب

اخبار الاخیار ۱۶
تحفهٔ قادریه ۹
تفسیر کبیر ۵
دلائل النبوة ۷
دیوان حافظ ۱۳۹
رسالهٔ احمد بیگ ۱، ۸۵
سلک السلوک ۶
شواهد النبوة ۸
قرآن مجید/ کتاب اللّٰه/ کلام مجید/ مصحف شریف ۷، ۱۲، ۴۶، ۵۶، ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۴۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۷۰، ۱۸۹
کتاب شیخ ابوالمعالی= تحفة القادریه
کشف المحجوب ۷
گلستان ۱۱۰
مثنوی معنوی ۱۴۷
معارج النبوة ۱
ملفوظ یحیی منیری ۸
نفحات الانس ۴

Marfat.com

نمایۂ همگانی بخش اختلافات نسخ

احمد بیگ لاهوری ۱۹۹
برخوردار ۲۰۶
بوالحسن ۱۹۹
بوسعید ۱۹۹
پاده بان ۲۰۳
پهرو ۲۱۳
تاج الدین ۲۰۷
توت ۲۰۳
جالب/ جالپ ۲۰۱
جعفر صادق ۲۰۰
جنگی زوراور ۲۰٤
جَوی ۲۱۰
چک کهو کهر ۲۰٤
چیناب ۲۱۳
حاجی گلگو ۲۱۰
حاجی محمد نوشه گنج بخش قادری ۱۹۹
حاجی محمد ۲۰٤
حسن نور دهان ۲۰۰
حاجی محمد نوشه قادری ۲۱۰
حسین، امام ۲۰۰
داود طایی ۲۰۰
درگاه [نوشه صاحب] ۲۱۳
راکهه چٹهه ۲۰۸
رحیم الدین ۲۰۲
رسالۂ محمد غوث قادری ۲۰۰
رسول اکرم ۱۹۹، ۲۰۰
رکن الدّین ۲۰۷
رکهان ۲۱۰
زین العابدین ۲۰۰
ساهن پال ۲۰٤
سری سقطی ۱۹۹، ۲۰۰
سعدالله خان ۲۰۹
سعدی ۲۱۱
سگ مجنون ۲۱۳
سلیمان [بهلوالی] ۲۰٦
سهنپال ۲۰٤
شاه جهان ۲۰٤
شاه رحمان ۲۱۱

Marfat.com

شیخا ۲۰۳
صفیه، بی بی ۱۹۹
عبدالرحیم ۲۰۲
عبدالسّلام ۲۰۵
عبدالله خان ۲۰۹
عصمت الله ۲۰۸
علی ابن ابیطالب ۲۰۰
علی الرضا ۲۰۰
فتح محمد ۲۱۲
فرزندانِ حاجی محمد نوشه گنج بخش ۱۹۹
فضل الله ۲۱۰
کربلا ۲۰۰
کنگهره ۲۰۹
کهوکهر ۲۰۱
کیلیان واله ۲۰۵
گلگو ۲۰۱، ۲۰۲
گندم ۲۰۳
مبارک (حقّانی) ۲۰۰
محمد امحشم [!] ۲۱۲
محمد باقر ۲۰۰
محمد تقی، شیخ ۲۰۵
محمد حاجی ۲۰۴
محمد خوش ۲۰۴، ۲۱۱
محمد محتشم ۲۱۲
محمد محشم [!] ۲۱۲
محمد هاشم ۲۱۲، ۲۱۳
محیی الدین جیلانی ۱۹۹
مرشد قلی ۲۱۳
مریدکی ۲۰۹
معروف کرخی ۲۰۰
ملنگ ۲۰۱
موسی کاظم ۲۰۰
مهرو ۲۱۳
مَهمان ۲۰۳
میان شاه پشوری ۲۱۳
نعال ۲۰۶
نعلین دوز ۲۰۶
نور المصطفی ۲۰۶
نوشه حاجی ۱۹۹
ونیکا ۲۱۳
هاشم [دریا دل] ۲۰۷
هلاک خور ۲۰۷، ۲۱۱

Marfat.com

ضرب الامثال، کلمات قصار، مثلواره

آفتاب را پوشیدن محال است ۲۲
آن شکاری سرگشته را چه آید پیش ۱۹٦
از دو کس یک خضر می باشد ۱۷۷
از صد یکی و از هزار اندکی ۲
از ماست که برماست ۱۱۳
الاختیار شوم ٦۳
با وجود آب تیمّم روا نیست ۱۳۱
جایی که ذوق باشد خوف را چه مجال که گرد بگردد ۸۰
جایی که سخن فقرا باشد آنجا دروغ نباید گفت ۸۸
جایی که یک شیر باشد شیر دیگر را در آن مقام نگذارند ۱۳۲
چاه کن را چاه درپیش ۱۰٦
دو چیز یکجا جمع نمی شود ۱۸۰
دو شمشیر در یک نیام نمی گنجد ۲۵
دو کامل را یک جا بودن مناسب نیست ۱۵۱
دیو بگریزد ازآن قوم که قرآن خوانند ۱۵۵
دیوانه به کار خویش عاقل ۱٦۱
زبر دست هر دست ،دست آفرید ۲۷
عقبِ گریخته نباید رفت ۷۹
کردهٔ پیش آید پیش ۱۰٦
که کرد ،که نیافت ۱٤۳
مشت نمونه از خروار است ۹۰
مشک آن است که خود ببوید نه آن که عطّار بگوید(*گلستان سعدی*) ۱۱٦

Marfat.com

جملات غیر فارسی

آیا میرا ڈھولن چارے بنے رکھ(پنجابی) ٦٥
اِکِی سَی دَن بِیری خِضر(ترکی) ۱۷۷
پِنڈی، کُجھ سَڑی، کُجھ کھِنڈی(پنجابی) ۱٤٥
تَلا، نہ رھس جُھگا، نہ رھس کُلا(پنجابی) ۱٤٥
تو ھی اللّٰہ(اردو،پنجابی) ۹۱
چُپ کر بول نھیں(پنجابی/اردو) ۱۸٥

Marfat.com

فرهنگ کلمات و ترکیبات فارسی استعمال هند

الزام(تهمت،ایرادگیری)
اوشان(ایشان)
اهلیه(همسر،زن)
بازآمدن(ابا کردن،منع کاری شدن)
بازشدن["آن حالت بر من باز نشد"](بازگشتن)
بدله(انتقام)
برداشت(تحمّل)
به دزدی رفتن(دزدیده شدن)
بی جا نمودن(از جایی به در کردن)
پخش کردن(مالیدن)
ترس آمدن(دل سوختن)
ته پوشی(زیر پوش،لنگ کوتاه)
چارپایی،چهارپایی(تخت خواب چهار پایه ای)
حال کردن(در حالت وجد آمدن)
خط(نامه)
دریا(رودخانه)
دست بر گوش نهادن(تائب شدن،در متن به مفهوم اظهار ناتوانی نمودن برای انجام کاری)
دعوت(پذیرایی ،دعوت طعام،ضیافت)
دلبری نمودن(دلداری دادن)
روز به روز(هر روز)
روزگار["خود به روزگار دیگر رفت"](کاروبار)
سایه(آسیب جنّ و نیروهای غیر مریی)
سرخ رُو(در متن جایی به مفهوم شرم زده شدن و در جایی به مفهوم سفید روشدن آمده است)
شادی(عروسی)
شرکا،جمع شویک(حریفان در خانواده)
شمان(شمع)
عناد شرکت(دشمنی خانوادگی،حسادت برادری)
عورات(جمع عورت،زنان)
عورت کردن(زن به همسری گرفتن)
عورت(زن،همسر)
غریب(فقیر،ندار)
غصّه(قهر،عتاب)
فصل["وقت فصل است"](محصول،برداشت فصل)
فکر["فکر مکن"](نگرانی،اندیشه)
قابو یافتن(چیره شدن بر چیزی،غلبه کردن)
کمربندی نمودن(همت ورزیدن،آماده به کاری

Marfat.com

شدن)

گلوگیرشدن["شوق زیارت گلوگیر شد"](ایجاد شدن، دامنگیر شدن)

مادی(اسب ماده،مادیان)

مایان(ما)

مجرا/مجری(سلام و تحیّت در حضور پادشاه)

محل(خانه)

مردانه کردن(در اندرونی بودن و زنان را پسِ حجاب فرستادن تا مردان بتوانند در بیایند)

مزارع(کسی که به ازای سهمی از محصول در زمین مالک کار می کند،زارع)

مزدور(کارگر)

مشت مالی کردن(مساج دادن)

نسبت(خواستگاری،نامزدی)

نقل کردن(ادا در آوردن)

یکسر(هرگز)

Marfat.com

فرهنگ کلمات بومی

(پنجابی، اردو، مغولی، ترکی)

آثار(مقداری وزن ،صاحبِ *غیاث اللغات* می گوید: "آنچه آثار بمعنی سیر وزن در مردم اشتهار دارد،در کتب لغات عربی و فارسی بتای مثلثه با سین مهمله باین معنی اصلاً به نظر نیامده،ظاهراً ایجاد بعض هندوستانیان فارسی تراش است .چون شهرت گرفته،حکم اصطلاح پیدا کرده،ناچار باید نوشت.")

الغار(=ایلغار،حرکت سریع)

بار(جنگل)

باولی (چاه زیر زمینی پله دار)

برسات(باران،برشگال ،فصل باران)

بساکه(ماه دوم تقویم بکرمی(شمسی)،تقویم معمول در شبه قاره،اول ماه برابر ۱۲ اپریل)

بوک بند؟

بهائی(برادر)

بَهٹیاری(زن گلخن تاب)

بَهْر(نقاره)

بُهس(کاه گندم)

بهک (جایی که چارپایان را معمولاً در تابستان در فضای آزاد برای چند مدت درشبها می بندند)

بهل؟

بِیگهه(واحدی از پیمایش زمین)

بِیلَه(چراگاه،دشت)

پالکی(تختخواب روان،محمل)

پَٹَه(قراردادی برای کشتکاری)

پَرْگَنَه ، جمع آن پرگنات(اصطلاح دیوانی ،واحد تقسیم منطقه و زمین در شبه قاره،هر پرگنه شامل چند روستا بود.)

تاغ(گلولۀ نخی که روی دوک پیچیده می شود)

تانه /تانه پیٹه(تار وپود)

تهانه دار(کلانتر)

ٹَهپه دار(مُهر زن)

ٹَهپه کردن(مهر کردن یا به اصطلاح مهر و موم کردن)

جیو(کلمۀ احترام که امروز در اردو به جای آن از "صاحب" استفاده می شود.)

جَهنْڈا(عَلم،نشان)

چیتر(ماه اوّل تقویم بکرمی(شمسی)،تقویم معمول

Marfat.com

در شبه قاره،اوّل ماه برابر ۱۲ مارچ)
چِیْله(شاگرد،مرید،کارمند)
حویلی(خانهٔ بزرگ)
دال(لپه،نوعی حبوب)
دَهگه دادن(هول دادن)
ڈِیره /ڈیره کردن(پاتوق)
سلاره(چادر)
سُنَّه(داماد)
غلوله(گلوله)
قرغ(قرق)
قمچی(شلاق)
کامه(کارگر،زارع)
کچهری(دادگاه،محکمه)
کَروه(واحد مسافت،کوس،معادل یک سوم فرسنگ یا دو میل انگلیسی)
کِهچڑی(غذای نرم مخلوط ازبرنج و لپه یا بدون آن)
کِهیْس (پتوی کتانی)
کَتْهرَه(نرده)
کَچه(پیمایش)
کَمْبَل(پتوی پشمی)
کوٹهڑی(اتاقک،کُلبه)
کُهرپَه(بیلچهٔ دستی)
گهاٹ(محل عبور و مرورمسافران و سوار شدن بر کشتی در رودخانه)
گُڑهال(محل قند سازی از نیشکر در روستا)
گهڑی(ساعت،لحظه)
گِیْلی(تنه های درخت و چوب های کلان)
لوئی(پتوی پشمی)
لَڈُو(نوعی شیرینی)
مَلَنگ(درویش بی بندو بار،قلندر)
مُونْج(چوبِ سر کنده)
ناله(جوی آب)

Marfat.com

Marfat.com

تعلیقات کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔عمومی تعلیقات، جس میں مآخذ کا استخراج کیا گیا ہے اور لغات و واقعات پر بحث کی گئی ہے۔اس میں متن کے صفحات کی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔

۲۔اعلام تاریخی (رجال ونساء)، حروف تہجی کی ترتیب ہیں۔

۳۔اعلام جغرافیائی (مقامات)، یہ بھی حروف تہجی کی ترتیب سے ہیں۔

۴۔تخریج اشعار (شعروں کے مآخذ)، شاعروں کی ترتیب سے ہے۔

عمومی تعلیقات

ص۱: ''بی بی صفیه که عمّه و دایه حضرت بود.''

معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ،، رکن دوم، باب سوم، فصل اول در واقعۂ ولادت آنحضرت، ص ۴۹ میں اس طرح لکھ ہے: ''چون سجده فرموده، متکلم شد به کلام مخفی. صفیه می گوید که گوش بر دهان او نهادم تا چه گوید؟ شنیدم که می گفت: ''امّتی، امّتی.''

ص۳: ''ولایت مشتق است ...به اخلاق ربّانی ترقی کند.''

یہ سارا مضمون نفحات الانس من حضرات القدس، ص ۳ سے لفظ بہ لفظ نقل ہوا ہے۔

ص۳: ''معرفت عبارت است از باز شناختن.''

یہ مضمون بھی نفحات الانس، ص ۴ کا ہے۔خود صاحبِ نفحات نے اسے عوارف المعارف سے لیا ہے۔

ص۳: ''از جنید قدس سرّه پرسیدند که معرفت چیست...فی فقره تقرّباً.''

دیکھیے: نفحات الانس، ص ۵، ۸

ص۴: '' در نفحات الانس می آرد خداوند سبحانه و تعالی برهان نبوی را باقی گردانیده است.''

Marfat.com

دیکھیے: نفحات الانس، ص۱۵، صاحب نفحات نے یہ مضمون کشف المحجوب، ص۲۱-۳۲۲ سے لیا ہے۔

ص۵: ''و فی التفسیر الکبیر للامام النحریر فخرالدین الرازی... هوالمسمی بالاستدراج.''

اگر چہ حوالہ امام فخرالدین محمد رازی (۵۴۴-۶۰۴ھ) کی التفسیر الکبیر کا دیا گیا ہے، لیکن یہ سارا مضمون لفظ بہ لفظ نفحات الانس، ۱۶ میں درج ہوا ہے اور وہیں سے بالواسطہ لیا گیا ہے۔ میں نے التفسیر الکبیر سے بھی احتیاطاً ملا لیا ہے۔ یہ مضمون سورۂ کہف کی آیات ۹ تا ۱۲ کی تفسیر کے ضمن میں وارد ہوا ہے اور میں نے متن کو التفسیر الکبیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء طبع ثانی، جلد ۲۱-۲۲، ص۷۲ کے متن کے قریب قریب رکھا ہے۔ اگر چہ ایک دو مقامات پر لفظی اختلاف اب بھی پایا جاتا ہے۔

ص۶: ''در سلک السلوک می نویسد : اگر خرق عادت از پیغمبر صادر شود...''

دیکھیے: سلک السلوک، ص۱۹

ص۷: وفی کتاب دلائل النبوة... علی منکر الکرامات.''

ابی عباس جعفر بن محمد المعروف امام مستغفری نسفی (م۴۳۲ھ) کی کتاب دلائل النبوۃ کا یہ حوالہ بالواسطہ ہے اور نفحات الانس، ص۱۷ سے لیا گیا ہے۔

ص۷: ''و فی کتاب کشف المحجوب: خدا وند سبحانه در نصّ کتاب... کرامت باشد.''

دیکھیے: کشف المحجوب، ص۳۴۲؛ نفحات الانس، ص۱۷

ص۷: '' و نیز احوال اصحاب کهف.''

دیکھیے: نفحات الانس، ص۱۸

ص۸: ''و اما اثبات کرامت اولیاء به سنّت.''

دیکھیے: نفحات الانس، ص۱۸

ص۸: '' و آنچه منقول است از بعضی اولیاء الله که ولایت از نبوت فاضل تر است.''

دیکھیے: شواہد النبوۃ، ص۸۴

ص۸: ''قال بعض کبراء العارفین''

دیکھیے: شواہد النبوۃ، ص۸۵

ص۸: '' در ملفوظ حضرت یحیی منیری قدس سره می آرد.''

دیکھیے: معدن المعانی، باب ۲۰ در بیان اولیاے حق، اردو ترجمہ، ص۲۲۶ [مترجم: قسیم الدین احمد، بہار، ۱۹۸۵ء]

ص۹: ''احوالی چند از کتاب تصنیف صاحب همت عالی، شیخ ابوالمعالی در آغاز کتاب ایراد نموده.''

Marfat.com

شیخ ابولمعالی ''غربتی'' لاہوری (م۱۰۲۴ھ) کی تصنیف تحفۃ القادریہ مراد ہے۔ یہ فارسی کتاب تا حال شایع نہیں ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ [مترجم نامعلوم] بہ اہتمام پیر سید محمد سلیم اکبر شاہ، طبع لاہور، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء چھپ چکا ہے۔ یہ سارا مضمون اس ترجمہ کے صفحات ۲۲-۲۸ پر موجود ہے۔ فارسی متن کا میں نے کتاب خانۂ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، شمارہ ۱۱۰۵۹، در مجموعہ، بخط محمد سلیم، مکتوبہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ سے تقابل کرلیا ہے۔ تحفۃ القادریہ میں اس قطعہ کے بعد یہ وضاحت ہے: ''پوشیدہ نماند کہ آنچہ در عبارتِ "دمید عبدالقادر" بہ حساب جمل شماری، چہار صد و ہفتاد می شود.'' (ص۲۵۹) غوث الاعظم کا سارا مضمون قلمی نسخہ کے صفحات ۲۵۶-۲۶۶ کے مطابق ہے۔

ص۱۶: ''در اخبار الاخیارِ شیخ عبدالحق دہلوی است...مرعی داشت.''

دیکھیے: اخبار الاخیار، ص۴۰۱-۴۰۲

ص۱۶: ''یک بار سیر اکثر معمورۂ عالم بر قدم تجرید و نعت بی تعلقی نمودہ.''

تمام نسخوں میں یہ لفظ نعت/لعت/نعل کی صورت میں لکھا ہے۔ اخبار الاخیار، (طبع تہران)، ۴۰۲ میں ''نعمت'' اور (طبع گمبٹ)، ص۲۰۲ میں ''نعت'' چھپا ہے۔ عربی زبان میں ''نَعْت'' اچھی نسل کے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جو دوسرے گھوڑوں پر سبقت لے جائے۔ (فرہنگ لاروس، ص۲۰۵۹) میں نے ''نعت'' اِسی مفہوم میں اختیار کیا ہے کیوں کہ اگلے جملے میں ''خیل'' (گھوڑوں) کا ذکر ہے۔

ص۵۲: ''و در آن اثنا پہلوان از ولایت آمدہ بود کہ جنگی زور بود و شاہ جہان بادشاہ در خاص و عام با پایتخت او را کُشتی گیرانده بود.''

اس واقعہ میں دو پہلوانوں کا ذکر ہے جن کی کُشتی شاہ جہان بادشاہ نے کروائی تھی۔ حضرت شرافت نوشاہی نے اس روایت کی تنقیح کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں پیش آیا تھا اور احمد بیگ نے غلطی سے شاہ جہان لکھ دیا ہے جسے بعد کے مصنفین نے دہرایا ہے۔ اسی روایت کی روشنی میں حضرت نوشاہ کے دو بار لاہور جانے کا بھی متعین کیا گیا ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۰۴-۱۰۶

ص۱۱۴: ''چون واقعۂ ساھنپال شد، سردار جوکالی مبارک [میرک] نام بود کہ با او دشمنی داشت.''

حضرت شرافت نوشاہی نے اس روایت کی تنقیح کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ احمد بیگ کے بقول چوہدری میرک ولد علاء الدین تارڑ ساکن جوکالیاں، چوہدری مبارک وڑائچ، مقدمِ مگھووال کے ساتھ عداوت رکھتا تھا اور مبارک کا مال مویشی موضع ساہن پال میں تھا۔ اس کی عداوت سے میرک نے حکومت کے افسروں کو ہمراہ لے کر ساہن پال سے مبارک کا مال برآمد کیا۔ جب کہ صاحبِ تذکرۂ نوشاہی نے لکھا ہے کہ کہ وہ مال مویشی عبدالوہاب کا تھا۔ یہ عبدالوہاب، مبارک کا پردادا تھا [مبارک بن شیر محمد بن عنایت خان بن عبدالوہاب]۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۵۷

Marfat.com

اعلام تاریخی (رجال ونساء)

(حروف تہجی کی ترتیب سے)

آیسہ

یہ ''عایشہ'' کا مقامی تلفظ معلوم ہوتا ہے۔شیرانی (ب) میں واضح طور پر عایشہ لکھا ہے۔پنجابی میں اس کے یہ تلفظ بھی رائج ہیں: اَیشہ،عیشہ،اَیشاں،عَیشاں،عاشاں۔نیز دیکھیے: شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۲۶۹

احمد خان فوجدار

شاہ جمال اللہ نوشاہی کے عقیدت مند تھے۔بعہد فرخ سیر،رجب ۱۱۲۷ھ تا ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۵-۱۷۱۹ء گجرات کے فوج دار رہے۔دیکھیے: چار باغ پنجاب،ص۲۰۲؛شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۳-۸

احمد (معمار)

جب چک ساہن پال آباد ہو رہا تھا تو اس کے بارہ محلے اس معمار کے ہاتھوں تعمیر ہوئے۔حضرت نوشاہ کی مسجد کا معمار بھی وہی تھا۔اشرف نے کنز رحمت میں اس کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ بطور کرامتِ حضرت نوشاہ لکھا ہے،جب کہ میرے خیال میں وہ دوسرے معمار (اُستا جانی) سے متعلق ہے۔نیز: دیکھیے: شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۶۷

ادریس سدا کنبوئی

شاہ عصمت اللہ کے مرید تھے۔اپنے شیخ کی وفات سے آٹھ روز بعد وفات پائی،اس حساب سے آپ کی تاریخ وفات ۲۰ رجب ۱۱۳۷ھ / ۱۴ اپریل ۱۷۲۵ء بنتی ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۱۰

اُستا جانی (معمار)

تذکرۂ نوشاہیہ میں اس کا تذکرہ بغیر نام کے محض ایک نجار کے طور پر یوں آیا ہے: ''روزی حضرت نشسته بودند و مزدوران به کارِ مسجد سرگرم بودند که نجّاری چوبِ کلان را ارّه می کرد.'' (ص۱۰۳)

شریف التواریخ میں اس کا نام استاد جان محمد المعروف اُستا جانی آیا ہے اور سال وفات ۱۰۱۳ھ / ۱۲۰۴ء لکھا ہے۔اس معمار کی اولاد اب تک ساہن پال میں موجود ہے اور ان میں اکثر لوگ فن معماری اور نجاری میں باکمال گذرے ہیں۔ دیکھیے: شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۶۸-۷۳

اسلام (تارڑ)

اسلام ولد تاسا ولد آبو بن محب علی بن زربخش تارڑ۔اس کا پردادا چوہدری محب علی حضرت نوشہ کا اور دادا چوہدری آبو،حافظ

Marfat.com

محمد برخوردار کا مرید تھا۔ خود اسلام تارڑ شاہ عصمت اللہ نوشاہی کا مرید تھا اور آبا و اجداد سے موضع اگرویہ، ضلع منڈی بہاء الدین میں سکونت رکھتا تھا۔ اس کی اولاد زمانۂ حال تک موجود ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۱

اسماعیل

کوٹلی جلال الدین محمد، ضلع سیال کوٹ کے رہنے والے تھے اور وہیں مزار بنا۔ حضرت نوشاہ کے بڑے مریدوں میں سے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۷۴-۷۵

اصالت خان گکھڑ

بن فتح خان گکھڑ، فتح خان کی وفات کے بعد سلطان محمد زمان کو خطاب سلطانی ملا اور وہ پرگنہ دان گلی کا حاکم مقرر ہوا۔ اس کی وفات کے بعد سلطان اصالت خان کو سہ ہزاری منصب اور پرگنہ دان گلی کی سلطانی کا خطاب ملا اور یہ گکھڑ سردار کچھ عرصہ تک معظم نگر میں فوجیں لے کر بادشاہ وقت کی خدمات انجام دیتا رہا اور باغیوں کی سرکوبی کرتا رہا۔ دیکھیے: کیکو ہر نامہ، ص ۱۸۶

الٰہ داد (بھڑی)

حضرت عبدالرحمان پاک بھڑی والا کے بڑے بھائی تھے اور حضرت نوشاہ سے فیض یافتہ تھے۔ سخاوت میں شہرہ تھے۔ ان کی اولاد اب تک موضع بھڑی میں آباد ہے۔ ان کی عمر تقریباً ۱۳۰ سال اور سال وفات ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲ء بتایا گیا ہے۔ آپ کی قبر عبدالرحمان پاک کی قبر سے متصل مشرقی جانب ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۵۰۳-۱۵۰۷؛ ج ۳، ح ۱، ص ۷۸-۷۹

الٰہ داد (رہتاسی)

بولا درزی کے رشتہ دار تھے اور شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید۔ رہتاس، ضلع جہلم میں سکونت رکھتے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۳

بداغ بیگ

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے ارادت مند تھے۔ رہتاس، ضلع جہلم میں رہتے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۷

بدھو

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے ارادت مند تھے۔ رہتاس، ضلع جہلم میں رہتے تھے۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۸ میں آپ کا نام ''بُدّوح'' لکھا ہے۔ بدھو، مقامی تلفظ کے تحت ہے۔

بدیع الزمان

شاہ جہان بادشاہ کے زمانہ میں چھ سال تک گجرات کا حاکم رہا۔ عبداللہ نومسلم کے ہاتھوں وزیر آباد میں قتل ہوا۔ شریف

Marfat.com

التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۳۴ حاشیہ میں اس کا قتل ۱۰۶۳ھ / ۱۶۵۳ء میں لکھا ہے۔ احمد بیگ نے یہ سارا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ بدیع الزمان جب مولراج کی منت سماجت اور حضرت نوشاہ اور سیّد شریف منگھووالی کی سفارش ٹھکرا کر گجرات سے وزیر آباد پہنچا تو قتل ہوگیا۔ اگر اس کا قتل ۱۰۶۳ھ میں ہوا ہے تو یقیناً گجرات والا واقعہ بھی تھوڑی دیر پہلے اسی روز یا ایک دن پہلے کا ہوگا۔ چراغ بن شاہ مراد قادری نے تذکرۂ شاہ دولا گجراتی میں چند ایک مقام پر اسی بدیع الزمان کا ذکر کیا۔ ہے۔ شاہ بیگم بنت شاہ جہان بادشاہ نے دریائے دیوگہ پر پل بنانا چاہا اور حاکم گجرات بدیع الزمان سے مشورہ طلب کیا تو اس نے جواب دیا کہ دیوگہ بہت سرکش دریا ہے، اس پر پل کا استحکام ممکن نہیں ہے، البتہ اگر شاہ دولا توجہ فرمائیں تو یہ پل بن سکتا ہے۔ چراغ قادری نے بدیع الزمان کا قتل شاہ دولا کی کرامات میں سے شمار کیا ہے۔ چار باغ پنجاب، ص ۲۰۱ میں شاہ جہان کے دور کے حکام گجرات میں اس کا نام موجود ہے۔

بولا درزی

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے ارادت مند تھے۔ رہتاس، ضلع جہلم میں رہتے تھے۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۹

بھیرو

چوہدری مہماں کا چرواہا، جو حضرت نوشاہ سے عقیدت و محبت رکھتا تھا۔ رسالۂ احمد بیگ میں اس کا نام بھیرو آیا ہے لیکن تذکرۂ نوشاہیہ میں یہ نام محذوف ہے اور باقیسارا واقعہ موجود ہے۔ ایک دوسرے مقام پر پھر یہ نام [بعض نسخوں میں: پھیرو] بطور خادمِ حضرت نوشاہ آیا ہے جو حضرت کا کنواں چلاتا تھا۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۰۰، ۱۰۱

بیگ مجنون

آپ اٹاوہ (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اور وہاں سے شاہ عصمت اللہ نوشاہی کی خدمت میں طلبِ حق کے لیے آئے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۰

پہلوان پائے تخت

اس کا نام شیر علی خان، مغل زادہ تھا۔ بیجاپور اس کا وطن تھا۔ جہانگیر بادشاہ (۱۰۱۴-۱۰۳۶ھ) نے اسے ''پہلوان پائے تخت'' کا خطاب دیا تھا۔ اُس نے اپنی طاقت اور پہلوانی کے گھمنڈ میں حضرت نوشاہ سے زور آزمائی کی اور مغلوب ہوا۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۰۲-۱۰۶؛ توزک جہانگیری، ص ۱۶۴

پیر محمد (سچیار)

نڑالی، تحصیل گوجر خان، ضلع راول پنڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ قرین حقیقت ۲۵ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء ہے جو مرآت الغفوریہ میں لکھی ہے۔ آپ کا پہلا مدفن موضع نوشہرہ، مضافات جلال پور

Marfat.com

جٹاں، ضلع گجرات میں تھا۔اس کے بعد تین بار آپ کا تابوت بوجہ سیلاب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔تیسری بار عدالت گڑھ کے ٹیلہ پر دفن ہوئے۔جولائی ۱۹۸۵ء میں یہ جگہ دریابُرد ہوئی تو آپ کا تابوت مع دیگر صاحب زادگان کے تابوتوں کے وہاں سے نکال کر موضع کسوکی، مضافات جلال پور جٹاں، ضلع گجرات میں دفن کیا گیا۔تدفین سے قبل لواحقین چند ماہ تک آپ کے جسد خاکی کی زیارت عوام الناس کو کراتے رہے۔راقم نے بھی ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء کو یہ منظر دیکھا۔۸ دسمبر کو تدفین عمل میں آئی۔راقم اس کے بعد بھی کئی بار وہاں حاضر ہوا۔ایک بار ۲۰۰۸ء میں گیا۔قبر ایک کھلے چبوترے پر واقع ہے۔فی الحال کوئی گنبد یا چاردیواری نہیں ہے۔احقر نے آپ کا مولد (نڑالی) بھی دیکھا ہے۔جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔

آپ حضرت نوشاہ گنج بخش کے اکابر خلفا میں سے تھے۔چہار بہار مرتبہ محمد ہاشم تھر پالوی میں آپ کے سوالات اور حضرت نوشاہ کے جوابات درج ہوئے ہیں۔سلسلۂ نوشاہیہ کی سچیاری شاخ نے خوب فروغ پایا ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۵۹۱-۱۶۵۲؛ ج ۳، ح ۱، ص ۱۰۷-۱۱۸، ۵۷۲-۵۹۴؛ مرآت الغفوریہ، ص ۱۲۴-۱۴۴

تاج محمود

شاہ سلیمان بھلوالی کے چھوٹے بیٹے تھے۔قلندر مشرب تھے۔تاریخ وفات ۱۰۸۴ھ اور ۱۱۲۳ھ بتائی جاتی ہے۔اپنے والد کے پہلو میں بھلوال میں دفن ہیں۔ان کی اولاد کا تذکرہ شریف التواریخ، جلد دوم میں موجود ہے۔۱۹۹۸ء میں جب میرا تقرر گورنمنٹ گورڈن کالج، راول پنڈی میں ہوا تو وہاں شعبۂ صحافت کے ایک لیکچرر مسعود الرحمان صاحب سے ملاقات ہوئی جو تاج محمود کی اولاد سے ہیں اور ضلع چکوال میں رہتے ہیں۔انھوں نے اپنا شجرۂ نسب مجھے یوں لکھ کر دیا: مسعود الرحمان بن ضیاء الدین بن غلام محمد بن سلطان محمود بن حافظ اللہ یار بن شیخ بلند (جو سدوال ضلع چکوال تشریف لائے) بن مبارک بن حبیب اللہ بن حمزہ بن محمد آفتاب بن تاج محمود مذکور۔مجھے شریف التواریخ میں حمزہ بن محمد آفتاب کے حالات میں ان کے چار بیٹوں میں کسی کا نام حبیب اللہ نہیں ملا، ممکن ہے مسعود الرحمان سے درمیان میں کوئی واسطہ چھوٹ گیا ہو یا نام لکھنے میں سہو ہوا ہو۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ۱۳۱۳-۱۳۱۸؛ ج ۳، ح ۱، ص ۱۱۹-۱۲۰

جسپت رائے

یہ دیوان لکھپت رائے کا بھائی تھا اور ایمن آباد، ضلع گوجرانوالا میں فوجدار تھا۔شیخ پیر محمد سچیار نوشاہی کے ایک خلیفہ میاں عابد ستگھروی کا عقیدت مند تھا، نیز سید شیر محمد بن شاہ عصمت اللہ نوشاہی (شریک مرتّب تذکرۂ نوشاہیہ) کو بھی دیکھا تھا۔عبرت نامہ، چار باغ پنجاب اور کیگو ہر نامہ میں اس کے واقعات لکھے ہیں۔۱۱۷۰ھ کے بعد تک اس کا زندہ پایا جانا معلوم ہوتا ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۶-۲۷

جعفر خان

آپ ہیلاں، ضلع منڈی بہاء الدین میں بعہدۂ تھانہ دار مأمور تھے۔حافظ جمال اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔دیکھیے:

Marfat.com

شریف التواریخ، ج۳، ح۳، ص۲۸

جلال الدین محمد

حضرت نوشاہ کے ایک اخلاص مند جنھوں نے اپنے نام سے سیال کوٹ سے دو کوس دور ایک کوٹلی بسائی تھی۔ دیکھیے:

شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۲۵

جمال اللہ (نوشاہی)

حضرت نوشاہ گنج بخش کے پوتے اور حافظ محمد برخوردار کے چھٹے بیٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۷۸ھ / ۱۶۶۸ء میں اور وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ کو ہوئی۔ قبر اپنے جدّ امجد کے مزار سے متصل مغربی چبوترہ پر واقع ہے۔ ۱۳۹۳ھ میں انجمن خاندان نوشاہیہ نے آپ کی قبر سنگ مرمر سے تعمیر کروائی اور سر کی طرف یہ کتبہ عمودی حالت میں نصب کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکز جمال

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، صاحب مقام بقاباللہ،

سیدنا و مولانا حضرت حافظ جمال اللہ علیہ الرحمۃ

فقیہ اعظم فرزند سعادت مند و خلیفۂ ارجمند سیدنا و مولانا حضرت حافظ محمد برخوردار نوشاہی بحرالعشق قدس سرہ

المتولد ۱۰۷۸ھ — المتوفی ۱۲ ربیع الآخر ۱۱۴۲ھ

قطعۂ تاریخ وصال

از مفتی غلام سرور لاہوری صاحبِ خزینۃ الاصفیا

گشت چون روشن بباغ جنتی — آن جمال باکمالِ معرفت
سال ترحیلش بسرور شد عیان — قبلۂ عالم جمال معرفت

۱۱۴۲ھ

تعمیر نو: ۱۳۹۳ھ — انجمن خاندان نوشاہیہ، لاہور

سرہانے سے اب یہ کتبہ ہٹا دیا گیا ہے۔ قبر کے تعویذ پر موجودہ کتبہ کی تصویر حصۂ تصاویر میں ملاحظہ ہو۔

تذکرۂ نوشاہیہ کے مؤلف محمد حیات آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں اور انھوں نے تذکرہ میں اپنے والد کے کچھ حالات لکھے ہیں۔ نیز دیکھیے: شریف التواریخ، ج۳، ص۲۰۷-۲۲۱؛ ج۳، ح۲، ص۹۲-۹۳؛ تاریخ عباسی، ص۴۹۷-۵۰۱؛ تذکرۂ نوشہ گنج بخش، ص۱۶۲-۱۶۴، مآثر الجمال از سید شرافت نوشاہی (قلمی مسودہ)

Marfat.com

جیون (حجام)

موضع باہو کے، ضلع منڈی بہاء الدین کے ایک زراعت پیشہ حجام اور حضرت نوشاہ کے مرید۔ مرزا احمد بیگ ان سے مل چکے تھے اور ان کی وفات ۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۶ء سے پہلے واقع ہوئی تھی۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۳۳

جیون (مُطرب)

مرزا احمد بیگ ان سے مل چکے تھے اور ان سے حضرت نوشاہ کے کئی خوارق سنے تھے۔ ۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۶ء میں زندہ تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۳۴

بی بی جیونی

بنت عبداللہ منہاس، ساکن ہیلاں، والدۂ حضرت نوشاہ گنج بخش۔ گھوگا نوالی میں دفن ہیں۔ راقم السطور آپ کا مزار دیکھ چکا ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۱، ص ۹۱۷

حاجی سہیدہ والا

آپ کی نسبت موضع سہیدہ سے تھی۔ تذکرۂ نوشاہیہ (ج) میں اس موضع کا نام سہیلہ آیا ہے اسی وجہ سے حضرت شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ میں آپ کا نام ''میاں حاجی سہیلہ والہ'' درج کیا ہے۔ اس موضع کا محل وقوع معلوم نہیں ہو سکا۔ شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۳۳

حاجی محمد دیکھیے: نوشاہ گنج بخش

حاجی مکتب دار

سیال کوٹ میں تدریس کرتے تھے۔ مرزا احمد بیگ ان کے شاگرد تھے۔ مرزا احمد بیگ ابھی طفلِ مکتب تھے کہ حاجی مکتب دار کی وفات ہوگئی۔ غالباً اسی لیے حاجی مکتب دار کی تاریخ وفات کا تخمین ۱۰۸۰ھ / ۱۶۶۹ء لگایا گیا ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۳۶

حسام الدین

موضع تخت ہزارہ، ضلع سرگودھا (سابق ضلع شاہ پور) کے رہنے والے تھے۔ عوام میں ان کا نام ''شاہ شہاری'' مشہور ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۴۰ حاشیہ

خوشحال

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔ رہتاس، ضلع جہلم میں رہتے تھے۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۳۹

Marfat.com

خوشی محمد

آپ کا نام خوش محمد، محمد خوشی اور محمد خویشی بھی آیا ہے۔ کنجاہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد قاضی عبدالنبی عہدۂ قضا پر فائز تھے۔ خوشی محمد حضرت نوشاہ گنج بخش کے بہت قریب تھے۔ حضرت پر اگر انقباض طاری ہوتا تو میاں خوشی محمد کوئی ایسی بات کہہ دیتے جس سے حضرت کی طبیعت انبساط میں تبدیل ہو جاتی۔ مشایخ سلف کے کئی مریدین ایسا کیا کرتے تھے۔ جیسے خواجہ عبیداللہ احرار (۸۰۶-۸۹۵ھ) کے دو مرید ملاّ حسین ترک اور ملاّ لطف اللہ، خواجہ احرار کو مطائبات سنا کر منبسط کیا کرتے تھے۔ خوشی محمد فارسی، پنجابی اور ہندی (اردو) کے شاعر بھی تھے۔ تاہم فارسی کے چند اشعار کے علاوہ آپ کا دیگر کلام تا حال دست یاب نہیں ہوا۔

مرزا احمد بیگ نے ان کے بارے میں ایک معنی خیز جملہ لکھا ہے: ''اوصاف ایشان اکثر معتقدان ایشان در تحریر آوردہ باشند'' یعنی ان کے اوصاف ان کے اکثر معتقدوں نے تحریر کیے ہوں گے''۔ ایک تو اس میں ''اکثر'' کا لفظ قابل غور ہے یعنی صرف ایک نہیں اکثر نے اوصاف ضبط تحریر کیے ہوں گے۔ اگرچہ ان کے بارے میں ان کے معاصر اسلم پسروری کی فرحت الناظرین کے علاوہ کوئی اور تحریر ہمارے علم میں نہیں ہے، لیکن احمد بیگ کی بات سے یہ قیاس ضرور ہوتا ہے کہ قاضی خوشی محمد کی فارسی، اردو، پنجابی شاعری کی مقبولیت کی وجہ سے ان کے کئی معتقد (شاگرد) پیدا ہو گئے ہوں گے اور انھوں نے ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہو گا۔

آپ کی وفات کا سال حدود ۱۰۸۸ھ لکھا گیا ہے۔ خزینۃ الاصفیا میں ۱۱۲۷ھ درج ہوا ہے۔ آپ کی قبر کنجاہ میں گجرات روڈ پر موجود ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۳۸-۱۵۳؛ فرحت الناظرین، ص ۸۹؛ تذکرۂ مخزن الغرایب، ج ۲، بذیل خوشی محمد؛ صبح گلشن، ص ۱۵۶

داناسیالکوٹی

حافظ جمال اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔ نواب سید عبداللہ خان وزیر اعظم از سادات بارہہ ان کا عقیدت مند تھا۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۴۱

درگاہی

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔ ایمن آباد، ضلع گوجرانوالا کے رہنے والے تھے۔ سرکار کی طرف سے موضع ساہن پال میں محصّل تھے۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۴۳

درویش

حضرت نوشاہ کے یارانِ ارجمند سے تھے۔ رسالۂ احمد بیگ کی تصنیف ۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۶ء سے پہلے وفات پا چکے

Marfat.com

تھے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۱۵۵

دلاور

ولد میاں عبدالحکیم بن برخوردار قوم ہرل،شاہ عصمت اللہ نے ایک دفعہ آپ کی رہائی کی کوشش کی تھی۔میاں دلاور نے ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء میں اپنے دادا صاحب شیخ برخوردار ہرل کا روضہ موضع ہرلاں والی میں تعمیر کروایا اور اس کے اندر اپنے شجرۂ طریقت پر مبنی کتبہ لگوایا۔خود آپ کی قبر بھی ہرلاں والی ،ضلع گوجرانوالا میں ہے۔آپ سے سلسلۂ فقرا جاری ہے۔دیکھیے : شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۴۷-۴۸

دولتی/دولتے

اصل نام دولت بی بی ہوگا۔کاتب نے دولتی لکھا ہے جو پنجاب کے تلفظ کے مطابق ''دولتے'' ہوسکتا ہے۔گجرات شہر میں رہتی تھیں۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی سے فیض یافتہ تھیں۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکی تھیں۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۴۹

رحمان قلی

چوہدری ساہن پال تارڑ کا بیٹا اور حضرت نوشاہ کا معتقد تھا۔ایک بار گرفتار ہوا تو محمد ہاشم دریادل نے اسے چھڑوایا۔اس کی اولاد تاحال موضع ساہن پال میں سکونت پذیر ہے اور ان کا عُرف ''رحمان قلی کے'' ہے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۱، ص۱۵۷-۱۵۸

رحمت اللہ

قوم نون،ساکن نون،حضرت نوشاہ کے عزیزالقدر یاروں سے تھے۔ان کی اولاد تاحال باقی ہے ۔دیکھیے : شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۱۶۰-۱۶۱

رحیم داد

شاہ سلیمان نوری بھلوالی کے بڑے بیٹے اور سجادہ نشین،شاہ سلیمان نے اپنی زندگی ہی میں انھیں روحانی تربیت کے لیے حضرت نوشاہ کے سپرد کردیا تھا۔۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء میں وفات پائی۔قبر اپنے والد کے پہلو میں مشرقی جانب ہے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۲،ص۱۳۱۰-۱۳۱۳ج۳،ح۱،ص۱۶۱-۱۶۲

رضی الدین

کنجاہ کے رہنے والے،قاضی خوشی محمد مذکور کے چھوٹے بھائی تھے۔قضا کا منصب آپ کے خاندان میں موروثی تھا۔عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں آپ کچھ عرصہ وزیرآباد، گجرات اور کنجاہ کے قاضی رہے۔حضرت نوشاہ کے عشاق مریدوں میں سے تھے۔مرزا احمد بیگ کی درخواست پر انھوں نے حضرت نوشاہ کے کچھ حالات اور مدحیہ اشعار لکھ کر دیے جو مرزا صاحب نے

Marfat.com

بلفظہٖ اپنے رسالہ میں داخل کیے ہیں۔قاضی رضی الدین کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہر انشا پرداز اور شاعر تھے۔ان کی نثر متکلفانہ اور مصنوع ہے۔آپ نے تقریباً ۱۱۱۳ھ / ۱۷۰۱ء میں وفات پائی۔اپنے بھائی خوشی محمد کے پہلو میں، کنجاہ میں دفن ہوئے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۶۳-۱۸۰

ساہپال تارڑ

چوہدری ساہپال ولد مہماں تارڑ، صداقت کنجاہی نے ثواقب المناقب میں جہاں بہت سیعبارتوں میں لفظی اور معنوی صنایع کا استعمال کیا ہے، وہاں ''ساہن پال'' کو ''شاہین بال'' لکھا ہے۔میرے خیال میں یہ تجنیس لفظی ہے اور اس کا اصلی نام نہیں ہے۔ساہپال اپنے والد کے ساتھ نوشہرہ تارڑاں میں رہتا تھا اور زمین داری کے کاموں میں بڑا لائق و فائق تھا۔بچپن سے حضرت نوشاہ کا دوست تھا اور دونوں اکٹھے کھیلا کرتے تھے۔جب اس نے نوشہرہ سے الگ بستی بسانے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت نوشاہ نے اسے پسند کیا اور نوشہرہ سے الگ ''چک ساہپال'' وجود میں آیا۔چوہدری ساہپال کی اولاد تا حال اس موضع اور پنجاب کے دیگر مواضع میں آباد ہے۔حضرت شرافت نے بڑی محنت سے اس کی تمام معلوم اولاد کا مختصر تذکرہ اپنی تصنیف شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۸۱-۲۱۲ میں لکھا ہے۔

سائرہ

ان کا نام مقامی تلفظ کے مطابق ''سائراں'' بھی درج ہوا ہے۔حضرت نوشاہ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ان کی شادی حافظ معموری سے ہوئی تھی۔آپ کی قبر موضع ہیلاں، ضلع منڈی بہاءالدین میں گاؤں سے مشرقی جانب ایک قدیم مسجد (موجودہ نام: جامع مسجد فاروقیہ) کے صحن میں واقع ہے۔راقم السطور دیکھ چکا ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ۲۱۳-۲۱۵

سلطان

لاہور میں شاہی طبیب تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی سے فیض یافتہ تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۵۲

سلیمان بھلوالی

سخی شاہ سلیمان نوری،۔آپ کی ولادت ۸ ربیع الاول ۹۱۴ھ / ۷ جولائی ۱۵۰۸ء کو اور وفات ۲۷ رمضان ۱۰۱۲ھ / ۲۸ فروری ۱۶۰۴ء کو ہوئی۔حضرت نوشاہ گنج بخش کے شیخ طریقت تھے۔بھلوال، ضلع سرگودھا میں سکونت تھی۔مزار اس مقام پر جسے پرانا بھلوال کہتے ہیں۔مزار اِس وقت محکمۂ اوقاف پنجاب کی تحویل میں ہے۔محکمہ کی طرف سے ۲۰۰۴ء میں مزار کی از سر نو مرمت اور تزئین و آرائش ہوئی ہے۔راقم الحروف کئی بار زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۱، ص ۸۸۱-۹۱۵

سلیمان چدھڑ

میاں سلیمان، قوم چدھڑ جاٹ سے تھے۔بیعت طریقت سلسلۂ سہروردیہ میں تھی۔موضع مانگٹ، ضلع منڈی بہاءالدین

Marfat.com

میں سکونت رکھتے تھے اور وہیں مزار ہے۔ان کی تعمیر کردہ ایک مسجد اب تک مانگٹ میں موجود ہے۔راقم السطور نے فروری ۲۰۰۹ء میں یہ مسجد دیکھی۔قدیم مسجد کے باہر جدید مسجد بھی بن گئی ہے جس کی سطح قدرے بلند ہے اور قدیم مسجد کے ایوان میں داخل ہونے کے لیے سیڑھیوں سے نیچے اترنا پڑتا ہے۔مسجد کا سردَر قدیم ہے اور چھت سرکیوں اور سرکنڈے کی ہے۔سردَر پر جدید تحریر میں یہ لکھا ہے:

بناء هذالمسجد[کذا]بدست اقدس

قدوة الاولیا حضرت پیر محمد سلیمان سهروردی رحمة الله علیه

زبدة الاولیا حضرت پیر محمد یوسف سهروردی رحمة الله علیه

سنه ۷۷۵

لیکن یہ سال (۷۷۵ھ) صحیح نہیں ہے۔کیوں کہ سلیمان سہروردی حضرت نوشاہ کے معاصرین میں سے تھے اور انھوں نے اکبر، جہانگیر اور شاہ جہان کا زمانہ پایا تھا۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۸۲ حاشیہ

سیدا تارڑ

شاہ عصمت اللہ نوشاہی سے فیض یافتہ تھے۔جو کالیاں، ضلع منڈی بہاء الدین میں رہتے تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۵۴

شادمان

شادمان ولد محب علی ولد زربخش ولد چنن تارڑ، موضع اگرویہ، ضلع منڈی بہاء الدین میں رہتا تھا۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مریدوں میں سے تھا۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تألیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء کے وقت زندہ تھا۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۵۶

شادی

ساکن رہتاس، حضرت نوشاہ کے خلیفہ، اپنے شیخ کی وفات سے چند روز بعد انتقال کیا۔یعنی سال وفات ۱۰۶۴ھ ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۱۸

شاہ دولا

سلسلۂ سہروردیہ کے صاحب کرامت بزرگ تھے۔رفاہ عامہ کے لیے پل، کنویں، مسجدیں تعمیر کروائے۔۱۰۸۶ھ میں وفات پائی۔''باخدا پیوست'' مادّۂ تاریخ وفات ہے۔مزار گجرات، پنجاب میں مرجع خلائق ہے۔دیکھیے: تذکرۂ شاہ دولا گجراتی از چراغ بن شاہ مراد قادری، قلمی، اور اس پر مبنی مضمون: گوہر نوشاہی ''سوانح حضرت شاہ دولہ: ایک معاصر دستاویز''، **دریافت**، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، شمارہ ۷، ص ۴۶-۵۹؛ چار باغ پنجاب، ص ۱۷۷-۱۷۸

Marfat.com

شاہ محمد

سادات بھاکری سے تھے۔ حضرت نوشاہ کے خلفاے عظام سے تھے۔ اولاد تا حال موجود ہے۔ ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۲ء کے قریب شہید ہوئے۔ آپ کی قبر قلعہ رہتاس سے باہر ندی گھان کے جنوبی کنارہ پر واقع ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۲۱-۲۳۲

شیر محمد

فرزند شاہ عصمت اللہ نوشاہی، تذکرۂ نوشاہیہ کے شریک مرتّب، ان کے مفصّل حالات ہم نے اسی کتاب میں حیات ربانی کے ضمیمہ میں درج کیے ہیں۔

صالح محمد

بن عبدالوہاب گیلانی، ساکن چک سادہ، ضلع گجرات۔ حضرت نوشاہ کے اکابر خلفا سے تھے۔ محمد اکرم غنیمت کنجاہی صاحبِ مثنوی نیرنگ عشق انھی کے مرید تھے اور مثنوی میں ان کے مدحیہ اشعار موجود ہیں۔ ان کی تاریخ وفات کے بارے میں عجیب اختلاف ہے۔ مرزا احمد بیگ نے اپنا رسالہ جو ۱۱۰۷ھ میں لکھا، اس میں سید صالح محمد کے مزار کا محل وقوع بتایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صالح محمد کا ۱۱۰۷ھ سے پہلے پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن غنیمت کنجاہی نے اپنی ایک دوسری مثنوی گلزار محبت میں ان کا جو مادّۂ تاریخ وفات لکھا ہے اس سے ۱۱۱۸ھ برآمد ہوتا ہے:

چو شد آن حق خلیل عشق ملّت
بخواب راحتی در مہد تربت
خرد تاریخ سالش از رہِ صدق
بگفتا: ''ہی فتاد آن کعبۂ عشق''
۱۱۱۸

دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۷۴۵-۱۷۵۸؛ ج ۳، ح ۱، ص ۲۴۱-۲۴۸؛ گلزار محبت، ص ۲۰

صدرالدین

صدرالدین بن مُسلَّم بن اللہ یار، ساکن رُکھ چٹھہ، ضلع گوجرانوالا، حضرت نوشاہ کے اکابر خلیفوں میں سے تھے اور حضرت نوشاہ آپ پر اس حد تک مہربان تھے کہ دوسرے یاران طریقت کو گمان ہوا کہ شاید حضرت اپنی نیابت انھی کو سونپ دیں گے۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ آپ تقریباً ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء میں فوت ہوئے۔ مزار رُکھ چٹھہ گاؤں سے باہر سایہ دار درختوں کے بیچ کھیتوں میں ہے۔ راقم السطور زیارت کر چکا ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۴۹-۲۶۳

طاہر

ساکن کشمیر، پہلے ملّا شاہ بدخشی (م: ۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۹ء) کے مرید تھے لیکن ان سے مطلوب حاصل نہ ہوا۔ پھر حضرت

Marfat.com

نوشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مطلب کو پہنچ کر یاران کامل میں سے ہوئے۔تقریباً ۱۰۹۷ھ / ۱۶۸۶ء میں انتقال ہوا۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۶۴-۲۶۵

عاشق محمد

سید صالح محمد گیلانی مذکور کے چھوٹے بھائی تھے۔ان کا مزار موضع بَن باجواہ، ضلع سیال کوٹ میں ہے۔دیکھیے : شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۷۵۸-۱۷۶۰؛ ج ۳، ح ۱، ص ۲۶۷-۲۶۸

عبدالجلیل

حافظ محمد برخوردار نوشاہی کے نواسے اور شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے بھانجے اور مرید تھے۔۱۱۳۷ھ / ۱۷۲۵ء سے قبل کشمیر میں وفات پائی۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۱۱-۱۱۲

عبدالحکیم سیال کوٹی

عبدالحکیم بن مولانا شمس الدین، سیال کوٹ کے معروفِ زمانہ عالم دین اور مدرّس۔حضرت نوشاہ کے فرزندان ارجمند کے استاد تھے اور انھی سے حضرت کے اوصاف سنے تو ملاقات کا اشتیاق ہوا اور ان کی خدمت میں [ساہن پال شریف] حاضر ہونا چاہا۔حضرت نوشاہ نے اپنی اولاد پر ان کے حقِ استادی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، انھیں سفر کی تکلیف سے منع کیا اور خود جب سیال کوٹ تشریف لے گئے تو مولانا ان کی خدمت میں آئے اور بہرۂ باطنی حاصل کیا۔مولانا عبدالحکیم کی وفات ۱۰۶۷ھ / ۱۶۵۶ء میں ہوئی۔مزار سیال کوٹ میں ہے۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۷۱-۳۲۰

عبدالحمید

قوم گوجر سے تھے۔حضرت نوشاہ کے بزرگ خلیفوں سے تھے۔سال وفات ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء کے آس پاس ہے۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۳۲۱-۳۲۷

عبدالرحمان

عبدالرحمان بن صالح محمد المعروف میاں سہالی، ساکن بھڑی ہراواں، اب بھڑی پاک رحمان کے نام سے معروف ہے۔حضرت نوشاہ کے عزیز ترین خلفا میں سے تھے۔حضرت نوشاہ کے پوتے شاہ عصمت اللہ نوشاہی ان سے فیض یاب ہوئے تھے۔۱۱۱۵ھ / ۱۷۰۳ء میں وفات پائی۔مزار بھڑی پاک رحمان میں ہے۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۴۲۷-۱۵۰۲؛ ج ۳، ح ۱، ص ۳۲۹-۳۳۹؛ شاہ عبدالرحمان پاک بھڑی شریف والے، سید شرافت نوشاہی، ۱۹۷۷ء

عبدالرحیم

فدائی تخلص تھا۔سَدا کنبو، ضلع سرگودھا میں رہتے تھے۔شاہ سلیمان بھلوالی کے ایک مرید دیوان ابوالفتح مہرت کے پوتے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔آپ کی دو فارسی نظمیں تذکرۂ نوشاہیہ میں داخل ہیں۔آپ نے حضرت نوشاہ کے

Marfat.com

سال وفات (۱۰۶۴ھ) کے لیے چار مادّہ ہائے تاریخ کہے تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء کے وقت زندہ تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۱۷-۱۱۹

عبدالغفور

خواجہ فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے لاہور کے چشتی مشائخ سے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی جب لاہور جاتے تو ان کے ہاں قیام ہوتا۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۳۲

عبدالکریم سدّ اکنبوئی

سَدّ اکنبو، ضلع سرگودھا میں رہتے تھے۔شاہ سلیمان بھلوالی کے ایک مرید دیوان ابوالفتح مہرت کے پوتے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۳۴

عبدالکریم لاہوری

لاہور میں ملازم تھے۔ساہن پال آکر شاہ عصمت اللہ نوشاہی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۳۵

عبداللہ

رسالۂ احمد بیگ کی تصنیف (۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۶ء) کے وقت زندہ تھے۔مزار چومکھ میں 'ڈلڑ شہاب' سے مشہور ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۳۴۰

عبداللہ (بخاری)

تذکرۂ نوشاہیہ کے قلمی نسخوں میں انھیں 'سیّد بھائی' اور 'سید بھائی' لکھا گیا ہے۔شاید یہ 'سید بخاری' ہو۔ان کے والد کا نام 'مرتضی خان' لکھا گیا ہے۔یہ شیخ فرید بخاری (م ۱۰۲۵ھ / ۱۶۱۶ء) کا خطاب تھا جو انھیں جہانگیر نے دیا تھا۔سید عبداللہ ہفتصدی منصب دار تھے لیکن راہ فقر کے شوق میں حضرت نوشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملازمت چھوڑ دی۔مرزا احمد بیگ نے انھیں دو بار جہان آباد میں دیکھا تھا۔حدود ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء میں فوت ہوئے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۳۴۱-۳۴۷

عبداللہ خان

نواب سید عبداللہ خان، وزیر اعظم جو سادات بارہہ سے تھا۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۴۱

عبدالواحد

عبدالواحد ولد محمد قلی بن چوہدری ساہنپال تارڑ، ساہن پال شریف میں رہتے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۱۴۵-۱۴۶

Marfat.com

عصمت اللہ

حضرت نوشاہ گنج بخش کے پوتے اور حافظ محمد برخوردار کے بیٹے۔۱۲ر جب ۱۱۳۷ھ / ۱۶مارچ ۱۷۲۵ء کو وفات پائی۔آپ کی قبر، حضرت نوشاہ گنج بخش کے روضہ سے متصل مشرقی چبوترہ پر اپنے والد ماجد کی قبر کے بالکل ساتھ مغربی جانب ہے۔پہلے خام تھی۔۱۳۷۱ھ میں اسے پختہ کیا گیا اور اس پر سنگ مرمر کا کتبہ لگایا گیا۔اس کتبہ کی عبارت شریف التواریخ، ج ۲، ص ۵۲۶ میں نقل ہوئی ہے۔میں نے یہ کتبہ دیکھا تھا۔حال ہی میں جب ان کی اور ان کے والد ماجد کی قبور کو مسقّف کیا گیا تو سرہانے نیا کتبہ لگا دیا گیا۔ان کی اولاد امجاد اِس وقت لاہور، ڈھل (نزدیک سرائے عالمگیر) اور نوشہ پور (مضافات ساہن پال شریف) میں آباد ہے۔تذکرۂ نوشاہیہ میں ان کے مفصل حالات اور کرامات درج ہوئے ہیں۔نیز دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۴۹۶-۵۲۷؛ ج ۳، ح ۲، ص ۲۵۳

عظمت اللہ

ان کا نام میاں عنایت اللہ کے حالات میں آیا یوں ہے: ''در همین تحیّر بودم که حضرت میاں صاحب -میاں شاه عظمت الله جیو -را دیدم''۔نسخۂ صبغت اللہ، شیرانی الف، ب میں ایسا ہی ہے۔لیکن نسخۂ صبغت اللہ اور شیرانی ب میں ''عظمت'' کے 'ظ' کو 'ص' میں بدلنے کی کوشش کی گئی ہے یعنی شاہ عصمت اللہ۔

شریف التواریخ (ج ۲، ص ۴۸۴) میں عنایت اللہ کے حالات میں یہ واقعہ درج ہوا ہے اور وہاں مصنف نے ''آپ کے چھوٹے بھائی سید شاہ عصمت اللہ غیب سے وہاں ظاہر ہو گئے'' لکھا ہے۔میرے خیال میں عصمت اللہ ہی قرین قیاس ہے کیوں کہ تذکرہ میں انھی کے نام کے ساتھ ''میاں صاحب'' لکھا گیا ہے اور بغیر ان کا نام لیے ہوئے وہی مراد لیے گئے ہیں۔ان کی متعدد کرامات کا ذکر ہوا ہے یہ بھی ان میں سے ایک ہے۔

میاں عنایت اللہ کے چچا حضرت محمد ہاشم دریادل کے بیٹے کا نام بھی عظمت اللہ تھا، جن کے مختصر حالات تذکرۂ نوشاہیہ میں درج ہوئے ہیں۔ان کی وفات بعمر بارہ سال ۱۰۹۴ھ میں ہوئی۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۱۷۲-۱۱۷۳

علاءالدین حسین

والدِ حضرت نوشاہ، اکثر سفر و سیاحت میں رہتے۔سات بار حج کے لیے بھی گئے تھے۔ان کا مزار تحصیل پھالیہ کے تین مواضع گھوگاں والی، بھیکے والا اور دُھنی کی حدود کے نقطۂ اتصال پر کھیتوں میں واقع ہے اور ''درگاہ حاجی غازی'' کے نام سے مشہور ہے۔چند سال ہوئے صاحبزادگان نوشاہیہ نے اس کی تعمیر نو کروائی ہے اور ساتھ ایک مسجد بنوادی ہے۔راقم دو بار (دوسری بار فروری ۲۰۰۹ء میں) زیارت سے مشرف ہو چکا ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۱، ص ۹۱۶؛ تاریخ عباسی، ص ۴۴۰-۴۴۶

علی پشاوری

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف ۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پا چکے

Marfat.com

تھے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۱۵۴

غلام حسین

لاہور میں ملازم تھے۔ساہن پال آکرشاہ عصمت اللہ نوشاہی کی خدمت سے فیض یاب ہوئے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پاچکے تھے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۱۵۷-۱۵۸

فتح خان گکھڑ

پسر جبار قلی خان ولد علی محمد خان،فتح خان کو خطابِ سلطانی ملا اور دان گلی کا رئیس قرار پایا۔فتح پور اسی کا آباد کردہ ہے۔دیکھیے:کیگو ہرنامہ،ص۱۸۵

فتح محمد (ساگری والے)

مشہور بہ شاہ فتا دیوان،شاہ فتا قلندر۔حضرت نوشاہ نے خواب میں آپ کو بہرۂ باطنی لینے کے لیے طلب کیا تھا۔جس روز ساہن پال پہنچے تو حضرت کا وصال ہو چکا تھا لیکن ابھی تدفین نہیں ہوئی تھی۔آپ آخری دیدار سے مشرف ہوئے۔آپ کی تربیت باطنی محمد ہاشم دریا دل نے کی۔رفاہ عامہ کے کام کرنے کا بے حد جذبہ تھا۔پہاڑی علاقے میں راستے بنوائے،تالاب کھدوائے اور باغات لگوائے۔تقریباً ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء میں فوت ہوئے۔مزار ساگری ضلع جہلم میں ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۳۴۸-۳۶۷

فتح محمد (لاہوری)

خواجہ فریدالدین گنج شکر کی اولاد سے اور عبدالغفور مذکور کے بھائی تھے لاہور میں رہتے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی نے ان پر توجہ فرمائی تھی۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے قبل وفات پاچکے تھے۔دیکھیے:شریف التواریخ، ج۳،ح۳،ص۱۸۴

فیض بخش

ایمن آباد کے رہنے والے تھے۔اپنے مرشد شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے حکم سے دریائے ستلج کے کنارے موضع ابھریرے چلے گئے اور فوت ہو کر موضع غوث پور،نوشہرہ،ضلع بہاول نگر میں دفن ہوئے۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۱۹۱

گولا

لاہور کا قوّال تھا۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے عقیدت مندوں سے تھا۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء کے وقت زندہ موجود تھا۔دیکھیے:شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۱۹۹

لطف اللہ بیگ

مرزا احمد بیگ لاہوری صاحبِ رسالہ کے بیٹے تھے۔جس زمانہ میں حافظ محمد حیات نوشاہی ان کے والد کے رسالہ کی

Marfat.com

تجدید و تکمیل کر رہے تھے، لطف اللہ بیگ نے اوچ پہنچ کر شجرۂ طریقت خاندان نوشاہیہ کی مخدوم سید عبدالقادر (خامس)، سجادہ نشین مخدوم سید محمد غوث حسنی جیلانی سے تحقیق و تصدیق کروائی اور وہی شجرۂ مصدّقہ، تذکرۂ نوشاہیہ میں داخل ہوا۔ ان دونوں باپ بیٹوں کا خاندان نوشاہیہ پر علمی احسان ہے۔ بلکہ مرزا احمد بیگ کے تیسرے بیٹے مرزا قاقشال خان کو بھی اس میں شامل کرنا چاہیے جن کے توسط سے رسالۂ احمد بیگ کا ایک نسخہ صداقت کنجاہی تک پہنچا اور ثواقب المناقب جیسی خوبصورت تصنیف معرض تحریر میں آئی۔ تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف (۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء) کے وقت مرزا لطف اللہ زندہ تھے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۰۰-۲۰۱

لقمان وڑائچ

ولد شاہ محمد بن اُگو، موضع خالق پور کا زمین دار، حضرت نوشاہ کا خادم تھا۔ اس کی اولاد اب تک اس موضع میں موجود ہے اور مشائخ نوشاہیہ کی معتقد ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۴۲۱-۴۲۲

مبارک (گیلانی)

مخدوم سید مبارک حقانی گیلانی، مخدوم سید محمد غوث گیلانی کے فرزند اور خلیفہ، وفات ۹ شوال ۹۵۶ھ / ۱۳ اکتوبر ۱۵۴۹ء کو واقع ہوئی۔ مزار اوچ شریف گیلانی میں ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۱، ص ۸۶۱-۸۶۸

مٹھا

کنجاہ کے رہنے والے اور قاضی خوشی محمد اور قاضی رضی الدین کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ حضرت نوشاہ کی توجہ سے مجذوب ہو گئے تھے۔ سال وفات تقریباً ۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء ہے۔ قبر کنجاہ میں تھی لیکن اب مفقود ہے۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۴۳۲-۴۳۵

محب علی

ولد زر بخش تارڑ، ساکن اگرویہ، حضرت نوشاہ کا معتقد تھا۔ اس کی اولاد تا حال موضع اگرویہ میں موجود ہے اور حضرات نوشاہیہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۴۳۶-۴۵۳

محمد برخوردار

حضرت نوشاہ گنج بخش کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین، آپ کا وصال ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ / ۱۶۸۲ء کو ہوا۔ ان کی قبر، اپنے والد بزرگوار کے روضہ سے باہر مشرقی جانب، چبوترہ پر واقع ہے۔۔ ان کے حالات، خاندان نوشاہیہ کے قدیم مآخذ رسالۂ احمد بیگ اور تذکرۂ نوشاہیہ میں صحت مطالب کے ساتھ درج ہیں۔ نیز دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ۱۸۰-۲۰۶؛ ج ۳، ح ۱، ص ۸۳-۸۸؛ تاریخ عباسی، ۴۷۹-۴۹۶؛ خلیفۂ اعظم از سیّد شرافت نوشاہی (قلمی مسودہ)؛ سجادہ نشین از سیّد شرافت نوشاہی (قلمی مسودہ) ہر دو در کتب خانۂ مصنف، ساہن پال شریف۔

Marfat.com

محمد تقی پشاوری

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید تھے۔حضرت شرافت نوشاہی نے آپ کی تاریخ وفات تقریباً ۱۱۷۰ھ / ۱۷۵۷ء لکھی ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۲۱

محمد زمان

میاں ابراہیم المعروف عبدالرحیم، بھڑی والا کے بیٹے اور حضرت عبدالرحمان پاک کے نواسے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے خلیفہ تھے۔۱۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔۴ جمادی الآخر ۱۲۱۵ھ / ۲۳ اکتوبر ۱۸۰۰ء کو وفات پا کر بھڑی شاہ رحمان، ضلع گوجرانوالا میں دفن ہوئے۔آپ کی اولاد ''زمانی'' کہلاتی ہے۔آپ سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ۱۵۲۶-۱۵۳۷؛ ج ۳، ح ۳، ص ۲۲۵-۲۲۶

محمد صدیق افغان

رہتاس، ضلع جہلم کے رؤسا سے تھے۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے عقیدت مند تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف (۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء) کے وقت زندہ موجود تھے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۳۳

محمد عظیم

شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے تیسرے بیٹے تھے۔ایک بار شاہ جہان آباد بھی گئے۔مطالعۂ کتب کا شوق تھا۔ ۱۱۸۴ھ / ۱۷۷۰ء میں وفات پائی۔قبر دھماوا، علاقہ گس گُماں، ضلع میرپور (کشمیر) میں ہے۔دیکھیے: شریف التواریخ، ج ۲، ۵۴۶-۵۵۰؛ ج ۳، ح ۳، ص ۲۳۵-۲۳۶

محمد غوث گیلانی اوچی

مخدوم شاہ محمد غوث گیلانی، ولادت ۸۰۳ھ یا ۸۳۳ھ اور وفات ۷ رجب ۹۲۳ھ / ۲۶ جولائی ۱۵۱۷ء کو ہوئی۔مزار اوچ شریف گیلانی میں ہے۔دیکھیے: اخبار الاخیار، ص ۴۰۱-۴۰۳؛ ثمرات القدس، ص ۱۲۱؛ شریف التواریخ، ج ۱، ص ۸۱۹-۸۶۰

محمد غوث پشاوری

محمد غوث پشاوری بن سیّد حسن قادری۔شاہ محمد غوث کے سال وفات میں اختلاف ہے۔بعض نے ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء اور بعض نے ۱۱۷۸ھ / ۶۵-۱۷۶۴ء لکھا ہے۔ڈاکٹر امّ سلمی گیلانی نے طہماس نامہ تالیف محکم الدولہ اعتماد جنگ طہماس بیگ خان (بہ اہتمام محمد اسلم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۸۶ء) کی روشنی میں آپ کا سال وفات ۱۱۷۳ھ / ۱۷۵۹ء متعین کیا ہے اور یہی اصح ہے۔مزار لاہور میں ہے۔دیکھیے: محدّث کبیر حضرۃ شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ پشاوری ثم لاہوری کی دینی اور علمی خدمات، ص ۹۹-۱۰۱

شاہ محمد غوث نے اپنے رسالہ اسرار الطریقت کے ایک باب میں ان معاصر مشائخ اور علما کا تذکرہ کیا ہے جن سے ملاقات

Marfat.com

کی تھی اور ان کی صحبت کو اپنے لیے جیسے پایا اس کا اظہار کیا ہے۔ تلاش معرفت میں وہ دونوشاہی مشائخ کے پاس بھی پہنچے تھے، ایک پیر محمد سچیار کے پاس نوشہرہ میں جب ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی اور دوسرے شاہ عصمت اللہ کے پاس ساہن پال شریف میں۔

پیر محمد سچیار سے ملاقات کے بارے میں تذکرہ نوشاہیہ میں لکھا ہے "میاں پیر محمد را هم دیده بود "۔ اور شاہ محمد غوث نے اپنے مذکورہ رسالہ میں اس ملاقات کی کیفیت یوں بیان کی ہے:

در گجرات رسیدم. از(در)اطراف او نوشهره نام دهی است، آنجا حضرت شیخ پیر محمد نام عزیزی معمّر متجاوز از صد سال عمر داشتند از مریدان حضرت حاجی گلگوی، مردی صاحب نظر بود و جذبه داشت که به مجرّد نظر و توجه اثر حرارت و ذکر قلب و گریه و حال غالب می شد. برای زیارت او رفتم. چون رسیدم اوشان در باغچه بودند. خادم ایشان پای می مالید. فقیر هم پای ایشان مالیدن گرفت. فرمودند: "این عزیز کیست که مرا از دست او آواز ذکر مسموع می شود. مکرّر این کلمه فرمودند، بعده برخاسته و استفسارِ حال این فقیر نمودند و توجّه و مهربانی در حقّ احقر نمودند و سه روز احقر را نزد خود نگهداشتند و هر روز توجّهات می فرمودند و طعام از دست خود در دهن احقر می دادند. اثری از توجه ایشان در وجود معلوم می شد، اما غالب نبود. مرا تا قین وردای خود و اجازت بخشیده رخصت فرمودند. بعده از خدمت ایشان وقت رخصت فرمودند که "یارانِ ما که در عزلت نشسته اند، دیده خواهید رفت" و سه روز برای دیدن هم به اطراف رفته شد. بعده به شهر گجرات آمدم. چون در خود اثری ازان جذبه نیافتم، باز روز دوّم در خدمت شیخ آمدم. شیخ مهربانی کردند و گفتند که شما را عادت سلوک ومجاهده بیشتر است آن را ترک نمایید تا این نسبت غلبه کند."

اسرارالطریقت، قلمی، ورق ۶۹

تذکرۂ نوشاہیہ میں شاہ عصمت اللہ سے ملاقاتوں کے احوال کے ضمن میں لکھا ہے کہ شاہ محمد غوث کو راہ سلوک کے تمام مقاصد اور مطالب آنجناب (شاہ عصمت اللہ) سے حاصل ہوئے۔ خود شاہ محمد غوث کا بیان یہ ہے:

"بعد مدّت شنیده شد که حضرت میاں عصمت الله -ازنبائر حاجی گلگوی -خیلی مرد مؤثر و صاحب جذبه است. برای زیارت او از پشاور به گجرات آمدم؛ پانزده کروه از

Marfat.com

گجرات بعید بودند، آنجا رسیدم و زیارت ایشان کردم .اگرچه ایشان از علم ظاهر و سلوک طریقه عاری بودند و به اوصاف طریقت موصوف نبودند،امّا نسبت جذبه عالیه داشتند. گاهی در وقت سماع توجّه می کردند و به حضّاراثری از حرکت قلب با رقّت قلب گریه می شد و بعضی عوام را رقص وحالت بیخودی بسیار می شد. فقیر هم از صحبت ایشان اکثر مؤثر شده بود و رقّت قلب اکثر در مجلس می شد.اگرچه حرکت قلب سابق هم بود،اما گریه و درد از صحبت ایشان زیاده شد.چند روزآنجا مانده، رخصت شدم .بعد رفتن کمتر اثری باقی بود .بازبعدِ یک سال به خدمت ایشان آمدم، باز اثر زیاده می شد و چون می رفتم کم می شد.همین قسم چند مرتبه مکرّرمکرّر.تا دوازده سال نزد ایشان آمد ورفت نمودم.همان اثر همان طور که بود می شد، امّا در وقت سماع همان نسبت قدیم غالب می بود."

دیکھیے :اسرار الطریقت،قلمی،ورق ۷۰-۷۱؛اسرار الطریقت(اردو ترجمہ)،ص ۴۸ -۴۹؛محدث کبیر حضرۃ شاہ محمد غوث،۳۰۱-۳۰۲؛شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۲۳۷-۲۵۴

محمد فضیل

کابل کے رہنے والے تھے۔بسلسلۂ طلب خدا و ملازمتِ دہلی میں بھی رہے۔دہلی سے کابل جاتے ہوئے راستے میں ساہن پال شریف میں حضرت نوشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر بہرہ یاب ہوئے اور حضرت نے آپ کو کابل میں رہنے کا حکم دیا۔آپ کا تخلص ''وحی'' تھا اور فارسی رباعیاں کہتے تھے۔کابل میں ''خواجہ وحی صاحب'' سے مشہور ہیں۔۱۰۷۶ھ / ۱۶۶۵ء میں انتقال ہوا۔مزار کابل کے مضافاتی گاؤں بنی حصار میں ہے۔راقم السطور ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۸ء میں وہاں گیا تھا اور مزار دیکھا تھا۔اس کے بعد کابل مسلسل جنگ کی لپیٹ میں ہے۔معلوم نہیں اب مزار اور آبادی سلامت ہے یا نہیں؟ دیکھیے :شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۳۷۰-۳۹۰،۵۹۹-۶۰۰

محمد کشمیری

اخوند ابوالرضا کمال الدین محمد کشمیری،مولانا عبدالحکیم سیال کوٹی کے استاد،حضرت نوشاہ جب سیال کوٹ تشریف لے گئے تو اخوند محمد نے بھی خدمت میں حاضر ہوکر بہرۂ باطنی حاصل کیا۔تاریخ وفات ۱۰۱۷ھ ہے۔دیکھیے :شریف التواریخ،ج۳،ح۱، ص۳۹۳-۴۱۲

محمد مخدوم

آبائی وطن چک حافظاں،ضلع گجرات تھا۔تحصیل علم کے لیے رہتاس گئے،وہیں شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے مرید

Marfat.com

ہوئے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تألیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے پہلے وفات پاچکے تھے۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج۳،ح۳، ص۲۵۵

محمد معروف (خوشابی)

مخدوم شاہ معروف ،سید مبارک حقانی گیلانی کے مرید اور شاہ سلیمان بھلوالی کے مرشد تھے۔آپ نیحضرت نوشاہ کے ظہور کی پیشین گوئی فرمائی تھے ۔آپ کی وفات ۱۰محرم ۹۸۷ھ / ۸ مارچ ۱۵۷۹ء کو ہوئی۔ پہلا مدفن کھر ولی، متصل خوشاب تھا۔۱۲۸۲ھ میں دریائے جہلم کے سیلاب کی وجہ سے دوبارہ تدفین شہر خوشاب سے ایک میل شمال مشرق کی طرف ہوئی۔الحال اسی جگہ موجود ہے۔چند سال پہلے پیر محبوب حسین نوشاہی اور پیر ابوالکمال برق نوشاہی نے مزار کی مرمت اور تزئین وآرئش کروائی ہے۔فروری ۲۰۰۹ء میں جب راقم السطور وہاں گیا تو پیر معروف حسین عارف نوشاہی درگاہ سے متصل ایک بڑی مسجد تعمیر کروا رہے تھے۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج۱،ص۸۶۹-۸۸۰

معروفہ

یہ صاحب کشفِ قبور، کشفِ قلوب، کشفِ ملائکہ خاتون تھیں۔شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے حلقۂ ارادت میں داخل تھیں۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تألیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے پہلے وفات پاچکی تھیں۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج۳،ح۳، ص۲۵۶

منی رام

رہتاس، ضلع جہلم کا فوج دار تھا۔یہ خود اور اس کی اولاد شاہ عصمت اللہ نوشاہی کے معتقد تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تألیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے پہلے وفات ہوچکی تھی۔دیکھیے :شریف التواریخ، ج۳،ح۳،ص۲۵۸

نوراللہ

آپ کی سکونت موضع ساہان کا محل وقوع معلوم نہیں ہوسکا۔تذکرۂ نوشاہیہ نسخۂ ''ھ''میں ''سامانہ'' لکھا ہے لیکن یہ بعد کی تحریر ہے۔شاہ عصمت اللہ کے مرید تھے۔تذکرۂ نوشاہیہ کی تألیف۱۱۴۶ھ / ۱۷۳۳ء سے پہلے وفات ہوچکی تھی۔شریف التواریخ، ج۳،ح۳،ص۲۶۵

نوشاہ گنج بخش

حضرت حاجی محمد مخاطب بہ نوشاہ گنج بخش (۱رمضان ۹۵۹ھ-۸ربیع الاول۱۰۶۴ھ / ۲۲ اگست۱۵۵۲-۲۶ جنوری ۱۶۵۴ء) خاندان وسلسلۂ نوشاہیہ کے بانی ،گھوگھاں والی، ضلع منڈی بہاء الدین وطنِ قدیم تھا۔پھر اپنے سسرالی موضع نوشہرہ تارڑاں میں سکونت اختیار کی۔جب نوشہرہ سے الگ آبادی ساہن پال شریف بسائی گئی تو اپنی اولاد سمیت وہاں منتقل ہوگئے اور وفات پاکر وہیں دفن ہوئے۔رسالۂ احمد بیگ اور اس کا تکملہ تذکرۂ نوشاہیہ بنیادی طور پر حضرت نوشاہ کے حالات اور خوارق پر مبنی

Marfat.com

ہے۔دیکھیے :شریف التواریخ،ج۱،ص۹۱۶-۱۰۵۱؛ج۲،ص ۱۶۱-۱۷۹؛ج۳،ح ۱،ص ۸-۶۰؛تذکرۂ نوشہ گنج بخش از سید شرافت نوشاہی

یار بیگ

آپ کا وطن جلال آباد،افغانستان تھا۔شاہ عصمت اللہ کے مرید تھے۔وفات تقریباً۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۳ء میں ہوئی۔دیکھیے :شریف التواریخ،ج۳،ح۳،ص۲۷۸-۲۷۹

Marfat.com

اعلامِ جغرافیائی

(حروف تہجی کی ترتیب سے)

اگرویہ

تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاءالدین کا گاؤں، دریائے چناب (قادرآباد بیراج) سے شمال اور ساہن پال شریف سے دو کیلومیٹر مغرب کی طرف واقع ہے۔ ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۵ء اور ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۵ء میں دریا برد ہو کر اب تیسری جگہ آباد ہے۔ قوم تارڑ اور کچھ حضرات نوشاہیہ وہاں اب تک آباد ہیں۔ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۴۳۷-۴۳۸

اوچ

تحصیل احمد پور شرقیہ، ضلع بہاول پور، پنجاب، زمانۂ قدیم میں سندھ کا حصہ تھا اور سندھ کی تواریخ میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ اب اوچ کی تین آبادیاں ساتھ ساتھ ہیں: اوچ گیلانی، اوچ بخاری اور اوچ موغلہ (یا اوچ جمالی)۔ مشائخ قادریہ گیلانیہ اور سادات بخارا کے مزارات کی وجہ سے اس مقام کو خاص تقدس حاصل ہے۔ دیکھیے: تاریخ اوچ از مولوی محمد حفیظ الرحمان حفیظ بہاول پوری، مخزن پنجاب، ص ۳۷۹؛ سفرنامۂ اوچ، ص ۸۸-۹۲؛ شریف التواریخ، ج ۱، ص ۸۵۳-۸۵۴

ایمن آباد

ضلع گوجرانوالا (پنجاب) کا ایک قصبہ جو گوجرانوالا-لاہور شاہراہ پر واقع ہے۔ اکبر کے عہد میں ۹۹۱ھ میں اس کے فوج دار محمد امین کروڑی نے آباد کیا۔ اصل نام امین آباد ہے۔ خلاصۃ التواریخ (سجان رائے) اور مخزن پنجاب (مفتی غلام سرور) میں اس کی آبادی کا حال درج ہے۔ نیز دیکھیے: چار باغ پنجاب، ص ۲۵۴؛ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۴۴-۴۶

باہو کے

باہو ولد رَنیاں بن مل تارڑ کا آباد کردہ گاؤں، ساہن پال شریف سے تین میل مغرب کی طرف واقع ہے۔ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۳۳؛ تاریخ ساہن پال (زیرِ طبع)

بُچہ چٹھہ

کسی زمانے میں پرگنہ، قصبہ بُچہ ویران ہوا تو چوہدری غلام محمد چٹھہ نے اس کی جگہ دریائے چناب کے کنارے رسول نگر آباد کیا جو اب بھی ضلع گوجرانوالا میں آباد ہے۔ دیکھیے: چار باغ پنجاب، ص ۲۶۲

بھاگت

ساہن پال شریف سے تقریباً دو کلومیٹر بطرف شمال مغرب واقع ہے۔

Marfat.com

بھڑی ہراواں/بھڑی شاہ رحمان

قدیم زمانے میں رنگن پور ڈلا کی جگہ بھڑی ہراواں کو مسمی ملک جاٹ قوم ہرا نے آباد کیا تھا۔ جب شاہ رحمان خلیفۂ حضرت نوشاہ گنج بخش اس قصبہ کے بجانب شمال آ کر آباد ہوئے اور ہزاروں لوگ ان کے معتقد ہوئے تو اس جگہ کا نام بھڑی شاہ رحمان مشہور ہو گیا اور اب تک اسی نام سے ضلع گوجرانوالہ میں آباد ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحمان پاک نوشاہی کا مزار وہیں ہے۔ دیکھیے: مخزن پنجاب، ص ۲۸۲

بھلوال

ضلع سرگودہا کا تحصیل مقام، حضرت سخی شاہ سلیمان قادری کا مزار پرانا بھلوال میں واقع ہے۔ مزار اوقاف کی تحویل میں ہے۔

پانڈووال

ساہن پال شریف سے بارہ کوس مغرب کی طرف، بار گوندلاں میں ہے، ضلع منڈی بہاءالدین۔ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۳۸

پنڈی کالو

ضلع منڈی بہاءالدین کا ایک گاؤں، کالو ولد ملوک بن شہباز بن بھچر بن چائے بن چوہا تارڑ کا آباد کردہ، ساہن پال شریف و درگاہ نوشاہیہ سے تقریباً تین کلومیٹر بطرف شمال واقع ہے۔

جوکالیاں/جوکالی

دریائے چناب کے شمالی کنارے پر ایک بڑا گاؤں جو پہلے ضلع گجرات میں واقع تھا اب ضلع منڈی بہاءالدین کی حدود میں آ گیا ہے اور موضع ساہن پال شریف اور درگاہ حضرت نوشاہ گنج بخش سے تقریباً پانچ کیلومیٹر بطرف مشرق واقع ہے۔ اس کی تاریخی حیثیت بھی ہے۔ احمد شاہ ابدالی ۱۱۸۴ھ میں یہاں ٹھہرا تھا اور غلام محمد چٹھہ حاکم خود مختار نے یہاں کچھ دنوں کے لیے سکونت اختیار کی تھی اور ایک قلعہ بنایا تھا۔ شاہ سلیمان نوری بھلوالی کی کچھ اولاد بھی یہاں سکونت پذیر ہے۔ دیکھیے: مخزن پنجاب، ص ۳۰۹؛ شریف التواریخ، ج ۲، ص ۱۳۳۰؛ ج ۳، ح ۳، ص ۵۴؛ تاریخ ضلع گجرات، ص ۱۳۶

چومکھ

موجودہ دور میں میرپور، آزاد کشمیر کا ایک قصبہ۔ کیگو ہرنامہ میں اس کا نام دو بار آیا ہے:

''چانه و بهنیر موضع مابین دریای بهت[جهلم]و پورٹهه ،متصل قصبۂ چومکھ ،که جای خیلی سخت واقع است''(ص۲۷)

''جگیوٹ یعنی چومکھ''(ص۳۱)

Marfat.com

نیز: شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۳۴۰

چیمہ چٹھہ

ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں ایک قدم پرگنہ۔ دیکھیے: چار باغ پنجاب، ص ۲۶۳

خالق پور

۷۷۳ھ / ۱۳۷۱ء سے آبادہ شدہ گاؤں، ضلع گوجرانوالا۔ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۴۲۱

خوشاب

سرگودہا اور میانوالی کے درمیان، دریائے جہلم کے دہنے کنارے پر واقع ضلعی مقام۔ شاہ معروف قادری کا مزار شہر سے قدرے باہر واقع ہے۔ نیز دیکھیے: مخزن پنجاب، ص ۳۱۷

دان گلی

علاقہ پوٹھوہار کا ایک قدیم پرگنہ، جس کے مفصل حالات پر برج ناتھ ولد رایزادہ دونی چند عرف بال، ساکن موضع گلیانہ، عملہ پرگنہ دان گلی نے نواب مکرّم خان گکھڑ کے حکم پر ۱۱۷۶ھ میں فارسی میں ایک کتاب ''وجہ تسمیہ دیہات پرگنہ دان گلی و پھر ہالہ'' تصنیف کی۔ مجھے اس کا ایک قدرے جدید مخطوطہ، ناقص الطرفین، صاحب زادہ حسن نواز شاہ (نڑالی، تحصیل گوجر خان) کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس سے پرگنہ دان گلی کا احوال بندوبست لکھتا ہوں:

''هر گاه سلطان مبارک خان ولد سلطان کمال خان سارنگالی وفات یافت ،بعد وفات او پرگنهٔ پرهاله از پیشگاه جلال الدین محمد اکبر بادشاه به نام سلطان جلال خان اومالی مرحمت گشت و پرگنه دان گلی سابقاً بحالش بر حال بود. چونکه در سرکار گکهڑان قدیمی اقوام بهگوتان بعیده قانونگوی مستقل بودند قتی که شورش افغانان یعنی شیر شاه و اسلام شاه در پیش بود،در آن زمان قانونگویان مذکور از راه نمک حرامی خبری نوشت[نوشتند] از راه خفیه همراه افغانان نمودند. راز آن بر صفحه اعلان افتاد[؟]. گکهڑان تحقیق ساخته ، تمام زن و بچهٔ قانونگویان مع کاغذات دفتر که بر حساب دام ها ی مقرر بود،در دریای جهلم غرق نموده بودند. چونکه سلطان جلال خان را پرگنه دان گلی و پرهاله به تصرف در آمد و کاغذ ملک مفقوده بود،پُر ظاهر است که محنت کسی در کونین ضایع نیست. رایزاده پیٹهوعرف بال و عمر خان معروف پهکڑال در اوائل حال که سلطان جلال خان از منصب معزول بود ،آن هردو عقیدت مندان به رسوخ نیّت و صفای طویت بجای آورده،خدمات نموده اند. در جلدوی آن

Marfat.com

خدمت از پیش سلطان موصوف مصدر نتایج بلند و مورد مقاصد ارجمند گردیدند. چنانچه پهیٹو را خطاب" را یکے" و عهدۂ قانون گویی هر دو پرگنۂ مذکور مع منصب به طریق وراثت سیزده اهامی دیهات و عمر خان را عهدۂ زمین داری و سیزده اهامی منصب بخشیدند. بنابر ین ،حسب الحکم سلطان ممدوح رای پهیٹو و عمر خان سررشته کاغذ دفتر هر دو پرگنه را از روی پیمایش ده به ده مطابق حساب اهامی های مقرر ساخته بودند. برین وجه که مقدار بیست و نه انگشت را یک دست مقرر نمودند و سه دست ر ایک کان .اگر کانی را با کان ضرب نمایند تا حاصل ضرب را یک منڈله می باشد و بیست منڈله را یک کنال و هشت کنال را یک گمان و چند گمان را یک قلّه و دوازده قلّه را یک اهامی رواج دادند. وحساب زمین قلعه[قبیله؟]های در پرگنه دان گلی و پرهاله در تمام مواضعات یکسان نیست،همه بر مختلف .چون پرگنه دان گلی را هشت تپه اند و چهار صد وپنجاه و چهار دیهات و هفت صدو سی و چهار اهامیان ."(ورق۱۶،۱۷)

دان گلی کی وجہ تسمیہ میں مصنف نے ایک عجیب داستان بیان کی ہے:

''کیفیت موضع دان گلی،۸ قلّه،چون موضع دان گلی [از]متقدمین ده است و دارالایالت گکهڑان. از قدیمی همان مکان شده آمده. گویند که در عهد باستان، وقت آبادی آنجا یکی عفریت به نام "دانا" دیو،بنی آدم را ضرر می رساند. اتفاقاً همدران ایام یکی فقیر صاحب کمالات بود،در آن ده طرح اقامت انداخت .مگر ازتعدّی دیو مطلع گشته،به خشم در آمد و قصد کشتن دیوی ساخت. ازین معنی دیو از خوف جان گریزان گردید،لیکن راه گریختن از هر طرف بند دیده ،از میان سنگ شگاف یعنی کوی نموده،[از] همان راه گریخت. ازآنجا که به زبان پوٹهوهار شگاف یعنی کوی را "گلی" می گویند و نام دیو دانا بود،ازین هر دو وجوه نام آن موضع را" دان گلی" مشهور و درج دفتر گردید." (ورق۵۰)

نیز: چارباغ پنجاب،۱۶۲

دریاے وهتہ

دریاے جہلم مراد ہے۔قدیم متون میں اس کا نام دریاے بہت اور بدستا آیا ہے۔اس کا منبع کشمیر میں چشمۂ ویرناگ

Marfat.com

ہے۔موجودہ شہر جہلم سے گذرتا ہوا یہ آگے خوشاب تک جاتا ہے اور جھنگ سیال کے قریب دریائے چناب سے مل کر اس کا نام دریائے چناب ہو جاتا ہے۔دیکھیے: چار باغ پنجاب، ص ۱۵۸

دھریکاں

ہندال ولد وزیرا تارڑ کا آباد کردہ گاؤں، ساہن پال شریف سے تقریباً تین کلومیٹر بطرف شمال مغرب واقع ہے۔

ڈنگا

مضافات کھاریاں، ضلع گجرات کا ایک قصبہ جسے مقیم خان گوجر کھٹانہ نے آباد کیا تھا۔چونکہ ابتدا میں اس کی آبادی ٹیڑھی تھی اس لیے اس کا نام ڈِنگہ (یعنی ٹیڑھا) مشہور ہو گیا۔مخزن پنجاب، ص ۳۰۵؛ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۷۶

رندہیر بک

اس نام کی صحت معلوم نہیں ہو سکی۔رسالہ احمد بیگ کے نسخۂ الف میں ''رندہیر بک'' اور نسخۂ ب میں ''رن دہریل'' لکھا ہے۔یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ گاؤں کس علاقہ میں تھا۔''رندہیر'' نام کا ایک گاؤں، سوہدرہ کے قریب ضلع سیال کوٹ میں واقع ہے۔شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۴۰

رہتاس

ضلع جہلم کا ایک موضع جو اپنے پتھر سے تعمیر شدہ قلعہ کے باعث معروف ہے۔یہ قلعہ شیر شاہ سوری نے ۹۴۸ھ / ۱۵۴۱ء میں بنوایا تھا۔چار باغ پنجاب، ص ۱۶۳؛ مخزن پنجاب، ص ۳۱۳؛ رسالہ تاریخ نامہ قلعہ رہتاس، با حواشی سید شرافت نوشاہی، مطبوعہ ماہ نامہ المعارف، لاہور، فروری ۱۹۷۰ء، شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۲۲۲۔۲۲۳

ساہن پال

چوہدری ساہنپال ولد مَہماں تارڑ کی تجویز اور نام پر بسنے والا گاؤں، انتظامی طور پر پہلے ضلع گجرات کی حدود میں تھا، جب ۱۹۹۳ء میں منڈی بہاء الدین کو ضلعی مقام قرار دیا گیا تو اُس وقت سے اس کی حدود میں آ گیا ہے۔اس گاؤں کی ایک خصوصیت یہ چلی آ رہی ہے کہ حضرت نوشاہ گنج بخش، چوہدری ساہنپال تارڑ اور چک ساہن پال میں حضرت نوشاہ کے مکانات کے معمار اُستا جانی کی اولاد امجاد ابتدائے آبادانی سے ایک ساتھ اس گاؤں میں رہ رہی ہے، حالانکہ سیلابوں کی وجہ سے کئی بار اس آبادی کو نقل مکانی کرنا پڑی۔چونکہ یہ گاؤں حضرت نوشاہ گنج بخش کی رضامندی سے آباد ہوا تھا اور خود حضرت نے اپنی اولاد سمیت نوشہرہ تارڑاں سے یہاں سکونت منتقل کر لی تھی اور مادام الحیاۃ یہیں رہے تھے اور وفات کے بعد یہیں دفن بھی ہوئے، اس لیے اس گاؤں کو تاریخ نوشاہیہ میں ہمیشہ مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے اور شعراء نے اس کی مدح میں متعدد نظمیں اور مفرد اشعار کہے ہیں۔حضرت نوشاہ گنج بخش نے اس کو مثیلِ مُلتان قرار دیا تھا۔تذکرۂ نوشاہیہ میں یہ سب واقعات درج ہیں۔نیز دیکھیے: تاریخ ساہن پال ملقب بہ غرائب الاقوال (زیرِ طبع)؛ شریف التواریخ، ج ۳، ح ۱، ص ۱۸۲۔۱۸۴

Marfat.com

سدّ اکنبو

ضلع سرگودھا کا ایک موضع۔عرض بلد۳۲ درجہ،۲۴ فٹ ۱۸ انچ جنوب؛طول بلد۷۲ درجہ۴۰ فٹ ۵۹ انچ مشرق۔

سروانی

چک سروانی،مضافات لالہ موسیٰ،ضلع گجرات کا گاؤں۔شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۲۷۰

شاہ درہ

دریاے راوی کے کنارے،لاہور کے قریب قصبہ،جہانگیر بادشاہ،نور جہان بیگم اور آصف خان کے مقبرے وہاں ہیں۔دیکھیے: چار باغ پنجاب،ص۲۷۴

کالا

اب ''کالا شادیاں'' کے نام سے معروف ہے۔تحصیل پھالیہ،ضلع منڈی بہاء الدین۔قوم تارڑ وہاں آباد ہے۔شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۴۳۸

کوٹلی جلال الدین محمد

حضرت نوشاہ کے زمانے میں تذکرۂ نوشاہیہ میں اس کا محل وقوع سیال کوٹ سے دوکوس دور بتایا گیا ہے جسے حضرت نوشاہ کے ایک عقیدت مند جلال الدین محمد نے آباد کیا تھا۔لیکن اب اس نام کا کوئی گاؤں موجود نہیں ہے۔ممکن ہے مرور زمانہ کے ساتھ نام بدل گیا ہو یا موجودہ کوٹلی لوہاراں وہی جگہ ہو۔شریف التواریخ،ج۳،ح۱،ص۷۵،۱۲۵

گُنجاہ

شہر گجرات (پنجاب) سے دس کلومیٹر جنوب کی طرف ایک قدیم بستی،جس کی آبادی کی تاریخ ۷۵۴ء بتائی جاتی ہے۔یہ قصبہ متأخر دور میں اچھے اچھے شعرا،فضلا اور علماء کی جاے ولادت ہونے کی وجہ سے معروف رہا ہے۔جیسے محمد اکرم غنیمت،محمد ماہ صداقت،لچھمی نرائن دبیر،محمد صالح وغیرہ۔دیکھیے: چار باغ پنجاب،ص۲۰۸؛مخزن پنجاب،ص۳۰۴؛شریف التواریخ، ج۳،ح۳،ص۶۳-۶۴

معظم نگر

پوٹھوہار کے پرگنہ دان گلی کا ایک مقام،کیگو ہر نامہ میں اس کا نام یوں آیا ہے:

''سلطان اصالت خان به منصب سه هزاری و خطاب سلطانیِ دان گلی سرفرازی یافت و این گکهڑ چند مدّت در معظم نگر که در مُلک کچهی واقع است...متمکن ماند''(ص۱۸۶)

Marfat.com

مگھووال

ضلع گجرات میں کُنجاہ کے نزدیک، گجرات۔ سرگودھا سڑک پر واقع قصبہ، جسے مگھو بن ہری بن جَیتو وڑائچ نے آباد کیا۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۵۷-۱۵۸ حاشیہ

منیس

موضع منیس، ضلع گوجرانوالا۔ شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۲۷

نون

موضع نون، ضلع گجرات میں کوہستان پَنّی میں دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے۔ شاہان گوجر، ص۱۷۸؛ شریف التواریخ، ج۳، ح۱، ص۱۵۹

ہزارا (ہزارہ)

تخت ہزارا (تخت ہزارہ) پہلے ضلع سرگودھا کی تحصیل بھلوال میں تھا، اب اس کی تحصیل کوٹ مؤمن ہے۔ یہ مشہور عشقیہ داستان ہیر ورانجھا کے قہرمان رانجھا کا مولد و وطن ہے اور پنجابی شاعری میں ''تخت ہزارہ'' کو عشق خیز خطے یا شہر جانان کی علامت کے طور پر بکثرت استعمال کیا گیا ہے۔

ہیلاں

تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاء الدین کی قدیم اور تاریخی آبادی جو قدیم زمانے سے اسی نام سے آباد تھی اور اکبر کے زمانے میں اسی کے حکم سے جسونت سنگھ برہمن نے اسے پرانے نام ہی سے پھر آباد کیا۔ بستی سے باہر، کھیتوں میں، اکبری دور کے ایک امیر، شیخ علی بن حسن علی خان کا خستہ و برباد مقبرہ موجود ہے۔ جب راقم السطور نے ۲۰۰۹ء میں یہ مقبرہ دیکھا تو قبر کی تعویذ کے دونوں اطراف پتھر پر کُھدی ہوئی آیات قرآنی اور سرہانے صاحب قبر کے نام کا کتبہ محفوظ تھا، لیکن مقبرے کی اندرون چاروں دیواروں پر لکھے گئے فارسی اشعار بُری طرح مٹ چکے تھے اور کہیں کہیں سے صرف ایک دو الفاظ پڑھے جا سکتے تھے۔ تاریخی آثار کی اہمیت کے ادراک سے عاری زائرین یا سیاحوں نے مقبرے کی دیواروں پر اپنے نام لکھ لکھ کر اسے تختۂ سیاہ بنا دیا ہے۔ مزار سے متصل ایک تاریخی مسجد کے آثارِ باقیہ بھی موجود ہیں۔ اس کی حالت مقبرے سے بھی بدتر ہے۔ افسوس کہ محکمۂ آثار قدیمہ پنجاب نے مغلیہ طرز تعمیر کے حامل اس مقبرے اور مسجد کو محفوظ کرنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔

کسی زمانے میں ہیلاں پرگنہ تپہ تھا اور جوکالیاں، پھالیہ اسی تپہ کے اعمال سے تھے۔ حضرت نوشاہ گنج بخش کی بیٹی بی بی سائرہ وہاں حافظ معموری کے ساتھ بیاہی تھیں۔ ہیلاں کی جامع مسجد فاروقیہ کے صحن میں شمال مشرقی کونے میں واقع ایک قبر کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ بی بی سائرہ کی ہے۔ اس پر کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔ راقم السطور نے دو بار یہ قبر دیکھی ہے۔ ایک بار ۱۵ نومبر ۲۰۰۹ کو دیکھی۔ دیکھیے: چار باغ پنجاب، ص۲۰۹؛ مخزن پنجاب، ص۳۰۹

Marfat.com

تخریج اشعار

اس کتاب میں موقع محل کی مناسبت سے اشعار کا استعمال بھی ہوا ہے۔ان کی نوعیت تین طرح کی ہے: (الف) مصنفین (احمد بیگ، محمد حیات) کے اپنے اشعار تخلص کے ساتھ یا بغیر تخلص کے لیکن صراحت موجود ہے کہ انھی کے ہیں؛ (ب) دیگر شعرا کے اشعار، شاعر کی صراحت کے ساتھ (جیسے: ابوالمعالی غربتی، رضی الدین کنجاہی، عبدالرحیم فدایی، حافظ شیرازی، سعدی شیرازی)؛ (ج) بغیر شاعر کا نام لیے۔ یہاں تیسری قسم کے اشعار زیر بحث ہیں۔ان میں سے محض چند ایک کا قائل (شاعر) معلوم ہوسکا ہے، جس کی نشان دہی یہاں کی شعراء کے تخلص کی ترتیب سے کی گئی ہے۔

اسیری لاہیجی، محمد

هر که خدمت کرد او مخدوم شد
هر که خود را دید او محروم شد

عام طور پر یہ پورا بیت مولانا روم کا سمجھا جاتا ہے، لیکن مثنوی میں نہیں ہے، اس کا مصرع اولیٰ دیوان محمد اسیری لاہیجی میں موجود ہے۔

جامی، نورالدین عبدالرحمان

نه تنها عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

(یوسف وزلیخا، ج ۲، ص ۱۰۰)

حافظ شیرازی، خواجہ شمس الدین محمد:

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هایل
کُجا دانند حالِ ما سبک سارانِ ساحلها

(دیوان حافظ، ص ۲)

گنج قارون که فرو می رود از قهر هنوز
خوانده باشی که هم از غیرتِ درویشان است

(دیوان حافظ، ص ۳۴: گنج قارون که فرو می شود...)

Marfat.com

کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست

پہلا مصرع یوں ہے:

رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست

(دیوان حافظ، ص ۲۵)

شرح مجموعهٔ گل مرغ سحر داند و بس
نه هر آن کو ورقی خواند، معانی دانست

(دیوان حافظ، ص ۳۴: قدر مجموعهٔ گل، نه هر کو ورقی)

دیدن روی ترا دیدهٔ جان بین باید
وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بینِ منست

(دیوان حافظ، ص ۳۷)

شراب وعیشِ جهان چیست کار بی بنیاد
زدیم در صفِ رندان و هر آن چه بادا باد

(دیوان حافظ، ص ۶۹: عیش نهان؛ زدیم برصف)

بس تجربه کردیم درین دَیر مکافات
با دُرد کشان هر که در افتاد، بر افتاد

(دیوان حافظ، ص ۷۵)

ساربان بارِ من افتاد خدا را مددی
که امیدِ کرمت همدم این محمل کرد

(دیوان حافظ، ص ۹۱: امید کرمم)

مژده ای دل که مسیحا نفسی می آید
که ز انفاسِ خوشش بوی کسی می آید

علامہ قزوینی نے یہ شعر اپنے مرتبہ دیوان حافظ میں شامل نہیں کیا۔ لیکن ایک دوسرے ایڈیشن میں موجود ہے۔ دیکھیے: دیوان حافظ، بہ تصحیح محمد قدسی، بہ کوشش ابوالفضل علی محمدی وحسن ذوالفقاری، نشر چشمہ، تہران، ۱۳۸۱ش، ص ۳۱۰

کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور

پہلا مصرع اس طرح ہے:

Marfat.com

یوسف گم گشته باز آید به کنعان غم مخور

(دیوان حافظ، ص۱۷۲)

خسرو دہلوی، امیر:

من تو شدم، تو من شدی، من جان شدم، تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

خسرو سے منسوب شعر ہے لیکن مجھے کلیات غزلیات خسرو میں نہیں ملا۔ صاحب زادہ غلام نظام الدین نے شعر ناب، ص۶۱ میں پہلا مصرع یوں لکھا ہے: من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم، تو جان شدی.

سعدی شیرازی، مصلح الدین:

مگس پیشِ شوریده ای پر نزد
که او چون مگس دست بر سر نزد

بوستان کا شعر ہے، شوریدہ ای کی جگہ شوریدہ دل ہے۔ (کلیات سعدی، ص۲۶۰)

به دست آهکِ تفته کردن خمیر
به از دست بر سینه پیشِ امیر (کلیات سعدی، ص۶۰)

گِلی خوشبوی در حمام روزی
رسید از دست محبوبی به دستم

مصنف نے اسے گلستان سعدی کی غزل کہا ہے۔ یہ دراصل قطعہ ہے جو دیباچۂ گلستان میں آیا ہے۔ (کلیات سعدی، ص۲۵)

عطار نیشابوری، فریدالدین

تو ز خود گم شو، کمال این است و بس
تو مباش اصلا، کمال این است و بس

منطق الطیر، ص۱۱ میں یہ شعر اس طرح ہے:

تو مباش اصلا، کمال این است و بس
تو ز تو لا شو، وصال این است بس

فاطمۃ الزہرا (س)

Marfat.com

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوانَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الایَّامِ صِرنَ لَیَا لِیَا

حضرت فاطمۃ الزہرا (س) سے منسوب ہے۔ المجمع الثقافی، متحدہ عرب امارات کے جاری کردہ ایک سافٹ ویئر ''الموسوعۃ الشعریہ'' میں یہ بیت موجود ہے۔ قدیم فارسی متون میں سے مرزبان نامہ، ص ۴۶۹ میں بھی آیا ہے۔ البتہ وہاں حضرت فاطمہ (س) کا نام نہیں ہے۔

فدایی

مصنف نے عبدالرحیم فدایی ساکن سدّ اکنبو کا ایک قطعہ درج کیا ہے جس کا مطلع یہ ہے:

دلم در باغِ مدحِ نوشہ اندر ذکر و دستانش
چو دستان خوانده خوش دستان زبوی فیض و احسانش

یہ خاقانی اور امیر خسرو کے معروف قصیدوں کی پیروی میں ہے۔ خاقانی کا قصیدہ ''مرآۃ الصفا در حکمت و تکمیل نفس'' کا مطلع ہے:

مرا دل پیر تعلیم است و من طفل زباندانش
دم تسلیم سر عشر و ،سر زانو دبستانش

(دیوان خاقانی شروانی، ص ۲۰۹)

خسرو کے قصیدہ کا مطلع ہے:

دلم طفل است و پیرِ عشق استاد زباند انش
سواد الوجه سبق و مسکنت کنج دبستانش

(کلیات قصاید خسرو، ج ۲، ص ۵۵)

مولوی بلخی رومی، جلال الدین محمد

ما درون را بنگریم و حال را
ما برون را ننگریم و قال را

یہ بیت عام طور اسی طرح لکھا جاتا ہے، لیکن مثنوی کے نسخۂ قونیہ (۶۷۷ھ) میں یہ اس طرح ہے:

ما زبان را ننگریم و قال را
ما روان را بنگریم و حال را

(مثنوی معنوی، دفتر دوم، بیت ۱۷۶۱)

Marfat.com

نظامی گنجوی

گنـــاہِ من ار نـــامدی در شمـار
تـرا نـــام کـی بـودی آمرزگـار؟

(شرف نامہ،ص۶)

سپـــردم بـــہ تـو مـایـۂ خـویـــش را
تـــو دانـــی حســـاب کـم و بیـــش را

(شرف نامہ،ص۱۱)

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ

تألیف

حافظ محمد حیات نوشاہی

بہ کوشش

دکتر عارف نوشاہی

Marfat.com

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیّہ

(اُردو ترجمہ)

Marfat.com

Marfat.com

فیضانِ الٰہی

ترجمۂ اُردو

تذکرۂ نوشاہی

از

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

بہ اہتمام

عارف نوشاہی

Marfat.com

Marfat.com

فیضان الٰہی ترجمۂ اردو تذکرۂ نوشاہی

(تعارف)

عارف نوشاہی

سیّد حافظ محمد حیات نوشاہی کی فارسی تالیف تذکرۂ نوشاہیہ کا یہ اردو ترجمہ حضرت سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی نے کیا ہے۔ اگرچہ اس کے مقدمہ میں اس کی تاریخ ترجمہ ۷ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ / ۲۱ فروری ۱۹۳۴ء لکھی گئی ہے، لیکن میرا قیاس ہے کہ یہ اس کی تاریخ ابتدا ہے اور اس کی تکمیل بہت بعد میں (غالباً ۱۹۷۱ء کے بعد) ہوئی ہے۔ اس کے دو قرینے ہیں: پہلا یہ کہ شریف التواریخ جلد دوم میں جہاں حضرت شرافت نے اپنی تصانیف کا ذکر کیا ہے [1] وہاں اس ترجمہ کا ذکر نہیں ہے، حالاں کہ شریف التواریخ کی وہ جلد ۱۹۶۱ء میں تصنیف ہوئی تھی۔ اگرچہ شریف التواریخ میں حضرت شرافت نے جہاں اپنی ۱۰۶ تصانیف کی فہرست دی ہے وہاں اس عبارت کا بھی اضافہ کیا ہے:

> ''ان کے علاوہ بھی کئی میری تصنیفات ہیں جو بوجہ یاد نہ آنے کے اس فہرست میں درج نہیں ہوسکیں مثلاً تذکرۂ میر نواب صاحبہ اور جذبات عشق وغیرہ، بلکہ اور بھی کئی مسوداتِ متفرقہ ہیں جو مضامین مختلفہ پر مشتمل ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔''[2]

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ محمد اقبال مجدّدی نے اس کا نام ''فیضان الٰہی'' لیے بغیر محض ''تذکرۂ نوشاہی کا اردو ترجمہ'' لکھ کر اس کو زیر تکمیل بتایا ہے۔[3]

چونکہ فارسی متن کا نام ''تذکرۂ نوشاہی'' حضرت مترجم کے ملحوظ تھا، اسی کے وزن پر ترجمہ کا پورا نام **فیضان الٰہی ترجمۂ اردو تذکرۂ نوشاہی** رکھا گیا۔ انھوں نے ترجمے پر ایک مختصر دیباچہ بھی لکھا، جس میں متن کا تعارف، تاریخ ترجمہ اور ترجمے کا نام دیا ہے۔ تاہم انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ ترجمہ کرتے وقت تذکرے کا کون سا قلمی نسخہ ان کے پیش نظر تھا۔ چونکہ انھوں نے ۱۳۴۷ھ

Marfat.com

میں اپنے لیے تذکرۂ نوشاہیہ کی ایک نقل سیّد محمد عالم بن سیّد پیر محمد نوشاہی کے مملوکہ نسخے سے تیار کرلی تھی (شرافت، نسخۂ الف)، اس لیے قیاس ہے کہ وہی نسخہ ترجمے کی بنیاد رہا ہوگا۔ لیکن ایک مقام پر ترجمہ اور شرافت، نسخۂ الف کی ترتیب میں فرق ہے (۴) جس سے میرا یہ قیاس بھی مخدوش ہو جاتا ہے کہ ترجمہ کی بنیاد شرافت نسخۂ الف ہے۔

ظاہر ہے تذکرۂ نوشاہیہ کا جو متن ہم نے تدوین کیا ہے اور یہاں شایع ہوا ہے، وہ جزوی طور پر کسی بھی دوسرے نسخے سے مختلف ہے۔ یہی صورت اُس نسخے کی ہے جو حضرت شرافت کے پیش نظر تھا اور ان کے اردو ترجمہ کا ماٴخذ ہے۔ قارئین کو فیضان الٰہی اور میرے مرتبہ متن میں کہیں کہیں جزوی عدم مطابقت نظر آئے گی تو اس کی وجہ یہی ہے کہ فیضان الٰہی کی بنیاد کوئی اور نسخہ ہے۔ بعض مطالب غالباً مترجم کے ماٴخذ نسخہ میں نہیں تھے اسی لیے ترجمے میں بھی شامل نہیں ہیں، جیسے حضرت نوشاہ کے گلگو ہونے اور آباواجداد میں سے کسی کا یہ پیشہ اختیار کرنے کی روایت۔ لیکن یہ روایت ہمارے مرتبہ متن میں موجود ہے۔

اگرچہ یہ ترجمہ تحتِ لفظی نہیں ہے، لیکن مترجم نے متن کے الفاظ کی سختی سے پابندی کی ہے۔ اس حد تک کہ گویا ترجمے میں مترجم کی امانت داری کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ متن کا پابند رہنے سے ترجمے میں مصنف کا منشا اور مراد تو برقرار رہا ہے لیکن وہ روانی نہیں رہی جو اردو کے ایک قاری کو مطلوب ہے۔ میں نے عبارت کی بعض گرہیں کھولنے کے لیے، کہیں کہیں الفاظ میں جزوی تبدیلی کی ہے وہ بھی قواعد زبان اور محاورے کو سامنے رکھ کر۔ مثلاً مترجم کی عبارت: ''حضرت شاہ صاحب کی نقل کیا کرتا تھا'' (ص ۷۵) کو میں نے اسے یوں بدلا ہے: ''حضرت شاہ صاحب کی نقل اُتارا کرتا تھا۔''

بعض مقامات پر میں نے توضیحی الفاظ کھڑے بریکٹ [ ] میں داخل کیے ہیں۔ مثلاً اگر مترجم نے پنجابی لفظ ''سرگی'' استعمال کیا ہے تو اسے برقرار رکھتے ہوئے کھڑے بریکٹ میں [سحر] لکھ دیا ہے۔ ہلالین ( ) کے اندر توضیحات خود مترجم کی ہیں۔

مترجم نے جابجا اردو ترجمے میں پنجابی الفاظ کا استعمال بھی کیا ہے۔ جیسے:

باہی (ص ۳۸۷) چارپائی کا بازو
تلی (ص ۵۳) ہتھیلی
سرگی (ص ۳۵۳) سحر
کھڈایا (ص ۹۵) کھلایا
مونڈھوں (ص ۳۴۱) کندھوں، اگرچہ مونڈھا اردو میں بھی ہے۔
واہڈی (ص ۳۶) فصل کی کٹائی

Marfat.com

مترجم نے بعض الفاظ کا ایسا رسم الخط اختیار کیا ہے جو اب متروک ہو چکا ہے۔ میں نے اسے رائج املاء میں بدل دیا گیا ہے۔ یہ جدول ملاحظہ ہو:

مترجم کا املاء	مرتب کا املاء
آوے (ص ۷۵)	آئے
پورانا (ص ۸)	پرانا
پہچھانا (ص ۲۸)	پہچانا
جاوے (ص ۲۲)	جائے
جاویں (ص ۶۰)	جائیں
جڑھ (ص ۳۳)	جڑ
جھوٹھا (ص ۱۵)	جھوٹا
دونو (ص ۳۲)	دونوں

حواشی

۱۔ شریف التواریخ، ج ۲، ص ۴۲۷-۴۳۳

۲۔ ایضاً، ج ۲، ص ۴۳۳

۳۔ احوال و آثار سیّد شرافت نوشاہی، ص ۳۴؛ نیز تذکرۂ شرافت نوشاہی، ص ۱۴۳

۴۔ ترجمہ، ص ۱۵۲ اور شرافت نسخۂ الف، ص ۱۱۳ میں مضمون کی ترتیب مختلف ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
سَيِّدُنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِالْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امابعد:

قطب الاقطاب حضرت نوشہ گنج بخش قادری مجدّد اکبر قدس سرہٗ کے حالات و مقامات میں حضرت مرزا احمد بیگ لاہوریؒ نے ۱۱۰۷ھ میں ایک کتاب لکھی، جس کا نام ''رسالہ الاعجاز'' تھا۔ کسی حادثہ سے اس کے اوراق منتشر ہو گئے۔ ۱۱۴۶ھ میں اس کے اوراق، جن کا نہ کوئی ابتدا اور نہ انتہا تھا، وہ حضرت سیّد حافظ محمد حیات بن سیّد حافظ جمال اللہ نوشاہیؒ کے ہاتھ لگے۔ انھوں نے بہ ایما و بہ امداد برادر عم زاد سیّد شیر محمد بن سیّد شاہ عصمت اللہ نوشاہی اس کتاب کو مکمل و مرتب کیا۔ کچھ مزید حالات و کرامات داخل کیے اور حضرت نوشہ کے فرزندوں اور پوتوں کے کچھ واقعات زیادہ کیے اور یہ ایک مکمل تذکرہ بن گیا۔ انھوں نے اس کا کوئی نام نہ رکھا۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے ۱۲۸۰ھ میں کتاب خزینۃ الاصفیا، مشائخ کے حالات میں لکھی تو نوشاہی خاندان کے بزرگوں کے حالات اسی کتاب کے حوالہ سے لکھے اور مضمون کی مناسبت سے اس کا نام ''تذکرہ نوشاہی'' رکھ دیا۔ اس کے بعد جس مورّخ نے نوشاہی سلسلہ کے متعلق کچھ لکھا، اسی نام کا حوالہ دیتے آئے۔ چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں مخطوطہ کی صورت میں تھی، میں نے اب ۱۳۵۲ھ میں اس کا ترجمہ اُردو میں کر کے اس کا نام **فیضانِ الٰہی ترجمۂ اُردو تذکرہ نوشاہی** رکھا ہے، تا کہ اُردو خوان احباب اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اللہ المستعان

سیّد شرافت نوشاہی

آستانۂ عالیہ نوشاہیہ، ساہن پال شریف

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو ابدی الوہیت میں اکیلا ہے۔ اور سب شکر اس کے لیے ہے جو ازلی ربوبیت میں یگانہ ہے۔ وہ قدوسیت میں ایسا ہے کہ نہ اس کی بیوی، نہ اولاد اور نہ کوئی کنبہ ہے۔ اور صمدیت ایسی ہے کہ نہ کوئی ضد اور نہ ند ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام رسول کریم پر جن کو اُس نے نبوت اور رسالت کا تاج پہنایا، اور دینِ حق اور ہدایت کے لیے رسول بنا کر بھیجا، تا کہ اپنی کمال عنایت سے تمام دینوں پر اس کو غالب کرے، خواہ مشرکوں کو حماقت کی وجہ سے وہ پسند نہ آئے۔ اور تمام پیغمبروں پر ان کو بے بہا فضیلت عطا کی۔ (ان کے حق میں فرمایا، حدیث قدسی) ''میں نے سب مخلوق کو تمہارے لیے پیدا کیا۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان پیدا نہ کرتا۔'' ابتدا میں۔ اور ہر وقت۔ ان کو معجزات اور آیات [نشانیاں] نازل کر کے تائید کی۔ سنّت و جماعت کے مدارس کے زندہ کرنے کے لیے جوامع الکلم کتاب [قرآن مجید] سے مشرف کیا اور اپنے اتباع کرنے والوں کو حمایت سے جنت کی بشارت دینے والا بنایا۔ اور جو ان کی مخالفت کرے ان سے بیزاری اور دوزخ کے عذاب سے ڈرسنانے والا کیا۔ جو شخص اُن سے محبت رکھے، اس کے لیے سعادت ہے اور ان سے عداوت رکھنے والا شقاوت میں ہے۔ بڑا مہربان، سخی ہے، اپنی ولادت کے وقت بھی امت کو نہیں بھولا۔

بی بی صفیہ، جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پھوپھی اور دایہ تھیں، وہ حضور کی ولادت کے متعلق کہتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے، اسی وقت سر سجدہ میں رکھ دیا، نرم نرم آواز سے کچھ فرما رہے تھے۔ جب کان لگا کر میں نے سنا تو اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ [میری امّت، میری امّت] فرما رہے ہیں۔ [جیسا کہ معارج النبوۃ باب رضاعت میں ہے۔]

ہم آپ کی مہربانیوں سے امید رکھتے ہیں کہ شفاعت سے ہم کو نہ بھلائیں گے۔ (اور سلام ہو) آپ کے خلفا پر (جو ہدایت کے) ستارے ہیں، جن کی بھی تم پیروی کرو گے سچے راستہ کی رعایت میں ہدایت پا جاؤ گے۔ چار اُن میں سے وہ ہیں جن کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے از روے عقل وفکر فضیلت دی ہے۔ اور اہلِ ولایت کی معرفت کے چراغ سے اسلام کو مدد دی۔ اور اولیا کو لاتعداد کرامات اور بے شمار خوارق سے تائید کی۔

Marfat.com

[سببِ تالیف]

درود نامعدود پیغمبروں کے سردار اور انبیا کے خاتم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد؛

حقائق کے سمندروں کے غوّاصوں اور دقائق کے دریاؤں کے ملّاحوں کی رائے عالم آرا پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ چند بے ترتیب اجزا، جن کا نہ خطبۂ ابتدا اور نہ خاتمۂ انتہا تھا اور بہت پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی اکثر عبارتیں ٹوٹی پھوٹی ہوئی تھیں، مرزا احمد بیگ لاہوری کی تصنیف سے، جو ایک واسطہ سے واصلوں کے پیشوا، عارفوں کے برگزیدہ، نوشاہِ دین کے عروۂ وثقیٰ اور حبل متین سے متمسک ہوئے تھے، چنانچہ اسی کتاب میں اس کی کیفیت بیان کی جائے گی، ایک ہزار ایک سو چھیالیس ہجری نبوی (۱۱۴۶) میں [مخلوقات کے احقر] فقیر محمد حیات بن فضائل پناہ، کمالات دستگاہ، حضرت میاں جمال اللہ بن حضرت میاں برخوردار بن، عرفان کے جنگل کے شیر اور ایقان کے سمندر کے نہنگ، حضرت نوشہ صاحب کو ملے۔ نیز حضرت کے اکثر مقاماتِ عالیہ اور چھ (۶) فرزندانِ ارجمند جو کہ ہر ایک صاحبِ جمال اور صاحبِ کمال تھے، کے حالات مرزا صاحب معزالیہ نے نہیں سنے تھے، وہ اخوت پناہ، شفقت و مرحمت پناہ، بھائی شیر محمد صاحب جو سجادگی کے مسند پر حال کے بادشاہ اور صاحبِ وقت ہیں اور مناسب جگہ پر اُن کے احوال بھی درج کیے جائیں گے، کے حکم کے مطابق، ابتدا کا خطبہ اور انتہا کا خاتمہ اور وہ عبارت جو کتاب کے پرانا ہونے کی وجہ سے مِٹ گئی تھی اور وہ حالات جو مصنف کے گوش ہوش میں نہیں پہنچے تھے، میں نے مسودہ کیے اور بھائی صاحب (میاں شیر محمد) نے تحریر کیے، اور کتاب میں درج فرمائے۔

اگرچہ آنحضرتؐ کے خوارق اس قدر ہیں کہ ''اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلمیں ہو جائیں'' [کہف / ۱۰۹] اور عُمریں ان کے لکھنے میں ختم ہو جائیں تو آپ کے ہزاروں بڑے بڑے خوارق میں سے ایک حرف بھی نہ لکھا جائے۔ لیکن اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق، مرزا صاحب نے بھی اور میں (محمد حیات) نے بھی، اپنی ابدی سعادت شمار کر کے سو میں سے ایک، اور ہزار میں سے تھوڑا سا مرقوم قلم کیا۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں سے میں دعاے خیر کا اُمیدوار ہوں اور سہو ہو جانے سے معافی کا خواستگار۔ اے اللہ! میں پوشیدہ اور ظاہر گناہوں، دن اور رات کے گناہوں کی تجھ سے بخشش مانگتا ہوں۔ تجھی سے مبدا اور تجھی کی طرف معاد ہے۔ اپنے کمال فضل سے مجھے ہدایت کے راستے کی طرف رہنمائی کر۔ مجھ سے یہ دعا قبول کر، بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔

Marfat.com

فصل
ولایت کی تحقیق میں

[لفظ] ولایت مشتق ہے ''ولی'' سے کہ قرب (نزدیکی) ہے اور وہ دو قسم ہے، ولایت عامہ اور ولایت خاصہ۔

ولایت عامہ سب مومنوں کے درمیان مشترک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ. [بقرہ / ۲۵۷] (اللہ مومنوں کا دوست ہے۔ ان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔)

اور ولایت خاصہ، ارباب سلوک سے، واصلوں سے مخصوص ہے۔ اور یہ عبارت ہے بندے کے حق میں فنا ہونے اور اس کے ساتھ بقا ہونے سے۔ پس ولی وہ ہے جو اُس میں فانی اور اس کے ساتھ باقی ہو۔ اور فنا عبارت ہے نہایت سیر الی اللہ سے اور بقا عبارت ہے بدایت سیر فی اللہ سے۔ کیونکہ سیر الی اللہ اس وقت انتہا کو پہنچتی ہے کہ وجود کے میدان کو صدق کے قدموں سے یکبارگی طے کرے۔ اور سیر فی اللہ اُس وقت متحقق ہوتی ہے کہ بندہ کو فنائے مطلق کے بعد پھر وجود اور ذات از سرِ نو عطا ہو، تا کہ اس (وجودِ باقی) سے اوصافِ الٰہی کے اتصاف اور اخلاقِ ربانی کے تخلق کے عالم میں ترقی کرے۔ اور یہ ولی کے شرائط سے ہے کہ (گناہ سے) محفوظ ہو۔ جیسا کہ نبی کے شرائط میں سے ہے کہ وہ معصوم ہو۔ پس ہر وہ شخص جس پر شریعت کا اعتراض ہے، وہ مغرور اور فریبی ہے۔

''معرفت'' عبارت ہے معلومِ مجمل کے تفصیلی صورتوں میں پہچاننے سے، جیسا کہ علم نحو میں مثلاً یہ جانے کہ ہر ایک عوامل لفظی اور معنوی کیا عمل کرتا ہے۔ اجمالاً ایسا جاننا علم نحو ہوتا ہے اور عبارت عربی پڑھتے وقت بغیر کسی توقف اور روَیت کے ہر ایک عامل کو مفصّل جاننا اور اس کو پورے محل میں استعمال کرنا، یہ نحو کی معرفت ہے۔ اور اس کو فکر اور روَیت سے پہچاننا نحو کا تعرف۔ اور باوجود علم ہونے کے اس سے غافل رہنا سہو اور خطا ہے۔ پس معرفتِ ربوبیت سے یہ مراد ہے کہ ذات وصفات الٰہی کو احوال اور حوادث کی تفصیلی صورتوں میں پہچاننا۔ بعد اس کے کہ معلوم ہو چکا ہو کہ موجود حقیقی اور فاعل مطلق وہی ذات پاک ہے۔

جنید قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ معرفت کیا ہے؟ انھوں نے کہا، معرفت تیرے وجود کا بے خبر ہونا، اس کے علم کے قائم ہونے کے وقت۔ فقر یہ ہے کسی چیز کا ملکیت میں نہ ہونا اور صفات کے احکام سے نکل جانا۔ فقیر وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور نہ اس کا کوئی مالک ہو۔ صوفی وہ ہے جس کو حق، محبت کر کے اپنی ذات کے لیے چُن لے۔ اور فقیر وہ ہے جو خدا کا قرب حاصل

Marfat.com

کرنے کے لیے اپنے فقر میں نفس کو صاف رکھے۔

نفحات الانس میں لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے نبوی برہان کو باقی رکھا ہے اور اولیا کو ان کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے، تاکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سچی نشانیاں اور پختہ دلائل ظاہر ہوتے رہیں اور انھیں کو جہان کے والی بنایا، تاکہ وہ حضور کی حدیث کے مجدّد ہوئے ہیں، اور متابعت نفس کا راستہ لپیٹ لیا ہے۔ انھیں کے قدموں کی برکتوں سے آسمان سے مینہ برستا ہے۔ اور انھیں کے صفائے احوال سے زمین سے انگوریاں اُگتی ہیں۔ اور انھیں کی ہمت سے مسلمان کافروں پر فتح پاتے ہیں۔ (ان میں سے ایک گروہ) چار ہزار ہیں جو پوشیدہ ہیں۔ جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور نہ ہی اپنے حال کی خوبی جانتے ہیں۔ اور سب احوال میں اپنے آپ سے اور خلقت سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اور احادیث اس پر وارد ہیں۔ اور اولیا کا کلام اس پر دلیل اور مجھ (مؤلف) کو بحمد اللہ خود بھی اس بارے میں خبر ظاہر ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ اہلِ حل وعقد ہیں اور درگاہِ الٰہی کے سپاہی ہیں۔ تین سو ہیں کہ ان کو ''اخیار'' بولتے ہیں۔ اور چالیس دوسرے ہیں ان میں سے، ان کو ''ابدال'' کہتے ہیں۔ اور ان میں سے سات اور ہیں، ان کو ''ابرار'' کہتے ہیں۔ اور چار اور ہیں جن کو ''اوتاد'' کہتے ہیں۔ اور تین ان میں سے اور ہیں جن کو ''نقبا'' کہتے ہیں۔ اور ایک اور جس کو ''قطب'' اور ''غوث'' بولتے ہیں۔ یہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور کاموں میں ایک دوسرے سے پوچھنے کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق احادیث نبوی وارد ہیں اور اہلِ حقیقت اس کی صحت پر متفق ہیں۔

Marfat.com

فصل
خوارق عادات کی قسموں میں

امام نحریر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اگر کسی انسان کے ہاتھ پر خرق عادات کام ظاہر ہو تو وہ دو طرح ہے، یا تو کسی دعویٰ کی بنا پر ہوگا، یا بغیر دعویٰ کے۔ پہلی قسم یہ کہ وہ دعویٰ الوہیت کا ہوگا یا دعویٰ نبوت یا دعویٰ ولایت، یا دعویٰ جادو اور تسخیر شیاطین کا۔ پس یہ چار قسمیں ہوئیں۔

پہلی قسم الوہیت کا دعویٰ۔ اور ہمارے اصحاب نے جائز قرار دیا ہے اس کے ہاتھ پر خرق عادات کا ظاہر ہونا، بغیر کسی معاوضہ کے۔ جیسا کہ نقل کیا گیا ہے کہ بیشک فرعون دعویٰ الوہیت کا کرتا تھا اور اس کے ہاتھ پر خوارق عادات ظاہر ہوتے تھے۔ اور اسی طرح دجّال کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے جو ہمارے اصحاب نے کہا ہے۔ اور بیشک یہ جائز (ممکن) ہے کیونکہ اس کی شکل اور صورت ہی اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ پس خوارق کا اس کے ہاتھ پر ظاہر ہونا دھوکا کی طرف نہیں لے جا سکتا۔

دوسری قسم نبوّت کا دعویٰ ہے اور یہ دو طرح ہے۔ یا تو وہ مدّعی سچا ہوگا یا جھوٹا۔ اگر وہ سچا ہوگا تو خوارق کا اس کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ضروری ہے۔ جو لوگ نبوّت کی صحت کے مقرّ ہیں، ان سب کے نزدیک یہ بات متفق علیہ ہے۔ اور اگر وہ مدّعی جھوٹا ہوگا تو خوارق کا ظاہر ہونا اس کے ہاتھ پر جائز (ممکن) نہیں۔ اور اگر بفرضِ محال کوئی بات ایسی اس سے ظاہر ہو جائے تو معارضہ کا حاصل ہونا واجب ہے۔

تیسری قسم ولایت کا دعویٰ ہے۔ پس اولیا کی کرامات کے قائلین نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کیا کرامت کا دعویٰ کرنا جائز ہے؟ پھر کیا وہ اس کے دعوے کے مطابق کام ہوا ہے یا نہیں؟

چوتھی قسم جادو اور شیاطین کی تسخیر کا دعویٰ ہے۔ پس ہمارے اصحاب کے نزدیک خوارق عادات کا اس کے ہاتھ پر ظاہر ہونا جائز (ممکن) ہے اور معتزلہ کے نزدیک جائز نہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ کسی ایسے انسان کے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہوں جو کسی طرح کا دعویٰ نہیں کرتا۔ پس وہ انسان یا تو نیک اور اللہ کا مقبول ہوگا یا وہ پلید، گنہ گار ہوگا۔ پس جو نیک سے ظاہر ہو وہ کرامات اولیا سے ہے اور بیشک ہمارے اصحاب نے اس کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ اور معتزلہ نے، سوائے ابا الحسین بصری اور اس کے شاگرد محمود خوارزمی کے، اس سے انکار کیا ہے۔ اور جو

Marfat.com

خدا کی درگاہ کا مردود ہو، بعض ان لوگوں سے خوارق ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس اس کا ''استدراج'' نام رکھا گیا ہے۔

سلک السلوک میں لکھتے ہیں، اگر خرق عادت پیغمبر سے صادر ہو تو ان کے کمال علم اور عمل کی وجہ سے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر ولی سے ظاہر ہو تو اس کے کمال عمل کی وجہ سے اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اور اگر بعضے مجانین (مجاذیب) سے خوارق ظاہر ہوں تو ان میں علم و عمل نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ''معونت'' کہتے ہیں۔ اور اگر کافر سے صادر ہو تو اس میں علم اور عمل اور ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ''استدراج'' کہتے ہیں۔ ان میں سے پہلی دو شقیں مقبول ہیں۔ تیسری شق کو نہ ردّ ہے نہ قبول۔ چوتھی شق مطلقاً مردود ہے۔

مرتبہ رسالت کا کئی درجہ بلند ہے۔ رسول وہ ہے جس پر کتاب نازل ہوئی ہو اور وحی بالمشافہ آئے۔ نبی عام ہے، اس کو کتاب ہو یا نہ ہو، کبھی الہام سے ملہم ہوتا ہے، کبھی خواب میں۔ اس کو ہاتف اور سروش بھی کہتے ہیں، خبروں کا دینے والا۔

رسالت کی انتہا، الوہیت کی ابتدا ہے۔ رسالت کی ابتدا، شہادت کی انتہا ہے۔ اور شہادت کی ابتدا ولایت کی انتہا ہے۔ نیز نبوّت اور ولایت کے درمیان یہ فرق ہے کہ نبوّت و رسالت میں معجزہ کا اظہار لازم ہے اور ولایت میں کرامت کا اظہار ان کے نزدیک کبیرہ ہے۔ نیکوں کی نیکیاں، مقربین کی بدیاں ہوتی ہیں۔

ایک روز میں (محمد حیات مرتّب کتاب ہٰذا) نے فضائل پناہ حضرت قبلہ گاہ (میاں جمال اللہ صاحب) کی جناب میں عرض کیا کہ جب کرامت کا ظاہر کرنا کبیرہ ہے، پس آپ کیوں کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا، ایک اظہار ہے، دوسرا ظہور۔ اظہار یہ ہے کہ خود ظاہر کریں۔ ظہور وہ ہے جو خود بخود ظاہر ہو، جیسا کہ سیلاب کے وقت دریا کی موج خود بخود کنارہ سے باہر آ جاتی ہے۔ یہ ظہور ہے اور یہ منع نہیں۔

Marfat.com

فصل
کراماتِ اولیا کے اثبات میں

امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب دلائل النبوۃ میں ہے، اولیا کی کرامات حق ہیں۔ قرآن مجید، احادیثِ صحیحہ مرویہ اور اجماع اہلِ سنت والجماعت سے، جو اس پر ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا. [آل عمران / ۳۷] (جب زکریاؑ مریم پر محراب میں داخل ہوئے اس کے پاس رزق پایا۔) اہلِ تفسیر رحمہم اللہ نے اس میں کہا ہے کہ دیکھتے تھے ان کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں، اور مریم رضی اللہ عنہا پیغمبر نہ تھیں، اس پر اجماع ہے۔ پس یہ آیت [اولیاء کی] کرامات کے منکر پر حجت ہے۔

اور کتاب کشف المحجوب میں ہے کہ خداوند سبحانہ نے کتاب کی نص میں ہم کو خبر دی ہے آصف کی کرامت سے، کہ جب سلیمان علیہ السلام کو ضرورت ہوئی کہ بلقیس کا تخت اس کے آنے سے پہلے یہاں ظاہر کریں اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ آصف کی بزرگی لوگوں کو دکھائے اور اس کی کرامت ظاہر کرے اور اہلِ زمانہ کو دکھائے کہ اولیا کی کرامت صحیح ہوتی ہے۔ سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے کہا کہ تم میں سے کون ہے کہ بلقیس کا تخت اُس کے آنے سے پہلے یہاں لا حاضر کرے؟ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ. [نمل / ۳۹] جنات میں سے ایک دیو بولا کہ میں آپ کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے لا سکتا ہوں۔ سلیمان نے کہا کہ میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ آصف نے کہا، اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ. [نمل / ۴۰] میں آپ کے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت یہاں حاضر کر سکتا ہوں۔ اس بات پر مہتر سلیمانؑ اُس پر متغیر نہ ہوئے اور انکار نہ کیا، اور اس کو یہ کام مشکل نہ ہوا۔ اور یہ کام ہر حال میں معجزہ نہ تھا، کیونکہ آصف پیغمبر نہ تھا۔ پس ضرور ہے کہ یہ کرامت ہو۔

نیز اصحابِ کہف کے احوال اور کتے کا ان کے ساتھ بات کرنا اور ان کا سو جانا اور غار میں دائیں بائیں ان کا کروٹیں بدلنا۔ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ق وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ. [کہف / ۱۸] (اور ان کا دائیں بائیں کروٹیں بدلنا اور ان کا کتا دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوا تھا) یہ سب کام عادت کے خلاف ہیں اور یہ معلوم ہے کہ معجزہ نہیں، پس لامحالہ یہ کرامت ہیں۔

Marfat.com

اولیا کی کرامات کا اثبات اس سبب سے ہے جو صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یارسول اللہؐ! ہم کو اگلی امتوں کے عجائب میں سے کوئی چیز بتاؤ۔ آنحضرتؐ نے اصحابِ کہف کا سارا قصہ بیان فرمایا۔

اور وہ جو بعض اولیا اللہ سے منقول ہے کہ ولایت (نبوّت سے) افضل ہے، اس کی بنا یہ ہے کہ نبی کو دو وجہیں [جہتیں] ہیں۔ ایک ولایت کی جہت، جو نبوّت کا باطن ہے۔ دوسری نبوّت کی جہت جو ولایت کا ظاہر ہے۔ اور نبی ولایت کی جہت سے، کہ نبوّت کا باطن ہے، حق تعالیٰ سے عطا اور فیض لیتا ہے۔ اور نبوت کی جہت سے، جو ولایت کا ظاہر ہے، خلقت کو پہنچاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو مُنہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف ہے، وہ اشرف اور افضل ہے۔ یہ نہیں کہ ولی تابع کی ولایت نبی متبوع کی نبوّت سے افضل ہے۔ اور یہاں یہ لازم نہیں آتا جیسا کہ کم عقلوں کا خیال ہے کہ ولی، نبی سے افضل ہوتا ہے کیونکہ نبی کو ولایت کی جہت، ولی کی ولایت سے بدرجۂ کمال حاصل ہے اور نبوّت کا مرتبہ اُس پر زائد ہے۔

بعض اکابر عارفوں نے کہا ہے کہ اگر تو سنے یا تیری طرف نقل کی جائے کہ اہل اللہ میں سے کسی نے کہا ہے کہ ولایت، نبوّت سے اعلیٰ ہے، پس اُس کا یہ خیال نہیں مگر یہ کہ نبی کی ولایت نبوّت سے اعلیٰ ہے۔ یا تو کہے کہ ولی ایک حیثیت سے نبی اور رسول پر فوقیت رکھتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ ایک ہی شخص میں ہوں، اور بیشک رسول بحیثیت ولی ہونے کے اس سے کامل ہے۔ جو صرف نبی اور رسول ہے، یہ نہیں کہ ولی تابع ان سے اعلیٰ ہو۔

اگر کوئی شخص دونوں جہتوں، ولایت اور نبوت، کو نبوت نام رکھ دے، اس میں شک نہیں کہ ان معنوں میں نبوت، ولایت سے افضل ہوگی۔ اور یہ نزاع اصطلاح کی طرف راجع ہوگی۔ یہ شواہد النبوۃ سے نقل کیا گیا ہے۔

حضرت یحییٰ منیری قدس سرہ کے ملفوظ میں لکھا ہے کہ یہ بات شروع ہوئی کہ اولیا کے سینے دعوت انبیا کے خلیفے ہیں۔ مخدوم ۔عظمۃ اللہ۔ نے فرمایا کہ ہر جگہ لکھتے ہیں کہ اگر نبوت باقی ہے، حدیث باقی ہے اور اس کی شرح کی ہے کہ پیغمبروں کے سینے وحی کا محل ہیں، اور اولیا کے سینے الہام کا محل ہیں۔ اگر وحی کی وجہ منقطع ہوگئی اور الہام کی حدیث اس کی جگہ باقی ہے، اگر انبیا نہیں ہیں اُن کے خلیفہ اولیا باقی ہیں۔ پس جس نے کہا ہے، حدیث باقی ہے، یہی ہے۔ یعنی اگرچہ وحی کی وجہ منقطع ہوگئی ہے، اس کی جگہ حدیثِ الہام باقی ہے۔

Marfat.com

فصل
احوال شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

حالاتِ عالیہ اور مقامات متعالیہ حضرت غوث صمدانی، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ العزیز۔ آپ کے بااخلاص مریدوں اور عقیدت مند خادموں نے نہایت رسوخ فدویت کے ساتھ، بڑی ضخیم کتابیں اور جسیم نسخے مرتّب کیے ہیں۔ بحکم ذکر الحبیب لبیب (دوست کا ذکر پیارا ہوتا ہے) تبرک وتیمن کے طور پر چند احوال صاحبِ ہمت عالی، شیخ ابوالمعالی کی تصنیف کتاب سے، اس کتاب کے شروع میں درج کیے ہیں۔ اس امید پر کہ اس احقر کے حق میں توجہ فرمائیں کہ دنیاوی مقاصد اور اُخروی سعادت کے حاصل ہونے سے ممتاز اور سرفراز ہو جاؤں۔

مصرع:

یہ کیا عجب ہے کہ بادشاہ گداگر کو نواز دیں

آنحضرت۔ رضی اللہ عنہ۔ کی پیدائش کا ذکر

قاضی القضاۃ ابی نصر صالح بن شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ محی الدین سے نقل ہے کہ جب اُس رشحہ نیسان احسان اور دُرّ دریائے عمان عرفان نے پدری صلب کے آسمان کی بلندی سے، ماں کے رحم کے صدف میں نزول وحلول فرمایا، اُس وقت آپ کی والدہ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ یہ بھی کرامت ظاہر اور دلیل باہر ہے کہ ساٹھ سال کی عمر نومیدی کا وقت ہے۔ آپ کا حمل اور پیدائش خارق عادت سے ظہور میں آیا۔

قطعہ کا ترجمہ:

اے آب حیات جس زمین پر تو خضر کی طرح چلے گا
خواہ وہ پتھر ہو گا سبزۂ تر ہو جائے گا
وہ خشک کھجور جس کے نیچے ایک دم تم بیٹھ جاؤ
وہ سبز اور تازہ ہو جائے اور نئے سر سے پھل لائے گی

Marfat.com

ابی نصر صالح سے نقل ہے کہ آنحضرتؒ کی پیدائش ۴۷۰ھ چار سو ستر ہجری میں ہوئی۔

قطعہ کا ترجمہ:

وہ بزرگ کہ اٹھارہ ہزار اُس کے غلام ہیں
غوث اعظم مبارک وجود والا بادشاہ
جب حَسنؒ کے باغ سے پھول کی طرح کھِلا
چار سو تھے اور اس پر ستّر

ایضاً آنحضرتؒ کے پیدائش کی تاریخ تعمیہ اور ایما باصفا میں۔

رباعی کا ترجمہ:

نبوی باغ کہ عجب واقع ہوا ہے
اس باغ میں پھول کی طرح کھِلا عبدالقادر [''دمید عبدالقادر'']
وہ چیز جو پھول کے نیچے ہے وہ ہوئی ہے
آپ کے مولّد شریف کی تاریخ صادر

شیخ ابوسعد عبداللہ اور امّ احمد حبیبہ، خاتون عارفاں سے روایت کرتے ہیں کہ کئی مرتبہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب میرا فرزند عبدالقادر متولّد ہوا، رمضان کے مہینے میں دن کو پستان منہ میں نہ ڈالتا اور دودھ نہ پیتا۔

فرد کا ترجمہ:

تعالیٰ اللہ بہت اچھا بادشاہ جب اس نے ہستی کا نیرنگ پایا
اس کے گوہر پاک نے پرہیز گاروں سے دَم مارا

ایک بار بادل کی وجہ سے ماہِ رمضان کا ہلال پوشیدہ رہا۔ لوگوں نے آکر مجھ سے پوچھا کہ حال کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے بچے نے آج دودھ نہیں پیا اور پستان منہ میں نہیں لیا۔ اس کے بعد مقرر ہو گیا کہ آج روزہ ہے۔ شہر میں مشہور ہو گیا کہ سیّدوں کے گھر میں بچہ پیدا ہوا ہے جو ماہِ رمضان کے دن میں دودھ نہیں پیتا۔

قطعہ کا ترجمہ:

جس کی عاقبت اچھی ہو، وہ پہلے ہی سے صدق و صفا کے راستے میں ہے۔
لوگوں نے یہ مثل سچ کہی ہے۔ میوہ کی خوبی اس کے پھول سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ آنجناب فرماتے ہیں کہ جب بچپن کے دنوں میں مَیں چاہتا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیلوں، غیب بے رَیب سے آواز آتی کہ اے مبارک! میری طرف آؤ۔

فرد کا ترجمہ:

اے جان کی راحت کب تک دوسروں کی طرف جاؤ گے
میری طرف آؤ کہ میں تمہارا وفادار یار ہوں

جب میں یہ آواز سنتا تو بھاگ جاتا اور ڈر سے اپنی والدہ کی گود میں جا بیٹھتا۔ اب وہ آواز میں خلوت میں سنتا ہوں۔

نیز فرمایا کہ میں جوان تھا اور سیر و سیاحت کرتا تھا۔ میں نے آواز سنی- اور کسی شخص کو نہ دیکھا- ''اے عبدالقادر! تجھ کو میں نے اپنے لیے برگزیدہ کیا ہے۔'' اور مجاہدہ کے زمانے میں جب مجھے اونگھ آجاتی، میں آواز سنتا کہ ''اے عبدالقادر! تجھے سونے کے لیے میں نے پیدا نہیں کیا، اپنے لیے تجھ کو چُن لیا ہے، مجھ سے غافل نہ ہو جاؤ۔''

شیخ عبدالرزاق روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرتؒ کو پوچھا کہ آپ نے کب پہچانا کہ آپ خدا کے ولی ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں دس سال کا تھا، مکتب کی طرف جا رہا تھا۔ فرشتوں کو میں نے دیکھا کہ میرے آس پاس پھرتے تھے اور مکتب والوں کو کہتے تھے، افسحوا الولی اللّٰہ (اُٹھو اور خدا کے ولی کو جگہ دو)۔ ایک وقت میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو پہچانتا نہ تھا۔ جب فرشتوں کی آواز سنی تو اُس نے مکتب کے ایک لڑکے سے پوچھا، یہ لڑکا کون ہے؟ اس کے بعد اُس نے کہا کہ عنقریب اس کی شان بہت بلند ہو جائے گی، اس کو دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا، اور تمکین دیا جائے گا اور پردہ نہ کیا جائے گا، اور مقرب کیا جائے گا اور دھوکا نہ کیا جائے گا۔

نظم کا ترجمہ:

اس نے کہا خدا کی مہربانی سے۔ آخر کو اس جوان کو شانِ عظیم مل جائے گی،
اس کو تمکین اچھی مل جائے گی۔ کوئی پردہ کی ذلت اس کو نہ ہوگی۔
خدا کا واصل ہو جائے گا، جدا نہ ہوگا، قرب پائے گا۔ اس کے ساتھ مکر نہ ہوگا۔
اس کے بعد چالیس سال کے بعد اُس شخص کو میں نے پہچانا کہ وہ وقت کے ابدالوں میں سے تھا۔

شیخ عبدالرزاق سے نقل ہے کہ میرے والد ماجد حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، اُس وقت جب کہ میں گیلان سے بغداد کو آیا تھا، میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ اور جماعت مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ محی الدین ۴۸۸ھ چارسو اٹھاسی ہجری میں بغداد پہنچے۔ بڑی کوشش سے تحصیلِ علم میں مشغول ہوئے۔ پہلے قرآن پھر فقہ اور حدیث اور علومِ دینیہ اُن

Marfat.com

بزرگوں سے حاصل کیا جو اُس زمانہ میں متعیّن تھے۔ تھوڑے زمانہ میں اپنے اقران پر فائق ہو گئے اور اپنے اہلِ زمانہ میں ممتاز ہو گئے اور ۵۲۱ھ پانچ سو اکیس ہجری میں منبر پر آئے۔ لوگوں کو وعظ کیا۔ عرب کے تمام فصحا آپ کے کلام میں مشعوف اور پورے فائدوں میں مشغول ہو گئے۔

شیخ ابوعبداللہ سے نقل ہے کہ حضرت شیخ فرماتے تھے، میں ابھی چھوٹا تھا، عرفہ کے دن باہر گیا۔ ہل جوتنے کے لیے میں ایک بیل کے پیچھے چلا۔ اس بیل نے منہ پیچھے کیا اور کہا، **یا عبدالقادر! مالھٰذا خلقت ولا بھٰذا اُمرت** (اے عبدالقادر! نہ اس کام کے لیے تم پیدا کیے گئے ہو اور نہ اس کام کا تم کو حکم دیا گیا ہے)۔ میں ڈرا اور واپس آ گیا۔ اپنے مکان کے چھت پر چڑھا۔ حاجیوں کو دیکھا کہ عرفات میں کھڑے ہوئے ہیں۔ میں اپنی والدہ کے پاس آیا اور سب ماجرا اُن کو سنایا اور عرض کیا کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کے کام کا حکم کرو اور اجازت دو کہ بغداد جاؤں اور علم میں مشغول ہو جاؤں اور نیک لوگوں کی زیارت کروں۔ مجھ سے اس کا سبب پوچھا۔ میں نے بتایا۔ وہ رو پڑیں اور اُٹھ کر اسّی دینار لے آئیں جو میرے والد کی میراث میں باقی پڑے تھے۔ چالیس دینار میرے بھائی کے لیے چھوڑے اور چالیس دینار میرے پیراہن میں بغل کے نیچے سی دیے اور مجھ کو سفر کا حکم دیا اور ہر حال میں سچ بولنے کا مجھ سے عہد لیا۔ اور میرے رخصت کرنے کو باہر آئیں اور کہا، ''اے فرزند! جاؤ کہ خدا تعالیٰ کے لیے میں نے تجھ سے (رابطہ) توڑا اور قیامت تک تیرا مبارک چہرہ نہیں دیکھوں گی۔'' میں ایک چھوٹے قافلے کے ساتھ ہمراہ ہو کر بغداد کو روانہ ہوا۔ جب ہمدان سے گذرے، ساٹھ سوار قافلہ پر آ پڑے اور لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے میری طرف منہ کیا اور کہا کہ اے فقیر! تو اپنے پاس کیا رکھتا ہے؟ میں نے کہا، چالیس دینار۔ اُس نے پوچھا، کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے پیراہن میں بغل کے نیچے سیے ہوئے ہیں۔ اس نے گمان کیا کہ شاید میں مسخری کر رہا ہوں۔ دوسرا آیا، اس نے بھی پوچھا۔ میں نے وہی جواب دیا۔ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے اور جو کچھ مجھ سے سنا تھا، کہا۔ اس نے مجھے طلب کیا۔ ایک ٹیلہ پر قافلہ کے مال کو آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔ ان کے سردار نے مجھ سے پوچھا کہ کچھ اپنے پاس رکھتے ہو؟ میں نے اس کو بھی وہی جواب دیا۔ جب انھوں نے کپڑا پھاڑا تو جو کچھ میں نے کہا تھا ویسا ہی پایا۔ سردار نے کہا، تم نے کس لیے اعتراف کیا؟ میں نے کہا کہ میری اماں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ سچ بولا کرنا۔ میں نے نہیں چاہا کہ اپنی والدہ کے عہد میں خیانت کروں۔ پس وہ سردار رو پڑا اور کہا کہ تم اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کرتے اور میری عمر گذر چکی ہے کہ میں اپنے پروردگار کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں۔ اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ تو راستے لُوٹنے (ڈاکو ہونے) میں ہمارا سردار تھا، اب توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار تو ہی بن جا۔ چنانچہ سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جو کچھ قافلہ سے لُوٹا تھا، واپس دے دیا۔ میرے ہاتھ پر سب سے پہلے توبہ کرنے والے وہی تھے۔

Marfat.com

رباعی کا ترجمہ:

عجمی ترک نے ترکانہ زلفیں ڈال دی ہیں
گھر سے باہر نکلا اور سو گھروں کو برباد کر دیا
جس وقت اس کے لب کا عقیق باتیں کرنے لگا
پیالہ اور پیمانہ کے منہ سے خون نکال دیا

Marfat.com

فصل

حضرت نوشہ حاجی قدس سرّہ العزیز کا سلسلۂ عالیہ

خدا کی حمد اور نعت رسولؐ کے بعد
آلِ رسول کا پاک شجرہ

اس کی جڑ ثابت اور پختہ ہے
اس کی شاخیں عرشِ اعظم تک پہنچی ہیں

نوشہ حاجی کا شجرہ ثابت ہے
سلیمانِ وقت کے نائب ہوئے

شاہ سلیمان، شاہ معروف کے حکم سے
وہ شاہ مبارک سے مشعوف ہوئے

شاہ سیّد مبارک، رسول اللہ کی آل نے
اپنے والد صاحب سے خرقہ حاصل کیا

ان کا نام پاک محمد غوث ہے
ہماری سب فریادیں اُسی غوث سے ہیں

سیّد شمس الدین محمد پاک
سیّد محمد پاک کے والد

شمس الدین (دین کے سورج) شاہ میر سے طلوع ہوئے
سیّد علی عالی نسب امیر

سیّد مسعود دونوں جہان میں بڑے سعادت مند
سیّد احمدؒ کے بیٹے، دونوں جہان کے محمود

سیّد احمد، سیّد صفی الدین سے
صوفی باصفا سیف الدین سے

سیف الدین وہ کہ تلوار کے نیچے شریعت ہے
بلاشک دونوں جہان کا وہاب ہے

وہ سیف محی الدین سے ظاہر ہوئے
غوث اعظم جن سے دین زندہ ہوا

دین کو دائمی زندگی مل گئی
اس کی ذات پاک سے حاصل ہوگئی

اہلِ یقین کا راستہ طے کرنے والا شجرہ
پہلے محی الدین سے یاد کرو

خدا کی معرفت کے ظاہر کرنے والے
سارے جہان کے بادشاہ گیلانی ولی

رحمتِ حق پیر ابوسعید پر ہے
جنھوں نے خدا کے علم سے سبق پڑھایا

قدوسی راے کی شمع ابوالحسن
ہمارے پیر ابوالفرح طرطوسی

وہ ازلی رموز کے گواہ
جلے ہوئے عاشق عبدالواحد

Marfat.com

شیخ شبلی جنھوں نے خدا کی خوشخبری دی
اہلِ صفا کے پیشوا شیخ حبیب

صوری و معنوی (کمالات میں) برگزیدہ
حضرت شیخ سری سقطی کو جا

شہود کو پہچاننے والے شیخ معروف
خدائی راز کے محرم شیخ داؤد

علما کے فخر خدا کے طالب
حضرت شیخ حبیب عجمی

انھوں نے خواجہ حسن سے فیض پایا
وہ خدا کی راہ میں چنبیلی کھلی ہوئی

[شاہ حسن بصری اللہ کے ولی ہیں
شاہ علی ولی اللہ کے مرید]

لم یزلی بادشاہت کے پاسبان
شاہِ مردان اسد اللہ علی مرتضیٰ

تمام موجودات کے افتخار سیّد المرسلین
احمد مرسل، اُن پر حق کی صلوات

Marfat.com

فصل
حضرت مخدوم شیخ محمد غوث گیلانی اُوچی کے حالات

شیخ عبدالحق دہلوی کی اخبار الاخیار میں ہے کہ حضرت شاہ مبارک کے والد بزرگ، حضرت مخدوم سیّد محمد الحسنی الجیلانی، حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الجیلانی کی اولاد سے ہیں۔ آنجناب کا سلسلۂ نسب حضرت غوث الثقلینؒ سے اس طرح پہنچتا ہے جیسا کہ اوپر کے صفحہ میں شجرہ طیّبہ میں لکھا گیا ہے۔

حضرت سیّد محمد غوث کے تین بیٹے تھے۔

شیخ عبدالقادر کہ ان کو ''مخدوم ثانی'' کہتے تھے۔

اور سیّد عبداللہ کہ فضیلت اور لطافت طبیعت اور سلامت احوال میں اپنے زمانہ میں نظیر نہیں رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ان کے فضائل کی خبر سن کر اُن کی طرف اپنے اشعار بھیجا کرتے تھے۔

اور سیّد مبارک، سیّدِ عالی مقام تھے۔ ان سے ایک بیٹا باقی ہے کہ اس کا نام میر میراں کہتے ہیں۔ وہ بہت ضعیف اور بابرکت، لاہور میں سکونت رکھتے ہیں۔

حضرت مخدوم سیّد محمد، صاحبِ عظمت وکرامت واُبہت وجلالت تھے۔ سطوت ظاہر اور بڑائی روشن رکھتے تھے۔ علوم معقول ومنقول کے جامع اور ظاہری باطنی نعمتوں میں شامل اور حسبی ونسبی فضائل کے حاوی۔ روم کی ولایت سے خراسان میں تشریف لائے۔ وہاں سے ملتان میں قدم رنجہ فرمایا۔ وہاں سے شہر اُوچ میں سکونت اختیار فرمائی۔ ایک بار اکثر آبادی عالم کی سیر بحالت تنہائی وتجرید بے تعلقی سے کی۔ دوسری بار بڑے ساز وسامان اور بہت سارے سواروں پیادوں اور توابع ولواحق بے شمار کے ساتھ اِس ملک میں شرف اقامت وتوطن ارزانی فرمایا۔ وقت کا بادشاہ آپ کے حلقۂ ارادت میں آیا اور آپ کے ملازموں کی نسبت حد سے زیادہ بندگی اور اخلاص رکھتا تھا۔

عظیم القدر، اولیا کے پیشوا، جلیل القدر، پرہیزگاروں کے برگزیدہ، ہدایت وارشاد کے طریقہ کے رہنما، ولایت کے راستہ کی حمایت کرنے والے، شاہ والا جاہ یعنی حضرت شاہ حاجی محمد نوشاہ کا یہ سلسلۂ عالیہ اور شجرۂ طیّبہ (جو اوپر لکھا گیا ہے) مرزا لطف اللہ بیگ، جو مرزا احمد بیگ سے نسبت فرزندی رکھتا ہے، شہر اُوچ سے حضرت سیّد محمد غوث کی اولاد میں سے سیّد عبدالقادر سے، جو اس وقت حیات ہیں، تحقیق کر کے لایا ہے اور یہاں پہنچایا ہے اور اس کتاب میں داخل کیا گیا ہے۔

Marfat.com

فصل
شیخ مبارک اور شیخ معروف کے احوال میں،
حضرت شاہ مبارک اور وہ بزرگ جو اُن سے فیض یاب ہوئے

حال اوّل: شاہ مبارک کی حقیقت میں

عارفوں کی شمع، عاشقوں کے چراغ، اولیاے کبار کے برگزیدہ، صوفیاے اخیار کے خلاصہ، سیّد السادات، شاہ مبارک، اللہ تعالیٰ ان کی روح کو خوش کرے اور ان کے مزار کو نورانی کرے۔ جب آپ بحکم بزرگاں ارشادِ خلق اللہ کے لیے بغداد سے سرزمینِ ہند میں تشریف لائے، ابتداے احوال میں ایسا جذبہ الٰہی آپ کو ملا جس سے تمام شواغل دنیوی آپ سے ترک ہو گئے۔ تمام علایق وعوائق سے قطع کر کے بالکل یک رنگی کی طرف توجہ کی۔ جسمانی آلایشوں اور نفسانی وسوسوں سے گذر کر اپنی ہمت کے شہباز کو ملکوتی فضا اور لاہوتی میدان میں پرواز دیا۔ سیر وسیاحت کرتے ہوئے بار کی طرف یعنی وہ جنگل جو خوشاب کے برابر اور نزدیک ہے، اُس میں سکونت اختیار کی۔ حالانکہ بار کے آس پاس دس بارہ کوس تک آبادی کا کوئی نشان نہ تھا۔ وہاں مجاہدوں اور ریاضتوں کا معاملہ یہاں تک پہنچایا کہ ہفتہ کے بعد اگر افطار کرتے تو بناس پتی کے سوا کسی اور چیز کی رغبت نہ رکھتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کا مکاشفہ اس حد تک پہنچا تھا کہ اُس علاقہ میں اگر کسی کو زیارت کا شوق بڑھ جاتا اور قدم بوسی کا ارادہ کرتا تو اُس کو جنگل میں پہنچنے سے پہلے ہی خواب میں اپنا جمالِ معنی آرا دِکھاتے اور اُس کے حال کو پوچھتے اور اُس کے مآل کو دیکھتے، اور جو کچھ اس عزیز کا مطلب ہوتا اُس کو اشارہ سے انجام دے دیتے اور آستان بوسی (یعنی اپنے پاس آنے) سے منع فرما دیتے۔ کسی شخص کو یہ طاقت نہ تھی کہ واقعۂ خواب کے بعد پھر پیش قدمی کی جرأت کرے۔ کچھ مدّت اسی طرح گذر گئی۔ جب یہ اسرار پھیل گئے اور قصّہ منتشر ہو گیا تو عشق والے سالک اور سچے طالب یہ خبر موہبت اثر سن کر اطراف وجوانب سے سر کے بَل دوڑ کر آتے اور آپ کی اشارت پُر بشارت سے فیض پاتے۔

آپ کا یہ شہرہ جہان کے کانوں میں پہنچا اور یہ جانفزا آواز اہلِ ہوش کے کانوں میں پہنچی۔ خصوصاً کارکنانِ قضا وقدر نے یہ پُر امید خوشخبری وحیدِ زمانہ فریدالدین شکر گنج قدس اللہ سرہ کی اولاد کرام میں سے حقائق ومعارف آگاہ، عارف باللہ، مخدوم شیخ محمد معروف چشتی کے باطن میں پہنچائی۔ حضرت مخدوم مبارک فضیلتوں سے آراستہ اور نیک خصلتوں سے پیراستہ تھے۔ ہمت بلند

Marfat.com

رکھتے تھے۔ ریاضتوں اور مجاہدوں پر کاربند ہو کر سلوک کے اکثر مراتب طے کیے ہوئے تھے اور مسند ہدایت پر اپنے طریقہ (چشتیہ) کے سالکوں کی دستگیری کرتے تھے۔ ان کے دل میں خیال گذرا کہ ہمارے نزدیک اس بزرگ نے بہت شہرت حاصل کر لی ہے، ان کا حال پوچھنا چاہیے۔ آپ کے دیکھنے کا ارادہ کر کے اُس جنگل کا رُخ کیا۔ چار و ناچار چند قدم ہی اُس بار میں چلے تھے کہ اپنے احوال کو دگرگون پایا۔ سمجھ لیا کہ یہ تاثیر آپ کی توجہ سے ہے۔

نظم کا ترجمہ:

پوشیدہ سوز کی طپش نے ان کا دل پکڑ لیا۔ حق کے جذبہ نے ان کی جان کا دامن پکڑ لیا۔

جو کچھ اپنے پاس تھا سب ہار دیا۔ اس کے بعد اپنے سر کو قدم بنا لیا۔

چوں کہ (اس سے پہلے) چشتی فقر کی چاشنی سے لذت آشنا تھے، اب انھوں نے چاہا کہ سلسلۂ قادریہ کے ریاحین کے خوشبو سے بھی دل و دماغ کو معطر کیا جائے، اور نقدِ ہستی پوری لُٹا دی جائے۔ راسخ دم اور ثابت قدم اپنے آپ کو خادموں کی لڑی میں پرو دیں، باوجود اس کے کہ کسی کو طاقت نہ تھی کہ بے اجازت، جرأت کر کے اس بار میں آئے۔ لیکن وہ علو ہمتی سے سینہ سپر کر کے اس بار میں آ گئے۔

رباعی کا ترجمہ:

جانباز کہ اس کا وصل بہادروں کو نہیں دیتے
مستوں کو شریعت کے پیالہ سے دودھ نہیں دیتے
جہاں مستوں سے اکٹھی شراب پیتے ہیں
اس میں سے ایک گھونٹ بھی خود پرستوں کو نہیں دیتے

اچانک صبح کے طالع والے، خضر کی صورت والے، مسیحا کی سیرت والے، وقت کے ہادی، زمانہ کے مہدی، رہبرِ سالک حضرت شاہ مبارک اپنے جمال پُرکمال کے ساتھ سامنے آ گئے اور کہا کہ اے معروف! تجھے کس چیز نے اُبھارا کہ بے فکر ہو کر اس ہوش رُبا اور جانفزا جنگل میں چلے آئے ہو، بہتر یہ ہے کہ اس کوچہ سے باہر نکل جاؤ، یا اپنی پیاری جان سے ہاتھ اٹھا لو کہ شیر کے پنجہ میں پنجہ ڈالنا، زندگی سے سیر ہو جانا ہے۔ حضرت مخدوم چونکہ ثابت قدم عاشق تھے، ارادت کا سَر آگے ڈال کر اشتیاق کے مصداق میں زبان کھولی اور کہا:

بیت کا ترجمہ:

جو کچھ ہونا ہے ہو جائے، ہم نے تو کشتی پانی میں ڈال دی ہے۔

Marfat.com

اگر ہمارے ساتھ موافق ہوا بیگانہ ہو جائے گی تو طوفان آشنا ہے۔

خشک لب پیاسا دریا کی طغیانی سے نہیں ڈرتا۔ اور وفادار عاشق معشوق کے نخرہ سے خوف نہیں کھاتا۔

مصرع کا ترجمہ:

اگر اپنی طرف کھینچ لے تو بہت خوشی ہے اور اگر قتل کر دے تو بہت اچھا ہے۔

سیّد برحق شاہ مبارک دانا دل نے مخدوم صاحب کی سچی بات سُن کر تحسین کی اور کہا:

مصرع کا ترجمہ:

یہ کام تجھی سے ہو سکتا ہے اور مرد ایسا ہی کرتے ہیں۔

پیاسا میٹھے پانی کو اور عاشق وصال کو پہنچ گیا۔ چند روز کے اندر، چند سال کے کمالات اُس سالکِ طریق کو بخش دیے اور اسرار لاریبی کا کُحل الجواہر (سُرمہ) اس حق بین کی بصیرت کی آنکھ میں لگا دیا اور خدمت میں حاضر رہنے کا حکم فرمایا۔ روزانہ کمال پر کمال بڑھاتے تھے۔ ہر ساعت عروج پر عروج واقع ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ محویت کا جھنڈا حیرت کے میدان میں کھڑا کیا اور حقایق کے دقیقوں میں سے کوئی دقیقہ پیچھے نہ چھوڑا۔ چنانچہ اہلِ معرفت کے سامنے معروف ہو گئے۔

مصرع کا ترجمہ:

جس کو انھوں نے دے دیا، دے ہی دیا، دے ہی دیا۔

جب خدمت کی مدت انجام کو پہنچی اور سیر و سفر کا وقت قریب آ گیا تو سیّد برحق نے حضرت مخدوم کو مخلوقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم کر دیا اور فرمایا، اے فرزند! تم طالبِ صادق بن کر آئے اور مردوں کی طرح (اس میدان میں) قدم رکھا۔ اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ لوگوں کو حق کا راستہ دکھاؤ اور غفلت کا پردہ رکھنے والوں کی آنکھیں ازلی معشوق کے راستہ میں کھولو۔ فقر کی محبت کے حبل المتین سے سینہ کو پیوند دو۔ توکّل اور قناعت سے خوش رہو۔ وصیتیں کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور فرمایا، ''اے فرزند! اس سے پہلے تم شیخ معروف تھے، ہم نے تم کو شاہ بنا دیا ہے۔''

اسی اثنا میں ان کو اپنے سامنے بٹھا کر ایسی توجہ کی کہ اُن کا بند بند ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور ایسی حالت ان پر وارد ہوئی کہ وہی جانتے ہیں۔ پھر جب ان کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا، ''اے فرزند! شاہ کہلانا فقیر کو اُس وقت جائز ہے کہ اس مرتبہ کو پہنچے۔'' حکم کیا کہ چونکہ تم سے اکثر لوگ حصّہ لینے والے ہیں اور فیض پائیں گے، اس لیے اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ خصوصاً ایک بی بی غار میں بیٹھی ہے اور وہ غار اوپر سے بند ہو چکی ہے اور وہ بی بی حق کی یاد میں ایسی مستغرق ہے کہ اُس کو اس جہان کی کوئی خبر نہیں رہی۔ تم کو چاہیے کہ اُس بی بی کو غار سے نکالو اور بڑی احتیاط سے باہر نکال کر اِس چاشنی سے اُس کو آشنا کرو (یعنی

Marfat.com

فقر کا فیض دو۔ اس کے بعد) بارگوندلاں کی طرف سیر کرو اور حصہ داروں کا حصہ ان کو عطا کرو۔ جس حال میں رہو، خدا کے ساتھ رہو۔ حضرت مخدوم کو خطاب ''شاہی'' سے مشرف کر کے رخصت فرما دیا۔

حضرت شاہ مبارک کے وصال کے بعد آپ کا مزار و مدفن موضع اُوچ گیلانیاں میں ہوا، جو ملتان کے قریب ہے۔ اور آپ فرزندان سیّد مخدوم محمد الحسنی الجیلانی الاوچی سے اور اولاد حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ہیں۔

حضرت شیخ معروف کا رُخصت ہونا ہی تھا کہ سب خواص و عوام لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ جس جگہ پہنچتے خلق اللہ کو ہدایت کرتے۔ خوشی خوشی اُس پہاڑ کے دامن میں قدم رکھے جہاں ہادی وقت نے اُس شیر زن کو نکالنے کا حکم دیا تھا۔ وحشیوں، پرندوں، چار پایوں، درندوں، جنگلی جانوروں کو آپ نے مطیع اور فرمانبردار کر لیا۔ اس کے بعد اُس غار مسکن الابرار کی طرف نزول فرمایا۔

نظم کا ترجمہ:

تعالیٰ اللہ وہ کیسی خوش ہمت طلب جگہ — اس گمنام عنقا کا آشیانہ
اس کے نیستان نے شیر کے ناخن اکھاڑ دیے — اس کی گھاس نے آب شمشیر کا پانی پیا
شیروں کے دل وہاں ہوش سے جاتے رہے — خرگوش کی نیند اپنے سایہ سے ہی بھاگ گئی

حضرت شاہ صاحب وحشت پیدا کرنے والی اور وحشت بڑھانے والی اُس غار پر پہنچے۔ اس کا منہ خس و خاشاک سے بند ہو چکا تھا۔ اس کو صاف کر کے اس کے اندر چلے گئے اور دیکھا کہ بی بی مُراقبہ میں سر رکھے ہوئے محوِ مطلق ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے ہوش افزا آواز اُس پاکباز بی بی کے کان میں دی۔ بی بی نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور حضرت شاہ صاحب کی طرف متوجہ ہوئی اور جان لیا کہ بیمار کا طبیب اور زخمی سینہ کی مرہم پہنچ گئی۔ حضرت بی بی کو بڑی احتیاط سے روئی میں لپیٹ کر اُس غار سے باہر لائے۔ چندے تھوڑا تھوڑا دودھ اس کی غذا بنایا۔ جب وہ حال میں آئی، اس کا نام مبارک ''بی بی جیوندی'' مقرر کیا۔ اور بعضے ''بی بی جیونی'' بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ [یہ] اشعار بی بی کے اوصاف میں، دل میں آئے ہیں۔

ابیات کا ترجمہ:

وہ شیر عورت اپنے وقت کی رابعہ — میدان سے گیند مردوں سے جیت کر لے گئی
مردانگی (بہادری) کے کوچہ کی شیر عورت — فرزانگی کی صورت کو محو کرنے والی

حضرت شاہ صاحب نے اپنے کمالاتِ صوری اور معنوی سے ہدایت کے انوار و اسرار اُس کو بخش کر خاصانِ خدا کے زمرہ میں داخل کیا۔ اہلِ ہدایت میں سے سب سے پہلے جس نے ہمت کا ہاتھ طلب کے دامن میں ڈال کر مراد کو پہنچا، وہ یہی خاتون

Marfat.com

تھی۔ بی بی سے تربیت پانے والوں سے اور منہ بولا بیٹا ایک شاہ محمد تھا۔ اگر چہ شاہ محمد صاحب کے آباواجداد بزرگ تھے، لیکن یہ نشہ اس خاندان کے سوا دوسری جگہ کم ہے۔ اس فیض سے ان کو بہرہ ور کیا اور بی بی صاحبہ کا حال اس طرح تھا کہ ہمیشہ شرابِ حقیقی سے سرشار، چارپائی پر پڑی رہتی تھیں۔ چند روز کے بعد ایک چمچہ دودھ یا شوربا تناول کرتی تھیں اور شوق کی گرمی اس حد تک تھی کہ کسی شخص کو طاقت نہ تھی کہ ان کے سامنے آئے۔ کسی چیز کو بجاتے تھے، جس کی آواز آئے، جس وقت وہ اٹھ کر بیٹھ جاتیں تو جو مطلب ہوتا، پشت کے پیچھے سے عرض کرتے۔ جو کچھ ان کی زبانِ مبارک سے نکلتا، درگاہ میں مقبول ہو جاتا۔

بی بی جیونی کے وصال کے بعد اُن کا مدفن و مزار خوشاب سے بارہ کوس پر بنا، جس طرف حضرت شاہ صاحب کا مزار ہے۔

اب یہ حال بیان کیا جاتا ہے جو حضرت شاہ معروف صاحب نے بی بی جیونی کو ہدایت دینے کے بعد خلق اللہ کو ہدایت کی۔

جب حضرت شاہ صاحب نے بی بی صاحبہ کو ہدایت کے لیے اس علاقہ میں چھوڑا تو آپ نے بارگوندلاں کی طرف عبور کیا۔ کیونکہ حضرت شاہ مبارک نے آپ کو یہ حکم فرمایا تھا۔ اور حضرت کا طریقہ یہ تھا کہ آبادی میں کم آتے تھے، اکثر جنگل میں رہا کرتے تھے۔ مگر جس طرف بھی آپ کا گذر ہوتا، اس علاقہ میں آپ کا بڑا شہرہ ہو جاتا۔ جس وقت خلایق کا زیادہ ہجوم ہو جاتا، اُس علاقہ سے دوسری طرف تشریف لے جاتے۔ ہر چند اپنے اخفا کے لیے کوشش کرتے، لیکن سورج کا چھپانا محال ہے۔ جس علاقہ میں پہنچتے، عاشقوں کو دیدار اور اہلِ درد کو دوا اور بیمار کو شفا حاصل ہو جاتی۔

شعر کا ترجمہ:

جب ہمارے پوچھنے کے لیے دوست قدم رنجہ فرما رہا ہے
کیسا اچھا طبیب ہے، آؤ ہم سب بیمار ہو جائیں

Marfat.com

فصل

شیخ معروف اور شیخ سلیمان کی حضرت بھلوال میں ملاقات کا بیان

جب حضرت شاہ (معروفؒ) جگہ جگہ اور گاؤں گاؤں کی سیر کرتے ہوئے موضع بھلوال میں پہنچے، آپ کا طریقہ تھا کہ کسی مرید یا فقیر کو ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ عنقا کی طرح اکیلے وقت گذارتے تھے۔ آپ کے کرم کا سایہ جس پر پڑتا وہ وقت کا بادشاہ ہو جاتا۔ اتفاقاً آپ کا اس گاؤں سے گذر ہوا۔ گلی گلی اور گھر گھر کی سیر اس موضع کی کی۔ گاؤں کا جو شخص ملاقی ہوتا وہ کہتا، اے درویش! اگر رات رہنے کا خیال ہے تو میاں منگو صاحبؒ کے گھر جائیں کہ وہ فقیروں کی خدمت بہت کرتے ہیں، وہاں آرام سے رہیں گے۔ جب منگو کا نام آپ کے کان مبارک میں پڑا تو آپ میاں منگو صاحبؒ کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ کا جمالِ مبارک اُن کی نظر میں پڑا تو اُٹھے اور آپ کے قدم شریف پر بوسہ دیا۔ اور ساری رات سورج طلوع ہونے تک آپ کی خدمت میں کمربستہ رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے میاں منگو پر بہت مہربانی فرمائی۔ اُس اثنا میں حضرت شاہ سلیمان صاحبؒ بچے تھے اور اپنے گھر کے صحن میں کھیلتے پھر رہے تھے۔ جب حضرت کی نظر مبارک اُن پر پڑی تو اُن کی جبین روشن آئین کے بشرہ سے جان لیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کے لیے ہم کو اِس علاقہ میں لایا گیا ہے۔ بیت:

وہ شخص کہ جس کے جذب کا نشان اعلیٰ ہے
اس کی پیشانی پر کیسا نور ظاہر ہے

حضرت شاہ سلیمان کو بلا کر اُن کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور اُن کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ اور فرمایا، اے میاں منگو! یہ لڑکا ہماری امانت ہے، اور یہ ایسا مرد ہوگا کہ اہلِ جہان اس کے فیض سے مستفیض ہوں گے۔ اگر اِس کو کسی وقت بے خودی طاری ہو جائے تو آسیب یا بیماری خیال نہ کرنا۔ ہم بھی اس کے احوال سے غافل نہیں ہیں۔ اکثر اِس کے لیے ہم اِس دیار میں آتے رہا کریں گے۔ بہت مہربانی فرما کر واپس رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

فصل
شاہ سلیمان کے حالات میں

جب حضرت شاہ (معروف) رخصت ہو گئے تو شاہ سلیمان پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اکثر بے خود ہو کر گر پڑا کرتے اور منہ مبارک سے جھاگ ظاہر ہوتی اور آپ کے بند بند ٹیڑھے ہو جاتے۔ چنانچہ سر مبارک پھر جاتا اور منہ مونڈھے [کندھے] کی طرف چلا جاتا۔

فرد کا ترجمہ:

جب میرا اونٹ مستی میں ہوتا ہے تو ذوق سے جھاگ نکالتا ہے
میرا شہسوار اپنی تلی [ہتھیلی] میں دونوں جہان کو تلف کر دیتا ہے

آپ کے بچپن کے زمانہ میں چند مرتبہ حضرت شاہ صاحب آپ کی خبر لینے کے واسطے آتے رہے۔ پھر خوشاب میں جا کر سکونت گزین ہوئے اور حضرت شاہ سلیمان کو جوانی کا جوش، جذب ربانی کے ساتھ ہم آغوش ہوا اور حضرت شاہ صاحب کی کشش نے وصال کی محبت دل میں ڈال دی۔ تلاش کرتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے صحرا نورد ہوئے۔

بیت کا ترجمہ:

اے شوخ! تمہارا عشق ہم اپنے دل میں لے گئے ہیں
جنگل جنگل، گھر گھر

چند عرصہ کے بعد بڑی جستجو اور بے شمار کوشش کے ساتھ دیدار فیض آثار سے مشرف ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ معروف نے بڑے کرم اور لطف سے اس مرید مبارک آثار کو بغلوں میں لے لیا اور فرمایا۔

ابیات کا ترجمہ:

اے عشق خداوندی کی کان! آؤ — اے فقر کے خضر اور بادشاہی کی عزت! آؤ
اے شریعت کی چوگان کے گیند! آؤ — اے حقیقت کے میدان کے مرد! آؤ

حضرت شاہ سلیمان کو اپنی خدمت و حضور میں رکھا۔ روز بروز شوق پر شوق بڑھتا گیا اور ساعت بساعت، درجہ بدرجہ

Marfat.com

مراتب میں ترقی ہوتی گئی، حتیٰ کہ مطلوبِ حقیقی تک جو کہ اصل مطلب ہے، پہنچ گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے دیکھا کہ ان کا کام بلندی پر پہنچ گیا ہے۔ فرمایا، اے فرزند! وہ امانت کہ ہم کو حضرت شاہ مبارکؒ سے پہنچی تھی اور اُن کو اپنے بزرگوں سے، وہ سب تم کو اَرزانی ہو۔ اب دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتیں۔ چاہیے کہ یہاں سے رخصت ہو جاؤ اور چند عرصہ شاہ محمد شیرازیؒ کی رفاقت میں رہو، جو کہ بی بی جیویؒ کے تربیت کیے ہوؤں سے ہے، اور کچھ عرصہ ملکِ الٰہی کی سیر کرو، اس کے بعد اپنے وطن مالوف میں مقیم ہو جاؤ۔ اپنے داہنے طرف دیکھو۔ جب حضرت شاہ سلیمان نے دائیں طرف نظر کی تو ایک جوان، بلند قامت، نور کا جلوہ اس کی پیشانی پر، وہاں ظاہر ہو گیا۔ جب یہ مشاہدہ آپ کی نظر مبارک میں آیا تو آپ نے حضرت شاہ صاحب کی طرف دیکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ''تم نے دیکھا، یہ ایک جوان ہے کہ اس کے زمانہ میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہوگا، اور جہان کا رہنما ہوگا، اور اس کا شہرہ (غلغلہ) ہندوستان سے خراسان تک پہنچ جائے گا اور اس جوان کے مریدین مشرق و مغرب کے اطراف میں غلغلہ ڈالیں گے۔ یہ حصہ اس جوان کا ہے جب یہ تمہاری خدمت میں پہنچے تو یہ امانت اس کے سپرد کر دینا، اور ہمارے اس کلام کو اس کے سامنے یاد میں لانا۔''

آپ نے التماس کیا کہ یا حضرت! مجھے آپ کا حکم ہو رہا ہے کہ چند عرصہ شاہ محمد شیرازی کی رفاقت میں گذارنا اور اُن میں غیرت اور جذب بہت ہے۔ چنانچہ فقیروں میں سے کوئی شخص اُن کے پاس نہیں رہتا مگر وہ شخص جو اُن کا مطیع ہو جائے۔ اور یہ فقیر اُن کی غیرت سے ڈرتا ہے۔ (حضرت شاہ صاحبؒ نے) فرمایا، واقعی وہ مرد ایسا ہی ہے۔ مگر جو دولت تم کو نصیب ہوئی ہے، غیرت اور جذب کسی کا تم پر اثر انداز نہ ہوگا۔ خاطر جمع رکھو۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ظاہر ہو تو ہم کو یاد کرنا۔ اور ایک چابک دیا کہ یہ شاہ محمد صاحب کو پہنچا دینا اور ہمارا اسلام کہہ دینا۔ دعاے خیر پڑھ کر آپ کو رخصت فرمایا۔ اور خود خوشاب کی طرف تشریف لے گئے۔

حضرت (شاہ معروف صاحب) کی وفات موضع کھر ولیاں میں واقع ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ وہ گاؤں درگاہ شاہ جیو کی طرف، خوشاب سے ایک کوس [پر] ہے۔

Marfat.com

فصل

شاہ محمد صاحب کی رفاقت کی روئداد اور حضرت شاہ سلیمان کے سیاحت کرنے کے بیان میں

جب شاہ سلیمان صاحب، شاہ پور کی طرف روانہ ہوئے، جو دریا سے اِس طرف ہے، دریائے خوشاب سے دوسری طرف حضرت شاہ محمد صاحب کا مسکن تھا اور وہ گاؤں اُن کے بزرگوں کا آباد کیا ہوا ہے۔

پوشاک اور لباس آپ (شاہ سلیمان) کا ایسا ہوتا تھا کہ جس سے درویشی ظاہر نہ ہو۔ سردیوں میں لوئی اور لُنگی جیسا کہ غریب لوگ پہنتے ہیں اور گرمیوں میں کھیس اور لُنگی۔ جب راستہ میں چلے آرہے تھے کہ چند سوار ڈاکو ملاقی ہوئے۔ انھوں نے سمجھا کہ یہ کوئی دولت مند آدمی ہیں۔ لوٹنے کے ارادہ سے حضرت شاہ صاحب کی طرف آئے۔ جب آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی، بے اختیار ہو کر گھوڑوں سے اُتر پڑے اور آپ کے قدموں پر گر پڑے اور معافی مانگی۔ حضرت شاہ صاحب نے ان پر شفقت اور مہربانی فرمائی اور بُرے افعال سے اُن کو توبہ کرائی۔ اور خوشاب سے روانہ ہو کر شاہ پور میں پہنچے اور حضرت شاہ صاحب کا سلام پہنچایا۔ اور چابک بھی نظر مبارک سے گذارا۔ حضرت شاہ محمد صاحبؒ نے چابک کو ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا کہ میاں سلیمان صاحب! ڈاکو آپ کو راہ میں ملے تھے، لیکن جس کے ہاتھ میں حضرت شاہ صاحب کا چابک ہو، کسی کی کیا مجال ہے کہ پاس آسکے۔ پھر فرمایا، اے شاہ! خوش آئے، اچھے آئے۔ حضرت شاہ صاحب نے کیا فرمایا ہے؟ آپ نے تمام حقیقت ظاہر کی:

(شاہ محمد صاحب نے) فرمایا:

مصرع:

مہربانی کرو اور یہاں ٹھہرو کہ یہ گھر آپ کا ہی گھر ہے۔

جہاں حکم ہو آپ کے لیے جگہ مقرر کی جائے یا ان مقامات سے جو جگہ آپ کو پسند آجائے، اُسی کو شرف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کو علیحدہ جگہ مطلوب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک خس پوش جھونپڑی آپ کی خانقاہ کے کسی گوشہ میں مجھے مل جائے کہ میں فقیروں کے زمرہ میں وقت گذاروں۔ نیز آپ نے یہ بھی مقرر فرمایا کہ کوئی شخص میرے طلب کیے بغیر حجرہ میں نہ آئے، میں اپنے طور پر جس طرح چاہوں رہوں۔

Marfat.com

آپ کے (شاہ پور) بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت شاہ محمد صاحب اہلِ جذب وغیور تھے۔ جو شخص صاحب اسم (نام دھیان والا) اس علاقہ میں سنتے، اس کا حال سلب کر لیتے۔ حضرت شاہ (معروف صاحب) نے یہ خیال کیا کہ،

مصرع:

خدا تعالیٰ نے ہر ہاتھ کے اوپر زبردست ہاتھ پیدا کیا ہے۔

آپ کو بھیج دیا کہ ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہوں۔

بیت:

دو دل اگر ایک ہو جائیں تو پہاڑ کو توڑ دیتے ہیں
بڑے انبوہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں

دوسرا سبب یہ تھا کہ اُس دوران میں آپ (شاہ سلیمان) پر یہ حالت تھی کہ جب شوق کا غلبہ زیادہ ہو جاتا تو ایک دن یا دو دن بے ہوش ہو جاتے۔ جب افاقہ ہوتا تو بھوک بڑی غالب ہو جاتی۔ جو کھانا جتنا موجود ہوتا تناول فرما جاتے۔ شاہ محمد صاحب کے لنگر میں روزانہ ایک دو گائے یا تین چار بکریاں ذبح ہوتی تھیں۔ شاہ محمد صاحب نے صفائے باطن سے حضرت شاہ (سلیمان) کی حقیقت معلوم کر کے مقرر کیا کہ جو جانور ہمارے لنگر کے لیے ذبح ہو اُس کے کلہ پائچہ (سری کھر اوڑے [پاے]) حضرت شاہ سلیمان صاحب کو پہنچائے جائیں اور ہمارے فقیروں میں سے کوئی شخص بغیر طلب کیے ان کے پاس نہ جائے اور اُن کو مخل نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب (سلیمان) وہاں خس پوش حجرہ میں رہتے تھے۔ شاہ محمد شیرازی کالانگری حکم کے مطابق سب مذبوحہ جانوروں کے کلہ پائچہ (سری کھر اوڑے) جمع کر کے حجرہ کے دروازہ پر چھوڑ جاتا۔ آپ مٹی کی ایک بڑی دیگ (یعنی مَٹ) اپنے پاس رکھتے تھے۔ تمام سریوں کھر اوڑوں کو اُس مَٹ میں ڈال کر نیچے آگ جلا دیتے اور خود اپنے کام میں مشغول ہو جاتے۔ جب بھوک لگتی تو سب کو ایک بڑے تغار میں ڈال کر تناول فرما لیتے۔ میاں شاہ محمد صاحب کے فقیر تعجب کرتے کہ یہ کس طرح کا درویش ہے اور کیسی حالت رکھتا ہے۔ جب کچھ عرصہ اسی طرح گذر گیا، میاں شاہ محمد صاحب کے وہ فقرا جو مذاقِ فقر سے آشنا تھے، وہ تو ادب کرتے اور بعضے جو کہ فقر کی لذت سے بے بہرہ تھے وہ مسخری کیا کرتے۔ جس وقت حضرت شاہ صاحب کھانے میں مشغول ہوتے، یہ کہتے کہ کچھ ہم کو بھی دو۔ جب زیادہ دخل دیتے تو حضرت شاہ صاحب فرماتے کہ تم دسترخوان پر کھانا کھایا کرتے ہو، یہ کھانا تمہاری طبیعت کیسے قبول کر سکتی ہے۔ یہ غریب فقیروں کا کھانا ہے، اس کا ہضم کرنا محال ہے۔ آپ کی یہ بات اُن نفس پرستوں کو اچھی نہ لگتی۔ وہ لوگ شاہ محمد کے سامنے جا کر اپنے پاس سے بنا کر ایسی باتیں سناتے جو اُن کی طبیعت کو پسند نہ لگیں۔ شاہ محمد صاحب اُن کی باتوں پر کان نہ دھرتے۔ لیکن جس بزرگ کے سامنے ہمیشہ خدام لوگ ملال انگیز باتیں کرتے رہا کریں،

Marfat.com

بشریت کا تقاضا ہے کہ دل پر غبار آ جائے۔ چنانچہ اتفاقاً ایک روز شہر کے باشندوں سے چند کس حضرت شاہ محمد صاحب کی زیارت کو آئے تھے۔ ہر ایک کے دل میں کوئی مراد تھی۔ ہر ایک نے کہا کہ اگر میری مراد پوری ہوگی تو ایک گائے حضرت شاہ محمد صاحب کی نذر لاؤں گا۔ ہر ایک نے کوئی نہ کوئی چیز مقرر کی۔ ایک شخص ان کے درمیان تھا۔ اُس کی نظر حضرت شاہ صاحب کے جمال پر پڑی۔ اس نے کہا، اے دوستو! تم ہر ایک نے حضرت شاہ محمد صاحب کی نذر مقرر کی ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے میری مراد پوری کی تو ایک بکری اس درویش کی نذر لاؤں گا۔ دو تین روز اس واقعہ کو ابھی نہیں گذرے تھے کہ اُس شخص کی مراد جس نے حضرت شاہ صاحب کی نذر مقرر کی تھی، حاصل ہوگئی۔ اس کا اعتقاد زیادہ تر ہو گیا اور وہ نذر کہ مقرر کی تھی، لا کر حضرت شاہ صاحب کے حضور میں گذاری۔ حضرت صاحب نے اس بکری کو ذبح کر کے صاف کر کے دیگ میں ڈال کر اُس کے نیچے آگ جلا دی اور خود اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ جب وہ بکری کا گوشت پک گیا، اُسی تغار میں ڈال کر کھانے میں مشغول ہوئے۔ وہ اندھے فقیر جو ہمیشہ تمسخر کیا کرتے تھے، جب انھوں نے آ کر دیکھا، اُن کا حسد بڑھ گیا۔ گستاخی سے سامنے آ کر کہنے لگے کہ آج آپ کو نذر آئی ہے، ہم کو بھی دیں۔ جب انھوں نے بہت کاوش کی تو آپ نے فرمایا کہ تم دسترخوان کے کھانوں سے لذت یاب ہونے والے ہو، یہ کھانا نہیں کھا سکتے۔ اُن (فتنہ وفساد کی) آگ جلانے والوں نے تاب نہ لا کر چند باتیں اپنی طرف سے اختراع کر کے شاہ محمد صاحب کی خدمت میں بیان کیں اور کہا کہ آس پاس کے لوگوں سے کسی کو جرأت نہیں کہ آپ کے حکم سے سر پھیرے، اور یہ درویش اپنے حجرہ میں آپ کے متعلق کئی باتیں کرتا ہے جو ہم معتقدوں کو سننے کی طاقت نہیں۔ اس قدر انھوں نے آگ جلائی کہ حضرت شاہ محمد صاحب کو طیش میں لے آئے۔ اور بکری آنے اور اس کو پکانے کی حقیقت ظاہر کی۔ شاہ محمد صاحب نے ایک فقیر کو بھیجا کہ شاہ سلیمان سے جا کر کہو کہ آج جو نذر آپ کو آئی ہے اُس میں ہمارا بھی کچھ حصّہ کریں۔ اُس فقیر نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آ کر پیغام پہنچایا۔ آپ نے جواب دیا کہ آپ (شاہ محمد صاحب) کے فقیر تو تمسخر کرتے ہی ہیں، آپ کو مناسب نہیں ہے کہ آپ بھی ہنسی مخول کریں۔ چونکہ وہی فقیر زیادہ تر شرارت پسند تھا، چند باتیں اپنی طرف سے ملا کر شاہ صاحب کو غصّہ میں لایا۔ میاں شاہ محمد صاحب کی حقیقت یہ تھی کہ بڑے غیّور تھے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، جب وہ نالائق لوگ حضرت شاہ محمد کو غضب میں لائے تو وہ اٹھ کر حضرت شاہ صاحب کی طرف روانہ ہوئے اور وہ فقرائے خدا ناشناس بھی ہمراہ ہوئے اور بڑے خوش تھے کہ آج اس فقیر کا کام بھی ہم نے تمام کرا دیا ہے۔ اور شاہ محمد صاحب کی حقیقت ایسی تھی کہ جس وقت غضب میں آتے، جس شخص کی طرف غصّہ سے دیکھتے، اگر وہ صاحبِ حال ہوتا تو اُس کا حال سلب ہو جاتا، اور اگر وہ عوام سے ہوتا تو جَل جاتا، اور اگر وہ زبردست ہوتا تو اُس کو بغل میں لے لیتے اور وہ مسلوب الحال ہو جاتا۔ اسی ارادہ سے حضرت شاہ صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن حقیقت کار سے واقف نہ تھے۔ جب حضرت شاہ صاحب کے سامنے آئے، آپ کو اُن کے احوال سے واقفیت تھی،

Marfat.com

اور بی بی جیونی کے فیض سے واقف تھے۔ ہاتھ باندھ کر اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے شاہ صاحب! میں غریب آدمی کہ آپ کے پاس سکونت گزین ہوا ہوں، مجھ پر غصہ کرنا آپ کو مناسب نہیں۔ شاہ محمد مہربان نہ ہوئے، نظر غضب ڈالی، مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت شاہ صاحب چند قدم پیچھے ہٹے۔ پھر عرض کیا کہ یا حضرت! مہربان ہو جائیں۔ انھوں نے پیش قدمی ہی کی۔ حضرت شاہ صاحب پھر چند قدم پیچھے ہٹے اور زمین پر ایک خط (لکیر) کھینچ دیا اور فرمایا کہ شاہ صاحب میں نے بہت برداشت کیا ہے، اب زیادہ طاقت نہیں۔ اگر اِس خط سے آگے قدم رکھو گے تو خطا کھاؤ گے۔ اور آپ نے حضرت شاہ معروف صاحب کی طرف رجوع کیا۔ وہ اسی وقت آ کر دائیں طرف موجود ہو گئے۔ شاہ صاحب نے اسی وضع پر پیش قدمی کرتے ہوئے اس خط سے پاؤں آگے رکھ دیا۔ پاؤں رکھنا ہی تھا کہ اُسی وقت گر پڑے۔ جس وقت شاہ محمد صاحب زمین پر گر پڑے، بی بی جیونی صاحبہ آ کر حاضر ہو گئیں اور حضرت شاہ سلیمان صاحب کی جناب میں التجا کی کہ اے شاہ صاحب! یہ جوان آپ کے حال سے واقف نہ تھا، اس نے بے ادبی کی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ یہ میرا فرزند ہے۔ میری خاطر اِس عزیز کی جان بخشی کر دیں۔ حضرت صاحب نے اپنا خرقہ جھاڑا، تین ہتھیار زمین پر گر پڑے۔ فرمایا کہ بی بی جی! ہم ان تین ہتھیاروں کے ہوتے ہوئے معذرت کرتے رہے۔ یہ مردِ عزیز ہرگز واپس نہ ہوا۔ اس وقت اس نے دیکھا لیا جو دیکھ لیا۔ حضرت بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ چونکہ یہ آپ کے حال سے واقف نہ تھا، ناواقفی کی وجہ سے اس سے بے ادبی ہو گئی ہے، معافی کی امید ہے۔ حضرت شاہ صاحب کوزہ پانی کا اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ شاہ محمد صاحب کے منہ پر پانی چھڑکا۔ ہوش میں آ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کو رضا و تسلیم درکار ہے، نہ ظلم و جفا۔

فرد:

اگر ممکن ہو تو منہ میٹھا کرو،
یہ بہادری نہیں کہ کسی کے منہ پر گھونسا مارو

چاہیے کہ شفقت و لطف کا پیشہ اختیار کرو اور تکلیف دینے سے پرہیز کرو۔ آپ نے نصیحت فرمائی اور خود سیاحت کو روانہ ہوئے۔ دن کسی جگہ اور رات کسی جگہ بسر فرماتے تھے۔

Marfat.com

فصل
ملنگوں کی ملاقات اور جو کچھ سیاحت میں پیش آیا

اتفاقاً اس سیر میں چند ملنگوں کے ساتھ، جو سیرانی تھے، حضرت شاہ سلیمان کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ملنگوں کے سردار کو فرمایا کہ اگر اَمر ہو تو چند عرصہ تمہاری رفاقت میں گذاروں۔ اُس نے قبول کرلیا۔ آپ کا مطلب اِخفا تھا۔ جب چند روز اُن کی رفاقت میں گذر گئے، ملنگوں نے آپ کے اوضاع واطوار کو دیکھ کر اِلتماس کی کہ یا شاہ صاحب! ہم کو یہ طاقت نہیں کہ ہم سردار ہوں اور آپ تابع۔ اگر فرمائیں تو ہم خدمت گاری میں سرگرم رہیں اور آپ کے حکم کے تابع ہوں۔ آپ نے فرمایا، اسی طرح کر لو۔ چونکہ ملنگوں کا طریقہ ہمیشہ سیّاحی ہے اور بزرگوں کے مجمعوں میں اکٹھے ہوتے ہیں، چند مجمعوں میں کہ حضرت شاہِ شاہاں (شاہ سلیمان) کا عبور ہوا، جو شخص حضرت کا دیدار مبارک دیکھتا، فریفتہ ہو جاتا۔

بیت:

دوست نصیحت کے لیے میرے پاس آتے ہیں
تا کہ ایسا ہو کہ عشق مجھ سے باہر لے جائیں
جب مجھ کو نصیحت کرنے والے نے تیرا چہرہ دیکھا
میرے سر کے گرد سو طرح کا طواف کیا

حتیٰ کہ سات سو ملنگ آپ کی معیّت میں ہمراہ ہو گئے۔ چونکہ اس فرقہ کو نفس کی پرورش کے سوا کوئی اور کام نہ تھا اور باطن کے فیض سے بے بہرہ تھے، اس لیے ظلم کا ہاتھ دراز کرتے۔ اور لوگوں نے حضرت صاحب کے کئی خوارق دیکھے ہوئے تھے، لہٰذا دَم نہیں مار سکتے تھے۔ اور یہ شکم پرور، جس کسی کی گائے یا بکری ہاتھ آتی، ذبح کر کے کھا جاتے۔ اتفاقاً اثنائے راہ میں حضرت شاہ صاحب کا گذر ایک گاؤں کے پاس سے ہوا۔ اس کے نواح میں ایک گائے پر ملنگوں کی نظر پڑی۔ بھیڑیوں کی طرح اس پر پل پڑے اور ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے گئے۔ اور یہ گائے ایک مُلّا کی تھی جو اس گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جب اس نے اپنی گائے کو اِس صورت میں دیکھا، تاب نہ لا کر اپنے آپ کو قضائے الٰہی کے سپرد کر کے ہاتھ باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اتفاقاً نظر مبارک اُس پر پڑی۔ فرمایا کہ یہ کون شخص ہے جو کھڑا ہے؟ اُس مردِ مذکور نے التماس کی کہ یا شاہ صاحب! میری ایک عرض

Marfat.com

ہے، اگر جان بخشی ہو تو ظاہر کروں۔ آپ نے فرمایا، بتاؤ۔ عرض کیا کہ اے شاہ دین و دنیا کے بادشاہ! کسی کو یہ طاقت نہیں کہ کوئی حرف بولے اور یہ ملنگ لوگ خلقِ خدا پر بہت ظلم اور بے شمار دست درازی کرتے ہیں۔ چنانچہ میں ایک گائے رکھتا تھا کہ اُس کے دودھ سے ہمارے سارے قبیلہ کا نان خورش ہوتا تھا۔ آج ملنگ اس کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کی پریشانی کو دیکھ کر اُس پر رحم فرمایا اور کہا کہ اِس گاؤں کے سردار کو بلاؤ۔ ایک آدمی اس کو بلانے گیا۔ سردار آ کر حاضر ہوا۔ اس کو فرمایا کہ اِس مُلّا کو اپنے مویشیوں میں لے جاؤ اور دو گائے جو اِس کو پسند ہوں، چُن کر اِس کے حوالہ کر دو۔ اُس سردار نے اس کو اپنی سعادت و شرف جانا۔ مُلّا کو اپنے مویشیوں میں لے گیا اور اُس کو اختیار دیا کہ ریوڑ میں سے دو گائیں اپنی پسند کی چُن کر لے لو۔ مُلّا دو گائیں اپنی پسند کی لے کر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا، مُلّا! راضی ہو گیا ہے؟ مُلّا نے دعا کی اور اپنے گھر چلا گیا۔

حضرت شاہ صاحب نے دیکھا کہ ایسے ظالم نفس پرستوں کی رفاقت لازم و مناسب نہیں۔ جب وہ دن گذر گیا اور آدھی رات ہو چکی تھی کہ آپ تنہا جنگل میں چلے گئے۔ گوہر کی نہ پہچان کرنے والے ملنگوں نے خدا کی دی ہوئی دولت کی قدر نہ پہچانی۔ جب ہاتھ سے نکل گئی تو ہر طرف دوڑے مگر چونکہ فیض سے بے بہرہ تھے، ہر چند ڈھونڈا، کہیں نہ پایا۔ لاچار نا اُمید ہو کر جا بجا متفرق ہو گئے۔

حضرت شاہ صاحب نے چند روز اُس ویرانہ میں گذارے۔ پھر دریاے چناب کی طرف چلے اور جو کالی نام گاؤں تشریف لائے۔ ایک مسجد میں آئے جہاں لڑکے پڑھ رہے تھے اور مُلّا حاضر نہ تھا۔ آپ مسجد میں بیٹھ گئے، لڑکوں نے جب دیکھا کہ حضرت کی وضع یہ ہے کہ بال پراگندہ اور اطوار عجیب رکھتے ہیں تو ہنسی مخول کرنے لگے۔ اور کہا کہ اے فقیر! اگر تم فرماؤ تو تمہارا سَر مونڈ دیں۔ آپ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں۔ سب لڑکے آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کا سر تَر کر کے بعضے چھری سے اور بعضے ٹھیکری سے، آپ کا سَر چھیلنے لگے، اور آپ خاموشی سے سر آگے ڈال کر بیٹھے رہے، دَم نہ مارا۔ اتفاقاً مُلّا مکتب دار، کریم الدین مسجد میں آ گیا۔ دیکھا کہ لڑکے ایک فقیر کو درمیان بٹھا کر اُس کا سَر مونڈ رہے ہیں، لڑکوں کو منع کیا۔ اور جب چہرۂ مبارک دیکھا تو بے اختیار اپنا سر آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔

بیت:

تمہارا منہ دیکھنے کے لیے جان دیکھنے والی آنکھ چاہیے
میری جہان دیکھنے والی آنکھ کا یہ مرتبہ کیسے ہو سکتا ہے

جب آپ نے مہربانی کی نظر مُلّا پر ڈالی تو مُلّا کا حال دگرگون ہو گیا اور خدا کی محبت کا نشہ اس کے دل میں جاگزین ہوا۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا، مُلّا کریم الدین! آؤ تمہارے گاؤں جوکالی کی سیر کریں۔ آپ آگے آگے اور مُلّا پیچھے پیچھے چل دیے۔ اتفاقاً آپ کا گذر علاء الدین نام [شخص] کے گھر ہوا، جو کنجوس تھا۔ گاؤں میں سردار دوسرے لوگ تھے اور یہ کسی کاروبار میں داخل نہ تھا۔ جب اس نے حضرت شاہ صاحب کا دیدار کیا، آدھی روٹی آپ کے سامنے لاکر رکھی۔ آپ نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُسی کے منہ میں دے دیے۔ اور فرمایا کہ تو آدھی روٹی لایا ہے، آدھے گاؤں کی سرداری ہم نے تجھ کو دے دی ہے۔ اگر تو اپنا پورا حصّہ لے آتا تو سارے گاؤں کی سرداری تجھ کو مل جاتی۔ سارے گاؤں کی سیر کر کے پھر مُلّا کریم الدین کے گھر آ کر رات رہے۔ مُلّا کریم الدین خدمت میں سرگرم تھا اور اِس گاؤں کے اکثر آدمی آپ کی ملازمت سے فیض یاب ہوئے۔

جب یہ خبر اطراف و جوانب کے دیہات میں پہنچی، اکثر لوگ گرد و جوار سے گروہ گروہ آنے لگے۔ حضرت شاہ صاحب یہاں (جوکالی) سے نکلے اور دریا (چناب) سے عبور کر کے منچر میں تشریف لائے، جو (پرگنہ) چیمہ چٹھہ سے تعلق رکھتا ہے اور ایک موچی کے گھر میں رہنے لگے۔ اس موچی کو فرمایا کہ کہنہ دوزی کا کام میں تجھ کو کر دیا کروں گا اور چاہیے کہ تُو شام کو گاؤں میں گدا کیا کرے اور جو کچھ آئے مجھے دے دیا کرے تا کہ تجھ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ چند عرصہ اسی طور پر گذر گیا، لیکن حضرت شاہ صاحب کو، جیسا کہ اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، جب ذوق (وجد) حاصل ہوتا تھا تو گردن مبارک ٹیڑھی ہو جاتی اور ہاتھ بلند کر کے نعرہ مارتے تھے۔ اس موچی کے نزدیک ایک بد بخت جولاہا تھا۔ وہ لوگوں کے سامنے حضرت شاہ صاحب کی نقل اُتارا کرتا تھا کہ فلاں موچی کے گھر ایک فقیر آیا ہوا ہے۔ وہ نعرہ مارتا ہے اور ہاتھ جھاڑتا ہے اور اِس طرح گردن پھیرتا ہے۔ (یہ دیکھ کر) بے وقوف لوگ ہنستے تھے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت شاہ صاحب جا رہے تھے کہ وہ جولاہا آگے کھڑا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اے فلاں! ہم نے سنا ہے کہ تو ہماری نقل اُتارتا ہے۔ اُس بد بخت نے کہا کہ ہاں اُتارتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ تو کس طرح کرتا ہے۔ چنانچہ جس طرح اُس کا طریقہ تھا، اُسی طرح اُس نے ہاتھ بلند کیے، نعرہ مارا اور گردن ٹیڑھی کی۔ جس طرح اُس نے گردن ٹیڑھی کی، اُسی طرح اس کی گردن ٹیڑھی رہ گئی۔

حضرت صاحب وہاں سے چل کر جلال پور (بھٹیاں) تشریف فرما ہوئے جو دریائے چناب کے (جنوبی) کنارہ پر ایک قصبہ ہے۔ وہاں علی سہاری نام ایک بزرگ تھے کہ اُس علاقہ میں اُن کا بڑا چرچا تھا۔ سلب کا طریقہ رکھتے تھے۔ اگر کوئی فقیر اس علاقہ میں آتا یا اس گرد نواح میں کوئی سر اُٹھاتا تو اُس کا حال سلب کر لیتے۔ اتفاقاً حضرت شاہ صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ جب ان کی نظر آپ پر پڑی تو جان گئے کہ یہ برکت سے خالی نہیں ہیں۔ انھوں نے چاہا کہ آپ سے بغل گیری کر کے آپ کو تکلیف پہنچائیں۔ آپ نے جلالیت کی نظر سے دیکھا۔ وہ ہاتھ کہ بغل گیری کے لیے کھولے تھے، وہ اسی طرح کھلے رہے۔ انھوں نے چاہا کہ دونوں ہاتھ بند کر لیں مگر نہ ہو سکے اور سینہ پھٹنے لگا۔ علی نے جان لیا کہ آج کام مرد سے پڑ گیا ہے۔ اور فریاد کی کہ یا

Marfat.com

حضرت! اس قدر بخش دو کہ روٹی کا ٹکڑا مانگ کر کھا سکوں۔ آخر آپ مہربان ہو گئے اور اس کا گناہ معاف کیا۔

وہاں (جلال پور بھٹیاں) سے قصبہ ہزارہ میں تشریف لائے جو رانجھا کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں ایک خندق میں، جہاں لوگ کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، ایک مجذوب پڑا رہتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب ہاتھ باندھ کر اُس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ مجذوب نے سر اُٹھایا اور حضرت صاحب کی طرف دیکھا۔ آپ نے سلام دیا۔ مجذوب نے سلام کا جواب دیا جو کہ فریضۂ اسلام ہے اور فرمایا، اے شاہ صاحب! کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ مٹی کے ٹیلہ پر کھڑی ہو کر رو رہی ہیں، اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ جمعیت کر کے بیٹھ جائیں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کو حق کی طرف راہنمائی کریں، اور ہماری رضامندی اس میں ہے کہ ابھی آپ کی والدہ ماجدہ اُس ٹیلہ سے اُتر کر گھر تک نہ پہنچیں کہ آپ اُن کی خدمت شریف میں حاضر ہو جائیں۔ حضرت شاہ صاحب نے طیِ مسافت کر کے فوراً اپنے آپ کو وہاں پہنچایا اور حضرت والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مسکنت کے لیے اپنے وطن شریف حضرت بھلوال کو مقرر کیا۔ موضع جوکالی وغیرہ دیہات کے لوگ جو عالم سیر و سیاحت میں آپ کے اخلاص مند ہوئے تھے، خبر پا کر آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔ اطراف و جوانب سے لوگ رجوع لائے۔ ہر بیمار کو شفا اور ہر عاشق کو لقا اور ہر دردمند کو دوا ہونے لگی۔ جوکالی کے اکثر لوگ، جو میاں کریم الدین صاحب کی رفاقت سے خدمت میں حاضر ہوتے تھے، دینی اور دنیاوی فوائد حاصل کرتے تھے۔ یہ چرچا جوکالی کے گردنواح میں بھی ہوا۔ خصوصاً حضرت شاہ (حاجی محمد نوشہ) کے کانوں میں بھی مسموع ہوا تو میاں کریم الدین کی رفاقت سے ملازمت حاصل ہوئی۔

Marfat.com

فصل

خوارقِ حضرت شاہ سلیمان کے بیان میں، جو صاحبزادگان بلند اقبال سے سنے گئے، تبرکاً و تیمناً بیان کیے جاتے ہیں

آپ کے فرزند برزگ میاں رحیم داد کے بڑے بیٹے میاں عبدالواحد صاحب تھے۔ ان کی زبان سے سنا گیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے مریدوں میں سے ایک عزیز ساری رات آپ کی خدمت میں رہا۔ جب صبح کو مسجد کی طرف روانہ ہوئے، اُس کے دل میں خیال گذرا کہ جس جگہ سے سورج برآمد ہوتا ہے وہ جگہ کیسی ہوگی؟ اس کے قلبی خیال سے آگاہ ہو کر آپ نے فرمایا، فلانے! وہ جگہ دیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توجہ سے دیکھ لوں۔ آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ اُس خداشناس نے آپ کے حسب الارشاد آنکھیں بند کرلیں۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔ (وہ عزیز بیان کرتا تھا کہ) میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ جس مکان کی مجھے آرزو تھی وہاں پہنچا دیا ہے۔ سورج کے باہر آنے کی ہیبت سے مجھ میں طاقت نہ رہی کہ میں کھڑا رہ سکوں۔ میں نے حضرت صاحب کا دامن پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا، آنکھیں بند کرلو۔ میں نے بند کرلیں۔ پھر فرمایا کہ کھول دو۔ جب کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ جس جگہ میں نے خیال کیا تھا، اُسی جگہ کھڑا ہوں۔ نمازِ فجر کا وقت تھا، وضو کر کے نماز گذاری۔

میاں عبدالوہاب خلفِ میاں تاج محمود فرزند (اصغر) حضرت شاہِ شاہاں (شاہ سلیمان) کی زبان سے سنا گیا ہے۔ آپ [شاہ سلیمان] کے فقر کی حقیقت اِس حد تک ظاہر تھی کہ کبھی تیل میسر نہ ہوتا تھا کہ آپ کی بیویاں سر پر لگالیں اور کنگھی بھی نہ تھی۔ انگلیوں سے بالوں کو ہموار کرتی تھیں۔ حضرت شاہ صاحب کی بڑی اہلیہ، جو رومل نام رکھتی تھیں، اتفاقاً ایک دن اُن کی زبانِ مبارک سے نکلا کہ ہم بھی عورتیں ہیں، اگر تیل اور کنگھی ہمارے لیے ہو تو سر پر استعمال کریں۔ حضرت نے فرمایا، اے بی بی! سر کے بال بھی تصدیعہ [تکلیف] ہیں، اگر نہ ہوں تو فراغت ہو۔

تعلق میں محو ہونے والا بینائی نہیں رکھتا
کیونکہ ایک بال بھی آنکھ میں گنجایش نہیں رکھتا

بال بھی دنیاوی تعلق ہیں۔ بی بی صاحبہ کے سر مبارک سے بال جھڑ گئے اور اسی طرح رہتے تھے۔ حضرت صاحب کے گھر

Marfat.com

میں دو بیبیاں تھیں۔ آپ نے اسی اثنا میں فرمایا کہ درویشوں کی عورتوں کو چاہیے کہ سردیوں کے موسم میں (مکان میں) بہت سَتھر ڈال کر رات کو باہم اُس پر سو رہا کریں۔ جب دن چڑھے تو جو تنکے ان کے سر میں چمٹ جائیں، دونوں ایک دوسری کے سر سے نکال دیا کریں۔

اتفاقاً ان ایام میں بڑا قحط پڑا تھا۔ لوگوں پر عسرت واقع تھی۔ حضرت صاحب جب گھر میں آئے تو بی بی صاحبہ کو غمناک پایا۔ پوچھا، اے بی بی! تم غمگین کیوں ہو؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ دنیا میں بڑا قحط پڑ گیا ہے اور اکثر فقیر لوگ اور عاجز اشخاص آتے ہیں اور نا اُمید ہو کر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، اے بی بی! فقر ہماری زینت ہے۔

بیت:

فقر یہ ہے اور ہمارا فخر اُسی میں ہے
اگرچہ دنیا بہت ہے لیکن دین یہی ہے

اگر تمہاری خواہش ہے تو پانچ چھ سیر گیہوں بھڑولا میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ بند کر دو اور نیچے کے منہ سے جس قدر چاہو خرچ کر لیا کرو۔ انھوں نے اسی طرح کیا۔ جب تک قحط رہا، اپنا اور فقیروں کا خرچ کرتے رہے۔ جب دنیا میں کشائش ہوگئی اور قحط دور ہو گیا، آپ نے فرمایا کہ اب بھڑولا کا منہ کھول دو۔ جب کھولا گیا تو جس قدر گیہوں ڈالی تھی اُسی قدر برآمد ہوئی۔

صاحبزادۂ والا گوہر، میاں عبدالوہاب صاحب کی زبان سے اس طرح سننے میں آیا ہے کہ حضرت شاہ سلیمان صاحب کا طریقہ تھا کہ گھر میں اور مسجد میں رہا کرتے تھے۔ ساری رات اسی طرح پھرتے رہتے۔ جو لوگ مویشیوں کو لے کر باہر رہتے ہیں، اس کو پنجاب میں ''بہک'' کہتے ہیں، ہر جگہ آپ جا کر حاضر ہوتے۔ ہر ایک (بہک والے) کہتے کہ شاہ صاحب رات کو ہمارے پاس تھے۔ دوسرے کہتے کہ ہمارے پاس تھے۔ (حالانکہ) ان کے درمیان پانچ چھ کوس فاصلہ تھا۔ جب یہ بات ایک عزیز کے کان میں پڑی جو حافظ اور فاضل تھا، اُس نے کہا کہ ہم کو اعتبار نہیں آتا، جب تک اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں۔ آخر ایک شاگرد کو اپنے ہمراہ لے کر اسی ارادہ سے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں گیا۔ چونکہ وہ معتبر شخص تھا، حضرت شاہ صاحب نے اس کی عزت کی اور رات اپنے پاس رکھا۔ اُس نے اپنے شاگرد کو صحرا میں بھیجا کہ تمام بہکوں میں جاؤ اور تلقین کی کہ سب بہکوں میں جا کر دیکھنا کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں، سچ ہے یا جھوٹ۔ حضرت صاحب خود اس کی خاطر و مدارات میں رہے۔ جب شاگرد اس کا جدا ہو گیا، ابھی ایک تیر کا فاصلہ جنگل کی طرف نہ گیا تھا کہ حضرت شاہ صاحب پیچھے سے پہنچ گئے اور اُس شاگرد کا ہاتھ پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ساری رات ایک دوسرے کی رفاقت سے سب بہکوں کی سیر کی۔ جب صبح کا وقت ہوا، گاؤں کے نزدیک اس کو چھوڑ دیا۔ وہ آ کر مسجد میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ اس کا اُستاد اور حضرت شاہ صاحب مسجد میں وضو کر رہے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُس کا استاد

Marfat.com

حضرت سے رخصت ہوا۔ رخصت کے بعد استاد نے شاگرد سے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا؟ اُس نے گذری ہوئی حقیقت استاد کے سامنے ظاہر کی کہ آپ تمام رات میرے ساتھ پھرتے رہے ہیں۔ استاد نے کہا کہ وہ تو ساری رات میرے پاس رہے ہیں، ہم دونوں ایک جگہ تھے۔ چنانچہ اس عزیز کو معلوم ہو گیا کہ جو کچھ لوگ کہتے تھے، سچ ہے۔ وہ مرد حضرت شاہ صاحب کا معتقد ہو گیا۔

مزار و مدفن حضرت شاہ سلیمان صاحب کا بھلوال میں ہوا جو کہ وطن شریف آپ کا ہے۔

لیکن چونکہ اصل مطلب یہاں شاہ حاجی محمد صاحبؒ کے حالات بیان کرنا ہے، پس لازم ہے کہ دل و جان سے آپ کا ذکر تحریر کروں، کیونکہ ان کے متعلق کئی بشارتیں ہو چکی تھیں۔ چنانچہ شاہ سلیمان کی رخصت کے وقت شاہ معروف صاحب نے ان کی صورت دکھادی تھی۔ اور اکثر بشارتیں ان کی بچپن میں ظاہری ہوئی تھیں، ان سب کو بیان کرتا ہوں۔

Marfat.com

فصل

زمانہ کے مشائخ کے اشرف، جہان کے اولیا کے پیشوا، غیبی اسرار کے مخزن، یقین کے انوار کے مطلع، عرفان کے دقائق کے جاننے والے، خدائی رازوں کے واقف، حقیقت والوں کے پیشوا، طریقت کے سالکوں کو راہ دکھانے والے، جلال کے حرم کے محرم، وصال کی مجلس کے معشوق، اولیاے ربّانی میں سب سے بہت بڑے، دوسرے محی الدین (دین کے زندہ کرنے والے) مادرزاد ولایت سے مشرف، حضرت شاہ حاجی محمد قادری (اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو خوش رکھے) کے حالات میں

آپ کی ذات شریف قوم کھوکھر جالب سے ہے اور آپ کے آباواجداد اکثر بزرگ ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ آپ کے چچا صاحب شیخ رحیم الدین بہت عزیز الوجود تھے۔ انھوں نے اپنے بھائی حضرت شاہ علاء الدین سے جو کہ حضرت شاہ (حاجی محمد) کے والد بزرگوار تھے، کہا تھا کہ اے بھائی! میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے گھر میں ایک فرزند ہوگا جو دین کا بادشاہ یا دنیا کا بادشاہ ہوگا۔

مرتبہ شیخ رحیم الدین صاحب کا ایسا تھا کہ اکثر اُن سے خوارق ظاہر ہوئے۔ اگر میں لکھوں تو کلام لمبی ہو جاتی ہے۔ جب ان کا وقتِ وفات قریب ہوا تو وصیت کی کہ میری قبر اس جگہ بنانا کہ جب قبر کھودو گے تو وہاں سے ایک عناب، جس کو ہندی میں ''بیر'' کہتے ہیں، سبز اور تازہ نکلے گا، وہاں میری لحد بنانا۔

آپ کے والد بزرگوار بھی اہلِ تقویٰ اور پرہیزگار تھے اور سات حج کیے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کے حالات حضرت شاہ صاحب کے ذکر میں بیان ہوں گے۔

جو بشارتیں آپ کی پیدائش سے پہلے ہوئیں وہ اپنی جگہ میں ذکر کی جا چکی ہیں، اور کچھ آگے اپنی اپنی جگہ پر مذکور ہوں گی۔ اور اب وہ حال کہ ابتداے پیدائش میں ظاہر ہوا، بیان کرتا ہوں۔

غزل کا ترجمہ:

بادشاہی کے ملک کا شہباز ہمارا بادشاہ ہے — جس کا حکم ماہ سے ماہی تک ہے وہ ہمارا چاند ہے
جس کی طرف دیکھا وہ مست ہو گیا — حق کو دِکھا دینا ہمارے حق آگاہ کا کام ہے

Marfat.com

حضرت حاجی شاہ عالم پناہ ہیں
آپ کا چہرہ ہمارے قبلہ گاہ کا محراب ہے
آپ کی طاقت دیکھو کہ جب سختی میں آپ کا نام
کوئی شخص لے تو گویا وہ ہمارے ساتھ ہیں
ہم آپ کے دیدار کے سوا کچھ نہیں چاہتے
آپ کا دیکھنا ہمارا مال اور ملک اور مرتبہ ہے
اگر آپ اپنی غلامی میں قبول کر لیں
تو نفس اور شیطان ہمارے غلام اور نوکر ہیں
سربلندی دینا آپ کا طریقہ ہے
آپ کے دروازہ پر سَر رکھنا ہمارا راستہ ہے

احمد عاجز بھنور میں پڑا ہے
اس کو وہ شخص نکالتے ہیں جو ہمارے ملاّح ہیں

نظم کا ترجمہ:

بد خمیر نفس کے آسیب سے، کل
میں اپنے دل میں بہت وسوسے رکھتا تھا
میں جنگل کے ہرن کی طرح اس سے بھاگتا ہوں
وہ میرے پیچھے بھیڑیے کی طرح پڑا ہے
دل کی آنکھ اندھی ہے اور راستہ نامحسوس ہے
میں سُرخاب کی طرح پنجرے میں قید ہوں
راستہ باریک اور تنگ ہے، رات اندھیری ہے
تدبیر کے پاؤں لنگ اور منزل دور ہے
خوشخبری سنانے والے عقل سے میں نے صلاح لی
تاکہ میرے کام کے لیے کچھ تدبیر کرے
اس نے کہا اے ہوائے نفس کے قیدی
پیر کی توجہ کے سوا دل کی کشایش نہیں
اپنے حال کو اس کے سامنے عرض کرو
سوالی گداگروں کی طرح اس کے دروازہ سے
اس مرشد کی تعریف اپنی زبان سے کہو
جو کچھ تیرا دل چاہتا ہے اس سے مانگو
میں نے جب آپ سے ہدایت کا راستہ پا لیا
میں شاگرد کی طرح ہوں وہ میرے استاد ہیں
میری طبیعت کا قلم دل کی تختی پر
آپ کی مدح کا دفتر تحریر کرتا ہے
قلم کو میں بات کے ساتھ موافق بناتا ہوں
آپ کے اوصاف کی شرح کو شروع کرتا ہوں
شاہ حاجی دل کے قبلہ کے امام ہیں
آپ کے پاؤں کو آسمان پر جگہ ہے
آپ کا چہرہ، انوار کا جائے طلوع ہے
آپ کا سینہ، اسرار کا خزانہ ہے
آپ کا قد، جہان پکڑنے والا عصا ہے
درماندگی کے وقت مدد دینے والا ہے
تجرد کی طرح ہر عیب سے مجرد ہیں
ایمانِ پاک کی طرح شک وشبہ سے پاک ہیں

Marfat.com

عرفان کی شراب سے مست اور خوش ہیں
موتی کی طرح ایقان کی گہرائی میں غرق ہیں

آپ کی نظر کی شراب سے طالبوں کو
مستی کی طرح اس کے راستہ پر ڈال دیتا ہے

آپ کی درگاہ کی مٹی دل کی آنکھ میں
ایسی ہے جیسے نورانی بتی شمع میں

آپ کے لطف کی نظر ہر باب میں
طالبوں پر دروازے کھولنے والی ہے

آپ کی صورت دل کی آنکھ میں مرغوب ہے
ایسی ہے جیسے محبوب کے چہرے پر خال

آپ کا خال دل کی آنکھ کے لیے سُرمہ ہے
دل کے تانبے پر آپ کی محبت اکسیر ہے

آبِ حیات کے پیاسوں کے لیے
آپ راہ دکھانے والے جیسے خضر اندھیرے میں

آپ کا نام آسمان پر رہنے والوں کا ورد ہے
جنوں، انسانوں اور فرشتوں کی آفات کا تعویذ ہے

آپ کی لال لبیں جمشید کی انگوٹھی کا نگیں ہیں
آپ کا لفظ اس انگوٹھی کی مُہر کا نقش ہیں

جس نے آپ کی چوکھٹ پر ماتھا گھِسایا
وہ اپنے مقصود کا موتی ہاتھ میں لایا

آپ کی خانقاہ بیت النور کی فضا ہے
وادی ایمن اور جلوۂ طور ہے

ہر حال میں آپ کے چہرہ سے چمک رہے ہیں
جلال کے پردوں کے شعلے

آپ سرّ اور خفیات کے جاننے والے ہیں
نفی اور اثبات کے راز کے محرم ہیں

جو چیز فرشتوں سے پوشیدہ ہے
آپ کے دل کی آنکھوں کے وہ سب سامنے ہے

آپ وجود کے خلوت سرا کے محرم ہیں
توحید کا راز آپ کے دل پر مشہود ہے

آپ کی مدد کیا حضور میں، کیا غیب میں
ان تمام آفتوں کے لیے بیشک تعویذ ہے

دن رات معبود کی عبادت میں
سوائے رکوع و سجود کے آپ کا کوئی کام نہیں

آپ کی نظر سے در و دیوار مست ہیں
آپ کے دروازہ کی مٹی وجود کی کیمیا ہے

اس بہت بڑے سردار کے عشق کی گرمی
چھوٹوں اور بڑوں پر تاثیر رکھتی تھی

چھوٹوں اور بڑوں پر وجد و سماع
ہر ایک کو عشق کے سوز سے سر کو درد

آپ کے دروازہ پر عاشق اور شیدا ہیں
ہر وقت ہا و ہو کا شور و غوغا ہے

نوشہ گنج بخش کو تم نے دیکھا
رستم اور سامان اور گھوڑے کو تم نے دیکھا

آج کل ساری زمین کے فرش پر کوئی نہیں
آپ کی طرح پہلوان، دین کا تہمتن

Marfat.com

اُس تہمتن نے ہفت خوانِ عراق میں بڑی سخت دلی سے سفید دیو کو قتل کیا
اس تہمتن نے دل کے ہفت خوان میں شیطان لعین کو مسخر کیا
آپ کا دل تجلیات کا مظہر ہے ذاتِ بحت اور صفات کے بھید کے عالم ہیں
آپ کا دل خدا کو دکھانے والے شیشہ کی تختی ہے آپ کی منزل، فیض قدس کے وارد ہونے کی جگہ ہے
ایسی شان اور بلندی اور ارشاد والا زمانہ کی ماں نے آپ کی مثل کم جنا ہے
آپ دل کے خزانہ کے خزانچی ہیں خانۂ دل کی چابی آپ کی ہتھیلی میں ہے
امید ہے کہ قیامت کے روز آپ کے جھنڈا کے سایہ تلے اُٹھایا جاؤں گا
اگرچہ آپ مادر زاد ولی تھے آپ کے ہاتھ میں باندھنے کھولنے کی مہار تھی
لیکن ظاہر میں آپ کے راستہ کا دوست اور تحقیقی طور پر آپ کا پیر ارشاد
جہان کے مقتدا شاہ سلیمان ہیں جن کا دل عرفان کے سمندر کا موتی ہے
وہ بزرگی اور بلندی کے آسمان کے سورج ہیں صدق اور صفائی کے سمندر کے سچے موتی ہیں
زہر پینے والے اور ان کی ہتھیلی میں تریاق ہے گودڑی پہننے والے اور جہان کے بادشاہ
اولیا میں قناعت کے ساتھ ممتاز اپنے آپ پر اونچ نیچ کا راستہ بند کیا ہوا
عشق کی آگ نے ان کے دل سے جوش مارا معنوی محبوب ان کے آغوش میں ہے
ان صفتوں کے ساتھ کہ وہ موصوف ہیں ان کی انتہا شاہ معروف کے ساتھ ہے

غزل کا ترجمہ:

ملکِ جان کے بادشاہ اور آسمانِ روان کے چاند کی مدح میں

اگر لامکان کے اوپر کوئی مکان ہو تو ہمارے شیخ کا وہی مکان ہو گا
شاہِ حاجی کہ آپ کی درگاہ کی مٹی آسمان والوں کی جاے سکونت ہے
آپ کے قدموں کی خاک عقلمندوں کی آنکھ میں اصفہان کے سرمہ سے بھی بہتر ہوتی ہے
آپ کے کوچہ کے کعبہ میں چہرہ گھسانا انسانوں اور جنوں کا شرف اور فخر ہوتا ہے
آپ کی نظر کی شراب سے طالبوں کو مستی اور شوق دائمی ہوتا ہے
آپ کے کتے کے پاؤں کا نقش جو کہ پھول کا رشک ہے قدسیوں کی دستار کی زینت ہے

Marfat.com

معراج کے لیے آپ کی سیڑھی کا
سب سے نچلا پایہ آسمان ہے

جو کچھ نوشہ آپ کی زبان پر گذرا
آپ کا کلام کُن فکان کا قول ہوتا ہے

اگرچہ ظلّ خدا، خدا کی طرح نہیں
مثل کے لیے بے نشان ہوتا ہے

اے طاقتور ہم کو بھی طاقت دے
بندہ کب تک ناتوان رہے گا

مجھے اُردی بہشت کا پھول بنا کہ میرا دل
کب تک خزاں کا تنکا رہے گا

سوائے اس کے اس غلام کا کوئی مطلب نہیں
کہ آپ کے غلاموں کی لڑی میں داخل ہو جائے

غلام حق گذار خدمت گار ہے
جب تک جان جسم کی رفیق ہے

مرنے کے بعد اگر آپ کے راستہ کی خاک ہو جاؤں
تو مجھے ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو جائے

Marfat.com

فصل
جو خوارق بچپن میں ظاہر ہوئے

حضرت شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ، کا نام بھی بی بی جیونی تھا اور قدیمی وطن مبارک حضرت گھوگا نوالی تھا، کہ ایک گاؤں کا نام ہے جو حضرت شاہ سلیمان صاحب کے وطن شریف بھلوال سے بیس کوس یا اس سے کم زیادہ فاصلہ پر ہوگا۔ جب حضرت کے نور کا نطفہ، والدہ کے رحم میں آیا، حضرت شیخ علاء الدین صاحب، بی بی صاحبہ سے رخصت ہو کر مکّہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اور فرمایا، اے بی بی! اللہ تعالیٰ تم کو فرزند دے گا جو دین کا پہلوان ہوگا۔ اس کا نام ''حاجی محمد'' رکھنا اور اس کی خدمت (تربیت) بڑی احتیاط سے کرنا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بھی جلدی آ جائیں گے۔ جب حضرت چلے گئے، چند روز گذرے تھے کہ حضرت شاہ سلیمان اس گاؤں میں تشریف لے آئے اور بی بی صاحبہ کے سامنے آ کر بشارت دی کہ اے بی بی! تمہارے ہاں فرزند پیدا ہوگا جس سے سارا جہان فیض یاب ہوگا۔ جس وقت وہ پیدا ہو، ہم کو خبر کرنی ہوگی۔ جب حمل کی مدت پوری ہوگئی، فرزند ارجمند ظہور میں آیا۔ حضرت شاہ سلیمان خبر پا کر تشریف لے آئے اور اپنے لباس کا ایک ٹکڑا حضرت بی بی صاحبہ کو دیا کہ اس فرزند کو اِس ٹکڑے میں لپیٹو اور بڑی احتیاط سے رکھنا، اور اس بچے سے خبردار رہنا۔ چنانچہ اکثر خبردار رہتے تھے۔

اتفاقاً ایک روز حضرت بی بی صاحبہ، حضرت کو پنگھوڑے میں ڈال کر خود آٹا گوندھ رہی تھیں، ایک عورتِ ہمسایہ جو کہ اکثر حضرت کو شفقت کرتی اور کھلایا کرتی تھی، آئی اور حضرت کو بغل میں لینا چاہا۔ پنگھوڑے میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ سانپ نے پنگھوڑے سے سر اُٹھایا۔ یہ عورت دوڑ کر بی بی صاحب کے پاس گئی کہ بی بی جی! بچے کے پنگھوڑے میں سانپ ہے، اس نے مجھ پر حملہ کیا ہے، میں بھاگ کر آئی ہوں۔ حضرت بی بی صاحبہ بے قرار ہو کر پنگھوڑے کی طرف دوڑیں۔ دیکھا کہ بچہ آرام سے سویا ہوا ہے۔ بی بی صاحبہ نے اس عورت سے پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ عورت پاکیزگی میں قصور رکھتی تھی۔ اس کو نصیحت فرمائی کہ جب تک تو پاک نہ ہوا کرے، اِس فرزند ارجمند کے قریب نہ آیا کر۔

جب حضرت شاہ صاحب گھٹنوں کے بَل گھر کے صحن میں پھرنے لگے، آپ کے گھر میں بھینسوں کی قسم سے مویشی تھے۔ ان پر آفت آ گئی۔ بہت ساری مر گئیں [حالانکہ] اس گاؤں میں خیر تھی۔ اتفاقاً حضرت شاہ سلیمان صاحب تشریف لائے۔ حضرت بی بی صاحبہ نے عرض کیا کہ یا حضرت! گاؤں میں خیریت ہے، [لیکن] ہمارے اکثر مویشیوں کو آفت آ گئی ہے، چند

Marfat.com

گائیں مرگئی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اے بی بی! معلوم ہوتا ہے کہ شاہ حاجی محمد گھر کے صحن میں گھٹنوں کے بَل رِڑھتا ہے۔ بی بی صاحبہ نے کہا، حضرت! اسی طرح ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، بی بی! اس بچے کے نگہبان فرشتے ہیں۔ جگہ کی ناپاکی سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور اس پاک نہاد بچے کے جسم کو پلیدی لگتی ہے۔ مویشیوں پر آفت آنے کا یہ سبب ہے۔ چاہیے کہ مویشیوں کی جگہ الگ بناؤ، اور جس صحن میں یہ لڑکا پھرتا ہے، اس کو پاک وصاف رکھو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مال بہت ہو جائے گا۔ انھوں نے اسی طرح کیا۔ حضرت شاہ صاحب کی تشریف آوری کی برکت سے مال بہت ہوگیا۔

جب حضرت شاہ صاحب کھیلنے لگے تو حضرت شیخ علاء الدین صاحب مکّہ مکرمہ سے واپس تشریف لے آئے۔ اُس وقت حضرت سوئے ہوئے تھے۔ بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ فرزند ارجمند کہاں ہے؟ بی بی صاحبہ نے فرمایا، نیند میں ہے۔ حضرت شیخ کے دل میں گذرا کہ جس بچے کے لیے اس قدر بشارتیں ہوئی ہیں، اس کو دیکھنا چاہیے۔ جب حضرت کی خواب گاہ کے نزدیک پہنچے تو آپ صورت تبدیل کر کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ وہ (حضرت شیخ) بھی صاحب کمال تھے، سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، ''ہم بھی واقف کار ہیں، ہمارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔'' آپ اصلی صورت پر آ گئے۔

چند عرصہ کے بعد دوسرا بیٹا تولد ہوا، اُن کا اسم شریف شیخ اسمٰعیل رکھا گیا۔

یہ حضرت کا ساتواں حج تھا۔ حضرت شیخ اگر وطن شریف میں تشریف لاتے، گھر میں کم [ہی] ٹھہرتے تھے۔ دس پندرہ روز کے بعد گھر آتے۔ دو تین روز رہ کر پھر باہر چلے جاتے۔ چونکہ مال بہت تھا، اور حضرت بی بی صاحبہ گھر کا کاروبار کیا کرتی تھیں، ظاہری جمعیت بہت اچھی تھی۔

جب حضرت دس گیارہ سال کی عمر کو پہنچے اور میاں اسمٰعیل بھی پانچ چھ سال کے ہو گئے، ماؤں کا مبارک طریقہ ہے کہ چھوٹے بیٹے کی پرورش بہت زیادہ کرتی ہیں۔ بسبب خُردسالی کے، یا بعضے بچوں سے الفت زیادہ ہوتی ہے۔ اکثر میاں اسمٰعیل بیمار رہتے۔ والدہ صاحبہ اس سے بے خبر تھیں۔ آخر الامر ایک دن آپ [حاجی محمد] نے خود فرمایا، اے والدہ جی! آپ اسمٰعیل کو مجھ سے زیادہ چاہتی ہو اس لیے وہ بیمار رہتا ہے، یہ ہماری غیرت سے ہے۔ اب اگر آپ نے فرق ڈالا تو آپ کے لیے بھی یہ اچھا نہیں [ہوگا]۔ والدہ صاحبہ نے غفلت کرتے ہوئے، پہلے طریقہ کے مطابق تازہ مکھن جو اُن کو دیا کرتی تھیں، میاں اسمٰعیل کو زیادہ تر دیا۔ بی بی صاحبہ کا ہاتھ متورم ہوگیا۔ ایسا کہ عاجز ہوگئیں۔ جب حضرت [حاجی محمد] باہر سے کھیلتے ہوئے آئے، رات کو بستر راحت پر سو گئے۔ بی بی صاحبہ کو ساری رات تکلیف رہی۔ جب صبح اٹھیں، بی بی صاحبہ اس سے غافل تھیں کہ یہ آپ کی غیرت سے ہے۔ بی بی صاحبہ کی تکلیف کو بہت دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے والدہ جی! ہم نے آپ کو کہا نہ تھا کہ فرق نہ کرنا، آپ نے کر دیا، اسی سبب سے یہ سب تکلیف ہے۔ اگر آج کا سارا مکھن ہم کو دے دو تو آپ کا ہاتھ ٹھیک ہو جائے گا۔ حضرت بی بی صاحبہ نے مان

Marfat.com

لیا۔ اُسی وقت آپ نے اپنا دستِ مبارک والدہ صاحبہ کے ہاتھ [پر] تکلیف والی جگہ پر پھیرا، شفا ہوگئی۔ اس روز کا تمام مکھن بی بی صاحبہ سے لے کر باہر لے جا کر فقیروں کو دے دیا اور بی بی صاحبہ کو فرمایا کہ اے حضرت والدہ جی! آپ کو لازم ہے کہ فرزندوں کو ایک ہی نظر سے دیکھیں۔ اس روز سے بی بی صاحبہ احتیاط کرتی تھیں۔

اگر ساری عمر آپ کے بچپن کے حالات جو ظاہر ہوئے، میں بیان کروں، اس کے عہدۂ اوصاف سے باہر نہیں آسکتا۔

جب حضرت حدّ بلوغ کو پہنچے، آپ کا قد و قامتِ مبارک اور زور اِس طرح ہوگیا کہ بیس تیس سالہ جوان کو مجال نہ تھی کہ آپ پر ہاتھ ڈالے۔

بیت:

جو شخص خدا کے شیر کے ساتھ پنجہ مارتا ہے
وہ اپنے پنجے کو ہی زخمی کرتا ہے

اتفاقاً ایک جنگ پیش آئی۔ اس علاقہ کے سرداروں نے درمیان آکر کوشش کر کے حضرت صاحب کو بھی ساتھ لیا۔ آپ تیر و کمان کا شوق رکھتے تھے اور آپ کا نشانہ کم خطا جاتا تھا۔ آپ ساتھ ہو گئے۔ چونکہ دشمن غالب تھا، اس طرف کی فوج نے شکست کھائی۔ حضرت نے اکیلے ہی تیر و کمان سے دشمن کو روک دیا۔ جو شخص آگے قدم رکھتا، اُس کو تیر سے چیر دیتے۔ جب ان کے سردار نے دیکھا کہ دشمن پیچھے سے رُک گیا ہے اور کیا دیکھتا ہے کہ حضرت نے دشمن کی ساری فوج کو ایسا روک دیا ہے کہ کوئی پیش قدمی نہیں کرسکتا۔ سردار نے للکارا کہ اے نامردو! ایک خردسال لڑکے نے دشمن کی ساری فوج کو عاجز کر دیا ہے، تم کہاں جا رہے ہو؟ جب سردار کی آواز لوگوں کے کان میں پہنچی، واپس پھر کر حضرت شاہ صاحب کے ساتھ ہو گئے۔ چونکہ دشمن اس سے پہلے ہی پریشان ہو چکے تھے، جس وقت دوسرے لوگ بھی حضرت شاہ صاحب کے ساتھ ہو گئے، دشمن نالائق نے تاب نہ لا کر شکست کھائی۔ حضرت اُسی جگہ کھڑے رہے۔ لوگوں نے دشمن کا تعاقب کیا، چند کوس تک اُن کو مار کر بھگایا۔

چند جگہ پر حضرت جنگ میں گئے اور آپ سے بڑی جوانمردیاں ظاہر ہوئیں۔ اُس علاقہ میں ایسے حالات ہو گئے کہ جس فوج میں حضرت شاہ صاحب ہوتے تھے، اُس فوج کے ساتھ کوئی جنگ کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

جب چند عرصہ اسی طریقہ پر گذر گیا، شوقِ الٰہی نے دل میں جوش پیدا کیا۔ جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف رجوع لائے۔

بیت:

اچانک سخاوت کا دریا جوش میں آیا
سب کو اپنے آپ میں، اپنے آپ سے، اپنے ساتھ ملایا

Marfat.com

اور یہ ندا بھی کانوں میں دی گئی۔

بیت:

اس کے ساتھ اب ایک دل اور ایک رُخ ہو جاؤ
بلکہ اپنے آپ کو مٹا کر وہی ہو جاؤ

اگرچہ نیکوکاری ہر وقت آپ کا معمول تھا اور پرہیز گاری کی باگ ڈور ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے، لیکن تصفیۂ باطن اور ترتیبِ وجود [کی خاطر] جو کہ میدانِ عشق کے گھوڑے کے لیے ضروری ہے، خلقت سے بھاگ کر ایک ویرانہ کے گوشہ میں قرار پکڑا۔

بیت:

جو شخص اس راستہ میں نہیں چلا وہ کہیں نہیں پہنچا
جس شخص نے اس راہ سے منہ موڑا، رہائی کا منہ نہیں دیکھا

وطن سے دُور بار (جنگل) میں ایک گاؤں کا ویرانہ تھا، اُس کے گرد ہر طرف پانچ پانچ کوس کم وبیش تک کوئی آبادی نہ تھی۔ آپ تمام دن رات اس ویرانہ میں کسی دیوار یا کسی درخت کے سایہ میں وقت گذارتے تھے۔ وجہ قوت عنابِ صحرائی تھے۔ جن کو ''جھڑ بیر'' کہتے ہیں (غالباً پہنجو) یا کوئی سبزی منہ میں ڈالتے تھے اور رات دن دنیا سے الگ رہ کر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ اتفاقاً جاٹوں کا ایک قبیلہ مویشیوں کی چرائی کے لیے اس سرزمین میں سے گذرا۔ اچانک اُس جماعت میں سے ایک شخص اُس ویرانہ سے گذرا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک مرد، بکھرے بالوں والا، نیک خصلت، اپنے آپ سے جدا اور خدا سے ملا ہوا، اپنے گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے، شاہدِ لایزال کی تجلّی کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ اُس شخص نے گھر آ کر اپنی عورت کے سامنے یہ ذکر کیا۔ دونوں میاں بیوی روٹی پکا کر اور ایک پیالہ دودھ لے کر آپ کی خدمت میں گئے۔ جب آدمی کی آواز حضرت صاحب کے حق سننے والے کانوں میں پہنچی، سر اُٹھا کر اُن کی طرف دیکھا۔ دونوں میاں بیوی نے تعظیمات بجالا کر روٹی اور دودھ کا پیالہ حضرت صاحب کے سامنے رکھا اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ چونکہ مدت ہو چکی تھی کہ غلّہ اور روٹی کی قسم سے کبھی تناول نہ فرمایا تھا، روٹی سے رغبت نہ کی اور چند گھونٹ اُس دودھ سے پی کر اُن کو رخصت فرما دیا۔ جب تک آپ اُس سرزمین میں تھے، وہ لوگ ایک پیالہ دودھ کا افطار کے وقت لے آتے تھے۔ تھوڑی مدت میں ہی ظاہری اور باطنی فیوض اُن نیک نہادوں کے نصیب ہو گئے۔

جب یہ حقیقت لوگوں میں مشہور ہو گئی، آپ کی والدہ صاحبہ ہمیشہ جستجو میں رہتی تھیں۔ کسی شخص نے ان کو خبر پہنچائی۔ والدہ صاحبہ اور قبیلہ کے کچھ لوگوں نے آ کر التجا کی۔ آپ والدہ ماجدہ کے دل کی خوشنودی کے لیے گھر میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com

حضرت بی بی صاحبہ کے دل میں خیال آیا کہ اگر ان کی شادی کر دوں تو شاید اِس سبب سے اس سرزمین میں اقامت کر لیں۔ موضع حضرت نوشہرہ میں، جہاں قوم تارڑ کے لوگ اقامت رکھتے ہیں، اس گاؤں میں اپنی قوم سے ایک شخص اچھے مرد تھے، حضرت شاہ صاحب کو اس جگہ منسوب کر دیا۔

چند روز کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کی شادی ہوگئی۔ حضرت نوشہرہ چونکہ اچھی جگہ اور دریائے چناب کا پانی نزدیک واقع ہے، وہاں کے لوگ بھی نیک نہاد تھے اور شر و فساد بھی اس علاقہ میں کم واقع ہوتا تھا۔ آپ نے اقامت اس سرزمین میں اختیار کر لی۔ ساری رات دریا کے کنارہ پر حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہتے اور دن کو گاؤں کی مسجد میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت پڑھا کرتے۔

اتفاقاً حضرت صاحب کو قرآن شریف پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس علاقہ کے قریب موضع جاگو تارڑ میں ایک حافظ تھے، قاری جو قرأت میں مشہور تھے۔ حضرت شیخ علاء الدین صاحب آپ کو ساتھ لے کر حافظ صاحب کے پاس لے گئے کہ حضرت! اس لڑکے کو تعلیم دیں۔ حافظ صاحب نے قبول کر لیا۔ آپ دوسرے شاگردوں کی طرح پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت صاحب نے رات کو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آپ کے سامنے آئے اور کہا کہ اے میاں حاجی محمد! تم چاہتے ہو کہ تمہیں قرآن کی قرأت سکھائیں؟ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم فرشتے ہیں، امر الٰہی کے بموجب آئے ہیں، تاکہ تم کو قرآن کی قرأت کی تعلیم کریں۔ تیس الفاظ (یعنی حروف) کی قرأت کو جس جگہ (مخرج) سے کرتے تھے، فرشتے کہتے تھے کہ منہ مبارک کو کھولو۔ آپ کھولتے تو فرشتہ وہاں انگلی لگاتا کہ اس لفظ (حرف) کی قرأت اس جگہ (مخرج) سے کرنی چاہیے۔ (حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے) جس وقت اُس نے انگلی منہ سے نکالی، اس کے نکالتے ہی جس طرح وہ الفاظ ادا کرنے [ہوتے] تھے، اسی طرح مجھ سے ادا ہوتے تھے۔ جب بیدار ہوا اور پڑھنے میں مشغول ہوا تو مجھ سے الفاظ ایسے ادا ہونے لگے کہ کبھی استاد صاحب سے یا کسی دوسرے حافظ سے اس طرح نہیں سنے تھے۔ جب صبح ہوئی تو میں استاد صاحب کے پاس گیا۔ جب میرے سبق کا وقت آیا اور میں نے پڑھنا شروع کیا۔ پہلے دنوں میں مشکل الفاظ کو استاد صاحب دو تین بار تکرار کرتے اُس وقت مجھے یاد ہوتا تھا اور درست پڑھ سکتا تھا۔ اور آج لفظ کو جس طرح میں ادا کرتا تھا، استاد صاحب سے ادا ہونا محال تھا۔ استاد صاحب نے پوچھا، میاں حاجی محمد! آج کیا حقیقت ہے کہ تم اس طرح قرأت کرتے ہو؟ میں نے ساری سرگذشت استاد صاحب کے سامنے بیان کی۔ استاد صاحب بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اب تمہیں ہمارے پاس پڑھنے کی حاجت نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ چند سبق ہمارے پاس بھی تم نے پڑھے ہیں، شاید کل انھیں سبقوں کی برکت سے آخرت میں ہماری نجات ہو جائے۔ آخر حضرت صاحب، استاد صاحب کی رخصت سے نوشہرہ میں آکر اقامت پذیر ہو گئے۔

Marfat.com

فصل
اُن خوارق عادات کے بیان میں جو جوانی میں حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت میں جانے سے پہلے ظہور میں آئیں

ایک یہ ہے کہ، گندم کی کٹائی کا موسم تھا۔ آپ نے کبھی کسی دنیاوی کام کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ بی بی صاحبہ (اہلیہ محترمہ) کی زبان سے نکلا کہ کٹائی کا موسم ہے، جو شخص واہڈی [کٹائی] کے لیے جاتا ہے، ایک پشتارہ (بھروٹا) لاتا ہے۔ فصل کا وقت ہے، اگر کچھ غلّہ جمع ہو جائے تو چند روز فراغت سے گذر جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا، لیکن تم کہتی ہو تو جاتا ہوں۔ صبح کو داتری [درانتی] پکڑ کر ایک شخص کے کھیت پر گئے، اُس نے کہا کہ میاں صاحب! آپ مُلّا آدمی ہیں، آپ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ وہاں سے مایوس ہو کر شیخا نام [شخص] کے کھیت پر آئے جو قوم رانجھا سے مزارعہ تھا۔ اُس نے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ارادہ ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ ہمارے کھیت میں کٹائی کریں۔ آپ دوسرے مزدوروں سے علیحدہ ایک طرف کام میں لگ گئے۔ جب شیخا مذکور کھیت والا دوپہر دن گذرے ہوئے پھر خبر لینے کے لیے آیا، ہر طرف سے دیکھ بھال کر کے وہاں پہنچا جہاں آپ کام میں مشغول تھے۔ کیا دیکھتا ہے کہ آپ بیٹھے ہیں اور گندم خود بخود کٹی جا رہی ہے اور بھروٹے (گٹھے) بندھے جا رہے ہیں۔ اور دوسروں کی بہ نسبت تین چار گنا زیادہ کام ہو گیا ہے۔ وہ آ کر آپ کے پاؤں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ یا حضرت! جب تک میں گندم کٹاتا ہوں اور غلّہ باہر ہے، دو مزدوروں جتنی مزدوری روزانہ عصر کے وقت آ کر لے جایا کرو۔ چنانچہ جب تک وہ زندہ تھا، چھ مانی [شش ماہی] غلّہ حضرت صاحب کو پہنچایا کرتا تھا، بلکہ اب تک اس کی اولاد، آپ کی اولاد کی اُسی طرح خدمت کرتی ہے۔ شیخا مذکور نے حضرت صاحب کو اپنے کنوئیں پر لا کر، چارپائی بچھا کر، ہزار عزت و حرمت سے اس پر بٹھایا اور خود کسی دوسری طرف اپنے کام کو چلا گیا۔ اس کنوئیں پر توت کا ایک درخت تھا۔ حضرت صاحب اٹھ کر اُس سے توت کھانے لگ گئے۔ شیخا کا بھائی کنوئیں پر تھا، ناراض ہو کر کہنے لگے کہ اس داماد کو چارپائی پر بٹھا گیا ہے، یہ کنوئیں کو ویران کر رہا ہے۔ حضرت جذبہ میں آ گئے اور اپنے ہاتھ کنوئیں کی نِسار کے آگے دھوئے۔ جلالیت کی آگ جو آپ کے دل میں بھڑک اٹھی، اُس سے کنوئیں کا سارا پانی خشک ہو گیا۔ لوگوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو ڈر کر بھاگے۔ حضرت وہاں سے اپنے گھر آ گئے۔ اب تک اس کنوئیں کا پانی ظاہر نہیں ہوا۔ اُس (شیخا) کا بھائی اور اس کی اولاد حضرت کے خدمت گار ہو گئے۔ اب تک

Marfat.com

ششماہی (نذرانہ) دیتے ہیں۔

ایک عزیز حضرت شاہ ہاشم دریادل کی زبان سے نقل کرتا تھا کہ، ان ایام میں قحط پڑ گیا۔ گاؤں کے لوگوں پر تنگی وارد ہوگئی۔ سَر کاٹتے تھے جس سے رسّیاں بنتی ہیں، جس کو ہندی زبان میں ''مونج'' کہتے ہیں۔ روزانہ کاٹ کر قصبہ پنا کھہ میں، جو نوشہرہ سے بارہ کوس پر واقع ہے، لے جا کر فروخت کرتے اور اپنی روزی کا سبب بناتے۔ ایک روز آپ کے خُسر صاحب نے کہا کہ میاں صاحب! اگر آپ بھی چند بھروٹے (پُھتارے) سَر کاٹیں تو میں گدھوں پر لاد کر لے جا کر فروخت کر آؤں کہ قُوت کی وجہ بن جائے۔ آپ نے فرمایا، بہت اچھا، کل صبح ہم جائیں گے۔ جس قدر بار بردار آپ کو مل جائیں، پیچھے سے لے آنا۔ چنانچہ صبح کو حضرت صاحب داتری [درانتی] پکڑ کر چلے گئے۔ جب نیستان میں پہنچے، ایک پہر دن گذرا تھا کہ آپ کے خسر صاحب بار بردار لے کر آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عالم کٹا ہوا پڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ آپ نے جتنا کاٹا ہے، وہ مجھے بتاؤ تا کہ میں لاد لوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب ہم نے ہی کاٹا ہے، آپ جتنا چاہیں لے جائیں۔ وہ عزیز حیران ہو گئے کہ یہ کام دس آدمیوں کا نہیں کہ سارے دن میں اس قدر کاٹ سکیں، انھوں نے ایک پہر میں کاٹ دیا ہے۔ آپ کے خُسر صاحب نے اُس روز سے جانا کہ یہاں کوئی اور معاملہ ہے۔ اُس دن سے پھر کسی کام کرنے کی تکلیف آپ کو نہیں دیتے تھے۔

حضرت صاحب کے گھر میں دو بھینسیں تھیں۔ رات کا ایک پہر باقی ہوتا تو اُن کو دریا کے کنارہ پر لے جاتے، وہ چرنے میں لگ جاتیں اور آپ خدا کی یاد میں مشغول ہو جاتے۔

بیت:

ہر کسی کو کسی کام کے لیے بنایا ہے
اس کی محبت اس کے دل میں ڈال دی ہے

چوہدری مَہماں کا چَروال (چھیڑو [چرواہا]) حضرت شاہ صاحب کے تمام حالات مشاہدہ کیا کرتا۔ ایک روز اچھے وقت میں آ کر سلام کیا۔ آپ کی نظر فیض اثر سے اُس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگئی۔ اُس نے عرض کیا کہ یا شاہ صاحب! اگر فرمائیں تو آپ کی دونوں بھینسوں کو چوہدری کی بھینسوں کے ہمراہ چرالایا کروں، اور حضور فراغت سے اپنے کام میں مشغول رہا کریں۔ آپ نے فرمایا، سنا جاتا ہے کہ چوہدری مَہماں بڑا ظالم ہے۔ اُس نے چراگاہ پر قبضہ کیا ہوا ہے کہ سوائے اُس کے کسی کا کوئی مویشی وہاں نہ چرے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہ سن کر تجھ کو تکلیف پہنچائے۔ چَروال نے کہا کہ دو بھینسوں کو دو تین سو بھینسوں میں کب پہچان سکے گا۔ چونکہ ارادہ اللہ تعالیٰ کا اسی طرح تھا، ایک دن چوہدری مَہماں نے دریا عبور کیا، اپنے چھیڑ (ریوڑ) کے پاس سے گذرا۔ اتفاقاً یہ دونوں بھینسیں، جس طرف سے وہ آیا تھا، چھیڑ سے علیحدہ چر رہی تھیں کہ اس کی نظر ان دونوں بھینسوں پر پڑی۔ کہا

Marfat.com

کہ یہ دونوں بھینسیں ہماری معلوم نہیں ہوتیں۔ چَروال کو بلایا۔ جب وہ حاضر ہوا تو پوچھا کہ یہ بھینسیں کس کی ہیں؟ وہ بھی ڈر سے منکر نہ ہوسکا، کہا کہ یہ میاں حاجی محمد کی ہیں جو میاں فتح محمد کے داماد ہیں اور مردِ مُلّا اور صالح آدمی ہیں۔ اس وجہ سے میں نے اُن کی بھینسیں اس چراگاہ میں چھوڑی ہیں، ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ چوہدری صاحب کے حکم کے سوا اس چراگاہ میں مویشی چرا سکے۔ چوہدری اندھے ضمیر والا نے چَروال کو مارا اور کہا کہ میں اُن سے بھی سمجھ لوں گا۔ چَروال حیران و پریشان ہوکر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آیا اور حال ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو خود کہا تھا کہ چوہدری ظالم ہے، تو نے یہ کام خود اختیار کیا۔ اس نے کہا کہ میرا تو اب بھی وہی ارادہ ہے۔ کیونکہ:

مصرع:

جور اور ظلم اور ستم سے عاشق نہیں ڈرتے۔

لیکن اس بات کا خوف ہے کہ کہیں آپ کی جناب میں بے ادبی نہ کرے۔ آپ نے فرمایا، ہماری طرف سے فکر نہ کرو۔ کیا مجال رکھتا ہے کہ ہماری طرف دیکھے۔ اور جو کچھ تیرے ساتھ خلافِ ادب پیش آیا ہے اُس کا ثمرہ بھی دیکھ لے گا۔

بیت:

جو شخص خدا کے شیر کے ساتھ پنجہ مارتا ہے
وہ اپنے پنجے کو ہی زخمی کرتا ہے

دو تین دنوں کے درمیان چوہدری کی ایک سو چالیس بھینسیں مر گئیں۔ باقی گاؤں میں خیریت تھی۔ چوہدری کی عورت عقلمند تھی۔ اس نے چَروال سے پوچھا کہ یہ کیا حقیقت ہے؟ اس نے ساری سرگذشت ظاہر کی۔ اُس عقلمند عورت نے چوہدری کو ساتھ لیا اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عجز و نیاز کیا اور اپنی تقصیر معاف کرائی۔ اُس روز سے لوگوں میں آپ کا ادب آیا۔

ایک دوسرے شخص سے اس طرح سننے میں آیا ہے کہ اسی اثنا میں حضرت شاہ صاحب کے والد بزرگوار حضرت شیخ علاء الدین تشریف لائے۔ چوہدری اور اس کی عورت نے ان کے آگے التماس کی۔ انھوں نے حضرت شاہ صاحب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ ان کو کچھ چیز بتاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ (بھینسوں کو) بھیڑہ دو۔ جو باقی رہ گئی تھیں اُن کو بموجب حکم [بھیڑے] دیے۔ اُس روز سے خیر ہوگئی۔ اگرچہ چوہدری مَہماں میاں سلیمان چَدھڑ کا مرید تھا، لیکن حضرت صاحب کی خدمت گاری بھی کیا کرتا تھا۔

حضرت شاہ صاحب ہمیشہ دریا کی طرف آمد و رفت رکھتے تھے۔ راستہ کے درمیاں ایک نشست گاہ (بیٹھک) تھی کہ اکثر

Marfat.com

لوگ اس میں بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت صاحب کا طریقہ تھا کہ غریبوں کے ساتھ مہربانی کیا کرتے تھے اور سلام میں سبقت کیا کرتے۔ اور دولت مند اور اہلِ حکومت کو دیکھتے ہی کنارہ کر کے چلے جاتے۔ اتفاقاً اگر وہ سامنے آ جاتا، جب تک وہ سلام میں سبقت نہ کرتا، آپ سلام نہیں دیتے تھے۔ اچانک دیکھا کہ ایک چکلہ دار اس بیٹھک میں بیٹھا ہے کہ حضرت کا گذر اس راہ سے ہوا۔ حضرت شاہ صاحب راستہ چلنے میں آگے پیچھے اور دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ ''نظر بر قدم اور ہوش در دم'' ہوتے تھے۔ فرد:

کتّوں کا کام ہے ہر طرف دیکھنا
شیر سر ڈال کر ٹہلتا ہوا راستہ چلتا ہے

چکلہ دار نابکار نے پوچھا کہ یہ جو شخص گذرا ہے کون ہے؟ لوگوں نے، جو بیٹھے ہوئے تھے، بتایا کہ یہ درویش مرد ہیں، کسی سے اُلفت نہیں رکھتے۔ اُس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ مغرور آدمی ہے، اس راہ سے گذرا ہے، ہرگز سلام و تسلیم بجا نہیں لایا۔ لوگوں نے پھر اس کی تسلی کی کہ ان کا طریقہ ہی اسی طرح ہے۔ غرور کی وجہ سے نہیں، بلکہ غریبی اور نامرادی کی وجہ سے ہے۔ اُس نے ازراہِ گستاخی کہا کہ اچھا، اگر پھر وہ اسی راستہ سے آیا تو میں اس کی گردن کا مُہرہ درست کر دوں گا۔ اس جماعت میں سے کسی شخص نے اخلاص مندی کی وجہ سے حضرت صاحب کی خدمت میں جا کر ظاہر کیا کہ یا حضرت! چکلہ دار بد بخت نے ایسا ویسا کہا ہے۔ حضرت اگر گھر کو تشریف لے جائیں تو دوسرے راستہ سے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بد بخت ظالم تکلیف پہنچائے۔ حضرت شاہ صاحب نے تبسّم کر کے فرمایا کہ فقیروں کی گردن کا مُہرہ خدا کا درست کیا ہوا ہے۔ جس شخص کی گردن کا مُہرہ نادرست ہے وہ درست ہو جائے گا۔ جس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ بات نکلی اُسی وقت چکلہ دار کی گردن ٹیڑھی ہو گئی۔ اس کا سر پیچھے کو لٹک گیا۔ بیٹھک سے اٹھا کر اُس کو گھر لائے۔ چوہدری کو پتہ چلا تو پوچھا کہ کیا وجہ ہوئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس کی زبان سے حضرت شاہ صاحب کی جناب میں یہ بات منہ سے نکلی تھی۔ جو کچھ اس نے زبان سے کہا تھا، اُس کا نتیجہ دیکھ لیا۔ اُس روز سے گاؤں کے اور آس پاس کے لوگوں کے دلوں میں حضرت شاہ صاحب کی محبت و دوستی پیدا ہو گئی اور ادب کرنے والے ہو گئے۔ حضرت صاحب جس طریقہ پر تھے، اُسی پر رہے۔

حضرت شاہ صاحب اور چند آپ کے اخلاص مندوں کو لاہور کی سیر کا شوق پیدا ہوا۔ اُس دوران وقت کا بادشاہ لاہور میں تھا۔ جب آپ نے اپنے قدوم شریف سے لاہور کو سرفراز فرمایا، اُس اثنا میں شیخ عبدالوہاب نام ایک بزرگ، فرید بخاری کی مسجد میں رہتے تھے۔ یہ بات شیخ صاحب کے مرید شیخ فتح محمد کی زبان سے سننے میں آئی ہے جو سیالکوٹ میں تھے کہ میں اپنے پیر صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت شاہ صاحب تشریف لائے، ایک شخص آپ کے ہمراہ تھا۔ شیخ صاحب کی ملاقات کر کے

Marfat.com

ایک ساعت مجلس میں بیٹھ کر رخصت ہو گئے۔ ہمارے شیخ (عبدالوہاب) صاحب نے کہا کہ اے دوستو! تم نہیں دیکھتے کہ یہ جوان جو جا رہا ہے، اس کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے۔ بہت جلدی اس کا کام بلندی پر پہنچ جائے گا۔

آپ نے زندہ اور وفات شدہ بزرگوں اور مشائخ کی زیارت کرنے کے بعد فرمایا، اے دوستو! جو شخص اپنے کسب میں کامل ہو اُس کو دیکھنا چاہیے۔ یاروں نے کہا کہ ہم حکم کے تابع ہیں۔ فرمایا کہ پہلوان پائے تخت کو دیکھنے کا شوق ہے۔ اُس دوران میں ایک پہلوان ولایت (افغانستان)[1] سے آیا ہوا تھا کہ جنگی زور تھا اور شاہ جہاں بادشاہ نے خاص و عام میں پائے تخت کے ساتھ اس کو کُشتی کرائی تھی۔ پائے تخت کو فقیروں کی دعا تھی۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی پہلوان دوسرے ملک کا آتا اور اُس کو اس کے ساتھ کُشتی کرنی پڑتی تو پہلے روزہ طی رکھتا پھر کُشتی کرتا تھا۔ جب اُس (جنگی زور) پہلوان نے زور بہت کیے، پہلوان پائے تخت نے اس کی پشت کے پیچھے سے ہو کر اُس کو کمر سے پکڑ کر اُٹھایا۔ اُس نے چاندی کے کٹہرہ کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ ایک خانہ کٹہرہ کا ٹوٹ گیا۔ پائے تخت نے پہلوان کو بمعہ کٹہرہ کے اٹھا کر سر سے اوپر لے جا کر زمین پر دے مارا۔ کٹہرہ مذکور اس قدر مضبوط تھا کہ ہاتھی اس کو توڑ نہ سکتا تھا۔ جب اُس (پائے تخت) کی اس طاقت کا (واقعہ) حضرت صاحب نے سنا، اُس کو دیکھنے کا شوق دل میں ہوا۔ جب اس کے اکھاڑہ میں پہنچے۔ جہاں اپنے شاگردوں کے ساتھ وہ کُشتی (زور) کر رہا تھا چند یار دوسرے بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ پائے تخت اور اس کے شاگردوں نے حضرت صاحب [کے بدن] کی ترکیب دیکھی کہ قد مبارک بہت بلند اور قوی ہیکل تھے۔ اور حضرت صاحب کی ترکیب وصورت (حلیہ) جو آپ کے یاران بیان کرتے ہیں، اُس علاقہ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اور آپ کے ساتھ بھی اچھے جوان تھے، کیونکہ چناب (کے کنارہ پر) اکثر جوان بلند قامت اور قوی ہیکل ہوا کرتے ہیں۔ انھوں نے جانا کہ یہ بھی کوئی پہلوان ہیں۔ پہلوان پائے تخت نے کہا کہ اے جوانو! اگر تم کو بھی ورزش اور کُشتی کا شوق ہے تو میرے شاگردوں سے کُشتی کر لو۔ آپ سب نے کہا کہ ہم پہلوان نہیں ہیں، تمہارے اوصاف سن کر محض تمہیں دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔ اس نے حضرت شاہ صاحب کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے جوان! آپ تو بڑے طاقتور نظر آتے ہو۔ اگر شوق ہے تو حجاب نہ کرو۔ میرے جس یار (شاگرد) سے چاہتے ہو، کُشتی کر لو۔ حضرت شاہ صاحب نے تبسّم کر کے فرمایا کہ کُشتی تو کروں گا مگر شاگردوں کے ساتھ نہیں، البتہ استاد کے ساتھ کروں گا۔ پائے تخت نے ہنس کر کہا، کوئی حرج نہیں۔ آؤ میرے ساتھ ہی کُشتی کر لو۔ حضرت شاہ صاحب کپڑے پہنے ہوئے ہی کھڑے ہو گئے اور فرمایا، آؤ ہمارا ہاتھ پکڑو، یا اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو، اسی سے زور معلوم ہو جائے گا۔ جب پائے تخت نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا، حضرت شاہ صاحب نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اِس قدر زور کیا کہ چھڑا لینا تو ایک طرف رہا، قریب تھا کہ اُس کا ہاتھ مَیدہ ہو جائے (پِس جائے)۔ اُس نے جان لیا کہ یہ طاقت کوئی اور طاقت ہے، اور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا، پہلوانا! تو فقیروں کا مقبول ہے، لیکن

Marfat.com

ہرگز کبھی غرور نہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے:

مصرع:

ہر ہاتھ سے زبردست کوئی ہاتھ پیدا کیا ہے

اس نے بہت عجز و نیاز کیا۔ حضرت شاہ صاحب مہربان ہو گئے اور پھر واپس نوشہرہ میں تشریف شریف لے آئے۔

Marfat.com

فصل

آپ کی حضرت شاہ سلیمان سے ملاقات
اور جو کچھ اُن کی ملاقات کے بعد واقعات ہوئے

اگر چہ حضرت شاہ صاحب ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ لیکن جو علم سینہ بہ سینہ (علم باطنی) ملتا ہے، وہ بغیر مرشد کے ہاتھ نہیں آتا۔ اور وہ امانت کہ بزرگوں سے چلی آتی تھی اور آپ کی قسمت میں تھی۔ اس کی کشش نے دل میں جوش مارا۔ فقیروں کی تلاش میں ہو گئے۔ اتفاقاً کسی شخص نے میاں کریم الدین صاحب کا ذکر آپ کے پاس کیا جو حضرت میاں شاہ سلیمان صاحب کے یاروں سے تھے، کہ جو کالی میں ایک مُلّا ہیں، ایک فقیر کی ملازمت کی ہے، عجب حال رکھتے ہیں۔ میاں کریم الدین کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ حضرت شاہ (سلیمان) کا حال احوال پوچھا۔ انھوں نے حقیقت بیان کی۔ دل میں عشق کا جوش بڑھ گیا۔

بیت:

عشق صرف دیکھنے سے ہی پیدا نہیں ہوتا
بہت مرتبہ یہ دولت باتیں سننے سے ہی مل جاتی ہے

حضرت شاہ صاحب نے میاں کریم الدین کو فرمایا کہ جس وقت آپ حضرت شاہ (سلیمان) کی خدمت میں جائیں تو ہم کو بھی ساتھ لے جانا ہوگا۔ جب میاں مذکور کا بھلوال جانے کا ارادہ ہوا تو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آئے اور ایک دوسرے کی رفاقت سے روانہ ہوئے اور اپنے قبلۂ مقصود کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بھلوال پہنچے اور دیدار کے شرف سے مشرف ہوئے، میاں کریم الدین نے آگے ہو کر حضرت شاہ صاحب کی حقیقت بیان کی۔ جب (اُن کی) نظر مبارک حضرت شاہ صاحب کے چہرہ پر پڑی، خوشی سے اُن کا چہرۂ مبارک گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ ہو گیا اور حضرت شاہ صاحب کا حال بھی دگرگون ہو گیا۔ لیکن چونکہ حوصلہ بہت کمال تھا، بحال ہی رہے۔ (انھوں نے) زبان حق بیان سے فرمایا کہ اے میاں کریم الدین! اس جوان نے ہم کو بہت انتظار کروایا ہے اور اس کی حقیقت سے ہم اچھی طرح واقف ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ حق دار کو حق پہنچ گیا ہے۔ فرمایا، میاں حاجی محمد! آگے آؤ۔ آپ سامنے ہو گئے اور قدم بوسی کی۔ (انھوں نے) آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گلے لگا لیا۔

Marfat.com

قاضی رضی الدین سے منقول ہے کہ (مرشد صاحب کی) ایک ہی نظر فیض اثر سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ تین مہینے بے خود پڑے رہے۔ ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر نہ ہوئے تھے۔ تین ماہ کے بعد جب ہوش میں آئے تو تمام مراتب (فقر) سے عبور ہو چکا تھا۔ زہے پیر اور زہے مرید جو ایک نظر سے ایسا کر دے۔

اے خداوند! اس ساعت کی برکت سے جس میں محبّ اپنے محبوب راسخ سے مل گئے، اس احمد فقیر کو فقیروں کے گروہ میں راسخ بنا دے، حضرت پیغمبر علیہ السّلام اور جوانمردوں کی طفیل۔

حضرت شاہ شاہاں (شاہ سلیمان) کی ملاقات کے بعد جو آپ کے خوارق اس احقر کے سننے میں آئے ہیں، وہ بیان کروں گا۔ لیکن شروع اس سے کرتا ہوں کہ میں قاضی رضی الدین کی خدمت میں کنجاہ پہنچا، جو آپ کے یارانِ کامل سے ہیں لیکن اپنے پیر کے حکم کے مطابق اس خدمت میں اپنا حال پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب کے حالات میں سے جو کچھ آپ کے خیال شریف میں آئے، اپنے دستخط سے کتابت میں لائیں کہ تبرک اور تیمن کے طور پر وہی عبارت، رسالہ میں داخل کی جائے گی، وگرنہ آپ کی زبان سے سن کر جو کچھ میرے خیالِ ناقص میں آئے گا، لکھ لوں گا۔ چنانچہ یہ مقدمہ اُس عبارت میں، جو انھوں نے لکھی ہے، داخل کیا گیا ہے۔

منقول ہے قاضی رضی الدین سے کہ:

''ایک دن یہ عاجز، ناتوان، بوستان نبویؐ کے باغبان، گلستان مصطفویؐ کے گلدستہ، ہمارے شیخ، شیخ حاجی محمد، اللہ کریم اُن کی قبر کو نورانی کرے، کی خدمتِ فیض موہبت میں، کہ دونوں جہان کی وسعت آپ کی آنکھ کی دھیری میں سمائی ہوئی ہے، اور آپ کا قلب علوم غیب کے امور کے ظہور سے لوحِ محفوظ کا صفحہ بنا ہوا ہے، کے حلقہ نشینانِ درس میں تھا کہ آپ کی محفل فیض منزل میں آپ کے زمانہ کے مشائخ کا ذکر درمیان آیا۔ ہدایت پانے والوں کے ارشاد کے لیے، آپ نے زبان وحی ترجمان سے فرمایا، کبھی کبھی ان بزرگوں سے جو کہ درجۂ ارشاد پر مشہور ہو چکے ہیں، حیرت ہوتی ہے اور تعجب آتا ہے کہ الواح ارواح کے عرفان کے فقدان کے وقت اور معارف قدسی و ناگاہی کے لطیفوں کے صحیفوں کے کاتبوں کے لکھنے کے وقت، اُس وقت اپنے ارشاد فرمانے میں، اور اِس وقت ارباب ارادت کو افادہ پہنچانے میں کس قسم کی تلقین وارشاد فرماتے ہیں اور اُن انوار کے آثار کس طرح مرید کے باطن میں متمکن اور جلوہ پیرا ہوتے ہیں۔ میں چار سال کی عمر میں تھا اور پردہ سے چہرہ باہر نکالا تھا کہ نیاز مند کے غنچہ کو رنگ چڑھانے والے مربّی کامل، حضرت شیخ سلیمان، کہ کامل تجرد شعار اور قطع تعلقات والے تھے، موضع بھلوال۔ معمولہ پرگنہ بھیرہ۔ سے تیس کوس کا فاصلہ طے کر کے موضع گھوگا نوالی میں میرے والد صاحب کے گھر میں نزولِ اجلال فرمایا۔ جب ان کی نگاہ مجھ پر پڑی، زبانِ الہام بیان سے فرمایا کہ چار سال کے عرصہ سے میں اس اندیشہ میں تھا کہ جس لڑکے کی روح میرے روح سے مستفید

Marfat.com

ہوئی ہے اور ولادت ثانیہ سے افادہ پذیر ہوئی ہے، کس گھر اور کس مکان میں پیدا ہوا ہے؟ میں اس کی تلاش میں پھرتا تھا۔ اب کہ میں نے اس کو ڈھونڈ لیا ہے، میری تسکین ہوگئی ہے۔ پس اُس وقت سے ایک مہینہ کے بعد میرے دیکھنے کو آیا کرتے اور اپنی محبت کے درخت کو جو الست بربکم کے وقت سے دل میں بویا ہوا تھا، دیکھ کر خوش وخرم چلے جاتے۔ جب قوت مدرکہ عقل کی باتیں سمجھنے والی میری بشریت کی رگوں میں بھر گئی، علوم ظاہری کے جاننے کی محبت نے سر سے پاؤں تک مجھے پکڑ لیا تو مکاشفات کے دروازے کھولنے والے، شریعت کے راستوں پر چلنے والے، طریقت کی راہوں پر جانے والے، حرمین الشریفین کے حاجی، میرے والد ماجد، شیخ علاء الدین، اللہ تعالیٰ ان کے مزار کو منور کرے، نے میری تربیت خود کی۔ پھر جناب خداوندی سے اجازت پا کر موضع جاگوتارڑ میں مجھے ایک استاد کی خدمت میں لے گئے۔ وہ ایسے تھے کہ جب نیند سے سو جاتے تو اسم ''اللّٰہ'' کی صدا ان کے قلب مبارک سے ظاہر ہوا کرتی اور ہم ہوش کے کانوں سے سنا کرتے اور حیرت کے دریا میں غوّاصی کیا کرتے۔ اُن کی صحبت سراسر بہجت سے قرآن مجید با تجوید سے فراغت حاصل کی اور مسائلِ فرائض اور سنتیں اور مستحبات کے اصول اور ان کے فروعات حاصل کیے اور یہ سب قال سے میرا حال ہو گئے۔ ملکہ کتب خوانی کا وجدان ہو گیا اور رموز عرفان کے حصول کی استعداد ہوگئی۔ اور حضرت شیخ کی جناب میں درجۂ مصاحبت حاصل ہوا۔ اُن کی مفارقت ایسی معلوم ہوتی جیسے روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ ایک روز انھوں نے توجہ فرمائی۔ اس عنایت کے وارد ہوتے ہی ایسی غشی اور بے ہوشی طاری ہوئی کہ تین ماہ تک ہلنا اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بدلنا ممکن نہ تھا۔ پس اس وقت سچے حاذق نے سُکر کے خانہ کو صحو سے تبدیل کرنے کے لیے افاقہ کا دَم پھونکا۔ اور جنون مطلق کے پایہ سے بشریت کے رسوم کو مٹا کر اور حیوانیت کی قوت کو دور کر کے صحت عقل وکمال کی طرف دعوت فرمائی جو عالم ملکوت سے عبارت ہے، چنانچہ بلوغت کے زمانہ سے اور جوانی کے آغاز سے دل وجان کا خلاصہ اُن کی خدمت میں مصروف تھا۔ ایک روز رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا [طٰہٰ / ۱۱۴] کے مطابق میرے دل میں خطرہ [خیال] گذرا کہ مجھ پر مدارج علیہ اور معارج سنّیہ کا انکشاف ہو۔ استنباط علم سینہ سے جو اُن (مرشد صاحب) کو معلوم تھا، انھوں نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ ایسے مقدمات کے لیے مجھے قاضی (الحاجات) کے سامنے لیے جاتے ہو۔ اس مقدمہ مخطورہ (یعنی دل کے خیال) سے کتنا عرصہ میں ندامت کے گریبان میں سر ڈالے رہا۔ پھر انھوں نے کسی تقریب سے اِس مغرور اور مغبون کے دل سے یہ خیال نکال دیا۔

حضرت شاہ صاحب کے معارف کے کمالات کے سمندر سے میں کیا لکھوں کہ اس کا کوئی کنارہ ہی نہیں اور ان کے کشفی حقایق کی شان کیا تحریر کروں۔ آپ کے بزرگ خادموں سے ایک خواجہ نضیل کابلی تھے۔ جو کمالات انھوں نے حاصل کیے اور علم لدنی پایا، وہ بیان نہیں ہوسکتا۔ شیخ بابا، جو کمال اولیا اللہ سے تھے، سے منقول ہے کہ خواجہ صاحب جب کسی شہر کے نواح میں پہنچتے تو فرماتے کہ مجھے اس جگہ سے ایک مرد کی خوشبو آ رہی ہے جو کہ میرا فرزند ہے۔ جب دوسری مرتبہ اُس شہر کے نزدیک نزول کیا تو

Marfat.com

فرمایا کہ اب خوشبو زیادہ آ رہی ہے، وہ میرا فرزند تولّد ہو چکا ہے۔ جب اس کی تلاش کی تو واقعی ایسا ہی تھا اور وہ پیدا ہو چکا تھا جیسا کہ اُن کے کلام سے سمجھ میں آتا ہے۔

رباعی:

باپ آج کا اور بیٹا اُس کا کل کو چاہیے
اس عارف پر میں ناز کروں جس کی سمجھ میں یہ بات آ جائے
دو سر ایک گریبان سے باہر دیکھنے کے لیے آئیں
میں نے یہ معمّا درمیان میں ڈال دیا ہے کوئی شخص اس کو کھول دے

القصہ (آپ) دقائق کے کھولنے والے کی خداشناسی میں معرفت کی ابتدا میں عقول کی انتہا کو سوائے حیرت کے کوئی دلیل نہیں، اور آپ کے انوارِ عظمت کی تجلیات میں نہایت تفکر و تدبّر کو سوائے بے ہوشی کے راستہ نہیں۔

نظم کا ترجمہ:

یہ زبان بولنے والی وہاں گونگی تھی — اس بولنے کی تدبیر کے پاؤں وہاں لنگ تھے
اگر زبانِ حال کی بات ہوتی — تو میرے یہ بال مضمار کا تار ہوتے
آپ کے وصف سے ایک بال بھر بھی — بیان نہیں ہو سکتا سوائے آپ کی مہربانی کے
آپ کے عشق کے قصّے بہت بے شمار ہیں — لکھنے میں نہیں آ سکتے، ہوش رکھو
قصّہ بہت تھا اور یہ کلام — میں نے مختصر کی ہے، اُس خیرالانام سے
میں کبھی اپنے احوال عرض نہ کرتا — آپ میرے دل کے خیال اور مقاصد بتا دیتے
میری یہ زبان کہنے اور سننے سے کند ہے — اس کے باوجود میں یہ بات کرنے والا کچھ بھی نہیں تھا
آپ مقناطیس کی طرح دلوں کو کھینچتے تھے — خدا کی طرف لے جاتے اور دوسروں سے کاٹتے
آپ جب ہمارے حال پر روتے — تو لاکھوں دل اس سے بریاں ہو جاتے
خدا کا بیرنگ عشق آپ کے سینہ میں مخفی تھا — خون کا رنگ اختیار کر کے آپ کی آنکھوں سے جاری ہوتا
وہ رندوں کی مستی کے لیے شراب ہو جاتا — اور وہ مستوں کی ہستی کے لیے علاج ہو جاتا
آپ کا سینہ سو بھٹی آگ جلانے والا — کئی لاکھوں جان اور دل اس سے جلتے تھے
آپ کی خواب گاہ گویا حمام خانہ تھا — جو بات آپ سے پوشیدہ رکھی جاتی وہاں ظاہر تھی

Marfat.com

مہمان کو آپ کی مجلس میں لباب تھا
دل کا پرندہ آپ کے دستر خوان پر کباب تھا

اپنے دل کے مقصد سے ایک دن کے راستہ سے
حضرت شاہ صاحب کے لطف سے مجھے جواب مل جاتا

وہ پیامِ جانفزا آرام لے جانے والا
میرے سر سے دوسرے خیال لے جاتا

آپ کے کلام سے میں فریفتہ ہو جاتا
آپ کی نگاہِ کرم اور رفتار خوب سے

آپ بے خودی میں پرواز کرتے تھے
آپ کے پرواز میں سو ہُما اور باز تھے

آپ کی معیّتِ بے وہم و گمان
خدا کی معیّت کا نشان دیتی تھی

آپ زبانِ حق سے بہت کلام کرتے تھے
میری بغل میں یار ہے اور میں کسی کو ڈھونڈتا ہوں

آپ میرے یار اور میرے کام میں مونس بن جائیں
اگر میں خدا کو چاہوں تو آپ میرے یار بن جائیں

اگر فاصلہ لاکھوں منزلیں ہو
میں سو قافلہ میں ساتھی اور یار ہوں

استغنا کے دن کسی خویش کے خویش نہ تھے
اپنے آپ سے بھی سو قدم آگے تھے

آپ خدا کے سوا بوجہ سوال کسی کے محتاج نہ تھے
آپ کا فقر زوال سے محفوظ ہے

چونکہ کلام کرنے کی طاقت نہیں رہی
آپ کا عشق میں کہیں اور جگہ لکھوں گا"

جو کچھ قاضی رضی الدین صاحب نے لکھا تھا وہ یہاں تمام ہوا۔

قبلہ گاہی حضرت (میاں نور محمد سیالکوٹیؒ) کی زبان مبارک سے سنا گیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب پھر اپنے قبلہ گاہی [شاہ سلیمان] کی زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ راہ کے درمیان جنگل بہت ہے۔ ڈاکو راستہ میں (مسافروں کو) لوٹتے تھے۔ جب حضرت شاہ صاحب اس مقام پر پہنچے، وہ ٹولہ حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ ہو گیا۔ انھوں نے چاہا کہ آپ کو دھوکا دے کر راستہ سے دوسری جانب لے جا کر تکلیف پہنچائیں۔ انھوں نے کہا کہ راستہ یہ نہیں، ہم راستہ بھول چکے ہیں، راہ اُس طرف ہے۔ حضرت خود چنداں راستہ سے واقف نہیں تھے۔ اُن کے پیچھے چل پڑے۔ چند قدم گئے تھے کہ شاہ سلیمان صاحب کی آواز مبارک آپ کے کان میں پہنچی کہ اے میاں حاجی محمد! یہ ڈاکو ہیں، آپ کو دھوکا دے کر لے جا رہے ہیں، راستہ یہی ہے۔ جب حضرت شاہ شاہاں کی آواز مبارک آپ کے کان مبارک میں پہنچی، ان کا پیچھا چھوڑ کر اُسی راستہ میں، جس پر پہلے آ رہے تھے، روانہ ہوئے۔ وہ بدبخت شرمندہ ہو کر چلے گئے۔ جس سرزمین میں حضرت شاہ سلیمان صاحب کی آواز حضرت صاحب کے کانوں میں پہنچی تھی، بھلوال سے پندرہ کوس کا فاصلہ دور تھا۔ جب حضرت شاہ صاحب بھلوال کے قریب بلندی تک پہنچے، جو بھلوال سے تین چار کوس

Marfat.com

کا فاصلہ ہے، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہ سلیمان صاحب اس بلندی پر منتظر کھڑے ہیں۔ جب حضرت صاحب کی نظر مبارک حضرت (شاہ سلیمان صاحب) کے جمال مبارک پر پڑی، تسلیمات بجالائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں حاجی محمد! ڈاکو چاہتے تھے کہ تم کو دھوکا دیں، لیکن کیا مجال رکھتے تھے۔ اور یقین ہے کہ آواز بھی پہنچ گئی ہوگی۔

حضرت شاہ (شاہان) کا طریقہ تھا کہ جب کبھی حضرت شاہ صاحب زیارت کے لیے جاتے تو حضور اُسی بلندی پر آ کر ملاقی ہوا کرتے اور حضرت شاہ صاحب کا ہاتھ مبارک پکڑ کر باتیں کرتے اور نصیحت کرتے ہوئے مکان شریف پر پہنچ جاتے اور چارپائی ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو چارپائی پر بٹھاتے اور خود مہمانداری میں مشغول ہو جاتے۔ آپ الامر فوق الادب (امر ماننا ادب سے اوپر ہے) کو دل میں لا کر جو کچھ فرماتے بجالاتے۔ آپ کے وہاں جانے سے حضرت شاہ (شاہاں) کی حالت ایسی ہو جاتی کہ اکثر اوقات اپنی چادر مبارک چارپائی پر بچھا کر بٹھاتے اور کئی قسم کے کھانے اور میوے لا کر کھلاتے اور فرماتے، اے میاں! تم اسی کے لایق ہو۔ اکثر لقمے اپنے ہاتھ مبارک سے آپ کے منہ میں دیتے۔ آپ ہر ایک امر، جو وہ فرماتے، ہرگز انکار نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب نے کئی مرتبہ آمد رفت فرمائی، الطاف اور مہربانی روز بروز آپ پر بڑھتی گئی۔ یارانِ قدیم جو حضرت شاہ صاحب سے پہلے مقرّب تھے، غیرت کھا گئے اور آپس میں کہتے تھے کہ بڑا تعجب ہے کہ ہم لوگ قدیم الخدمت ہیں اور یہ جوان ہمارا لایا ہوا ہے اور اس پر اس قدر شفقت اور مہربانی فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ شاہان نے صفائے باطن سے اُن کے دل کا خیال معلوم کر لیا۔ نماز کا وقت تھا اور سب یار حاضر تھے۔ شاہ شاہان نے میاں کریم الدین کو فرمایا کہ میاں کریم الدین! امام بنو۔ انھوں نے حضرت شاہ شاہان کی حالت دگرگون دیکھ کر عرض کیا کہ یا حضرت! آج میں امام نہیں ہو سکتا۔ تین بار حضرت نے فرمایا۔ وہ عذر ہی کرتے رہے۔ پتہ نہیں اس میں کیا راز تھا۔ پھر انھوں نے حضرت شاہ صاحب کو فرمایا۔ آپ نے کوئی عذر نہ کیا اور امامت کرائی۔ نماز کے بعد شاہِ شاہان نے حضرت شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر وزن کیا۔ پھر میاں کریم الدین کو بلا کر اُن کا بھی ہاتھ پکڑ کر وزن کر کے فرمایا، اے میاں کریم الدین! میاں حاجی محمد کا ہاتھ بھاری ہو گیا ہے، تم کو اس کی برابری کرنا مناسب نہیں۔ پھر میاں کریم الدین اور سب یاروں کو طلب کر کے فرمایا کہ اے یاران! تم غیرت کرتے ہو اور اپنی پرانی ملاقات کو پرانی نسبت جانتے ہو۔ تمہاری نسبت اس جوان سے مقدم نہیں۔ جو سرگذشت کہ میں [مصنف] نے اوپر بیان کی ہے، یاروں کے سامنے بیان کر کے فرمایا کہ اگر اپنی بہتری چاہتے ہو تو اس کی خدمت کرنا، اور یہ بات جان لو کہ ''حاجی سلیمان ہے اور سلیمان حاجی ہے۔ جو شخص ان سے غیرت کرے گا، گویا وہ ہمارے ساتھ کر رہا ہوگا۔''

بیت:

Marfat.com

میں تُو ہوگیا ہوں، تُو میں ہوگیا ہے، میں جان ہوگیا ہوں، تُو جسم ہوگیا ہے
تا کہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ ''میں'' اور ہوں ''تُو'' اور ہے

مصرع:

محبوبوں کے مشرب میں پرانی نسبت نہیں سماتی

بعض یاروں نے جب دیکھا کہ معاملہ دگرگون ہوگیا ہے، جو دانائی رکھتے تھے، امر (شیخ) کے بموجب حضرت شاہ صاحب کے مطیع فرمان ہوگئے اور فیض پا گئے۔ جن لوگوں نے ابلیس کی طرح امر سے سر پھیر دیا وہ دونوں جہان کے مردود ہو گئے۔ جیسا کہ اس مقدمہ [بات] کو حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) نے فقیر (مرزا احمد بیگ) کو ایک عنایت نامہ (مکتوب شریف) میں لکھا تھا۔

حضرت شاہ صاحب سے سنا گیا ہے کہ جب حضرت شاہ صاحب نے رخصت چاہی تو حضرت شاہ شاہان نے فرمایا کہ میاں حاجی محمد! اب تم کو ہرگز پیادہ چل کر نہیں آنا ہوگا۔ اگر کوئی شخص آپ کو گھوڑی قیمتاً یا نذرانہ میں دے تو قبول کر لینی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب تسلیمات بجالا کر رخصت ہوئے۔ جب منزل موضع پانڈووال میں کی، جو بھلوال سے بیس کوس ہے، اُس گاؤں کے باشندوں میں سے ایک شخص نے گھوڑی لا کر عرض کیا کہ یا حضرت! اس گھوڑی کو میں بیچنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اگر جناب نے لینی ہو تو [بتائیں]۔ آپ نے فرمایا کہ اِس وقت میرے پاس قیمت موجود نہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ میں اسی وقت قیمت نہیں چاہتا، آپ قیمت مقرر کر کے گھوڑی لے جاؤ، جس وقت قیمت آپ کے پاس موجود ہو جائے گی، دے دینا۔ آپ جان گئے کہ یہ حقیقت دوسری جگہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑی کی قیمت مقرر کرو۔ سات روپے مقرر ہوئے۔ حضرت صاحب نے گھوڑی لے لی۔ گھوڑی لینے کے بعد حسب الحکم سوار ہو کر حضرت شاہ شاہان کی زیارت کا قصد کیا۔ حضرت شاہ شاہان اُسی بلندی پر کھڑے تھے جس معہودہ جگہ آ کر آپ ملاقی ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت صاحب کی نظر اُن کے جمال مبارک پر پڑی، چاہا کہ گھوڑی سے نیچے اتریں۔ حضرت شاہِ شاہاں نے آواز دی کہ میاں حاجی محمد! سوار ہی رہو۔ آپ امر کے مطابق سوار ہی رہے۔ وہ آ کر ساتھ ہو لیے اور فرمایا، گھوڑی دوڑاؤ۔ آپ نے دوڑائی۔ حضرت شاہِ شاہان نے اس کی جعدوں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ میاں حاجی محمد! اس گھوڑی سے بڑے کلاں گھوڑے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اس گھوڑی سے پیدا شدہ گھوڑے لوگوں نے چار سو، پانچ سو روپیہ قیمت سے خریدے اور جہان آباد اور دکن میں لے جا کر دوگنا اور تین گنا قیمت سے فروخت کیے۔ گھوڑی کا واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک سوداگر یہاں آیا تھا۔ اُن کا ایک اچھی نسل کا گھوڑا کھُل کر باہر چلا گیا۔ یہ گھوڑی باہر چر رہی تھی۔ گھوڑا اس پر چڑھ گیا۔ لیکن گھوڑی کا مالک (فروخت کرنے والے) بھی اس امر سے واقف نہ تھا۔ چند روز یہ گھوڑی حضرت شاہ

Marfat.com

صاحب کی سواری میں رہی، اس کے بعد معلوم ہوا کہ گھوڑی باردار ہے۔ اس گھوڑی سے بچھیری پیدا ہوئی جو اس سے دو چند کلاں اور خوش ترکیب گھوڑی بنی۔ پھر اس سے جس قدر پیدا ہوئے وہ ترقی کرتے گئے، جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔

جب اس مرتبہ آپ نے حضرت شاہ شاہان سے رخصت چاہی، حضرت صاحب نے اپنے فرزندوں کو لا کر آپ کی خدمت میں سپرد کیا اور فرمایا، اے شاہ صاحب! یہ میرے بیٹے ہیں، میں تم کو سپرد کرتا ہوں کہ ان کی تربیت کرنا۔ بیٹے اور یاران جو حاضر تھے سب کو فرمایا کہ اے یاران! اب ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، اور جس کو خدا کی طلب ہے اُس کو چاہیے کہ حضرت شاہ حاجی محمد کی خدمت میں جائے۔ اور حضرت شاہ صاحب کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے اور میرے یار ہیں اور تمہاری حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی کام خلافِ ادب واقع ہو جائے، تم کو چاہیے کہ سر بلند رہیں (مواخذہ نہ کریں)۔ اُس وقت سے جو طالبِ خدا آتا، اُس کو فرماتے کہ میاں حاجی محمد کے پاس جاؤ۔ اور حضرت شاہ صاحب کو فرمایا کہ تم کو حکم ہے کہ جس موضع میں تم الحال رہائش پذیر ہو اُسی میں رہو کہ خلقت کو آپ سے فیض حاصل ہوا کرے گا۔ آپ نے خدمت میں التماس باقیاس کی کہ اُس علاقہ میں بزرگ لوگ بہت ہیں، چنانچہ شاہ دَولا اور حسین گائینٹھہ گجرات میں، اور میاں عبدالسلام کیلیانوالہ میں، اور شاہ عبدالرحمٰن چک گھوگہ میں اور میاں سلیمان چدھڑ کھارہ مانکٹاں میں، اور میاں مسکین قلندر اور میاں طاہر اور دیوان ابراہیم اور میاں مانا جا گوتارڑ میں، اور میاں حسام الدین ہزارہ میں اور میاں حسو تارڑ اور میراں شریف مگھووال میں، اور مجھ کو حکم وہاں رہنے کا ہو رہا ہے؟ حضرت شاہ شاہاں نے فرمایا کہ اس کا جواب کل دیں گے۔ آخر جب رات گذر گئی، صبح کو حضرت شاہ صاحب حاضر ہوئے۔ (حضرت شاہ شاہان نے) فرمایا کہ میاں حاجی محمد! رات کو سب بزرگان تمہاری جائے سکونت کے قریب سیّد بالا کی درگاہ میں درخت پیپل کے نیچے جمع ہوئے ہیں اور گوے چوگان (گیند بلا) درمیان میں ڈالا گیا ہے اور تمام گرد و نواح کے بزرگان، جن کے تم نے نام لیے تھے، سب ایک طرف ہوئے ہیں اور تم کو ایک طرف مقرر کیا ہے اور ایک حد ہندوستان اور دوسری طرف خراسان مقرر ہوئی ہے۔ اے میاں حاجی محمد! تم نے جو چوگان لگائی ہے، ایک ضرب سے گیند ہندوستان سے آگے لے گئے ہو، پھر دوسری ضرب سے خراسان سے آگے۔ کوئی شخص تم سے سبقت نہیں کر سکے گا اور اگر کرے گا، خطا کھائے گا۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں کہ ان کا سلسلہ جاری ہو اور ولایت تم سے اور تمہارے فرزندوں اور مریدوں سے ہے کہ جا بجا مستقر ہوں گے۔

حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) حضرت شاہ صاحب کی زبان سے بیان کرتے تھے کہ ابتدائے حال میں، اُس نظرِ فیض سے پہلے جس میں تین ماہ بے خود پڑے رہے تھے، ایک دن حضرت شاہ شاہان شاہ سلیمان صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینۂ مبارک پر رکھا ہوا تھا اور چلے جا رہے تھے اور کوئی شخص ساتھ نہ تھا۔ جب بار (جنگل) میں آئے تو میں نے خلوت پا کر

Marfat.com

عرض کیا کہ یا شاہ صاحب! میں راہِ خدا کی تلقین کا امیدوار ہوں تا کہ مشغول ہو رہوں۔ جس وقت میری زبان سے یہ حرف نکلا، اُسی وقت میرے ہاتھ کو جھٹک دیا اور فرمایا کہ میں تو فقیر ہوں، تلقین کرنا مشایخوں کا کام ہے۔ بابا! اگر تلقین چاہتے ہو تو کسی شیخ کے پاس جاؤ، میں تلقین کیا جانوں۔ اُس اثنا میں مجھ پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ میں چاہتا تھا کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں گڑ جاؤں۔ میں نادم و پریشان ہوگیا۔ حضور آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے۔

رباعی:

تیری یاد کے سوا میں نے جس چیز سے دل باندھا، میری اس سے توبہ
تیری یاد کے بغیر میں جہاں کہیں بیٹھ گیا، میری اس سے توبہ
میں نے تیرے حضور میں سینکڑوں بار توبہ توڑی ہے
جو توبہ کہ میں نے سینکڑوں بار توڑی ہے، میری اس سے توبہ

جذب اور بہت گفتگو کے بعد جب آپ نے میرا حال دگرگون دیکھا تو مہربان ہو گئے۔ چند وظیفے مہربانی سے عطا فرمائے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ اے دوستو! اب بھی جب مجھے وہ وقت یاد آتا ہے، میرے جسم میں پسینہ آ جاتا ہے اور مجھے ندامت ہوتی ہے۔

اگر کوئی اس میں اعتراض کرے کہ تلقین کرنا بزرگوں کا کام ہے، حضرت شاہ شاہان کا اس سے انکار کرنا کیوں تھا؟ اور دوسرا حضرت شاہ صاحب جو کہ مادرزاد ولی تھے، انھوں نے ایسی تکلیف کیوں دی جو مرشد صاحب کے دل کا غبار بنی؟ ان دونوں اعتراضوں کا جواب جو اِس احقر (احمد بیگ لاہوری) کے دلِ قاصر میں آتا ہے، لکھتا ہوں۔

مصرع:

اگر قبول ہو جائے تو زہے عزت اور بزرگی

حضرت شاہ شاہان نے تلقین سے انکار نہیں فرمایا، بلکہ اعراض کا سبب یہ تھا کہ جو کچھ دل میں خیال گذرتا تھا، وہ اُن پر روشن تھا اور آپ بھی اس حال سے واقف تھے۔ یعنی باوجود اس علم کے زبانی عرض کرنا ادب سے دور تھا۔

وجہ دوسری یہ کہ جو مرشد ایک نظر سے سب مراتب کو طے کرا دے، اس سے تلقین چاہنے کی کیا حاجت ہے۔

وجہ تیسری یہ کہ مرید مُردہ کی صفت ہونا چاہیے کہ غسّال جس طرح غسل دے۔ اور اختیار کو مختار کے ہاتھ میں چھوڑنا چاہیے، جیسا کہ فرماتے ہیں، اختیار نا مبارک ہوتا ہے۔ اور مناسب نہیں کہ مرید اپنے پیر سے کوئی چیز طلب کرے، بلکہ اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے، وہ جانے اور اس کا کام جانے۔

Marfat.com

بیت:

میں نے سب سامان تیرے سپرد کر دیا ہے
کم و بیش کا حساب تو ہی جانے

حضرت شاہ صاحب کا باوجود ولایت مادرزاد کے عرض کرنا آپ کے کمال کا اس میں کچھ نقصان نہیں، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام باوجود مرتبۂ نبوّت کے کلمۂ **رب ارنی** (یا اللہ! مجھے دیدار دے) زبان پر لائے اور عتاب آمیز خطاب آیا: لن ترانی (تو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا)۔ جب نبی سے ایسا ہو سکتا ہے تو ولی سے ایسا ہونا کوئی حرج نہیں۔

بیت:

عاشق اور معشوق کے درمیان ایک ایسی رمز ہے
کراماً کاتبین کو بھی اس کی کوئی خبر نہیں ہے

وہ [عاشق] جانتے ہیں۔

میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) سے منقول ہے کہ حضرت شاہ ہاشم دریادل کو پڑھنے کا ارادہ ہوا۔ موضع دیووال میں حاجی حسین نام ایک مرد، بزرگ اور فاضل رہتے تھے۔ حضرت [نوشہ] صاحب نے فرمایا کہ اُن کے پاس جا کر علم حاصل کرو۔ اور مجھ (نور محمد) کو ہمراہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کا طریقہ تھا کہ لوگوں کے ملنے جلنے سے پرہیز رکھتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ میاں نور محمد جی! اس جگہ سے بھلوال قریب ہے، اگر ہماری مشہوری ہوگئی تو [شاہ سلیمان کے] صاحبزادے بھی آئیں گے اور خلقت میں ہماری چرچا ہو جائے گی اور یہ ہم کو تکلیف [دہ] ہے۔ چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ظاہر نہ کریں۔ میں نے صاحبزادہ کے حکم کے مطابق اسی طرح کیا اور ایک غریب جولاہے کے گھر ڈیرہ کیا۔ میں دونوں وقت کوئی چیز پکا کر لے آتا، صاحبزادہ صاحب کھا لیتے۔ جو باقی بچ رہتا، وہ میں کھا لیتا۔ لیکن سورج کا پوشیدہ رہنا محال ہے۔ آخر لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ گاؤں کا چوہدری خبر سن کر حیران و پریشان دوڑتا ہوا آیا اور مجھے ملامت کی کہ صاحبزادہ تو خود صاحب ہیں، لیکن تم کو مناسب نہیں ہے کہ کسی کا گھر ویران کرو۔ اگر اتفاقاً یہ خبر حضرت شاہ صاحب کو پہنچ جاتی کہ کوئی شخص صاحبزادہ کی خدمت بجا نہیں لایا تو ہماری حالت کیا ہوتی؟ اے میاں نور محمد! مجھے دیکھتا ہے، یہ جان حضرت شاہ صاحب کی بخشی ہوئی ہے۔ اور حقیقت اس طرح پر ہے کہ میرا باپ معتبر آدمی اور دولت مند تھا اور اپنے ماں باپ کے گھر میں مَیں اکیلا بیٹا تھا۔ میں بیمار ہو گیا اور میرا کام اس حد تک پہنچا کہ مجھ میں صرف رَمق رہ گئی تھی۔ اور چالیس روز کا عرصہ گزر چکا تھا کہ منہ میں کھانا نہیں ڈالا تھا اور پانی بھی چمچہ سے میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ اور اکثر مجھ کو بے ہوشی ہو جاتی کہ پانچ چھ گھڑیاں گذر جاتیں، مجھے اپنی خبر نہیں رہتی تھی۔ میرے ماں باپ میری زندگی سے ہاتھ دھو چکے

Marfat.com

تھے کہ اچانک شاہ صاحب کا عبور اِس گاؤں میں ہوا۔ میرے ماں باپ نے حضرت شاہ شاہاں کی خدمت میں جا کر عجز و نیاز کیا اور میری حقیقت حال بیان کی۔ حضرت شاہ سلیمان نے فرمایا کہ یہ جوان ٹھیک ہو جائے گا، اس کو لے جاؤ اور علاج کرو۔ اور شاہ صاحب کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ بڑے کام بڑوں سے ہوتے ہیں۔ آپ تسلیمات بجالا کر گئے اور چارپائی کے نزدیک بیٹھ کر فرمایا کہ بولنے کی طاقت رکھتا ہے؟ میری والدہ نے کہا، اس پر آنکھ کھولنا بھی محال ہے، بولنا کیسا؟ آپ نے فرمایا، اس کو بلاؤ تا کہ آنکھ کھولے۔ میری والدہ نے بلایا کہ حضرت شاہ حاجی آئے ہیں، آنکھ کھول کر اِن کا چہرۂ مبارک دیکھو۔ حضرت صاحب کا نام سننے سے میں نے آنکھ کھول کر چہرۂ مبارک دیکھا۔ آپ کا چہرۂ مبارک دیکھنے سے مجھ میں طاقت پیدا ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا، کسی چیز کی طلب ہے؟ میں نے کہا، اگر کھچڑی ہو تو کھاؤں۔ میرے کہنے کے مطابق فوراً کھچڑی تیار کی گئی۔ چند لقمے میں نے کھائے۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس کو بغلوں سے پکڑ کر بٹھاؤ۔ انھوں نے مجھے بٹھا دیا۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے گاؤں میں حضرت شاہ شاہان آئے ہوئے ہیں، ان کا دیدار کرو۔ میں نے کہا، اگر طاقت یاری کرے تو بڑی سعادت ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کو بغلوں سے پکڑ کر اُٹھاؤ۔ باپ نے مجھے اٹھایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا، چلو۔ جب میں چل کر حویلی کے دروازہ تک آیا تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو تا کہ خود بخود چلے۔ پس میں خود بخود چلنے لگا۔ جب حضرت شاہ شاہان کے روبرو ہوا تو انھوں نے ہنس کر فرمایا کہ مرد ایسا ہی کرتے ہیں۔ آؤ میرے بابا اور میرے پہلوان۔ اُس روز سے میں نے اپنے آپ میں بیماری کا کوئی اثر نہیں پایا اور آپ کے طفیل میں تمام کاموں میں ہمیشہ معمور ہوں۔ جب کہ یہ جان آپ کی بخشی ہوئی ہے، آپ کا فرزند ارجمند اس جگہ آئے اور میں اس کی خدمتؑ سے محروم رہوں تو یہ کتنی بے سعادتی ہے۔

حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) سے نقل ہے کہ ایک دن حضرت شاہ صاحب، حضرت شاہ شاہاں کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عرض کیا کہ یا حضرت! آپ کے یاران جو اس گردونواح میں ہیں، سب کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہے۔ کوئی اور یار ایسا بھی ہے جس سے میں واقف نہ ہوں؟ انھوں نے فرمایا، اے میاں حاجی محمد! یاران اکثر ہیں کہ جب کمال کو پہنچے ہیں تو خدمتوں پر منصوب ہو چکے ہیں۔ اور ہندوستان وغیرہ دیگر ممالک میں اپنی اپنی جگہ پر اپنے کام میں مشغول ہیں۔ نہ ہی اُن کو آنے کا حکم ہے اور نہ ہی فرصت۔ چنانچہ ان میں سے ایک فرد ہماری وفات پر آئے گا اور ہماری تجہیز و تکفین وہ کرے گا۔ چنانچہ وہ حضرت شاہِ شاہان کی وفات کے وقت حاضر ہوا اور تجہیز و تکفین کے بعد روانہ ہو گیا۔ جب دریا کے نزدیک پہنچا، جو حضرت شاہ صاحب کے مکان [گاؤں] کے قریب ہے، کسی شخص کے ہاتھ حضرت شاہ صاحب کو سلام بھیجا اور کہا کہ حضرت شاہ شاہان کی وفات ہوگئی ہے، اور جو خدمت میرے لیے مقرر تھی وہ میں بجالایا ہوں، اب آپ جا کر صاحبزادوں کی خبر لیں۔

جب آخری وقت حضرت شاہ صاحب خدمت میں گئے، جب حضرت شاہ شاہان کی نگاہ حضرت شاہ صاحب کے چہرہ پر

Marfat.com

پڑی تو پنجابی زبان میں فرمایا،

آیا میرا ڈھولن چارے بنے رکھ۔

یعنی میرا فرزند چاروں مراتب کو نگاہ رکھ کر یعنی طے کر کے آیا ہے۔

اور یہ مرتبۂ اخیر تھا جو حضرت شاہ صاحب کو نصیب ہوا۔

حضرت شاہ شاہان کی وفات کے وقت حضرت شاہ صاحب حاضر نہ تھے۔ جب آپ رخصت ہوئے، آپ کو بہت نصیحتیں فرمائیں۔ جب حضرت شاہ صاحب نوشہرہ میں تشریف لائے، ایک دو مہینے گذرے تھے کہ وہ عزیز جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، گھاٹ سے گذرا، خبر اور سلام حضرت شاہ صاحب کو بھیجا۔ حضرت شاہ صاحب نے حضرت شاہ شاہان کے وصال کی خبر سن کر حضرت بھلوال جانے کی تیاری کی۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) فرماتے تھے کہ ایک میں اور چند یار دوسرے ہمراہ تھے۔ جب مزار شریف پر پہنچے، فاتحہ پڑھ کر ایک ساعت مراقبہ کیا۔ پھر اُس حجرہ میں جس میں حضرت شاہ شاہان رہتے تھے، تشریف لے گئے۔ جب تک بیٹھے رہے، کبھی آپ کا رنگ شریف زردی مائل ہو جاتا، کبھی سرخ ہو جاتا۔ گھڑی گھڑی آپ کا رنگ دگرگون ہوتا رہا۔ پھر چارپائی طلب کر کے اس پر لیٹ گئے اور یاروں کو فرمایا کہ جب تک میں نہ طلب کروں، کسی کو آنے نہ دینا۔ آپ کے یاران اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے اور میں بیٹھا رہا۔ آپ نے سلارہ منہ پر ڈال لیا۔ یہ معلوم نہیں کہ آپ سو گئے یا جاگتے تھے۔ لیکن باوجود سردیوں کے موسم کے، پسینہ آپ کی چارپائی سے نیچے ٹپکتا تھا۔ جب دو تین گھڑی اسی طریقہ پر گذریں، اٹھ کر بیٹھ گئے اور زبانِ مبارک سے فرمایا کہ الحمدللہ کہ خدمت کی سعادت مَیں بجالایا۔

ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ صاحبزادوں کو بُلا لاؤ۔ اتفاقاً صاحبزادہ والا گوہر میاں تاج محمود، جو چھوٹے تھے، آ کر حاضر ہو گئے۔ آپ نے ازراہِ عنایت فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب! حضرت شاہ شاہان کا حق ہم پر بہت ہے کہ اُس کا عشر عشیر بھی ادا کرنا محال ہے۔ لیکن آپ کو اِس فقیر (میرے) کے حوالے (انھوں نے) کیا تھا۔ آپ کی خدمت ابدی سعادت ہے۔ جو کچھ ہم سے ہو سکتی ہے، بجالاتے ہیں۔ چونکہ صاحبزادہ صاحب قلندر مشرب تھے اور شغلِ باطن کا غلبہ بہت تھا اور ظاہر میں کم مشغول ہوتے تھے۔

بیت:

ہم اندر کو دیکھتے ہیں اور حال کو
ہم باہر کو نہیں دیکھتے اور قال کو

صاحبزادہ صاحب نے خدمت میں عرض کیا کہ یا حضرت! اگر اس فقیر پر (یعنی مجھ پر) کرم فرمانا ہے تو جس طرح میری

Marfat.com

وضع ہے، کہ میں آزادی کے طریقہ پر رہتا ہوں، اُسی طرح مجھ پر کرم ہو جائے۔ اگر ظاہر میں مجھ سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو بھی معافی کی امید رکھتا ہوں۔ اگرچہ حضرت شاہ صاحب ظاہر میں شریعت کی احتیاط بہت کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ اخلاص مندوں سے کوئی شخص بھی شریعت کے راستہ سے ظاہر میں تفاوت کرے، مگر صاحبزادہ صاحبؒ کے ادب سے فرمایا کہ آپ جس حال میں رہیں، ان شاء اللہ آپ کے احوال روز بروز ترقی پر رہیں گے۔ اُس روز سے ان کی حالت ایسی تھی کہ جو کچھ زبانِ مبارک سے نکلتا وہی ہو جاتا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ذکر کیا جائے گا۔

اس کے بعد بڑے فرزند حضرت میاں رحیم داد حاضر ہوئے اور وہ ظاہر و باطن میں آراستہ تھے۔ دستار مبارک ان کو دے کر دولت ابدی کے مسند پر بٹھا دیا۔

آپ چند روز وہاں رہ کر اپنے مکان شریف میں تشریف لے آئے۔ روز بروز آپ کا چرچا زیادہ تر ہوتا گیا اور اطراف و جوانب سے طالبانِ خدا اور حاجت مند لوگ رجوع لائے۔

Marfat.com

فصل

حضرت ''نوشہ'' کے خطاب مستطاب کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ اس پاکیزہ وجود کا اسم شریف حضرت شاہ ''حاجی محمد'' تھا اور خطاب مستطاب ''نوشہ'' سے مفتخر و مشرف ہوئے۔ ایک روز آشیانۂ عزت کے شہباز، قربت کے قاف کے عنقا، امانت کے یمن کے سہیل، دیانت کے باغ کی چنبیلی، ولایت کے کنعان کے یوسف، ہدایت کے ملک کے سلیمان، طریقت کے آسمان کے سورج، حقیقت کے فلک کے آفتاب یعنی حضرت شاہ صاحب کی روح پُرفتوح بموجب اس کے کہ (دنیا مومنوں کا قید خانہ ہے اور جس کا کوئی گھر نہ ہو اس کا گھر ہے) قالب کے پنجرہ کی قید سے پریشانی اور اضطراب میں آ کر مسکن اور وطن سے انحراف اور احتراز فرما کر اپنی زبانِ فیض جریان سے اس رباعی کا مضمون:

میں دل تنگ ہوں، تمہارا دیدار میرا علاج ہے
سوائے تیرے چہرے کے دونوں جہان میرے لیے قید خانہ ہے
کسی دل پر نہ اور کسی جسم پر نہ ہو
تیرے فراق کا غم جو میری جان میں ہے

پڑھتے ہوتے اور الست کی شراب سے مست ہو کر دوڑتے پھرتے تھے۔ چنانچہ وجودِ باجود کو ایک گہرے کنوئیں میں ڈال دیا۔

بیت:

آسمان گھومنے والے سے شور ہے کہ یہ ہر روز
دلوں کے روشن کرنے والے ایک چاند کو کنوئیں میں ڈالتا ہے

آنجناب کا پختہ ارادہ ہو چکا تھا کہ اگر فیض لایزال کے افضال کے بادلوں سے، وصال کے قطرے اس فراق کی آگ کے جلے ہوئے اور اشتیاق کے تیر سے زخمی حلق اور زبان میں ڈال دیں تو بہتر ورنہ تا زندگی ہمارا نکلنا اس کنوئیں کی تہ سے مشکل اور ناممکن ہے۔

رباعی:

Marfat.com

کب تک میں تمہارے جلال کے پردے دیکھوں گا
تشنہ لب تمہارے زلال پانی کی طرف دیکھوں گا
جہان کا پردہ میری آنکھوں سے اٹھا دو
تاکہ میں جس چیز کو دیکھوں تمہارے جمال کو دیکھوں

اور اپنے دل عرفان منزل کی تسکین کے لیے فرماتے تھے۔

مثنوی:

اے دل عشق یار کی مجلس میں جب تک تو جان نہ قربان کرے گا
کہ اپنے ساتھ جہان میں خلوت میں بھی نہ سما سکے گا اگرچہ تم جان ہو
جب اس شراب سے تو مست ہو گیا تو آسانی سے اس پر جان نثار کر دے
کہ خوبصورتوں کی مجلس میں اپنی جان کا پیار کرنا اچھا نہیں ہوتا
تو اُس وقت اس کی خبر پائے گا جب اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے گا
تو اُس وقت اس کا چہرہ دیکھے گا جب اپنے آپ سے منہ پھیرے گا

القصہ چالیس روز بڑے شوق اور سوز سے آپ نے اُس کنوئیں میں گذارے۔ اچانک ایک چرواہا اُس کنوئیں کے سر پر آ پہنچا اور دیکھا کہ اس میں اولادِ آدم سے ایک شخص، بلکہ دل کے درد اور جان کے زخم کے لیے مرہم بیٹھا ہے۔

فی الفور اُس کنوئیں کی گہرائی سے حضرت شاہ صاحب کے چاند جیسے جسم کو باہر نکالا اور کہا۔

بیت:

کنوئیں کا کنارہ اُفق کا دَور تھا
اور اُفق کا پھر پردہ تھا

اس نے دیکھا کہ آپ کے وجود شریف اور عنصر لطیف میں زندگی سے ابھی رمق باقی ہے۔ چرواہے نے اُسی وقت بکریوں کا دودھ دوہ کر سعادت حاصل کر کے حضرت صاحب کے حلق بے قلق میں ٹپکایا۔ جب حضرت شاہ صاحب کو افاقہ ہوا تو چرواہے کو ملامت فرمائی کہ ہمارا مقصد و مطلوب مراتب عظمیٰ کا حصول اور منزلت علیا کا وصول تھا۔ تا حال وہ نہیں ملا تھا کہ بے نیل گوہر مقصود تُو نے اس جگہ سے ہم کو نکال لیا ہے۔ غم والم سے ان ابیات کے مضمون کو فرمایا۔

بیت:

Marfat.com

اے محبوب اپنا کام تو یہ ہے تیرے غم کا بوجھ اٹھانا
وہ بڑا خوش نصیب ہے جو اس قسم کا بوجھ رکھتا ہے

رباعی:

اگر آنکھوں کو چشمہ کے سپرد کروں تو بہت زیادہ روتی ہیں
اور بادل سے ہر قطرہ دریائے جیحوں کی طرح روتا ہے
اور سوز و غم سے میرا دل کس طرح روتا ہے
ہرچند کہ پانی کی جگہ لہو روتا ہے

اسی بات میں تھے کہ جناب لاریب سے ندائے غیب اور سروش کی آواز آپ کے حق سننے والے کانوں میں پہنچی۔

مصرع:

غم کی جھونپڑی کسی دن گلزار بن جائے گی غم نہ کرو

آپ کے مقاصد کا باغ خدا تعالیٰ کے فیض کے جوئبار سے تازہ سبزوں اور معرفت کے گلستان کے نیاز بو بے اندازہ تازگیوں تک پہنچ گئے ہیں۔

بیت:

جب عرفان کے مطلع کا نور ظہور کرے گا
اگر ہزار اندھیرا بھی ہو گا اُس کو دور کر دے گا

قطعہ:

ربوبیت کے نور کا ظہور تمہارے لیے ہوا ہے
اُس وقت جب تم کو کہا گیا تھا اَلَسْتُ بِرَب
میں نے ہزاروں دام رکھے اور تم کو شکار کیا
اب اگر تم کو اپنے دام سے چھوڑ دوں تو کیا عجب ہے

بیت:

اب وقت آ چکا ہے کہ میرا جمال میرے پردہ سے باہر آ جائے
نور تجلّی کا عکس میرے نقاب سے باہر آ جائے

Marfat.com

اور اپنے اطمینانِ قلب کے واسطے فلاں درخت کے نیچے جاؤ، اس کو مدت گذر چکی ہے کہ پھلوں کے بوجھ سے سائل بے نوا کے کاسہ کی طرح اس حد تک خالی ہے کہ موسمِ بہار کے بادل نے قطرات زلال کے چھینٹوں سے کوئی چھینٹا اس کی شاخوں پر نہیں ڈالا۔ بے برگ وساز پتوں کے لیے نیاز مند ہے۔ اور عاجز گداگر کی طرح ہڈیوں کی مشت کھڑا ہے جو تمہاری عیسیٰ دمی اور خضر قدمی سے تروتازہ ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے اس فرمان پر عمل کر کے اُس بخت مند درخت کے نیچے نزولِ اجلال فرمایا۔ وہ درخت پھلوں سے پُر، خوشی سے کہہ رہا تھا۔

بیت:

اے دل خوشخبری ہو کہ مسیحا نفس آ رہا ہے
کہ اس کے خوش انفاس سے کسی کی خوشبو آ رہی ہے

اُسی وقت قادرِ مطلق مالکِ کُن فکان کے فیض سے اُس درخت کی ڈالیوں پر پتے اور شگوفے اور میوے اَرغوان کے رنگ کی طرح ظاہر ہو گئے اور اس کے ہر پتے سے ''نوشہ، نوشہ'' کی آواز آنے لگی اور حضرت صاحب [یہ آواز] محسوس کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے گاؤں کی طرف توجہ فرمائی تو تمام وحوش اور پرندے اور جنّات اور انسان اور فرشتے اور ملکوت آپ کو ''نوشہ، نوشہ'' کہتے تھے اور آپ سنتے تھے اور تجلیات ذاتیہ کے انوار حضرت صاحب کو مشہود ہوئے۔

غزل کا ترجمہ:

خدا کی جناب سے نوشہ نوشہ کا خطاب ملا
ناچار آپ دل کے مُلک کے شاہنشاہ ہو گئے
نوشہ کی نوشاہیت سے درخت کے پتے ثنا بولنے لگے
وحشی جانور اور پرندے آپ کے فقر کے رعب سے آپ کے تابع ہو گئے
جو کتا کہ آپ کی نظر میں منظور ہو گیا وہ دوسرے کتوں پر سردار ہو گیا
جنّات اور انسان آپ کی نظر کے گوشہ سے اس راہ کے محرم ہو گئے
نوشہ کا نام زبان پر آپ کی نظر کی طرح ہی تاثیر رکھتا ہے
جس نے آپ کی ذات کا دیدار کیا وہ شان وشوکت اور مرتبہ والا ہو گیا
نوشہ کی نوشاہیت کا اعلان چین سے ختن تک پہنچ گیا
ثریا سے ثریٰ تک ہر دل اس سے واقف ہو گیا

Marfat.com

نوشہ کی نوشاہیت کا طبل دونوں جہان میں بجا دیا گیا
وہ دل بہت خوش ہے جو آپ کے غم میں سوز دل سے آہیں بھرتا ہے
اے کہ آپ کی ہمت کے ہُما کو لامکان میں آشیانہ ہے
اے کہ عرش کے رہنے والوں کو خوشی سے قہقہہ آ رہا ہے
حیات ہمیشہ آپ سے دل کی زندگی چاہتا ہے
اس کی التجا آپ کی جناب میں ہر وقت اور بے وقت ہوتی ہے

[چوہدری ساہنپال کا احوال اور چک ساہن پال کا آباد ہونا]

اس طرح ہے کہ چوہدری مَہماں بہت سخت طبع تھا اور شیخ سلیمان چَدھڑ کا مرید تھا۔ اگر چہ سب فقیروں کی اور آپ کی خدمت بھی کرتا تھا، مگر جو شخص ناواقفی سے بادشاہ کو نوکروں کے برابر جانے، البتہ اس سے دل میں غیرت گذرتی ہے۔ مَہماں کا بیٹا چوہدری ساہنپال بہت دانا تھا اور اس کی اہلیہ بی بی سیداں اس سے بھی دانا تر تھی۔ یہ دونوں میاں بیوی حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں سرگرم رہنے لگے۔ اتفاقاً چوہدری مَہماں نے دوسری بیوی کر لی۔ اس سے لڑکا ہوا۔ چوہدری کی اُلفت اس سے بہت ہوگئی۔ ساہنپال عاجزانہ گذر کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے فرمایا، اے ساہنپال! مدت ہو چکی ہے کہ ہم نے تجھ کو چوہدری کر دیا ہوا ہے، کیوں اپنے کام میں سرگرم نہیں ہوتا؟

یہ واقعہ اس طرح تھا کہ بچپن میں آپس میں کھیلتے تھے۔ اس اثنا میں ساہنپال کو فرمایا کہ اے ساہنپال! تو چاہتا ہے کہ چوہدری ہو جائے۔ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، جاؤ ایک بیرق (جھنڈا) بنا کر لے آؤ۔ وہاں شَرینہ کا ایک بڑا درخت تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی بلند شاخ پر اس کو باندھ کر آؤ۔ وہ باندھ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اور بیرق بھی لاؤ۔ وہ اور بھی لے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو بھی اُس کے ساتھ باندھ کر آؤ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیرق ہماری ہے کہ ہم تیرے ساتھ اور ہماری اولاد تمہاری اولاد کے ساتھ رفیق ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب کبھی چوہدری مَہماں دربار میں جایا کرے، تم بھی ساتھ جایا کرو۔ اس نے حضرت شاہ صاحب کے حکم پر کمر باندھ لی۔ روز بروز اس کا معاملہ ترقی کرتا گیا اور چوہدری مَہماں کا معاملہ سَرد پڑتا گیا۔ یہاں تک کہ چوہدری مَہماں بیٹھا ہوتا اور حکّام ساہنپال کو طلب کر کے پڑتال کیا کرتے۔ چوہدری نے جب دیکھا کہ اِس کا کام بڑھ رہا ہے، میرے موجود ہوتے ہوئے بھی اسی سے پوچھتے ہیں اور میں بیٹھا ہوتا ہوں، یہ میری خفت کا باعث ہے اور یہ بھی میرا ہی بیٹا ہے۔ بہتر ہے کہ یہی کاروبار کرتا رہے، اس لیے دربار (کچہری) میں جانا کم کر دیا۔

Marfat.com

[اور ساہنپال کے کام میں بخت نے یاوری کی] ساہنپال کا کام یہاں تک بڑھ گیا کہ سارے پرگنہ میں اس کا دخل ہو گیا۔ بلکہ دوسرے پرگنوں میں بھی دخیل ہو گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے ایک حاکم کے کئی پرگنات ہوا کرتے تھے۔

جب چوہدری کا تسلّط یہاں تک پہنچ گیا تو اس نے چاہا کہ نوشہرہ سے الگ ہو کر ایک گاؤں اپنے نام پر آباد کرے۔ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ والد کی رضامندی سے یہ کام کرنا چاہیے۔ اس نے اپنے باپ کے سامنے یہ بات ظاہر کی۔ چوہدری مَہماں رضامند ہو گیا۔ دونوں باپ بیٹے نے خدمت میں حاضر ہو کر التماس کی کہ یا حضرت! ہم گاؤں اُس وقت آباد کریں گے کہ حضور کا مقام شریف بھی وہاں ہو۔ پہلے حضور کے مکانات وہاں تعمیر ہوں پھر ہم دوسرے لوگ آباد ہوں گے۔ چونکہ آپ چوہدری مَہماں پر مہربان تھے، منظور فرما لیا۔ گاؤں کا نام ''چک ساہن پال'' مقرر کر کے آباد کیا۔ [کیوں کہ] اُس دوران میں یہ علاقہ سادہ خاں کی جاگیر میں مقرر تھا اس وجہ سے اُس کا نام بھی اس میں لائے۔ (۱)

جو گاؤں بزرگوں کا آباد کیا ہوا ہو، یقین ہے کہ اس میں فیض کی تاثیرات ہوں گی۔ چنانچہ چند ابیات اس (گاؤں) کے تعریف میں میرے دل میں آئے ہیں:

فیض سے پُر اور عشق سے مالامال ہے — روے زمین کا بہشت ''چک ساہن پال'' ہے
اچھا مکان، جو آنکھوں کو نور بخشتا ہے — اچھی زمین، جو دل کو حال بخشتی ہے
چھوٹوں بڑوں کو جو اس میں ساکن دیکھتے ہو — باطن میں سوز سے پُر، ظاہر میں صاف پانی ہیں
جس مکان میں خدا کا قطب مقام کرے — وہاں سالک، ولی، ابدال کیوں نہ عبور کرے؟
اپنی مہربانی سے احمد کو بلاؤ اور دور نہ کرو — وصال کی امید پر آپ کی چوکھٹ پر اس نے سر رکھ دیا ہے

حضرت میاں صاحب [نور محمد سیالکوٹی] سے منقول ہے کہ باوجود استعداد اور خدمت گاروں (کی موجودگی) کے، کہ ہر وقت خدمت میں سرگرم رہتے تھے، مگر وہ گھوڑی جو حضرت شاہ سلیمان کے حکم سے آپ کو ملی تھی اور ہاتھ مبارک اس کی گردن پر پھیرا تھا، اکثر اوقات آپ خود اس کے لیے گھاس کھودتے تھے۔ اتفاقاً حضرت صاحب کے گاؤں (چک ساہن پال) میں گھاس کی کمی ہو گئی۔ موضع رُکھاں میں، جو گاؤں کا نام ہے اور اُس جگہ گھاس بہت ہوتی ہے، وہاں کے لوگوں کو فیض پہنچانا آپ کو مطلوب تھا اور وہ گاؤں دریا کے اُس پار کنارہ پر ہے، آپ اپنے مویشیوں کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ گھوڑی کی گھاس کے لیے دستی بیلچہ، جس کو پنجاب میں ''کھرپہ'' کہتے ہیں، تیز کرانے کے لیے ایک لوہار کے گھر میں، جس کا نام صدرالدین تھا، خود چلے گئے۔ وہ کام میں مصروف تھا۔ حضرت نے فرمایا، ہم کو کھرپہ تیز کر دو۔ اس نے کہا، ذرا ٹھہر جاؤ، میں اس کام سے فارغ ہو لوں۔ آپ نے فرمایا کہ فقیروں کا کام پہلے کر دو، پھر اپنے کام میں لگ جانا۔ چونکہ اس کو فقیروں کی خدمت میں اخلاص تھا، گستاخانہ کہا کہ یا

Marfat.com

حضرت! فقیروں کی خدمت میں عمر گذر گئی ہے لیکن کوئی بزرگ مجھ پر مہربان نہیں ہوا کہ اس بلا سے خلاصی کرا دے۔ آپ نے متبسّم ہو کر فرمایا کہ ہم تو خود فقیر مسکین ہیں، لیکن جب تیری خواہش یہی ہے تو شاید حاصل ہو جائے۔ اُس نے کھُر پہ تیز کر دیا۔ جس وقت آپ نے پشت مبارک پھیری، ابھی چند قدم گئے تھے کہ میاں (صدرالدین) بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کچھ مدت بے خود رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اپنے احوال کو دگرگون دیکھا اور آپ کو شرفِ ملازمت سے مشرف ہوا۔ صدر سے صدرالدین ہو کر آپ کے اکابر یاروں میں سے ہو گیا۔ چنانچہ ان کے احوال میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) سے منقول ہے، کہ ایک دن حضرت شاہ صاحب جنگل کی طرف جا رہے تھے، میں بھی ساتھ تھا۔ اتفاقاً راستہ میں ایک گاؤں تھا۔ وہاں اُترے۔ حضرت شاہ صاحب نے استراحت فرمائی۔ میں آپ کے پاؤں مبارک دبا رہا تھا۔ مجھے پیاس لگ گئی۔ پانی پینے کے لیے میں کنوئیں پر گیا۔ ایک بلوچ اور ایک اونٹ، اونٹ پر ایک عورت، پانی پینے کے لیے اُترے۔ میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے؟ انھوں نے کہا کہ ہم خوشاب سے آئے ہیں اور چک ساہن پال میں حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں۔ مجھے ان پر رحم آیا کہ یہ گھر پہنچ کر پریشان ہوں گے۔ میں نے کہا کہ جس بزرگ کے دیدار کے لیے تم جا رہے ہو، وہ یہ ہیں جو سو رہے ہیں۔ بلوچ خوش ہو کر بیٹھ گیا۔ جب حضرت صاحب سو کر اُٹھے تو بلوچ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ قوم بلوچ سے معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا، کیا مطلب رکھتا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! یہ میری عورت ہے، میرے گھر کا سب کاروبار اس پر موقوف ہے اور مجھے اس کے ساتھ بڑی محبت ہے۔ دونوں آنکھوں سے نابینا ہو گئی ہے۔ ہر چند فقیروں اور طبیبوں کے پاس لے گیا ہوں، کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ جب حضرت شاہ صاحب کا نام مبارک سنا ہے، امید لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا، عورت کہاں ہے؟ اُس نے کہا، ایک گوشہ میں بیٹھی ہے۔ فرمایا، اُس کو لاؤ۔ وہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر حضور میں لایا۔ فرمایا، ہمارے سامنے بٹھاؤ اور کہو کہ ہماری طرف دیکھتی رہے۔ اور خود آپ ہمارے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ بیگانہ عورت کی طرف ہرگز نہیں دیکھتے تھے۔ اور اگر کوئی حاجت لے کر آتا، دور کھڑا کر کے اس کا مطلب پورا کر کے رخصت کر دیتے تھے۔ چوں کہ اُس بی بی کے طالع نے مدد کی، اس کو نزدیک بٹھا کر فرمایا کہ ہماری طرف دیکھ۔ جب اُس نے آپ کے چہرۂ مبارک پر نظر کی، آپ نے پوچھا کہ اب کیا حال ہے؟ کہا کہ اب کچھ نظر آتا ہے۔ پھر ایک ساعت گذری تو پہلے کی طرح پوچھا۔ اُس نے کہا کہ اب حضور کی صورت اچھی طرح مجھے نظر آ رہی ہے۔ ایک ساعت گذری تو پھر پوچھا کہ اب کیا حال ہے؟ اُس نے جواب میں کہا، یا حضرت! اب پہلے کی طرح میری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا، اب تم یہیں سے رخصت ہو کر چلے جاؤ۔ وہ تعمیلِ حکم کر کے رخصت ہو گئے۔ چند عرصہ کے بعد وہ بلوچ ایک اونٹ آپ کی نذر لایا۔ اور جب تک زندہ تھا، آپ کی درگاہ کے

Marfat.com

خادموں سے تھا۔

صاحبزادہ میاں رحمت اللہؒ کی زبان سے منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب (ایک روز) جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ ایک شخص ملازمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرا نام معروف ہے اور چشتی شیخ زادہ ہوں۔ آپ نے جب پیروں کا نام سنا اور ذات بھی چشتیہ تھی، مہربان ہو گئے۔ وہ حالتِ پریشان رکھتا تھا۔ ایک ساعت اُس کے حال پر متوجہ ہوئے۔ مہربانی کر کے فرمایا، جاؤ، جہاں بھی رہو گے خوش وقت رہو گے۔ جس وقت وہ رخصت ہوئے، جس طرف جاتے، حضور کے فرمان کے مطابق مخلوق ان کے گرد ہجوم لے آتی۔ جب تک [زندہ] تھے، باذوق تھے۔

حافظ معموری سلمہ اللہ، جو حضرت شاہ صاحب کے رشتہ دار ہیں، سے منقول ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک فقیر مسکین نام، جو قلندر مشرب تھا، آیا اور خدمت میں ملازمت کی۔ اس کے ساتھ بہت گفت و گو ہوئی۔ وہ تسلیمات بجالا کر رخصت ہوا۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن گروہ گروہ ہوں گے اور وہ بزرگ کہ دین کے سردار ہیں، ان کے جھنڈے ہوں گے۔ اور ہر ایک کا گروہ اپنے پیر کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگا۔ کیا یہ سچ ہے؟ جب میں رات کو سو گیا، خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ خلقت کا بڑا ہجوم ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہجوم ہے؟ اس نے کہا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ قیامت قائم ہے اور حضرت حق تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے، حساب درمیان ہے۔ پھر میری نظر جھنڈوں پر پڑی۔ ایک جھنڈا میں نے دیکھا کہ سب جھنڈوں سے بلند درمیان میں کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ جھنڈا کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ حضرت غوثِ اعظم شاہ عبدالقادر گیلانیؒ کا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ حضرت حاجی نوشہؒ کا بھی کوئی جھنڈا ہوگا؟ اس نے نشان دیا کہ وہ جھنڈا جو سامنے کھڑا ہے، اِس علم سے تھوڑا نیچے، اور دوسرے سب جھنڈوں سے بلند تر ہے، وہ جھنڈا حضرت شاہ حاجی کا ہے۔ میں اُس جھنڈا کے نیچے چلا گیا۔ دیکھا کہ اس جھنڈا کے نیچے تخت نصب ہے۔ حضرت شاہ صاحب چند یاران بزرگ کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا۔ فرمایا، کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ معموری ہوں۔ فرمایا کہ تو نے اچھا کیا کہ آ گیا ہے، بیٹھ جا۔ جس وقت میں بیٹھ گیا تو میری آنکھ کھل گئی۔ جب دن چڑھا تو میں سلام کو حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ! یہ درست ہے، قیامت کے دن ہر وہ شخص جو صاحبِ گروہ ہے، اُس کا جھنڈا ہوگا کہ اس کے نیچے اس کا گروہ جمع ہوگا۔ اے حافظ! دنیا گذر جانے والی ہے اور لوگوں کو طمع اور طلب جاہ کے لیے مرید کرنے کا بڑا شوق ہے لیکن وہ شخص کہ مرید بنانے کے مرتبہ تک نہ پہنچا ہو اور اپنے مرشد کے حکم کے بغیر مرید بناتا ہو، وہ کتیا کی طرح آگے آگے ہوگا اور مرید ان کتوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ ولایت کا زور اس جگہ معلوم ہو جائے گا۔

صاحبزادۂ والا گوہر سے منقول ہے کہ موضع ملک وال میں حضرت شیخ حامد، جو اپنے وقت کے بزرگوں میں سے تھے، ان

Marfat.com

کی وفات ہو چکی تھی۔ انھوں نے چار بیٹے پیچھے چھوڑے۔ اگر چہ فاضل تھے لیکن فقر کی لذت سے آشنا نہ تھے۔ اتفاقاً حضرت شاہ صاحب کے رشتہ داروں میں سے کسی کی منگنی شیخ حامد کے بڑے بیٹے عبدالقادر سے ہوگئی۔ انھوں نے اصرار کیا کہ کسی طرح حضرت شاہ صاحب کو بھی ساتھ لائیں۔ جب قبیلہ کے لوگوں نے آپ کے سامنے عجز نیاز کیا کہ حضور کا (برات کے ہمراہ) جانا ہماری سربلندی (کا باعث) ہے اور انھوں نے بھی اصرار کیا ہے۔ حضرت نے قبول فرمالیا۔ جب (برات کے) ہمراہ تشریف لے گئے، پہلے انھوں نے ایک مسخرہ کو کہا کہ وہ کسی طرح حضرت شاہ صاحب کو ڈرائے۔ اور جس طرح ان [مسخروں] کا طریقہ ہے، کچھ باتیں کرتا ہوا، منہ میں جھاگ لاتا ہوا، آپ کی طرف دیکھ کر، دوڑا۔ (امر الٰہی سے وہ) سر کے بل گر پڑا اور مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ لوگ حضور کے سامنے التجا لائے کہ یا حضرت! اس کا گناہ معاف فرمادیں۔ آپ نے فرمایا، اس کو اُٹھا کر لے جاؤ، اچھا ہو جائے گا۔ اور سرود کا حکم کیا۔ جب راگ شروع ہو گیا تو میاں نانو نام کو، جو حضرت شاہ صاحب کے یاروں سے تھا، ذوق (وجد) ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ شیخ حامد مرحوم کے بیٹوں نے اپنے لوگوں کو کہا کہ پکڑنے کے بہانہ سے اس فقیر کے ہاتھوں کو ایسا مروڑو کہ ٹوٹ جائیں، تاکہ حقیقتِ حال معلوم ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحب نے ان کی بد باطنی کو معلوم کر کے فرمایا کہ یہ کیسی آزمایش ہے۔ اس کو آگ میں پھینک دو یا تلوار سے مارو تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جائے۔ پھر آپ نے قوال خاص ہندال کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ بالا خانہ کی طرف منہ کر کے، جہاں مستورات دیکھ رہی ہیں، کوئی سُر لگاؤ۔ جب اُس نے اوپر منہ کر کے سُر لگائی تو عبدالقادر کی بیوی، جو قبیلہ میں بڑی تھی، حضرت شاہ صاحب کا نام لے کر کپڑے پھاڑ کر باہر نکل آئی۔ جس شخص تک میاں ہندال کی آواز پہنچتی، وہ حضرت شاہ صاحب کا نام لے کر باہر دوڑا آتا۔ سارے محلّے میں شور پڑ گیا۔ جو لوگ فقیروں کے ساتھ ہنسی مخول کرتے رہے تھے، ان کو اپنے گھروں کا فکر پڑ گیا۔ سب اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں آئے کہ ہم سے غلطی ہوگئی ہے اور اپنے خویش و اقارب میں خوش طبعی بھی ہوا کرتی ہے، خدا کے لیے ہمیں معاف فرمائیں۔ حضور نے متبسّم ہو کر فرمایا، میاں عبدالقادر! تمہاری بیوی نے خود ہمارا نام لیا ہے، تم پر کیسے حلال و درست ہوگی؟ اُس نے التماس کی یا حضرت! ہم اور ہماری عورتیں سب حضور پر فدا ہیں۔ مگر ہم اہلِ ستر ہیں، ہمارا ستر فاش ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سرود کو موقوف کر دیں۔ جب سرود موقوف ہوا، سب ہوش میں آ گئے۔ آپ نے منع فرمایا کہ ہماری اولاد یہاں ہرگز کسی سے خویشی اور منگنی نہ کریں، اور اگر کوئی عمداً ایسا کرے گا تو خطا کھائے گا۔

صاحبزادہ میاں عنایت اللہ سے منقول ہے، انھوں نے اپنے والد صاحب (شاہ برخوردار) سے سنا ہے کہ حویلی کے باہر صحن میں ٹاہلی [شیشم] کے تین درخت تھے۔ حضرت صاحب وہاں بیٹھا کرتے تھے۔ بچپن میں مَیں (عنایت اللہ) وہاں کھیلا کرتا تھا۔ کھیلتے ہوئے میری زبان سے نکلا کہ یہ درخت بھی میرا ہے، (یہ درخت بھی میرا ہے یہ درخت بھی میرا ہے)۔ حضرت صاحب

Marfat.com

نے فرمایا، عنایت اللہ! سب درختوں کا کہتے ہو کہ یہ میرے ہیں۔ ہم کو بھی کوئی درخت دیتے ہو؟ میری زبان سے نکلا کہ باباجی! یہ دو درخت جو سیدھے ہیں، یہ میرے ہیں، اور وہ درخت جو ٹیڑھا ہے، آپ کا ہے۔ آپ نے تبسّم فرمایا کہ اچھا جی، ایسا ہی ہوگا۔ رات کو سخت آندھی آئی۔ وہ دونوں (سیدھے) درخت گر پڑے اور وہ درخت جو ٹیڑھا تھا، وہ بچ گیا۔ جب دوسرے روز آپ وہاں آکر بیٹھ گئے، میں بھی کھیلتا ہوا آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں عنایت اللہ! وہ تمہارے درخت کہاں گئے؟

قاضی محمد خوشی کنجاہی، جو یارانِ صاحب کمال سے تھے، سے منقول ہے کہ ایک دن عین گرمی کے موسم میں حضرت شاہ صاحب سوار تھے اور میں سر اور پاؤں سے برہنہ، پیدل ساتھ جا رہا تھا۔ ریگستان میں ریت اس قدر گرم تھی کہ اگر اس میں دانہ پڑتا تو بریاں ہو جاتا۔ اُسی راستہ سے روانہ ہوئے۔ میرے پاؤں کی حالت اس طرح ہوگئی کہ آنکھوں سے دھواں نکلنے لگا۔ آپ نے میری طرف منہ کر کے فرمایا، میاں خوشی! تمہارے پاؤں جلتے ہوں گے؟ میں نے کہا کہ حضور پر روشن ہے۔ فرمایا کہ ہم تو سوار ہیں، میرے جوتے پہن لو۔ میں نے کہا، میری کیا مجال ہے کہ حضرت کے جوتے اپنے پاؤں میں ڈالوں۔ پھر آپ نے فرمایا، آؤ ہمارے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر میرا تمام بدن بھی آپ کی معیّت میں جل جائے، دونوں جہان کی سعادت ہے۔ لیکن یہ بے ادبی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا، آؤ ہمارے گھوڑے کی زین کا کنجھ (شکار بند) پکڑ لو۔ جس وقت میں نے گھوڑے کا شکار بند ہاتھ میں پکڑا (ایسا معلوم ہوا) گویا کہ تمام ریت کو سرد پانی سے تر کیا گیا ہے۔ جس وقت میں ریت پر پاؤں رکھتا اُس کی ٹھنڈک آنکھوں اور جسم میں اس طرح پہنچتی گویا کہ خس خانہ میں جا رہا ہوں۔

قاضی رضی الدین، جو اپنے زمانہ کے کاملوں سے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت اور باقی رکھے، سے منقول ہے کہ میرا حال یہاں تک پہنچ گیا کہ دل سے آرام چلا گیا۔ دن رات اپنے محبوب کی محبت میں جلنے لگا۔ اپنے والد صاحب کے دل کی رعایت بھی مدّنظر تھی۔ ان کی خدمتِ قضا پر نظر تھی کہ خوشی محمد کی حالت ایسی ہوگئی ہے۔ اگر یہ بھی فقیر ہو جائے، تو دنیا کے کام سے رہ جائے گا۔ مجھ کو ہمیشہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آنے سے منع کیا کرتے تھے۔ جب میں حضور کی خدمت میں آیا، میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر حضور توجہ فرمائیں اور میں بیماری مین گرفتار ہو جاؤں تا کہ میرے ماں باپ مجھ سے ناامید ہو جائیں اور رضامندی سے مجھ کو کہیں، تا کہ میں خدمت میں آسکوں۔ میرے خیال سے آگاہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ میاں رضی الدین! تم نے تکلیف اٹھائی ہے۔ پھر میرے دل میں خیال گذرا کہ اگر زیارت میسر آ جائے، تکلیف بھی قبول ہے۔ تبسّم کر کے خاموش ہو گئے۔ جب میں رخصت ہو کر کنجاہ میں پہنچا، مجھے بیماری شروع ہوگئی۔ گویا کہ میرے سینہ میں کوئی چیز رکھی ہوئی ہے۔ ہرگز مجھے بھوک نہیں لگتی تھی اور سوائے پانی کے کوئی چیز میرے حلق سے نیچے نہیں جاتی تھی۔ روز بروز میری طاقت کم ہوتی جاتی تھی۔ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ چارپائی سے ہلنے کی طاقت نہ رہی۔ میرے ماں باپ میری بیماری کے لیے طبیبوں کو لائے۔ طبیبوں نے اپنی

Marfat.com

عقل سے جو کچھ جانا، علاج کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنی دانائی سے کرتے تھے، اُلٹ ہوتا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک روز ایک معتبر طبیب کو لائے۔ اُس نے نبض دیکھی اور کہا کہ اب علاج کا وقت نہیں۔ تین دن کے بعد دوں گا۔ یہ طبیبوں کا طریقہ ہے کہ جہاں جانیں کہ نا اُمیدی ہے، دوائی دینے کی جرأت نہیں کرتے۔ جب اس طبیب نے دوائی دینے سے انکار کیا اور میری حالت کو دگرگون دیکھا، تمام قبیلہ کو نا اُمیدی ہوگئی اور مجھے دیدار کا اشتیاق بہت ہوگیا۔ رات کو خواب میں آپ نے فرمایا کہ میاں رضی الدین! اب بہت ہوگئی ہے۔ جب میں بیدار ہوا۔ رات دن میرے ماں باپ میری چارپائی کے گرد رہتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر میری زندگی مطلوب ہے تو مجھے رضامندی سے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بھیج دو، ورنہ تم مختار ہو۔ ماں باپ رضامند ہوگئے کہ تمہاری زندگانی مطلوب ہے، ہم تجھ کو حضرت شاہ صاحب کی غلامی میں دیتے ہیں، بہ شرطے کہ تجھ کو صحت ہو جائے۔ میں نے کہا، پس مجھے حضرت شاہ صاحب کی خدمت کے لیے رخصت کرو۔ سب راضی ہوگئے اور پالکی کی تلاش کرنے لگے۔ میں نے کہا کہ اگر مجھے اُس طرف بھیجتے ہو تو پالکی کی ضرورت نہیں، میں گھوڑے پر چلا جاؤں گا۔ انھوں نے کہا کہ اس بیماری سے تیری حالت بہت نازک ہو چکی ہے، گھوڑے پر کس طرح سوار ہو سکے گا؟ میں نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو، میں جانتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ تو مختار ہے۔ ایک ساعت گذری تھی کہ مجھے ہڈکورہ (ڈکار) آیا، جیسے کہ کوئی چیز میرے گلے میں بند ہوگئی اور کچھ گلے سے باہر آگئی۔ مجھے بے طاقتی ہوگئی۔ لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اور میری گفتگو سن کر اس پر محمول کیا کہ مرنے کے قریب ہے اور مرنے کی حالت میں بعضے ایسی باتیں [ہذیان] کیا کرتے ہیں کیونکہ اس حالت میں کہتا ہے کہ گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں۔ ایک گھڑی گذری تھی کہ پھر ہڈکورہ آیا اور ہوا میرے اندر سے باہر آئی۔ جونہی وہ ہوا میرے سینے سے باہر نکلی، اُس بیماری کا میرے جسم پر کچھ اثر نہ رہا۔ جب میرے ماں باپ نے گھوڑا تیار کیا، میں نے کہا کہ میری بغل میں ہاتھ ڈال کر گھوڑے کے پاس لے چلو۔ جب مجھے اٹھا کر گھوڑے کے سامنے لے آئے، میں نے اپنے آپ میں اَور طاقت دیکھی۔ میں نے کہا کہ مجھے سوار کرو۔ جس وقت میں سوار ہوا، گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لے کر میں چلانے لگا۔ لوگ حیران رہ گئے۔ میری ساعت بہ ساعت طاقت زیادہ ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ میں چک ساہن پال میں پہنچ گیا اور آپ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے تبسّم کر کے فرمایا کہ میاں رضی الدین! تو نے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ میں قدم بوسی کر کے پیٹھ کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کھانے کے لیے روٹی لاؤ۔ ایک شخص نے کہا کہ مزدوروں والی روٹی موجود ہے اور یہ وہ روٹی ہے جو سوا سیر پختہ کی دو روٹیاں پکاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لے آؤ اور دے دو۔ جس وقت روٹی پہنچ گئی، آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ میاں رضی الدین! کھاؤ۔ میں کھانے لگا۔ سب روٹیاں مجھے کھلا دیں۔ (اُس دوران) لکڑیوں کی ایک کشتی (ٹلّا) دریا میں آئی ہوئی تھی۔ اُس کو کھینچنے کے لیے حضور خود تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ جب دریا کے کنارہ پر پہنچا، لوگ لکڑیوں (ٹلّا) کے رسّے کو کھینچتے تھے کہ

Marfat.com

کنارہ پر لائیں۔ مجھے بھی آپ نے فرمایا کہ دریا میں آ کر یاروں کے ساتھ زور کرو۔ میں بھی یاروں کے ساتھ شریک ہو گیا۔

قاضی رضی الدین سلمہ اللہ سے منقول ہے کہ جب محمد خوشی حکم کے مطابق میاں حسام الدین کے پاس گیا، وہ اس طرح معلوم ہوا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے خود فرمایا کہ میاں خوشی! تم کو کچھ حصہ میاں حسام الدین مجذوب سے، جو ہزارہ میں ہیں، نصیب میں ہے، چاہیے کہ وہاں جاؤ۔ جب وہ وہاں پہنچے اور فیض یاب ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب کی مہربانی مجھ پر زیادہ دیکھی ہوئی تھی۔ غیرت سے میاں حسام الدین کے سامنے شکایت کی، تا کہ اُن سے مجھ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ میاں حسام الدین مہیب صورت میں آئے۔ مجھ کو پکڑ کر فضا میں لے گئے، چنانچہ آسمان کے نزدیک پہنچ گئے۔ پھر پہاڑ کی طرف چلے گئے۔ جب میں نے اپنے آپ کو اس حال میں گرفتار دیکھا، تو حضرت شاہ صاحب کی جناب میں توجہ کی۔ (دیکھا کہ) ناگاہ آپ آسمان کی طرف سے شاہباز کی طرح پہنچے۔ میاں حسام الدین کی نظر آپ پر پڑی۔ مجھ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ کچھ راستہ اُس کو بھگا کر حضور میرے پاس پہنچے۔ فرمایا کہ بھاگے ہوئے کا پیچھا نہ کرنا چاہیے۔ اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ اگر کھڑا رہتا تو اپنے حالات کو دیکھ لیتا، اچھا کیا کہ خود ہی چلا گیا۔ میں نے چاہا کہ اس کو بالا خانہ یعنی اس کے رتبہ سے گرا دوں، لیکن اس کو معاف کر دیا۔ ایک پودا اُس نے لگایا تھا، اُس کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ہے تا کہ اس کے پیچھے کوئی [نام لیوا] نہ رہے۔ ایک باغبان کا لڑکا تھا۔ اس کو میاں حسام الدین مذکور نے تربیت دی ہوئی تھی۔ اُسی وقت وہ دنیا سے رحلت کر گیا اور میاں حسام الدین مذکور کی جمعیت میں بھی کچھ خلل آ گیا، لیکن اُس کا مرتبہ بحال رہا۔ جب میں بیدار ہوا، حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا اور قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طاقت کے گھمنڈ پر ہمارے یاروں کے ساتھ زور کرتا تھا کہ اپنا یار بھی ضائع کر دیا۔ میاں رضی صاحب اس واقعہ کے بعد اپنے گھر میں آئے۔ جونہی کنجاہ پہنچے، میاں خوشی کی حالت دگرگون ہو گئی۔ میرے سامنے آ کر اُس نے التجا کی کہ میاں رضی! میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ جس وقت میں رات کو سوتا ہوں، کیا دیکھتا ہوں کہ آنجناب نے پاؤں مبارک میرے سینہ پر رکھے ہیں اور زور سے دباتے ہیں کہ میرے سینہ کی ہڈیاں پشت سے جا لگتی ہیں اور کڑکڑاتی ہیں، گویا کہ ٹوٹ رہی ہیں۔ میں (رضی) خود حقیقت سے واقف تھا، لیکن ظاہر نہیں کرتا تھا۔ روز بروز اُن کا حال زبون ہوتا گیا اور میرے سامنے عاجزی کرتے تھے کہ میاں رضی میں جانتا ہوں کہ میرا جینا محال ہے۔ شاید اگر تم عرض کرو تو حضور مہربان ہو جائیں۔ میں تغافل کرتا تھا۔ جب انھوں نے والد صاحب سے التجا کی، انھوں نے مجھے کہا کہ بھائیوں سے اس قدر بے رحمی کیوں ہے؟ میں نے کہا کہ جو کچھ میرے بھائی نے کیا تھا، میں جانتا ہوں۔ لیکن خیر، جب آپ فرماتے ہیں میں جاتا ہوں۔ رات کو خواب میں آپ نے فرمایا کہ میاں رضی! تم اس کی سفارش کے لیے نہ آنا۔ میں نے توقف کیا۔ لیکن والد صاحب کو انھوں نے اس قدر مجبور کیا کہ انھوں نے مجھ کو فرمایا کہ اے فلانے! اگر تو نہ جائے گا تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ مجھ کو والد صاحب کے امر سے جانا

Marfat.com

ناگزیر ہوگیا۔ حضور کی خدمت میں پہنچا۔ سامنے ہوکر چاہا کہ سلام کروں۔ میری طرف سے منہ پھیر کر بیٹھ گئے۔ میں نے ہر چند چاہا کہ سلام کروں۔ میری طرف منہ نہ کیا۔ آخر صاحبزادہ والا گوہر میاں محمد ہاشم نے عرض کیا کہ میاں رضی سلام کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا، سلام کیا کرتا ہے، امر کے خلاف کرتا ہے اور پھر آ کر تکلیف دیتا ہے۔ مجھ پر حالتِ رقّت طاری ہوگئی اور ایک گوشہ میں جا کر گر پڑا۔ اور میرا رونا اِس حد پر پہنچ گیا کہ میرے آنسو زمین پر گرتے تھے اور بے تابی سے میں اپنا چہرہ مٹی پر مَلتا تھا۔ میرا تمام چہرہ کیچڑ سے آلودہ ہوگیا۔ بعض یاروں نے میرا حال دیکھ کر خدمت میں عرض کیا کہ میاں رضی کی حالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ہلاک ہوجائے گا۔ یہ سن کر آپ میرے سر پر آئے۔ میرا حال دیکھا۔ ازراہِ کرم فرمایا، اُٹھ، ہم جانتے ہیں کہ جب تک تو اپنا مطلب پا نہ لے گا، ہمارا خیال نہ چھوڑے گا۔ میں خودسوز اور تڑپ میں تھا، میں نے جان لیا کہ اب آمادۂ کرم ہیں۔ میں نے التماس کی کہ یا حضرت! ہم لوگوں کے حوصلے تو آپ کو معلوم ہیں کہ نفسانی خواہشات اور مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ اگر ہماری غلطیوں پر نظر کریں تو مشکل بات ہے۔ سوائے فضل اور کرم اور بخشش کے ہم جان بر نہیں ہوسکتے۔

بیت:

اگر میرا گناہ شمار میں نہ آتا
تو تیرا نام بخشنے والا کب ہوتا

آخر میاں خوشی کی غلطی سے درگذر کیا اور مہربان ہوگئے۔

قاضی رضی الدین سلمہ اللہ تعالیٰ کی زبان سے منقول ہے کہ ایک روز آپ کے دیدار کے ذوق نے میرے دل میں غلبہ کیا۔ میں سر اور پاؤں سے برہنہ گھر سے نکل پڑا۔ راستہ (فاصلہ) بہت تھا اور وقت کم۔ جب چند کوس گیا تو رات ہوگئی۔ راستہ میں بعض جگہوں پر خوف بھی تھا، مگر جہاں شوق ہو وہاں خوف کی کیا مجال کہ نزدیک آئے۔ اتفاقاً ایک جگہ نالہ بُڈھی کے کنارہ پر، جہاں کا ہی بہت تھی، دو شخص دیکھنے میں آئے۔ ایک میرے آگے، دوسرا پیچھے۔ آگے والے نے پیچھے والے کو آواز دی کہ آجاؤ، کچھ نہ کہو۔ اس وقت میرے دل میں خوف آیا۔ لیکن اسی وقت رفع ہوگیا۔ جب میں خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا، میاں رضی! وہ دو شخص جو تمہیں ملے تھے، وہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور پر خوب ظاہر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بُرے ارادہ سے آئے تھے، لیکن کیا مجال رکھتے تھے کہ تمہارے پاس آئیں۔ مجھ کو صرف اسی قدر فرمایا لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ اُن پر کیا گذری کہ مجھ کو چھوڑ گئے۔ اور کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے حضور میں بات کا تکرار کرے۔

حافظ معموری صاحب سلمہٗ ربہٗ، جو حضرت شاہ صاحب کے خویشوں سے ہیں، کی زبان سے منقول ہے کہ میں آپ کے ہمراہ تھا۔ ایک دن میاں جیون حجام نے، جو یارانِ قدیم سے تھے، عرض کیا کہ یا حضرت! بہت عرصہ گذر چکا ہے کہ آپ ہمارے

Marfat.com

گاؤں موضع باہوکے میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ میاں جیون کا یہ معمول تھا کہ زمینداروں سے کچھ قطعہ زمین کا پٹہ پر لے کر کاشت کیا کرتے تھے۔ اگر کچھ نفع اُس سے ملتا تو سرکار (حضرت نوشہ) کو پہنچا دیا کرتے۔ آخر اُس کی عرض قبول ہوگئی۔ موضع باہوکے میں، جو درگاہ سے دو کوس ہے، تشریف لے گئے۔ جب شام کا وقت ہوا، اُس پٹہ شدہ قطعہ کے کارندوں (مزارعوں) نے عرض کیا کہ ہماری زراعت میں چوہے بہت ہیں، فصل کو ضائع کر رہے ہیں۔ آپ سن کر چپ ہوگئے۔ چند گھڑیاں گذری تھیں کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ کچھ تھوڑا سا گاؤں پر برسا۔ وہ قطعۂ زمین گاؤں سے کم وبیش آدھا کوس دُور تھا۔ جب سویرے کارندے باہر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین کا وہ سارا قطعہ پانی سے بھرا ہوا ہے اور تمام چوہے مرے پڑے ہیں۔ وہ خوش ہوگئے اور حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پھر آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت! خدا کے حکم اور آپ کی توجہ سے بارش بہت اچھی ہوگئی ہے۔ اگر آنجناب ایک مرتبہ اپنا قدم مبارک کھیت میں ڈالیں تو کھیتی میں برکت ہو جائے۔ آپ نے قبول کر لیا اور چل پڑے۔ چونکہ عصر کا وقت تنگ تھا، میاں جیون نے عرض کیا کہ حضرت! نمازِ عصر پڑھ کر چلیں، کیونکہ وقت تنگ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہیں چل کر پڑھیں گے۔ چونکہ فاصلہ دور تھا اور حضرت صاحب کی پابندی نماز سے واقف تھے، پھر بھی کچھ کہہ نہ سکے۔ لیکن گھڑی گھڑی سورج کی طرف دیکھتے تھے۔ جب اس قطعۂ زراعت پر پہنچے تو اس کے گرد سیر کی۔ کارندے مردہ چوہے دکھاتے رہے۔ میاں جیون کی زبان سے نکلا کہ یا حضرت! نماز پڑھ لینی چاہیے۔ آپ نے فرمایا، گاؤں میں چل کر پڑھ لیں گے۔ اس وقت میاں جیون نے سمجھ لیا کہ یہ کوئی اور حقیقت ہے۔ اپنی کہی ہوئی بات پر پشیمان ہوئے۔ آپ وہاں سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گاؤں میں پہنچے۔ میاں جیون آفتاب کی طرف دیکھتے تھے۔ سورج جہاں تھا، وہیں کھڑا تھا۔ ایک بال بھر اپنی جگہ سے تفاوت وتجاوز نہ کیا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، میاں جیون کی طرف دیکھ کر فرمایا، میاں جیون! خدا تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ اگر سورج یا چاند کو حکم کریں کہ کھڑے رہو، وہ کیا مجال رکھتے ہیں کہ اپنی جگہ سے ہلیں۔

صاحبزادۂ والا گوہر میاں تاج الدین فرزند میاں معموری، جو حضرت شاہ صاحب کے نواسہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے، سے منقول ہے کہ رات کو حضرت شاہ صاحب استراحت فرما رہے تھے اور احباب بیٹھے تھے کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا ''نہ مارو، نہ مارو۔'' اور ہاتھ مبارک بھی اٹھایا۔ احباب متعجب ہوئے۔ جب دن چڑھا تو یاروں نے التماس کی اور حقیقت بیان کی۔ فرمایا: معلوم ہو جائے گا۔ چند ساعت نہیں گذری تھیں کہ دُور سے ایک سوار ظاہر ہوا۔ جب نزدیک آیا، معلوم ہوا کہ چوہدری شمشیر ہے، جو پانڈووال میں رہتا ہے اور اس علاقہ کا سردار ہے۔ وہ آکر خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا، چوہدری! خیر گذری ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آپ کی توجہ سے جان بخشی ہوگئی ہے۔ اُس نے بیان کیا کہ میں آج رات سویا ہوا تھا کہ میرے قتل کرنے کے ارادہ سے دشمن آگئے اور انھوں نے تدبیر کی کہ چالیس پچاس لوگوں کی فوج سے گاؤں پر حملہ کریں اور گاؤں کے

Marfat.com

لوگوں کو پیچھے لگا کر لے جائیں۔ اور تیس چالیس میرے راہ پر کھڑے ہو جائیں کہ یہ بہادر آدمی ہے، بلا خوف وخطر باہر آ جائے گا۔ اس کو قتل کر کے چلے جائیں گے۔ جب گاؤں میں شور پڑا، گاؤں کے لوگوں کو خبر ہوئی، وہ لوگ جو گاؤں پر حملہ آور ہوئے تھے، لوگوں کو اپنے پیچھے لگا کر لے گئے۔ میں نے اٹھ کر گھوڑی پر تاہرو ڈال کر، سوار ہو کر، گاؤں سے باہر نکل کر پکارا کہ لوگ کس طرف گئے ہیں؟ میرے دشمن کمین گاہ میں تھے، بولے کہ اس طرف آؤ۔ میں اپنے ساتھی سمجھ کر اُس طرف گیا۔ میں جب ان کے درمیان پہنچا، انھوں نے ہر طرف سے نیزوں اور تلواروں سے مجھ پر حملہ کر دیا۔ بے اختیار حضرت شاہ صاحب کا نام میری زبان پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ اُسی وقت حضور وہاں حاضر ہو گئے۔ جس وقت حضور کا دیدار مبارک میری نظر میں آیا، مجھے اپنی کوئی خبر نہ رہی۔ ایک گھڑی کے بعد مجھے ہوش آئی۔ میں نے دیکھا کہ دشمن کا کوئی نشان وہاں نہ تھا۔ میں نے جان لیا کہ اُن کو کس نے بھگایا اور مجھے کس نے چھڑایا۔ جب یاروں نے یہ واقعہ سنا تو معلوم ہو گیا کہ حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ اٹھانے کا یہ باعث تھا۔

شاہ ہاشم دریا دل بیان کرتے تھے، چونکہ بچپن میں آپ [حضرت نوشہ] کو مجھ پر کمال شفقت تھی، چارپائی پر مجھ کو اپنے پاس سُلاتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز پانڈووال میں تشریف لے گئے، جو درگاہ سے بارہ کوس ہے۔ رات کو میرے سر سے لحاف اُتر گیا، سردی لگنے لگی۔ پرانی عادت کے مطابق میری زبان سے نکلا، باباجی! میرے سر پر لحاف ڈالو۔ آپ نے مجھ پر لحاف ڈال دیا۔ جب میں سویرے اٹھا، یہ خیال میرے دل میں تھا۔ اسی روز تشریف لے آئے۔ جب میں نے قدم بوسی کی، آپ نے فرمایا، میاں ہاشم! کیا رات کو سردی لگی تھی کہ کہہ رہے تھے، یا باباجی! مجھ پر لحاف ڈالو؟ اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ آپ ہی نے اپنے ہاتھ مبارک سے مجھ پر لحاف ڈالا تھا۔

حضرت میاں صاحب (نور محمد سیالکوٹی) اور اکثر عزیزوں کی زبان سے منقول ہے کہ دریا (چناب نے ایک بار) غلبہ کیا اور چک ساہن پال کی طرف رُخ کیا۔ روزانہ سو دو سو گز زمین گراتا تھا۔ اُس دوران میں حضرت صاحب مسجد کی تعمیر میں مصروف تھے اور لوگ بے چین تھے کہ دریا گاؤں کے قریب پہنچ گیا ہے، اور حضرت کی غیرت سے واقف تھے۔ (لوگوں نے) ایک شخص کو کہا۔ اُس نے حضور کی خدمت میں آ کر ظاہر کیا کہ شیخ عبدالسلام کے بیٹے شاہ جی نے جو دریا کے اُس طرف موضع کیلیانوالہ میں رہتے ہیں، دریا پر آ کر کوزہ کو اپنے ہاتھ سے پُر کر کے فرمایا ہے کہ اب دریا اس طرف نہیں آئے گا۔ جب آپ نے یہ بات سنی کہ شاہ جی نے اس طرح کہا ہے، فرمایا، اچھا، ہم دیکھ لیں گے۔ اتفاقاً حضور کا گذر موضع رُکھ میں ہوا۔ جب دریا کے کنارہ پر پہنچے، میاں صدرالدین اور احباب جو ہمراہ تھے، انھوں نے میاں صدرالدین سے پوچھا کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سے دریا چکر مار کر ہمارے گاؤں کی طرف جا رہا ہے۔ میاں صدرالدین نے اس جگہ کا نشان دیا۔ وہاں سے ایک شاخ دریا سے نکلی ہوئی تھی جو طغیانی میں پانی میں آ جاتی تھی۔ میاں صدرالدین سے پوچھا کہ میاں صدرالدین! اگر دریا اس شاخ میں پڑ جائے تو اُس طرف جانے

Marfat.com

سے رہ جائے گا۔ چونکہ میاں صدرالدین مرضی شناس تھے، سمجھ گئے کہ مرضی مبارک اسی طرح ہے۔ کہا کہ دریا اس نالہ (شاخ) میں پڑ گیا ہے۔ پھر آپ نے تکرار کیا۔ انھوں نے اسی طرح کہا۔ تین بار تکرار کیا۔ آپ نے فرمایا، یاران! میاں صدرالدین جس طرح کہتا ہے، اُسی طرح ہو جائے گا۔ پھر اس طرف تشریف لائے۔ چوہدری ساہپال فرزند مہماں اُس وقت بارہ محلے بنوا رہا تھا۔ اُس نے آ کر التماس کی کہ یا حضرت! دریا قریب پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، ہم بھی مسجد تعمیر کرا رہے ہیں۔ جب لوگوں کی معروضات آپ نے بہت دیکھیں، ایک دن فرمایا کہ دریا کی سیر کرنی چاہیے۔ چند یار ہمراہ ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے جہاں زمین گر رہی تھی، زمین تین جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ کنارہ پر جا کر آپ لیٹ گئے اور یاروں میں سے ایک شخص کو فرمایا کہ ان پھاٹوں میں سے جس وقت کوئی گرے، ہم کو آگاہ کرنا۔ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! ایک چاک گر پڑا ہے۔ پھر آپ سو گئے۔ ایک گھڑی گذری تھی کہ دوسرا چاک بھی گر پڑا۔ اس نے پھر عرض کیا۔ آپ خاموش رہے۔ جب تیسرا چاک گرا، اُس نے عرض کیا۔ آپ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ حکم یہیں تک تھا۔ کنارہ پر بیٹھ گئے۔ نہالا مانگٹ اور کھیون بافندہ کو فرمایا کہ پانی میں داخل ہو کر دیکھو کہ یہاں کس قدر پانی ہے۔ انھوں نے کہا کہ حضرت! یہاں غرقاب ہے، اس میں داخل ہونا مشکل ہے۔ فرمایا، اچھا، مگر تم اس میں جاؤ تو سہی۔ جب وہ پانی میں آئے، تھوڑا سا تیرے تھے کہ ان کے پاؤں زمین پر لگ گئے۔ تھوڑا سا فاصلہ آگے گئے تو سب پانی پایاب تھا۔ پھر ان کو فرمایا کہ واپس آؤ۔ جب وہ لوٹے تو جہاں پانی تیر کر گئے تھے، وہاں کمر کے برابر پانی آیا۔ آنکھ جھپکنے میں ایسا ہو گیا گویا کہ کوئی کسی چیز کو پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دیتا ہے۔ جب اس واقعہ کو چند سال گذر گئے اور دریا موضع مہاراج کے نیچے چلا گیا، وہاں کے سب لوگ امیر و غریب آپ کی جناب میں ارادت رکھتے تھے۔ وہ سب التجا لائے، اے قبلہ گاہ! آپ کے حکم کے بموجب دریا ہمارے گاؤں کے نیچے چلا گیا ہے اور بیلہ جو ہمارے مویشیوں کی چراگاہ تھی، سب اس طرف چلی آئی ہے۔ ہم عاجز ہو چکے ہیں، آپ کی جو رضا ہو۔ آپ نے فرمایا، آدھا بیلہ تمہارا اور آدھا بیلہ اس طرف ہو جائے گا۔ اسی سال دریا دونوں دیہات کے درمیان جاری ہو گیا۔ آدھی چراگاہ اِس طرف رہی اور آدھی اُس طرف چلی گئی۔ اور ابھی تک دریا دونوں طرفوں کے درمیان ہے اور کسی طرف کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ اُس واقعہ کے بعد کیلیانوالہ کے اکثر لوگ، جہاں شاہ جی سکونت رکھتے تھے، آپ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوئے۔

اِس گاؤں [ساہن پال] سے ایک شخص تھا جو شاہ جی [بن عبدالسلام] سے اخلاص رکھتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن بیٹھے تھے اور لوگ مسجد کے لیے آوہ سے اینٹیں ڈھو رہے تھے کہ وہ شخص گُڑ کی گٹھڑی سر پر اُٹھائے ہوئے (پاس سے) گذرا۔ نہالا مانگٹ اور بعض اخلاص مندوں نے، جو کام میں مشغول تھے، اس سے پوچھا کہ یہ گُڑ کہاں لیے جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ شاہ جی کی نذر لے جا رہا ہوں۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ افسوس ہے کہ اِس جگہ سے نذرانہ دوسری جگہ جائے۔ یہ بات آپ کے سمع شریف

Marfat.com

میں پہنچی۔ وہ شخص ابھی چند قدم نہ گیا تھا کہ ایک طمانچہ دائیں سے اور ایک طمانچہ بائیں سے اُس پر پڑے۔ اور اس پر اَلقا ہوا کہ گُڑ حضرت شاہ صاحب [نوشہ] کی خدمت میں لے جاؤ۔ اس نے گٹھڑی لا کر حضرت صاحب کی خدمت میں نذر کر دی۔ آپ نے فرمایا جو یار یہ چاہتے تھے، ان سب کو حصّے کر کے دو۔ چنانچہ سب کو حصّہ دیا گیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت بیٹھے ہوئے تھے اور مزدور لوگ مسجد کے کام میں سرگرم تھے۔ ترکھان ایک بڑی لکڑی (گیلی) اَرّہ سے چیر رہا تھا اور اَرّہ کشی میں ایک لکڑی (فانہ) کو درمیان لگاتے ہیں کہ کھلی رہے۔ اتفاقاً نیچے آ کر لکڑی کے دونوں سروں کے درمیان اپنا سر لا کر اس فانہ کو مضبوط کر رہا تھا کہ اچانک وہ فانہ اس میں سے اُڑ گیا اور وہ سرے اکٹھے ہو گئے اور اس کا سر درمیان میں پھنس گیا اور لٹکنے لگا۔ جب لوگوں نے دیکھا، اُس فانہ کو اس لکڑی میں ٹھونکا تو اس کا سر خلاص ہو گیا اور اوپر سے نیچے گر پڑا۔ اس کا سر پاش پاش ہو گیا، پھن کی طرح ہو گیا۔ ناک اور کانوں سے مغز باہر آ گیا۔ اعضا میں کوئی حرکت نہ رہی۔ جب شور پڑ گیا تو حضور نے پوچھا کہ یہ کیا شور ہے؟ لوگوں نے حقیقت عرض کی کہ فلاں ترکھان حضرت صاحب پر قربان ہو گیا ہے۔ آپ اٹھ کر اُس کے سر پر آئے اور اُس کا سر اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑ کر درست کیا اور ایک باریک لکڑی لے کر اُس کی ناک اور کانوں کے سوراخ میں ڈالی اور فرمایا کہ مرنے کا وقت بہت ہے، لیکن اس وقت فقیروں کو بدنامی نہ دو۔ اور فرمایا کہ اس کے اوپر چادر ڈال دو۔ چنانچہ حکم کے بموجب اس کے سر پر چادر ڈال دی گئی۔ ایک ساعت نہ گذری تھی کہ یہ جنبش میں آ گیا۔ آپ نے فرمایا، اس کو اٹھا کر گھر لے جاؤ، ٹھیک ہو جائے گا۔ آخر تھوڑے عرصہ میں ٹھیک ہو گیا اور چھ سات سال بعد تک زندہ رہا۔

صاحبزادہ فضیلت پناہ میاں تاج الدین کی زبان سے منقول ہے کہ استاد احمد نام، مسجد کا معمار تھا۔ اس نے اپنی بے وقوفی سے مسجد کی لکڑیوں کو بے جا کاٹ دیا۔ جب خود آ کر حضور نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ بے جا کام تو نے کیوں کیا ہے؟ تجھے یہ خطرہ نہیں کہ کہیں تمہارا سر بھی اسی طرح چر جائے؟ چوہدری ساہنپال پاس کھڑا تھا، اُس نے جان لیا کہ اس [معمار] کا کام تمام ہو گیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میرے صاحب وقبلہ! میرے بارہ محلے ابھی ناتمام ہیں اور اس کے متعلق آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہیں۔ آپ نے فرمایا، تیرے مکانات بنانے تک [زندہ] رہے گا۔ اس نے کام کو ہر چند لمبا کیا۔ لیکن جس روز کام سے فارغ ہوا اور گھر آیا، اس کے سر پر اَرّہ چلنا شروع ہو گیا (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اَرّہ چل رہا ہے) چند روز میں انتقال کر گیا۔

اتفاقاً اس رسالہ کے لکھنے کے دوران، جب کہ حضرت شاہ صاحب کے وصال کو تینتالیس سال گذر چکے تھے، اخلاص مندوں میں سے ایک عزیز، عالمگیر بادشاہ کے لشکر ظفر اثر سے یہاں پہنچا۔ اُس عزیز کا نام محمد امین تھا۔ اس نے بیان کیا کہ میں خُردسالی میں پڑھنے کے ارادہ سے لاہور گیا ہوا تھا کہ اچانک (خواب میں) آپ کا دیدار مبارک مجھ پر متجلّی ہوا۔ میں بے اختیار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا (اور چل پڑا)۔ جب میں دریائے راوی کے کنارہ پر پہنچا، مینہ برس رہا تھا۔ اور پانی اس قدر طغیانی میں تھا کہ خطرہ

Marfat.com

سے ملاّح لوگ کشتی نہیں چلاتے تھے۔ میرے پلے ڈیڑھ روپیہ تھا۔ وہ نکال کر سر پر باندھ لیا اور اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا۔ شاہدرہ کی سرائے تک پانی میں آیا۔ جب پانی سے نکل کر سرائے میں داخل ہوا، ایک بھٹیارن مجھ پر مہربان ہوگئی۔ میرے کپڑے نچوڑے اور ساری رات مجھے گرم جگہ پر سُلایا۔ صبح مجھے رخصت کیا۔ جب میں دریائے چناب پر پہنچا، بے وقت تھا۔ برسات کے موسم میں جب دریا طغیانی میں آئے تو سارے دن میں کشتی ایک بار جاتی ہے، لیکن چوہدری وسادہ کے سبب (کشتی چلائی)۔ ملاّحوں نے ہرچند کہا کہ بے وقت ہے، لیکن وہ نہ مانا۔ لہٰذا انھوں نے کشتی دریا میں ڈال دی۔ ملاّحوں نے ہرچند بہت قصد کیا کہ کشتی اس کنارہ پر لائیں جونہی کشتی اس کنارہ کے نزدیک پہنچی، پانی زور کر کے پھر دریا کے درمیان لے گیا۔

بیت:

رات اندھیری ہے، لہروں کا خطرہ ہے، گرداب بہت سخت ہے،

کنارہ پر رہنے والے سبکسار لوگ ہمارا حال کیا جانیں۔

جب کشتی لہر کے درمیان آئی تو دو ٹکڑے ہوگئی۔ سب لوگ پانی میں گر پڑے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ پانی کمر تک ہے۔ صبح تک قعر دریا میں کھڑے رہے۔ جب صبح ہوئی، غیب سے ایک کشتی نمودار ہوئی۔ ہم کو سوار کر کے موضع ساہن پال کے نزدیک لے آئی۔ ہم اُترے۔ حضرت شاہ صاحب اپنے دولت خانہ میں بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے کہ ایک شخص ہمارے اخلاص مندوں سے آ رہا ہے۔ اسی اثنا میں ہم پہنچ گئے۔ سب لوگوں نے اور میں نے حضرت کی قدم بوسی کی۔ دوسروں کو آپ نے رخصت کر دیا اور مجھ کو فرمایا کہ ایسے وقت میں تو کیوں آیا؟ میں نے حقیقت ظاہر کی کہ آپ کا دیدار مبارک متجلّی ہوتھا، بے تاب ہو کر آ گیا ہوں۔ فرمایا، تُو تو آ گیا، لیکن ہم کو تکلیف دی۔ جہاں کشتی ٹوٹی وہاں زمین کہاں تھی، اور صبح کو کشتی کہاں سے پہنچ گئی جو تم کو باہر لے آئی؟ اسی اثنا میں ایک شخص نے لنگی لا کر نذر پیش کی۔ میرے دل میں گذرا کہ پہننے کے لیے میں کپڑا نہیں رکھتا، اگر یہ مجھے عنایت کر دیں تو میں پہن لوں۔ اُسی وقت مجھے عطا کر دی اور فرمایا کہ تو جہاں بھی جائے گا ہم تمہارے مددگار رہوں گے، جاؤ۔ مجھ کو رخصت کر دیا۔ مجھ کو نوکری اور بادشاہ کا قُرب نصیب ہو گیا۔ اس کے بعد میں اب آیا ہوں۔ سب اوقات میں میرے مدد معاون رہتے ہیں۔

فضیلت پناہ شیخ محمد تقی سے منقول ہے کہ کیلیانوالہ میں دو بھائی - میاں جمال و جلال - فاضل و صاحب باطن تھے۔ (میاں جمال سے) منقول ہے کہ جب میں تحصیلِ علم سے فارغ ہوا اور درس میں مشغول ہوا، مجھے حضرت شاہ صاحب کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ میں موضع (چک ساہن پال) میں جا کر مسجد میں بیٹھ رہا۔ جب آپ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو میں نے قدم بوسی کی۔ فرمایا کہ گھر میں چل کر فروکش ہوں۔ میں نے التماس کیا کہ چند طالب علم ساتھ ہیں، اگر حکم ہو تو رات مسجد میں گذاریں۔ آپ نے فرمایا، اچھا، ہم کھانا تمہارے لیے بھیج دیں گے۔ چنانچہ کھانا مسجد میں بھیج دیا۔ جب آدھی رات گذر گئی تو

Marfat.com

مسجد میں تشریف لے آئے۔ سب ساتھی سو رہے تھے اور میں جاگتا تھا۔ میرا نام لیا۔ میں لبیک کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ میرے نزدیک آ کر بیٹھ گئے اور پوچھا کہ اے فلان! کس لیے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ علم کی رعونت نے میری رہزنی کی۔ میں نے کہا، یا حضرت! صرف زیارت کے لیے آیا ہوں اور کوئی مطلب نہیں۔ تین مرتبہ آپ نے تکرار کیا۔ میری زبان سے یہی نکلا۔ آپ اُٹھ کر چلے گئے۔ تا حال وہ افسوس میرے دل سے نہیں جاتا۔

انھیں [میاں جمال] سے منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے وصال کے بعد دو چیزیں میرے دل میں کھٹکتی تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کے یاران [وجدو] حال کرتے ہیں، ان پر کیا وارد ہوتا ہے؟ دوسرا یہ کہ باوجود [اس قدر با] کمال ہونے کے سرود سے رغبت [کیوں] رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات میں دیکھ لوں تو میری تسلی ہو جائے۔ انھی دنوں میں صاحبزادہ میاں نصرت اللہ طلبِ علم کے لیے میرے پاس تھے کہ رات کو خواب میں مجھے [حضرت نوشہ کی] زیارت نصیب ہوئی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور چند یاروں سمیت ایک جگہ بیٹھے ہیں اور میں بھی حاضر ہوں اور سب چپ چاپ ہیں کہ یاروں میں سے ایک کی زبان سے نکلا، اَللّٰہُ ھُوْ. اس قال سے تمام مجلس کو حال ہو گیا۔ مجھ کو بھی حال ہو گیا۔ سرود کا شوق دل پر طاری ہو گیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ حضرت گھوڑے پر سوار ہیں اور ہوا میں کھڑے ہیں اور میں زمین پر کھڑا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں قدم بوسی کی آرزو رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، میاں جمال! تو چاہتا ہے کہ ہمارے پاس آئے؟ ایک شخص پہلو سے ظاہر ہوا۔ اس کو فرمایا کہ سارنگی بجا کر کچھ پڑھو۔ جس وقت اُس نے سرود شروع کیا، مجھ میں طاقت پیدا ہو گئی اور اپنے آپ کو ہوا میں لے گیا اور قدم بوسی کر لی۔ آپ نے فرمایا، ہمارا فرزند تمہارے پاس پڑھتا ہے، اُس سے باخبر رہنا۔

ان واقعات کو انھوں نے صاحبزادہ [نصرت اللہ] صاحب کے آگے بیان کیا اور فرمایا کہ تمہارے لیے ہم کو بہت تاکید ہوئی ہے۔ آپ ہمیشہ کھانا میرے ساتھ کھایا کریں۔ اُس روز سے صاحبزادہ صاحب کو بہت اعزاز کیا کرتے تھے اور وہ دونوں انکار اُن کے دل سے دور ہو گئے اور کہا کرتے تھے کہ اے عزیزو! دوسرے کسی کے بارے میں تو مَیں نہیں کہتا، لیکن یارانِ حضرت جو سرود سنتے ہیں، میں لکھ کر دیتا ہوں کہ ان پر حلال ہے۔

بہت سارے عزیزوں سے منقول ہے کہ گاؤں میں فصل کمتر ہوا تھا اور حاکم مالیہ مانگتے تھے۔ چوہدری ساہپال چونکہ قدردان تھا، خود تو ایک طرف رہا اور رعایا غریب کو خدمت میں بھیجا کہ تم عرض نیاز کرو۔ رعایا جمع ہو کر خدمت میں آئے اور اپنی حقیقتِ حال ظاہر کی۔ حضرت نے فرمایا کہ کس قدر مالیہ ہو تو تم کو آسایش ہے؟ انھوں نے کہا کہ اگر نو سو روپیہ مقرر ہو جائے تو سرکار کا حق بھی ادا ہو جائے گا اور ہم کو بھی فصل سے خوراک مل جائے گی۔ فرمایا، جاؤ، میں نے خدا تعالیٰ سے اسی قدر مالیہ مقرر کرا دیا ہے۔ جس وقت چوہدری حُکّام کے پاس گیا، بلا تکلیف اور بغیر گفتگو کرنے کے یہی مالیہ مقرر ہوا۔ جب چوہدری گاؤں میں آیا

Marfat.com

تو اس نے ظاہر کیا کہ ہزار روپیہ مقرر ہوا ہے۔ اگر چہ اس میں بھی سہولت تھی، لیکن رعایا میں سے کسی شخص نے حضور کی خدمت میں ظاہر کیا کہ چوہدری اس طرح کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا، چوہدری کو ڈھونڈ کر میرے پاس لاؤ۔ جب چوہدری سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے لوحِ محفوظ میں مقرر کرایا ہے، اُس میں تفاوت کس طرح ہوسکتا ہے۔ تو جھوٹ کیوں بولتا ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! مالیہ وہی مقرر ہوا ہے لیکن ہم لوگوں کا کام یہی ہے کہ کچھ کھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں فقیروں کی بات ہو وہاں جھوٹ نہ بولنا چاہیے، سچ بول کر مانگ کر لے لینا چاہیے۔ آخر آپ نے رعایا کو فرمایا کہ یہ تمہارا چوہدری ہے، اگر رضامندی سے اس کو دے دو تو کوئی حرج نہیں۔ انھوں نے قبول کرلیا۔

صاحبزادۂ والا گوہر اور [دیگر] یاروں سے منقول ہے کہ ایک مزارع جھنڈا نام تھا، اس کی لڑکی بالغ ہو چکی تھی اور اس کی کھیتی بھی اچھی تھی۔ ارادہ اس کا یہ تھا کہ جو ٹھیکہ چوہدریوں کے ساتھ مقرر ہے، وہ دے دوں گا۔ جو باقی بچے گا، لڑکی کی شادی کر دوں گا۔ اتفاقاً فصل کے موسم میں کسی نے شکایت کی کہ موضع ساہن پال میں زراعت اچھی ہے اور لگان کم۔ اور مولراج نام قانونگو، چوہدری کا دشمن تھا۔ حکام نے ضبط کے لیے اس کو گاؤں مذکور میں بھیجا۔ حکام بھی دشمن تھے۔ جس شخص نے شکایت کی تھی وہ واقف کار تھا۔ پہلے اُسی جھنڈا کی زراعت پر آئے جو کہ سارے گاؤں میں اچھی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ جریب بجریب میرے قطعہ پر آ گئے ہیں، اپنی دستار زمین پر دے ماری اور فریاد کرتا ہوا حضور کے سامنے آیا اور اپنی حقیقت حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ پیمایش میں تیری زمین کس قدر آئے تو تمہارا مطلب حاصل ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر بیس بیگھے ہو جائے تو میرا کام میری مرضی کے مطابق ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا، اسی طرح ہو جائے گا اور اگر کوئی تکرار کرے گا تو [مزید] کمتر ہو جائے گی اور زمین تیس بیگھہ سے بھی زیادہ تھی۔ آپ کے فرمانے سے ان کی تسلی ہوگئی، کیونکہ جانتے تھے کہ جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا ہے وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ جھنڈا جمعیت کے ساتھ اپنی زراعت کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ قانونگو مذکور نے آ کر جریب زراعت میں ڈالی۔ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا اُسی طرح ہو گیا۔ قانونگو واقف کار تھا، اُس کی نظر میں زمین بہت دکھائی دی اور جریب میں کم ہو گئی۔ جریب کشوں کو تنبیہ کی کہ تم نے کچھ لیا ہے۔ پھر جریب ڈالی، ایک بیگھہ کم ہوگئی۔ قانونگو گھوڑے سے اُترا۔ ایک طرف سے خود جریب پکڑی اور دوسری طرف کسی معتبر کو دی اور پیمایش کی۔ ایک بیگھہ اور کم آیا۔ قانونگو پریشان ہوا کہ یہاں کوئی راز ہے۔ جھنڈا کے پاس التماس کی کہ سچی بات بتاؤ کہ اس میں کیا راز ہے؟ اس نے کہا میں کیا جانوں، حضرت شاہ صاحب جانیں۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ بات بزرگوں کی طرف سے ہے۔ جھنڈا سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لے چلو۔ جھنڈا کے ہمراہ حضور کی خدمت میں آیا اور آپ کے مبارک قدموں پر گر پڑا اور کہا، یا حضرت! مجھ سے تقصیر ہوگئی ہے، مجھے معاف فرمائیں، اور جو کچھ حکم ہو، گاؤں کا وہ لگان مقرر کروں۔ آخر چوہدری کو طلب کر کے اس کی مرضی کے مطابق لگان مقرر کیا۔ اور

Marfat.com

جب تک زندہ رہا معتقد رہا۔

حافظ معموری صاحب سلمہ ربّہ سے منقول ہے، کہ اُس دوران میں بدیع الزمان حاکم کی سختی سے پرگنہ ہیلاں کی تمام رعیّت غیر حاضر ہوگئی۔ بدیع الزمان نے مولراج سے کہا کہ یہ سب تیری شرارت ہے، میں لگان تجھ سے وصول کروں گا۔ چوں کہ وہ فقیروں کا اخلاص مند تھا، سیّد شریف کی خدمت میں التجا لایا اور اُن کو رعایا کے پاس لے گیا۔ انھوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم تمہارے کہنے سے نہیں جائیں گے۔ اگر میاں نوشہ حاجی آئیں تو ہم بغیر کسی عذر کے چلے جائیں گے۔ وہ التجا حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے فرمایا کہ سیّد شریف کو بھی ساتھ لے جانا چاہیے۔ مولراج نے کہا کہ وہ اس سے پہلے گئے ہیں۔ فرمایا، پھر بھی ان کا جانا مناسب ہے، یہ ان کی دل داری کا سبب ہو جائے گا۔ چوں کہ موضع کالا متعلقہ جاگوتارڑ میں سب رعایا جمع تھی، اس لیے آپ وہاں گئے۔ سب سرداروں نے آکر قدم بوسی کی۔ چوہدری شریف نے، جو موضع دھریک میں رہتا تھا، عرض کیا، یا حضرت! مولراج جو آپ کو لایا ہے، کوئی چیز اس نے مقرر کی ہے؟ اور جس وجہ سے ہم غیر حاضر ہوئے ہیں، اس کو رفع کر سکے گا؟ حضور نے مولراج کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ واقعی یہ لوگ جس تکلیف (سختی) کے باعث غیر حاضر ہوئے ہیں تو اس کو رفع کر سکے گا؟ اس نے کہا، یا حضرت! ظالم حاکم کی حقیقت کو آپ خوب جانتے ہیں، مجھ سے اگر ہو سکے تو زیادہ سے زیادہ میں چار پانچ ہزار تک (کمی کا) زور لگاؤں گا، اس سے زیادہ میری طاقت نہیں، وہ بھی اگر [حاکم] مہربان ہو جائے تب۔ حضور نے رعایا کی طرف منہ کیا کہ تم کس قدر چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا، اگر پندرہ ہزار کی کمی کر دیں تو ہماری خلاصی ہو جاتی ہے، ورنہ اس سے زیادہ ہم کو مشکل ہے۔ جب حضرت نے مولراج کی طرف دیکھا تو اس نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ اس حاکم سے یہ امید نہیں ہے۔ حضرت نے رعایا کی طرف منہ کر کے فرمایا، یہی کچھ چاہتے ہو؟ وہ حقیقت سے واقف تھے، حضرت کو مائل بہ کرم دیکھ کر عرض کیا کہ یا حضرت! جو غلّے ہم نے گھروں میں ڈال لیے ہیں، وہ بھی ہم کو معاف ہو جائیں۔ اور انھوں نے تمام غلّہ باہر سے اٹھا کر گھروں میں ڈالا ہوا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم نے تم کو بخش دیا، کھاؤ۔ اور (مولراج کو) کہا کہ پندرہ ہزار روپیہ کی کمی ان کو لکھ دو اور رعایا کو ساتھ لے جاؤ۔ مولراج حیران تھا کہ اب کیا ہوگا۔ لیکن امر سے سر نہ پھیرا۔ رعایا کو ہمراہ لے کر گجرات کو روانہ ہوا۔ حاکم گجرات میں تھا۔ رعایا کو پیش کر کے عرض کیا کہ میں اس قدر کمی مقرر کر کے ان کو لایا ہوں۔ مبلغ پندرہ ہزار روپیہ کمی کا سُن کر اُس [حاکم] کے جسم میں آگ لگ گئی۔ مولراج کو دھکا دے کر کھینچا۔ اس نے پھر عاجزانہ التماس کی اور کہا کہ میں دو بزرگوں کو ساتھ لے کر گیا ہوں، تب یہ آئے ہیں۔ صاحب کچھ مہربانی کریں۔ اس نے پانچ ہزار روپیہ کا دستخط کر دیا اور کہا کہ اس سے ایک دام بھی اور کمی نہیں ہو سکتی۔ ورق اُلٹا اور خود کوچ کر کے وزیر آباد چلا گیا۔ مولراج نے حضرت صاحب کی خدمت میں ساری حقیقت عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اُس پر لکھ دو کہ کمی یہی ہے جو ہم نے دے دی ہے۔ جو شخص اس میں فرق ڈالے گا وہ نہ

Marfat.com

رہے گا۔ جس وقت بدیع الزمان وزیر آباد گیا، رات کو شیخ عبداللہ نومسلم نے اس کو قتل کر دیا۔ خلقت اس کے ظلم سے خلاصی پا گئی۔ رعایا نے فصل کا سارا غلّہ کھالیا اور جو کچھ اس سے پہلے وصول ہو چکا تھا، وہی طومار ہوا۔

اگر حضرت شاہ صاحب کے حالات لکھنے میں لگ جاؤں، عمر گذر جائے، پھر بھی ناتمام رہیں۔ میں نے اپنی سعات کے لیے بطور یادگار چند احوال اور مناقب بیان کیے ہیں، کیونکہ داناؤں کے نزدیک مشت نمونہ خروار سے ہے۔

آپ کے یاران اس قدر ہیں کہ ضبط قلم میں آنا محال ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ کی ذات شریف کو عنایت بخشی ہوئی تھی کہ جو انسان آپ کی نظر مبارک میں آتا، اس کا ذکر قلب جاری ہو جاتا۔ جو شخص بغیر محنت کے ایسی دولت ایک نظر میں دے دے اور ہر ملاقات پر ترقی اور زیادتی بڑھتی جائے، ایسے صاحب کے قدم کب چھوڑے جا سکتے ہیں۔

طریقہ حضرت کا یہ تھا کہ ''مرید'' کے لفظ سے خوش نہ ہوتے تھے۔ اگر کوئی کہتا کہ فلاں کس ''یاروں'' سے ہے، اس سے خوش ہوتے تھے۔ کیونکہ اس میں اتباعِ نبوی ہے۔ اصحاب، یاروں کو کہتے ہیں، پس اس میں بھی حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرتے تھے۔

صاحبزادہ میاں رحمت اللہ کی زبان سے نقل ہے کہ حضرت کی خانقاہ (درگاہ شریف) میں گیا۔ ایک شخص کو میں نے وہاں دیکھا جس کا رحمت اللہ نام تھا موضع نون سے، جو پنّی کوہستان کے قریب ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح مرید ہوا؟ اس نے کہا کہ میرا باپ بھی حضور کے اخلاص مندوں سے تھا، حضرت کی زیارت کے لیے آیا ہوا تھا۔ جب زیارت کا شرف حاصل کر کے واپس گھر میں گیا، اس گاؤں کے سردار زمیندار کو بڑی مہلک بیماری تھی۔ ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو کروٹ نہیں بدل سکتا تھا۔ اس کے سب اعضا آپس میں چسپاں ہو گئے تھے۔ میرے باپ نے وہاں جا کر سردار کو کہا کہ اگر تم نے پہلے سے مجھے کہا ہوتا تو میں حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کر کے روٹی کا ایک ٹکڑا لے آتا، اس کے کھانے سے اس کو شفا ہو جاتی۔ وہ سب زمیندار اس کے آگے ملتجی ہوئے کہ اس کو اپنے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں ابھی آیا ہوں، پھر جلدی جانا خلافِ ادب ہے، لیکن میرے لڑکے کو ساتھ لے جاؤ۔ چناں چہ انھوں نے اس سردار کو چارپائی پر لٹا کر میرے ہمراہ کر دیا۔ میں نے آ کر حضرت صاحب کی خدمت میں قدم بوسی کی۔ فرمایا، تُو کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں موضع نون سے ہوں۔ میرا باپ آپ کا مرید ہے۔ یہ زمیندار اس گاؤں کا ہے، بہت بیمار ہے۔ حضرت کی خدمت میں اس کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو درخت پیپل کے نیچے رکھو۔ اور خود اپنی بیٹھک میں، جو درخت شریشہ کے نیچے تھی، بیٹھ گئے۔ اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور میں خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے سر مبارک کے نیچے دستار رکھی تھی۔ مجھ کو فرمایا، رحمت اللہ! میرا سر مالش کرو۔ میں نے ایک گھڑی سر مبارک کو مالش کی اور خود حضور نے دو گھڑی آرام فرمایا۔ جب آپ بیدار ہوئے، وہ زمیندار وہاں سے اُٹھ کر

Marfat.com

اپنے پاؤں سے چل کر حضور کی خدمت میں آیا۔ حضور نے فرمایا، کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت! مجھے خیر ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ چلے جاؤ۔ چناں چہ ہم رخصت ہو کر ہیلاں میں پہنچے۔ میں قضاے حاجت کے لیے باہر گیا۔ جب جا کر بیٹھا، میری نظر گھاس کے ایک بوٹے پر پڑی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کہتا ہے، ''تُو ہی اللہ، تُو ہی اللہ''۔ میں خوف سے وہاں سے اُٹھ کر آ کر درخت کے نیچے کھڑا ہوا۔ جب میں نے درخت کی طرف نظر کی تو اس کے ہر پتے سے یہی آواز آ رہی تھی، ''تُو ہی اللہ''۔ جس درخت اور جس گھاس کی طرف میں دیکھتا تھا، یہی آواز سنتا تھا۔ گھر جا کر میں دن کو قدرے اپنی روزی کے لیے کسب کرتا تھا اور رات کو جنگل میں جا کر خدا کے ساتھ مشغول ہو جاتا تھا اور صداے مذکور سے لذت پاتا تھا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ یہی حال مجھ پر گذرا، اور حالت یہ تھی۔

بیت:

ہر گھاس جو زمین سے اُگتا ہے
''خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں'' کہتا ہے

یہ مجھ پر منکشف ہوگیا، میری شامت کے لیے میرا باپ حضور کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے خوش ہو کر میرا احوال پوچھا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ حضور کی یاد سے محظوظ ہے، لیکن ہمارے کام سے رہ گیا ہے۔ حضرت چپ ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اس کا والد خوش نہیں کہ میرے بیٹے کو یہ حالت مل گئی ہے۔ اگر چہ بارہ کوس کا فاصلہ تھا، لیکن اسی وقت میری حالت سلب ہوگئی۔ اُس روز سے اب تک رونے دھونے میں مصروف ہوں اور وہ حالت مجھ پر واپس نہیں آئی۔

صاحبزادہ صاحب کی زبان سے منقول ہے کہ موضع چک سادہ سے، جو گجرات سے دو کوس ہے، میراں صالح محمد نے، جو یارانِ صاحب کمال میں سے تھے، گھوڑے کی تین کاٹھیاں حضور کے نذرانے میں لائے۔ ایک کاٹھی، جس کو ''چکہ'' کہتے تھے، آپ نے فرمایا، میاں برخوردار لے۔ اور دوسری دو، ایک میاں محمد ہاشم اور ایک میاں معموری لے لے۔ میاں معموری نے کہا، میں زین چکہ لوں گا۔ حضرت کی مرضی یہ تھی کہ زین چکہ میاں برخوردار لیں، کیونکہ میاں برخوردار کا جسم بھارا تھا اور زین مذکور بھی فراخ تھی۔ جب میاں معموری نے زین چکہ پکڑ لی تو آپ غصہ ہوئے اور قہر سے فرمایا: معموری! اس زین پر سوار کون ہوگا اور گھوڑا کہاں سے لوگے؟ حکم خدا ایسا ہوا کہ اس زین پر کوئی شخص سوار نہ ہو سکا۔ آج تک ان کی تین چار پشتیں ہو چکی ہیں، سواری کے لیے گھوڑا ان کی اولاد کو بھی میسر نہیں ہوا، کیونکہ آنجناب کی رضامندی کے بغیر یہ فضولی کی تھی۔ اسی لیے حضرت صاحب نے اپنی بیٹی کو فرمایا تھا کہ اے سائرہ خاتون! اگر تو ہیلاں میں جائے تو سارا شہر باندھ کر میں تم کو دے دیتا ہوں۔ اگر تم باہو کی میں رہو تو بھی سارا گاؤں تم کو صحنک کر کے دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا، یا بابا جی! میں آپ کے حضور میں رہوں گی۔ آپ نے فرمایا، یہاں میری

Marfat.com

اولاد کا حکم رہے گا۔ تمہارا اور تمہاری اولاد کا یہاں حکم اور وراثت نہیں ہے۔ آپ نے اپنی تمام ملکیت اور ترکہ سے بے وارث کر دیا۔ اب تک درگاہ کی نیاز سے اور وہ کنواں جو ساہپال نے نذر کیا تھا، اس میں سے کوئی حصّہ بی بی صاحبہ کی اولاد کو نہیں ملتا۔

حضرت کے بعض یاران سے منقول ہے کہ ایک دن صاحبزادہ میاں سعد اللہ فرزند حضرت میاں برخوردار، جو کہ حضرت شاہ صاحب کے خلفِ کلان تھے اور میاں تاج الدین، جو کہ بی بی سائرہ خاتون کے بیٹے تھے، دونوں برابر حضرت صاحب کے سامنے سلام کے لیے آئے۔ تاج الدین پیش دستی کر کے آگے ہو گیا۔ میاں سعد اللہ نے ہاتھ سے پکڑ کر اس کو اپنے پیچھے کر دیا اور خود آگے ہو گیا کہ میں پہلے جاؤں گا۔ خود حضور دیکھ رہے تھے۔ فرمایا، اے یاران! دیکھو، سعد اللہ، تاج الدین کو پیچھے کر رہا ہے اور خود آگے ہوتا ہے۔ یعنی تو بے وارث ہے اور میں وارث ہوں۔ چوں کہ حضرت کی زبان مبارک سے ''بے وارث'' (کا لفظ) نکلا ہے، وہ وارث کس طرح ہو سکتے ہیں۔ تمام مُلک اور خادموں اور حضرت کے یاروں میں بی بی صاحبہ کی اولاد کا کوئی حکم نہیں اور سب حکم حضرت صاحب کی [نرینہ] اولاد کا حکم ہے۔

صاحبزادہ حضرت میاں عصمت اللہ کی زبان سے منقول ہے، جو حضرت میاں برخوردار کے فرزند ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سلامت اور باقی رکھے، کہ ابتدائے زمانہ میں حضرت صاحب کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کوئی فقیر یا مسافر لوگ مسجد میں آتے تو آپ کچھ چیز اپنے گھر سے لیتے اور کچھ گدائی کر کے لے آتے اور مسافروں کی خدمت کرتے تھے اور بھوکا نہیں رہنے دیتے تھے۔ ایک روز گدائی کے لیے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ اتفاقاً مستی رانجھہ کے گھر گئے۔ جب اس کی عورت نے دیکھا کہ میاں صاحب آ رہے ہیں، اُس نے آٹے کے برتن کے منہ پر پہلوے ران رکھ کر برتن کو ڈھانپ لیا۔ حضرت نے آواز دی کہ فقیروں کے لیے کچھ آٹا لاؤ۔ اُس بد بخت نے جواب دیا کہ یا حضرت! آٹا نہیں ہے۔ حضرت واپس چلے گئے۔ جس وقت حضرت نے پشت پھیری، اُس کا پہلو برتن کے ساتھ چمٹ گیا، جدا نہ ہوتا تھا۔ اس عورت نے فریاد اور واویلا کیا۔ اس کے شوہر کو پتہ چلا تو وہ حضرت کے قدموں پر آ گرا کہ یا حضرت! اُس بد بخت عورت نے غلطی کی ہے، اس کا گناہ معاف فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو اس کو کچھ نہیں کہا، جاؤ، خلاص ہو جائے گی۔ جب اس کے شوہر نے جا کر دیکھا تو وہ خلاص ہو چکی تھی۔

ایک روز گدائی کے لیے چنوں گوندل کے گھر گئے۔ جب اس کی عورت نے حضرت صاحب کو دیکھا تو اپنے پہلو کو صحنک پر رکھ دیا۔ صحنک میں روٹیاں تھیں، اُس نے ڈھانپ دیں۔ حضور نے آ کر آواز دی کہ روٹی یا روٹی کا ٹکڑا مسافروں کے لیے لاؤ۔ اُس بد بخت عورت نے جواب دیا کہ یا حضرت! روٹی تیار نہیں ہے۔ حضرت واپس چلے گئے۔ جس وقت حضرت نے پشت پھیری، اس عورت کا پہلو صحنک کے ساتھ چمٹ گیا۔ عورت نے واویلا اور فریاد اور توبہ کی۔ اس کے شوہر نے آ کر حضرت سے تقصیر معاف کرائی تو اُس کا پہلو خلاص ہوا۔

Marfat.com

صاحبزادۂ والا گوہر مذکور کی زبان سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت نوشہ صاحب اور میاں مسکین فقیر، جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے بڑے صاحبزادہ میاں برخوردار گھوڑی پر زین ڈال کر شکار کو روانہ ہوئے۔ میاں مسکین کی زبان سے نکلا کہ میاں برخوردار! گھوڑی کو دوڑائیں نہیں کہ گھوڑی سے زمین پر گر پڑو گے۔ حضرت نے دیکھا کہ میاں مسکین کی زبان سے یہ نکلا ہے اور جو کچھ فقیر کی زبان سے نکلے اُسی طرح ہو جاتا ہے۔ آپ نے چاہا کہ فقیر کے بول کا دفعیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ گر پڑے گا تو کیا ہوا، کوئی چوٹ اس کو ہرگز نہیں لگے گی۔ میاں برخوردار شکار میں گھوڑے کو بہت دوڑایا کرتے تھے۔ جس وقت گھوڑا دوڑاتے، گھوڑے سے نیچے گر پڑتے، لیکن کوئی چوٹ ہرگز نہ لگتی۔ دونوں بزرگوں کا کہا پورا ہو جاتا۔

صاحبزادۂ والا گوہر کی زبان سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت صاحب بیٹھے تھے اور دریا کے اُس طرف نگاہ کر کے فرمایا کہ دیکھو، اس قلندر فقیر کا ہاتھ کہاں پہنچتا ہے۔ یاروں نے عرض کیا کہ یا حضرت! قلندر فقیر کون ہے اور اس کا ہاتھ کہاں تک پہنچتا ہے؟ فرمایا کہ مسکین فقیر ہے اور ہاتھ اس کا عرش کے نیچے پہنچتا ہے۔ اور حضرت نے خود اپنا ہاتھ بھی بلند کیا۔ یاروں نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ جناب کا ہاتھ مبارک کہاں پہنچتا ہے؟ فرمایا کہ ہمارا ہاتھ عرش کے اوپر جاتا ہے۔

صاحبزادہ کی زبان سے منقول ہے کہ حضرت صاحب آرام فرما رہے تھے۔ یاروں میں سے ایک شخص پاؤں مبارک دبا رہا تھا۔ اُس یار کے دل میں خیال آیا کہ میاں دَولا کا مرتبہ کیا ہے؟ حضرت نے اُس کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا، اُس کا مرتبہ یہ ہے۔ پھر اس کے دل میں گذرا کہ میاں شاہ جی کا مرتبہ کیا ہے؟ اس کا مرتبہ بھی بیان فرمایا۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ میاں مسکین کا مرتبہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ قرب و جوار کے تمام بزرگوں کے مراتب بیان فرمائے۔ آخر اس کے دل میں گذرا کہ حضرت صاحب کا مرتبہ کیا ہے؟ ایک گھڑی خاموش رہ کر فرمایا کہ جس شخص کو صاحب اختیار کر دیں، اس کے مراتب کا کیا پوچھنا۔ آپ خود صاحب اختیار تھے۔

چنانچہ صاحبزادہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت کی مجلس میں ذکر ہوا کہ فلاں بزرگ نے چار اولیا کیے [بنائے] ہیں اور فلاں نے دو اولیا، اور فلاں نے ایک ولی کیا ہے۔ حضور نے خود فرمایا کہ چار، دو، تین اولیا کیا معنی رکھتے ہیں، اگر ہر گھر میں ایک ولی نہ ہو تو ہر گاؤں میں تو ایک ایک ولی ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

ایک روز حضرت کا فقیر بھیرو نام، درگاہ کے کنواں کی گاہدی پر بیٹھ کر بیلوں کو ہانک رہا تھا۔ ایک بیل نے چلنے میں سُستی کی۔ فقیر مذکور کی زبان سے نکلا، ''مر جائے، تُو تیز نہیں چلتا۔'' جس وقت اس کی زبان سے یہ نکلا، اسی وقت بیل مر گیا۔ ایک قدم بھی آگے نہ چل سکا۔ حضرت کو پتہ چلا تو فرمایا کہ پہلے بزرگوں نے اچھا کیا ہے، اگر اولیا زیادہ ہو جائیں تو ملک کو خراب کر دیتے

Marfat.com

ہیں۔لیکن پہلے بزرگوں سے دُگنے کرنے چاہییں اور چار شخصوں کو اپنے برابر کر دیا۔

اور طریقہ حضرت کا یہ تھا کہ جس شخص پر مہر کی نظر ڈالتے اُسی وقت وہ نوازش پا جاتا۔اگر عاجز ہوتا اُس کو بادشاہِ وقت بنا دیتے۔اور جس شخص پر قہر کی نظر ڈالتے ،اگر وہ وقت کا بادشاہ ہوتا، عاجز و رسوا ہو جاتا۔

ایک دن میاں شاہ جی نے اپنے ایک خادم کو حضرت کے پاس بھیجا کہ یا حضرت! لوگوں کا حوصلہ دیکھ کر بخشش فرمایا کریں، نہ یہ کہ جو شخص بھی آیا اس پر توجہ کر دی۔اُس آدمی کو حضرت نے اپنی مسجد میں بٹھا دیا اور ایک چراغ جلا کر مسجد میں رکھ دیا اور فرمایا کہ آج سب لوگ اپنے چراغ مسجد کے چراغ سے روشن کریں۔اس گاؤں کے سب لوگوں نے اپنے چراغ حضرت صاحب کے حسب الارشاد اس چراغ سے روشن کیے۔اس کے بعد شاہ جی نے اُس خادم کو فرمایا کہ اس چراغ کی طرف دیکھو، اس کی روشنی کچھ کم ہو گئی ہے یا اُسی طرح روشن ہے؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت! اُسی طرح روشن ہے۔آپ نے فرمایا، جو شخص تیل اور بتّی کی خبر لیتا رہے گا، وہ روشن رہے گا، ورنہ گُل ہو جائے گا۔اسی طرح جو شخص آتا ہے، اس پر میں نظر کرتا ہوں۔اس کے دل کو ذاکر بنا دیتا ہوں۔اگر مشغول رہے گا اور ہمارے پاس آمد رفت رکھے گا، ترقی و زیادتی ہوتی جائے گی۔اور اگر غفلت کرے گا اور ہمارے پاس نہ آئے گا اور ملاقات نہ کرے گا، وہ جانے اور اس کا کام جانے، اسی اپنے حال میں رہے گا۔

منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ جو شخص میری اولاد کا ایک دام نقصان کرے گا، تیرہ دام اس کے نقصان ہوں گے۔یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ اسی طرح ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت آپ سجدہ تنگ دیتے تھے۔ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ سجدہ اس تنگی سے دیتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر میں سجدہ فراخ دوں تو سَر بیت اللہ سے [آگے] گذر جاتا ہے۔اور ہمارا طریقہ شریعت نبوی کا طریقہ ہے۔چاہیے کہ سجدہ کعبہ کی طرف ہو نہ کہ کعبہ سے عبور کر جائے۔

منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے، جہاں میری اولاد جائے گی، میں بھی ساتھ جاؤں گا۔اور جو شخص میری اولاد کے ساتھ نیکی کرے گا، خدا تعالیٰ سے اس کے ساتھ نیکی کراؤں گا۔اور جو شخص بدی کرے گا، خدا سے اسے بُری سزا دلواؤں گا۔

نقل ہے کہ میاں صدر الدین ساکن موضع رُکھ نے ادب کے طور پر تمام عمر چک ساہن پال کی زمین میں بول و براز نہ کیا تھا۔اور حضرت ایسے اس پر مہربان تھے، چاہتے تھے کہ اپنی نیابت اس کو سپرد کریں۔وہ ایسا صاحب حال تھا کہ ایک روز گھاس مار [کاٹ] کر لاٹھی سے اس کو صاف کر رہا تھا کہ اچانک حضور صاحب کا ورود ہوا۔بے تاب (محو) ہو کر اسی لاٹھی سے اپنا ہاتھ کوٹ دیا۔جب حضرت کی ایسی مہربانی یاروں نے اس کے حال پر دیکھی، تو میاں پیر محمد وغیرہ یاروں نے عرض کیا کہ اگر حضرت صاحب اپنی نیابت کی دستار میاں صدر الدین یا اس کے سوا کسی کو۔یاروں میں سے۔عطا فرمائیں گے تو ہم کو قبول نہیں اور ہم میں

Marfat.com

سے کوئی اس کی اطاعت نہیں کرے گا، اور اس کی سرداری منظور نہ کریں گے، اور اس کے آگے سلام نہ کریں گے، اور اگر دونوں صاحبزادگانِ والا گوہر اور اُن کی اولاد، کو دستار نیابت عطا کریں تو ہم کو قبول ہے اور سب آ کر ان کے سامنے سلام کریں گے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری سر و چشم اور جان سے قبول کریں گے۔ چونکہ اولاد بہت پیاری اور جگر گوشہ تھی اور ان کی محبت دل اور جان میں رکھتے تھے۔ فرمایا کہ میاں پیر محمد! کیوں فکر کرتے ہو۔ میں مجذوب نہیں ہوں، سلام اور نیابت میں نے اپنے گھر میں رکھی ہوئی ہے۔

چنانچہ ایک دن میاں صدرالدین حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لیے آئے۔ حضرت اندر بیٹھے تھے اور حضرت میاں برخوردار صاحب دروازہ پر کھڑے تھے۔ وہ ان کو چھوڑ کر حضرت کے قدموں پر جا گرے۔ حضور نے غضب سے فرمایا کہ قدم وہی تھے جو تم دروازہ پر چھوڑ آئے ہو۔ اور اپنے قدموں کو باہر نکال کر اُس کے سامنے کر کے فرمایا کہ ان قدموں سے اب تم کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ کمال مہربانی ان کے (یعنی شاہ برخوردار کے) حق میں رکھتے تھے۔ میاں صدرالدین مسلوب الحال ہو گئے۔

حضرت نوشہ صاحب کی مدح میں عبدالرحیم ساکن سدا کنبو، جو حضرت شاہ عصمت اللہ کے خادم ہیں، نے چند ابیات کہے ہیں۔

غزل کا ترجمہ:

میرا دل نوشہ کی مدح کے باغ میں ان کا ذکر اور سرور کر رہا ہے۔
ان کے فیض اور احسان کی خوشبو سے بلبل کی طرح خوش سرائی کرتا ہے۔
مجھے یہ توفیق نوشہ کے قدموں کی خاک کی طفیل جان لو۔
آپ کی نعلین سورج کی طرح جہان کے سر پر چمک رہی ہے۔
کیا خوب نعلین ہے جیسے سورج چوتھے آسمان پر زیب ہے
سدرۂ اعلیٰ کا مقام نوشہ کو شایان ہے۔
دنیا کی یہ کنواری عروس آپ کے دروازہ پر ادنیٰ کنیز ہے۔
جہان کا نوشہ (دولھا) ایک رات بھی اس کے دامن کے پاس نہیں آیا۔
آسمان فانوس کی طرح قایم ہے اور ہزاروں شمع اس کے اندر ہیں۔
نوشہ عالم کی مجلس میں [وہ فانوس] ہمیشہ خوش چمک دمک رہا ہے۔

Marfat.com

ہر وہ حرف کہ نوشہ کی زبان گوہر نثار سے نکلا
آب حیات کی طرح جان بخشنا اس کا کمتر درجہ جانو۔
جو کچھ اوّلین مقصد سے قلم کی زبان پر خیال رہا
نوشاہِ عالم کی زبان پر کاغذ کی طرح عیان پڑھ لو
نوشاہ عالم کی سخاوت سے جو کچھ جہاں میں ظاہر ہوا
آپ کے ہاتھوں کے فیض سے وہ قیامت تک قائم رہے گا
مشرق، مغرب، نیچے، اوپر، دائیں اور بائیں نوشہ ہی ہوا
ہاں، سورج کو یہ درجہ حاصل ہے کہ وہ ہر جگہ یکساں ہی ہے
اس جہان کے اندر جس میدان میں نوشہ نے ہمت کا گھوڑا دوڑایا
ثریا سے ثریٰ تک آپ کے گھوڑے نے جہان فتح کرلیا ہے۔
اے محبوب چوں کہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں ہے، اس لیے
فیض رحمانی سے دارالقرار کی طرف آپ کا نزول ہوا
جب [آپ] بہشت میں پھولوں کے کھیت میں بادِ نسیم کی طرح خراماں ہوئے
تو رضوان نے نوشاہی (دولھا) ہونے کے سب سامان تیار کردیئے
دن اور رات فرشتے خوشی سے آپ کی خدمت میں سرگرم ہوئے۔
آپ کی شاہی کی نوبت حور و قصور اور غلمان نے بجائی۔
آپ کے وصال کی تاریخ میں میرا دل جب تلاش میں ہوا۔
میرے دل میں آواز آئی کہ ''خاتم پاک'' (۱۰۶۴) پڑھو۔
دوسری تاریخ میرے عقل نے ''وہ نوشہ حاجی سخی'' (۱۰۶۴) پڑھی
تیسری تاریخ ''رحلتِ نوشاہِ دین'' (۱۰۶۴) سے آسان لے لو۔
چوتھی تاریخ ''نوشہ ہادی سخی بود'' (۱۰۶۴) سے اچھی شمار کرلو۔
خدا کی شان بلند ہے کہ میں نے اس کے احسان سے کیسی تاریخیں کہی ہیں۔
جب تک آسمان متحرک اور زمین ٹھہری ہوئی ہے

Marfat.com

آپ کے خاندان کا چراغ جہان میں ہمیشہ روشن سمجھو۔

نظم کا ترجمہ:

میں نے نیک فکر پر قلم اٹھایا — نیک ذکر میں جھنڈا بلند کیا
جب میرا فکر اور ذکر اکٹھے ہو گئے — میرے سب اخلاق مشروع ہو گئے
دین اور دنیا کے تاجدار کی مدح میں — دین و دنیا کے میدان میں شہسوار
میں حاجی محمد نوشہ کو پڑھتا [پکارتا] ہوں — میں حاجی محمد نوشہ کو جانتا ہوں
آسمان، زمین کی طرح آپ کے پاؤں کی خاک ہوگیا — عرش اعظم کی بلندی آپ کی خاص جگہ ہوئی
شریعت آپ کی مسند محمود تھی — طریقت آپ کی مسند نیک تھی
معرفت کے فنون ایک ایک آپ پر ظاہر تھی — حقیقت آپ کے بیان کی آواز کے معنی تھی
آپ کبھی اسرار کے سمندر کے غواص ہوتے — کبھی یہ معما خوش کھول دیتے
آپ ''لا'' اور غیریت کے کربلا سے گذر گئے — ''اِلّا'' کے باغ میں آپ کی سب سیر تھی
کرامت آپ کے خادموں کی خانہ زاد ہے — سلامت آپ کے درس میں سبق خوان ہے
چونکہ عرفان الٰہی میں آگاہی رکھتے تھے — اسی لیے سارے جہان میں بادشاہی رکھتے تھے
شرق و غرب میں آپ کا نام سورج ہے — آپ کی تعریف میں طبیعت کو کیا طاقت ہے
چمگادڑ سورج کی بلندی پر کب اُڑ سکتی ہے — مگر میں ذرّہ کی طرح سورج کی امید رکھتا ہوں
اس بلند مرتبہ بادشاہ کی اولاد میں سے — اب شاہ عصمت اللہ مکرم ہوئے ہیں
جہان میں گم راہوں کے مرشد ہیں — ان کی کرامتیں سورج کی طرح روشن ہیں
ان کی نگاہ مفلسوں کو توشہ بخشتی ہے — ان کے راستہ کی مٹی دولت کی اکسیر ہے
ایسی اکسیر جس کی تاثیر بہت بڑی ہے — میرے وجود کا کھوٹا تانبا اسی سے سلامت ہے
ان کا سب شغل قدرت حق کے فکر میں ہے — ان کا سب فکر عظمت حق کے ذکر میں ہے
وہ دریائے شہادت کے آشنا ہیں — اس پوست کے مغز میں بے شمار موتی ہیں
کیا اچھا یہ خالص مغز دوست پالنے والا ہے — بے مغز پوست پرور شخص کی طرح نہیں ہے
جس شخص کو سعادت رہبر آئی ہے — اس کا سر اس اچھے دروازہ پر سجدے میں آیا ہے

Marfat.com

عصمت کا لباس ان کے قد کو پورا آیا ہے — کیا یہ اچھا لباس ان کے بدن پر ہے
ان کا ہر حرف معانی سے لبریز کلام ہے — ان کا بیان سخاوت کی کان ہے
ان کی لبِ لعل خالص موتیوں سے پُر ہے — علم اور عقل کی لڑی میں [پرو کر] بلند آئی ہے
فدوی فدائی ان کے دروازہ پر آیا ہے — نوشہ کے خاندان کا دعاگو ہے

جیسا کہ رعایا، مخلوق کے حالات کی دل جوئی اور کمزوروں، درویشوں، فقیروں، گداگروں کی حمایت و رعایت صوری بادشاہوں کے ذمہ لازم ہے، ایسا ہی ممالک معنوی کے بادشاہوں یعنی اولیاے باکمال کو بادشاہان ظاہری کی مدد و محافظت اور غور بہت ضروری ہے۔

چناں چہ نقل کرتے ہیں کہ شاہ جہاں بادشاہ کشمیر جنت نظیر کی سیر کو تشریف شریف لے گیا ہوا تھا اور کشتی پر سوار تھا کہ مخالف ہوا نے اس کشتی کو گرداب ہلاکت میں ڈال دیا۔ بادشاہ پانی کے نیچے پہنچ کر موت کے منہ میں پہنچ گیا۔ اس وقت چار اولیاے کامل وہاں پہنچ گئے۔ ایک حضرت شاہ صاحب اور ایک میاں شاہ دولا، اور دو دوسرے جن کا نام معلوم نہ ہوسکا۔ بادشاہ کو اس پانی کی تہہ اور گرداب کی گہرائی سے باہر لائے۔ بادشاہ ساری عمر کوشش کرتا رہا کہ اُن چار حضرات میں سے اگر ایک کو دیکھ لوں تو پہچان لوں۔ چوں کہ آپ کو بادشاہ کی پروانہ تھی اور اپنے اِخفا میں کوشش کرتے تھے، **بئس الفقیر علی باب الامیر** (وہ بُرا فقیر ہے جو بادشاہ کے دروازہ پر جائے) کو مدّنظر رکھتے تھے۔

محمد امین نبیرۂ ساہپال کی زبان سے نقل ہے اور وہ خیر دین باغبان کی زبانی نقل کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ میں روزانہ حضرت نوشاہ صاحب کی خدمت فیض موہبت میں چند خربوزے نذر گذارتا تھا۔ میں بیماری کے سبب اس سعادت سے چند روز محروم رہا۔ جب شفاے کامل میرے شاملِ حال ہوئی تو میں نے معہود طریقے پر نذر ادا کی۔ کئی روز ناغہ کرنے کا سبب آپ نے پوچھا۔ میں نے بیماری کے عارضہ کی وجہ خدمت میں عرض کی۔ آپ نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ اب سواے موت کی بیماری کے، کوئی تکلیف، زحمت، درد اور بیماری تم کو نہ پہنچے گی۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت سلامت، میری طبیعت بھینس کے دودھ کی بہت رغبت رکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ تیری زندگی تک دودھ تیرے گھر موجود رہے گا۔ حضرت صاحب کے فرمان کے مطابق کبھی بھینس کا دودھ اُس کے گھر سے کم نہ ہوا۔ آخر عمر میں اس کو بیماری لاحق ہوئی۔ ہر چند طبیبوں نے اس کے علاج کی کوشش کی۔ اس نے قبول نہ کیا۔ (اور کہا کہ) یہ مرضِ موت ہے۔ کل عالم فنا سے ملک بقا کو سامان لے جاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے روز فوت ہو گیا۔

Marfat.com

فصل

صاحبزادہ سراپا محبت اور عدل وانصاف، صاف دل صوفی، تمام تعلقوں اور بکھیڑوں سے آزاد، شاہ شاہان کے مسند نشین، حضرت میاں شیخ رحیم داد صاحب کے بیان میں

حضرت شاہ سلیمان صاحب کے بڑے فرزند ہیں، اگر چہ اپنے باپ سے تربیت پائی تھی، لیکن جب حضرت شاہ صاحب پر کرم بخشی فرمائی، دونوں بیٹوں کو ان کے حوالہ کر دیا تھا، جیسا کہ حضرت شاہ شاہاں کی وفات کے ذکر میں اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے دونوں صاحبزادوں پر کرم بخشی فرمائی تھی۔ اس سبب سے ضروری ہوا کہ پہلے ان کا ذکر درمیان لاؤں۔

صاحبزادۂ والا گوہر شریعت کی پاسداری بہت رکھتے تھے اور لقمہ کی احتیاط بھی بہت تھی۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مستغرق تھے۔ لباس آپ کا ایک لنگی نیچے اور ایک اوپر اور سفید دستار سر پر، تمام سروپا کم وبیش دو روپیہ کا ہوتا تھا۔ اگر چہ میں نے ان کی ملازمت نہیں کی، لیکن میاں شیخ کرم اللہ فرزند قبلہ گاہی حضرت میاں صاحب میاں نور محمد صاحب کی زبان سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ سیالکوٹ میں تشریف فرما ہوئے۔ دیوان خانہ میں ہماری سونے والی چارپایاں بمعہ بستروں کے پڑی تھیں۔ پوچھا کہ یہ چارپایاں کس کی ہیں؟ کسی نے کہا کہ صاحبزادوں کی ہیں۔ سر ہلا کر فرمایا کہ فقیر زادے کہلاتے ہیں اور متابعت نفس کی کرتے ہیں! فقیروں کے لیے ایک کپڑا کافی ہے کہ رات دن اس میں گذاریں۔

شاہ شاہان کے نبیرہ حضرت میاں محمد شفیع کی زبان سے منقول ہے کہ باہر خربوزوں کا واڑہ [کھیت] تھا۔ آپ کے فرزندوں میں سے ایک نگہبانی کرتا تھا کہ ایک پیادہ سپاہی وضع نے آ کر ایک خربوزہ لے لیا۔ جب صاحبزادہ نے منع کیا تو اُس نے ان کے چہرۂ مبارک پر طمانچہ مارا۔ صاحبزادہ روتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا اور واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا کیا پالے گا۔ جب رات ہوئی تو اس پر ایسی حالت وارد ہوئی کہ جس شخص کے پاس جاتا، منت وزاری کرتا کہ خدا کے لیے چند جوتے میرے سر پر مارو۔ ساری رات تمام شہر میں اسی حالت میں پھرا۔ جب صبح روشن ہوئی تو خدمت میں آ کر تقصیر معاف کرائی اور اپنی پہلی حالت پر پھر آیا۔

آپ سے اکثر ایسے خوارق ظہور میں آئے ہیں، لیکن اگر لکھوں تو کلام لمبا ہو جاتا ہے، اسی لیے میں نے نہیں لکھا۔

آپ کا مزار شریف، حضرت شاہ سلیمان صاحب کے پاس حضرت بھلوال میں ہے۔

Marfat.com

فصل

صاحبزادہ باہمت وسخاوت، قلندر مشرب، دنیا سے فارغ، ظاہر میں پریشان، باطن میں ہمیشہ شہود حق میں، حضرت میاں تاج محمود کی شان میں

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ اکثر سیر میں رہتے تھے۔[سیرو] تماشا کا شوق بہت رکھتے تھے۔

بیت:

ہمارا یار ہزار ناز کے ساتھ
خود ہی تماشا اور خود ہی تماشائی ہے

چنانچہ اگر کسی کو کوئی مطلب ہوتا تو کسی اچھی شکل والے کو خدمت میں لاتے، وہ التماس کرتا۔ جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے نکلتا، وہ ہو جاتا۔

چنانچہ چوہدری جیا سے منقول ہے، جو موضع کیلیانوالہ کا سردار تھا اور آپؒ کے اخلاص مندوں سے ہے، کہ ایک روز حضرت میاں تاج محمود یہاں تشریف لے آئے۔ تکیہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیا کے شریکوں میں سے دوسرے سردار آ کر التماسی ہوئے کہ یا حضرت! شاہ سلیمان اور شاہ حاجی نوشہ سے کون سا کام ہے جو اُن سے ہو نہیں سکا۔ الحال آپ اُن کے فرزند ہیں اور مینہ نہیں برستا، کھیتیاں خشک ہو رہی ہیں اور جہان تہ و بالا ہو گیا ہے۔ توجہ کریں کہ بارش ہو اور فصل خشک نہ ہو جائیں۔ اُن کے عاجزانہ حال کو دیکھ کر، خود اُٹھ کر صاف میدان میں جا کر سورج کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس وقت عین دوپہر دن تھا، زمین تابہ (توا) کی طرح تپی ہوئی تھی۔ ایک گھڑی نہ گذری تھی کہ غیب سے بادل پیدا ہوا اور مینہ برسنے لگا۔ آپ وہیں بیٹھے بھیگ رہے تھے۔ جب بہت وقت گذرا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اندر آ جائیں۔ جب آپ اندر تشریف فرما ہوئے، مینہ کم ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ بارش کافی ہے یا ابھی اور چاہیے؟ اگرچہ مینہ بہت برس چکا تھا، لیکن انھوں نے اور طلب کیا۔ آپ نے ایک فقیر کو فرمایا کہ باہر نکل کر کہو کہ کیوں توقف کیا ہے، ابھی اَور برس۔ فقیر نے باہر نکل کر آسمان کی طرف منہ کر کے یہی کچھ کہا۔ مینہ پھر برسنا شروع ہو گیا۔ غرض تین مرتبہ اسی طرح تکرار ہوا۔ زمینداروں نے کہا کہ حضور! اب کافی ہے۔ اُس وقت بارش ٹھہر گئی۔

آپ سے خوارق بہت صادر ہوئے۔ چنانچہ جو کچھ منہ سے نکلتا قبول ہو جاتا۔

Marfat.com

میاں محمد آفتاب فرزند حضرت میاں تاج محمود کی زبان سے منقول ہے کہ مُلّا غازی نام گوندل حضرت شاہ سلیمان صاحبؒ کا خادم تھا، بلکہ اپنے آپ کو فرزندوں کی جا بجا قرار دیتا تھا۔ حضرت صاحب کا طریقہ تھا کہ عشاء کی نماز تہائی رات گذر جانے پر پڑھتے تھے۔ اس وقت تک مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور سب یاران بھی حاضر ہوتے تھے۔ اور جب نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے، مُلّا غازی دروازہ تک ساتھ آتا۔ حضرت صاحب محل کے اندر تشریف لے جاتے اور وہ سلام کر کے اپنے گھر چلا جاتا۔ ہمیشہ اس کا طریقہ یہی تھا۔

ایک روز جب دروازہ پر آئے تو فرمایا، مُلّا غازی! آؤ دیوان ابوالفتح کی خبر لے آئیں کہ اُس کی آنکھیں دُکھتی ہیں اور اُس نے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ ابوالفتح حضرت شاہ شاہان کے صاحبِ کمال یار تھے۔ موضع سدا کنبو میں رہتے تھے جو بھلوال سے دس کوس ہے اور حضرت صاحب کی دیوانی اُن سے مقرر تھی۔ جب اُس گاؤں کے قریب گئے تو میاں ابوالفتح نے صفائے باطن سے معلوم کر لیا کہ حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اپنی اہلیہ کو فرمایا کہ بی بی! جلدی اٹھو کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ بی بی اٹھی۔ حضرت اندر آئے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔ تھوڑا سا بیٹھ کر، دلاسا دے کر، خیر پرسی کر کے رخصت ہوئے اور واپس گھر میں تشریف لائے۔ اپنے پہلے طریقہ کے مطابق مُلّا غازی رخصت ہو کر اپنے گھر میں آیا۔ بی بی نے کہا، مُلّا! آج بڑی جلدی کیوں آ گئے؟ مُلّا نے کہا کہ بی بی! تو نے کس طرح جانا کہ ہم جلدی آ گئے؟ بی بی نے کہا کہ میری عادت تھی کہ سُوت کا ایک پُورا مُنڈھا اور ایک آدھا کاتتی تھی تو تم آتے تھے۔ آج پہلا مُنڈھا بھی پورا نہیں ہوا کہ تم آ گئے۔

جب مُلّا غازی سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ حضرت شاہ شاہان نے اس کو دیا۔ حضرت صاحب کے ایک اور خادم ہَمّوں نام نے زور سے وہ پیالہ اس سے چھین کر دودھ پی لیا۔ جب بیدار ہوا، افسوس کرتا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت صاحب نے اس کا خواب معلوم کر کے فرمایا کہ مُلّا غازی! میں کیا کروں کہ ہَمّوں نے لے کر پی لیا۔ مُلّا نے فریاد اور الحاح کی کہ میرا کیا حال ہوگا۔ اور اپنی دستار سر سے اتار کر زمین پر دے ماری اور عصا اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ حضور نے فرمایا کہ مُلّا! آ کر دستار سر پر رکھ لے اور عصا ہاتھ میں پکڑ لے کہ تجھ کو ہم نے غازیوں کا مرتبہ دے دیا ہے۔ حضور کے فرمان کے مطابق مُلّا غازی جنگ میں جس جگہ بھی جاتا، فتح ہو جاتی، اور جس فوج میں ہوتا، اُس کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکتا۔

(مُلّا غازی) بڑے صاحبزادہ میاں رحیم داد صاحب کے ساتھ زیادہ خلوص رکھتا تھا۔ حضرت شاہ سلیمانؒ کی وفات کے بعد، میاں رحیم داد و میاں تاج محمود کے درمیان ایک قطعہ زمین کے باعث جھگڑا ہو گیا۔ مُلّا غازی نے میاں رحیم داد کی طرف سے کریر کی لکڑی کانٹوں سمیت ہاتھ میں پکڑ کر میاں تاج محمود کو مارنے کے لیے اُٹھائی۔ میاں تاج محمود نے فرمایا کہ مُلّا غازی! تم کو یہ مناسب نہ تھا کہ میرے مارنے کے لیے لکڑی اٹھاتا۔ کیا ہوا کہ تو فرزندی کا دعویٰ رکھتا تھا، آخر فرزند تو نہ تھا۔ ان شاء اللہ ہم نے

Marfat.com

تیرے دونوں ہاتھ خدا سے تڑوا دیے ہیں۔ بھائی رحیم داد تیرا حامی بھی حاضر ہے اور جا کر حضرت شاہ شاہان کے سامنے بھی فریاد کر لے۔ قضائے الٰہی اور ارادۂ خداوندی ایسا ہوا کہ اُسی دن مُلّا غازی اپنے چنے کی فصل کی کٹائی کے لیے دریائے ویہت (دریائے جہلم) کے سیراب پر گیا۔ حکم الٰہی کے مطابق غیب سی ایک شیر ظاہر ہوا۔ لوگوں کی طرف چلا آیا۔ سب لوگ بھاگ گئے۔ آدمی بہت تھے، لیکن شیر سب کو چھوڑ کر آیا اور مُلّا غازی کے دونوں ہاتھ پکڑ کر توڑ دیے اور دونوں بازو توڑ کر چلا گیا۔ جب مُلّا غازی کو چارپائی پر ڈال کر گھر لائے، میاں تاج محمود صاحب اس کو پوچھنے کے لیے گئے اور پوچھا، مُلّا غازی! حضرت شاہ سلیمان کا فرزند میں ہوں یا تُو؟ مُلّا غازی نے کہا: یا حضرت! آپ صاحب ہی فرزند ہیں۔ تین مرتبہ یہی سوال و جواب ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا، مُلّا غازی! میں خدا تعالیٰ پر اُس وقت راضی ہوں گا جب تو آٹھ ماہ تکلیف میں چارپائی پر پڑا رہے اور نوویں مہینے مرے۔ شاید کہ ایک کانٹا اس لکڑی کا بھول جائے اور اس کانٹے کا بدلہ ہو جائے جو میرے لیے تو نے اٹھائی تھی۔ حق کی مرضی ایسی ہوئی کہ ویسا ہی ہوا۔ ہزار درد اور تکلیف کے ساتھ نوویں مہینے مرا۔

منقول ہے کہ میاں تاج محمود صاحب وزیر آباد کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں موضع گھوگہ میں سیّد جلال بخاری کی اولاد سے شاہ رحمان جتی رہتے تھے اور وہ کتّے بہت رکھتے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ میاں صاحب جب اُس گاؤں کے قریب آئے، کتّوں نے بھونکنا شروع کر دیا اور ان کا راستہ بند کر کے کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ٹھوٹھو نام میراثی تھا۔ اس کے پاس غلیل تھی۔ اس کو فرمایا، ٹھوٹھو! اِن کتّوں کو غلولہ [کیوں] نہیں مارتا! یہ کاٹتے ہیں اور راہ بند کیے ہوئے ہیں۔ میراثی نے غلولہ مارا۔ کتّے چیختے چلاّتے شاہ رحمان کے پاس گئے۔ شاہ رحمان نے گالی دی کہ اے نعلین دوز! تُو اِس راستہ کیوں آیا اور کتّوں کو کیوں مارا؟ میاں صاحب نے کہا کہ تُو کتّوں کو روکتا نہیں کہ فقیروں کو کاٹتے ہیں۔ ہم کو تمہاری سیادت کا ادب ہے، گالی تو نہیں دیتے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ آٹھویں روز تک یا میں آ کر تمہارے مرنے کا فاتحہ پڑھوں گا یا تم میرا فاتحہ پڑھو گے۔ خدا کا حکم ایسا ہوا کہ ساتویں روز شاہ رحمان فوت ہو گئے اور آٹھویں روز میاں صاحب نے آ کر فاتحہ پڑھا۔

میاں محمد آفتاب کی زبان سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد میاں تاج محمود صاحب موضع پانڈو کے میں ایک کنوئیں پر بیٹھے تھے کہ اُس راستہ سے ایک نئی دلہن [کی ڈولی] آئی۔ آپ حسن پسند تھے۔ فرمایا کہ اس ڈولی سے ذرا پردہ ہٹاؤ۔ اُس دلہن کے دولھا اور دوسرے لوگوں نے، جو اُس کے ساتھ تھے، انھوں نے آپ کو غلیظ گالیاں دیں، بلکہ مارنا چاہتے تھے لیکن لحاظ کر کے چلے گئے۔ وہ دلہن کسی زمیندار نمبردار کی بیٹی تھی اور دولھا بھی نمبردار تھا۔ آپ میاں صاحب مراقبہ میں ہوئے۔ جب وہ ایک تیر پرتاب چلے گئے تو آپ نے اُس پالکی کی طرف نظر کی۔ وہ دلہن پالکی سے باہر گر پڑی اور سر پر مٹی ڈال لی۔ مخبوط الحواس ہو کر مٹی میں لیٹنے لگی۔ زیور اور کپڑے سب خاک آلود اور خراب ہو گئے۔ جب ایک پہر گذر گیا تو اُس کا شوہر اور دوسرے لوگ اطلاع پا کر اور

Marfat.com

آگاہ ہو کر اُس عورت کو خدمت میں لائے کہ یا حضرت! بے خبری کی وجہ سے ہم سے غلطی ہوگئی ہے، ہم ناواقف تھے۔ اگر ہم جانتے کہ آپ حضرت شاہ شاہان کے فرزند ہیں تو ہم پہلے ہی اس کو آپ کی خدمت میں لاتے۔ تھوڑا سا پانی اس کے منہ پر چھڑکا تو وہ ہوش میں آ گئی۔ جو کچھ مال و متاع وہ لائے تھے، سب حضور کے آگے نذرانہ رکھ دیا۔ ایک برہان پوری چیرہ، چند لڈو اور میوے لے لیے اور باقی سب مال ان کو بخش دیا اور رخصت کر دیا۔

اگر سب خوارق و احوال ان بزرگوں کے لکھوں تو علیحدہ کتاب بن جائے۔

نقل ہے کہ چوہدری مَہماں کے چار بیٹے تھے۔ تین ایک بیوی سے اور ایک، ایک بیوی سے، جس کا نام ساہنپال تھا۔ جب اس نے حالاتِ عالیہ اور مقامات متعالیہ جناب فیض قباب حضرت شاہ سلیمان سنے تو اس دل و جان کے کعبہ کی زیارت کے لیے دائمی سعادت کا احرام باندھا۔ راستہ کے خرچ اور حضرت کے نذرانہ کے لیے مبلغ چالیس روپے اپنے باپ مَہماں سے مانگے اور مَہماں مذکور میاں سلیمان چدھڑ کے مریدوں سے تھا۔ اُس نے کہا کہ تیرا مرشد اشراف قوم (راٹھ قوم) سے نہیں کہ اس قدر مبلغات نذرانہ لے جائے جائیں، بلکہ وہ نعلین دوزوں کے گروہ سے ہے، مبلغ چار روپیہ کافی ہے۔ ساہنپال مذکور نے مبلغ چالیس روپیہ اپنے والد کے گھر سے خفیہ لیے اور موضع بھلوال میں آ کر حضرت (شاہ سلیمان) صاحب کی خدمت میں مشرف ہوا اور مبلغ چالیس روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ ان میں سے مبلغ چار روپیہ آپ نے پکڑ لیے اور فرمایا، تیرے باپ نے اسی قدر کہا تھا۔ فرمایا کہ موچیوں کی رنگ کوب لکڑی (پھلوہڑ) سے اُس کا سر توڑ دیں گے۔ اس واقعہ کو چند روز گذرے تھے کہ مَہماں نفس کی شامت اور زمانہ کی ناہمواری کے باعث اپنی بیوی پر، جو ساہنپال کی والدہ تھی، ناراض ہوا اور کہا کہ صبح میں تجھ کو جان سے مار دوں گا۔ اور مَہماں یہاں تک شرارتی تھا کہ اپنی کہی ہوئی بات سے، اگرچہ وہ کام بدتر ہوتا، ہرگز باز نہیں آتا تھا۔ اُس کی بیوی نے ایک موچی کو کہا کہ افسوس ہے کہ کل مجھے رسوائی ہوگی۔ القصہ اُس نے پھلوہڑ اپنے گھر سے لی اور رات کو وقتِ فرصت پا کر مَہماں کے سر کو ایسا کوٹا کہ دماغ سے بھیجا باہر آ گیا اور مر گیا۔ جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے۔

بیت:

قارون کا خزانہ جو ابھی تک نیچے جا رہا ہے،
تو نے پڑھا ہوگا کہ وہ درویشوں کی غیرت سے ہے۔
اپنا کیا اپنے پیش آتا ہے۔ کنواں کھودنے والے کو کنواں پیش آتا ہے۔

Marfat.com

فصل

صاحبزادہ سراپا حلم اور وقار، خدا تعالیٰ کی توحید کے سمندر میں مستغرق، کاملِ اکمل، حضرت شاہ برخوردار کی شان میں

آپ حضرت شاہ صاحب (نوشہ) کے بڑے فرزند تھے اور حضرت شاہ شاہان (شاہ سلیمان) کی ملازمت کی تھی اور شاہ شاہان کی نظر سے آپ پر جذبہ غالب ہوگیا، چنانچہ اپنے آپ سے بے خود ہوگئے۔

نظم:

تو اپنے آپ سے گم ہو جا بس یہی وصال ہے
تو بالکل نہ رہ، بس یہی کمال ہے

اور حضرت شاہ شاہان شاہ سلیمان صاحب نے فرمایا کہ میاں حاجی! ہم نے میاں برخوردار کو تم سے کم نہیں دیا (یعنی تمہارا ہم مرتبہ بنا دیا ہے)۔ حضرت شاہ صاحب خوش ہوگئے کہ خدا کا شکر ہے کہ میرا فرزند مقبول ہوگیا ہے۔ لیکن صاحبزادہ صاحب مہمانوں کی خدمت بہت کرتے تھے۔ حضرت نے دیکھا کہ یہ مست ہوگئے ہیں اور اپنے آپ سے بے خود ہوگئے ہیں۔ حضرت شاہ شاہان کی خدمت میں عرض کیا کہ مہمانوں کی خدمت کے لیے یہی فرزند ہے اور میاں محمد ہاشم چھوٹا ہے اور علم حاصل کرنے میں مشغول ہے، آگے جو آپ کی رضا۔ حضرت شاہ سلیمان نے متبسّم ہو کر فرمایا کہ خوب، دل میں تھا کہ یہ مستِ مطلق ہو جائے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ مست ایسے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ تمہاری رضامندی اس میں ہے، سلوک میں آ جائے گا اور تمہاری خدمت کرے گا۔

آداب جو آپ (شاہ برخوردار) میں تھے، معتقدوں میں سے کسی میں اس قدر نہ تھے، کبھی بغیر حکم کے بیٹھتے نہ تھے اور ہمیشہ مستانہ روش ہوتے تھے۔ کوئی شخص ان کے سامنے نہیں ہوسکتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب (نوشہ) خود استغراق کی حالت میں ہوتے تھے۔ آپ دست بستہ پاس کھڑے رہتے تھے۔ جب نظر مبارک آپ پر پڑتی تو فرماتے کہ بیٹھ جاؤ۔ آپ بیٹھ جاتے۔

مسجد کی تیاری اور مکانات کی تعمیر میں جتنی کوشش ہوئی، سب میاں برخوردار سے تھی، ورنہ شاہ صاحب خود تو ہمیشہ مستغرق (فی التوحید) رہتے تھے۔ اور میاں محمد ہاشم چھوٹے تھے اور تحصیلِ علم میں مشغول تھے۔

Marfat.com

میاں برخوردار صاحب کاروبار میں اس قدر مہارت رکھتے تھے کہ ان ایام میں شاہ جہان بادشاہ نے کابل کی طرف مہم فرمائی تھی اور دریائے چناب سے عبور کرنے کے لیے پُل بنانے کا حکم کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اگر شاہ جہان پُل بنانے کا حکم میاں برخوردار کو کرتا تو وہ ایک دن میں پُل تیار کر دیتے۔

آپ بہت بابرکت تھے۔ آپ کا منہ قضا کا پرنالہ تھا، جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا وہی ہو جاتا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ صاحب دیار کی لکڑی وغیرہ، گیلیاں مسجد اور مکانات کے لیے لائے ہوئے تھے۔ دریا سے باہر نکالنے کے لیے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ لے گئے ہوئے تھے۔ سب لکڑیوں کو باہر نکال لیا لیکن ایک گیلی بہت وزنی اور بہت بڑی تھی، جو سو دو سو اشخاص سے باہر نہ آسکی۔ چنانچہ سب لوگ رہ گئے تو حضور نے فرمایا، میاں برخوردار! ایک طرف سے تم پکڑو اور ایک طرف سے میں پکڑتا ہوں۔ دونوں حضرات نے پکڑ کر زور کیا۔ دریا کا کنارہ بہت بلند تھا۔ اس کو پکڑ کر ایسا پھینکا کہ چند گز کنارہ سے اوپر جا کر باہر پڑی۔ سب لوگ حیران رہ گئے کہ یہ آدمی کا زور نہیں، ولایت کا زور ہے۔ حضرت نے فرمایا، میاں برخوردار! میں نہیں جانتا تھا کہ تم اس قدر طاقت رکھتے ہو!

نقل ہے کہ گڈا پر لکڑیاں لانے کے لیے حضرت شاہ صاحب نے میاں برخوردار کو کسی شخص کے گھر بیل مانگنے کے لیے بھیجا۔ اُس جاٹ کی عورت بیگاں نام بدبخت نے کہا کہ میاں صاحب! ہمارے بیلوں کو ہلاک کرنے کے لیے لے جانا چاہتے ہو! ہمارے بیل گھر میں نہیں۔ حالانکہ وہ بیل اندر ہی تھے۔ جس وقت آپ واپس حضرت کی خدمت میں آئے، حضرت نے فرمایا (پوچھا)، میاں برخوردار! اُس عورت نے کیا کہا؟ آپ نے بتایا کہ وہ کہتی تھی کہ ہمارے بیل ہلاک کرنے کے لیے لے جانا چاہتے ہو؟ حضور نے فرمایا کہ اُس نے اپنی زبان سے [خود ہی] کہا اور چاہا۔ اُسی وقت دونوں بیل بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ وہ عورت اپنے شوہر سمیت فریاد کرتے ہوئے، روتے ہوئے، دوڑتے ہوئے خدمت میں آئے اور گناہ معاف کرایا۔ حضرت نے حکم کیا کہ میاں برخوردار! جاؤ، بیلوں پر پانی چھڑکو۔ ایک بیل میاں صاحب کے پہنچنے سے پہلے مر چکا تھا، دوسرا رہتا تھا۔ اُس پر پانی ڈالا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔

ایک روز حضرت شاہ صاحب نے میاں برخوردار کو بھیرو نام لودہرا کے گھر بھیجا تا کہ اپنے قطعہ زمین کو سیراب کرنے کے لیے اس سے کنواں مانگیں۔ جب آپ نے جا کر کنواں مانگا تو بھیرو نے جواب دیا کہ میرا کنواں ڈھانا چاہتے ہو تا کہ میں اُجڑ جاؤں! آپ نے آ کر حضرت صاحب کے سامنے بیان کیا کہ اس کسان نے اس طرح کہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اُس نے خود ہی یہ چاہا ہے، اسی طرح ہو جائے گا۔ جب صبح ہوئی، وہ کسان کنوئیں پر گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سارا کنواں ٹوٹا پھوٹا اور گرا پڑا ہے۔ کئی بار نیا کنواں وہاں کھودا اور پختہ کیا ہے پھر گر پڑتا ہے۔ اب تک اسّی سال گذر چکے ہیں کہ اس زمین میں کنواں تیار نہیں ہوتا اور

Marfat.com

ٹھیک نہیں ہوتا۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت برخوردار کھیس بوک بند (کذا) اوپر اوڑھ کر، تلوار کمر میں باندھ کر، حضرت صاحب کی خدمت میں گئے کہ میں موضع مَتے کے ہنجرا، جہاں آپ کے خُسر کا گھر تھا، میں جا رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا، ''میاں برخوردار! تم پر شالیں خوب زیب دیتی ہیں، کھیس کیا ہے۔ اور تلوار بھی رکھ دو کہ فقیر کو زبان تلوار چاہیے، بلکہ دل کی دلیل ہی تلوار چاہیے۔'' جب رخصت ہو کر مَتے کے پہنچے، ایک دن اپنے سسرال کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک زمیندار کی لڑکی، جو خوبصورت اور خوش آواز تھی، خوش آوازی سے کچھ گا رہی تھی۔ آپ نے جا کر سنا۔ اُس لڑکی نے جب آپ کو دیکھا تو چپ ہو گئی۔ آپ سرود سنا کرتے تھے۔ فرمایا کہ فلانی! کچھ بولو۔ وہ نہ بولی اور کہا کہ میں مطربہ (ڈومنی) نہیں ہوں۔ اور چپ ہو گئی اور اٹھ کر گھر چلی گئی۔ جس وقت گھر پہنچی تو پیٹ کے درد میں ایسی مبتلا ہوئی کہ ہلاک ہونے کے قریب پہنچ گئی۔ ہر چند علاج کیا، کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس کے ماں باپ کو پتہ چلا کہ اس کی بیماری اس وجہ سے ہے۔ ناچار اس کو آپ کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ گانا سناؤ، خیر ہو جائے گی۔ جس وقت اُس نے گانا شروع کیا، اُسی وقت اُس کو صحت ہو گئی اور بیماری کا کوئی اثر نہ رہا، گویا کہ بہانہ کر رہی تھی۔

میاں رحمت اللہ صاحب کی زبان سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد حضرت میاں برخوردار صاحب ایک روز موضع اگرویہ کے کنویں پر گئے۔ گندم صاف کرا کر کنبل میں لَدّا باندھ کر رکھا جو سانڈ پر لادنا تھا۔ محصّل نے جا کر حاکم کے آگے ظاہر کیا کہ مُلّا نے گندم صاف کرالی ہے۔ وہ حاکم اگرویہ میں آیا ہوا تھا اور قُرق کر رہا تھا کہ کوئی شخص گندم صاف نہ کرے۔ حاکم خود سوار ہو کر کنوئیں پر آیا۔ بہت تلاش کیا اور اپنے چوہڑے کو مارا کہ جلدی گندم مجھے دکھاؤ۔ وہ چوہڑا انکار کر گیا کہ اس جگہ کسی نے گندم صاف نہیں کی اور اُس گٹھڑی پر قدرے بھوسہ ڈالا ہوا تھا۔ کئی بار پیادے (سپاہی) اُس گٹھڑی پر گئے، ہاتھوں سے ٹٹولا، مگر ہرگز نہ پا سکے۔ جب حاکم ہیلاں میں گیا، اُسی رات بہت تکلیف پائی۔ صبح پانچ روپے کسی پیادہ کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیجے اور معذرت کی کہ تقصیر معاف کریں۔ حضرت نے تقصیر معاف کی تو وہ شفا پا گیا۔

نقل ہے کہ موضع بُچّہ (چٹھہ) کے مفتیوں کے ساتھ قدیم الایام سے آپ کی قرابت اور رشتہ داری مقرر ہے۔ کسی شادی کی تقریب میں میاں برخوردار صاحب اُس قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ موضع منیس میں گئے۔ اُس گاؤں کے گرد و نواح میں حضرت شاہ صاحب (نوشہ) کا ایک خادم خُجّلی نام رہتا تھا۔ رات اُس کے گھر میں نزول فرما ہوئے۔ حالانکہ حضرت کی خدمت دائمی سعادت کا سرمایہ تھی، مگر اُس نے ازراہ شقاوتِ سرمدی خدمت ادا کرنے میں کوئی حصہ نہ لیا۔ اور وہ ایسا صاحب حال تھا کہ چھوٹے اور بڑے اس کے چہرہ کی شمع کے گرد پروانہ کی طرح اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے رہتے، اور بیاہی اور کنواری عورتیں دیوانوں کی طرح اس کے بالوں کے تاروں میں دل ہاتھ سے دیے ہوئی تھیں۔ وہ اپنی نفسانیت کے غرور میں اس سے بے خبر رہا کہ آپ

Marfat.com

طریقت کے سمندر کے نہنگ اور حقیقت کے جنگل کے شیر ہیں، میرے جیسے لاکھوں کو اپنے جوشِ جلالیت سے ہلاکت کے کنوئیں کی تہہ میں ڈال دیں گے۔ جب قبیلہ کے لوگوں نے اس کی کم خدمتی دیکھی تو بے تکلفی کے طور پر طعنہ آمیز بات کہی کہ آپ کے خادم کیسے اچھے ہیں کہ کھانے کے ایک لقمہ اور پانی کے ایک پیالہ تک صلح نہیں کی۔ ان کی یہ باتیں سننے سے آپ کے دل میں غیرت آئی کہ اس بے وقوف کمینہ نے کیا کیا، کہ ہماری خدمت سے اتنا قصور کیا۔ بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے اُسی خُجَلی فقیر کی زبانی سنا ہے کہ میں نے سر پر بال رکھے ہوئے تھے۔ میں قینچی کی آواز سنتا تھا جیسا کہ کوئی کتر رہا ہے۔ ایک گھڑی میں میرے سر کے سب بال گر پڑے اور جو کچھ میں حال کا نقد رکھتا تھا، وہ میرے وقت کی جیب سے چھین کر لے گئے اور میں ازلی محروم رہ گیا۔

صاحبزادۂ والا گوہر، فضیلت پناہ، کمالات دستگاہ حضرت میاں جمال اللہ صاحب کی زبان سے نقل ہے جو حضرت میاں برخوردار کے چھوٹے بیٹے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب یعنی نوشہ صاحب نے میرے والد بزرگوار میاں برخوردار کو اُن کے بچپن میں فرمایا تھا کہ میاں برخوردار! تمہارے جیسا مرد چاہیے کہ سویا ہوا بھی پڑھنے میں مشغول رہے۔ حضرت شاہ صاحب کے فرمان کی برکت سے، اکثر اوقات آپ خواب میں پڑھا کرتے تھے اور ہم آپ کے پاس بیٹھ کر سنا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن شیخ سعدی شیرازی قدس سرہٗ کی گلستان کی ساری غزل [کذا: قطعہ]:

گلے خوشبوے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

خواب میں آپ پڑھ رہے تھے اور میں پاس بیٹھا ہوا سن رہا تھا۔

اگر آپ کے تمام احوال میں لکھوں تو کتاب علیحدہ چاہیے۔

آپ کا مزار شریف چک ساہن پال میں حضرت شاہ صاحب کے قریب واقع ہے۔

Marfat.com

فصل

صاحبزادۂ والا گوہر، زمانہ کے پیشوا، عارفوں کے مرجع، واصلوں کے مقتدا، شریعت کی دلیل، طریقت کے بادشاہ، حقیقت کے خزانہ، معرفت کے دریا، اللہ والوں کے ہدایت دینے والے، علم ظاہر میں کامل اور علم باطن میں مکمّل، حضرت شاہ ہاشم دریا دل کے ذکر میں

غزل کا ترجمہ:

شاہ ہاشم جو دریا دل تھے — حاتم آپ کی سخاوت سے شرمسار ہے
آپ کا خطاب اس لیے ''دریا'' ہوا — کہ سخاوت میں کوئی ان کے برابر نہ تھا
آپ عالمِ باعمل تھے — قول اور فعل میں یکساں تھے
آپ کا باطن ہمیشہ خدا کے حضور میں — اس کو ظاہری علم سے چھپایا ہوا تھا
حلم اور علم اور عمل آپس میں اکٹھے کیے — سب سے چھوٹ کر آزاد ہو گئے
آپ کی نظر کیمیا اثر تھی — فیض اثر والے دل کو روشنی بخشنے والی
اگر کرم سے کسی پر نگاہ کرتے — تو وہ تکلیف اور درد سے سو شفا پا جاتا
خدا کے طالب آپ کے دروازہ کے سامنے — سب آپ کی ایک نظر کے امیدوار
آپ کا دیدار دل کو روشن کرنے والا ہے — آپ کا کلام روح کی ریحان ہے
آپ بلند پرواز شاہ باز ہیں — عشق کے میدان کے جاں باز ہیں

احمدؔ ایک نظر کی امید رکھتا ہے
تاکہ بُرے نفس سے شفا پا جائے

آپ کی حقیقت یہ تھی کہ پوشیدہ رہنے میں بہت کوشش کرتے تھے اور جب تک کسی کا حوصلہ دریافت نہ کر لیتے تھے، تلقین نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

چنانچہ عبداللہ خدمت گار قدیم، جو بچپن سے خدمت میں رہتا تھا، سے منقول ہے کہ ایک روز چک سادہ میں، جہاں سیّد برحق میاں محمد صالح کی رہائش تھی، آپ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے۔ میں اور رحیم دین خدمت میں تھے اور مُٹھیں بھر رہے تھے [دبا رہے تھے]۔ آپ کو حرارت اس قدر ہوگئی تھی کہ ہمارے ہاتھ جب آپ کے جسم کو لگتے تو گرم ہو جاتے۔ کبھی اِس پہلو اور کبھی اُس پہلو کروٹیں بدلتے۔ میں نے رحیم دین کو کہا کہ آج حضرت کا احوال دگرگون ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وجہ کیا ہے؟ صفائے باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ رحیم دین سے کیا پوچھتے ہو، ابھی جان لو گے۔ ایک گھڑی نہیں گذری تھی کہ ایک گودڑی پوش فقیر آیا اور درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور آہ کھینچ کر کہا کہ اے قسمت! تو کہاں لے آئی اور کہاں لے جائے گی۔ آپ نے مجھ کو فرمایا کہ اس فقیر سے پوچھو کہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ جب میں نے پوچھا، اُس نے کہا کہ میرا وطن اکبر آباد سے پانچ سو کوس دُور ہے۔ خواب میں ایک فقیر نے اپنا دیدار مجھے کرایا اور اپنی محبت میرے دل میں ڈال دی اور دریائے چناب کی طرف اشارہ کیا۔ اپنا اور اپنے والد صاحب کا نام بھی مجھے نشان دیا۔ ان کے نام مجھ کو بھول گئے ہیں، حیران پھر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ دَولا اور دوسرے بزرگ جو دریائے چناب کے اُس پاس ہیں، اُن کے نام لو۔ میں نے سب کے نام لیے۔ پھر فرمایا کہ حضرت شاہ کا نام لو۔ جب میں نے حضرت شاہ کا نام لیا، سُن کر خوش ہو کر کہا کہ اُن کے والد ماجد کا نام یہی ہے۔ پھر میں نے اس کو کہا کہ اگر تو اُن کو دیکھے تو پہچان لے گا؟ اس نے کہا کہ جو شخص مجھے یہاں تک لے آیا ہے، میں کیوں نہیں پہچانوں گا۔ پھر میں نے پوچھا کہ اُس بزرگ کا رنگ اور صورت کیسی ہے؟ اُس نے کہا کہ رنگ گندم گون سبزی مائل ہے اور داڑھی مبارک بہت بڑی، شاید کہ قبضہ میں آئے۔

نظم کا ترجمہ:

تیری نسرین کے دامن کی سبزی کا غلام ہو جاؤں — تیرے تازہ مشکین خط کا غلام ہو جاؤں
اللہ اللہ کس سے تو نے یہ فائدہ سیکھا — تیرے نہ بولنے کی ہیبت کا غلام ہو جاؤں

میں سمجھ گیا کہ آپ کی گرمی اور بے طاقتی کا یہی سبب تھا۔ میں نے آپ کا نام لیا۔ فقیر نے جب نام سنا، اُس کا رنگ کِھل گیا۔

بیت کا ترجمہ:

میں اسی نام کا آوارہ ہوں اسی دام کا قیدی ہوں
تیرے دیدار کی شراب سے ایک پیالہ سے لبریز ہوں

میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں۔ وہ بہت زیادہ خوش ہوگیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ ہماری حقیقت

Marfat.com

ظاہر نہ کرنا۔ میں نے گستاخانہ عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس کو ہزار کوس سے لے آئے ہیں، اب اس غریب کو کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اس فقیر نے میرے اشارہ کو سمجھ لیا، آ کر قدم بوسی کی۔ اُس کی نظر آپ کے چہرہ پر پڑی۔ اس پر عجب حالت وارد ہوئی اور حضرت نے بھی اُس پر نظر ڈالی۔ دونوں طالب و مطلوب جب دو چار ہوئے، میں نے دیکھا کہ گویا اس جانب سے نور باہر آ کر اس کے جسم میں مِل گیا۔ آپ نے روٹی کے چند ٹکڑے ہم کو دیے۔ جس وقت روٹی کا ٹکڑا اُس فقیر نے کھایا، بے ہوش ہو کر گر پڑا اور مدت تک بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا، اس کو کہا کہ وطن چلے جاؤ۔ اور مجھ کو کہا کہ اس کو ایک کوس تک جا کر پہنچا آؤ، تا کہ کوئی شخص معلوم نہ کرے۔ جب میں واپس آیا تو زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ ایسا مرد ہوگا کہ لوگ جان لیں گے کہ مرد اس طرح ہوتے ہیں۔

عبداللہ کی زبان سے منقول ہے کہ شام کے وقت اکیلے باہر جا رہے تھے۔ کسی شخص نے ناشناختہ پوچھا کہ کون ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ خوش طبعی سے زبان سے نکلا کہ گائیں ڈھونڈنے کے لیے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ یا حضرت! یہ جو زبان مبارک سے صادر ہو گیا ہے، یقین ہے کہ ہو کر رہے گا، تکلیف اٹھانی پڑے گی۔ ابھی پانچ چھ گھڑیاں نہیں گذری تھیں کہ میاں محمد تقی فاضل کا ایک آدمی آ گیا کہ یا میاں صاحب کہ ہماری آٹھ گائیں چور لے گئے ہیں۔ جہاں سے جانو تلاش کر کے دو۔ آپ نے میری طرف منہ کر کے فرمایا، ''از ماست کہ بر ماست۔'' یہ ہمارا کہا ہم پر آیا ہے۔ یہ میاں محمد تقی فاضل، چیمہ چٹھہ میں رہتے ہیں۔ حضرت نے سیالکوٹ میں کچھ ان سے پڑھا ہے۔ اگرچہ آپ نے تحصیل مولوی عبدالحکیم کی خدمت میں کی ہے، میاں رحمت اللہ اور مولوی عبداللہ آپ کے ساتھ ہم سبق تھے، لیکن ایک نسخہ [کتاب] ان سے بھی پڑھا تھا۔ آپ نے مجھ کو کہا کہ گھوڑی پر زین ڈالو۔ جب میں نے گھوڑی زین کی تو حضرت اٹھ کر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ اگرچہ آپ پر کچھ پوشیدہ نہیں تھا، مگر میرے امتحان کے لیے مجھ سے پوچھا کہ کس طرف جانا چاہیے؟ آپ کے دل کی توجہ سے میری زبان سے نکلا کہ موضع اگرویہ، جو دولت خانہ سے ڈیڑھ کوس پر ہے، سے ہو کر جہاں آپ کی مرضی ہوگی چلے جائیں گے۔ جب اگرویہ کے نزدیک پہنچے، جودھ نام مقدم (نمبردار) موضع اگرویہ، حضرت کی سواری کو پہچان کر دوڑتا ہوا آیا۔ قدم بوسی کر کے عرض کیا کہ یا حضرت! ایسی گرمی میں گھر سے باہر نکلنے کی کیا وجہ ہے؟ میں نے حقیقت اُس کو کہی کہ میاں محمد تقی کی گائیں چوری ہو گئی ہیں اور انھوں نے ہم کو لکھا ہے کہ جہاں سے ہو سکے پیدا کرو۔ اُس نے کہا، گائیں میرے ذمہ آئیں۔ حضرت سایہ میں بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم گائیں ان کے مالکوں کو پہنچا دو، ہم واپس گھر چلے جاتے ہیں۔ اس نے ہر چند التجا کی، آپ نہ بیٹھے۔ اور گائیں اس کو معلوم تھیں کہ نکّی میں ہیں جو چیمہ چٹھہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے۔ اُس نے وہاں جا کر وہاں سے [گائیں] لے کر میاں محمد تقی صاحب کو پہنچا دیں۔

اور جو کچھ اس احقر (احمد بیگ) کو معلوم ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ میں جہان آباد میں تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ

Marfat.com

آپ غصہ میں ہیں اور گھر سے نکل کر دریا کی طرف جا رہے ہیں اور میں پیچھے آپ کے ساتھ ہوں۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ اُس طرف سے ایک فقیر جذب کے ساتھ آ رہا ہے۔ آپ بھی آستینیں چڑھا کر اُس کے مقابلہ کو تیار ہو گئے ہیں۔ میں آگے ہو کر چاہتا ہوں کہ اُس کا مقابلہ کروں، مجھ کو روک دیا اور خود پہنچ کر اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر پچھاڑ دیا کہ چند قدم آپ کے بائیں طرف ہو کر گر پڑا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ بھی اپنے آپ کو حضرت شاہ صاحب کے بڑے یاروں سے کہلاتا تھا۔ جب میں (احمد بیگ) نے یاروں سے تحقیق کی کہ حضرت شاہ صاحب کے یاروں میں سے کوئی شخص ایسا ہے کہ جس نے اطاعت امر سے سر پھیرا ہو؟ ایک شخص واقف تھا۔ اس نے ظاہر کیا کہ واقعی حضرت شاہ صاحب کے یاروں میں سے ایک یار ہے۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت شاہ صاحب کے بعد نعمت مجھ کو ملے گی۔ اور اپنی حالت پر اور حضرت شاہ صاحب کی مہربانی پر بہت مغرور تھا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ احوال جو حق تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے اور مرتبہ جو آپ کو نصیب ہوا ہے، اس جیسے اگر سالوں تک تربیت پائیں، ایک جزو بھی اس میں سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اُن راز و رموز سے، جن کے آپ واقف ہیں، اُن کو یہ حوصلہ کہاں کہ ان اسرار کو اُٹھا سکیں۔ تب معلوم ہوا کہ واقعی وہ عزیز اسی رات کو چل بسا۔

جمہور عزیزوں سے منقول ہے کہ جب ساہنپال کی وفات ہو گئی، موضع جوکالی کا سردار مبارک [میرک؟] نام اس کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا۔ اس نے قابو پا کر حاکم کی فوج کو اس گاؤں پر چڑھا لایا کہ موضع مگھو وال کے مقدم (نمبردار) عبدالوہاب جو غیر حاضر ہو چکا ہے، اس کا مال مویشی چک ساہن پال میں ہے۔ فوج نے آ کر چوہدری (ساہنپال) کے بیٹوں رحمان قلی (وغیرہ) کو گرفتار کر لیا۔ گاؤں میں شور پڑ گیا۔ آپ دریا کی طرف گئے ہوئے تھے۔ جب دولت خانہ کی طرف عبور فرمایا، راستہ فوج کے قریب تھا۔ زبان مبارک سے نکلا کہ یہ میرک کی شیطنت ہے کہ چوہدری کو مرا ہوا دیکھ کر اور اس کے بیٹوں کو چھوٹا جانا۔ جب سواروں کے نزدیک پہنچے تو پوچھا کہ میرک نام ان سواروں میں کون ہے؟ ایک شخص نے دکھایا کہ فلاں سوار جو پشت دے کر کھڑا ہے۔ غصہ کی نظر سے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ جو کوئی کرتا ہے، وہ پا لیتا ہے، اور جو شخص کرے گا وہ پا لے گا۔ جس وقت اُس نے گھر جانے کا ارادہ کیا، ایک ایسا پھوڑا اُس کی پشت پر نکلا کہ چند روز میں جاں بحق ہوا۔

صاحبزادہ میاں تاج الدین سے منقول ہے کہ ایک دن آپ بیٹھے تھے۔ میں خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص کو چارپائی پر ڈال کر لائے۔ ہاتھ اور پاؤں اس کے بند ہو گئے تھے اور وہ شخص حافظ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو درگاہ میں لے جاؤ، ٹھیک ہو جائے گا۔ جب اس کو روضہ شریف میں لے گئے، اس نے سورۂ ملک پڑھنی شروع کی۔ جس وقت اس نے سورۃ تمام کی، اس کے بند کھل گئے۔ پاؤں سے چل کر وہ خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا، اسی وقت چلے جاؤ۔ اس کو رخصت کر دیا۔ لیکن وہ ہمیشہ خدمت میں آمد و رفت رکھتا تھا۔

Marfat.com

آپ کی حقیقت وخوارق کو کس قدر لکھ سکوں۔

منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب علم پڑھنے اور لکھنے کی بہت تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ میاں برخوردار کو لاہور بھیجا اور میاں محمد ہاشم کو سیالکوٹ میں۔ اس حد تک تاکید فرمائی کہ اگر ہمارے دار فنا سے دار بقا کو سدھارنے کی خبر وہاں سن لو، ہمارا فاتحہ وہاں ہی پڑھ دینا لیکن کمال فضیلت حاصل کیے بغیر گھر میں نہ آنا۔ چنانچہ دونوں بھائی کمال فضیلت کو پہنچے اور قابلیتوں کے جوہر حاصل کیے۔ چنانچہ میاں برخوردار صاحب کا خط اس حد تک خوشخط تھا کہ ایک شخص نے آپ کو اطلاع کیے بغیر آپ کا لکھا ہوا ایک جزو وزارت پناہ سعد اللہ خاں کے سامنے پیش کیا۔ وہ مشتاق ہو گیا اور آپ کو طلب کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ خط دیکھنے کے لیے طلب کرتے ہیں تو خط کمزور وشکستہ لکھ کر اپنی بغل میں پوشیدہ کر لیا، ایسا جو اُن کے پسند کے لائق نہ ہو، اور خاں مذکور کے سامنے چلے گئے۔ سعد اللہ خاں نے کہا کہ میں نے سنا ہے آپ کا خط بہت خوش ہے۔ آپ نے وہ جزو جو بغل میں رکھا تھا، پیش کیا۔ سعد اللہ خاں نے یہ خط دیکھ کر، پہلا جزو جو اُس کے پاس تھا، نکال، میاں صاحب کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ اے صاحبزادہ! یہ بھی خط آپ کا ہے، ہم کو کیوں مغالطہ دیتے ہیں۔ اور بہت اصرار کیا کہ ضرور میرے پاس مہربانی فرمائیں، تاکہ آپ کا منصب بادشاہ سے مقرر کراؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار حیات ہیں، اُن کی خدمت میں لکھتا ہوں، جو کچھ وہ ارشاد فرمائیں گے، اس پر عمل کیا جائے گا۔

بیت:

باز کس طرح پرواز میں آئے
اس کے تسمے باز دار کے ہاتھ میں ہے

حضرت شاہ صاحب کی جناب میں خط لکھا کہ وزارت پناہ سعد اللہ خاں کمال مہربانی سے چاہتا ہے اور بہت آرزو کرتا ہے کہ میرے پاس رہیں تاکہ آپ کا منصب مقرر کراؤں۔ حضرت شاہ صاحب نے فوراً خط کا جواب لکھا کہ حق تعالیٰ کے منصب داروں کو مناسب نہیں کہ بندے کا منصب اختیار کریں، اُٹھ کر گھر چلے آؤ۔

بیت:

اپنے ہاتھ سے چونے کو خمیر کر لینا
امیر کے سامنے ہاتھ باندھنے سے بہتر ہے

چنانچہ خط پہنچتے ہی آپ حضرت صاحب کی خدمت میں آ گئے۔

آج کل اِس زمانہ کے فقیر ہزاروں وسائل سے امیروں کا تقرّب حاصل کرنے کے لیے جان سے کوشش کرتے ہیں اور

Marfat.com

وہ بلند ہمت حضرات امیروں کی صحبت سے احتراز فرماتے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے وصال کے وقت یاروں نے التماس کی کہ ہماری سپرد کا اشارہ کسی طرف ہو جائے۔آپ نے فرمایا کہ اے یاران! میں مجذوب نہیں تھا کہ مرنے کے وقت کسی کو کوئی چیز دوں اور نہ شیخ تھا کہ عصا، مصلّی، ٹوپی، دستار دوں۔میں فقیر تھا۔جس نے مجھے دیکھا، اُس کے نصیب کے موافق کوئی چیز اس کو دے دی ہے۔

اسی اثنا میں چوہدری لقمان وڑائچ زمیندار ساکن خالق پور نے، جو آپ کا خادم تھا، دل میں خیال کیا کہ میاں پیر محمد وغیرہ حضرت کے یاران اکثر اوقات شام اور صبح کو اذکار جہریہ میں اشتغال رکھتے ہیں۔بخلاف ان کے، دونوں صاحبزادے میاں برخوردار اور محمد ہاشم کہ کبھی شام اور صبح درد و شوق سے آہ باہر نہیں نکالتے۔آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں کے متعلق کہتے ہو یاروں کی نسبت؟ اسرار الاہیہ میں سے ایک سرّ کا کچھ حصہ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اور احوال ان پر کشف ہو گئے۔وہ ان کے ضبط اور محفوظ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور ھا وھُو میں مشغول ہوتے ہیں۔کئی لاکھوں اسرار الاہیہ نامتناہیہ اِن دونوں فرزندان دلبند کے سینۂ بے کینہ کی تہہ میں مَیں نے رکھے ہیں۔چونکہ ان دونوں بلند قدر دانوں کا سینہ ارض اللّٰہ واسعة (خدا کی زمین فراخ ہے) کی مثل ہے، کبھی کسی وقت کوئی معلوم نہیں کر سکتا۔اور ان کا کمال حوصلہ ہے کہ برداشت کر گئے ہیں۔کستوری وہ ہے کہ خود خوشبو دے، نہ یہ کہ عطار بتائے۔جو کچھ ہے خود ہی ظہور کرے گا۔

بیت:

ہر قطرہ دریا کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا
ہر ذرّہ آفتابِ بلند کو نہیں پہنچ سکتا

نیز حضرت شاہ صاحب کی بیٹی بی بی سائرہ نے عرض کیا، یا بابا جی! چک (ساہن پال) کو ملتان بنا جانا۔حضور نے فرمایا، اے سائرہ! کوئی غم نہ کر، میں نے ملتان بنا دیا ہے۔

نیز زبانِ لوح ترجمان سے فرمایا کہ میری تمام اولاد، جو قیامت تک عدم کے پردہ سے وجود میں آنے والی اور موجود ہونے والی ہے، حق تعالیٰ نے مجھے دکھا دی ہے۔اکثر شوق و ذوق والے اور صاحب تاثیر اور بہتر اور سردار ہوں گے اور ساری دیار میں ان کا حکم چلے گا۔

نیز فرمایا کہ اگر اولاد کے لیے میں دنیا کی دولت مانگتا، اتنی ہو جاتی کہ ان کے مکانات کی دیواریں بھی سونے کی ہو جاتیں، مگر پھر فقر نہ رہتا۔اب چونسے پینسے کپڑے اور دال روٹی بہت ہوگی اور فقر روزِ قیامت تک رہے گا۔

آخر خدا تعالیٰ کا کرم دونوں بیٹوں کے شاملِ حال ہو گیا اور اُن کا غلغلہ (شہرہ) سب جہان میں پڑ گیا اور روز بروز اُن کا

Marfat.com

کام بلند ہوتا گیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت شاہ صاحب کی کرم بخشی دونوں بیٹوں اور ان کی اولاد پر ہو گئی اور خلائق کا رُجوع ان کی طرف ہو گیا۔ جس کسی نے گردن پھیری، سر کے بَل گرا۔

نیز حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس ولایت [مُلک] کے بزرگوں کا حکم ان کی زندگی تک ہے اور میری اولاد کا حکم قیامت قائم ہونے تک رہے گا، کیونکہ حضور پُرنور حضرت رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ پاک حضرت شاہ شاہان (شاہ سلیمان) کی وساطت سے اسی طرح ہوا تھا کہ اس ملک میں تمہارا اور تمہاری اولاد کا حکم رہے گا۔ چنانچہ زمانۂ حال تک اس خاندان کا ظہور روز بروز ترقی اور ازدیاد میں ہے۔

بیت:

جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہو گیا
جس نے اپنا آپ دیکھا وہ محروم رہ گیا

اور بعضے یاران جن کا کام (سلوک) ابھی ناتمام رہا تھا، وہ ان دونوں [بیٹوں] کی توجہ سے مکمل ہو گیا اور ان سے بہت لوگ بہرہ یاب ہوئے۔

میاں محمد ہاشم صاحب سے تین فرزند ہوئے۔

ایک حضرت میاں فضل اللہ کہ آپ کی زندگی میں وفات پا گئے۔

دوسرے حضرت میاں عظمت اللہ کہ آپ کے وصال کے بعد بہت لوگ ان سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ لیکن حق تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ حضرت کے وصال سے دو تین سال بعد ان کا بھی وصال ہو گیا۔

قاضی رضی الدین کی زبان سے منقول ہے کہ جب میاں محمد ہاشم کا وصال ہو گیا تو میرا دل پریشان ہو گیا۔ جب غمناک ہو کر رات کو سویا تو خواب میں حضرت شاہ صاحب کو دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ فلانے! غمگین نہ ہو، اس بات سے کہ محمد ہاشم کے بیٹے خُرد سال رہ گئے ہیں اور ان کی وفات ہو گئی ہے۔ اب میں خود ان کے گھر کا خبردار ہوں۔ جب خدا کے فضل سے محمد سعید بڑا ہو جائے گا اُس کا کام روز بہ روز ترقی اور زیادتی میں ہو گا اور پہلے سے بھی تصرّف زیادہ ہو گا اور برکت بڑھ جائے گی۔

تیسرا بیٹا حضرت میاں محمد سعید، زمانے کا بادشاہ، وقت کا حاتم، طالبوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سلامت اور باقی رکھے۔ اس جہان کے برگزیدہ کو حق تعالیٰ ہدایت کی مسند پر متمکن رکھ کر طبعی عمر تک پہنچائے۔ چند بیت ان کے اوصاف میں، اور اپنی التجا میں دل میں آئے ہیں، جو لکھے جاتے ہیں۔

مصرع:

Marfat.com

اگر قبول ہو جائیں تو زہے عزت اور شرف

ابیات:

اے نیک بخت، نیک اقبال والے — تیرے طالع کا قرعہ نیک فال ہے
اے بے ریا اور بلا شک ہادی — اے فقر کی مسند کا تو ہی زیب ہے
حق تعالیٰ نے جب تجھ کو سرفرازی دی ہے — حقیقت اور مجاز کا تو شہباز ہے
اے تیری محبت کی دیگ جوش میں ہے — اے مطلوب کا معشوق تیری گود میں ہے
خدا نے تجھ کو دولت اور ہمت دی ہے — تاکہ چھوٹوں بڑوں میں تقسیم کرے
باپ اور دادا کے راستہ پر تو بیٹھا ہے — اس لیے کہ خدا نے چیرہ دستی تجھ کو دی ہے

احمد جو معذرت کرنے والا غلام ہے
راستہ کی مٹی کی طرح دروازہ پر پڑا ہے

چونکہ ان کی (محمد ہاشم کی) اولاد کا ذکر تھوڑا تھا، اس لیے حضرت میاں برخوردار صاحب کی اولاد کے ذکر سے پہلے لکھا گیا ہے۔ میاں برخوردار صاحب کی اولاد اور اِن کا ذکر بہت زیادہ تھا، اس لیے آگے کیا جاتا ہے۔

حضرت میاں برخوردار صاحب کے چھ بیٹے تھے۔ ہر ایک صاحب حال وقال تھے۔

Marfat.com

فصل

حضرت میاں برخوردار صاحب، جو حضرت شاہ صاحب کے فرزند کلان تھے، کی اولاد کے ذکر میں

پہلے فرزند: میاں عنایت اللہ

ان کی ولادت حضرت شاہ صاحب کے عہد میں ہوئی تھی اور عمر نو سال ہوئی تھی، اور حضرت میاں عبدالرحمٰن ساکن بھڑی کی جناب میں ارادت رکھتے تھے۔ ان کی توجہ سے گیارہ سال تک کھانا ترک کر دیا۔ مرشد کامل مکمل کی پہلی نظر سے صمدیت کا تجلّی آپ پر مکشوف ہوا کہ ایک لقمہ بھی آپ کے حلق بے قلق سے نیچے نہیں اترتا تھا۔ دن رات استغراق میں رہتے تھے۔ اور بحکم تفکر ساعة خیر من عبادة ستین سنة (ایک گھڑی کا تفکّر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے) تفکر کی عبادت میں اشتغال رکھتے تھے۔

بختاور مقدم (نمبردار) موضع ٹھٹہ عثمان کہتا ہے کہ میاں صاحب گاؤں مذکور میں اپنے کماد کے لیے دن رات گُڑھال میں رہتے تھے۔ ایک رات میں گُڑھال میں گیا، آدھی رات کا وقت تھا، میں نے دیکھا کہ آپ کے سب اعضا ایک دوسرے سے جدا پڑے ہیں۔ میں حیران و پریشان ہو گیا کہ شاید کوئی چور پڑا ہے جو آپ کو قتل کر گیا ہے۔ اگر چور پڑتے تو شور پڑتا اور ہم کو بھی خبر ہو جاتی۔ میں اسی حیرت میں تھا کہ حضرت میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب کو دیکھا کہ سیاہ گھوڑی پر سوار ہیں۔ میرا تعجب اور بڑھ گیا کہ دروازہ مقفل ہے اور دیواریں اونچی ہیں، یہ کس راستہ سے یہاں آئے ہیں؟ میں سن رہا تھا کہ وہ کہہ رہے تھے، اے بختاور! ہرگز ہرگز فقیروں کے اسرار کو ظاہر نہ کرنا چاہیے۔ مگر چونکہ بشری مادہ ہے، اس سے بات نکل گئی، حتیٰ کہ عوام میں مشہور ہو گئی۔

دوسرے فرزند: سعد اللہ

بڑے متبرک تھے اور علم حکمت [طبّ] میں اشتغال رکھتے تھے۔ مادرزاد بیماریوں کے مریض آپ کے ہاتھ کی برکت سے شفا پا جاتے اور صحت کو پہنچ جاتے۔

منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے، آپ کو دیکھنے کے لیے حضرت شاہ صاحب گئے۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس کی آنکھیں مَیں بازوں کی طرح دیکھتا ہوں۔ تا آنکہ چار سال کی عمر تک پہنچ گئے۔ جب کھانا کھانے کا وقت ہوتا تو حضرت شاہ

Marfat.com

صاحب کو بُلانے کے واسطے آپ جاتے اور بی بی سائرہ خاتون کا بیٹا تاج الدین (نواسہ) بھی جاتا۔ جب یہ دونوں اکٹھے جاتے، میاں سعداللہ میاں تاج الدین کو کہتے کہ میں آگے جاتا ہوں، تُو پیچھے آ۔ حضرت صاحب دیکھتے تو متبسّم ہو کر فرماتے کہ یہ اپنی وراثت کے دعویٰ سے آگے ہوتا ہے۔ ہر روز دو پیسے ان دونوں کو دیتے۔ ایک روز حضرت نے پوچھا، میاں سعداللہ تم پیسہ کو کیا کرتے ہو؟ آپ نے کہا، آیسہ نام مطربہ میرے پاس گایا کرتی ہے، میں اس کو دے دیا کرتا ہوں۔ اور تاج الدین سے پوچھا کہ تو پیسہ کو کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ میری اماں جان بافندہ کو دے دیتی ہیں کیونکہ کپڑا بُننے کے لیے اس کو دیا ہے اور اُس کا تانہ کم ہو گیا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا: سائرہ کا تانہ کبھی پورا نہیں ہوتا! حضور کے فرمانے کی تاثیر اب تک سائرہ خاتون کی اولاد میں موجود ہے۔ جب وہ بافندہ کو کپڑا بُننے کے لیے دیتے ہیں، کبھی ان کا سُوت پورا نہیں ہوتا، بلکہ کم ہو جاتا ہے۔

نقل ہے کہ جب حضرت میاں برخوردار نے [میاں سعداللہ کو] خانگی طور پر علیحدہ کیا، ایک بھینس شیر دار بچہ دار پاس تھی، اس کا گتّا آپ کو عطا فرمایا اور بھینس میاں نصرت اللہ صاحب کو دی۔ آپ نے کہا کہ اگر دونوں مجھ کو عطا ہوں تو بہتر، ورنہ دونوں مر جائیں گے۔ چنانچہ آٹھویں روز بھینس اور اُس کا گتّا دونوں مر گئے۔

نقل ہے کہ موضع بھاگت میں آپ کھیتی باڑی کرتے تھے۔ موضع دَھریک کا زمیندار سَید انام آپ کے کارندوں کو تکلیف پہنچایا کرتا تھا، کیونکہ وہ گاؤں اس کی سرداری میں تھا۔ آپ صبر کی کوشش کیا کرتے۔ ایک روز کہا کہ اے سَید ا! کئی بار تم نے ہم کو تکلیفیں پہنچائی ہیں، ہم صبر کرتے رہے ہیں۔ اب تو خدا کے غضب میں گرفتار ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے دو بیٹے تھے۔ یہاں تک قابل تھے کہ پرگنہ قصبہ ہیلاں کے تمام کاروبار انجام دیا کرتے۔ تھوڑے دنوں میں دونوں مر گئے اور گاؤں کو چوروں نے لوٹ لیا اور سَید ا اندھا ہو گیا اور خستہ حال ہو کر در بدر گدائی کرنے لگا۔ باقی عمر اُسی خواری اور ذلّت میں گذار کر مر گیا۔

تیسرے فرزند: میاں رحمت اللہ

ان کی پیدائش بھی حضرت شاہ صاحب کے زمانہ میں ہوئی، جب تولّد ہونے پر آپ کو دیکھا تو آپ کے حق میں درازی عمر کی دعا فرمائی۔ یہ بات غیب کے پردہ میں ہے کہ آپ کی عمر کہاں تک پہنچتی ہے۔ جلالیت بہت رکھتے ہیں۔ جس پر غصے ہوئے، وہ خستہ حال ہو گیا۔

ایک بار قصبہ ہیلاں کے حاکم نے آپ کے پٹہ قراری پر کچھ اضافہ کر کے پیادہ (سپاہی) آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے خود قصبہ میں جا کر حاکمِ وقت کی کچہری میں پہنچ کر غصہ اور جلالیت سے اس کو فرمایا کہ تو نے ہماری طرف پیادہ کیوں بھیجا؟ میں نے خدا کے حکم سے مسندِ حکومت سے تجھے اٹھا دیا ہے اور پھینک دیا ہے اور اس جگہ سے تجھ کو دُور کر دیا ہے۔ چنانچہ اُسی روز

Marfat.com

حکومت سے معزول کا پروانہ اُس کو پہنچ گیا۔ خراب اور خستہ حال ہو کر وہاں سے چلا گیا۔

نقل ہے کہ میاں نور محمد نجار، میاں حمید کا بیٹا، جو قدیم سے حضرت شاہ صاحب کا خادم تھا اور اگرویہ میں سکونت رکھتا تھا، وہ موضع باہوکی میں کاشت رکھتے تھے۔ مہروان مقدم (نمبردار) موضع مذکور نے پٹہ قراری [ٹھیکہ] کے اضافہ کے لیے سوار اُن کی طرف بھیجا۔ انھوں نے حضرت میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب کی خدمت میں آ کر بیان کیا۔ حضرت میاں صاحب نے میاں رحمت اللہ کو میاں نور محمد کے ساتھ کیا۔ آپ نے باہوکی جا کر زمیندار مذکور کو بہت کہا کہ اضافۂ مبلغات سے باز آئے۔ اس زمیندار نے کہا کہ ہیلاں سے معاف کراؤ۔ آپ نے فرمایا کہ ہم فقیر ہیں، تمہارے پاس آئے ہیں، اگر تم باز آ جاؤ تو بہتر، ورنہ تم جانو۔ وہ زمیندار شامتِ نفس سے باز نہ آیا۔ آپ نے غضب میں آ کر دونوں ہاتھ زمین پر مار دیے اور فرمایا کہ تم ویران اور خستہ حال ہو جاؤ گے۔ جب وہاں سے اُٹھ کر واپس روانہ ہوئے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے آگ کے انگارے اس گاؤں پر پڑ رہے ہیں۔ ابھی آپ راستہ میں ہی تھے کہ وہ جگہ جہاں آپ نے ہاتھ مارے تھے، وہ زمینداروں کی مجلس کی جگہ تھی (یعنی دائرہ تھا) وہ اُسی وقت جل گئی۔ اُسی روز ڈاکو اس گاؤں پر حملہ آور ہوئے۔ سارے گاؤں کو لوٹ کر لے گئے اور تمام ساز و سامان اور مال مویشی اور گھروں کا متاع سب غارت کر کے لے گئے اور گاؤں کو جلا دیا۔

آپ موضع سارنگ میں اپنے کنوئیں پر کاشت کاری کیا کرتے تھے۔ وہاں کے زمیندار لوگ، جن کا پیشہ ہی شرارت ہے، انھوں نے بے ادبی کی۔ آپ نے بددعا فرمائی۔ چند دنوں میں چوروں نے وہ گاؤں لوٹ لیا اور ویران کر دیا۔

منقول ہے کہ ایک روز آپ شکار کو گئے تھے۔ چک (ساہن پال) کے زمیندار بھی ہمراہ تھے۔ جب شکار سے واپس ہوئے، راستہ میں آپس میں کھیلتے آتے تھے۔ محمد قلی پسرِ ساہنپال خوش آمد سے اپنی گھوڑی دوڑاتا ہوا، تاخت کرتا ہوا، میاں رحمت اللہ صاحب تک پہنچا اور ایک چابک مارا۔ آپ نے غضب سے اس کی طرف دیکھا۔ اُسی جگہ اُس کی گھوڑی، جو چھ سات سو روپیہ قیمت کی تھی، سیخ پا ہو کر زمین پر گر پڑی اور اُسی وقت مر گئی۔ فرمایا کہ ان شاء اللہ! اب تو گھوڑی پر کبھی سوار نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ تا حال دو تین پشتیں اس کی اولاد کی ہو چکی ہیں، ہرگز کوئی گھوڑی سواری کے لیے اُن کے پاس نہیں رہتی۔ اگر کوئی لیتے ہیں تو تھوڑے دنوں میں مر جاتی ہے۔

نیز منقول ہے کہ ساہنپال کے بیٹے مرشد قلی نے میاں رحمت اللہ صاحب کی گھوڑی چوری کرا دی۔ میاں صاحب اس کے پاس گئے اور کہا کہ تیرے رشتہ دار خویش میری گھوڑی چُرا کر لے گئے ہیں، ان سے واپس کر کے لا دے۔ وہ نہ مانا۔ آپ نے غصہ سے کہا کہ ان شاء اللہ! اب تو گھوڑے پر سوار نہ ہو سکے گا۔ اسی روز سے اُس کو بواسیر کی بیماری ہو گئی۔ رات کو اپنی مقعد پر جوتیاں لگواتا اور اپنے آپ کو اُلٹا لٹکاتا۔ حتیٰ کہ اسی بیماری سے مر گیا۔

Marfat.com

چوتھے فرزند: میاں نصرت اللہ

یہ بھی صاحبِ برکت ہیں اور قدم مبارک رکھتے ہیں۔ آپ بچپن میں قصبہ سیالکوٹ میں علم حاصل کرتے تھے۔ میں (احمد بیگ لاہوری) حضرت میاں صاحب میاں نور محمد صاحب کی خدمت میں سیالکوٹ آیا ہوا تھا۔ چند روز آپس میں صحبت رہی۔ آپ کو شوقِ الٰہی پیدا ہوا اور وَجد ہو گیا۔ اگرچہ آپ کو ذاتی وجد و حال تھا، لیکن حدیث نبوی، ظنوا المومنین خیرًا (ایمان والوں پر نیک گمان رکھو) کے مطابق آپ اِس فقیر (احمد بیگ) پر یقین لائے کہ اس کی توجہ سے ہوا ہے۔ آپ جب وطن شریف میں آئے، آپ کی صحبت سے اکثر لوگوں کو تاثیر ہوتی تھی۔ لیکن بعض لوگوں کی صحبت سے آپ کو کنار کی طرف راغب ہو گئے اور اِس طرف سے غفلت ہو گئی۔ پھر جب اپنے آپ میں آئے (تو غور کیا) کہ میں کس کام میں تھا اور اب کس چیز میں لگ گیا ہوں۔ نو پیسہ وزن کے برابر کو کنار کھاتے تھے۔ ہمت کر کے یکبارگی چھوڑ دی اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ خدا کی مہربانی سے آپ کا کام روز بروز ترقی میں ہے۔

بیت:

تو ستارہ تھا، اب چاند ہے، ابھی کہاں ہے
اس حساب سے تجھے سورج ہو جانا چاہیے

پانچویں فرزند: واصلوں کے پیشوا، عارفوں کے برگزیدہ، خدا کے راستہ کی ہدایت دینے والے، خدا کی مخلوق کو راہ دکھانے والے، حضرت میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب حمزہ پہلوان، اللہ ان کو سلامت اور باقی رکھے۔

بچپن کے زمانہ میں علم ظاہری پڑھنے کے لیے موضع کیلیانوالہ میں میاں محمد تقی صاحب کی خدمت میں گئے۔ میاں محمد تقی کا بیٹا میاں مرزا صوفیوں کے طریقہ میں کوشش کرتا تھا اور عبادت و ریاضت میں مشغول تھا اور علم باطن میں کوشش کرتا تھا۔ آپ کے مبارک دل میں خیال آیا کہ یہ راستہ تو ہمارے آباواجداد کا ہے اور عالم کے لڑکے نے اختیار کیا ہے اور میں طالب علموں کے راستہ میں کوشش کر رہا ہوں۔ غیرت کی وجہ سے وہاں سے گھر چلے آئے اور حق تعالیٰ کے شوق کی آگ آپ کے باطن فیض مواطن میں شعلے مارتی تھی، مگر چونکہ اس راستہ کے لیے کامل مرشد اور مکمل ہادی ضروری ہے، آپ رہبر کی جستجو میں لگ گئے۔ موضع بھلوال میں جا کر حضرت شاہ سلیمان کے بیٹے میاں رحیم داد کے سامنے ظاہر کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آباواجداد کا راستہ مجھے عطا فرمائیں۔ انھوں نے روزوں اور نفلوں کی عبادت آپ کو ارشاد فرمائی۔ چند مدت تک اسی شغل میں مشغول رہے۔ آخر کار جو آپ کا مقصودِ اصلی تھا، وہ حاصل نہ ہوا۔ پھر میاں پیر محمد اور قاضی رضی الدین و شاہ محمد وغیرہ کے پاس گئے جو حضرت شاہ صاحب کے یاروں سے صاحبِ تاثیر تھے، مگر آپ کے دل کی تسکین کسی سے نہ ہوئی۔ لیکن شاہ محمد نے کہا کہ اوّل علم ظاہر کی کوشش کریں اور فقر آپ کے گھر

Marfat.com

میں ہے، آنکھ جھپکنے میں آپ کو حاصل ہو جائے گا۔ جب کچھ عرصہ کے بعد گھر آئے تو میاں محمد ہاشم صاحب نے، جن کے پاس آپ سبق بھی پڑھا کرتے تھے، پوچھا کہ میاں چند روز تم کہاں رہے ہو؟ آپ نے کہا کہ راہِ خدا کی طلب کے لیے بھلوال وغیرہ بزرگوں کی خدمت میں گیا تھا۔ حضرت میاں محمد ہاشم نے فرمایا کہ اگر راہِ حق کی طلب رکھتے ہو تو میاں عبدالرحمٰن کے پاس موضع بھڑی میں جاؤ۔ آپ نے دل میں خیال کیا کہ اِن کا بھلوال سے منع کرنا دو وجہ سے خالی نہیں ہے۔ یا تو اُس عناد کی وجہ سے جو اِن کو میاں رحیم داد صاحب سے ہے، کہتے ہیں کہ پھر بھلوال میں نہ جانا۔ یا شرکت [برادری] کی دشمنی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ مجھے کوئی چیز حاصل نہ ہو جائے۔ آپ بھڑی بھی نہ گئے۔ حتیٰ کہ میاں محمد ہاشم صاحب اس دارِ فنا سے دارِ بقا کو رحلت فرما گئے۔

اُن کا ایک خادم عبداللہ تھا جسے اُن (محمد ہاشم) کے خسر پورہ میاں نجم الدین نے حویلی سے نکال دیا۔ وہ درگاہ میں چلا گیا۔ انھوں نے چاہا کہ یہاں سے بھی نکال دیں۔ مگر میاں عنایت اللہ نے زور سے اُس کو خانقاہ میں رکھا کہ ہماری باری ہے، تم کو کیا حق پہنچتا ہے۔ ایک روز عبداللہ نے میاں صاحب کو کہا کہ رات خواب میں میاں محمد ہاشم صاحب آپ کو فرماتے ہیں کہ موضع بھڑی میں میاں عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میاں رحمت اللہ صاحب کے ساتھ ایمن آباد میں گئے۔ وہاں دونوں بھائیوں کا ایک ہی خُسر تھا۔ نو روز وہاں رہ کر کوٹلی بال گوبند میں پہنچے۔ وہاں کے خادموں نے خدمت میں کمر باندھی۔ چند دنوں کے بعد وہاں سے کوچ کر کے موضع شاہ پور میں آئے۔ میاں عبدالرحمٰن صاحب کا خادم میاں برخوردار ہرل آپ کی گھوڑی کے لیے گھاس سر پر اُٹھا کر لایا، گرد آلودہ چہرہ سے آپ کے پاس آیا۔ میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب اندر بیٹھے تھے۔ میاں رحمت اللہ دروازہ سے باہر تھے۔ انھوں نے کہا کہ میاں صاحب! جس فقیر کے متعلق میں کہتا تھا، وہ یہ آ گیا ہے۔ آپ نے اندر سے دیکھ کر دل میں کہا کہ یہ صورت اور فقیر ہو؟ میاں برخوردار نے کشف سے معلوم کر کے کہا، لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ آپ نے کہا کہ فقیر! اندر آؤ۔ اُس نے کہا، میں نہیں آتا۔ میاں رحمت اللہ نے کہا کہ آپ (عصمت اللہ) کی خدمت میں جاؤ۔ فقیر نے پھر کہا، میں نہیں جاتا۔ پھر میاں (رحمت اللہ) نے کہا کہ میں نے تمہارے اور ان کے درمیان ساری عمر کے اتفاق کا عہد باندھ دیا ہے۔ فقیر (برخوردار) نے ملاقات کی۔ عشقِ الٰہی کے راستہ کی باتوں میں آپس میں مشغول ہوئے اور تمام گذری ہوئی حقیقت پوچھی۔ میاں برخوردار نے کہا کہ اگر میرے دستگیر ہو، تو میں رہبرِ کامل اور مرشدِ مکمل کا آپ کو پتہ دیتا ہوں، کیونکہ میں اس سے خوف رکھتا ہوں کہ وہ اپنے اخفا میں کوشش رکھتے ہیں۔ اگر میرا یہ اظہار سُن لیں گے تو مجھ پر غصہ کریں گے۔ میاں صاحب نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر اتفاق کا عہد آپس میں پختہ باندھ لیا۔ میاں برخوردار نے ظاہر کیا کہ زمانہ کے مرشد میاں عبدالرحمٰن عشق اور جذب کے ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر ہیں اور ان کے انوار کے دریا کی ٹھاٹھ درختوں سے اوپر جا رہی ہے۔ اُس وقت آپ کے دل میں آنجناب کے دیکھنے کا شوق بہت بڑھ گیا۔

Marfat.com

بیت:

عشق صرف دیکھنے سے ہی نہیں ہوتا
بسا اوقات یہ دولت باتوں سے مل جاتی ہے

اُس روز آپ شکار کو گئے تھے۔ ایک شخص صادق نام نے بڑے شوق اور سوز سے ایک ترانہ گایا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ تو مجرّد [کنوارہ] ہے یا عیال دار ہے؟ اس نے کہا کہ عیال دار اور بال بچہ رکھتا ہوں۔ پھر پوچھا، کیا کسی سے عشقِ مجازی رکھتا ہے؟ اُس نے کہا، نہیں۔ میاں رحمت اللہ صاحب نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے، یہ حضرت میاں عبدالرحمٰن کا خادم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس جگہ اس قدر درد و شوق ہے، وہاں ضرور جانا چاہیے۔ وہاں سے روانہ ہو کر بُچّہ چھٹہ میں پہنچے۔ میاں رحمت اللہ کو کہا کہ تم پانڈو کی رات گذارو اور میں بھڑی سے ہو کر کل آ جاؤں گا۔ حتیٰ کہ آپ شاہ عبدالرحمٰن صاحب کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا کہ میں راہِ حق کی طلب کے لیے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بھلوال میں کیوں نہیں جاتے؟ آپ نے فرمایا، میں گیا تھا، یا تو وہاں ہمارا حصہ نہیں تھا یا وہ توفیق ہی نہیں رکھتے تھے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کے اور بھی کئی فقیر صاحبِ تاثیر ہیں، اُن کو دیکھو۔ آپ نے فرمایا، میں نے سب کو دیکھا ہے لیکن میرے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے راستہ کی طلب میں لگایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا کچھ حصہ ہے۔ اگر جدّ بزرگوار کے خادموں سے حاصل نہ ہوگا، کسی دوسرے خاندان سے مرشد پکڑلوں گا۔ اگر تم لوگ ہمارا ادب کرو گے تو ہمارے مرشد کا ادب بھی کرو گے۔ اس بات سے اُن (شاہ عبدالرحمٰن) کو دل میں غیرت آ گئی کہ اِن پر ضرور توجہ کرنی چاہیے۔ چنانچہ اپنی اہلیہ بی بی ظُہری اور اپنے بڑے بھائی میاں الٰہ داد سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ یہ صاحبزادے شیر کے بچے ہیں، ہم کو اِن سے ڈر لگتا ہے۔ میاں الٰہ داد نے کہا کہ کوئی خوف نہ کریں اگرچہ شیر کے بچے ہیں، لیکن مہربان ہیں۔ ان کے حق میں توجہ فرمائیں۔ میاں الٰہ داد کو پوچھا کہ مرشد کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ:

جو کچھ تم اپنے پاس رکھتے ہو اس کے راہ میں صَرف کر دو
تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک پیاری چیز نہ خرچ کرو

پھر میاں (عبدالرحمٰن) نے کہا کہ جس کسی کے پاس نور ہو، وہ دے دے۔ انھوں نے کہا، بہت بہتر ہے۔ فرمایا، وہ نور جوان کے دادا صاحب سے مجھ کو پہنچا ہے، میں نے اِن کو حصہ بخش دیا۔ رات وہاں گذاری۔ صبح دو تین تیر پرتاب ہمراہ جا کر رخصت کیا۔ رخصت دے کر پھر طلب کر کے فرمایا کہ میں نے ہر چند تم کو مغالطہ دیا لیکن تم نے غلطی نہیں کھائی۔ تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔ کسی دوسری طرف بالکل نہ جائیں، کیونکہ ہم نے دیکھا ہے، کابل کے دروازہ سے دہلی تک کوئی فقیر گرم و صاحب تاثیر و

Marfat.com

اہلِ شوق نہیں رہا۔تم پھر یہیں آنا۔ جب آپ گھر میں آئے، فصل ربیع کی کٹائی کا کام شروع تھا۔ پندرہ دن گھر میں رہ کر کام سے فارغ ہوکران (میاں عبدالرحمٰن) کی خدمت میں گئے۔میاں صاحب نے مرغی آپ کے لیے ذبح فرمائی۔ایک سیر گھی اُس میں ڈالا۔ پکا کر آپ کو کھلایا۔رات کو ایک سیر دودھ معہ شیرینی کے گرم کر کے آپ کو پلایا۔صبح کے وقت ایک کوزہ پانی گرم آپ کے وضو کے لیے لائے۔تین دن تک آپ کوٹھڑی کے اندر بیٹھے رہے۔تیسرے روز کے بعد آپ کو فرمایا کہ باہر جاؤ اور بول و براز کر کے آؤ۔آپ نے جواب دیا کہ یا حضرت! کوئی حاجت نہیں۔وضو کے لیے پانی دے دیا کرو۔میاں (عبدالرحمٰن) پکار اُٹھے، سبحان اللہ! شوق کی گرمی اس قدر رکھتے ہیں کہ چند دنوں کا کھانا باطن کی گرمی سے بھسم ہوگیا ہے۔باوجود اس قدر حرارتِ عشق کے پھر راہِ خدا طلب کرتے ہیں۔

ناقل کہتا ہے کہ چھ روز میں آپ کو منزل فنافی الشیخ، مرتبۂ فنافی الرسول حاصل ہوکر مرتبۂ فنافی اللہ میں مستغرق ہوگئے۔ حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ تم چند روز لذات سے کنارہ کر کے کسی جگہ چلے جاؤ اور خدا کو یاد کرو۔میاں برخوردار ہرل نے عرض کیا کہ یہ اگر کسی جگہ چلے جائیں گے تو ان کے پدر بزرگوار حضرت میاں برخوردار صاحب کا الزام آپ کے ذمہ عائد ہوگا، اور وہ فرمائیں گے کہ فلاں نے میرے فرزند کو بے خانماں کر دیا۔چاہیے کہ میرے پاس موضع ہرلانوالی میں رہیں۔فرمایا، اچھا ہے۔حتیٰ کہ ستائیس روز وہاں رہے۔چند روز برخوردار (ہرل) کے کنوئیں پر بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔آس پاس سے خلایق سن کر زیارت کے لیے ہجوم لے آتے۔جب آپ کے شغل میں خلل پڑا تو اس مکان کو چھوڑ کر اندر جا کر خلق سے کنارہ کر کے بیٹھ گئے۔میاں الٰہ داد صاحب کو یہ خبر ہوئی کہ صاحبزادہ صاحبؒ برخوردار ہرل کے گھر میں ہیں۔میاں صاحب (عبدالرحمٰن) کو ملامت کی کہ ایسی بہت بڑی دولت کو تم نے زمیندار کے گھر میں کیوں بھیجا۔ان کی خدمت دونوں جہان کی سعادت تصور کر کے ہم خود بجالاتے۔حضرت نے فرمایا کہ برخوردار مجھ کو دھوکا دے کر صاحبزادہ کو اپنے گھر لے گیا ہے اور اس پر غصہ کیا۔برخوردار کہتا ہے جس وقت آپ اُس جگہ مجھ پر غصہ ہوئے، اس جگہ میرا کل احوال سلب ہوگیا۔عثمان نام خادم کو بھیج کر میاں [عصمت اللہ] صاحب کو اپنے پاس بھڑی بلالیا اور فرمایا کہ اب اپنے گھر جا کر اذکار و افکار میں اشتغال رکھو اور یادِ خدا میں مشغول ہو جاؤ۔آپ نے گھر پہنچ کر کنبل (بھورا) پہن لیا۔جوتی پاؤں سے اتار دی، دستار پانچ گز سر پر باندھ لی۔رات کو صحرا میں ذکر کرتے اور دن کو دریا کے کنارہ پر خدا کی یاد کرتے۔سرگی [سحر] کے وقت خانقاہ کے صحن میں جھاڑو دیا کرتے۔بارہ سال اسی طور پر گذر گئے۔ایسی تاثیر اور گرمی ظہور میں آئی کہ جو شخص آپ کے کوچہ کے راستہ سے گذرتا مست ہو جاتا اور جو شخص آپ کی سواری والی گھوڑی کو گھاس ڈالتا، بے ہوش ہو جاتا۔اپنی خود کاشتہ کھیتی، جو موضع اگرویہ میں رکھتے تھے، کی وجہ سے اس گاؤں میں آپ کی آمد و رفت بہت ہوتی تھی۔وہاں کے چھوٹے بڑے وجد و حال میں مشغول رہتے تھے۔موضع مذکور کے زمیندار شادمان

Marfat.com

نام کو، جواب بھی قیدِ حیات میں ہے، ایسا کشف ہوا کہ میاں صاحب گھر میں ہوتے تھے اور وہ اپنے گاؤں میں خبر دیتا تھا کہ حضرت فلاں جگہ بیٹھے ہیں اور فلاں کام کر رہے ہیں۔ اور مجلسِ گرم کے وقت اگر سو شخص پر بھی نظر فرماتے، بے ہوش ہو جاتے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اکثر لوگ بالا خانہ سے نیچے زمین پر گر پڑتے اور کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اور اکثر بے دم ہو جاتے۔ میں نے خود دیکھا ہے، دو پہر تین پہر بے دم رہتے۔ چنانچہ میاں محمد عظیم صاحب فرزندِ حضرت صاحب اور میاں ابوسعید صاحب، جو بھتیجا اور داماد ہیں، عقیدت کا تعلق اور غلامی کا رشتہ بھی گلے میں رکھتے ہیں۔

بیت:

کئی لاکھوں سر یہاں گیند کی طرح تھے
ہا اور ہو، ہا اور ہو تھی

آپ کے بھتیجا میاں سلطان محمد نے آپ کی توجہ سے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا۔

آپ کے ہمشیرہ زادہ میاں عبدالجلیل کو آپ کی ایک نظر فیض اثر سے تجلّی صمدیت کھل گیا۔ بارہ سال تک کھانے کا لقمہ ان کے حلق میں نہیں پہنچا۔ اگر وجد کی حالت اُن کو ہوتی تو بے دم ہو جاتے۔ اور اکثر شوق کی حرارت سے بے جان ہو جاتے۔ چنانچہ میاں عبدالجلیل نے اگرچہ اسی گرمی کی وجہ سے اپنے آپ کو کشمیر جنت نظیر میں پہنچایا کہ جسم کو سردی پہنچے۔ لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ عشق کی آگ کشمیر کی برف کو جلا دیتی ہے۔ حتیٰ کہ اسی جگہ جان بحق سپرد کی۔

بیت:

دوست کے خیمہ کے دروازہ پر جو قتل ہو جائے تو کوئی عجب نہیں
عجب اس زندہ سے ہے جو جان سلامت باہر لے آیا

فرد:

اے سرمد عشق کا غم ہوس والے کو نہیں دیتے
پروانہ کے دل کا سوز مکھی کا نہیں دیتے

فرد:

عاشقی کا کمال پروانہ رکھتا ہے
کہ سوائے جلنے کے کوئی پروا نہیں رکھتا

ایسا حال رکھتے تھے کہ مکھی کے پَر کی آواز (بھنبھنانے) سے بے ہوش ہو جاتے۔

Marfat.com

بیت:

مکھی نے کسی عاشق کے آگے پَر نہیں مارا
کہ اس [عاشق] نے مکھی کی طرح ہاتھ سر پر نہیں مارا

اور جب کشمیر میں پہنچے تو دارفنا سے دار بقا کی طرف رحلت کرنے کے وقت لہنا نامی فقیر کو، جو اُن کے ہمراہ تھا اور ان کی توجہ سے کفر سے اہلِ اسلام کے زمرہ میں آیا تھا، کہا کہ حضرت میاں صاحب کی جناب سے جو چاہے طلب کرنا، سوائے شوق کے۔ مجھ پر ایک نظر فرمائی۔ میرا حال دیکھ کہ اُس کی گرمی سے میں جل گیا۔ ایک نظر آپ نے مسمات معروفہ پر فرمائی۔ وہ بھی جان جلانے والے شوق کے شعلہ سے جل گئی۔ اور معروفہ پر ایسا حال تھا کہ آسمان کے فرشتے اور اہلِ قبور اور قلوب کی حقیقت اس پر مکشوف تھی۔ یعنی کشف قبور، کشف قلوب اور کشف ملکوت رکھتی تھی۔ جس وقت وجد و حال اس پر طاری ہوتا، آٹھ آٹھ پہر مست رہتی۔ اور جس بیمار کو دَم کرتی، اُسی وقت ٹھیک ہو جاتا۔ اگر کوئی شخص شبہ والا کھانا پکا کر اس کے سامنے لاتا تو اس کی ماہیت معلوم کر لیتی۔

سیّد محمد غوث صاحب، جو حضرت غوث صمدانی قدس سرّہ العزیز کی اولاد سے ہیں، حضرت میاں صاحب کی جناب میں ارادت لائے (یعنی مرید ہوئے)۔ اگرچہ کابل کے دروازہ سے دہلی کے دروازہ تک جہاں کوئی فقیر سنتے، دیکھتے اور میاں پیر محمد کو بھی دیکھا ہوا تھا، مگر کسی شخص سے تسکین خاطر اور اطمینان قلبی حاصل نہ ہوا۔ اس راستہ کے تمام مقاصد و مطالب اِسی جناب سے پائے۔ ادب اس قدر رکھتے تھے کہ دو تین کوس سے پیدل چل کر آتے اور کبھی حضرت صاحب کی آنکھ کی طرف نہ دیکھتے، حضرت کے پاؤں کی طرف نظر رکھتے۔

بیت:

جس مجلس میں سوال و جواب کرنا بے ادبی ہے
وہاں بات کرنا بڑا گناہ اور نظر کرنا بے ادبی ہے

اور جو لوگ پیرزادہ [سیّد محمد غوث] کے ساتھ ہوتے تھے، سب صاحبِ حال ہو گئے۔ ایک بار جو میاں صاحب کی خدمت سے رخصت ہوئے، حسن ابدال تک سب مست چلے گئے۔ وہاں جا کر ہوش میں آئے اور ہمیشہ خدمت میں آنا جانا رکھتے تھے، حتیٰ کہ صاحبِ تاثیر ہو گئے۔

منقول ہے کہ ایک بار آپ رہتاس میں تشریف شریف لے گئے۔ خلایق کا رُجوع بے حد ہوا۔ لوگ اس قدر مٹھائیوں کی نیاز مبارک لاتے تھے کہ بازار میں شیرینی کم، بلکہ معدوم ہو گئی۔ (وہاں کے) بہت سارے لوگ معتقد ہو گئے اور صاحبِ حال بن گئے۔ چنانچہ اس شہر کا رئیس حافظ محمد صدیق عقیدت مندوں سے ہو گیا۔ ایک اور اس کا بھائی تھا، حضرت کے پاس لا کر عرض کیا کہ

Marfat.com

اس کے حق میں توجہ فرمائیں۔ چونکہ وہ بہت بدکار اور شرارتی تھا۔ تیسری نظر میں اس کو تاثیر ہوئی اور زمین پر لیٹنے لگا۔ حضرت نے اپنے ہاتھ مبارک دھوئے۔ ایک سائل نے عرض کیا کہ ہاتھ دھونے کی کیا وجہ تھی؟ آپ نے فرمایا کہ اُس کا دل بہت پلید تھا، اس کے پاک کرنے سے میرے ہاتھ ملوث ہو گئے تھے۔

مہتہ مُنی رام رہتاس کا فوجدار آپ کی خدمت میں آ کر مرید ہوا۔ چنانچہ کئی اونٹ اور خیمے اور تانبے کی دیگیں اور تانبے کے تھال اور نقد و جنس اور دوسری بہت ساری نذر نیاز لایا۔ تا حال اس کی سب اولاد معتقد ہے۔

میاں بولا درزی پر توجہ فرمائی۔ اس کی تاثیر ایسی ظہور میں آئی کہ اس شہر کے اطراف و نواح کے لوگ اس کی اطاعت کے حلقہ میں آتے اور ان پر وجد و حال طاری ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس کی حویلی میں آتا، اس کو تاثیر ہو جاتی اور مست ہو کر گر پڑتا۔

جب دوسری مرتبہ آپ نے اس شہر (رہتاس) کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو پہلے کی طرح خلایق کا رجوع ہوا۔ اس شہر کا فوجدار آغا بداغ بیگ اس حد تک بدکار تھا کہ ایک دم بھی شراب اور کباب کے بغیر نہ رہ سکتا اور ایک گھڑی محبوب مرغوب کے بغیر نہ گذارتا۔

فرد:

شراب پوشیدہ عیش کرنا [چُھپ کر پینا] کیسا بے بنیاد کام ہے
ہم رندوں کی صف میں داخل ہوئے، جو ہونا ہے ہو لے

ایک نظر سے اس کو منہیات (غیر شرعی باتوں) سے توبہ کرائی اور وہ شریعت غرّا کے راستہ پر مشغول ہو گیا۔

ناقل کہتا ہے کہ ایک روز میں نے آپ کی زبان سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک دن ہمارے دل میں گذرا کہ کہتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ جب کسی کچے گھڑے پر نظر فرماتے تو گھڑا پک جاتا۔ اور اگر پکے پر نظر ڈالتے تو وہ ٹوٹ جاتا تھا۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟ امتحاناً میں نے ایک بوتل کی گردن پر نظر کی جو طاقچہ میں پڑی تھی۔ اسی وقت اس کی گردن ٹوٹ کر بوتل سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑی۔

غلام حسین، جو حضرت صاحب کی جناب میں راسخ عقیدت رکھتا تھا، بیان کرتا ہے کہ میں لاہور میں ایک شخص کا نوکر تھا۔ اس شخص نے مجھ کو کہا کہ کوئی گانے والا ہماری مجلس میں لاؤ۔ میں گیا۔ میاں گولا، جسے حضرت صاحب کی نظر کے کرشمہ سے درد حاصل تھا اور جس وقت وہ سرود کرتا، نعرے مارتا اور آہیں بھرتا، میں اُس کو لے آیا۔ اس کے کمال درد و شوق سے میرے دل میں شوق و ذوق پیدا ہوا۔ میں نے اس کو کہا کہ مجھ پر توجہ کرو۔ اس نے کہا کہ اس کام کی توفیق میرے مرشد کامل مکمل رکھتے تھے، جن کا دولت خانہ چناب کے کنارہ پر ہے۔ ناقل کہتا ہے کہ میں خرابات میں اس قدر گرفتار تھا کہ شراب و کباب کے بغیر ایک دَم بھی نہ رہ

Marfat.com

سکتا تھا۔ ایک منصب دار کی عورت سے ساری رات بدکاری میں مشغول رہتا تھا۔ اور اس کو خرچ کے لیے روزانہ میں اشرفیاں دیا کرتا تھا۔ فقیروں کی تلاش میں، مَیں لدھا فقیر چشتی کے پاس گیا، جو لاہور میں ہے اور کہا کہ اگر توفیق رکھتے ہو تو مجھے زنا اور شراب سے باز رکھو۔ اس نے کہا، جاؤ، آج تم سے یہ دونوں (گناہ) نہ ہوسکیں گے۔ میں چلا گیا اور دونوں سے خوب حظ اٹھایا۔ واپس آ کر میں نے دو ہتھڑ اس کی پشت پر مارے اور کہا کہ تو کذّاب اور محض جھوٹا ہے اور فقر کے راستہ سے بے بہرہ ہے۔ میاں پیر محمد کے یاروں سے میاں محمد فاضل لاہور میں پہنچے۔ خلائق کا رُجوع ان کے پاس بہت ہوا۔ اُن کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھ پر توجہ کی۔ شوق کی گرمی اور وجد میرے جسم میں بہت ہوا، تا آنکہ ایک روز میاں محمد فاضل نے دو تین لقمے کھانے کے اپنے ہاتھ سے میرے منہ میں ڈالے اور کہا کہ جس قدر میں توفیق رکھتا تھا، تم کو حصہ دے دیا ہے۔ اب تمہارا حصہ قدوۃ الواصلین حضرت نوشہ گنج بخش کے پوتے ایک صاحبزادہ کے پاس ہے۔ (ناقل) کہتا ہے کہ میں درد و شوق تو بہت رکھتا تھا لیکن اس بدکاری سے نہ رہ سکا۔ میں نے کہا، جب تک فقیر اپنا جہاں آرا جمال نہ دکھائے گا، میں اُس کی جناب میں نہ جاؤں گا۔ صبح میں مراقبہ میں تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا، غلام حسین! دیکھ ہم پہنچ گئے ہیں، ہم فقیروں کا کیا دیکھنا ہے۔ اِن (ظاہری) آنکھوں سے سر سے پاؤں تک حضرت صاحب کو ملاحظہ کر کے خوب دیکھا۔ عبدالکریم کو، جو میرا ساتھی تھا، میں نے کہا کہ آؤ ہم شاہدرہ دیکھ آئیں۔ شاہدرہ سے ہو کر ہم نے میاں دَولا کے پُل پر رات گذاری۔ دوسرے روز ڈوگرانوالہ وڑائچاں میں پہنچے۔ ایک شخص وہاں بیٹھا تھا۔ اس نے ہم کو کہا کہ تم کو کیا پیش آیا ہے کہ فقیر کے دیکھنے کو جا رہے ہو؟ ہم متعجب ہوئے کہ اس شخص نے ہمارا اِس قصد سے آنا کیسے جان لیا؟ ہم نے کہا، جب تو نے ہمارے آنے کا قصد جان لیا ہے تو ہماری وہ خواہش اور ضرورت بھی جان لی ہوگی۔ اگر توفیق رکھتا ہے تو ہم پر توجہ کر، تا کہ وہاں تک سفر کرنے سے ہم بچ جائیں۔ اس نے کہا کہ حصہ تمہارا وہیں ہے، لیکن واپس آتے وقت یہاں مجھے ملاقات کر کے جانا، کہ کیا لائے ہو۔ وہاں سے ہم موضع رُکھ چٹھہ میں پہنچے۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ کیا اچھا ہو کہ میاں صاحب کوئی فقیر راہ دکھانے والا ہمارے لیے بھیج دیں، کیونکہ ہم راستہ نہیں جانتے۔ اسی خیال میں تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ ایک گھڑی یہاں بیٹھ جاؤ، کیونکہ حضرت صاحب نے مجھے دو فقیروں کے واسطے بھیجا ہے جو لاہور سے آ رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ وہ ہم ہی ہیں۔ پس وہ ہمارے آگے آگے چلا اور ہم اس کے پیچھے چلے۔ پھر کشتی پر سوار ہو کر موضع چک ساہن پال میں پہنچے۔ وہ شخص ہم کو حضرت صاحب کی حویلی کے دروازہ پر چھوڑ کر چلا گیا اور حضرت صاحب اس باغیچہ میں تھے جو دریا کے کنارہ پر ہے۔ ہم وہیں چلے گئے۔ مجلس بہت تھی۔ چونکہ آپ سادہ وضع میں تھے، عبدالکریم نے کہا کہ ان میں کوئی فقیر نہیں دکھائی دیتا۔ غلام حسین کہتا ہے چونکہ میں انہیں معاینہ (مشاہدہ) میں دیکھے ہوئے تھا، میں نے کہا کہ آپ وہ ہیں۔ ملازمت کے شرف سے ہم مشرف ہوئے۔ ہم پر آپ نے توجہ فرمائی۔ دو رات کے بعد ہم رخصت ہوئے اور موضع ڈوگرانوالہ میں پہنچے۔ ہم دیوانہ اطوار تھے۔ ہم کو یہ خبر بھی نہ تھی

Marfat.com

کہ ہم دریا سے بیڑے پر گذرے یا پیدل چل کر۔ اُس زمیندار سے ہم نے ملاقات کر کے کہا کہ دیکھ، فقیر صاحب نے ہم کو کیا چیز عطا فرمائی ہے۔ اس نے کہا کہ بہت اچھی چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ چاشت کے وقت ہم خدمت سے رخصت ہوئے تھے۔ ڈوگرانوالہ پہنچنے پر بھی وہی وقت تھا۔ گویا آنکھ جھپکنے میں ہم وہاں پہنچ گئے۔ غلام حسین کہتا ہے کہ جب ہم لاہور پہنچے، تین بوتلیں شراب کی ہمارے گھر کے طاقچہ میں پڑی تھیں۔ امتحاناً میں نے طاقچہ سے بوتل کو پکڑا، وہ میرے ہاتھ سے گر پڑی۔ دوسری کو پکڑا، وہ بھی ٹوٹ گئی۔ جب تیسری بوتل کو پکڑا تو میں چارپائی سے بوتل سمیت زمین پر گر پڑا۔ ایک گھڑی بے ہوش رہا۔ جس عورت سے میں تمام رات مشغول رہتا تھا، اُس سے بھی توبہ کی۔ چنانچہ (غلام حسین) صاحب شوق واہلِ تاثیر ہو گیا۔ اور اس عبدالکریم نے بھی نوکری چھوڑ دی، گوشۂ تنہائی اختیار کیا اور عزلت نشین ہو کر خوب فقیر ہو گیا۔

درگاہی نام ایک شخص ایمن آباد کا رہنے والا، موضع ساہن پال میں محصّل تھا۔ ایک روز حضرت صاحب کے کھیتی باڑی کرنے والے کارندوں کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے لے آیا۔ حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر، غضب سے اُس کو چبوترہ سے نیچے دھکیل دیا۔ محصّل کہتا ہے کہ جس وقت آپ نے مجھ کو چبوترہ سے نیچے دھکیلا تو ایسا معلوم ہوا کہ میں تحت الثریٰ میں گر پڑا ہوں۔ چنانچہ وہ محصّلی چھوڑ کر جناب کا خادم ہو گیا۔ بڑا اچھا حال رکھتا ہے۔ ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول ہے اور مست حال اور حضرت صاحب کے تصوّر میں محو ہے۔

ایک شخص نے حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں حق کا طالب ہوں، مجھے خدا کا راستہ ارشاد فرمائیں۔ انھوں نے میاں صاحب کو حکم فرمایا۔ میاں صاحب نے کہا کہ پانی ہوتے ہوئے، تیمّم جائز نہیں۔ پھر دوسری بار انھوں نے حکم فرمایا تو آپ اس شخص کو علیحدہ ایک طرف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ سات رات دن کھانے کے قریب نہ جاؤ اور گوشہ اختیار کرو۔ چونکہ سائل خالص عقیدت والا تھا، اسی طرح کیا۔ تا آنکہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن کے وصال کے بعد وہ شخص آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ کے فرمان پر عمل کیا تھا۔ چوتھے روز ہی اپنے مطالب اور مقاصد کو پہنچ گیا۔ آپ نے اس کو ملامت فرمائی کہ اگر تین روز اور جو ہفتہ سے رہتے تھے، صبر کرتا تو دیکھ لیتا کہ کیسے احوال تجھ پر ظہور کرتے ہیں۔

ایک شخص پر حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب نے توجہ فرمائی اور رخصت کیا کہ اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ۔ (میاں صاحب عصمت اللہ کے) دل عرفان منزل میں غیرت آئی کہ یہ بات مقرر ہے کہ جہاں شیر رہتا ہو، دوسرے شیر کو وہاں نہیں چھوڑتا۔ (شاہ عبدالرحمٰن نے) میاں سعدی [دوسری جگہ: شادی] فقیر لوہار ساکن کیلیانوالہ کو فرمایا کہ اس شخص کو آج یہاں رکھو۔ صبح کے وقت میاں سعدی نے اس شخص سے رات کی حقیقت پوچھی۔ اُس نے کہا کہ رات کو حضرت رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی ہے۔ انھوں نے ہاتھی اور پالکی اور

Marfat.com

گھوڑے کی سواری مجھے عطا فرمائی۔ انھوں نے پھر میاں سعدی کو فرمایا کہ ایک رات اور اس کو پاس رکھو۔ دوسری رات گذرنے کے بعد میاں سعدی نے رات کی حقیقت پوچھی۔ اس نے کہا کہ آج رات پالکی اور گھوڑے کی سواری رہ گئی۔ تیسری رات پھر اس کو پاس رکھا۔ سوائے گھوڑے کی سواری کے اور کچھ نہ رہا۔ اُس کو رخصت کر دیا۔ حضرت میاں (عبدالرحمٰن) صاحب نے سنا تو فرمایا کہ میں نے اسی لیے اس کو رخصت کر دیا تھا کہ صاحبزادہ (عصمت اللہ) غالب وزور آور ہے، اس کو اِس مراتب پر سلامت نہیں چھوڑے گا۔

میاں ابوسعید کی زبان سے نقل ہے کہ ایک دن میاں صاحب قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول تھے اور میں خدمت میں کھڑا ہو کر مگس رانی کر رہا تھا۔ آپ پر ایسے حال نے ظہور کیا، میں نے دیکھا کہ آپ کا تمام جسم مبارک پگھل کر سچے لعل اور آبدار موتی کی طرح موج مارتا تھا۔ میں حیران ہو گیا۔ دو گھڑی تک یہی حال رہا۔ دروازہ بند تھا۔ ایک مخل نے دروازہ پر آ کر آواز دی۔ میں نے دیکھا کہ انگوری کی طرح جو زمین سے اُگتی ہے، آپ اُگ رہے تھے، حتیٰ کہ اپنی اصلی حالت پر معاودت کی۔

ایک مرتبہ آپ لاہور تشریف شریف لے گئے۔ حضرت شیخ فرید گنج شکر کی اولاد میں سے شیخ عبدالغفور نے ہاتھی اور پالکی آپ کی سواری کے لیے دو تین کوس آگے سے استقبال کو بھیجے۔ بڑے اعزاز اور اکرام سے پیش آیا اور خدمت میں کمر بستہ رہا۔ ایک دن اپنی لڑکی کو، جو دس گیارہ سال عمر کی ہوگی، حضرت صاحب کے سامنے لایا اور کہا کہ میں نے نذر مقرر کی ہوئی تھی کہ جب میاں صاحب ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوں گے تو پہلے اس لڑکی پر توجہ کرنے کی عرض کروں گا۔ حضرت نے توجہ فرمائی۔ اُسی وقت وہ لڑکی شیخ کی بغل میں مست اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ظہر کے وقت اس پر یہ حالت وارد ہوئی۔ ساری رات اور دوپہر آیندہ روز تک بے خود رہی۔ شیخ پریشان حالت میں حضرت صاحب کے سامنے آیا اور عرض کی کہ لڑکی افاقہ میں آئے گی، یا اسی حال میں مر جائے گی؟ حضرت نے فرمایا، ہوش میں آ جائے گی۔ چنانچہ اُسی وقت ہوش میں آ گئی۔ شیخ نے عرض کیا کہ محل اہل ستر کے اندر بھی تشریف فرمائیں کہ سب (مستورات) حضرت کی زیارت کی مشتاق ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس آنکھ سے تم نے ہم کو دیکھا ہے، اندر جا کر اُسی آنکھ سے دیکھو۔ شیخ نے اندر جا کر ایک کنیز پر نظر کی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ دوسری عورتیں جو اس کام سے مَحرم نہ تھیں، وہ بھاگ کر اندر جا کر چھپ گئیں۔

شیخ [عبدالغفور] کا ایک بھائی فتح محمد نام تھا، جو شرارت اور مکّاری میں نظیر نہیں رکھتا تھا، آپ کے سامنے آ کر توجہ کی عرض کی۔ حضرت نے توجہ فرمائی تو دیر تک بے ہوش و مست رہا۔

سلطان حکیم نے، جو شاہی حکیم تھا، حضرت کی دعوت کی۔ جب اس کے گھر میں تشریف لے گئے تو اُس نے توجہ کی عرض کی۔ حضرت نے توجہ کی تو اُس کو اثر ہو گیا۔ اُسی وقت اٹھ کر دونوں ہاتھ باندھ کر خدمت میں عرض کیا کہ حضرت سلامت! دل کی

Marfat.com

گرمی دماغ کو پہنچ گئی ہے۔ اگر اِس سے زیادہ ہو جائے تو دنیاوی کاروبار سے رہ جاؤں گا۔ اور یہ بات بھی اسی جگہ دیکھی ہے، ورنہ کابل کے دروازہ سے دہلی تک میں نے سیر کی ہے، ایسی گرمی اور تاثیر کہیں نہیں دیکھی۔ اگر چہ کئی مشاہیر فقرا کے پاس جا کر میں نے التجا کی ہے۔ حکیم محمد مراد اور حکیم محسن زمان خاں نے بھی توجہ کے وقت اسی طرح عرض کیا۔

حضرت کی منگنی بی بی سائرہ خاتون کی بیٹی کے ساتھ کرنے کے لیے میاں برخوردار صاحب اور میاں محمد ہاشم صاحب نے کہا۔ لیکن بی بی نے قبول نہ کیا اور جواب دے دیا۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ ملکِ ولایت کا بادشاہ ہوگا۔ پھر میاں رحمت اللہ کو آپ کے رشتہ کے لیے ایمن آباد میں بھیجا۔ آپ کی منگنی وہاں مقرر ہو گئی۔ حافظ معموری نے خواب میں آپ کے علوّ مراتب اور سموّ مناصب کو دیکھا۔ صبح کے وقت بی بی سائرہ خاتون کو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس صاحبزادہ کا مرتبہ بہت بڑا ہو گا، میاں محمد ہاشم کے برابر بلکہ نوشۂ ثانی ہو جائے گا۔ چاہیے کہ ہم اپنی بیٹی کی منگنی آپ سے مقرر کر دیں۔ جب منگنی کی خبر ایمن آباد میں [ہونے کی] سُن لی تو بہت افسوس اور حسرت کی۔ اگر چہ ایک آدمی اس رشتہ کو روکنے کے لیے بھیجا، لیکن اس کے جانے سے پہلے وہ کام پختہ مقرر ہو چکا تھا۔ انھوں نے بہت افسوس اور غم کھایا۔

میاں پیر محمد کے فقیر میاں میہوں کا شہرہ دنیا میں بہت بڑھ گیا۔ حضرت صاحب کسی تقریب پر وہاں تشریف لے گئے۔ فضیلت پناہ میاں جمال اللہ بھی ہمراہ تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میاں میہوں علیحدہ جھنڈا کا مالک بن گیا ہے، چاہیے کہ اس کا جھنڈا قلم کر دیں (کاٹ دیں)۔ غیرت اور جذب سے اس کو قلم کر دیا۔ جو کچھ اس کی تاثیر اور رجوع تھا، سب کھینچ لیا اور فرمایا کہ اگر اسی طرح یہ غالب ہوتا گیا تو کسی دوسرے فقیر یا کسی کی اولاد کا نام کوئی نہیں لے گا۔ اسی دن سے میاں میہوں کا نام کوئی شخص نہیں لیتا اور وہ عوام الناس کی طرح ہو گیا۔

حضرت صاحب ایک شخص کو رہا کرانے کے لیے جو مرزا نصرت اللہ میاں قاقشال فوجدار کُل بہلک کی قید میں محبوس تھا، اس کے پاس گئے۔ فضیلت پناہ میاں جمال اللہ بھی ہمراہ تھے۔ شاہِ والا جاہ نے مرزا کو فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس زمیندار کے رہا کرانے کے لیے آئے ہیں، چاہیے کہ تم اس کو چھوڑ دو۔ مرزا نے کہا کہ پانچ چھ روز کے بعد جب دوسرے قیدیوں کو رہا کروں گا، اس کو بھی چھوڑ دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم پرانے خلوص کے تعلق کی وجہ سے تمہارے پاس آئے ہیں، چاہیے کہ دوسروں سے علیحدہ اس کو رہا کر دو، تا کہ تمہارے اخلاص کا پھل اور اتحاد کا نتیجہ ظاہر ہو جائے۔ لیکن اس نے حکومت کے غرور کے باعث آپ کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ حضرت صاحب نے میاں جمال اللہ صاحب کو فرمایا کہ میں مرزا کی دستار سَر سے جدا دیکھ رہا ہوں اور قیدی بھی خدا کے حکم سے درگاہِ الٰہی سے رہا ہو گئے ہیں، چاہیے کہ ہم گھر جائیں۔ مرزا کے پاس جا کر رخصت مانگی۔ اگر چہ مرزا رخصت نہیں دیتا تھا، مگر آپ غصہ سے اٹھ بیٹھے۔ اس کے نوکروں سے ایک شخص نے کہا کہ مرزا بھی شیخ عبدالقادر کے دربار کا کتا

Marfat.com

ہے، کسی کی غیرت اس کا نقصان نہیں کرسکتی۔ میاں جمال اللہ صاحب نے اس کو کہا کہ جو لوگ حضرت شیخ عبدالقادر کی جناب کے مقرّب ہیں، وہ کتّوں کو جوتی سے مار دیتے ہیں۔ وہاں سے آ کر قیدیوں کو فرمایا کہ تم کو ہم نے جناب الٰہی کی درگاہ سے رہا کرا دیا ہے۔ اور خود دولت خانہ میں تشریف شریف لے آئے۔ چند دنوں کے بعد قوم چوہا اور رانجھہ اور رِہان کے زمینداروں نے فوجیں جمع کر کے مرزا سے جنگ کی۔ اگر چہ مرزا کی فوجیں بھی حساب سے زیادہ تھیں، لیکن خدا کی تقدیر اور فقیروں کی غیرت نے سپاہ کے ہاتھ ایسے باندھے کہ زمینداروں میں سے کسی کو ایک زخم بھی نہ پہنچا۔ حتیٰ کہ مرزا کو جان سے مار گئے اور اس کا تمام مال و متاع لوٹ کر لے گئے اور کُشتوں کے پشتے لگ گئے۔

بیت:

قارون کا خزانہ جو ابھی تک گہرائی میں جا رہا ہے
تو نے پڑھا ہوگا کہ یہ بھی درویشوں کی غیرت سے ہے

مراد نام زمیندار منگو کا نے میاں برخوردار ہرل کے پوتے کو قید کیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب اُس کو رہا کرانے کے لیے مراد مذکور کے پاس گئے۔ وہ بد بخت شامت نفس سے حضرت کی خدمت میں نہ آیا۔ لیکن ایک شخص حضرت کی دعوت کے لیے بھیجا۔ آپ نے قبول نہ فرمائی۔ پھر اس نے دو روپیہ فقیروں کے خرچ کے لیے بھیجے۔ وہ بھی نہ لیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم میاں برخوردار ہرل کے پوتے کی رہائی کے لیے آئے ہیں۔ اگر اس کو رہا کر دے تو تیری دعوت قبول کریں گے۔ دو تین بار یہ تکرار ہوا، مگر وہ نہ مانا۔ اس کے بھتیجے نے فجر کے وقت اس کو ملامت کی اور کہا کہ تمام رات فقیروں نے ذکر اور بیداری میں گذاری ہے، ایسا نہ ہو کہ اُن کی غیرت سے تجھ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ چاہیے کہ قیدی مذکور کو رہا کر کے بزرگوں کے حوالہ کر دے اور ان کی رضامندی حاصل کر لے۔ اُس (مراد) نے کہا کہ یہ تو فقیر لوگ ذکر کرتے ہیں اور میاں بخشو، جو ہمارا مرشد ہے، اُس کے کتّے بھی ذکر کرتے ہیں، اِن کی غیرت ہم پر کوئی اثر نہیں کرسکتی۔ اس بات کو سننے سے حضرت صاحب کو جلالیّت آ گئی اور فرمایا، وہی کتّے اس کا گوشت کھائیں گے۔ اُٹھ کر دولت خانہ میں چلے آئے۔ چند روز کے بعد مراد ایک گاؤں میں پہنچا اور کچھ مدت گذر چکی تھی کہ اُن کا باپ اِس نے قتل کیا تھا۔ وہ دل میں غصہ رکھتے تھے اور اُس کے بیٹے باپ کے قصاص کے لیے کوشش کیا کرتے تھے، مگر قابو نہیں پاتے تھے۔ اس جگہ رات کو جب تمام فوج اس کی سو گئی، دونوں بھائی کسی کام کا مشورہ کرنے کے بہانہ سے اُس کے پاس آئے اور اپنے باپ کے قصاص کے لیے تلواریں کھینچ کر اور اپنی جان سے ہاتھ دھو کر اُس کے سر پر پہنچے۔ اس نے ہر چند واویلا کیا، مجھے قتل نہ کرو، میں تمہارے کام آؤں گا۔ انھوں نے کہا کہ جو کام تجھ پر موقوف تھے، ان سے ہم فراغت پا چکے ہیں، اب ہم اپنے والد کے قصاص میں تجھ کو مارتے ہیں۔ چنانچہ اُس کو جان سے ہلاک کر کے بالا خانہ سے گلی میں پھینک دیا اور ایک بھٹی میں ڈال دیا۔ اس گاؤں

Marfat.com

کے کتّوں نے اس کا سب گوشت اور چمڑا کھالیا۔

موضع میرالی والہ کا قانون گوے مُر پی نام، میاں برخوردار (ہرل) سے مزاحم ہوتا تھا۔ حضرت صاحب اُس کے پاس گئے اور فرمایا کہ میاں برخوردار فقیر لوگ ہے، اس کے خیال سے باز آجا۔ اُس نے کہا کہ اس کو فقیر کس نے کیا ہے؟ یہ تو زمیندار ہے۔ آپ کو میں فقیر جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو فقیر خدا نے بنایا ہے۔ اُس بد بخت نے کہا کہ اگر خدا نے بنایا تو بے جا کیا ہے (اُس کے اس قول سے خدا کی پناہ)۔ حضرت نے فرمایا کہ فقیر لوگ پہاڑ کی مثل ہیں، جو شخص پہاڑ سے ٹکرائے، اس کا سَر ٹوٹ جاتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں اگر مَر بھی جاؤں گا۔ میرے بیٹے بھی اس کے خیال سے باز نہ آئیں گے۔ حضرت نے غصے میں آکر فرمایا کہ تو نے اچھا کیا کہ وقت پر ہی اپنے بیٹے یاد دلا دیے۔ پہلے تیرے بیٹے مریں گے، ان کے بعد تو بھی اُسی جگہ مرے گا۔ قضاءِ الٰہی سے اور فقیروں کی غیرت سے ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ اس نے وقت کے حاکم سے نزاع کی۔ حاکم نے پہلے اس کے فرزندوں کو قتل کیا، اس کے بعد اُس کو جان سے مار دیا۔

ایک بار آپ نے رہتاس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے ممتاز فرمایا۔ ایک عورت نے اولاد کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روٹی پکا کر لے آؤ۔ جب لے آئے، آپ نے تین ٹکڑے ان کو دیے اور فرمایا کہ دو حصے اس کا شوہر کھائے اور ایک ٹکڑا عورت۔ دوسری عورتیں جو اولاد نہیں رکھتی تھیں، اُس عورت سے دو ٹکڑے لے کر آپس میں بانٹ کر کھا گئیں اور ایک ٹکڑا وہ دونوں میاں بیوی کھا گئے۔ سب کو بیٹے پیدا ہوئے اور دو فرزندان کو ہوئے، جو الحال جوان اور صاحبِ اولاد ہیں۔

موضع اگرویہ کا ایک زمیندار شریف نام حضرت کے پٹہ چاہ قراری سے زیادہ مانگتا تھا۔ آپ فرماتے تھے، میں کوئی دام اور درم زیادہ نہیں دوں گا۔ اسی گفتگو میں اُس بد بخت نے کہا کہ اگر آپ فقیر ہیں، یہ میں اپنا ہاتھ بلند کرتا ہوں، یہ خشک ہو جائے یا جل جائے۔ آپ نے فرمایا، تیرا ہاتھ جلنے سے کیا ہوتا ہے، تیری جڑیں اکھڑ جائیں گی اور تیری جڑوں کو ہم نے خشک کر دیا ہے۔ تھوڑے دنوں میں اُس کے بیٹے اور بیٹیاں مر گئیں اور گھر بار اور مال و متاع اس کا ویران ہو گیا اور مدت کے بعد خود بھی مر گیا۔

حاجی یار بیگ نام فقیر، حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے سات حج کیے ہیں۔ اُس ملک کے اور اس دیار کے سب فقیروں کو دیکھا ہے اور سب کے آگے اپنا حال عرض کیا ہے۔ کسی ایک سے میں اپنے مطلب کو نہیں پہنچا۔ آپ نے توجہ کر کے ایک نظر اُس پر فرمائی اور ایک لقمہ اس کے منہ میں دیا۔ وہ اپنے بلند مطلب کو پہنچ گیا۔ راہِ حق کا مشتاق تھا، حق سے مل گیا۔ اُسی وقت اُس کو رخصت فرما دیا۔ وہ جلال آباد کا متوطن تھا۔ ایک بار پھر آپ کی زیارت کے لیے ولایت [افغانستان] کے میوے اور دوسری عجیب چیزیں نیاز میں لایا۔

آپ کی صفت میں چند ابیات (ترجمہ):

Marfat.com

عصمت اللہ کے کوچہ کی مٹی جہان کا قبلہ گاہ ہے
بینا آنکھوں کا سُرمہ اور جہان کا سجدہ گاہ ہے
طور پہاڑ بلند بام سے حضرت موسیٰ کے ساتھ جنگ کرتا ہے
خدا کے ساتھ ہم کلام ہونا جہان کے بادشاہ کے بام پر ہے
تنگدستی کا انتقام کشائش سے ہوتا ہے
دستگیر ہاتھ سے تجھ پر سارے جہان کی دستگاہ ہے
غم کا بوجھ کندھوں پر، منزل میں پریشان جا رہا ہوں
میرا سینہ پاؤں کا نقش ہو گیا ہے سینہ پر جہان کا راستہ ہے
خواہ میں قبولیت نہیں رکھتا، تیرے دروازہ سے امید ہے
گنہگاروں پر تکلیف ہے، سارے جہان کی پناہ بھی ہے
میں بیکس ہوں سوائے غلامی کے میں کسی پر کوئی دعویٰ نہیں رکھتا
میری بیکار زندگی آہ عالم کا شعلہ ہے
میری اسی قدر عرض ہے، دوسری کوئی عرض نہیں
مجھے اندھیری رات کی کیا پروا ہے جب تم جہان کے چاند ہو

حلیہ اور شمائل

آپ شاہ والا جاہ کا رنگ بیرنگ لعل آبدار کی طرح سُرخی مائل تھا۔ شاہ صاحب کا ماتھا فیض کو ظاہر کرنے والا، کھُلا اور انوار کا مطلع۔ آپ آزاد لوگوں کے پیشوا کے ابرو ملے ہوئے اور ناک بلند تھی۔ آپ کے رخساروں کی چمک سے چودھویں کا چاند شرمسار، آبدار موتیوں کی طرح دانتوں کی دولڑیاں، داڑھی مبارک گھنی جیسے بہار میں باغ گھنے، بارُعب آنکھیں (پیغولہ چشم) سیاہی وسفیدی گہری ان میں سرخ ڈورے، سینہ قدر والا کھُلا اور بھیدوں کا خزانہ، شیر پنجہ یعنی کف کھُلی اور اُنگلیاں موٹی، جسیم ولحیم تھے۔ عزت اور وقار کے ساتھ، نہایت پُرشکوہ اور اقتدار کے ساتھ موزون قد تھے۔

اپنے مرشد وہادی شاہ عبدالرحمٰن سے آپ کو ''امیر حمزہ پہلوان'' کا خطاب [ملا] تھا۔

رجب المرجب کی بارہویں تاریخ، انیسویں ماہ چیت، منگل وار کی رات، نماز شام کے وقت کہ دو رکعتیں نماز کی کھڑے

Marfat.com

ہو کر پڑھیں اور تیسری رکعت میں ہاو ہُو کے نعروں کی آواز کے ساتھ دار فنا سے دار بقا کو رحلت کر گئے اور حق سے واصل ہوئے۔ سال ہجری ایک ہزار ایک سو سینتیس [۱۱۳۷] تھا۔

آپ سے تین فرزند باقی رہے۔ ہر ایک کاروبار دنیاوی میں قابل اور اپنے آباواجداد کے راستہ میں مشغول ہیں۔

فرزندِ اوّل [حضرت میاں شیر محمد صاحب]

بیت:

خصوصاً سرمدی جنگل کے وہ شیر — کہ جن کا روشن نام ''شیر محمد'' ہے
نفس کے گیدڑ کو شیر کی طرح پھاڑتا ہے — حرص و ہوا کی رگ کو دم کاٹ دیتا ہے

آج کل مسند پر صاحب سجادگی، وقت کے بادشاہ اور صاحبِ حال ہیں۔ رات قیام میں اور دن صیام (روزوں) میں گذارتے ہیں اور رات کے پچھلے پہر ذکر اَرّہ میں شیر کی طرح گرجتے ہیں۔ گوشہ نشین اور خلوت گزین ہیں۔ آپ کی نظر ہمت میں درویش اور غنی برابر ہیں اور دشمن یعنی نفس کو، مطیع اور مسخر فرمایا ہے۔ جس وقت میں دیکھتا ہوں، آپ کی زبان ذکر اور تلاوت قرآن میں متحرک ہوتی ہے اور ہر دَم ملاحظہ کرتا ہوں، راہِ حق کی یاد میں بافکر ہیں۔

بیت:

مفلسوں کو نظر سے توشہ بخشتا ہے
آپ کی نگاہ سے مٹی چاندی اور سونا بن جاتی ہے

آپ کے فقر کا شہرہ ملک میں بہت ہے۔ خصوصاً لاہور میں اس طرح ہے کہ جب اپنے شرف قدوم سے اس مکان کو سرفراز فرماتے ہیں تو تمام لاہور رجوع ہو جاتا ہے۔ جب پہلی بار لاہور میں تشریف فرما ہوئے، نواب خان بہادر نے اپنے دونوں بیٹوں کو آپ کی خدمت میں بھیج کر آپ کو اپنے پاس طلب کیا۔ آپ گئے، سرود کی مجلس گرم تھی۔ جس شخص پر نگاہ فرماتے، وہ مست ہو جاتا اور وجد میں آ جاتا۔ چنانچہ مرزا حیات اللہ خاں کا جساول محمد شاکر آپ کی نگاہ سے کچہری کے بالا خانہ سے، جو دو قد آدمی کے قدر بلند تھا، زمین پر گر پڑا۔ کوئی تکلیف اس کو نہ پہنچی۔ اگرچہ اس بام خانہ کے نیچے فرش پختہ تھا اور اس زمین پر پختہ اینٹوں سے فرش بندی ہوئی تھی۔ بہت دیر کے بعد افاقہ ہوا اور آپ کی نظرِ فیض اثر سے مرزا حیات اللہ خاں کو تاثیر ہو گئی اور وَجد میں آیا۔ دیر تک مست رہا اور دست بیعت ہو گیا۔ اور اس کی تمام سرکار، چیلے اور خوجے اور چوبداران اور مقربان وغیرہ شاگرد پیشہ سب خادم اور مرید ہو گئے۔

Marfat.com

نقل ہے، میاں برخوردار ہرل کے کام کے واسطے قصبہ ایمن آباد میں جسپت رائے فوجدار کے پاس گئے اور وہ کافر، وقت کا دجّال اور زمانہ کا فرعون تھا۔ کوئی شخص اس کی تکلیف سے نہ بچا تھا۔ عزت والے لوگوں کا دشمن تھا۔ اپنا کام اس کے آگے ظاہر کیا۔ اس نے کام نہ کیا، بلکہ انکار کر دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے فقیر دلال ہیں نہ فقیر۔ آپ شیر کی طرح وہاں گرجے۔ وہ اور اس کے مجلسی لومڑی کی طرح کھسیانے ہوئے۔ آپ نے جلالیّت سے فرمایا کہ فقیر کو مہر بھی ہے اور قہر بھی۔ ہماری مہر نے، تیرے حق میں ایسا کام کیا ہے کہ ملتان کی حد سے جموں کی حد تک تیرا حکم چلتا ہے۔ یہ اس لیے فرمایا کہ وہ کافر میاں عابد ساکن ستگھرہ کے ساتھ رسوخ عقیدت اور خلوص فدویت رکھتا تھا جو میاں پیر محمد کا خادم تھا اور وہ حضرت نوشہ صاحب کی جناب کے خادم تھے۔ اور اگر فقیروں کا قہر دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُسی رات اس کا گھوڑا انقرہ رنگ، جو بھاری قیمت کا تھا، مَر گیا۔ سویرے اس کے مقربوں نے اس کو ملامت کی اور کہا کہ اس عظیم الشان خاندان کے خیال سے باز آ جاؤ، ورنہ یہ جناب پروردگار کے جنگل کے شیر ہیں۔ تیرے جسم سے بھیجا نکال دیں گے۔ تب وہ میاں برخوردار کی مزاحمت و مخالفت سے باز آ گیا۔ پانچ چھ سال کے بعد پھر اُس کافر دجّال نے میاں برخوردار کے قبیلہ سے دو شخصوں کو قید کر لیا۔ ہر چند آپ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے کوشش کی، مگر اُس نے نہ چھوڑے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم پھر تیرے پاس نہیں آئیں گے۔ اٹھ کر لاہور چلے گئے اور کئی بار اس کے بھائی دیوان کے خطوط اور نواب صاحب زکریا خاں بہادر کا، مع اس کے چوبدار کے پروانہ قیدیوں کے رہا کرنے کے لیے بھیجا، مگر اس کو کچھ اثر نہ ہوا۔ آخرالامر آپ نے غیرت سے کام لیا۔ سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اپنے مقربوں کو لاہور آپ کی خدمت میں بھیجا کہ میرے حق میں دعائے صحت فرمائیں۔ ہر چند انھوں نے دعائے خیر کے لیے عرض کیا، آپ نے قبول نہ فرمایا کہ جب تک قیدیوں کو رہا کر کے ہمارے حوالہ نہ کرے گا، ہم دعائے صحت نہ کریں گے۔ جب وہ رہا ہو کر آپ کے پاس پہنچ گئے، دعائے صحت فرمائی۔ بیماری سے اس کو شفا ہو گئی۔ لیکن حکومت کرنے کے لیے ایمن آباد کی کچہری میں نہ بیٹھ سکا۔ اس لیے کہ آپ نے اُس روز کچہری سے اُٹھتے ہوئے فرمایا تھا کہ اب میں کبھی تیرے پاس کچہری میں نہ آؤں گا۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد معزول ہو کر خستہ حال ہوا اور محاسبہ کے تحت گرفتار ہو گیا اور ملتان میں قید ہو گیا۔

آپ کا فقیر عبدالرحیم کہتا ہے کہ میں مقروض تھا۔ میں نے منّت مانی اور نذر معیّن کی کہ اگر میرا قرض اُتر جائے تو میں جناب حضرت نوشہ صاحب (کے خاندان میں) مرید ہو جاؤں گا۔ جب میرا قرض اُتر گیا تو میں چک ساہن پال میں حضرت میاں محمد سعید صاحب کی خدمت میں پہنچا، جو حضرت نوشہ صاحب کے مشاہیر پوتوں میں سے ہیں۔ میں نے اپنے احوال عرض کیے کہ مجھے راہِ حق ارشاد فرمائیں۔ انھوں نے فرمایا کہ چند روز جا کر پھر آنا کہ راہِ حق کا کھلنا آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ میں دو تین رات موضع رُکھ میں گذار کر پھر خدمت میں پہنچا۔ مجھ پر کوئی التفات نہ کی۔ میں جا کر خانقاہ میں بیٹھ گیا۔ روٹی کی خبرداری سے بھی

Marfat.com

رہ گئے (یعنی مجھے روٹی تک نہ دی)۔ چونکہ خدا کے راستہ کی محرمیت ہر شخص کو نہیں دیتے، جیسا کہ دیوان حافظ کا یہ بیت اس مضمون کو شامل ہے۔ بیت:

مجموعۂ گل کی شرح صرف مرغِ سحر جانتا ہے
ہر شخص جو ورق پڑھ لے معانی نہیں جان سکتا

میرا مقصد اُن سے (میاں محمد سعید سے) حاصل نہ ہوا۔ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میاں صاحب میاں شیر محمد صاحب اس راستہ کے شوق والوں کو نظرِ فیض اثر کے کرشمہ سے مقصود تک پہنچاتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں گیا اور کہا۔

بیت:

میں نے سنا ہے کہ کتّوں کو پٹہ ڈالتے ہو
حافظ کی گردن کو رسّی کیوں نہیں ڈالتے؟

مجھ پر آپ نے توجہ فرمائی۔ میں اپنے مقصود کو پہنچ گیا۔

اِس وقت میں اُس فقیر کو دیکھتا ہوں کہ سر اور پاؤں سے ننگا اور عیال و اطفال کو ترک کیا ہوا ہے۔ ذکر اور فکر میں محظوظ اور لذت پاتا ہے۔ یہ کام خالص محبت سے ہوتا ہے نہ کہ ہوا و ہوس سے۔

بیت:

اے دل ہوس سے تو کسی کام کے انجام کو نہیں پہنچ سکتا
جب تک تو غم نہ کھائے گا غمخوار تک نہیں پہنچے گا
جب تک کمہار تیری مٹی کا کوزہ نہ بنائیں
معشوق کی لعل لبوں تک ہرگز نہیں پہنچ سکے گا
جب تک مہندی کی طرح پتھر کے نیچے نہ پسے گا
ہرگز معشوق کے پاؤں کی تلووں تک نہ پہنچ سکے گا

آپ کا مرید محمد صادق، جو نواب زکریا خاں بہادر کی سرکار کا چیلہ ہے، کہتا ہے کہ ایک روز نواب مجھ پر غصے ہوا۔ میں بھاگ کر دروازہ کے طاق کے پیچھے چھپ گیا۔ کسی چغل خور نے نواب کو بتا دیا کہ فلاں شخص فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ نواب نے خدمت گاروں سے کہا کہ جو شخص محمد صادق کو لے آئے، وہ انعام کا مستحق ہوگا۔ میں نے اُس وقت کہا، اے مرشدِ کامل اور اے ہادی شامل! اب مدد کا وقت ہے۔

Marfat.com

بیت:

اے ساربان! میرا بوجھ [سامان] گر پڑا ہے خدا کے لیے مدد کرو۔
تیرے کرم کی امید نے مجھے محمل والا بنایا۔

آپ نے میری مدد فرمائی کہ نواب کے خدمت گاروں نے ہر چند مجھے ڈھونڈا مگر مجھے نہ پایا۔ اگرچہ خواجہ یاقوت خاں وغیرہ کے ہاتھ بھی میرے جسم اور تن پر لگے۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ. وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ. بہرے، گونگے، اندھے ہوگئے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا۔

فرزند دوم، حضرت میاں گل محمد صاحب مدظلہٗ

دوسرے، محبت کے باغ کے گل محمد — اس کے خُلق کی ہوا احمدؔ کے مغز میں ہے
اس کے ملک کا گلا بہترین گلدستہ ہے — کہ اس کے پسینہ نے ہم کو معطر کر دیا ہے

آبا و اجداد کے راستہ میں مشغول ہیں۔ موضع لک کا ایک زمیندار آپ کا بے ادب ہوا، فی الفور خستہ حال ہوا اور سب گاؤں ان کا ویران ہوگیا۔ چنانچہ ایک آدمی ان کا بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہا۔ خراب ہیں۔

فرزند سوم، حضرت میاں محمد عظیمؒ صاحب مدظلہٗ

بیت:

تیسرا، اہل حیا، اس کا نام عظیم ہے — علم اور عمل میں باپ دادا کی طرح کریم ہے
اس کے عظیم نام کے محمد شافع ہیں — خدا اس کو دولت پر مستقیم بنائے

گرم تاثیر ہے اور ایسا حال رکھتا ہے کہ جس وقت اس کو وَجد ہوتا ہے تو دو پہر تین پہر بے دم رہتا ہے۔ اور اس کی نظر سے بھی اسی طرح تاثیر ہوتی ہے۔ بہت لوگ اس سے بہرہ مند اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

فرزند چھٹے: فصاحت کے باغ کے بلبل، ملاحت کے رضوان کے عندلیب، فضائل پناہ، کمالات دستگاہ، حضرت میاں جمال اللہ

بچپن کے ایام میں علم کی محبت آپ کے سینۂ بے کینہ کی بھٹی میں ایسی جانشین اور مستقر ہوئی کہ اپنی زبان مبارک سے نقل

Marfat.com

کرتے تھے کہ میں ہر وقت اور ہر دَم اپنے والد صاحب قبلہ گاہی سے کہتا تھا کہ میرا یاد سبق سنا کرو اور میرے ساتھ دہرایا کرو۔ [قبلہ گاہی] فرمایا کرتے تھے، سبحان اللہ! ہر چند میں دوسرے فرزندوں کو، جو اس سے بہت بڑے ہیں، جھڑک اور تہدید سے پڑھنے اور لکھنے کی تاکید کرتا ہوں، نہیں پڑھتے اور نہیں لکھتے۔ علم کی محبت حق تعالیٰ کی مہربانی ہے جو اس نے اِس فرزندار جمند کے دل میں ڈالی ہے کہ ایک گھڑی بھی علم کے اشتغال کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب آپ کی منگنی حافظ شکر اللہ مفتی بُچہ چٹھہ کے گھر مقرر ہوئی، اگرچہ شادی کا کام سرانجام ہونے سے پہلے منسوبہ [منگیتر] کے گاؤں میں جانا پنجاب میں عار ہے، لیکن مفتی صاحب مذکور کے بھائی فضائل پناہ میاں محمد صدیق آپ پر کمال مرتبہ کی شفقت رکھتے تھے۔ آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ آپ تحصیلِ علم میں ایسے مستغرق ہوئے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تین ماہ کے بعد حویلی سے باہر جایا کرتا تھا۔ نماز شام [کے وقت] مطالعہ میں بیٹھتا۔ سرگی [سحر] کے وقت اٹھتا۔ سرگی [سحر] کی روٹی رات تک پڑی رہتی۔ علم کی محبت میں مَیں ایسا محو و مستغرق ہوا کہ کوئی چیز علم کے سوا مجھے اچھی نہ لگتی اور میں کہا کرتا۔

بیت:

دنیاوی لذتیں سب میرے نزدیک ہیچ ہیں
سوائے اس کے کہ رات کو مطالعہ اور دن کو درس ہو

ستائیس سال کے بعد تحصیلِ علم کو کمال تک پہنچا کر گھر آئے۔ تمام پرگنہ میں آپ کے ادب کا نقش جم گیا۔

چونکہ خلایق کا رجوع اور معاملات کے فیصلے بہت زیادہ آپ کے پاس ہوتے تھے، اس لیے گرد و نواح دیہات کے علما آپ کا رَشک کرنے لگے۔ حتیٰ کہ حافظ یار محمد قوم کنگرہ کے جنازہ پر، جو اس علاقہ کے مشاہیر سے تھا، تمام علما جمع ہو کر کتابیں ہاتھ میں لے کر آئے اور غرض یہ رکھتے تھے کہ کسی طرح آپ کو کوئی الزام دیں۔ کچھ مسائل کا ذکر درمیان میں لائے۔ آپ نے ایسا گوے سبقت میدان سخن سے جیتا کہ علما کا وہ تمام گروہ آپ کا مطیع و فرمانبردار ہو گیا اور اُن کے دلوں میں آپ کی محبت کا بیج بویا گیا۔

آپ سبق پڑھاتے (درس دیتے) وقت عجیب نکتے اور غریب لطایف تقریر فرماتے تھے۔ اگر میں ان کو قلم بند کر لیتا تو صاحبانِ علم اور عقل مندوں کے مطالعہ کے لایق کتاب اور مجموعۂ ملفوظات بن جاتی۔ لیکن اُس وقت فرصت نہ تھی۔ اس کام سے بہت افسوس اور بے شمار حسرت ہے۔ مگر اب آپ کے سو کمالات میں سے ایک ذکر بھی اپنی بہت بڑی سعادت سمجھ کر قیدِ قلم میں لاتا ہوں۔

آپ ایسی قناعت رکھتے تھے کہ ہر چند حکام وقت میر احمد خاں فوجدار گجرات اور میر جعفر تھانہ دار ہیلاں وغیرہ دل سے کوشش کرتے کہ آپ ان کے پاس رہیں، مگر آپ قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ ہم خدا کے نوکر ہیں، معبود کا مقصد چھوڑنے اور

Marfat.com

بندے کی خدمت میں دوڑنے سے کیا حاصل۔اور یہ بیت فرماتے۔

بیت:

ہم سوکھی روٹی اور گودڑی کے کپڑے پر قناعت کرتے ہیں
کیونکہ اپنی محنت کا بوجھ اٹھانا مخلوق کے احسان کا بوجھ اٹھانے سے بہتر ہے۔

آپ متحمل مزاج اور پُر حوصلہ تھے۔اپنے کمال حلم سے ساری عمر کسی کے ماتھے پر بَل نہ ڈالا۔مگر تکبر والوں پر (آپ چین بہ ابرو ہوتے تھے) کیونکہ **التکبر مع المتکبرین تواضع وتہ مع التیاہ فان التیہ مع التیاہ صدقة.** یعنی تکبر والوں پر تکبر سے پیش آنا تواضع ہے،اور غرور والوں کو غرور سے پیش آنا صدقہ ہے۔

آپ کا حافظہ ایسا تھا کہ سبق دیتے وقت آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لفظ میری کتاب پر فلاں موقع پر ہے اور میرے سبق پڑھنے کے وقت اس طرح مذکور ہوا تھا۔حالانکہ چالیس پچاس سال ان سبقوں کو گذر چکے تھے۔

حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کو دعا دی تھی کہ حق تعالیٰ تم کو ہر میدان میں سرخرو رکھے گا۔ان کی دعا کا اثر ایسا ظہور میں آیا کہ جس جگہ بھی علمی مباحثہ اور مذاکرہ پیش آتا،آپ منصور و مظفر ہوتے۔

علم تصوّف میں کامل استاد تھے۔اپنی لطیف طبع اور سلیم طبیعت سے مشکل معمّے حل فرمایا کرتے۔

نفس کے مجاہدہ اور ریاضت سے ایک دم فراغت نہ پاتے۔ **کل نفسٍ یخرج بغیر ذکر اللّٰہ فھو میت** (جو سانس اللہ کے ذکر کے بغیر نکلے وہ مردار ہے) پر آپ کا عمل تھا۔اور **تفکر ساعة خیر من عبادة ستین سنة** (ایک گھڑی کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے) آپ مدّ نظر رکھتے تھے۔اہلِ باطن اور صاحبِ تاثیر تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ فقیروں کے مرتبے اور منزلیں میں اپنے ہاتھ میں چراغ کی طرح دیکھتا ہوں۔آپ ایسے عامل تھے، اگر کسی کو کوئی عمل ارشاد فرماتے،تھوڑے ہی دنوں ہدایت پا کر اپنے مقصد کو پہنچ جاتا۔چنانچہ میاں دانا سیالکوٹی نے جہان آباد میں آپ سے ایک عمل کے لیے عرض کی۔وہ چاہتا تھا کہ اس کی شہرت ہو جائے۔آپ نے اس کو عمل ارشاد فرمایا،چند روز میں وزارت پناہ عبداللہ خاں اس کے ساتھ ارادت لایا اور اپنا مقرّب بنالیا۔

حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس صاحبزادہ کی تاثیر بہت سخت ہوا کرے گی۔جہان آباد میں جس کسی پر توجہ کی نظر ڈالتے،وہ اَلست کی شراب سے مست ہو جاتا،دیر کے بعد ہوش میں آتا۔اکثر اوقات جب آپ سو جاتے،آپ کے دل عرفان منزل سے ذکر ھُو ھُو کی آواز نکلتی،جو ہم سنتے تھے۔

ایک بار کوٹ مومن کے گوندل،چک ساہن پال کے مویشی چرا کر لے گئے۔آپ ان مویشیوں کو واپس کرانے کے لیے

Marfat.com

وہاں تشریف لے گئے۔ چوروں نے کہا کہ آپ اِن مویشیوں کو طلب کرتے ہیں، ہم تو اُن مویشیوں کو بھی لانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو اس گاؤں میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر علاقہ میں تم پھر گئے تو خدا کے قہر کی تلوار تم پر نازل ہوگی۔ چنانچہ وہ فوج جمع کر کے آئے اور موضع اگرویہ کو لوٹ لیا۔ گردونواح دیہات کے لوگ پہنچ گئے اور اُن سے جنگ کی اور ستائیس ڈاکوؤں کو قتل کر دیا۔ آپ کی غیرت سے ڈاکوؤں کو شکست ہوگئی۔ اگر کوئی چھوٹا لڑکا بھی جوان ڈاکو کا پیچھا کرتا تو وہ جوان ڈاکو اس کے ساتھ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا اور وہی لڑکا اُس کا سر تَن سے کاٹ دیتا۔ ہاں کس نے کیا ہے جس نے اس کا بدلہ نہیں پایا؟

ایک روز اِس احقر البریات فقیر محمد حیات کو، جو آپ کے فرزندوں سے کمترین ہوں، فرمایا کہ موضع اگرویہ کے خود کاشتہ کنوئیں سے، کچھ غلّہ گندم صاف کرا کے لے آؤ۔ آپ کے فرمان کی میں نے تعمیل کی۔ غلّہ صاف کرا کے بھینسے پر لدوا دیا۔ پٹہ دار اور محصّل نے آ کر گندم پر ٹھپہ لگا دیا اور کارندوں کو گرفتار کر کے موضع مرید میں لے گئے۔ میں نے آ کر حضرت صاحب کے سامنے حقیقتِ حال عرض کر دی۔ آپ وضو کر کے ایک گھڑی اُس طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ دوسری صبح خبر آ گئی کہ رات کو [وہ محصّل] موضع مرید کے زمینداروں کے مزاحم ہوا۔ زمینداروں نے اس کو یہاں تک مجروح کر دیا کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے سب کپڑے، ہتھیار اور گھوڑا لوٹ لیے، وہ خستہ حال ہو کر تکلیف اٹھاتا ہوا قصبہ ہیلاں میں چلا گیا۔

بیت:

فولادی بازو والے کے ساتھ جس نے پنجہ آزمایا
اپنی سیمیں کلائی کو زخمی کیا

ایک روز آپ حضرت نوشہ صاحبؒ کی خانقاہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں خانقاہ والے کنوئیں سے موضع اگرویہ کا ایک زمیندار وہاب نام سفید بھوسہ اپنی بھینسوں کو چرا رہا تھا۔ آپ نے ہر چند اس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ اُسی وقت اسی جگہ اس کی دو بھینسیں مر گئیں۔

زمینداروں کی قوم، قومِ فرعون کی طرح ہیں، جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں ان کے متعلق فرمایا ہے، فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ. [اعراف / ۱۳۳] (ہم نے اُن پر طوفان اور مکڑی اور جوئیں اور مینڈک اور لہو مفصّل نشانیاں بھیجیں)۔ خواہ کتنے معجزات ظاہرہ اور خرق عادات باہرہ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے دیکھے مگر جب خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ط وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ. [بقرہ / ۷] (اللہ تعالیٰ نے ان کے دِلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے، اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے)۔ حق کا ارشاد برحق ہے۔ کوئی ایک بھی مشرف بہ اسلام نہ ہوا۔ اسی طرح ان کے حق میں فرمایا ہے، وَكَذٰلِكَ

Marfat.com

جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْھَا لِیَمْکُرُوْا فِیْھَا ط وَمَا یَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِھِمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ. [انعام / ۱۲۳]
(اور اسی طرح ہم نے ہر گاؤں میں بڑے بڑے مجرم بنائے ہیں جو وہاں بُری تدبیریں کریں، اور نہیں بُری تدبیریں کرتے مگر اپنی جانوں کے لیے اور اس بات کو نہیں سمجھتے) جب کہ حق تعالیٰ نے ان کو ظالم فرمایا تو وہ ظلم سے کیسے باز رہیں۔

اُس زمیندار نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ خانقاہ والے کنوئیں سے پیاز اُکھاڑ کر لے آؤ۔ وہ لے گئے۔ اُسی روز چوروں نے اُس کے گھر کو ایسا لوٹا کہ مال و مویشی اور اسباب و متاع اُس کے گھر میں کچھ نہ رہا۔ مفلس الحال ہو کر آپ کی خدمت میں آیا اور اپنی تقصیرات کی معافی لی۔

موضع سارنگ کے ایک زمیندار عنایت نام کی پانچ گھوڑیاں چور لے گئے۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر میری گھوڑیاں آ جائیں تو میں مبلغ پانچ روپیہ آپ کو نذرانہ دوں گا۔ آپ نے دُعا مانگی۔ اس کی گھوڑیاں آ گئیں۔ آپ نے نذرانہ مانگا، اس نے انکار کر دیا۔ خدا کا حکم ایسا ہوا کہ اُس کی گھوڑیاں پھر چور لے گئے اور پھر کبھی واپس نہ ہوئیں۔

موضع پنڈی کالو کا ایک زمیندار جاہر نام آپ کے کاشتکاری کرنے والے کارندوں کو تکلیف پہنچایا کرتا۔ ایک دن آپ نے ہندی زبان میں فرمایا، ''پِنڈی، کُجھ سڑی کجھ کِھنڈی''۔ چند روز ہی گذرے تھے کہ ہیلاں کے تھانیدار نے اُس گاؤں کو تاراج کیا اور جلا دیا۔ اور عالیھا سافلھا (اونچوں کو نیچے کر دیا) اور چند روز کے بعد جاہر کو چوروں نے قتل کر دیا۔

قصبہ ہیلاں کے تھانیدار نے پٹہ ہائے قراری پر کچھ اضافہ کیا تھا جو حاکمِ وقت نے بالمشافہ آپ کو معاف کر دیا ہوا تھا۔

موضع دھریک تارڑ کا ایک زمیندار تُلّا نام دوسرے زمینداروں سے وہ اضافہ وصول کرتا تھا۔ وہ روزانہ کوئی آدمی آپ کے پاس بھیجتا (کہ وہ اضافہ شدہ مبلغات دے دو) کہ اُن مبلغات سے میں ایک روپیہ بھی نہیں چھوڑوں گا۔ اور آپ کے مزارعوں کو تکلیف پہنچایا کرتا۔ ایک روز آپ نے ہندی زبان میں فرمایا: ''تُلّا، نہ رہس جھگا، نہ رَہس گُلّا''۔ چند دنوں کے بعد چوروں نے اُس کو قتل کر دیا اور تمام گاؤں کو لوٹ دیا اور جلا دیا۔ تُلّا کی ماں بھی اپنے مکان میں جل گئی۔

بیت:

کسی قوم کو خدا نے رسوا نہیں کیا
جب تک انھوں نے کسی خدا والے کا دل نہیں دکھایا

بیت:

ہم نے اس جہان میں بہت تجربہ کیا ہے
جو اللہ والوں کے پیچھے پڑا وہ مرتبہ سے گر پڑا

Marfat.com

آپ شریعت کے راستہ میں راسخ دم اور پختہ قدم تھے اور طریقت وحقیقت کے علم سے محرم تھے۔ سبحان اللہ! حضرت نوشہ صاحبؒ کے پوتوں میں سے چار کس ذاتی وصفاتی خوبیاں رکھتے تھے اور علم، حکمت [طبّ]، سخاوت اور معرفت کے زیور وخوبی سے مزیّن اور آراستہ تھے۔ ایک شخص آپ کے درس دینے کے وقت سائل ہوا۔ آپ نے فرمایا، اگر کتاب کا مسئلہ چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ، اگر کوئی بیماری رکھتا ہے تو میرے بڑے بھائی میاں سعد اللہ سے دوا طلب کر۔ اور اگر راہِ حق کی طلب رکھتا ہے تو میرے بھائی حضرت میاں عصمت اللہ صاحب سے عرض کر۔ اور اگر بھوکا ہے تو میرے بھائی میاں محمد سعید کے پاس جا۔

جب ہجرت نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سال ایک ہزار ایک سو بیالیس [۱۱۴۲] گذر رہا تھا، نماز شام کے وقت منگل وار کی رات، ربیع الثانی کی بارہویں تاریخ کو زمانہ کے علما کے پیشوا اور وقت کے فضلا سے عمدہ، مجاہد سبیل اللہ، میاں صاحب میاں جمال اللہ کے حق سننے والے کان میں کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ہر جی موت کو چکھنے والا ہے) کے بموجب، ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً (اے روح! اپنے پروردگار کی طرف راضی اور مرضیہ پھر جا) کی آواز پہنچی کہ دنیا سے، جو مومن کا قید خانہ ہے، اور دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ فرما۔ اس آواز کے سننے کی لذت سے آپ کے روح پُرفتوح کا شہباز رضا ورغبت سے فنا ہونے والے پنجرے کی قید سے پرواز کر کے قُربِ رحمان کے آشیانہ، کہ الیہ المرجع والیہ المعاد (اسی کی طرف رجوع کرنا اور اسی کی طرف پھرنا ہے) ہے، مسکن اور متوطن فرمایا۔ آپ کی وصال کی تاریخ، احقر البریات فقیر محمد حیات نے جو آپ کے سخت ماتم زدہ فرزندوں سے اور تکلیف، محنتوں، درماندوں اور یتیموں سے ہے اور ہر لحظہ۔

بیت:

مجھ پر وہ مصیبتیں پڑیں
اگر وہ دِنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتیں

کہتا ہوں، اس بیت سے نکالی ہے۔

بیت:

از وفاتش بے سرو بے پا شدند
علم وکرم وفیض وفضل وفقر وصبر

یعنی آپ کی وفات سے سر اور پاؤں بغیر رہ گئے۔
علم اور کرم اور فیض اور فضل اور فقر اور صبر۔
(یعنی ل۔ر۔ی۔ض۔ق۔ب=۱۱۴۲ھ)

Marfat.com

فصل

کامل پرہیز گار اور ہمیشہ خدا کے فیض کو شامل، صاحب حوصلہ اور دریا نوش، خدا کی محبت میں ہمیشہ جوش میں رہنے والے، دائمی حضوری، حضرت حافظ معموری

آپ کے والد بڑے بزرگ تھے اور قصبہ ہیلاں میں قدیم سے بزرگی آپ کے خاندان میں ہے اور حضرت شاہ صاحب کی جناب میں دامادی کی نسبت رکھتے ہیں اور حضرت شاہ صاحب کا کرم آپ پر بہت تھا اور حضرت میاں محمد ہاشم دریا دل بھی بہت مہربانی رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور باقی رکھے۔

آپ کے چار بیٹے بزرگ تھے۔

پہلے کا اسم شریف میاں تاج الدین ہے۔ علم ظاہری کی تحصیل سے فارغ [ہو چکے] ہیں۔ نیکی اور پرہیز گاری نہایت رکھتے ہیں اور باطنی فیض میاں نور محمد سے رکھتے ہیں۔ خواب میں آپ کو حضرت ابوبکر صدیقِ برحق کی زیارت نصیب ہوئی۔ اُن کی بشارت سے میاں نور محمد کی خدمت میں مشرف ہوئے اور فیض یاب ہوئے۔ آپ کے حالاتِ بزرگان سلف سے مناسبت رکھتے ہیں۔ آپ کی رؤیا و خواب سچی ہوتی ہے۔

دوسرے میاں ہدایت اللہ، یہ بھی بزرگ ہیں۔

تیسرے میاں نظام الدین، یہ بھی علم حاصل کر رہے ہیں۔ عنقریب فارغ ہو جائیں گے۔ صاحبِ باطن ہیں۔

چوتھے بیٹے قلندر مشرب ہیں اور کسی چیز کے پابند نہیں۔ نظم کا ذوق رکھتے ہیں، چنانچہ ہمیشہ مثنوی کا مطالعہ رکھتے ہیں اور ان کا حال بہت اچھا ہے۔

Marfat.com

[فصل]

یاروں کے ذکر میں، اور اپنے قبلہ گاہ کے ذکر میں، اور آپ اِس کمترین [احمد بیگ] کے قبلہ گاہ ہیں۔ معتقدوں کے پیشوا، گمراہوں کو ہدایت دینے والے، عرفان والوں کے بادشاہ، توحید کے دریا میں مستغرق، تجرید و تفرید کے جنگل کے سیاح، راہِ عشق کے حیرت زدہ لوگوں کے باپ اور مرشد، احمد کے رہنما، حضرت میاں نور محمد صاحب۔

بیت:

اے ہادی اور رہنما احمد کے — آپ کے چہرہ کا نور احمد کی روشنی ہے
آپ کے قدموں کی خاک سے پرفیض ہے — احمد کی دانائی اور عقل و فکر
آپ کے نور کے شعلہ سے رقص کر رہے ہیں — آنکھیں، دل، ہاتھ اور پاؤں احمد کے
''قبول کرتا ہوں''، تو نے کہا، ''مجھے یاد کرو'' — خدا کی محبت سے، احمد کے خدا
احمد اپنے آپ میں نہیں رہا، بے خود ہو گیا — آپ احمد کی بجائے خود بیٹھے ہیں
احمد کہتا ہوا تو ندا کرتا ہے — احمد کی ندا عرش پر پہنچا دے
ہر شخص درد کی دوا چاہتا ہے — آپ کا درد احمد کی دوا ہے

اگر تو حق کو ڈھونڈتا ہے اور حق کو پہچانتا ہے
احمد کی کہی ہوئی باتوں کو حق جان

آپ کی حقیقت اس طرح ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا وطن ایک گاؤں گھوگا نوالی نام تھا۔ اور اس سرزمین (نوشہرہ) میں شادی ہوئی تھی، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ حکم کے مطابق اس جگہ سکونت اختیار کی تھی اور حضرت میاں صاحب کا وطن بھی اسی سرزمین میں تھا۔ جب حضرت شاہ صاحب نے اس علاقہ میں رہائش فرمائی، اس وقت میاں صاحب خُرد سال تھے۔ لوگ حضرت شاہ صاحب کے بارے میں صرف یہی جانتے تھے کہ کچھ پڑھے ہوئے ہیں (یعنی صاحبِ علم ہیں) اُن کی بزرگی سے کوئی واقف نہ تھا۔ آپ کے دل میں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا۔ جب کچھ عرصہ اس طرح گذر گیا اور حضرت شاہ صاحب کے خوارق دیکھ کر کئی لوگ آپ پر اعتقاد لائے۔ آپ بھی خدمت میں سرگرم ہو گئے۔ اُس دوران

Marfat.com

یاروں میں سے کوئی نہ تھا۔ پندرہ بیس سال کا عرصہ حضور کی خدمت میں رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی ایسی خدمت نہیں جو میں نے ادا نہ کی ہو۔ گھاس لانا، لکڑیاں لانا، پانی ڈھونا بہت عرصہ کیا ہے۔ جب کچھ عرصہ اس طرح گذرا، ایک دن بڑی کلان گٹھڑی میں لایا۔ جب آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ اے فلاں! اب تو کوئی گٹھڑی نہ لایا کرنا۔ میں حیران ہوگیا کہ یہ فرمان کس طور سے ہے، مہربانی سے یا ناراضگی سے؟ بہر حال میں امر کی اطاعت بجالایا۔ لیکن وسواس باقی تھا۔ اتفاقاً حکم ہوا کہ گھوڑیوں کے لیے گاجریں اکھاڑ کر لاؤ۔ چند لوگوں کو ساتھ لے کر میں گاجریں اکھاڑنے کے لیے گیا۔ میرے دل میں آیا کہ یہ لوگ کام کرتے ہیں، میں کیوں بیکار بیٹھا ہوں۔ بہتر ہے کہ میں بھی سرکار کے لنگر کے لیے کچھ لے جاؤں۔ چنانچہ چھوٹی لکڑیوں کی ایک چھوٹی گٹھڑی میں اپنے سر پر اٹھا کر مزدوروں کو آگے لگا کر حضرت کی خدمت میں آیا۔ جب آپ نے میرے سر پر گٹھڑی دیکھی تو فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں کہ گٹھڑی نہ اٹھاؤ، تم پھر بھی اٹھاتے ہو! جب آپ نے جوش سے کہا تو میرے دل میں خوف ہوا۔ آپ نے سمجھ لیا کہ یہ وسواس میں ہے۔ دوسرے دن میں وضو کرا رہا تھا۔ اکیلے تھے۔ آپ نے فرمایا، اے فلاں! میں تم کو اپنی طرف سے منع نہیں کرتا، ہم کو حکم اسی طرح ہوا ہے کہ فلاں سے اس قسم کی خدمت نہ کراؤ۔ اب تک تم نے بہت عرصہ بار برداری کی ہے، اب چاہیے کہ وضو کرانے کی خدمت کیا کرو۔ چند سال کی مدت اسی حال میں گذری۔ پھر آپ نے صاحبزادوں کو پڑھنے کے لیے لاہور میں بھیج دیا۔ مجھ کو ان کی خدمت کے لیے ہمراہ کر دیا اور خرچ میرے سپرد ہوا۔ جب چند عرصہ اس طرح گذرا تو صاحبزادوں کو حضور میں طلب کیا۔ حضرت میاں برخوردار صاحب کی شادی کر دی اور اپنی خدمت میں رکھ لیا، اور مجھ کو حضرت شاہ ہاشم دریا دل کی خدمت میں سیالکوٹ بھیج دیا۔ تحصیل علم سے فارغ ہونے تک میں صاحبزادہ کی خدمت میں رہا۔

چنانچہ صاحبزادہ کی زبان سے منقول ہے کہ جو خدمتیں میاں نور محمد نے کی ہیں، کیا بیان کی جائیں۔ ہم آدھی رات تک مطالعہ میں رہتے اور یہ بیٹھے رہتے۔ میں کہتا کہ اب اس سے زیادہ کوئی کام نہیں کہ میں مطالعہ کے بعد کتاب کو طاق پر رکھ کر سو جاؤں۔ اس قدر کام کے لیے تم آدھی رات تک کیوں بیٹھتے ہو؟ یہ عزیز کہتے کہ حضرت نے مجھ کو آپ کی خدمت کے لیے دیا ہے۔ یہ میرے لیے مناسب نہیں کہ آپ بیدار بیٹھے ہیں اور میں سو رہوں۔ کم یا زیادہ انیس بیس سال ہم تحصیلِ علم میں رہے۔ ہرگز میں نے کتاب کو خود طاق میں نہیں رکھا اور جب تک میں نے نیند کے بستر پر خود استراحت نہیں کی، یہ عزیز نہیں سوئے۔

جب صاحبزادہ تحصیلِ علم سے فارغ ہوگئے، مولوی عبدالحکیم کو حضرت شاہ صاحب کے دیدار کا شوق بہت غالب ہوگیا اور صاحبزادہ کے سامنے اظہار کیا کہ ہم کو حضرت شاہ صاحب کے دیدار کا اشتیاق بہت ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کی رفاقت میں چلے جائیں۔ صاحبزادہ نے خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو یہ مجال نہیں کہ بغیر حکم کے کوئی جواب دے سکیں۔ اگر فرمائیں تو میں خدمت میں عرض داشت لکھوں، جو کچھ حضور حکم کریں گے اُس پر عمل کیا جائے گا۔ مولوی صاحب نے قبول کرلیا۔ صاحبزادہ نے

Marfat.com

حضرت صاحب کی خدمت میں عرض داشت کی۔ حضرت نے جواب میں لکھا کہ مولوی صاحب کا آنا ہماری شہرت کا باعث ہو جائے گا اور اُن کا حق ہم پر ثابت ہو چکا ہے کہ تم اُن کے سامنے تحصیلِ علم سے فارغ ہوئے ہو، لہٰذا ہم خود آئیں گے۔ اُن کو تکلیف نہ دیں۔ آخر حضرت صاحب سیالکوٹ تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے خدمت میں حاضر ہو کر صحبت رکھی اور عرض نیاز کی اور باطنی فیض بھی حاصل ہوا۔ مُلّا محمد کشمیری کہ مولوی [عبدالحکیم] صاحب اُن کے اکابر شاگردوں میں سے تھے، اُن کو بھی حضرت صاحب سے فیض باطنی حاصل ہوا۔ اور سیالکوٹ کے اکثر لوگ جو دیدار کے شرف سے مشرف ہوئے، فیض یاب ہوئے۔ سیالکوٹ میں جو شخص خدمت میں آتا اُس کی حقیقت مجھ (نور محمد) سے پوچھتے اور مجھ سے گفتگو کرتے۔ اور دوسرے یاروں پر بھی مہربانی کرتے۔ اور جو کچھ میں کسی کی طرف سے عرض کرتا وہ قبول ہو جاتا اور اس کی وجہ مجھے معلوم نہیں تھی۔ جب درگاہ کو روانہ ہوئے تو میں نے صاحبزادہ کے خرچ کا کچھ حصہ جو باقی بچ گیا تھا، خلوت میں حضور کے پیش کیا اور عرض کیا کہ اب صاحبزادہ صاحب فارغ ہو چکے ہیں، مجھے حکم ہو تو اب حضور کی خدمت میں رہوں۔ اُس دوران حضرت میاں (نور محمد) صاحبزادہ کی خدمت میں محلّہ ہرڑاں میں، جو شہر کی دوسری طرف ہے، رہا کرتے تھے اور نخاس کی طرف کوئی رابطہ نہیں تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میاں نور محمد تم کو حکم ہے کہ تم سیالکوٹ میں رہا کرو اور تمہارا رہنا سہنا محلّہ نخاس میں ہوگا جو شہر سے اِس طرف ہے اور ایک شخص اس جگہ تمہارے اخلاص مندوں سے ہوگا کہ اس کی محبت کی خوشبو ہمارے مشام میں آ رہی ہے۔ وہ تمہاری خدمت سے فیض یاب ہوگا اور تمہاری خدمت کرے گا اور اس سے بھی [یہاں کے] کئی لوگ فیض پائیں گے اور دیگر کئی لوگ بھی بہت فیض پائیں گے۔ اگرچہ (میاں نور محمد کے) یاران اچھے اچھے ہوئے ہیں، لیکن چونکہ بظاہر اِس فقیر (احمد بیگ) کی شہرت بہت ہوئی ہے، لہٰذا وہ شخص جو اوپر مذکور ہوا ہے، لوگ مجھ کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بہتر جانتا ہے۔

حضور (میاں نور محمد) کے یاروں سے منقول ہے کہ میاں بلاول، کہ تدریس کرتے تھے، اللہ ان کو سلامت رکھے، انھوں نے ایک روز حضرت میاں صاحب کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا اور دست بستہ کھڑے ہو گئے کہ یا حضرت! میں ایک التماس رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا کہ میرا حال احمد بیگ کے حال کی طرح ہو جائے۔ آپ نے متبسّم ہو کر فرمایا کہ ہر کسی کو اُس کے حوصلہ کے موافق حال دیتے ہیں لیکن اگر تمہاری خواہش ہے اور تم برداشت کر سکتے ہو تو ہم دے دیتے ہیں۔ اسی کہنے میں اُن پر نظر مبارک ڈالی، وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بلند جگہ پر بیٹھے تھے، نیچے گر پڑے۔ اُن کا حال یہاں تک ہو گیا کہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے، اچانک کھڑے ہو جاتے۔ لوگ پوچھتے کہ کیوں اُٹھے ہیں؟ کہتے کہ حضرت صاحب اپنے گھر میں اُٹھے ہیں، یہ ادب سے دُور ہے کہ میں بیٹھا رہوں۔ اور جب حضرت باہر نکلتے تو وہ کہتے کہ اب نماز کے لیے حضرت باہر نکلے ہیں۔ اور خود بھی چل پڑتے۔ جس طرح کہتے، لوگ دیکھ لیتے تھے۔ ان کا حال یہاں تک پہنچا کہ بے تاب ہو گئے اور برداشت نہ

Marfat.com

کر سکے۔ جو کچھ التماس کر کے چاہا تھا، [اس کا برداشت کرنا] ان پر مشکل ہو گیا۔ ناچار ایک روز آ کر عرض کیا کہ یا حضرت! اس حال کی برداشت مجھ پر مشکل ہو گئی ہے، اگر تخفیف ہو جائے اور میرے حوصلے کے موافق مجھے حال عنایت ہو تو میں برداشت کر سکوں گا، ورنہ جل جاؤں گا۔ میاں صاحب نے تبسّم کر کے فرمایا کہ جاؤ، پانی لاؤ۔ وہ پانی لائے۔ فرمایا، پی جاؤ۔ انھوں نے پی لیا۔ پھر تھوڑا سا خود پیا۔ اُن کا حال کم ہو گیا اور وہ اب بھی صاحبِ حال ہیں اور اُن کے بسط میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

یہ بات کہ آپ کو سیالکوٹ میں رہنے کا حکم ہوا، اس طرح معلوم ہوا ہے کہ حضرت شاہ حاجی نوشہ صاحب کو جب کمال حاصل ہوا تو حضرت شاہ سلیمان صاحب نے فرمایا کہ تم اپنی سکونت نوشہرہ میں مقرر کرو جو حضرت شاہ سلیمان کے مسکن بھلوال سے کم و بیش تیس کوس ہوگا۔ اور جب حضرت میاں (نور محمد) صاحب کو کمال حاصل ہوا تو نوشہرہ اور چک ساہن پال آپ کا وطن تھا۔ (حضرت نوشہ صاحب نے) فرمایا کہ سیالکوٹ میں اپنی سکونت اختیار کرو۔ اور اِس احقر (مرزا احمد بیگ) کا رہنا سیالکوٹ سے لاہور مقرر ہوا۔ یہ سبب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرم کی زیادتی کی وجہ سے تھا کہ جب دوست زیادہ دور ہو تو شوق اور محبت بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا (دیر سے زیارت کیا کرو تو محبت زیادہ ہو جاتی ہے)۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دو کاملوں کا ایک جگہ ہونا مناسب نہیں۔ اور یہ بات حضرت شاہ صاحب اور حضرت میاں صاحب کے حق میں تو درست ہو سکتی ہے لیکن فقیر (مجھ) کو محبت بڑھنے کی وجہ سے لاہور جانے کا حکم ہوا ہوگا۔

ایک روز میں (احمد بیگ) آپ کے ہمراہ تھا اور آپ کا طریقہ تھا کہ جب وزیر آباد پہنچ کر دریا سے پار ہو جاتے، جہاں سے حضرت شاہ صاحب کی درگاہ دو تین کوس رہ جاتی، وہاں سے درگاہ تک پیدل چلتے۔ اتفاقاً جب دریا سے پار ہو کر روانہ ہوئے، مجھ کو کسی کام کے لیے ذرا ٹھہرنا پڑا اور میں پیچھے رہ گیا۔ کم و بیش ایک تیر کا قدر آگے چلے گئے ہوں گے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ کہاں تک دُور چلے جائیں گے، ابھی میں پہنچ جاتا ہوں۔ میں پیچھے سے روانہ ہوا۔ ہر چند قصد کیا اور دوڑا، حالانکہ آپ آہستہ آہستہ رفتار سے چل رہے تھے۔ ہر چند میں دوڑتا مگر فاصلہ پہلے سے زیادہ ہو جاتا، حتیٰ کہ میرا سانس بند ہونے لگا۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اس خیال کی وجہ سے ہے جو میرے دل میں گذرا تھا۔ میں نے توبہ کی اور کہا کہ یا حضرت! میری کیا مجال ہے کہ میں آپ تک پہنچ سکوں، مگر جب آپ کا کرم میری مدد کرے۔

بیت:

جب تک معشوق کی طرف سے کشش نہ ہو
بیچارے عاشق کی کوشش کہیں نہیں پہنچتی

جب یہ (توبہ کا) خیال میرے دل میں گذرا، آپ نے پیچھے دیکھ کر متبسّم ہو کر فرمایا، آ جاؤ۔ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میں پہنچ

Marfat.com

گیا۔

قدیم یاروں سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ جن ایام میں حضرت میاں محمد ہاشم درس میں پڑھتے تھے اور [میاں نور محمد] آپ کی خدمت میں رہتے تھے، یاروں میں سے ایک شخص کسی تہمت میں قید تھا۔ جب اس کی خبر حضرت شاہ ہاشم صاحب کو پہنچی، انھوں نے افسوس کیا اور فرمایا کہ اے یاران! دیکھو اِس بیچارے کو کیا مصیبت پیش آئی ہے۔ میاں صاحب (صاحبزادہ) کی پریشانی دیکھ کر ابھی رات کی چند گھڑیاں نہیں گذری تھیں کہ جس قید خانہ میں وہ شخص محبوس تھا، پہنچ گئے اور اس کو کہا کہ اُٹھ۔ اس نے کہا کہ پہرہ دار بیٹھے ہیں اور دیکھ رہے ہیں، کس طرح جا سکوں گا اور میرے پاؤں میں زنجیر ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ تو اُٹھ۔ جب وہ اُٹھا تو زنجیر اس کے پاؤں سے گر پڑی۔ آپ آگے آگے چلنے لگے اور اس کو کہا کہ تو ہمارے پیچھے چلا آ۔ چنانچہ آپ آگے اور وہ پیچھے چلتے ہوئے حضرت شاہ ہاشم صاحب کی خدمت میں آئے۔ وہ بہت خوش ہوئے اور اس کو کہا کہ تجھے دیکھ کر پھر کوئی شخص تیرا دامن گیر نہ ہو جائے۔ وہ سلام و تعظیم بجالا کر کسی جگہ جا کر چھپ گیا۔ جب معاملہ رفع دفع ہو گیا تو پھر خدمت میں آ کر ملازمت سے مشرف ہوا۔

جب آپ (میاں نور محمد) کے وصال کا وقت قریب پہنچا تو آپ نے اس احقر (مرزا احمد بیگ) کو یاد فرمایا۔ آپ کے یاد کرنے سے مجھ کو بیقراری ہوئی (اور میں لاہور سے) سیالکوٹ کی طرف چل پڑا۔ جب خدمت میں پہنچا تو آپ بہت خوش ہوئے۔ چند روز مَیں خدمت سے سعادت مند ہوا۔ کچھ عرصہ سے آپ کھانے سے رہ چکے تھے جب میں گیا، چند بار کوئی چیزیں پکا کر خدمت میں لے گیا، شاید میری خاطر ایک لقمہ منہ میں ڈالیں۔ تیسری بار فرمایا کہ بابا! اب کوئی چیز کھانا میرے لیے تکلیف ہے، تم اس میں کوئی فکر نہ کرو، نہ کھانے میں ہماری طبیعت خوش رہتی ہے۔ چنانچہ میں پھر کوئی چیز نہ لے گیا اور خدمت میں رہتا تھا۔ جب کمزوری اس حد تک پہنچ گئی کہ بات بھی تکلیف سے ہو سکتی تھی۔ رات کا وقت تھا، آنے والے کل کو وصال کر جاتے ہیں، تینوں صاحبزادے چارپائی کے ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے اور ایک طرف مَیں تھا۔ وصال سے دو تین سال پہلے سے آپ کے استغراق کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص خدمت میں آتا، جس وقت آتا تو پوچھتے کہ تم کون ہو؟ وہ اپنا نام لیتا تو فرماتے کہ جاؤ، اپنا کام کرو اور ہم کو ہمارے کام میں چھوڑ دو۔

اِس حال (آخری وقت) میں کبھی ہوش میں ہوتے اور کبھی بے خود ہو جاتے۔ جب ہوش میں آتے تو میری طرف متوجہ ہوتے۔ میں نے عرض کیا کہ اے قبلہ گاہ! اللہ تعالیٰ مجھ پر اور سب تابع داروں پر حضور کا سایہ دیر تک قائم رکھے، لیکن وصیت کرنا مبارک ہے۔ اگر کوئی بات فرمانا چاہیں تو فرمائیں کہ میں اس پر عمل کروں۔ آپ کے خاطر شریف میں آیا کہ یہ کوئی خیر چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے فلاں! جو کچھ تمہارے نصیب میں تھا وہ تم کو ہم نے دے دیا ہے۔ میں نے کہا، یا حضرت! خدا اور حضرت

Marfat.com

صاحب خود واقف ہیں کہ میں نے ساری عمر اپنی زبان سے اپنے لیے کوئی عرض حضرت کی خدمت میں نہیں کی، اس وقت اب کس طرح گستاخی کر سکتا ہوں، لیکن یہ صاحبزادے ہیں، ان پر کچھ مہربانی ہو جائے اور میں حضور کی رضامندی کے بغیر کچھ نہیں چاہتا۔ زبان مبارک سے آپ نے فرمایا ''ہم تجھ سے راضی ہیں اور حضرت شاہ سلیمان راضی اور خدا راضی ہے۔'' اور بڑے صاحبزادہ کا ہاتھ پکڑ کر میری طرف اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر میری طرف آئے۔ میں اُٹھا اور آپس میں بغل گیر ہو کر ہم دونوں رونے لگے۔ اس طرح میاں حبیب اللہ اور میاں عزیز اللہ کے ہاتھ پکڑ کر اشارہ فرمایا۔ پہلے کی طرح ہم نے آپس میں بغل گیری کی۔ جب ہم بیٹھے تو مجھ کو فرمایا کہ اے فلاں! ایسا نہ ہو کہ میری قبر کو بلند نہ کرو۔ چارپائی کی باہی [بازو] پر ہاتھ رکھ کر چلنے لگے۔ میں نے صاحبزادوں کو کہا کہ حضرت استغراق میں چل رہے ہیں۔ شغل باطن سے خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔ اثنائے کلام میں مَیں حضور کے ران کو دَبا رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ران سے اسم ذات کی طرح حرکت ظاہر ہو رہی ہے۔ میں نے صاحبزادوں کو کہا کہ میاں جی! یہاں ہاتھ رکھو اور یادِ الٰہی کا مشاہدہ کرو۔ جب انھوں نے ہاتھ رکھا، اُن کو بھی معلوم ہوا۔ پھر میں نے دوسری جگہ ہاتھ رکھا، یہی صورت پائی۔ پھر ہم نے سارے جسم پر جہاں بھی ہاتھ رکھا، اسم ذاتِ باری کا ذکر جاری تھا۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ ہمارے اس خطرہ کے لیے تھا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ظاہر میں آپ ذکر نہیں کرتے، شاید باطن میں کرتے ہوں گے۔ آپ نے دِکھا دیا کہ ہمارا بند بند ذکر میں ہے۔

میری والدہ اور ہمشیرہ بھی حضرت میاں صاحب کی خدمت میں بندگی رکھتی تھیں۔ والدہ صاحبہ تو سیالکوٹ میں رہتی تھیں اور ہمشیرہ چچا کے بیٹے افضل بیگ سے منسوب تھیں، وہ داراشکوہ کے منصب دار تھے اور جہان آباد میں رہتے تھے۔ ہمشیرہ کو وہاں لے گئے۔ اتفاقاً حضرت میاں معصوم سرہندی کو، جو بڑے پیروں میں سے تھے، وہ بادشاہ کے دیکھنے کے لیے جہاں آباد تشریف لے گئے۔ اکثر لوگ ان کے مرید ہو گئے۔ چنانچہ افضل بیگ اور ان کا چھوٹا بھائی مرزا یادگار بیگ بھی ان کے مرید ہو گئے۔ چونکہ یہ پہلے سے ہی صلاح اور پرہیزگاری سے آراستہ تھے، پیر کی تھوڑی سی توجہ سے ان کو ذکرِ قلبی اور بعضے احوال ظاہر ہوئے۔ جب عزت مآب مرزاؤں نے اپنے کام میں کشایش دیکھی، ہمشیرہ کو فرمایا کہ آپ ہمیشہ تلاوتِ قرآن اور نمازوں اور تہجد وغیرہ میں مشغول رہتی ہو، کوئی کشایش ظاہر نہیں ہوتی، ہم کو ایک توجہ سے ذکر قلب حاصل ہو گیا اور دیگر کشایشوں کی بھی امید رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں اچھے اچھے فقیر ہیں، معلوم نہیں کہ تم کس قسم کے فقیر کی مرید ہوئی ہو۔ انھوں نے کہا کہ فقیر سب صاحب ہیں۔ مرزاؤں نے کہا کہ ہمارے پیر، جو میاں محمد معصوم ہیں، خوانین اور بادشاہ ان کے معتقد ہیں، اور اکثر لوگ جو دوسری جگہ مرید ہیں، ان کی خدمت میں آ کر التجا کرتے ہیں۔ وہ متوجہ ہوتے ہیں تو اس سے کشایش ہو جاتی ہے، (چاہیے کہ) تم بھی توجہ لو۔ ہمشیرہ نے جواب میں کہا کہ ان کی بزرگی میں شبہ نہیں، لیکن میں اپنے احوال کو اپنے پیر کی طرف لکھتی ہوں، امید ہے کہ ان کی توجہ

Marfat.com

سے ہماری کشائش ہو جائے گی۔ مرزا نے کہا، اس میں کوئی حرج نہیں، کشائش مطلوب ہے۔ انھوں نے حضرت میاں [نور محمد] صاحب کی خدمت میں خط لکھا۔ جس وقت خط روانہ کیا، یہ پتہ نہیں کہ ابھی خط پہنچا تھا یا نہیں، حضرت میاں صاحب نے باطن سے خبر پا کر ہمشیرہ کی طرف توجہ کی۔ اُن پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ ذکر اَرّہ خود بخود جاری ہو گیا۔ چنانچہ کھانے اور بولنے سے رہ گئیں۔ چونکہ پہلے کوئی شخص اس طریق سے واقف نہ تھا کہ حضرت شاہ صاحب کے یاروں پر تلقینِ زبانی کے بغیر ایسی حقیقت طاری ہو جاتی ہے۔ بعضوں نے کہا، سایہ ہوگا۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

اتفاقاً شاہ نعمت اللہ خدانما کہ صاحب شوق مشائخ میں سے تھے، میں نے (احمد بیگ) بھی ان کی مجلس کی ہے۔ بہت عزیز الوجود اور صالح تھے۔ جہان آباد میں ہماری حویلیاں ان کے ہمسایہ میں تھیں۔ ان کے معتقدوں سے خواجہ فضیل کابلی تھے۔ ان سے تربیت پائی تھی، بلکہ ان سے خلافت بھی پائی تھی اور احدیوں میں نوکر تھے۔ جب سعید خاں بہادر کابل کی طرف روانہ ہوا، یہ کابل کی تقرری پر اس کے رفیق ہو گئے۔ چک ساہن پال کے قریب سعید خاں کا ڈیرہ واقع ہوا۔ خواجہ فضیل اور کچھ دوسرے لوگ مسجد کے قریب سے گذرے۔ ایک شخص جو خواجہ صاحب کے ہمراہ تھا، اُس نے کہا کہ یہاں ایک فقیر سنے جاتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے ہیں۔ خواجہ صاحب کی زبان سے نکلا کہ ہندوستان کے بہت سارے فقیروں کو ہم نے دیکھا ہے، اب کیا ضرورت ہے؟ اس عزیز نے کہا دیکھنے میں کیا مضایقہ ہے؟ آخر اتفاق سے دونوں عزیز مسجد میں آئے۔ جب خدمت میں پہنچے، بہت لوگ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، یہ بھی لوگوں کی صف میں بیٹھ گئے۔ حضرت (شاہ صاحب نے) کرم کی نظر خواجہ صاحب پر ڈالی۔ میاں پیر محمد صاحب اور اکثر یاروں نے، جو حقیقت سے واقف تھے، سمجھ لیا کہ اس شخص کے سر پر کرم ہو گیا ہے۔ میاں پیر محمد کہتے ہیں کہ میں اُس مجلس میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ خواجہ کا احوال دگرگون ہو گیا ہے۔ پھر دوسری بار نظر کی تو خواجہ صاحب اپنے آپ سے بے خود ہو گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چندے بے ہوش رہے۔ پھر رخصت فرما دیا اور کہا کہ ''یہ مرد کہتا تھا کہ ہم نے ہندوستان کے فقیروں کو دیکھا ہے، اب کیا ضرورت ہے۔ لیکن اس کا حصہ ہمارے پاس تھا۔ اس نے ایسی نعمت پائی ہے کہ ظاہر ہو کر رہے گی۔'' راستہ میں سعید خاں جہاں مقام کرتا، خواجہ صاحب پھر آ کر حضرت صاحب کی خدمت میں ملازمت کر جایا کرتے۔ (حضرت شاہ صاحب نے) از راہِ مہربانی فرمایا کہ خواجہ صاحب! تم کو کابل میں رہنے کا حکم ہے، وہاں مخلوق کو فیض پہنچاؤ۔ چنانچہ یہ حقیقت ان کے احوال میں ظاہر کی جائے گی۔ یہ خبر شاہ نعمت اللہ کو پہنچ چکی تھی کہ خواجہ فضیل کو یہ صورت پیش آئی ہے۔

چونکہ ہماری اندرون خانہ مستورات کی شاہ نعمت اللہ صاحب کے گھر میں ان کی اہلیہ کے ساتھ آمد و رفت تھی اور ہمارے قبیلہ کے اکثر لوگ ان کے بھی مرید تھے۔ بعضے لوگوں نے ان کی اہلیہ بی بی صاحبہ کے سامنے عرض کیا کہ بی بی بانو کا حال اس طرح

Marfat.com

ہوگیا ہے کہ لوگ سایہ (آسیب) کہتے ہیں۔ انھوں نے شاہ نعمت اللہ صاحب سے کہا۔ شاہ نعمت اللہ صاحب ہمشیرہ کے صلاح اور پرہیز گاری سے واقف تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ سارا دن قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہتی ہیں اور کبھی بے وضو نہیں ہوتیں، جن کو کیا مجال ہے کہ ان کے پاس آئے۔

مصرع کا ترجمہ:

جن اس قوم سے بھاگتا ہے جو قرآن پڑھتے ہیں۔

(پھر پوچھا) کہ یہ بی بی کہیں مرید ہوئی ہیں؟ اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں میاں نور محمد نام ایک بزرگ ہیں جو حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ قادری کے یاروں سے ہیں، ان کی مرید ہوئی ہیں، لیکن انھوں نے کوئی زبانی تلقین نہیں کی۔ انھوں نے فرمایا کہ بی بی جی! کوئی فکر نہ کرو، یہ حال اُن کے پیر کی توجہ سے ہے، کیونکہ ہم واقف ہیں کہ وہ زبانی تلقین نہیں کیا کرتے، ان کی توجہ سے حال وارد ہو جاتا ہے اور کشایش ظاہر ہوتی ہے۔ آخر سب لوگوں کو معلوم ہوگیا۔ حضرت میاں صاحب نے سیالکوٹ سے نصیرا نام ایک مرید کو وہاں بھیجا۔ اُن دنوں میں اس پر ایسا حال تھا جو کہنے میں نہیں آتا۔ ہمشیرہ صاحبہ کو تھوڑے دنوں میں کشف قبور وارد ہو گیا۔ وہ قرآن ہمیشہ پڑھتی تھیں۔ خُردسالی میں جس قرآن پر پڑھا تھا اُسی قرآن [نسخہ] پر پڑھ سکتی تھیں، کسی اور مصحف [نسخہ] پر نہیں پڑھ سکتی تھیں۔ ان پر ایسی حالت وارد ہوئی کہ جو الفاظ پڑھتی تھیں ان کے معانی سمجھتی جاتی تھیں۔ ان کی حالت ایسی تھی جو کہنے میں نہیں آسکتی۔

حضرت میاں صاحب کے حالات اور ان کے یاروں کے احوال اگر بیان کروں تو ایک علیحدہ کتاب چاہیے۔ لیکن سب یاران (حضرت شاہ صاحب) کے حالات، جو سننے میں آئے ہیں، بیان کرتا ہوں۔

حضرت میاں نور محمد صاحب کا مزار شریف سیالکوٹ میں واقع ہے۔

Marfat.com

فصل

راہ خدا اور وادی عشق کے گم گشتوں کے راہ ہدایت دکھانے والے، عشق کی آگ میں سمندر[1] کی طرح، حضرت میاں صدرالدین کے بیان میں، خدا تعالیٰ آپ کے روح کو نورانی کرے

آپ (حضرت نوشہ صاحب کے) قدیم یاروں سے تھے اور آپ عجب حالت اور طرفہ اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب اکثر ان کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر قیامت کے دن ہمارے اور صدرالدین کے درمیان دوزخ حائل ہو جائے تو بھی یہ عزیز بلاخوف وخطر دوزخ سے گذر کر اپنے آپ کو ہم تک پہنچائے گا۔ آپ سے بہت لوگ بہرہ مند ہوئے اور فیض پایا۔ آپ کا ذکر اوپر لکھا جا چکا ہے کہ لوہے کا کام کرتے تھے اور موضع رُکھ چٹھہ میں رہتے تھے۔ جس وقت سے حضرت شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی، پھر کسب آپ سے نہیں ہو سکا۔

آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ آپ کے دو بیٹے باقی رہے جو خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔

آپ کا مزار شریف موضع مذکور میں ہے۔

Marfat.com

فصل

صاحب باجوش وخروش، اور بے ہوشِ مدام ہوش مند، میاں پیر محمد کے بیان میں، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت وباقی رکھے

آپ بچپن میں خدمت میں آئے تھے اور آپ پر ایسی حالت وارد ہوئی کہ جس علاقہ میں جاتے تھے اور جو شخص آپ کی خدمت میں داخل ہوتا اُس پر عجب حالت طاری ہو جاتی۔ اور جو شخص ارادت لاتا اُس کا خود ہاتھ نہیں پکڑتے تھے [دست بیعت نہیں کرتے تھے] بلکہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیتے تھے۔ آپ کی سکونت نوشہرہ مغلان برغلق میں ہے، جو دریائے چناب کے کنارہ پر ہے۔ پرگنہ گجرات سے پانچ چھ کوس مشرق کی طرف واقع ہے۔

Marfat.com

فصل

سیّد برحق اور حق آگاہ مطلق، فراخ مشرب والے، درگاہ حق کے مقرب، محبت اور عشقِ خدا میں ہمیشہ محو، حضرت میاں سیّد محمد صالح کے احوال کے بیان میں

آپ حضرت شاہ صاحب کے کبار یاروں سے تھا اور حضرت شاہ صاحب کا کرم آپ پر بہت تھا۔ چنانچہ اپنی زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ خدا کی طلب کے لیے ہمارے پاس دو ہی شخص آئے ہیں۔ ایک آپ کا نام لیتے تھے، دوسرا محمد صادق چٹھہ کا نام۔ اور محمد صالح سیّد برحق اور ہادی وقت تھے۔ چنانچہ بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ آپ کا مسکن اور مزار چک سادہ میں ہے جو گجرات سے دو کوس ہوگا۔

آپ کے تین فرزند تھے۔

پہلے سیّد فیض سلمہ اللہ کہ اپنے باپ سے مشغول ہیں۔ فقر اور فضل دونوں اوصاف سے موصوف ہیں۔

دوسرے بیٹے بھی صلاح سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

تیسرے بیٹے میاں سیّد شیر محمد، اُن کو فقر کی چاشنی ہے۔ اکثر اپنے والد صاحب کا طرز و طریقہ رکھتے ہیں اور لوگوں کا اعتقاد ان پر بڑا ہے۔

Marfat.com

فصل

صاحب حال اور راہِ ذوالجلال کے ہدایت دینے والے، خدا کی راہ کی محبت میں خلیل جیسے، حقایق و معارف سے واقف، حضرت میاں اسمٰعیل کے بیان میں

آپ بھی حضرت شاہ صاحب کے یارانِ بزرگ سے تھے۔ آپ سے بھی بہت لوگوں نے فیض پایا ہے، چنانچہ آپ کے بیٹے بھی کسبِ حلال میں مشغول ہیں۔

آپ کا مسکن کوٹلی جلال الدین محمد تھا۔ وہ بھی حضرت شاہ صاحب کے اخلاص مندوں سے تھے۔ آپ کا مزار شریف سیالکوٹ سے دو کوس اُس راستہ پر ہے جو حضرت شاہ صاحب کی درگاہ کو جاتا ہے۔

آپ کے مریدوں سے ایک میاں زیناں تھا، جو لوہے کا کام کرنے میں مشغول اور فقیروں کے راستہ میں سرگرم تھا۔ چنانچہ اس عزیز سے بھی بہت خلقت فیض یاب ہوئی ہے۔

Marfat.com

فصل

دریائے طریقت کے شناور (تیراک)، صحرائے حقیقت کے شہباز، میدانِ معرفت کے شہسوار یکہ تاز، اپنے زمانہ کے بزرگوں کا سردار، فضیل ثانی، خواجہ محمد فضیل کے بیان میں

آپ حضرت شاہ صاحب کے اکابر یاروں سے تھے۔ چنانچہ ان کا کچھ حال اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس سے پہلے اپنے وطن کابل سے طلب خدا کے لیے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ روزی کا ذریعہ بادشاہ کی نوکری سے کرتے تھے۔ جہاں کوئی فقیر سنتے، اُس عزیز کی خدمت میں مشرف ہوتے۔ آخر حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آئے اور یہیں رہنے لگے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس کو کچھ نہ کہنا، جس طرح چاہے رہے۔ چند روز آپ کے پاس رہتے اور خدمت میں سرگرم رہتے تھے۔ ناواقف لوگ آپ کو دیوانہ کہتے تھے اور آپ ''دیوانہ اپنے کام میں عقلمند'' تھے۔ جو شخص آپ کو سرکار [حضرت نوشہ] کا کام بتاتا، اُسی کام میں مشغول ہو جاتے۔ یہی نہیں تھا کہ حضرت صاحب یا صاحبزادہ صاحب کوئی کام فرمائیں، نہیں، بلکہ جو شخص بھی کہتا، کوئی عذر نہ کرتے۔

آپ کی زبان سے منقول ہے کہ جو لوگ سرکار کا کنواں چلاتے تھے، اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو وہ کنواں میرے حوالہ کر دیتے کہ تم چلاؤ۔ ہم لوگ کنواں گاہدی پر بیٹھ کر چلاتے ہیں، اور میں ادب کی وجہ سے ہرگز سوار نہیں ہوتا تھا۔ ہر بار کنواں چلانے میں [چکر کاٹتے وقت] جب میرا منہ حضرت صاحب کے گھر کی طرف ہوتا تو میں سلام کیا کرتا۔ انھیں وجوہات سے لوگ مجھے دیوانہ کہا کرتے تھے اور میں اپنے کام میں مشغول ہوتا تھا۔ جب میں گھر میں آتا تو دن کو جو کام والدہ صاحبہ فرماتے، میں اُسی میں مشغول ہو جاتا۔ اور ساری رات نعرے لگاتا ہوا گاؤں کے گرد پھرا کرتا۔

نقل ہے کہ خواجہ محمد فضیل ولایت میں ''خواجہ وحی'' سے اس لیے ملقب ہوئے کہ اگر مُردہ آپ کی نظر کے سامنے آتا تو زندہ ہو جاتا اور اگر غیرت کی نظر زندہ پر ڈالتے تو وہ مر جاتا۔ چنانچہ کچھ رندوں نے آپ کے امتحان کے لیے ایک شخص کو چارپائی پر لٹا کر قرار دیا کہ یہ میت ہے اور اس کے ساتھ مقرر کیا ہوا تھا کہ جس وقت خواجہ صاحب جنازہ کی تکبیر کہیں تو اُٹھ کھڑا ہونا، تاکہ اُن کو الزام پہنچے۔ جب آپ نے جنازہ پر جا کر جنازہ کی تکبیر کہی، مجرد ''اللہ اکبر'' کہنے سے اس کی روح قبض ہو گئی۔ اُس جماعت

Marfat.com

نے کہا کہ اس کو کیا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا، جنازہ مُردہ کا جائز ہے نہ زندہ کا۔ پہلے یہ مر گیا، اس کے بعد ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔

نقل ہے کہ کابل میں پہاڑ کا ایک تودہ ایک باغ میں گر پڑا۔ ایک بیگھہ زمین اُس کے نیچے دَب گئی۔ ہر چند اُن لوگوں نے کوشش کی کہ کسی طرح تودہ دُور ہو جائے، مگر نہ ہو سکا۔ ایک روز آپ وہاں چلے گئے۔ اپنا منہ زمین کی طرف کر کے ''ھُو'' کا نعرہ لگایا۔ ناقل کہتا ہے کہ پہاڑ کا تودہ ایسا ہوا کہ اُڑا کہ ایک تیر پرتاب باغ سے باہر جا پڑا۔ اُس باغ کے مالکوں نے وہ سارا باغ آپ کی نذر کر دیا۔

نقل ہے کہ علما کے ایک گروہ نے آپ پر ہنگامہ برپا کر دیا کہ یہ نماز نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نماز وضو کے بغیر جائز ہے؟ انھوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے فرمایا، پانی لاؤ۔ وہ پانی لے آئے۔ اپنے ہاتھ مبارک پر ڈلوایا۔ گویا کہ پانی آگ پر پڑا۔ ایک قطرہ رواں نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب وضو نہ ہو سکے تو نماز کیسے درست ہو سکتی ہے۔ میں زنِ معذورہ کی طرح ہوں، معذورہ کو عذر کے وقت نماز معاف ہے۔

قاضی القضات نے ایک ہنگامہ آپ پر اٹھا کر حاکمِ وقت کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے پوچھا کہ میرا مدّعی کون ہے؟ قاضی نے اٹھ کر کہا کہ تمہارا مدّعی میں ہوں کہ تم ملحد اور زندیق ہو۔ آپ نے فرمایا، اے اہلِ اسلام کی جماعت! میں اسلام کے تابع ہوں، لیکن قاضی کو کہو کہ کلمۂ توحید زبان سے پڑھے۔ ہر چند انھوں نے قاضی کو کہا کہ کلمۂ توحید پڑھے، اس کی زبان ایسی بند ہوئی کہ ہرگز نہ بول سکا۔ قاضی کی تکفیر کا حکم ہو گیا اور آپ وہاں سے فارغ البال اپنے گھر آ گئے۔

نقل ہے، خان زمان خاں امیر ہفت ہزاری اس وقت آپ کے خادموں کی جناب میں سچی ارادت رکھتا ہے۔ اور خانقاہ کے مصارف اور آپ کے متعلقان کے حاجت مندوں کے خرچ کے لیے نذر نیاز، نقود ہزار دو ہزار روپے متواتر بھیجتا رہتا ہے۔ حضرت شاہ حاجی نوشہ کی خانقاہ کے خادموں سے جو شخص بھی خان مذکور کے پاس جائے، وہ اس کی خدمت بجالاتا ہے اور حضرت شاہ صاحب کا عرس کیا کرتا ہے اور حضرت شاہ صاحب کی اولاد کے لیے نیاز بھی بھیجا کرتا ہے۔ اس کی بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہتری اور اعزاز کے ساتھ سلامت رکھے۔

Marfat.com

فصل

عزت اور عرفان کے آشیان کے شہباز، قُربت اور ایقان کے قاف کے عُنقا، وحدت اور لامکان کے ملک کے سیّاح، رحمانی فیض کی حقیقت کے سمندر کے غوّاص، اپنے زمانہ کے نوشہ کے باغ کے بلبل، شاہ عبدالرحمٰن کے بلند مناقب اور اونچے مراتب اور احوال کے بیان میں، آپ پر اللہ کی رحمت اور خوشنودی ہو۔

خواجہ فضیل کی زبان سے نقل ہے کہ میں حضرت شاہ [نوشہ] صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ اتفاقاً ایک کھتری دیہات میں کوئی چیز فروخت کرتا ہوا چک ساہن پال میں پہنچا۔ حضرت شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دیکھ کر آداب بجالایا۔ حضور نے پوچھا، تُو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا، بھڑی نام گاؤں سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا، وہاں رحمان نام ایک فقیر رہتا ہے، اُس کو تُو جانتا ہے؟ اُس نے کہا، ہاں جناب! وہ ساری رات گاؤں کے اردگرد گیدڑ کی طرح شور کرتا ہوا پھرا کرتا ہے۔ حضور نے زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ شیر ہے۔ جس وقت وہ شیر کی طرح گرجے گا، لوگ خود بخود دیکھ اور جان لیں گے۔

حضور کی زبان مبارک کی برکت سے اب وہ شیر ہے جان لینے والا، اور معشوق ہے شوق بڑھانے والا، حضرت میاں برخوردار صاحب کے بیٹے آپ سے فیض یاب ہوئے ہیں، چنانچہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ جو شخص بھی دیدار مبارک سے بہرہ مند ہوا ہے، خالی نہیں رہا۔ خصوصاً چند آدمی جو آپ کی نظر فیض اثر میں آئے ہیں، کھانا کھانے سے مطلق رہ گئے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ تم نے قصداً کھانا چھوڑا ہے؟ انھوں نے فرمایا، نہیں، ہم کو کھانے کی رغبت ہی نہیں ہوتی۔ اور اگر کھانے کا ارادہ کرتے ہیں تو حلق سے نیچے نہیں جاتا۔ چنانچہ صاحبزادہ میاں عنایت اللہ نے چند سال ہوئے ہیں کہ کوئی چیز نہیں کھائی۔ کچھ کمزوری اور بھوک ظاہر نہیں ہوتی۔

آپ کے خوارق بہت ہیں۔ [لیکن] اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ شکم کی بلا سے، جس میں سارا جہان گرفتار ہے، ایک ہی توجہ سے چھڑا دیتے ہیں۔ آپ کے فقیروں سے اکثر خلق کو فیض پہنچتا ہے۔ اِس فقیر (احمد بیگ) پر کمال مہربانی رکھتے ہیں۔

آپ کے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آنے کی پہلی وجہ یہ تھی کہ حضرت شاہ حاجی نوشہ اپنی قرابت صہریہ (گڑماچاری) کے باعث موضع مَتے کے ہنجرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ [راستے میں] موضع بھڑی میں اکثر رات گذارا

Marfat.com

کرتے۔اس دوران حضرت میاں عبدالرحمٰن خُردسال تھے اور کپڑے دھونے کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔حضرت شاہ صاحب اُس راہ سے گذرے۔آپ حضرت کی نظر میں آگئے اور شراب الست سے مست ہوگئے۔خلقت نے آپ کو دیوانگی کی نسبت کی، تا آنکہ آپ کو زنجیریں ڈال کر عالموں اور حکیموں کی طرف رجوع کیا۔آپ ٹھیک نہ ہوئے۔آپ نے خود فرمایا کہ مجھ کو حضرت نوشہ صاحب کی خدمت میں لے چلو۔چنانچہ حضرت کی خدمت میں لے آئے۔حضرت نے آپ کی والدہ اور بھائی کو رخصت فرمادیا اور آپ کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔اور سرکار کے مزارعوں کو روٹیاں پہنچانے کی خدمت آپ کو سپرد ہوئی۔اور آپ کی روٹی بھی انھیں روٹیوں کے ساتھ دے دیتے۔آپ سب روٹیاں لے جاکر اُن میں سے جو بڑا تھا، اُس کو پہنچا دیتے۔وہ [مزارعے] سب روٹیاں کھا جاتے اور آپ کو کچھ نہ دیتے۔ایک چلّہ یا اس سے زیادہ گذر گیا، اندرون گھر والے سمجھتے تھے کہ مزارعوں کے ساتھ کھالیں گے اور کامے (مزارعے) سمجھتے کہ گھر سے کھا کر آتے ہیں۔جب حضرت صاحب نے کشف باطن سے معلوم کیا، اُسی وقت سلگتے ہوئے کوئلوں پر روٹی پکا کر آپ کو دی اور آپ کے حال پر مہربانی فرمائی۔حضرت کی توجہ سے وحدت کے سمندر میں ایسے مستغرق اور کثرت کے باغ میں ایسے حاضر ہوئے کہ ایک دم بھی ذکر وفکر کے بغیر نہ رہتے۔

کشف وکرامات تو آپ کے ادنیٰ خادموں کا شیوہ تھا۔آپ ایسے جذب وجلالیت والے تھے کہ آپ حضور کی مجلس میں کسی کو دَم مارنے کی مجال نہ تھی۔نفس کو مجاہدہ اور محنت سے ایسا جلایا کہ کبھی اپنے آپ کو بیلوں کے پیچھے باندھ کر زمین پر کھچواتے اور کبھی کنوئیں میں اُلٹا لٹکتے اور کبھی تنگ وتاریک قبر میں تین چار روز تک رہتے۔اور گرمیوں کے موسم میں سورج کی سخت تپش میں ریگستان میں پڑے رہتے اور آگے سے اپنے جسم کو گرم کرتے۔اور سردیوں میں کورے گھڑے پانی کے بھر کر رات کو سردی میں رکھتے اور صبح اپنے سر پر ڈالتے اور اپنے جسم کو بھوک اور پیاس سے گداز کرتے۔جوار و پوہلی کی روٹی کھاتے اور سالن کوار گندل کا بناتے۔اور رات کو بیدار رہ کر جنگل میں پھرا کرتے اور دن کو فقیروں کے قوت [روزی] کے لیے کاشتکاری کیا کرتے اور جس شخص پر رحمت کی نظر ڈالتے اُسی وقت بادشاہِ وقت ہو جاتا تھا اور اس کی نظر تحت الثریٰ سے عرش کے اوپر تک گذر جاتی تھی۔بہت لوگ آپ سے فیض یاب اور مستفید ہوئے۔ادب میں ایسے تھے کہ اگر دریا سے اس طرف آتے تو چک ساہن پال کی زمین میں پیشاب نہ کرتے۔اور اگر چک ساہن پال سے کوئی چوہڑا بھڑی میں آتا تو خود زمین پر بیٹھتے اور اُس کو چارپائی پر بٹھاتے۔اس کی خدمت میں ایسا مستعد ہوتے کہ آج کل کے مریدان اپنے مرشدوں کی ایسی خدمت نہیں کر سکتے۔چوہڑا تو پھر بھی آدمی ہے، اگر اِس گاؤں کا کوئی کتا بھی اُس جگہ چلا جاتا تو مجنوں کی طرح اس کے پاؤں پڑتے۔یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ آپ اس مکان سدرہ مقام کے ساتھ بہت زیادہ اعتقاد اور ادب رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے آپ کے زمانہ میں حضرت کے سامنے کہا کہ شیخ لدھا ساکن میانی، جو دریائے راوی کے کنارہ پر

Marfat.com

رہتا ہے، وہ کہتا ہے کہ اولیاے زمانہ میں اس وقت مرد میں ہی ہوں، دوسری سب عورتیں ہیں اور مرد کوئی نہیں۔ اس بات کے سننے سے آپ کو غیرت ہوئی۔ اس کی روح کو باندھ کر لے آئے۔ حضرت میاں صاحب میاں عصمت اللہ صاحب حاضر تھے۔ انھوں نے دیکھ کر حضرت صاحب کے خادم میاں برخوردار ہرل کو فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے مرد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، دیکھو کہ از راہِ غیرت اُس کے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں [کندھوں] کے ساتھ باندھ کر لا کر دروازہ پر آپ نے بٹھایا ہے۔

نقل ہے کہ مُلّا فتح محمد متولی رام کے، کیلیانوالہ میں پڑھتے تھے، کہتے ہیں کہ میں سرود کے لیے احتساب کرنے کے ارادہ سے آپ کے پاس گیا۔ میری طرف آپ نے نظر فرمائی۔ میری کتاب بغل میں رہی اور میں سرنگوں ہو کر زمین پر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ [پھر] آپ جناب کا مرید ہو گیا۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے خادم شادی لوہار ساکن کیلیانوالہ کو فرمایا کہ تو اپنے ہاتھ سے جو کچھ مریضوں کو دیا کرے گا، وہ شفا پا جایا کریں گے۔ چنانچہ جو بیمار اس کی طرف رجوع کرتا، شفا پا جاتا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے تین بے جان شخصوں کو جان دلائی۔ ایک روز حضرت صاحب کی بیٹی نے شادی کو دونوں ہاتھوں کے لیے کنگنوں کی فرمایش کی۔ ایک عورت اپنے بیمار بیٹے کو حکیم کے پاس لے گئی تھی۔ اس کا فرزند راستہ میں مر گیا۔ راستہ میں میاں شادی تھا۔ اس نے پوچھا، فلانے! تیرے بیٹے کا کیا حال ہے؟ اُس نے کیفیت ظاہر کی۔ شادی نے کہا کہ اگر تیرا بیٹا زندہ ہو جائے، مجھے کیا دے گی؟ اس نے کہا کہ اپنے دونوں کنگن تم کو دے دوں گی۔ اس کی طرف نظر کی تو بچہ زندہ ہو گیا۔ اس عورت نے اپنا وعدہ پورا کیا اور نذر گذاری۔ میاں شادی دونوں کنگن حضرت صاحب کی بیٹی کے پاس لے گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ شادی تو تقدیر الٰہی پر نظر نہیں کرتا، اور نہ خدا کی رضامندی کو جانتا ہے۔ یہ کیسی بات ہے، اب پھر کسی کو کوئی چیز نہ دینا۔ میاں شادی کہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھ و زبان میں جو برکت رکھتا تھا، وہ اُسی وقت مجھ سے دُور ہو گئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ وزیر آباد میں تشریف لے گئے۔ آپ کی مجلس میں اکثر سرود ہوا کرتا تھا۔ قاضی وقت وغیرہ علما جمع ہو کر آئے، رباب کو انھوں نے توڑ دیا اور گانے والوں کو باندھ کر لے گئے۔ اُس وقت حضرت صاحب مجلس میں نہیں تھے۔ جب آ کر مطلع ہوئے تو قاضی اور حاکم کے پاس چلے گئے اور ایسا تصرّف فرمایا کہ دونوں آپ کے مطیع ہو گئے اور آپ کے پاسِ خاطر گانے والوں کو سرود کا حکم دیا اور دونوں نے معذرت کی۔

Marfat.com

فصل

فانی فی اللہ اور ہادی باللہ، بے ریا درویش اور باصفا قلندر، گرے ہوئے عاجزوں کا ہاتھ پکڑنے والے، پیر کبیر، شاہ فتح محمد فقیر کے بیان میں

آپ چوپانی کیا کرتے تھے اور (خواب میں) حضرت شاہ صاحب کی بشارت سے اُن کی جستجو کیا کرتے، لیکن تغافل سے۔ جب تیسری بار انھوں نے خواب میں فرمایا کہ آ کر اپنا حصّہ لے لو۔ آپ بے قرار ہو کر چل پڑے۔ حضرت شاہ صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے وفات پا جانے کے بعد دو شخص ہم سے فیض پائیں گے۔ آپ جب تلاش کرتے ہوئے حضرت چک ساہن پال میں پہنچے، آپ سے پہلے حضرت شاہ صاحب وصال فرما چکے تھے اور ان کا صندوق باہر لا کر جنازہ پڑھ چکے تھے اور لوگوں کو آخری زیارت کے لیے بلا رہے تھے کہ دیدار سے مشرف ہوں۔ آپ مردِ بزرگ اس وقت دیدار سے مشرف ہوئے اور سمجھ لیا کہ یہی صورت ہے جو مجھ کو بشارت دیتی رہی۔ آپ پر عجب حالت طاری ہو گئی۔ مدت تک اپنے سے بے خبر اور یار سے باخبر ہو کر جنگلوں میں پھرتے رہے۔

رباعی کا ترجمہ:

اگر تو عاشق مست ہے تو محو اور بیکار ہو جا
اپنے آپ سے بے خبر اور یار سے خبردار ہو جا
دل سے درد کو دور کر دے عشق میں خوش رہ
جب تو خود بیچ مین نہیں تو غیروں سے فارغ ہو جا

آخر کار آپ کا کام یہاں تک عروج پکڑ گیا کہ تمام پوٹھوہار، جو قوم گکھڑ کا علاقہ ہے، سب آپ کے معتقد ہو گئے۔ چنانچہ فتح خاں گکھڑ اور اس کے بیٹے آپ کے عقیدت مندوں سے تھے۔ چونکہ وہ دنیا کے طالب تھے، دان گلی کی سلطنت، جو اُن کے بزرگوں کے خیال میں بھی نہ تھی، آپ کی توجہ سے اُن کو مل گئی۔ اُس کے ایک بیٹے اصالت خاں نے معظم نگر کی فوجداری پائی۔

آپ کی باطنی تربیت حضرت میاں محمد ہاشم صاحب نے کی ہے۔ آپ کو جو کچھ نذر نیاز آتی، آدھی درگاہ شریف میں بھیجا کرتے اور آدھی کو تین حصہ کر کے تین مکانوں میں دیتے جو آپ کے تین تکیے تھے۔

Marfat.com

آپ تجرید میں رہتے اور کوئی چیز نہ کھاتے۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز لے آتا تو اُس کی خاطر داری کے لیے تھوڑا سا منہ میں ڈالتے۔ ایک دن حضرت میاں محمد ہاشم صاحب نے فرمایا کہ ہم آپ کے لیے کھانا پکاتے ہیں آپ کھاتے نہیں؟ آپ نے کہا، یا حضرت! دوسرے بزرگوں نے حضرت شاہ صاحب (نوشہ) کو زندگی میں دیکھا ہے، جب وہ اُس دوران کھایا پیا کرتے تھے، اور میں نے حضور کو وفات کی حالت میں دیکھا ہے (جبکہ کھانا پینا ترک ہو چکا تھا) اس لیے مجھ سے کھانا پینا چلا گیا ہے۔ اور یہ جو کچھ میں منہ میں ڈالتا ہوں، لانے والے لوگوں کی رعایت کے لیے، ورنہ کھانے اور پینے کا مجھ کو مطلق ہوش نہیں رہا۔

ایک کنبل (بھورا) اور ایک تہبندی جو گھٹنوں تک آئے، پہنتے تھے۔ جب کبھی درگاہ شریف میں آتے، نذر نیاز بہت لایا کرتے۔ گفتگو اور صحبت کا طریقہ کم تھا۔ گوشہ میں پڑے رہتے تھے، ایک دو روز رہتے جس وقت چاہتے چلے جاتے۔ اور جو کنبل پہنا ہوتا تھا، اوپر سے اتار کر حضرت میاں محمد ہاشم صاحب کے قدموں میں رکھ کر زمین بوسی کر کے چلے جاتے۔

میاں عبداللہ چومکھی، جو حضرت شاہ صاحب کے اچھے یاروں سے ہیں، سے منقول ہے کہ ایک روز میں میاں فتح محمد کے ہمراہ تھا کہ ہم ایک گاؤں میں پہنچے اور میں اس بات سے واقف تھا کہ اس گاؤں کے پاس درندہ کتے ہوتے ہیں۔ اور میاں فتح محمد کی وضع قطع حقیر تھی۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ کہیں آپ کو کتے کچھ ضرر نہ پہنچائیں۔ جب ہم گاؤں کے نزدیک پہنچے تو گاؤں کے سب کتے آپ کے پاؤں میں آ کر لوٹنے لگے۔ جب گاؤں کے لوگوں کو خبر ہوئی، ہر شخص کوئی چیز پکا کر لے آیا۔ گاؤں کے سب کتے اکٹھے ہو کر آپ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپ نے تغار پُر کر کے کتوں کے درمیان رکھ دیا اور فرمایا کہ بیٹھے رہو۔ کوئی مجال نہ تھی کہ کتے کھائیں۔ میں نے کہا کہ حضرت! اب ان کو حکم ہو جائے کہ یہ کھائیں۔ پھر آپ نے ہر ایک کا حصہ الگ کیا اور ایک کو بلایا کہ تو آ کر اپنا حصہ کھالے۔ اُس نے آ کر تغار سے اپنا حصہ کھالیا۔ اور یہ مجال نہ تھی کہ دوسرے کے حصہ کی طرف نظر کرے۔ سب نے اپنے اپنے حصہ اُسی ایک تغار سے کھالیے۔

اسی اثنا میں ایک سانپوں والا آ گیا اور ایک بڑا سانپ لایا اور کہا کہ مُرغ خواہ کس قدر بڑا ہو، یہ سانپ ایک بار ہی اس کو نگل لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی خوراک اس کو اسی طرح دینی چاہیے۔ دیکھیں کہ مرغ کو یکبارگی کس طرح کھاتا ہے۔ جب مرغ لایا گیا، اس کو مجال نہ رہی کہ منہ کھولے۔ آخر اُسی وقت وہ سانپ مر گیا۔

تمام حیوانات بھی انسان کی طرح آپ کے حکم میں تھے۔ آپ جس طرف رُخ کرتے، غلغلہ پڑ جاتا۔ اور آپ جس قدر بھی لوگوں سے بھاگتے، خلقت آپ کے گرد ہو جاتی۔

اکثر بڑی بڑی باولیاں آپ نے پہاڑوں میں ثواب کے لیے کھودی ہیں۔ ایک بڑے پہاڑ پر، جس پر پیدل چڑھنا محال تھا، آپ نے تمام راستہ کھود کر سیڑھیاں بنادی ہیں اور جنگلوں میں باغیچے لگا دیے ہیں۔ آپ کے کمالات و کرامات بہت ظاہر ہیں،

Marfat.com

بیان کرنے کی حاجت نہیں۔

موضع ساگری قریب رہتاس، آپ کے مزار پر آپ کا خادم میاں گوجر نام آپ کے سجادہ پر ہے، اور دوسرے تکیے پر میاں مجاہد، اور تیسرے تکیہ پر اور فقیر لوگ۔ اور ان دونوں عزیزوں کے احوال اچھے ہیں، اکثر لوگ ان سے فیض پاتے ہیں اور اپنے پیر کے طریقہ پر قائم ہیں۔ ان کی زیارت کی جاتی اور برکت حاصل کی جاتی ہے۔

Marfat.com

فصل

مست الست اور عاشقوں کے گروہ میں بلند مرتبہ، محبّت کا بوجھ اٹھانے والے اور نفس دشمن کو سختی کے ساتھ سَر کے بَل پچھاڑنے والے، حقیقت کے میدان میں یکتا، خدا تعالیٰ کے اسرار سے واقف، حضرت میاں عبدالحمید کے بیان میں

آپ بزرگ زادہ (بزرگوں کی اولاد) ہیں۔ آپ کے چچا فاضل اور شیخ تھے۔ اکثر لوگ ان کے مرید ہوئے تھے۔ وہ تقویٰ کا طریقہ بہت رکھتے تھے اور اس علاقہ میں جو کوئی بدعت پر عمل کرتا تھا، اُس پر احتساب بھی کرتے تھے۔

اُس وقت آپ (عبدالحمید) چھوٹے تھے، چنانچہ حاجی سعداللہ کی زبان سے، جو عزیز الوجود آدمی اور اخلاص مندوں سے ہیں، سنا ہے کہ آپ اپنی زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ میرے چچا جان پڑھنے کے لیے مجھے بڑی تاکید کیا کرتے تھے اور میرا دل پڑھنے پر ہرگز رغبت نہ کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن میں قرآن کریم لے کر مکتب سے اُٹھا اور چک سیم میں چلا گیا۔ وہاں ایک عزیز مسجد میں چھوٹوں بڑوں کو درس پڑھاتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مہربانی کر کے مجھ کو بھی سبق عنایت فرمائیں۔ انھوں نے پوچھا کہ تم کس قوم سے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ قوم گوجر سے۔ انھوں نے فرمایا کہ استاد نے مجھ کو منع کیا ہوا ہے کہ گوجر قوم کو نہ پڑھانا، میں تجھے سبق نہیں دوں گا۔ میرے دل میں آیا کہ یہ بزرگ جو اِس طرح کہتے ہیں، اگر میں پڑھوں گا تو انھیں کے پاس پڑھوں گا۔ جب رات ہوئی، میں اُسی مسجد میں بھوکا سو گیا۔ میں نے دیکھا کہ رات کو ایک عزیز مسجد میں آئے اور ساری رات یادِ الٰہی میں مشغول رہے اور سویرے نماز پڑھ کر باہر چلے گئے۔ تین راتیں اسی طرح مجھے اُس مسجد میں آئیں اور گذاریں، اور اُس عزیز سے جو یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے، میں نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا، محمود۔ پھر میں نے عرض کیا کہ روزانہ [دن کو] کیا کام کرتے ہو؟ فرمایا کہ لوگوں کے چھوٹے بچھڑے چَرایا کرتا ہوں اور اس کی مزدوری سے روزی حاصل کرتا ہوں۔ اُن کی گفتگو نے میرے دل میں اثر کیا۔ میرے دل میں آیا کہ یہ راستہ بڑا اچھا راستہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ نعمت جو آپ کو حاصل ہوئی ہے، کس بزرگ سے ہے؟ انھوں نے حضرت شاہ [نوشہ] صاحب کا نام لیا۔ اُن کا نام لینا ہی تھا کہ میرا دل اُسی وقت گرویدہ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ اگر مہربانی کر کے مجھ کو بھی اُن کی خدمت میں لے چلیں تو بہتر ہو گا۔ انھوں نے فرمایا کہ پنجشنبہ (ویروار / جمعرات) کا دن مقرر ہے کہ میں اُن کی خدمت میں جایا کرتا ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو پنجشنبہ کو میرے ساتھ چلے جانا۔ آخر جب

Marfat.com

پنجشنبہ کا دن آیا تو وہ بزرگ مجھ کو بھی اپنے ساتھ خدمت شریف میں لے گئے۔ عصر کا وقت تھا کہ زیارت نصیب ہوئی، جس وقت میں روبرو ہوا تو مجھے سلام کرنے اور پابوس ہونے کی طاقت نہ رہی۔ حضور کی جلالت اس قدر مجھ پر غالب ہوگئی کہ میں محو ہوگیا۔ میاں محمود نے میری حقیقت بیان کی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کس لیے آیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت کے لیے۔ حضور نے فرمایا کہ جاؤ، زیارت ہوگئی ہے۔ یہی فرمانا تھا کہ میری حالت دگرگون ہوگئی۔ ایک تیر رَس تک میں راستہ دیکھتا گیا اور چلتا گیا۔ پھر مجھے کوئی ہوش نہ رہی۔ راستہ میں ایک کنواں تھا، میں اس میں گر پڑا۔ آدھی رات تک میں کنویں میں رہا۔ حضرت صاحب نے میرے حال سے آگاہ ہوکر یاروں کو فرمایا کہ اے یاران! تین چار شخص جاؤ، ایک آدمی فلاں کنوئیں میں [گرا] پڑا ہے، اس کو باہر نکال کر میرے پاس لاؤ۔ وہ حضور کے حکم سے آئے، مجھے کنوئیں سے نکالا اور خدمت شریف میں لے گئے۔ پھر حکم ہوا کہ جاؤ۔ میں رخصت ہوکر اپنے گاؤں میں آیا۔ میرا ایک دوست جولاہا تھا۔ ہم دونوں کے دل میں یہ خیال تھا کہ خدا کا راستہ حاصل کرنا چاہیے۔ میں پہلے اُسی کے پاس گیا۔ اس نے میری آنکھوں پر نظر کی اور میری حالت دیکھ کر کہا کہ فلانے! تجھ کو کیا پیش آیا کہ تو عجب حالت رکھتا ہے؟ میں نے اس کو حقیقت بیان کی۔ اس پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ وہ اپنے آپ سے چلا گیا (محو ہوگیا) اور خدا سے مشغول ہوگیا۔ ایک اور شخص محمد صادق نام پوٹھوہاری تھا، اس کا بھی یہی حال ہوگیا۔

آپ جس کی طرف دیکھتے تھے اور جو شخص آپ کی صحبت میں آتا تھا، اس کو تاثیر ہو جاتی تھی اور حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں اخلاص لے آتا تھا۔ اس سے پہلے اُس علاقہ میں لوگ آپ کے چچا میاں عبدالجلیل کے مرید ہوتے تھے۔ جب یہ حقیقت ان کو پہنچی، انھوں نے طعن کیا کہ یہ کہیں سے جن کا عمل لے آیا ہے، لوگوں کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ ہر چند وہ طعن کرتے، لیکن لوگ بہت رجوع کرتے۔ پھر کام یہاں تک ہوگیا کہ آپ کے چچا سخت مخالفت پر اُتر آئے۔ آپ کو اور آپ کے اخلاص مندوں کو گالیاں دینا اور بُرا کہنا شروع کیا۔ اکثر یاروں نے یہ حقیقت حضرت شاہ صاحب کے سامنے بیان کی۔ ایک روز حضرت شاہ صاحب دولت خانہ سے باہر آئے۔ میاں عبدالحمید آگے سے قدم بوس ہوا۔ حضور نے پوچھا، میاں عبدالحمید! کیا حال ہے؟ یاروں نے عرض کیا کہ یا حضرت! میاں عبدالحمید انصاف چاہتا ہے کہ ان کا چچا ان کو اور ان کے یاروں کو بہت تکلیف دیتا ہے۔ جب حضور نے آپ سے پوچھا، آپ نے عرض کیا کہ چچا ہے، باپ کی جگہ ہے، امید ہے کہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور وہ توفیق پائے گا۔ حضرت صاحب نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اب کام معافی سے گذر چکا ہے۔ اِدھر یہ بات زبان پر آئی، اُدھر میاں عبدالجلیل پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہم زدہ اور دیوانہ سا ہوگیا۔ جس جگہ بیٹھتا، کہتا کہ یہ دیوار مجھ پر گر پڑے گی۔ اس کا جسم اور چہرہ سُوج گیا، چنانکہ اس کی صورت تبدیل ہوگئی۔ آخر اس کو سمجھ آگئی کہ یہ میری اُس گفتگو کا نتیجہ ہے جو میں نے حضرت شاہ صاحب کی جناب میں کی ہے۔ آخر اپنے کیے سے پشیمان ہوا۔ خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگوں کو غلطی معاف کرانے کے لیے

Marfat.com

درمیان میں سفارشی لایا۔ رات مسجد میں رہا۔ رات کے وقت سرورِ کائنات خاتم پیغمبراں (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا جمال باکمال خواب میں دیکھا۔ حضورِ پُرنور نے فرمایا، اگر تو اِس جگہ نہ آتا تو ایمان سے بے بہر رہتا کہ اکثر ما سلب الایمان عندالنزع بانکار الاولیاء (اکثر لوگوں کا ایمان نزع کے وقت اولیا کے انکار کی وجہ سے سلب ہو جاتا ہے)۔ جب وہ صبح کو بیدار ہوا تو ہر کسی کے سامنے فریاد کرتا اور کہتا کہ اے یاران! اگر میں یہاں نہ آتا تو مسلمانی سے بے بہرہ ہو جاتا، اور میں نہیں جانتا تھا کہ اس جگہ یہ دولت ہے۔ آخر یاروں نے اور میاں عبدالحمید صاحب نے ان کی سفارش کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان کو خدا سے میں نے ٹھیک کرا دیا ہے، لیکن اس علاقہ کی ولایت عبدالحمید کو مقرر ہو چکی ہے، وہ نہیں پھر سکتی۔ اُس نے عرض کیا کہ میرے بھی بیٹے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ فضیلت علمی والے اور ظاہر میں صاحبِ جمعیت ہوں گے اور اگر میاں عبدالحمید کی خدمت کریں گے تو اِس (باطنی) دولت سے بھی حصّہ پالیں گے۔ عبدالجلیل، میاں عبدالحمید کے ہمراہ اُس علاقہ میں چلے گئے اور بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

Marfat.com

فصل

خدا کے راستہ کی طرف ہدایت دینے والے، اللہ کے طریق کی پہچان والے، معانی کے خزانے، امیر خسرو ثانی، خدائے صمد کے راستے میں فنا، حضرت میاں خوش محمد کے بیان میں

آپ حضرت شاہ صاحب کے بزرگ یاروں سے تھے اور سارے کمالات سے آراستہ تھے۔ خدمت شریف میں جیسا آپ نڈر تھے، کسی دوسرے کو مجال نہ تھی۔ اکثر اوقات جب حضرت شاہ صاحب جذب میں آتے تو سب یاران آپ کے سامنے التجا کرتے کہ آپ حضور کو مہربان کر سکتے ہیں، ورنہ دوسرے کا یہ کام نہیں۔ جب آپ خدمت میں جاتے، بھولے پن سے کوئی ایسی بات کرتے کہ حضرت ہنس پڑتے۔

چنانچہ آپ کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ ایک روز حضرت شاہ صاحب کسی وجہ سے کبیدہ خاطر ہو کر اپنے مکان میں داخل ہو گئے۔ جو شخص آتا، فرماتے کہ اے یاران! مجھے کوئی "شخص" دیکھنے میں نہیں آتا۔ آپ کسی اور معنے میں کہتے تھے اور لوگ سمجھتے تھے کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ جس نے سمجھ لیا، اُس نے سمجھ لیا۔ آخر جب میں کنجاہ سے قدم بوسی کے لیے گیا، یاران، حقیقت جاننے والے تھے، انھوں نے کہا کہ حضور اس طرح فرماتے ہیں۔ کوئی ایسا طریقہ ہو کہ حضور باہر تشریف لائیں۔ بے خبر لوگوں نے ظاہر کیا کہ آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں۔ آخر جب آپ نے میری اور چند دیگر عزیزوں کی خبر سنی کہ کئی جگہوں سے آئے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ ہم کو مل کر جائیں۔ جب ہم سب اندر گئے اور قدم بوسی کر کے بیٹھ گئے۔ دوسرے لوگ گفتگو میں مشغول ہو گئے اور میں نے آہستہ آہستہ آہ آہ کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ حجرہ میں اندھیرا تھا، فرمایا یہ کون ہے جو آہ آہ کر رہا ہے؟ میں نے کہا کہ میں ہوں۔ فرمایا کہ خوشی! تجھ کو کیا ہوا کہ آہ آہ کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے ہاتھ میں کانٹا چُبھ گیا ہے جس نے میرا آرام چھین لیا ہے۔ فرمایا، میرے سامنے آؤ۔ میں سامنے گیا۔ فرمایا، ہاتھ آگے کرو۔ میں نے ہاتھ سامنے کیا۔ میرے ہاتھ پر نظر مبارک ڈال کر فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں کانٹا، نہ کانٹے کا زخم نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم لوگ جانتے ہیں کہ نظر مبارک عرش اور کرسی سے گذر چکی ہے، لیکن لوگ عاجز ہو چکے ہیں اور حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی چیز نظر میں نہیں آتی۔ مشتاق لوگ جو اسرار کی اِن باتوں سے واقف نہیں ہیں، دیدار کے اشتیاق سے حیران ہیں، اور شوق والے لوگ

Marfat.com

جو بے خبر ہیں، وہ فکر میں ہیں۔ (حضور خود) باہر آ کر مشتاق لوگوں کو دیدار دیں تا کہ لوگ اِس فیض سے بے بہرہ نہ رہیں، ورنہ میں لوگوں کو بتا دوں گا کہ حجرہ کی ایسی تاریکی میں آپ نے دیکھ لیا ہے کہ تیرے ہاتھ میں کانٹا کوئی نہیں چُبھا اور فرماتے ہیں کہ ہم کو کوئی چیز نظر میں نہیں آتی۔ اس بات کو میں ناواقف لوگوں کے ذہن نشین کر دوں گا۔ آخر حضرت شاہ صاحب نے بے اختیار تبسّم کیا اور باہر تشریف لے آئے۔ سب یاران خوش ہو گئے۔

آپ سے اکثر خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ آپ کے عقیدت مند، کیا غریب اور کیا دولت مند، بہت لوگ تھے۔ فارسی، ہندی اور پنجابی میں بہت شعر فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اکثر خیالات مشہور ہیں اور تمام شوق رکھتے ہیں۔

آپ کے اوصاف آپ کے اکثر معتقدین تحریر میں لا چکے ہوں گے۔ آپ کی حقیقت اس سے اوپر کسی ضمن میں مذکور ہو چکی ہے۔

میں (مرزا احمد بیگ) لشکر میں تھا کہ آپ کے اوصاف سنے۔ چونکہ پیر بھائی ہونے کی نسبت تھی، آپ کے اکثر مریدوں سے ملاقات کی۔ میرے دل میں آیا کہ کچھ نہ کچھ آپ کا حال معلوم ہو جائے۔ ایک رات میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بلند جگہ ہے اور آپ پنگھوڑے میں سوئے ہوئے ہیں۔ چند اشخاص پاس بیٹھے ہیں۔ ایک شخص اُس پنگھوڑہ کو ہلا رہا ہے اور آپ آرام کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ صاحب جمعیت ہیں۔ جب مجھ کو آپ کی ملازمت (ملاقات) میسر ہوئی، میں بڑا متاثر ہوا۔ جیسا کہ جانا تھا، ویسا ہی دیکھا۔

Marfat.com

فصل

ضدوں کے جامع، علایق وعوایق کے ہوتے ہوئے آزاد، معانی کے سمندر، حقیقت ربانی کے اسرار، منزل سے بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھانے والے، شریعت کی راہ پر پختہ، سب ظاہری اور باطنی علوم کے آئین، حضرت قاضی رضی الدین کے احوال میں

آپ بھی یارانِ کبار سے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت اور باقی رکھے۔ آپ کی حقیقت کچھ اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔ یہ خدمت (قضا) آپ نے مجبور ہو کر اختیار کی ہے، کیونکہ آپ کے والد نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں التجا کی تھی اور بڑا اصرار کیا تھا۔ اور اس خدمت کے حصول کے واسطے آپ نے کبھی حکام سے رجوع نہ کیا، چونکہ [قضا] آپ کے بزرگوں کی موروثی تھی اس لیے آپ کو پہنچی۔ آپ کے شریکوں نے حسد کی وجہ سے بادشاہِ وقت کے سامنے جھوٹی شکایت کی۔ اس کے لیے حکام کے سامنے آپ کا جانا ہوا۔ جب روبرو ہوئے، حضرت کو تاکیداً یہ خدمت سپرد ہوئی۔ ایک مرتبہ جب حاضر ہوئے تو وزیر آباد کی قضا مل گئی۔ آپ نے اس سے استعفا دے دیا۔ پھر جب مذکور درمیان میں آیا اور آپ بادشاہ کی ملازمت میں گئے اُس وقت بادشاہ مسجد سے نکل رہا تھا کہ اس کی ملاقات ہوئی۔ جب آپ روبرو ہوئے، چند دوسرے قاضی بھی ساتھ تھے۔ بادشاہ کے پاس ایک کاغذ تھا، جس پر یہ حدیث درج تھی، مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَقَدْ ذُبِحَ بِلَا سِكِّيْنٍ (جو شخص قاضی بنایا گیا پس تحقیق وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا)۔ اُس نے چاہا کہ جیب سے نکال کر قاضیوں کے سامنے بھیجے۔ اُس وقت آپ نے خود بخود پہلے ہی یہ حدیث شریف پڑھ دی۔ بادشاہ تعجب میں پڑ گیا اور اُس کا اعتقاد آپ پر ہو گیا۔ پھر آپ نے التماس کیا کہ وقت کے حاکم اکثر اپنے مطلب کے لیے قاضیوں کی طرف رجوع لاتے ہیں، اگر ہم لوگ ان کے کہنے پر عمل نہ کریں تو ضد کی وجہ سے بہتان لگا کر کئی باتیں لکھتے ہیں اور ان کا لکھا منظور ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ہم لوگوں کی سچائی بادشاہ تک نہیں جاتی۔ اور اگر حضرت بادشاہ خود غور کریں، اُس وقت ہم شرع شریف کے مطابق کام کر سکتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا، خدمت (قضا) کنجاہ کی آپ کو ہے۔

میں [مرزا احمد بیگ] نے اکثر آپ کے ساتھ صحبت رکھی ہے۔ حال اور ذوق جو کچھ آپ میں دیکھا ہے، کسی دوسری جگہ کم نظر آیا ہے۔ جب کبھی حضرت شاہ صاحب کا نام یا اُن کا کچھ ذکر خود کریں یا کوئی دوسرا شخص درمیان میں لائے تو آپ کو گفتگو کی طاقت نہیں رہتی۔ مگر یہ آپ کا ہی حوصلہ ہے کہ ایسے حال کو ضبط کر لیتے ہیں، ورنہ یہ کام دوسرے کا نہیں ہے۔

Marfat.com

فصل

حضرت میاں الٰہ داد کے احوال میں، اللہ آپ کو سلامت رکھے

آپ حضرت شاہ رحمان کے بڑے بھائی ہیں۔ جب حضرت میاں رحمان خُرد سالی کے ایام میں دیوانہ مشہور ہو گئے تھے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، آپ ہی اُن کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں لے گئے تھے۔ آپ بھی فیض یاب ہوئے اور اِس وقت دونوں بھائی برگزیدۂ آفاق ہیں۔ حضرت میاں رحمان صاحب خلایق کی ہدایت باطنی میں مشغول ہیں اور آپ خلق اللہ کی ظاہری خدمت میں ہیں کہ بھوکے کو کھانا اور ننگے کو کپڑا اور محتاج کو جس چیز کی حاجت ہو، مہیا کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ اس علاقہ میں سخاوت میں مشہور و معروف ہیں۔

Marfat.com

فصل
ظاہر میں پریشان اور باطن میں مرغوب، حضرت میاں محمد تقی مجذوب کے احوال میں

آپ قوم مغل سے تھے اور برغلق مغلوں کے نوشہرہ میں، جو دریائے چناب کے کنارہ پر گجرات کے قریب ہے، رہتے تھے۔ نوجوانی کے زمانہ میں حضرت شاہ صاحب کو دیکھنے کے لیے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، تم کون ہو؟ آپ نے کہا، ہم تُرک ہیں۔ فرمایا، تمہاری تُرکی میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ ہمارے تُرکوں نے کہا ہے، ''اکی سی دن بیری خضر''۔ یعنی دو شخصوں میں سے ایک خضر ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے دل کو یہ بات پسند آئی۔ چنانچہ دوبارہ پوچھا۔ جب کبھی آپ خدمت میں جاتے، حضور پوچھا کرتے کہ فلانے! وہ مقولہ کس طرح ہے؟ آپ بتاتے، حضرت خوش ہوا کرتے اور آپ کا حال دگرگون ہو جاتا۔

نوجوانی میں جب آپ پر یہ حال غالب ہو گیا، عید قربان کا دن تھا، لوگ قربانی کر رہے تھے۔ آپ حال میں مست تھے۔ پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آج عید قربان ہے، لوگ قربانی کر رہے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں خنجر تھا، اپنے گلے پر چلا دیا کہ میں حضرت نوشہ حاجی کی قربانی ہوتا ہوں۔ آدھا گلا کٹا تھا کہ لوگوں نے دوڑ کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں [مرزا احمد بیگ] نے زمانۂ حال میں آپ کو دیکھا تھا۔ آپ کے گلے سے آواز درست نہیں نکلتی تھی۔ آپ کے والدین نے آپ کا علاج کیا تو آپ تندرست ہو گئے۔ پھر آپ پر حال غالب ہو گیا تو سلطان پور کے نزدیک دوابہ کے جنگل میں جا کر پڑ رہے۔ بارہ تیرہ سال تک وہاں پڑے رہے، اپنے آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔ جب آپ کو ہوش آیا تو اُسی جنگل میں تھے۔ ایک پٹھانی عورت دودھ لا کر آپ کو پلایا کرتی۔ کبھی سال مہینہ کے بعد اس ویرانہ کے پاس جو آبادی تھی، اس میں بھی عبور فرماتے۔ لیکن جذب غالب تھا، آپ سے ظاہری ارکان ادا نہیں ہوتے تھے۔ اکثر برہنہ تن رہتے۔ تنہائی کو بہت پسند کرتے۔

اتفاقاً حضرت شاہ صاحب کے وصال کے بعد آپ کا بھائی، جو شیر بیگ نام رکھتا تھا، اس نے حضرت شاہ ہاشم دریا دل کی جناب میں عرض کیا کہ یا حضرت! میرا بھائی الف بیگ (یہ محمد تقی کا اصلی نام ہے) مرتبۂ اعلیٰ پر پہنچ گیا ہے اور جس جگہ وہ رہتا ہے، لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور نذر نیاز بھی بہت آتی ہے اور فقیر لوگ بہت سارے اس کی خدمت میں ہیں۔ اگر وہ اپنے

Marfat.com

وطن میں ہوتا، ہم کو اور وطن کے لوگوں کو اس سے فائدہ حاصل ہوتا۔ حضرت کی زبان سے نکلا کہ خود آ جائے گا۔ بادشاہِ وقت اُن دنوں اکبرآباد میں تھا۔ آپ کا بھائی حلقے کا دربان تھا کہ آپ وہاں سے اٹھ کر اکبرآباد میں اپنے بھائی کے پاس چلے گئے۔ اُس نے بھل [بیل گاڑی] کرایہ کر کے چند کس ہمراہ دے کر نوشہرہ میں بھیج دیا۔

میں [مرزا احمد بیگ] نے آپ کی ملازمت اکبرآباد میں بھی کی ہے اور چند بار نوشہرہ میں بھی میسر ہوئی ہے۔ آپ پراگندہ حالت میں رہتے تھے اور کسی کو اپنے پاس بھٹکنے نہیں دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص منع کرنے کے باوجود پاس چلا جاتا تو سختی بھی کرتے۔ مگر بعض اوقات کسی پر مہربان بھی ہو جاتے تھے۔ ایک غلام تھا، وہی خدمت کیا کرتا تھا۔

جب آپ کا وصال ہو گیا، یہاں بھی (نوشہرہ میں) زیارت ہوتی ہے۔ اور جس مکان میں آپ رہا کرتے تھے، وہاں بھی لوگ زیارت کرتے ہیں اور نذر نیاز آتی ہے اور دونوں جگہوں میں فقیر لوگ اور مجاوران رہتے ہیں، ان کی بسر اوقات وہاں ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

فصل

سیّدِ بے شک، فرشتوں کی طرح ظاہر و باطن میں پاک، محبت کے خم سے ہمیشہ جوش میں، بے ہوش، حقیقی دوست کے ساتھ باہوش، مست اللہ، شاہ عبداللہ کے احوال میں

آپ بہانی سیّد تھے۔ مرتضیٰ خاں، جو امراے کلان سے گذرا ہے، اس کے فرزندوں میں سے تھے۔ آپ کا منصب ہفت صدی تھا۔ جب آپ دوبارہ (حضرت شاہ صاحب کی) خدمت میں پہنچے، آپ کے باطن میں یہ خیال تھا کہ میں ان سب علایق و عوایق کے ہوتے فقیر ہو جاؤں، یہ تو ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ مجذوب ہو جاؤں تو خلاصی پا جاؤں۔ یہ آرزو آپ کے دل میں تھی کہ شاہ جہاں بادشاہ دریا سے دوسری طرف اُس علاقہ میں پہنچا۔ حضرت صاحب کو اس دوران پاؤں میں تکلیف تھی کہ اُسی تکلیف سے آپ کا وصال ہوا۔ اس سعادت مند (یعنی شاہ عبداللہ) نے خدمت میں پہنچ کر ملازمت کی اور باہر ڈیرہ کیا۔ یہ جرأت نہ کر سکے کہ سامنے ہو کر عرض کریں۔ رقعہ لکھا، جس میں یہ مضمون تحریر تھا۔

بیت کا ترجمہ:

میں عمل میں سخت گرفتار ہوں
اگر مجذوب ہو جاؤں تو خلاصی پا جاؤں

حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کو کہو کہ اس میں بھی مخلوقِ خدا کا فائدہ ہے، اس کو باطنی حصّہ بھی مل جائے گا۔ آپ نے دوبارہ بھی یہی لکھا کہ بغیر اس کے مجھ کو خلاصی نہیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا جی، وہ اسی سے راضی ہے۔ اپنا پہنے کا ایک کھیس آپ کو عنایت کیا اور میاں صدر الدین کو کہا کہ اس کو چناب سے پار پہنچا آؤ۔ جس وقت آپ چناب سے گذرے تو آپ کا احوال دگرگون ہو گیا۔ چنانچہ میاں صدر الدین آپ کو رخصت کر کے ابھی واپس نہیں پہنچے تھے کہ حضرت کا وصال ہو گیا۔

سیّد صاحب کے قبیلہ نے سمجھا کہ اس کھیس میں کوئی تاثیر ہے۔ کھیس کو واپس بھیج دیا۔ لیکن پھر آپ مجذوب ہو گئے۔ لیکن کپڑے پہنتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ مگر استغراق غالب تھا۔ کسی کے ساتھ الفت نہ رکھتے تھے اور اکیلے گھر میں پڑے رہتے تھے۔

Marfat.com

نوکری ترک ہونے کا سبب یہ بنا کہ ایک دن بادشاہ کے مجرا [سلامی] میں گئے ہوئے تھے کہ بادشاہ برآمد ہوا اور آپ سامنے مجرا میں کھڑے تھے کہ بادشاہ باہر نکلا اور نوبت بجنی شروع ہوئی۔ جب نقاروں کی آواز سیّد کے کان میں پہنچی، آپ نعرہ مار کر گر پڑے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ سیّد عبداللہ کو کیا ہوا؟ کوئی واقف تھا، اس نے عرض کیا کہ ایک فقیر صاحب چناب پر ہیں، اُن کی ملازمت کی ہے، آپ کا حال ایسا ہو گیا ہے۔ بادشاہ عقل مند نے فرمایا کہ ہاں جی، دو چیزیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔

فرد کا ترجمہ:

تو خدا بھی چاہتا ہے اور دنیا کمینی بھی
یہ خیال ہے اور محال ہے اور دیوانگی

آپ کو رخصت کرو اور آپ کے قبیلہ کے وجہ قوت کے لیے روزینہ مقرر کر دو۔ اور آپ کے چھوٹے بھائی کو سیصدی منصب دے دیا۔

میں [مرزا احمد بیگ] نے دو مرتبہ آپ کو جہان آباد میں دیکھا۔ آپ کا بھائی آپ کو ساتھ لایا ہوا تھا۔ آپ کی حالت ایسی تھی جو کہنے میں نہیں آسکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے کسی طالع مند کو یہ حالت نصیب کی ہو جو اُن کو ہوئی۔

Marfat.com

فصل

یہ ان بزرگوں کے حال میں ہے:

حقیقت کے جنگل کے شیر، معرفت کے قاب قوسین کے ہُما، سب علوم کے اسرار کے واقف، حضرت میاں شاہ محمد اور حضرت میاں شادی اور حضرت میاں محمد محسن۔

اِن تینوں عزیزوں کی حقیقت یہ تھی کہ یہ اکٹھے رہتاس کی طرف چلے گئے اور یہ تینوں بزرگ آپس میں بڑا اخلاص رکھتے تھے۔ جب رہتاس میں پہنچے، اُن کا بہت شہرہ ہو گیا۔ چنانچہ پہاڑ کے درّہ میں میاں شاہ محمد نے پہاڑ کو کھود کر خانقاہ اور حجرے بنائے ہیں اور چشمے جاری ہیں۔

میاں شادی تھوڑے دن رہ کر وصال پا گئے۔

میاں محمد محسن پر چونکہ آزادی کا مشرب غالب تھا، کوئی مکان نہ بنایا، ایک جولاہا کے گھر سکونت رکھی اور اسی جگہ عمر بسر کی۔

میاں شاہ محمد نے شہادت کا شربت نوش کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تین یار۔ ایک یہ اور ایک میاں نانو مجذوب اور ایک یار اَور۔ تینوں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ عرض کیا کہ "یا حضرت! موتوں میں سے کونسی موت افضل ہے؟ حضور نے فرمایا، شہادت، اور تم تینوں کو یہی حاصل ہو گی۔ یہ رہتاس میں شہید ہو گئے۔ چونکہ ان کا تصرّف بہت تھا، لوگوں نے دولت مند سمجھ کر شہید کر دیا۔ جب ڈھونڈا تو سوائے چند کتابوں اور پہننے والے کپڑوں کے کچھ نہ نکلا۔

حضرت میاں نانو، جو کہ قدیم یاروں میں سے ایک تھے، لیکن حال کے غلبہ سے آپ کو جذب زیادہ ہو گیا، ایک دن حضرت شاہ صاحب بیان کر رہے تھے کہ بہشت میں سب لوگ امرد (بے ریش) ہوں گے، مگر ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم (کہ ان کی ریش مبارک ہو گی)۔ آپ نے جب یہ بات سنی، اُسی روز سے موچنہ ہاتھ میں رکھتے تھے۔ جو بال اُگتا، اکھاڑ کر پھینک دیتے۔

موضع کیلاس کے چیمہ کے پاس ایک بلندی پر رہا کرتے۔ لیکن ہمیشہ مست رہتے تھے۔ آخر آپ کو بھی چوروں نے شہید کر دیا، حالانکہ دولت کا ذرّہ بھر بھی آپ کے پاس نہ تھا۔ آخر آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔

اور ان تینوں عزیزوں کی مزارات رہتاس میں ہیں۔

Marfat.com

چونکہ میں (مرزا احمد بیگ) نے ان بزرگوں کی ملاقات نہیں کی، اس لیے ان کے حالات سے چنداں واقف نہیں۔ لیکن ایک بار میاں شاہ محمد نام کے ایک بزرگ درگاہ شریف پر تشریف لائے ہوئے تھے، میں نے ان کو دیکھا تھا۔ بہت بزرگ تھے اور حالت نیک رکھتے تھے۔

Marfat.com

فصل

دلوں کو فرحت بخشنے والے میاں مٹھا مجذوب کے حالات میں

آپ کی عجب حالت تھی۔ اکثر حیوانات اور پرندوں سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔ پرندے اور چار پائے (وحوش) آپ سے ڈرتے نہیں تھے۔

میاں خوشی و میاں رضی اسی قبیلہ کنجاہ [اور گجرات] سے تھے۔

اِن دنوں ایک عزیز میاں رحموں نام مجذوب، جس نے کنجاہ اور گجرات کے درمیان ڈیرہ لگایا ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں، وہ میاں مٹھا مجذوب کی نظر کی برکت سے اس مقام تک پہنچا ہے۔

Marfat.com

فصل
دائمی حضوری والے، حافظ طاہر کشمیری کا حال

آپ مُلّا شاہ (بدخشانی) کے یاروں سے تھے۔ اُن کی زیارت کی ہوئی تھی۔ ان کی طاعت اور طریقت پر تھے۔ لیکن اپنے کام میں گشایش نہ پائی۔ پیراہن کے نیچے اپنے گلے میں زُنّار ڈال کر، منہ کالا کر کے پھرا کرتے تھے۔ آپ کے طالع نے یاوری کی۔ چند بے قید فقیروں کے ہمراہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ حضور کا طریقہ تھا کہ جس طرح کا کوئی فقیر خدمت میں آتا اور سوال کرتا، اس کو نقد یا غلّہ دلا دیتے۔ اُن بے قیدوں نے کچھ سوال کیا تو حکم کیا کہ دکّان سے ان کو کچھ دلا دو۔ جب وہ روانہ ہوئے تو حضور نے آپ کو پیچھے سے آواز دی کہ حافظ! تم کہاں جاتے ہو؟ حافظ حیران ہو کر کھڑے ہو گئے اور بے قید فقرا چلے گئے۔ پھر حضرت صاحب نے زبان مبارک سے ایک یار کو فرمایا کہ اٹھو اور اس کے پیراہن کے نیچے سے زنّار کو توڑ دو۔ اُس یار نے ایسا ہی کیا۔ حافظ طاہر پاک ہو گئے اور اپنے مطلب کو پہنچ گئے اور یارانِ کامل سے ہو گئے۔

Marfat.com

فصل
[دیگر] یاروں کے احوال میں

عارف باللہ میاں عبداللہ چومکھی، آپ صاحب ہدایت ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

دوسرے میاں جیون مطرب، ان کے خوارق سنے گئے۔

دوسرے میاں نور محمد ہندی، آپ عاشقوں سے تھے۔ جب کبھی حضرت شاہ صاحب آپ کو وطن کی طرف رخصت کرتے، ایک دن سے زیادہ جدائی کی طاقت نہیں رکھتے تھے، پھر آجاتے تھے۔ حتیٰ کہ مجذوب ہو گئے۔

میاں نانو بھک سلمہ اللہ، جو رانجھہ جٹوں سے ایک قوم ہے، حضرت شاہ صاحب ایک دن کلام فرما رہے تھے، آپ نے دخل دیا۔ حضور کی زبان مبارک سے نکلا، ''چپ کر، بول نہیں۔'' آج کل ساٹھ سال کے قریب ہو چکے ہیں کہ آپ نے کلام نہیں کیا۔ (۱)

میاں محمد صادق، جو چٹھہ قوم سے ہے، یہ وہ جوانمرد ہے کہ اس کی اور حضرت سیّد محمد صالح، جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے، کی شان میں زبان مبارک سے فرمایا تھا کہ خدا کی طلب کے لیے میرے پاس یہ دو ہی شخص آئے ہیں، ورنہ دوسرے اشخاص کسی اور مطلب کے لیے آئے ہیں اور حصہ پا کر گئے ہیں۔

عاشق محمد، جو میاں سیّد محمد صالح کے چھوٹے بھائی ہیں۔

شاہ عالم، ان کی حقیقت اوپر ذکر ہو چکی ہے، سرخ پوش تھے اور سر پر بال رکھتے تھے، اور ان پر تنبیہ ہوئی تھی۔

میاں درویش مجذوب، حال عجب رکھتے تھے۔ آپ سے اکثر خوارق ظاہر ہوئے۔

یہ یاران جو میں نے ذکر کیے ہیں، دو تین عزیزوں کے سوا میں نے سب کی ملاقات کی ہے۔ ہر ایک صاحب ارشاد اور شوق الٰہی میں مست تھے۔

Marfat.com

فصل

مستِ الست جام، میاں جیون حجام کے بیان میں

آپ بھی یارانِ قدیم سے تھے، جیسا کہ اوپر ذکر گذر چکا ہے، اُس خارقہ میں جو حضرت شاہ صاحب سے عصر کے وقت سورج غروب ہونے تک ظاہر ہوئی تھی۔ میں [مرزا احمد بیگ] نے آپ کی ملاقات کی ہے، بہت بزرگ تھے۔

دیگر میاں شاہا پرشوری،

میاں اسمٰعیل ڈنگہ،

میاں کمال الدین بافندہ،

میاں ماہ رُو،

میاں عبدالحکیم چک سروانی،

میاں فرخ محمد سنبھلی،

میاں جان محمد اور کمال الدین دونوں بھائی،

میاں صادق محمد رند ہربل سے،

میاں صادق مجذوب،

میاں محمود گوجر،

میاں جمال نعل دوز،

میاں مرزا امان اللہ مغل،

میاں بگھا،

میاں جلیل،

میاں حضرت بدرالدین،

میاں بھیرو،

Marfat.com

میاں اللہ بخش قوم جٹ۔

یہ سب بزرگ صاحب شوق اور صاحبِ حال مشہور و معروف تھے۔ لیکن فقیر [مرزا احمد بیگ] نے سوائے میاں جیون حجام کے، جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، کسی بزرگ کی ملاقات نہیں کی۔ ان کے خوارق و حالات جو مجھے سننے میں آئے ہیں، اگر میں لکھوں تو کلام لمبا ہو جاتا ہے۔ اور میں نے اختصار سے کام لیا ہے، ورنہ ہر ایک کے اوصاف میں علیحدہ کتاب چاہیے۔

Marfat.com

فصل

گوہر افشان، زبدۃ الواصلین، حضرت میاں صاحب مرحوم (میاں عصمت اللہ صاحب) کے خادموں کے اسماء گرامی کے بیان میں

میاں بولا درزی رہتاسی،

سیّد انور رہتاسی،

حافظ محمد صدیق قوم افغان رہتاسی

اور اللہ داد درزی میاں بولا کا رشتہ دار۔

خوشحال درزی رہتاسی کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ نویں دسویں روز افطار کرتے۔

بُدھو درزی، خوش آواز تھے۔ اُس کو فرمایا تھا کہ اگر تم سرود کرو گے تو جانور بھی تمہارے سرود پر مست ہو جایا کریں گے۔ اسی طور ہوتا تھا۔

حافظ محمد مخدوم طالب علم رہتاسی ساکن چک حافظاں، اُس پر بہت مہربان تھے۔ جب وہ مست ہو جاتے، سات آٹھ روز تک مست رہتے اور کچھ کھاتے نہیں تھے۔

میاں حاجی ساکن موضع سہیدہ، سیف زبان تھے۔ جو کچھ زبان سے کہتے وہی ہو جاتا۔

مسمات دَولتی ساکن گجرات، عشق الٰہی میں مست اور مجنوں تھیں۔

نانک کا سبی (جولاہا) گجراتی، ایک روز کسی نے اُن سے کہا کہ تم نے فقیروں سے ملاقات کر کے خادم ہو کر کیا حاصل کیا ہے؟ جوش میں آ کر ہاتھ لمبا کر کے کہا کہ دیکھ، میرا بال بال خدا کا ذکر کرتا ہے۔ جب انھوں نے دیکھا تو اس کے ہر بال سے ذکر ہو رہا تھا۔

بیگ مجنون اٹاوہ سے، جو شاہ جہان آباد اور اکبر آباد سے سو کوس دور ہوگا، جب حضرت کے سامنے آیا، حضور نے دُور سے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص جو آ رہا ہے، حق کا طالب ہے، زہد و ریاضت سے اپنے جسم کی رگوں کو خشک کیا ہوا ہے۔ ایک نگاہ سے اس کا کام پورا کر دیا۔

Marfat.com

میر محمد تقی پشاوری، بادشاہ کا منصب دار تھا۔ میاں برخوردار ہرل سیر کے لیے پشاور میں گئے ہوئے تھے۔ اُن سے تعریف سن کر حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ حضرت صاحب نے اُس پر ایسی توجہ فرمائی کہ یکبارگی مست ہوگیا۔ جب رخصت کیا تو گجرات سے ہوکر پھر خدمت میں آ گیا اور کہا کہ میرا قدم آگے نہیں جاتا۔ پھر چند روز خدمت میں رکھ کر رخصت فرمایا اور پشاور چلا گیا۔ مست اور مجذوب مطلق ہوگیا۔ اس کا حال دیکھ کر میاں سیّد محمد غوث صاحب پشاوری سیّد حسن کے فرزند، جن کے گھر میں بہادر شاہ بادشاہ خود جایا کرتا تھا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں آتے تھے۔

عبدالواحد زمیندار ساکن چک ساہن پال، جو ہمیشہ حال میں مست تھا۔ اس کے ہر بال سے ذکر الٰہی جاری تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک روز دریا پر گیا۔ گھاس کا ایک سبز قطعہ دیکھ کر اس پر سو گیا۔ قضا الٰہی سے اس رات بارانِ رحمت (بارش) برسی۔ بیدار ہوکر دیکھا کہ تمام جنگل اور بیلہ بارش سے بھر گئے ہیں اور اس قطعہ کے پاس کچھ اثر نہیں پہنچا، خشک رہا ہے۔ وہاں سے اٹھ کر چلا آیا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی آ کر دیکھ لے اور حقیقت معلوم کر لے اور بات مشہور ہو جائے۔ آخر [سب کو] معلوم ہوگیا۔

ابتدا میں قدوۃ الواصلین حضرت نوشہ صاحب کے مزار پر بھی جایا کرتا تھا۔ ساری رات جاگتا رہتا اور دن کو روزہ رکھتا تھا اور جدوجہد بہت کرتا تھا۔ عبدالواحد خود بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں دریا کے کنارہ پر کھڑا تھا کہ سارے دریا سے مشعلیں جل کر روشن ہوکر میری طرف آ گئیں۔ ڈر اور خوف میرے دل میں آ گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت نوشہ صاحب جی تشریف لائے اور ہاتھ مبارک میرے سر اور چہرہ پر پھیرا اور فرمایا کہ اے عبدالواحد! کوئی وہم و فکر نہ کرنا اور مت ڈرنا، کیونکہ میں تیرا نگہبان ہوں۔

اور نیز [بیان کرتا ہے] ایک رات میں حضرت کے مزار کے پاس کھڑا ہوکر قرآن مجید پڑھ رہا تھا، تا آنکہ اسی طور پر چار پانچ راتیں گذر گئیں۔ حضور نے حکم فرمایا کہ عبدالواحد! جاؤ، تم کو [اپنے] حضور کی دیوانی ہم نے دے دی ہے۔ میں نے دل میں فکر کیا کہ حضور سے مجھ کو مجذوب ہونے کا حکم ہوگیا ہے اور میں عیال دار ہوں۔ میں نے اپنا حال عرض کیا کہ حضرت کی توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ میں حضرت کی خدمت میں رہا کروں اور حضور کی زیارت کیا کروں اور حضرت کی اولاد کی مجلس بھی حاصل ہو اور کسبِ حلال کروں اور جو کچھ اس سے حاصل ہو حضرت کی اولاد کی خدمت کیا کروں۔ حکم ہوا کہ تم سیالکوٹ کی طرف جاؤ کہ وہاں کی تمام خلقت تمہاری طرف رجوع لائے گی اور تمہاری معتقد ہو جائے گی۔ میں جب چند روز سیالکوٹ اور وزیر آباد میں رہا تو حضرت کی زیارت کا شوق غالب ہوگیا۔ رات کو میں رویا اور التجا کی کہ یا حضرت! میں حضور کی اولاد کی مجلس چاہتا ہوں اور جدائی کی طاقت نہیں رکھتا۔ حکم ہوا کہ میرے فرزندوں کی خدمت میں آ جاؤ، خصوصاً فرزند سعادت مند میاں عصمت اللہ کی خدمت میں مشرف ہو جاؤ اور فیض حاصل کرو۔ چنانچہ فرمان کے مطابق میں خدمت شریف میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوا اور فیض پایا۔ اس کے بعد میں یہاں سے کسی دوسری جگہ نہیں گیا اور خدمت میں سرگرم رہا ہوں۔

Marfat.com

میاں نور محمد ترکھان ساکن موضع اگرویہ، حضرت کا اور صاحبزادوں کا استاد تھا، اُس پر بہت مہربان تھے۔ چنانچہ شوق اور ذوق سے محظوظ ہے۔

عبدالکریم

اور حافظ ادریس، موضع سدا کنبوکا رہنے والا، حضرت شاہ سلیمان صاحب کے مرید حضرت میاں ابوالفتح مہرت کا پوتا تھا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں آکر مرید ہوا۔ اُس پر عجب حال وارد تھا کہ ہمیشہ مست اطوار تھا۔ ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ حضرت صاحب کے چہرہ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور حضرت کے سامنے بیٹھنے اور بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور حضرت صاحب کے وصال کے وقت بھی حاضر تھا۔ اور اُن کے وصال کے بعد کہا کہ اب میرا جینا بے فائدہ ہے۔ چنانچہ اپنے گھر جا کر آٹھویں روز فوت ہوگیا۔

سیدا نام فقیر قوم تارڑ ساکن موضع جوکالی کا تھا۔ سرداری چھوڑ کر اور بیوی بچوں کو ترک کر کے حضرت صاحب کی خدمت میں آکر خادم ہوا۔ سیف زبان ہے، جو کچھ زبان سے نکالتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اور سارا علاقہ مانجھا اور کوٹ عیسیٰ مجہ، جو زمیندار قوم ہیں، وغیرہ کے لوگ اس کے خادموں سے ہیں۔

میاں اسلام فقیر ساکن موضع اگرویہ پہلے کسی اور فقیر کا خادم تھا۔ ایک روز اس کے لیے مکھن لیے جا رہا تھا کہ راستہ میں میاں صاحب ملاقی ہوئے اور پوچھا، میاں اسلام! یہ مکھن کہاں لیے جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ اپنے مرشد کے لیے لے جا رہا ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اپنے مرشد کا حال تم نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ انھوں نے فرمایا، جاؤ، آج جا کر دیکھ لو۔ جب جا کر اس کا حال دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ کتے کی طرح دربدر پھر رہا ہے اور دانتوں سے ہڈیاں توڑ کر کھا رہا ہے۔ میاں مذکور وہاں سے پھر آیا اور حضرت صاحب کی جناب میں مرید ہوگیا اور بڑا پختہ اعتقاد رکھتا تھا۔ جو کچھ میوہ یا کوئی اور چیز اس کے پاس آتی، ہمیشہ یہ پہلے حضرت صاحب کی خدمت میں لاتا، اس کے بعد خود کھایا کرتا۔

میاں محمد زمان، حضرت شاہ عبدالرحمٰن صاحب کا نواسہ، حضرت کی جناب کا خادم ہوا۔ بہت صاحب شوق و تاثیر ہوگیا۔

میاں فیض بخش ساکن ایمن آباد اور میاں براہم شاہ دونوں صاحبِ تاثیر ہوگئے۔

سیّد نور اللہ ساکن ساہان، حضرت کا مرید ہوا۔

علی فقیر پشاوری حضرت کا خادم ہوا۔ حالت اچھی اور اعتقاد پختہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بین الخوف والرجاء (ڈر اور امید) میں رہتا تھا۔ اس حدیث کے مطابق کہ الإیمان بین الخوف والرجاء (ایمان ڈر اور امید کے درمیان ہوتا ہے) اس بنا پر کوئی غیر شرع کام اور اَمر اور گفت گو نہ کرتا تھا، اور خدا کے ساتھ مشغول رہتا تھا۔

Marfat.com

فصل

اپنی ملاقات اور اپنے رابطہ کے بیان میں

احقر [مرزا احمد بیگ] کی حقیقت یہ تھی کہ میرے والد نے جب نوکری ترک کی تو سیالکوٹ میں سکونت مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ قلیچ خاں کلان کو ان کے ساتھ محبت تھی۔ اس نے ہر چند آرزو کی کہ اگر اپنی رہائش بھیرہ میں مقرر کریں تو آپ کی وجہ قوت [روزی] کی بھی میں سبیل بنا دوں گا، کیونکہ بھیرہ اس کی جاگیر میں تھا۔ یہ اس لیے کہتا تھا کہ کبھی آپ کے ساتھ ملاقات ہوتی رہے۔ چون کہ آپ کا دل دنیا اور دنیاداروں سے اُٹھ چکا تھا، آپ نے قبول نہ کیا۔ سیالکوٹ میں آ کر سکونت کی۔ میں اس اثنا میں خُرد سال تھا اور شیخ حاجی مکتب دار کے پاس پڑھتا تھا۔ میرے استاد بڑے صاحب فیض اور عزیزُ الوجود تھے۔ ان کو حضرت شاہ صاحب کی جناب میں عقیدت (بندگی) تھی اور حضرت میاں (نور محمد) سے اخلاص تھا۔ اتفاقاً میرے استاد کو مرضِ موت لاحق ہوئی۔ اُس روز کہ اگلے روز وفات پاتے ہیں، عصر کے وقت سب شاگرد چھٹی لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ میں چھٹی کے بعد اپنے استاد کے دیکھنے کے لیے اندر چلا گیا۔ جب استاد کی بے قراری کو دیکھا تو غم ناک ہو گیا اور پریشانی خاطر سے اپنے استاد کے چہرہ سے مگس رانی کر رہا تھا کہ حضرت میاں صاحب اُن کے دیکھنے کے لیے تشریف لے آئے۔ میں خود اُستاد کی خدمت میں پابند تھا۔ لوگوں کی زبان سے مجھے اس قدر پتہ چلا کہ یہ [میاں نور محمد] فقیر لوگ ہیں۔ میں تعظیم بجا لایا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت میاں صاحب نے چند مرتبہ مجھ پر نظر مبارک ڈالی۔ رات کو میں گھر چلا آیا۔ صبح جب میں مکتب میں گیا، استاد رات کو وصال کر چکے تھے۔ جب میں نے یہ خبر وحشت اثر سنی، میں رونے لگا۔ دوسرے شاگرد بھی روتے تھے۔ جب ان کا جنازہ باہر نکلا، ہم سب روتے ہوئے ساتھ تھے۔ جب قبر پر پہنچے تو دوسرے لڑکے بیر کھانے اور کھیلنے میں مشغول ہو گئے۔ میں اکیلا غمگین میّت کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت میاں صاحب جنازہ پر آنے اور دفن ہونے تک وہیں بیٹھے رہے اور میرا حال دیکھتے رہے۔ جب ہم گھروں کی طرف واپس ہوئے، حضرت میاں صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لڑکا کن لوگوں سے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ اس جگہ کے رہنے والوں سے نہیں ہیں، حال ہی میں آ کر سکونت پذیر ہوئے ہیں۔ قوم قاقشال سے ہیں۔ حضرت میاں صاحب کی زبان مبارک سے نکلا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھی قوم سے ہیں اور وفادار ہیں۔ ہم نے ہر چند دیکھا کہ اس لڑکے کا دل دوسرے لڑکوں کی طرح نہیں کہ جب باہر آئے ہیں تو سب کھیلنے میں مشغول ہو گئے ہیں اور یہ لڑکا جب تک وہاں تھا، غم و اَلم میں تھا

Marfat.com

اور اب بھی کہ جا رہا ہے دیکھو غم میں گرفتار ہے۔ اتفاقاً کسی شخص نے میرے سامنے یہ ذکر کیا۔ میرے دل میں آپ کا اَدب آ گیا۔ جب کبھی ہم کھیل میں مشغول ہوتے اور آپ کا گذر وہاں سے ہوتا تو میں کھیل چھوڑ کر دوڑ کر آپ کا آداب بجالاتا۔ آپ مہربانی سے میرا اسلام قبول کرتے۔

جب حضرت میاں محمد ہاشم صاحب تحصیلِ علم سے فارغ ہوئے، حضرت شاہ صاحب کے اوصاف اور تصرّفات مُلّا عبدالحکیم کے سننے میں آتے تھے۔ مُلّا صاحب عزت مآب نے صاحبزادہ کو فرمایا کہ ہم کو تمہارے والد صاحب کی زیارت کا ارادہ ہے کہ ہم نے اُن کے بہت اوصاف سنے ہیں۔ صاحبزادہ نے اُستاد کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم کو طاقت نہیں کہ اپنی طرف سے جواب دیں۔ عرض داشت کرتے ہیں، وہاں سے جو کچھ اَمر ہوگا (اس پر عمل کیا جائے گا)۔ صاحبزادہ نے عرض داشت کی۔ (حضرت شاہ صاحب نے) جواب میں لکھا کہ استاد صاحب کو کہہ دیں کہ وہ تکلیف نہ اٹھائیں، کیونکہ اُن کا آنا ہماری شہرت کا سبب ہو جائے گا اور ہم کو یہ تکلیف دِہ ہے۔ اور انھوں نے اپنا حق بھی ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ تم نے ان کی خدمت میں تعلیم حاصل کی ہے، لہٰذا ہم خود آئیں گے۔ اس سبب سے حضور سیالکوٹ میں تشریف فرما ہوئے۔ تین دن سیالکوٹ میں رہے۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وقت پا کر خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اب میں آپ کے حضور میں رہا کروں، کیونکہ صاحبزادہ بھی تحصیل سے فارغ ہو گئے ہیں، مجھے یہاں کوئی کام نہیں۔ حضرت نے فرمایا، میاں نور محمد! تم کو اب یہاں رہنے کا حکم ہے، اور تمہارا یہاں رہنا ایک شخص کے سبب سے ہے جو یہاں ہوگا اور تمہاری خدمت بجالائے گا اور ہم کو اس زمین سے محبت کی خوشبو آ رہی ہے۔

میری والدہ اور بہن ہمیشہ باصلاح اور خدا کی یاد میں ہوتی تھیں۔ جب حضرت شاہ صاحب کی خبر سنی تو ارادہ کیا کہ اُن کی خدمت سامی میں بندگی (ارادت) حاصل کریں۔ لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخر جب حضرت شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور حضرت میاں صاحب سیالکوٹ میں رہنے لگے، ان پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس شخص کی طرف آپ نظر مبارک کرتے، وہ ایک نظر سے ہی معمور ہو جاتا۔ جب یہ حقیقت میری والدہ اور ہمشیرہ نے سنی تو حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ارادت (بندگی) لائیں۔ ہمشیرہ صاحبہ جہان آباد میں تشریف لے گئیں اور والدہ صاحبہ خدمت میں رہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہمشیرہ اور بھائیوں نے مجھ کو اپنے پاس طلب کیا۔ والدہ صاحبہ مجھ کو رخصت کے لیے خدمت میں لے گئیں۔ اس دوران میں حضرت محلّہ ہرڑاں میں رہتے تھے، جو شہر سے دوسری طرف ہے اور محلّہ نخاس میں رہنے کا کسی کے دل میں شائبہ بھی نہ تھا۔ جب میں خدمت میں بیٹھا، کچھ اور لوگ بھی تھے کہ کھانا درمیان میں آ گیا۔ سب لوگوں کو حصّہ ملا، میرے سامنے کچھ نہ رکھا گیا۔ ایک شخص نے کہا کہ فلاں کا حصّہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارے ساتھ شریک ہوگا۔ آخر مہربانی سے مجھ کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک بنالیا۔

Marfat.com

جب میں رخصت ہو کر شاہ جہان آباد میں چلا گیا تو والدہ صاحبہ نے محلہ مغلاں میں اپنے نزدیک مغلوں سے ایک حویلی خرید کر، حضرت میاں صاحب کے رہنے کی جگہ مقرر کی۔ چنانچہ اب بھی آپ کے فرزندان ارجمند وہیں سکونت رکھتے ہیں اور بموجب حکم حضرت میاں محمد ہاشم آپ نے شادی بھی اُسی حویلی میں کی۔ مجھے شوقِ الٰہی نے دل میں جوش مارا، لیکن چندے نوکری میں گرفتار رہا۔ جب والدہ کے ملنے کے واسطے آتا، آپ کی ملاقات بھی کرتا۔ لیکن مرید ہونا، جیسا کہ ظاہری طریقہ ہے، وہ میسر نہ آیا تھا۔

اتفاقاً بادشاہِ وقت کو کشمیر جنت نظیر کی سیر کا ارادہ پیدا ہوا۔ میں بادشاہی نوکر تھا، ساتھ کشمیر گیا۔ کشمیر سے واپسی پر جب دریائے چناب کے کنارہ پر پہنچے، جہاں پُل بندھا ہوا تھا، وہ درگاہ سے سات کوس اوپر [نیچے] کی طرف تھا۔ آخر میں نے اپنے ساتھی کو کہا کہ میں گھوڑے اور قمچی کے ساتھ زیارت کو جاتا ہوں اور تم پُل سے گذر کر جہاں ڈیرہ ہوگا، چلے جانا، میں کل دوڑ [ڈبل کوچ] (۱) کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ جب میں نے تیاری کی تو سہراب بیگ نام ایک عزیز، جو برادری میں سے ہے، اُس نے پوچھا [کہاں کی تیاری ہے؟]، میں نے حقیقت بیان کی۔ وہ بھی میرے ساتھ رفیق ہو گیا۔ جب ہم اُس سرزمین میں پہنچے، درگاہ شریف گاؤں سے قبلہ کی طرف تھی۔ اوّل زیارت حاصل ہوئی۔ جب ہم ہدایت خانہ میں پہنچے صورت و معنے کے قبلہ گاہ حضرت شاہ ہاشم دریادل کی ملاقات حاصل ہوئی۔ رات ہم خدمت میں سرگرم رہے۔ جب دن چڑھا، خدمت سے رخصت ہو کر ہم روانہ ہوئے۔ پھر درگاہ میں آ کر زیارت کی اور دریا کے کنارہ پر چلنے لگے کہ فوج کا نقارہ دریا کے اُس طرف بجنے لگا۔ معلوم ہوا کہ ڈیرہ دریا کے اُس پار سامنے ہے اور ہم کو سات کوس [نیچے کی طرف] چل کر پُل سے گذرنا ہوگا اور پھر واپس سات کوس آنا پڑے گا۔ اور اگر دریا سے سامنے گذرنے کا کوئی سبب بن جائے تو زیادہ سے زیادہ ایک کوس فاصلہ ہوگا۔ میری زبان سے اُس وقت یہ نکلا کہ یا شاہ صاحب! اگر کشتی پیدا ہو جائے جو ہم کو یہاں سے گذار دے تو اس قدر راستہ چھوٹ جائے۔ اور اُس دوران کشتی کا وجود عنقا تھا۔ کیونکہ سب کشتیاں جمع کر کے انھوں نے پُل باندھا ہوا تھا اور یہاں کوئی گھاٹ بھی نہ تھا کہ کشتی موجود ہو جائے۔ سہراب بیگ کی زبان سے نکلا کہ میں نے کیسی غلطی کی ہے کہ ایسے بزرگ کی ملاقات میسر ہوئی اور میں ارادت بجا نہیں لایا۔ میری زبان سے نکلا کہ ان کو طاقت ہے کہ پھر بھی ملاقات حاصل ہو جائے۔ اُس نے کہا کہ اب ہم کہاں اور وہ کہاں۔ یہ تو ذریعہ بنا ہوا تھا۔ یہی گفتگو کرتے ہوئے ہم چلے جا رہے تھے کہ غیب سے ایک کشتی ظاہر ہوئی۔ میں نے دیکھ کر کہا کہ سہراب بیگ! حضرت شاہ صاحب نے خود کشتی بھیج دی ہے۔ اُس نے کہا، دیکھ لیتے ہیں۔ جو نوکر اُس کے ہمراہ تھا، اُس کو میں نے کہا کہ آگے ہو کر ملاح کو آواز دو اور کہو کہ اگر تم یہاں سے ہم کو گذار دو، جو کچھ تم کہو گے تم کو دے دیں گے، آدھا روپیہ بلکہ ایک روپیہ تک بھی اُس کو کہہ دو۔ آخر جب نوکر نے آواز دی، کشتی میں سے انھوں نے جواب دیا کہ یہ کشتی سرکاری ہے، ممکن نہیں کہ [آپ کے] ہاتھ [استعمال میں] آئے۔ جب کشتی نزدیک آئی تو میں نے آگے ہو کر آواز دی۔ ایک فقیر کشتی میں تھا، اُس نے کہا کہ تم وہی سوار ہو جو رات شاہ ہاشم

Marfat.com

صاحب کے پاس تھے؟ میں نے کہا، وہی ہیں۔ اس نے کہا، ٹھہر جاؤ کہ کشتی صرف تمہارے لیے بھیجی گئی ہے، کیونکہ کل خبر تھی کہ ڈیرہ دریا کے اُس طرف ہوگا اور تم کو راستہ کی تکلیف ہوگی، رات مجھ کو بھیجا گیا تھا، میں کشتی لایا ہوں۔ میں نے سہراب بیگ کو کہا کہ جو کچھ میں نے مراد مانگی تھی وہ تو مل گئی، اب خدا تیری مراد حاصل کرے۔ فقیر نے کشتی ہمارے سامنے لا کر باندھی اور کہا کہ میں ہرگز اس کو کہیں نہیں لے جاؤں گا جب تک تم کو دریا سے پار نہ کروں۔ میں نے اُس عزیز سے کہا کہ حضرت! کبھی دریا کی سیر بھی کرتے ہیں؟ کہا، کیوں نہیں۔ میں نے کہا، اگر میری عرض قبول کرو تو۔ فقیر نے کہا، فرماؤ۔ میں نے کہا کہ میرے گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ، تا کہ جلدی آسکو اور (حضرت کی خدمت میں التماس کرو کہ) اگر خاطر شریف میں آئے تو خود دریا کی سیر کو تشریف لے آئیں۔ فقیر قبول کر کے سوار ہو کر چلا گیا اور جو کچھ میں نے کہا تھا، عرض کیا اور میرے شوق کا بھی اظہار کیا۔ حضرت سوار ہو کر آ گئے اور کشتی میں بیٹھ گئے۔ میں نے سہراب بیگ کو کہا کہ خدا نے تیری مراد بھی حاصل کر دی۔ اُس نے نذر مجھ کو دی۔ میں نے آگے رکھی۔ وہ مرید ہو گیا۔ انھوں نے دُعا مانگ کر فرمایا کہ اب کشتی چلنے کو ہے، بیٹھ جاؤ، چلے ہی جاؤ گے۔ آپ بھی کشتی میں بیٹھ گئے اور میرے ساتھ بات چیت کرنے لگے۔ میں ہر جگہ اور ہر قسم کی باتیں کرتا تھا اور آپ سنتے جاتے تھے۔ میں نے ایک واقعہ بیان کیا کہ بنگال میں [ایک کشتی ہے۔ وہ] کشتی اس قدر تیز چلاتے ہیں کہ دوسری کشتی کے بازوؤں سے اُڑ کر گذر جاتی ہے۔ [حضرت نے] اس بات سے تعجب کر کے ملاحوں سے تفتیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ ممکن نہیں ہے۔ میں اپنے بتائے ہوئے سے پشیمان ہوا۔ یہ بھی میری تربیت کے لیے تھا کہ جو بات عقل سے دور ہو، اگرچہ سچی ہو، وہ بزرگوں کی مجلس میں نہ کرنی چاہیے۔

مصرع:

سرگشتہ شکار کو کیا کچھ پیش آتا ہے

آخر مجھ کو رخصت فرمایا اور خود دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔

میں جب دریا سے پار گذرا تو اپنے احوال کو دگرگون پایا۔ جب لاہور آیا، سرود ہو رہا تھا۔ مجھے بے خودی طاری ہوگئی۔ بے قرار ہو کر زمین پر گر پڑا۔ بڑا عجب ذوق ہاتھ آیا۔ اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہماری حویلی کے دروازہ کے سامنے جو مسجد ہے، اس میں میرے والد صاحب محراب میں بیٹھے ہیں اور مُلّا سرور نام، جو ہمارے قبیلہ میں بڑے بزرگ تھے، وہ اور میں نیچے ادب سے بیٹھے ہیں۔ جب میری نظر والد صاحب کے چہرۂ مبارک پر پڑی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ چاند کی طرح چمکیلا اور سرخی مائل ہے، جیسا کہ انار کا دانہ ہوتا ہے۔ جب میں نے کئی مرتبہ نظر کی تو والد صاحب فرماتے ہیں، بابا! کیا دیکھتا ہے؟ میں سرخ رو ہو گیا ہوں۔

پھر میرے احوال روز بروز دگرگون ہونے لگے۔ جب میں جہان آباد میں پہنچا، دل دنیا کے بکھیڑوں سے اُٹھ گیا۔ چنانچہ دو دن یا کم و بیش، ایک مکان میں پڑا رہا، نہ نوکری کی خبر تھی نہ کوئی اور۔ اُس دوران میں مَیں بادشاہی خاص گھوڑوں کا داروغہ تھا اور

Marfat.com

ملتفت خاں اختہ بیگی تھا۔ جب اس کو میرے حال کی خبر پہنچی، وہ مہربان شخص تھا، اس نے کہا کہ ایک بار اُس کو میرے سامنے لاؤ۔ آخر دوستوں نے مجھے اُس کے آگے کیا۔ اُس نے میرا حال دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے اور اپنے آپ کی خبر نہیں رکھتا۔ اُس نے پوچھا، تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا، نوکری سے رخصت۔ اُس نے کہا، کیوں؟ میں نے کہا، بزرگوں کی زیارت کا شوق پیدا ہو گیا ہے اور یہ نوکری میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس نے مہربان ہو کر کہا کہ تم میرے ماتحت ہو، میں تم کو چھٹی دیتا ہوں اور تمہاری نوکری تمہارے آنے تک برقرار رکھتا ہوں، تم جا کر بزرگوں کی زیارت کر آؤ۔ میں نے قبول کر لیا اور چناب کی طرف روانہ ہوا۔ چودہ روز میں سیالکوٹ پہنچا اور میاں صاحب کی ملازمت کی اور اُن کے ساتھ رفیق ہو کر حضرت میاں محمد ہاشم دریا دل کی خدمت مین پہنچا۔ جو فیض اس ملاقات میں حاصل ہوئے، وہ کہنے میں نہیں آ سکتے۔ دو مہینے میں اُس سرزمین میں رہا، پھر رخصت ہوا اور اپنے وعدہ پر جہان آباد پہنچ گیا۔ لیکن دونوں قبلہ گاہوں کو میں نے اپنے طرف ایسا متوجہ پایا کہ نہ میں معلوم کر سکا اور نہ کوئی اور، کہ یہ ان میں سے ارادت کس سے رکھتا ہے؟ مجھے خود تو عرض کرنے کی جرأت نہ تھی، آخر والدہ صاحبہ کو کہا کہ اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ تم ارادت کس سے رکھتے ہو؟ میں حیران ہوا کہ کس صاحب کا کہوں، فیض دونوں طرف سے ہے اور دونوں بزرگوں کی مہربانی کمال ہے۔ والدہ صاحبہ نے حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دل صاحب سے عرض کیا کہ یہ غلام غلامی میں قبول ہو جائے تو زہے سعادت۔ انھوں نے فرمایا، بی بی! وہ ہم سے ہے اور ہم اسی کو لکھ بھیجیں گے۔ جب میں رخصت ہوا تو آپ نے پیچھے سے رقعہ لکھا کہ اے فلاں! تُو میاں نور محمد صاحب کی جناب میں مرید ہو جا، کیونکہ وہ نسبت بھی اِسی طرف عائد ہوتی ہے اور سیالکوٹ کے لوگوں کے لیے حضرت شاہ صاحب کا حکم یہی ہے کہ میاں نور محمد تربیت کریں۔ جو اسرار ہمارے اور تمہارے درمیان ہیں، وہ ہیں۔ ہم بھی تمہاری تربیت سے غافل نہیں ہیں، لیکن لوگوں کے سامنے انھیں کی نسبت ظاہر کرو۔ جب یہ بات حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ذکر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا مرید نہیں بلکہ ہمارا پیر بھائی ہے، کیونکہ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک شخص ہمارے یاروں میں سے یہاں پیدا ہو گا کہ اس کی محبت کی خوشبو ہمارے دماغ میں آ رہی ہے اور تمہاری خدمت کرے گا۔ اور اگر کوئی دوسرا بھی آپ سے پوچھتا، یہی فرمایا کرتے کہ یہ ہمارا پیر بھائی ہے۔

جب میں (احمد بیگ) جہان آباد میں پہنچا اور وہاں سے بادشاہِ وقت کے ساتھ اکبر آباد گیا، اپنا حال دگرگون پایا۔ اُس اثنا میں یہ غزل کہی گئی۔ فھم من فھم (سمجھا جس نے سمجھا)

غزل کا ترجمہ:

جب سے احمد نے اپنا پیالہ اُس خُم کی شراب سے پُر کیا ہے
اپنے آپ کو قطرہ کی طرح دریا میں گم کیا ہے

Marfat.com

کبھی وجد میں محوِ مطلق صوفی کی طرح اور کبھی
قلندر کی طرح اپنے آپ کو رسوائے مردم کیا ہے
پانی کی طرح محبت جس میں ڈالے وہی ہو جاتا ہے
اب عرفان کی لہر نے اس کے ساتھ یہ تلاطم کیا ہے
اس کا جلوہ بے معنی نہیں ہے، پس معذور سمجھو
اس کا کام یار نے ایک ہی تبسّم میں [تمام] کر دیا ہے
بڑا ذوق و شوق پیدا ہوا، غم سے فارغ ہو گیا
جب سے احمد نے اپنا پیالہ اُس خم کی شراب سے پُر کیا ہے

اور انھیں دنوں یہ غزل بھی کہی گئی (۲) (ترجمہ):

آنکھ تمہارے کفِ پا کی خاک سے پُرنور ہوتی ہے
[خدا کرے] تمہارے پُرنور چہرے سے مَیلی آنکھ دور رہے
تمہارے رُخ کا حرف میرے سینے کے ورق پر نقش ہو گیا
[اس لیے] میں نے صفحۂ دل سے حور و قصور کی آرزو دھو ڈالی ہے
جس سَر میں بھی تمہارے در کی خاک کا سودا سمایا ہے
وہ پَست دنیا کی بادشاہت کب قبول کرتا ہے
تمہارے راستے کی خاک کا فرش [قالین] میرے سر کے نیچے بچھا ہے
مجھے ریشم، دھاگے اور سنجاب و سمور کی حاجت نہیں ہے
اے احمد... (۳)

تا کہ قیامت کا صور پھونکنے تک تم اپنے آپ پر افسوس نہ کرتے رہو

تمام شد

کتاب فیضان الٰہی ترجمہ اُردو تذکرہ نوشاہی بقلم مترجم سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، ۷ ذیقعد ۱۳۵۲ھ

Marfat.com

حواشی

فصل: اُن خوارق عادات کے بیان میں جو جوانی میں حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت میں جانے سے پہلے ظہور میں آئیں

۱۔ مترجم نے افغانستان لکھا ہے۔لیکن عام طور پر ولایت کا لفظ ایران کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ع.ن.

فصل: حضرت ''نوشہ'' کے خطاب مستطاب کے بیان میں

۱۔ یعنی چک سادہ پور ساہن پال۔بعض مآخذ میں: چک صادق پور ساہن پال۔مرتب

فصل: راہ خدا اور وادی عشق کے گم گشتوں کے راہ ہدایت دکھانے والے، عشق کی آگ میں سمندر کی طرح، حضرت میاں صدرالدین کے بیان میں، خدا تعالیٰ آپ کے روح کو نورانی کرے

۱۔ ایک متوسط قد زمین پر رینگنے والا جانور جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔ع.ن.

فصل: [دیگر] یاروں کے احوال میں

۱۔ احمد بیگ کی تاریخ تصنیف ۱۱۰۷ھ کے حساب سے گویا یہ واقعہ تقریباً ۱۰۴۷ھ میں پیش آیا۔ع.ن.

فصل: اپنی ملاقات اور اپنے رابطہ کے بیان میں

۱۔ متن میں تُرکی لفظ ''الغار'' کا ترجمہ ''دوڑ'' مترجم کی طرف سے اور وضاحت مرتب کی طرف سے ہے۔ع.ن.

۲۔ چونکہ یہ پوری غزل حضرت شرافت کے نسخہ میں نہ تھی لہٰذا انھوں نے اس کا اُردو ترجمہ بھی نہیں فرمایا۔احقر راقم السطور نے اس کا ترجمہ اضافہ کیا ہے۔ع.ن.

۳۔ فارسی متن میں یہ مصراع نامفہوم ہے (احمد آزادی تو نادیدہ برو در عالم) لہٰذا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیّہ

(حالاتِ مؤلف)

Marfat.com

Marfat.com

حیاتِ ربّانی

سیّد حافظ محمد حیات ربّانی نوشاہی

(م:۱۱۷۳ھ/۱۷۶۰ء)

صاحبِ ''تذکرۂ نوشاہیہ'' کے حالات زندگی

تصنیف

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

بہ اہتمام

ڈاکٹر عارف نوشاہی

Marfat.com

Marfat.com

حیاتِ ربّانی

(تعارف)

عارف نوشاہی

حضرت شرافت نوشاہی نے حضرت نوشاہ گنج بخش تک اپنے شجرۂ نسب میں شامل بزرگوں کے علیحدہ علیحدہ تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ان کتب سوانح کے نام یہ ہیں:

۱۔ تذکرۂ نوشاہ عالی جاہ (حضرت نوشاہ گنج بخش کے حالات میں)

۲۔ خلیفۂ اعظم (سید محمد برخوردار کے حالات میں)

۳۔ مآثر الجمال (سید جمال اللہ کے حالات میں)

۴۔ حیات ربانی (سید محمد حیات کے حالات میں)

۵۔ صحیفۂ نور (سید نور اللہ کے حالات میں)

۶۔ کلید بخشش (سید الٰہی بخش کے حالات میں)

۷۔ نوشاہ زمان (سید قل احمد کے حالات میں)

۸۔ مرآۃ الامین (سید محمد امین کے حالات میں)

۹۔ آثار محمد شاہی (سید محمد شاہ کے حالات میں)

۱۰۔ عروۃ الوثقیٰ فی آثار المصطفیٰ (سید غلام مصطفیٰ کے حالات میں)[1]

ان میں سوائے آثار محمد شاہی کے باقی تمام سوانح عمریاں مسودہ کی حالت میں ہیں اور مصنف انھیں اپنے تصنیفی اسلوب اور معمول کے مطابق صاف کر کے نہیں لکھ سکے تھے اور یہ مختلف النوع کاغذوں اور قلموں سے تحریر شدہ محفوظ ہیں۔اس فہرست میں چوتھے شمار پر حیات ربانی ہے جس کی تاریخ تصنیف ۲۷ شوال ۱۳۷۸ھ / ۵ مئی ۱۹۵۹ء ہے۔یہ کل ۱۲۴ صفحات کا مسودہ

Marfat.com

ہے۔جس میں کئی قسم کے کاغذ استعمال ہوئے ہیں۔کانٹ چھانٹ بھی موجود ہے۔محذوف مضامین پر کاغذ کی پرچیاں چسپاں کردی گئی ہیں۔چونکہ یہ مسودہ تذکرۂ نوشاہیہ کے مصنف کے حالات پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے، میں نے مناسب سمجھا کہ تذکرۂ نوشاہیہ کی موجودہ اشاعت کے وقت اسے بھی بطور ضمیمہ شامل کرلیا جائے۔

مسودہ کا نام حیات ربانی اس کے سرورق پر موجود ہے۔اس کے نیچے بریکٹ میں (مقامات حیاتیہ) بھی درج ہے لیکن یہ مصنف کا سوادِ تحریر نہیں ہے بلکہ ان کے چھوٹے فرزند سعید الظفر نوشاہی کے قلم سے ہے۔مسودہ میں جہاں فہرست مضامین درج ہوئی ہے وہاں پر کتاب کا پہلے کوئی اور نام تھا، جسے کھرچ کر خود مصنف نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ حیات ربانی لکھ دیا ہے۔دیباچے میں بھی ایسا ہی ہے۔پہلے کوئی اور نام تھا جو کھرچ دیا گیا ہے اور اس جگہ حیات ربانی لکھ دیا ہے۔جو نام کھرچا گیا ہے اس کی ترکیب کا پہلا لفظ ''وثوق'' پڑھا جاسکتا ہے۔آخر کار حضرت مصنف نے اس مسودے کا نام حیات ربانی ہی قرار دیا ہے۔یہی نام مصنف کے تذکروں میں آیا ہے۔(۲)

حضرت شرافت کے اس نوعیت کے مسودوں میں، جن کی تدوین میرے حصے میں آئی ہے، جیسے تذکرۂ شعرائے نوشاہیہ، تاریخ ساہن پال، حیات ربانی، ان میں اپنے آپ کو مجاز سمجھتا رہا ہوں کہ ان کی اپنے انداز میں تہذیب و تدوین کروں۔اگر مسودات میں حشو وزوائد تھے تو عبارت کو ان سے پاک کیا جائے۔مکرّرات کو نکال دیا جائے۔کسی عبارت میں اگر تعقید ہے تو اسے رواں کیا جائے۔تدوین کے اس عمل میں، میں نے کبھی بنیادی معلومات اور مصنف کے نظریات کو نہیں چھیڑا۔ حیات ربانی کا مسودہ بھی اسی نوعیت کا تھا کہ مصنف اسے تسوید سے بیاض کے مرحلے میں نہیں لائے تھے، لہذا میں نے جہاں ضروری سمجھا اس میں حک و اصلاح و اضافہ کر کے شایع کیا ہے۔

حیات ربانی کے مسودہ (ص ۲۹-۳۸) میں ایک باب ''عملیات'' سے متعلق تھا، وہ میں نے حذف کردیا ہے۔یہ محذوف باب شریف التواریخ میں حافظ محمد حیات ربانی کے حالات کے ضمن میں دیکھا جاسکتا ہے۔(۳)

اضافات کی مدّ میں، مَیں نے شریف التواریخ ہی کی مدد سے کچھ باتوں کا اضافہ کیا ہے جس کا حوالہ متعلقہ مقامات پر آگیا ہے۔واضح رہے کہ شریف التواریخ میں تین مختلف جگہوں پر حافظ محمد حیات ربانی کا تذکرہ ہوا ہے۔(۴)

مصنف نے حیات ربانی کی فہرست مآخذ میں صرف کتب اور مصنفین کے اسماء لکھے تھے۔میں نے ان کتب کے قلمی اور مطبوعہ ہونے کی تصریح کرتے ہوئے ان کے کوائف بھی بڑھا دیے ہیں اور متن میں جہاں ان کتابوں کے حوالے آئے ہیں وہاں تخریج کردی ہے۔

مصنف نے مکتوبات امام ربانی، زبدۃ المقامات اور روضہ القیومیہ سے جو عبارتیں اردو میں ترجمہ کر کے پیش کی تھیں، میں

Marfat.com

نے ان کی اصل فارسی عبارات بھی تلاش کر کے حاشیے میں دے دی ہے۔

حافظ محمد حیات ربانی کے جو حالات حضرت شرافت نے جمع کیے اور حیات ربانی اور شریف التواریخ میں درج کیے ہیں، یہ حافظ صاحب کے حالات جمع کرنے کی پہلی محققانہ کوشش ہے۔اس سے پہلے مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیا میں حافظ محمد حیات کے تذکرۂ نوشاہی سے استفادہ کرتے ہوئے محض ان کا نام لکھا تھا:

-''شیخ محمد حیات صاحب تذکرۂ نوشاهی در کتاب خود می فرماید.''(۵)

-''شیخ محمد حیات صاحب تذکرۂ نوشاهی می فرماید.''(۶)

-''محمد حیات صاحب تذکرۂ نوشاهی که فرزند دل بند وی بود.''(۷)

مفتی غلام سرور لاہوری کو تاریخوں کے معاملہ سے ہٹ کر بھی اکثر مقامات پر تذکرۂ نوشاہیہ کی عبارات سمجھنے میں سہو ہوا ہے۔ایک جگہ حافظ محمد حیات کو مرزا احمد بیگ لاہوری کا مرید لکھا ہے:''محمد حیات صاحبِ تذکرۂ نوشاهی هم مرید و خلیفۂ وی بود.''(۸) جو قطعاً غلط ہے۔

پیر کمال لاہوری نے تحایف قدسیہ میں ایک شعر محمد حیات صاحب کے بارے میں لکھا ہے:

کہ در اولاد نوشہ حضرتِ جان
محمد با حیات نامِ پُر شان(۹)

معاصرین میں سے بھی چند ایک نے حافظ محمد حیات کا نام لیا ہے، جیسے:

مولوی عبدالحق چشتی (م:۱۳۵۶ھ) ہرلاں والی والے نے منظوم شجرۂ طریقت نوشاہیہ میں حافظ محمد حیات سے متعلق یہ شعر کہا ہے:

وختم الاولیاء حیات شاہ
ہوالمستغرق الذات التعالی(۱۰)

محمد حسن ہاشمی نوشاہی رن ملوی (وفات: ۲۸ ربیع الاوّل ۱۳۶۴ھ) نے حضرت نوشاہ گنج بخش کے مناقب اور خوارق پر ایک منظوم کتاب تحایف اصفیا لکھی۔اگرچہ اس کتاب کے اشعار سرتاپا مہمل اور بے وزن ہیں، لیکن مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے۔اس میں حافظ محمد حیات کے بارے میں بھی چند اشعار ہیں:

گذرے جو جدّ ان کے محمد حیات
صاحب یُمن اور نیکو صفات

Marfat.com

کتب تذکرہ جو نوشاہی کتاب
وہ تصنیف ان کی ،وہ تھے ذوالباب!
کمی بیشی رکھتے نہ وہ حرف کی
سانچی صحیح ان کو سب یاد تھی(۱۱)

یعنی عمر بخش رسول نگری کے جدّ محمد حیات ، برکت والے اور نیکو صفات تھے۔ کتاب تذکرۂ نوشاہی ان کی تصنیف ہے۔ وہ خود ذوالالباب تھے۔ [اپنی کتاب میں] انھوں نے کسی حرف کی کمی بیشی نہیں کی اور سب صحیح اور سچی باتیں انھیں یاد تھیں۔

خواجہ عبدالرشید (۱۹۱۲-۱۹۸۳ء) (۱۲)، ڈاکٹر ظہور الدین احمد (۱۳) اور ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعہ داری (۱۴) نے اپنی کتب میں حافظ محمد حیات صاحب کے جو حالات دیے ہیں وہ سب حضرت شرافت نوشاہی کی تصانیف اذکار نوشاہیہ اور شریف التواریخ سے ماخوذ ہیں۔

چونکہ تذکرۂ نوشاہیہ حافظ محمد حیات ربانی نے اپنے عم زاد سید شیر محمد نوشاہی کی اعانت سے لکھا تھا، اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ان کے حالات بھی حیات ربانی کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کیے جائیں۔ یہ حالات میں نے شریف التواریخ سے بلفظہٖ لے کر اس میں شامل کر دیے ہیں۔ (۱۵)

حواشی

۱۔ تذکرۂ شرافت نوشاہی، ص ۱۰۰-۱۰۷

۲۔ احوال و آثار سید شرافت نوشاہی، ص ۳۵؛ تذکرۂ شرافت نوشاہی، ص ۱۰۳

۳۔ دیکھیے: شریف التواریخ، جلد ۲، ص ۲۲۷-۲۲۸

۴۔ دیکھیے: شریف التواریخ، جلد ۲، ص ۲۲۲-۲۳۸؛ ص ۵۵۶-۵۵۷ اور جلد ۳، حصہ ۳، ص ۲۲۲-۲۲۴

۵۔ خزینۃ الاصفیا، ج ۱۔ ص ۱۸۱ بذیل حالات نوشہ گنج بخش

۶۔ ایضاً، ج ۱۔ ص ۱۹۷ بذیل حالات عصمت اللہ نوشاہی

۷۔ ایضاً، ج ۱۔ ص ۱۸۱ بذیل حالات جمال اللہ نوشاہی

۸۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۹۸

۹۔ تحایف قدسیہ، ص ۱۳۵

Marfat.com

۱۰۔ تذکرۂ اولیائے گجرات، ص ۹۸

۱۱۔ تحایف اصفیاء یعنی صوفی نوشاہی، ص ۵۶

۱۲۔ تذکرۂ شعرائے پنجاب، ص ۳۲۱-۳۲۲

۱۳۔ پاکستان میں فارسی ادب ، ج ۳، ص ۳۸۰-۳۹۶

۱۴۔ تذکرۂ اولیائے گجرات، ص ۳۸

۱۵۔ شریف التواریخ، جلد ۲، ص ۵۳۴-۵۴۰؛ جلد ۳، حصہ ۳، ص ۶۱-۶۲؛ پاکستان میں فارسی ادب، ج ۳، ص ۳۸۱ کتابت کی غلطی سے ان کا نام ''خیر محمد'' لکھا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللّٰہ العلی العزیز الحکیم. والصلوٰۃ والسّلام علٰی نبیہ الکریم.

و علٰی آلہٖ و اصحابہٖ مع التکریم.

اسلام میں بے شمار ایسی برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں، جنھوں نے مختلف اسلامی علوم کی خدمات میں عمریں بسر فرمائی ہیں۔ کسی نے علمِ تفسیر کی خدمت کی، کسی نے علمِ حدیث کی، کسی نے فقہ وغیرہ کی۔ اسی طرح جن لوگوں نے تصوّف وتاریخ کی خدمت کی ہے، ان میں سے ایک بزرگ ہستی، تصوّف کی دنیا میں کالشّمس فی نصف النہار مشہور ومعروف ہے۔ جن کا نام خاتم الاولیا، صاحب فنا و بقا، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، حاوی اصول الٰہیہ وسرمدیہ، عارفِ معارف حقیقت، کاشفِ مکاشف طریقت، قدوۃ العلما، عمدۃ الفضلا، قطب الاوان، غوث الزمان، خیر البریات حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات صاحب ربّانی علوی قادری نوشاہی برخورداری ساہن پالوی قدس سرہ العزیز ہے۔ آپ بلند پایہ مورّخ اور شاعر وادیب تھے۔ سلسلۂ نوشاہیہ کی مکمّل تاریخ لکھنے کا سہرا آپ کے سر پر ہے۔ آپ کے بعد جتنے مورّخ گذرے ہیں، جو کچھ نوشاہیہ کے متعلق انھوں نے لکھا ہے، سب کا ماَخذ وسرچشمہ آپ کی کتاب ''تذکرۂ نوشاہیہ'' ہے۔

باوجود اس قدر جلالتِ قدر کے، کسی کتاب میں آپ کے حالات نہیں پائے جاتے۔ صرف کتاب خزینۃ الاصفیا میں چند سطور آپ کے متعلق ملتی ہیں، جو آپ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لیے کافی نہیں ہوسکتیں۔ لہٰذا میں نے اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے خود عزمِ ہمّت باندھا اور آپ کی تحریرات وتصنیفات کا مطالعہ کر کے، استنباطاً اور استقصاً جو کچھ آپ کے متعلق دستیاب ہوا ہے، وہ کتابی صورت میں جمع کر کے اس کا نام حیاتِ ربّانی رکھا۔ اب ناظرین سے امید ہے کہ وہ قدر شناسی سے کام لیتے ہوئے، دعاے خیر سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ واللّٰہ القریب المجیب.

خادم اہل اللہ

فقیر سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی

عفا اللہ عنہ

ساہن پال شریف، ضلع گجرات

۲۷ شوال ۱۳۷۸ھ

Marfat.com

کتاب حیاتِ ربانی کے مآخذ

۱۔ تحایف قدسیہ، مصنفہ مولانا پیر کمال قریشی لاہوریؒ، قلمی [مکتوبہ ۱۳۵۶ھ]

۲۔ ترویح القلوب، مصنفہ مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانی نوشاہیؒ، قلمی

۳۔ تذکرۂ نوشاہیہ، مصنفہ مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ، قلمی [نسخۂ الف، مکتوبہ ۱۳۴۷ھ]

۴۔ تقویم ہجری وعیسوی، مرتبہ علاّمہ ابوالنصر محمد خالدی ایم اے (عثمانیہ)، [مطبوعہ کراچی، ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء]

۵۔ ثمرات الافکار، مؤلفہ مولانا سیّد حافظ قل احمد[1] نوشاہیؒ، قلمی

۶۔ رسالۂ سماع، مصنفہ مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ، قلمی

۷۔ الروضۃ الزکیہ فی حقایق العلمیہ، مؤلفہ مولانا سیّد حافظ الٰہی بخش مظہر حق نوشاہیؒ، قلمی

۸۔ روضۃ القیومیہ، مؤلفہ مولانا ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجدّدیؒ، [رکن سوم و چہارم، مطبوعہ ملک فضل الدین و ملک چنن الدین و ملک تاج الدین تاجران کتب، لاہور، سیوک رام سٹیم پریس، بلا تاریخ]

۹۔ زبدۃ المقامات، مصنفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی مجدّدیؒ، [مطبع منشی نول کشور، کان پور، ۱۳۰۷ھ]

۱۰۔ شرح نصاب الصبیان، مؤلفہ مولانا سیّد گل محمد صاحب برخورداری، قلمی

۱۱۔ لطائف گل شاہی، مؤلفہ مولانا سیّد گل محمد صاحب برخورداری، قلمی

۱۲۔ مجمع اللطائف، مصنفہ مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ، قلمی

۱۳۔ مکتوبات شریف، مصنفہ شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانیؒ، [مطبع منشی نول کشور، طبع دوّم]

[مآخذ میں درج تمام قلمی کتب، حضرت مصنف سیّد شرافت نوشاہی کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں ہیں۔ مطبوعہ کتب کی وضاحت کردی گئی ہے۔ عارف نوشاہی]

Marfat.com

حالات حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات صاحب ربّانی نوشاہی

قدس سرّہ العزیز

سلسلۂ نسب

آپ کے آباواجداد صاحبِ علم وفضل وولایت چلے آئے ہیں۔

آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی حضرت مولانا سیّد حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم تھا۔ جو اکابر فضلائے زمانہ اور اولیائے یگانہ سے تھے۔ تمام اولاد حضرت نوشہ گنج بخشؒ میں فضیلت علم میں ممتاز تھے۔ منگل وار کی شام بتاریخ ۱۶ ربیع الثانی ۱۱۴۲ھ کو وفات پائی۔ (۲)

آپ کے دادا صاحب کا نام حضرت مولانا سیّد حافظ محمد برخوردار بحر العشقؒ تھا، جو صاحبِ جذبہ وسلوک، قطب الوقت تھے۔ سجادۂ نوشاہیہ عالیہ کے حقیقی وارث ومالک تھے۔ اتوار ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۹۳ھ کو انتقال کیا۔

آپ کے پردادا صاحب قبلۂ عالمین، کعبۂ عاشقین، قدوۃ الانام، شیخ الاسلام حضرت سیّد حافظ شاہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجدّد اکبر علوی عباسی قادری قدس سرہ العزیز تھے، جن سے سلسلۂ نوشاہیہ کا ظہور ہوا۔ سوموار ۸ ربیع الاوّل ۱۰۶۴ھ کو دار البقا کا سفر اختیار کیا۔

ان بزرگوں کے مزارات ساہن پال شریف، ضلع گجرات (۳) میں ہیں۔

نسبِ مادری

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا حافظ مفتی شکر اللہ حنفی کی صاحبزادی تھیں، جو قصبہ بُچّہ چٹھیاں، ضلع گوجرانوالہ کے اعاظم علما اور مفتیوں سے تھے۔ بُچّہ اُس زمانہ میں پرگنہ کی جگہ اور علم کا مرکز تھا۔ علمی درس گاہ جاری تھی۔

نام وکنیت والقاب

آپ کا نامِ نامی محمد حیات، کنیت ابوالضیا، القاب: ربّانی، امام الاولیا، خیر البریات، جامع العلوم، حافظ، مصنّف، درویش،

Marfat.com

شاعر، مورّخ تھے۔

تحصیلِ علوم

آپ نے علوم متداولہ فقہ، حدیث، تفسیر، طبّ، تصوّف اپنے والد ماجد حضرت مولانا سیّد حافظ جمال اللہ فقیہ اعظمؒ سے حاصل کیے۔ قرآن مجید بھی حفظ کیا اور کمالاتِ علمی میں یگانۂ دوراں ہوئے۔

بیعت وخلافت

بعدِ تحصیلِ علوم، اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ پر بیعتِ طریقت کی اور سلوک قادریہ پورا کر کے خرقۂ خلافت واجازت حاصل کیا۔ نیز اپنے عمّ بزرگ حضرت سیّد شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوانؒ [م: ۱۱۳۷ھ] سے بھی بہت استفاضہ کیا۔

سلسلۂ طریقت

آپ کا شجرۂ طریقت اس طرح پر ہے۔

نسبتِ نوشاہیہ برخورداریہ

حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ مرید اپنے والد صاحب شہباز پنجہ یداللہ، حضرت مولانا سیّد جمال اللہ فقیہ اعظمؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد، قبلۃ الاحرار حضرت مولانا سیّد حافظ محمد برخوردار بحرالعشقؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد ماجد، شیخ الاسلام حضرت سیّد حافظ حاجی محمد نوشہ گنج بخش مجدّد اکبر علوی عباسی قادری قدس سرہ العزیز امام سلسلۂ نوشاہیہ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ سلیمان نوری المعروف سخی بادشاہ بھلوائیؒ کے۔

وہ مرید حضرت مخدوم شاہ معروف خوشابیؒ کے۔

وہ مرید حضرت سیّد مبارک حقانی اوچیؒ کے۔

Marfat.com

وہ مرید اپنے والد حضرت بندگی سیّد محمد غوث الحسنی اوچی کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد شمس الدین اعظم حلبیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد شاہ میر حلبیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد ابوالحسن علی حلبیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد ابوعلی مسعود حلبیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد ابوالعباس احمد گیلانیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد ابوالمنصور عبدالسّلام صوفی بغدادیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد حضرت سیّد سیف الدین عبدالوہاب گیلانیؒ کے۔

وہ مرید اپنے والد بزرگوار غوث الثقلین قطب الخافقین حضرت سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ ابوسعید مخزمی کے۔

وہ مرید حضرت شیخ ابوالحسن ہکّاریؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ عبدالواحد تمیمیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ کے۔

وہ مرید حضرت سیّد الطایفہ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ سری سقطیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ داؤد طائیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ حبیب عجمیؒ کے۔

وہ مرید حضرت شیخ حسن بصریؒ کے۔

وہ مرید حضرت امام ابوالتراب اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالبؓ کے۔

وہ مرید رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔

رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین.

Marfat.com

نسبتِ نوشاہیہ رحمانیہ

حضرت سیّد حافظ ربّانی صاحبؒ مرید و فیض یافتہ اپنے عمّ بزرگ حضرت سیّد شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداریؒ کے۔
وہ مرید حضرت شیخ عبدالرحمٰن پاک صاحب بھڑی والہؒ کے۔
وہ مرید حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے۔
اس سے آگے شجرہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

دارالعلوم نوشاہیہ کی نیابت

والد بزرگوار کے انتقال کے بعد آپ نے دارالعلوم نوشاہیہ کی خدمات کو اپنے ذمّہ لیا اور سلسلۂ تدریس میں کافی کوشش فرمائی۔ دور دور سے آ کر لوگ علومِ دینی حاصل کرتے تھے اور اکثر لوگ آپ کی وساطت سے فضیلت علمی سے ممتاز ہوئے۔

طبّی کمالات

آپ کو علمِ طب میں بھی کمال حاصل تھا۔ مریضانِ جسمانی اور روحانی آپ کے مسیحائی اثر سے شفا پاتے۔ آپ کے کمالاتِ حکمت کی دُور دُور تک شہرت تھی۔

فنِ کتابت

آپ نے فنِ کتابت نسخ و تعلیق بھی سیکھا۔ آپ کا طرزِ تحریر نہایت دلکش و مرغوب خاطر ہے۔

سفرِ دہلی

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہندوستان سفر پر تشریف لے گئے اور شہر دہلی میں چندے قیام کیا۔ وہاں کے مشائخ و علما سے ملاقاتیں کیں اور افادہ و استفادہ کیا۔ خصوصاً حضرت خواجہ مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی نظامی [م: ۱۱۹۹ھ] کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور بعض وظائف خاندان چشتیہ کی اجازت پائی۔

Marfat.com

حضرت نوشہ صاحبؒ کا دوبارہ ظہور

آپ کے زمانۂ خلافت میں دریائے چناب کی طغیانی کی وجہ سے ۱۱۷۰ھ میں حضرت نوشہ صاحب کا تابوت شریف نکالنے اور جگہ تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ تین روز تک مخلوق بیلچوں اور کلنگوں سے ڈاٹیں اُکھاڑنے میں مصروف رہی، لیکن آپ کے تابوت شریف کا کوئی سراغ نہ ملتا تھا۔ آخر تمام لوگ مایوس ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے۔ اُسی رات حضرت نوشہ صاحب حضور کو خواب میں ملے اور فرمایا، بیٹا! کوئی غم نہ کرو، میں اسی جگہ ہوں۔ چنانچہ تیسرے روز صبح کو اُسی جگہ سے تابوت شریف برآمد ہوا۔ صاحب تحایف قدسیہ [ص ۱۳۴-۱۳۶] نے لکھا ہے:

[درین مدت که در هجرت دلم بود — هزار و یک صد و هفتاد سن بود
که در اولاد نوشه حضرتِ جان — محمد با حیات نام پُرشان
دگر بسیار صاحبزادها دان — ولی آن صاحبِ دستار و احسان
نبیره پیر برخوردار شاهی — بسی صاحب کمال و اهل جاهی...]

بر آمد ذات حضرت از همانجا
تو گوئی آمده الحال از جا

یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ابھی ابھی کہیں سے تشریف لائے ہیں۔

حضرت نوشہ صاحبؒ کے ہمراہ اُن کے بیٹوں اور پوتوں کے بھی سولہ صندوق برآمد ہوئے اور سب کی زیارتیں ہوئیں اور سب کے جسم صحیح و سالم تھے۔ صاحب تحایف قدسیہ نے لکھا ہے:

بصورت بس مبارک آنچه بوده
لباسِ کفنِ شاه هرگز نسوده
برآمد شانزده تن همچنان پاک
نکرده کفن احدی را خلل خاک

یعنی حضرت صاحب کی صورت مبارک اُسی طرح تھی اور آپ کا لباس کفن بھی بوسیدہ نہ ہوا تھا۔

حضرت مولانا سیّد گل محمد صاحب بن سیّد شاہ عصمت اللہ صاحب برخورداریؒ نے کتاب لطائف گل شاہی میں لکھا ہے:

''مرتبۂ دوم از سبب طغیانی دریا روز پنجشنبه هفدهم شهر ذیقعده ۱۱۷۰ھ از جای قدیمی برآورده دو شب در خانقاه داشته، شب سیوم در کوٹلۂ خود داشته، روز یک

Marfat.com

شنبہ بیستم شہر ذیقعدہ برچاہ حیاتے والہ در زمین نوشہرہ معہ تابوت ھا دفن نمودہ خانقاہِ نو ساختہ. الٰھی تا دَور قیامت این را ھمین و برکت نگھدار بحق محمد و آل الامجاد.''

یعنی دریا کی طغیانی کی وجہ سے جمعرات کے دن، سترہویں ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ کو دوسری مرتبہ پرانے مدفن سے باہر نکال کر دو رات (صندوق مبارک) خانقاہ میں رکھا۔ تیسری رات اپنے گاؤں میں رکھ کر اتوار کے دن بیسویں ذیقعدہ کو نوشہرہ کے رقبہ میں چاہ حیاتے والہ پر معہ دوسرے صندوقوں کے دفن کر کے نیا مزار تیار کیا۔ حق تعالیٰ بہ طفیل نبی کریم اور آل فخیم اِس کو دَور قیامت تک امن و برکت کے ساتھ نگہ [محفوظ] رکھے۔

کتاب تقویم ہجری و عیسوی مرتبہ علاّمہ ابوالنصر محمد خالدی ایم اے (عثمانیہ) کے صفحہ ۵۹ کے مطابق پنج شنبہ کو اٹھارہویں ذیقعدہ ۱۱۷۰ھ تھا۔ اور اس کے مطابق عیسوی تاریخ چوتھی اگست ۱۷۵۷ء تھی۔ اور ہندی بکرمی تاریخ نویں ساون ۱۸۱۴ تھی۔

اخلاق و عادات

آپ بڑے فیّاض، غریب پرور، مسکین نواز، اہلِ سخاوت و شجاعت تھے۔ متحمل مزاج، پُر حوصلہ، بردبار، صاحبِ ولایت تھے۔ ہر دَم یادِ خدا میں محو و مستغرق رہتے۔ آپ کی نظر میں شاہ و گدا یکساں تھے۔ فقر میں آپ کی شان بلند تھی۔ دنیاوی سامان غنا سے بھی بہرہ ور تھے۔

سخاوت و فیاضی

منقول ہے کہ موضع اگرویہ کا ایک شخص قتل کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔ مقتول کے وارث ایک ہزار روپیہ دِیت طلب کرتے تھے۔ لیکن قاتل بالکل غریب اور عیال دار تھا۔ حضور کو اُس کی حالتِ زار پر رحم آ گیا اور ایک ہزار روپیہ اپنی گرہ سے ادا کر کے اُس کو رہا کروا دیا۔

Marfat.com

شعرخوانی

آپ کونظم سے بھی خاص دلچسپی تھی۔ متصوفانہ، عشقیہ صنعت والے اشعار کبھی کبھی پڑھا کرتے۔ آپ کے ہاتھ کی تحریرات میں دوسروں کے کئی اشعار پائے جاتے ہیں، ازان جملہ بعض اشعار یہ ہیں:

رهروانی که بی خرد بارند — کشتهٔ تیغ عشق صد بارند
بیقرارند هم چو ابر بهار — لیک بر خار و گل همی بارند
برنخورده ز دست بی برگی — زانکه از وصل فرع پُر بارند
همه در صحن بارگاهِ خدا — حاجب خاص شحنه و بارند

نمازِ خلق تسبیح و سجودست — نمازِ عاشقان ترکِ وجودست
قیام و قعده و تکبیر و نیّت — همه محوست در عینِ محبّت
کم و بیشی که در دنیا و دین است — صلا در ده صلٰوة قامت این است

قصهٔ مشکلم چه می پرسی — مان غم شد دلم چه می پرسی
لعل بندد چوخون شود جگرم — پیش زین حاصلم چه می پرسی
طالبِ گوهری به دریا شو — من چو بر ساحلم چه می پرسی

جراحات السنان لها التیام — و لا یلتام ما جرح اللسان

گرمن ندهم به عاریت عیب مکن — معشوق نتوان داد به دستِ دگران

چون رزق مقدّر است، گردیدن چه — رزّاق بگرادند، پرسیدن چه

جُست آب را سکندر، شد خضر کامیاب — روزی به قسمت است، نه کوشش درین سرا

Marfat.com

چون شیر مادر است مهیّا اگرچه رزق — این جهد و کوشش تو بجای مکیدن است

هزار حیف که گل کرد بی نوایی ما — به چشم آبله آمد برهنه پایی ما

ای بیوفا	درهجر تو	شب تا سحر	نالان منم
در هجرتو	شب تا سحر	چون شمع من	سوزان منم
شب تا سحر	چون شمع من	از شوق تو	گریان منم
نالان منم	سوزان منم	گریان منم	حیران منم

خوارق وکرامات

آپ کوتصرّفات قویّہ وکرامات جلیّہ حاصل تھے۔آپ کے خوارق زبان زدِخلایق ہیں۔اُن میں سے بعض یہ ہیں:

ایک شہزادی کوخواب میں فیض یاب کرنا

منقول ہے کہ دہلی کی ایک مغلیہ شہزادی کوخواب میں حضور کی زیارت ہوئی۔آپ نے فرمایا کہ تم حضرت نوشہ صاحب کے دربار پرآؤ۔چنانچہ وہ بمعہ خیل وخدم وحشم درگاہِ نوشاہیہ پرحاضر ہوئی۔تمام صاحبزادگان اولادِ حضرت نوشہ صاحبؒ وہاں جاپہنچے۔ اور ہرایک کا خیال تھا کہ شاید یہ ہمارے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگی۔لیکن اُس نے کسی کی طرف التفات نہ کیا۔آخر جب آپ وہاں تشریف لائے تو وہ اٹھ کر قدم بوس ہوئی اور کہا کہ یہی بزرگ تھے جوخواب میں مجھ کو ملے تھے۔اور پھرآپ کے ارادت مندوں میں داخل ہوئی اورآپ کی نظرِ توجہ سے عارفات کاملات سے ہوگئی۔

علم کی محبت میں دنیاوی مال کونثار کرنا

آپ کے دل میں علم کی محبت اس طرح مستقر تھی کہ اس کے مقابلہ میں ہرایک چیز کونثار کردیتے۔چنانچہ منقول ہے کہ

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ ہمراہ درویشاں دور دراز علاقوں میں سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے فرزندان حضرت سیّد حافظ نور اللہ فرشتہ صفات وسیّد ضیاء اللہ دونوں اپنی زمین میں کاشتکاری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضور چھ ماہ کے بعد تشریف لائے۔ کتب خانہ ملاحظہ کیا، دیکھا کہ ویران پڑا ہے۔ کتابوں پر گرد وغبار پڑا ہے۔ دونوں صاحبزادوں کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے عرض کیا، یا قبلہ! ہم کو کاروبارِ زراعت اور مال مویشی کی حفاظت سے اتنی فرصت ہی نہ ملتی تھی کہ علم کی طرف رجوع کرتے۔ آپ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اُسی وقت درگاہِ باری تعالیٰ میں التجا کی کہ یا اللہ! اس دنیاوی مال کو ہم سے لے لے اور دولتِ علم میرے فرزندوں کو نصیب کر۔ امرِ الٰہی! ایسا ہوا کہ اُسی رات دریائے چناب میں طغیانی آئی اور تمام مقبوضہ زمین دریا بُرد ہو گئی اور مال مویشی بہہ گیا۔ صبح کو ہر ایک چیز کی صفائی ہو چکی تھی۔ بعدازاں آپ کے صاحبزادے علم میں مصروف ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ کے بڑے صاحبزادہ سیّد حافظ نور اللہ صاحب منصب قضا پر فائز ہوئے۔ فقیر سیّد شرافت عافاہ اللہ کہتا ہے کہ آپ کی دعا ایسی مستجاب ہوئی کہ حضور کی اولاد باکمال سے کوئی فرد بے علم نہیں ہوا۔ فضیلت علمی آج تک آپ کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

وفات کے بعد کرامات

اپنی تصانیف سے آگاہ کرنا

فقیر سیّد شرافت عفا اللہ عنہ کو ابتدائے زمانۂ تالیف میں بہت شوق تھا کہ حضرت جدّ امجد سیّد حافظ محمد حیات ربّانی کی تصانیف کہیں سے ملیں اور اُن سے استفادہ کروں۔ لیکن چونکہ وہ قلمی تحریرات تھیں اور نایاب تھیں، اس لیے کہیں سے ملتی نہ تھیں۔ ایک رات خواب میں حضور کی زیارت فیض بشارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا، آپ اپنی تصنیفات سے مطلع فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، ہماری تصنیف آگے تم نے کوئی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیا، آپ نے جو اشعار (۴) اپنے بیٹے سیّد حافظ نور اللہؒ کی ولادت پر بنائے تھے، وہ ملے ہیں۔ آپ نے فرمایا، سناؤ۔ میں نے سنائے۔ آپ نے سن کر فرمایا، ان میں سے کئی اشعار رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا، میرا بھی یہی خیال تھا کہ یہ نظم نامکمل ہوگی۔ آپ نے فرمایا، اب باقی اشعار لکھو۔ چنانچہ آپ فرمانے لگے اور میں لکھتا گیا۔ اور فرمایا، اب تجھ کو کتابیں مل جائیں گی۔ چنانچہ بعدازاں آپ کی تصانیف مل گئیں، جن سے میں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ یہ آپ کی اظہر من الشمس کرامت ہے اور فقیر کے حال پر نہایت مہربانی وشفقت فرمائی ہے۔

Marfat.com

تصانیف

آپ تصنیف و تالیف سے بہت اشتغال رکھتے تھے۔ چنانچہ کتابیں اور اشعار وغیرہ آپ کے فقیر سیّد شرافت کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔

۱۔ تذکرۂ نوشاہیہ۔اس میں سلسلۂ نوشاہیہ کے بزرگوں کے حالات ہیں۔
۲۔ مجمع اللطائف۔اس میں سوالات عجیبہ اور جوابات غریبہ درج ہیں۔
۳۔ شرح اسماء اربعین۔اللہ تعالیٰ کے چالیس اسماء متبرکہ کی بہت عمدہ شرح ہے۔
۴۔ حاشیۂ شمائل النبی۔امام ترمذی کی کتاب شمائل کا حاشیہ ہے۔
۵۔ رسالۂ سماع۔اس میں سماع کا جواز بدلائل شرعیہ ثابت کیا ہے۔
۶۔ مناجات باری تعالیٰ (منظوم)
۷۔ مناجات رسالت مآب (منظوم)
۸۔ تولد نامۂ نبوی (منظوم)
۹۔ وفات نامۂ نبوی (منظوم)
۱۰۔ فریاد نامہ بجناب غوث اعظمؒ (منظوم)
۱۱۔ فالنامہ (منظوم)
۱۲۔ ترویح القلوب۔اس میں آپ کا متفرق کلام اور تحریرات فقیر سیّد شرافت نے جمع کی ہیں۔

یہ سب تصانیف نثر و نظم فارسی میں ہیں۔ان میں سے کچھ مضامین لکھے جاتے ہیں۔

۱۔تذکرۂ نوشاہیہ

اس کتاب کا سبب تالیف یہ ہے کہ ۱۱۰۷ھ میں حضرت مرزا احمد بیگ لاہوری نے ایک کتاب بزبان فارسی حضرت نوشہ گنج بخشؒ اور اُن کے مشائخ و خلفا کے حالات میں لکھی۔جس کا نام الاعجاز الموسوم بہ مقامات حاجی بادشاہ المشہور رسالۂ احمد بیگ

Marfat.com

تھا۔اس کا ایک نسخہ کہنگی و بوسیدگی کی حالت میں، جس کا دیباچہ و خاتمہ بالکل نہ تھا اور بعض مقامات درمیان میں سے بھی مفقود تھے، حضرت سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ کے ہاتھ لگے۔آپ نے اپنے چچازاد بھائی حقایق آگاہ سیّد شیر محمد بن سیّد شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان برخورداری کے فرمانے پر کتاب موصوف کا دیباچہ اور خاتمہ اور بعض حالات حضرت نوشہ صاحب اور بعض کراماتِ آنحضرت اور حضرت حافظ برخوردار کے چھ بیٹوں کے وہ حالات جو مرزا احمد بیگ لاہوری تک نہیں پہنچے تھے، زیادہ کر کے ۱۱۴۶ھ میں اُس نسخہ کو مکمل کر دیا۔اگر چہ خود حضور نے اس کا کوئی نام نہ رکھا، لیکن عام طور پر اِس کی شہرت ''تذکرۂ نوشاہیہ'' کے نام سے ہوگئی۔تمام کتب خاندان نوشاہیہ میں سے یہ کتاب معتبر و مستند و صحیح سمجھی جاتی ہے۔اس کے بعد جو کتاب اس سلسلہ کے حالات میں تالیف ہوئی، اس کا ماٴخذ یہی کتاب ہے۔

دیباچۂ تذکرہ

تذکرہ نوشاہیہ کا آغاز اس طرح پر ہے:

الحمد اللّٰہ الذی تفرد بالالوھیة الابدیة والشکر لمن توحد بالربوبیة الازلیة مااتخذ صاحبةً ولا ولدًا ولم یکن لهٗ کفوًا من القدوسیة لاضدّ ولاندّ بذاتهٖ فی الصمدیة والصلوٰة والسّلام علٰی رسوله توجه بتیجان النبوة والرساله ارسلة رسولًا بدین الحق والهدایة لیظهره علٰی الدین کلهٖ بکمال العنایة ولو کره المشرکون من الحماقة و فضله علٰی جمیع المرسلین باقصی الغایة خلقت الخلق لاجلک لو لاک لما خلقت الافلاک فی البدایة واحکمه فی کل حین بالمعجزات و تنزیل الایة. اشرفه بکتاب جوامع الکلم لاحیاء مدارس السنة والجماعة مبشر من تبیعه فی الجنة بالحمایة منذراً من یرغب عنه بجهنم بالراء ة من احبه له السعادة و مبغضه فی الشقاوة. الخ

ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو اَبدی الوہیت میں یکتا ہے۔اور سب شکر و سپاس اس ذات کے لیے ہے جو ربوبیت ازلی میں یگانہ ہے۔اس کی کوئی بیوی اور کوئی اولاد، کوئی کنبہ نہیں ہے۔وہ پاک ذات ہے۔اس کا کوئی شریک اور مخالف نہیں ہے۔اپنی ذات میں بے نیاز ہے۔اور درود و سلام رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پر ہو، جن کو حق نے نبوت اور رسالت کا تاج پہنایا ہے اور دینِ حق اور ہدایت کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، تا کہ اپنی کمال مہربانی سے اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، خواہ مشرکین اپنی بے وقوفی سے اس بات کو ناپسند ہی کریں۔اور آپ کو تمام پیغمبروں پر بے نہایت فضیلت عطا کی۔اور (فرما دیا) میں نے تمام مخلوقات کو تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔اگر تم نہ ہوتے تو میں ابتدا سے ہی آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔اور ہر گھڑی معجزوں

Marfat.com

اور آیتوں کے نزول سے آپ کی تائید کی۔ اور سنت و جماعت کے مدرسوں کے زندہ کرنے کے واسطے آپ کو کتاب جوامع الکلم (قرآن کریم) سے مشرف فرمایا۔ اور جو آپ کی متابعت کریں اُن کی حمایت کرتے ہوئے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اور جو آپ سے منہ پھیر لیں اُن کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا۔ جو شخص آپ سے محبت رکھے اس کے لیے سعادت ہے۔ اور آپ کا بُغض رکھنے والا بدبختی میں ہے۔ الخ

۲۔ مجمع اللطایف

یہ کتاب آپ نے علم تصوّف وحقایق میں بطور سوال وجواب تحریر فرمائی ہے۔ حمد ونعت کے بعد سببِ تالیف یہ لکھتے ہیں:

امّا بعد، می گوید احقر البریات، فقیر، محمد حیات که چند اسوَلهٔ عجیبه و اَجوَبهٔ غریبه از مطالعهٔ کتب متفرقه میسّر و محصّل گردیده که جواب هر سؤالش خیلی متعذّر و متعسّر است مگر از متبحرانی که به تعمّق نظر از خوض حوضِ فکر دُرّی برآرند. به حکم "ما کتب قرّ و ما حفظ فرّ" درین چند اوراق جمع کردیم تا هر مُنصف این مصنّف را از مطالعهٔ آن به فاتحهٔ خیر یاد آرد. و بعد اختتام نام این رساله مجمع اللطایف کردیم. والله المعین و هو حسبی و نعم الوکیل.

ترجمہ: اس کے بعد، تمام مخلوقات سے حقیر، فقیر، محمد حیات کہتا ہے کہ چند سوالات عجیب اور جوابات غریب متفرق کتابوں کے مطالعہ سے حاصل ہوئے ہیں۔ ہر ایک سوال کا جواب بہت مشکل ودشوار ہے۔ سوائے متبحر عالموں کے جو غور کی نگاہ سے فکر کے حوض سے تلاش کر کے موتی نکال لاتے ہیں۔ بحکم "جو لکھ لیا گیا وہ قایم رہا اور جو یاد کیا گیا وہ بھاگ گیا" ان کو ان چند اوراق میں جمع کر دیا ہے تا کہ ہر ایک انصاف والا آدمی اس کا مطالعہ کر کے مصنف کو دعاے خیر سے یاد کرے۔ اور ختم کرنے کے بعد اس رسالہ کا نام "مجمع اللطایف" رکھا۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔ اور وہی مجھے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

اب اس کتاب سے چند سوالات معہ جوابات ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے تحریر کیے جاتے ہیں:

سوال

ملائکه که در جوابِ "اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفک الدماء" [بقره / ۳۰] بعد قول "إنی جاعل فی الأرض خلیفة" [بقره / ۳۰] گفتند. از چه دانستند که مفسد و مسفک الدماء خواهد بود؟

ترجمہ: خدا کے ارشاد (میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں) کے جواب میں جو فرشتوں نے کہا (کیا تو ایسا شخص بنائے گا جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا) انھوں نے کیسے جان لیا کہ وہ فساد اور خون کرنے والا ہوگا؟

Marfat.com

جواب

از ترکیب اضداد اربعه معلوم کردند که بنای شان بر فساد خواهد شد یا از حق تعالیٰ به ایشان چندین علم عطا شده باشد.

ترجمہ: چاروں ضدوں کے مرکّب ہونے سے معلوم کرلیا کہ ان کی بنا فساد پر ہوگی یا خدا تعالیٰ سے اس قدر علم ان کو عطا ہو گیا ہوگا۔

سوال

از مامور بہ هم از آدمؑ و هم از ابلیس تجاوز شد. ابلیس مستوجب لعنت گشت و آدم مستحق صفوت و رحمت و مغفرت.

ترجمہ: خدا کے حکم کی خلاف ورزی آدمؑ سے بھی ہوئی اور ابلیس سے بھی۔ ابلیس پھٹکار کا مستحق ہوگیا اور آدمؑ پاکیزگی اور رحمت اور بخشش کا مستحق۔

جواب

آدمؑ معترف به ذنب "ربّنا ظلمنا انفسنا" [اعراف / ۲۳] گشت، لایق مغفرت شد "لا کبیرة مع الاستغفار." و شیطان مُصِرّ بر ذنوب ماند "لا صغیرة مع الاصرار" لا جرم حریقِ آتش حرمان و غریق بحر خذلان شد. جواب دیگر آن که عصیانِ آدم از شهوت بود و عصیانِ شیطان از کبر. گناهی که از کبر باشد امید مغفرت نیست و گناهی که از شهوت باشد یرجٰی غفرانها.

ترجمہ: آدمؑ نے اپنا گناہ مان لیا (اے ربّ ہمارے! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا) تو اس وجہ سے بخشش کا حق دار ہوگیا۔ کیونکہ استغفار کرنے سے گناہ کبیرہ نہیں رہ سکتا اور شیطان اپنے گناہوں پر اصرار کرتا رہا اور اصرار کرنے سے گناہ صغیرہ نہیں رہتا (کبیرہ بن جاتا ہے) لہٰذا وہ محرومی کی آگ میں جلنے والا اور ذلت کے سمندر میں ڈوبنے والا ہوگیا۔ جواب دوسرا یہ ہے کہ آدمؑ کا گناہ خواہش کی وجہ سے تھا اور شیطان کا گناہ تکبّر کی وجہ سے، اور جو گناہ تکبّر سے ہو اُس کی بخشش کی امید نہیں، اور جو گناہ خواہش کی وجہ سے ہو اُس کی بخشش کی امید ہوسکتی ہے۔

سوال

روزی که سائره خاتون را بادشاه وقت به ظلم و تعدّی از خلیل ربّ الجلیل کشیده، در خلوت برده، دست درازی کرد و هر بار که دست می انداخت شل می شد، در آن هنگام قادر بی علت و ناصر

Marfat.com

بی نقمت حجب جسمانی از پیش خلیل رحمانی مرتفع کرد تا به چشم ظاهر ماجرا معائنه می کرد.

وقتی که کفره فجره به بهتانِ صرف و افترای محض عایشه- صدیقه رضی اللّٰه عنها- را اتهام دادند به حضرت- علیه السّلام- ازین معنی اطلاع نه بخشیدند باوجودآن که شرف آنحضرتؐ بر ابراهیم و بر سائر انبیاست.

ترجمہ: جس روز وقت کے بادشاہ نے خدائے برتر کے خلیل سے ظلم وتعدّی کر کے سائرہ خاتون کو چھین کر خلوت میں لے جا کر دست درازی کرنی چاہی۔ جب ہاتھ ڈالتا لنجا ہو جاتا۔ اس وقت قادر مطلق اور مددگار برحق نے خلیل الرحمٰن کے سامنے سے جسمانی پردے ہٹا دیے، اور انھوں نے ظاہری آنکھوں سے سارا حال ملاحظہ کرلیا۔

جس وقت کہ بدکردار کافروں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر خالص بہتان اور جھوٹی تہمت لگائی حضور علیہ السّلام کو اس بات کی اطلاع نہ دی گئی۔ باوجودے کہ آنحضرتؐ کی بزرگی ابراہیمؑ اور سب پیغمبروں پر ظاہر ہے۔

جواب

تا عصمت آن صدیقه و عفت آن مطهره از شرف نزول تسع آیات بینات چنانکه "الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت" [نور / ۲۶] امتیازًا من غیرها بوجه احسن مبرهن گردد.

اگر ابلهی مشک را گنده گفت — تو مجموع باش، او پراگنده گفت
چو صدیقه را بود خود پاسبان — شهادت بخود داد، نه از دیگران
چه غم گر سگان عاویات آمدند — قدم های شان با ثبات آمدند

ترجمہ: تا کہ اس صدیقہ کی عصمت اور اس پاکدامن کی پاکبازی نو آیات روشن جیسا کہ (پلید عورتیں پلید مردوں کے لیے ہیں اور پلید مرد پلید عورتوں کے لیے۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے) کے شرف نزول سے دوسری بیویوں پر امتیازی حیثیت سے اچھی طرح واضح ہو جائے۔

(اشعار): اگر کسی بیوقوف نے کستوری کو گندہ کہہ دیا تو تم خاطر جمع رکھو۔ اس نے غلط بول دیا۔ جب صدیقہ کے لیے وہ خود محافظ تھا، تو اس کی گواہی خود دے دی، دوسروں سے نہ دلوائی۔ اگر کتّوں نے بھونکنا شروع کیا تو کیا غم ہے۔ اُن کے (صدیقہ کے) قدم تو ثابت تھے۔

Marfat.com

سوال

موسیٰ- علٰی نبینا علیه السّلام- "رب أرنی" [اعراف / ۴۳] فرموده. حکم "لن ترانی" [اعراف / ۴۳] شد، پس بس. و قومش "لن نؤمن لک حتیٰ نری اللّٰه جهرة" [بقره / ۵۵] گفتند. "فاخذتهم الصّعِقة بظلمهم". [نساء / ۱۵۳] در طلب رؤیت هر دو برابر بودند ایشان را صاعقه قهر شد و ظلم ایشان همین طلب دیدار بود نه دیگر.

ترجمہ: موسیٰ علیہ السّلام نے کہا، اے پروردگار! مجھے دیدار دے۔ حکم ہوا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ یہاں بات ختم۔ اور ان کی قوم نے کہا، ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں۔ پس ان کے ظلم کے باعث ان پر بجلی گری۔ دیدار کی طلب میں دونوں برابر تھے۔ ان کو قہر کی بجلی پڑی۔ ان کا ظلم صرف طلب دیدار تھا نہ کچھ اور۔

جواب

موسیٰ علیه السّلام را نائرۂ اشتیاقِ دیدارِ کردگار در کانون سینۂ بی کینه چنان شعله می زد که گویی خود را در فردوسِ اعلٰی تصوّر می فرمود و در فردوس اعلٰی رؤیت از ممکنات است نه از متعذرات، به خلاف قوم او باوجود مادّۂ بشریت که رؤیت از ممتنعات است طلبیدند مأخوذ اخذ دبیل گردیدند مادامی که "الوجود بین العدمین عدم کالطُّهر المتخلل بین الدمین دم" را به صهبای "موتوا قبل ان تموتوا" مست لایعقل نکنند ازین خمخانه جامی ندهند. کلیم اللّٰه بود که سرفراز ایں دولتِ عظمٰی و نعمت کبریٰ شده بود. دیگر آن که ایمان قوم موسیٰؑ مشروط به شرط رؤیت بود حیث قالوا "لن نؤمن لک حتّی نری اللّٰه جهرة" [بقره / ۵۵] یعنی هرگز به تو ایمان نیاریم تا به چشمِ سر خدای را نبینم. لا جرم به صاعقۂ قهر گرفتار شدند. و نیز به خاطر ایں احقر می گذرد که رؤیت امتحانًا طلبیدند نه یقینًا، مأخوذ بلا شدند. واللّٰه اعلم بالصّواب.

ترجمہ: موسیٰ علیہ السّلام کے سینۂ بے کینہ کی بھٹی میں خدا تعالیٰ کے دیدار کا اشتیاق اس طرح شعلے مارتا تھا کہ گویا اپنے آپ کو وہ فردوس اعلیٰ میں تصوّر فرماتے تھے۔ اور جنّت میں دیدارِ الٰہی ممکنات سے ہے نہ مشکلات سے۔ بخلاف اس کے ان کی قوم نے باوجود مادۂ بشریت کے طلب کیا۔ جس میں دیدار ممتنعات سے ہے۔ اس لیے ناگوار پکڑ میں گرفتار ہوئے۔ جب تک (دو عدموں کے درمیان جو وجود ہے یہ بھی عدم ہے۔ جیسا کہ دو خونوں کے درمیان خلل والی عورت کا طُہر یہ بھی خون ہے) کو (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کے شراب سے مست و مدہوش نہ کریں۔ اس شراب خانہ سے پیالہ نہیں دیتے۔ یہ کلیم اللہ ہی تھے کہ اس

Marfat.com

بہت بڑی دولت ونعمت سے سرفراز ہو گئے۔ دوسرا یہ کہ قومِ موسیٰ کا ایمان لانا رؤیت کی شرط سے مشروط تھا۔ جیسا کہ انھوں نے کہا، ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک سر کی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں۔ تو ناچار قہر کی بجلی میں گرفتار ہو گئے۔ نیز میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ انھوں نے دیدار امتحاناً طلب کیا تھا، نہ یقیناً۔ اس لیے بلا میں پکڑے گئے۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

سوال

قولہ تعالیٰ: "ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین أنفسھم وأموالھم بأن لھم الجنّۃ" [توبہ / ۱۱۱] بہ درستی کہ حق تعالیٰ خرید کردہ است از مؤمناں نفس ہای ایشان و مال ہای ایشان بہ مقابلۂ آن کہ ایشان را بہشت باشد. مشتری خداست و بایع بندہ، پس بیع بہ موجب قدر مشتری باید و بہ اعتبار روح. نفس و مال اخس و ارذل است. روح کہ اعزّ و اشرف است ذکر بیع او چرا نرفت؟

ترجمہ: قولہ تعالیٰ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے نفس اور مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں۔ خریدنے والا خدا ہے اور بیچنے والا بندہ مومن۔ پس بیع خریدنے والے کی قدر کے مطابق ہوتی ہے اور بہ نسبت روح کے نفس اور مال خسیس اور بہت کمینے ہیں۔ روح جو کہ عزّت والی اور شرف والی ہے، اس کی بیع کا کیوں ذکر نہیں ہوا۔

جواب

مسئلہ مقرر است کہ بیع ماہی در دریا و طیر در ہوا جائز نیست. روح گاہی در قعر بحر وحدت غوطہ می خورد و گاہی در ہوای ہویت طیران می نماید، پس آنچہ محسوس بی تقید قید صید بَیعش روا نباشد پس غیر محسوس لا تقید را کی بیع راست آید؟

ترجمہ: یہ مسئلہ مقرر ہے کہ مچھلی جب تک دریا میں ہو اور پرندہ ہوا میں، تو اس کی بیع ناجائز ہے۔ روح کبھی تو وحدت کے دریا کی تہ میں غوطہ لگاتی ہے اور کبھی ہویت کی فضا میں پرواز کرتی ہے۔ پس جب کہ محسوس شکار بے قید کی بیع جائز نہیں ہوتی تو غیر محسوس بے قید کی بیع کب درست ہو سکتی ہے؟

سوال

حضرت بایزید بسطامی قدس اللّٰہ سرہ "قم باذنی" بہ موتیٰ فرمودندی زندہ گشتی و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السّلام "قم باذن اللّٰہ" فرمودی. تحت ایں چہ سرّ است؟

ترجمہ: حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ مُردوں سے فرماتے میرے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔ تو وہ زندہ ہو جاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام فرماتے، اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔ اس میں کیا راز ہے؟

Marfat.com

جواب

چون ارادت حضرت بایزید بسطامی محو ارادت حق بود هم اذن او اذن حق شد چنانچه به ایشان حکم شد "یا بایزید ما ترید؟" گفت: "ارید ان لا ارید." اگر منکری این معنی قبول نکند حدیث قدسی شاهد است: "لَوْ عرف الانسان قدره و منزلته لیقول فی کل یوم لمن الملک الیوم لا ملک الا لی." ایشان شناسای قدر خود بودند فائز این فوز گشتند.

ترجمہ: چونکہ حضرت بایزید بسطامی کی ارادت، ارادتِ حق میں محو تھی اس لیے ان کا اذن، حق کا اذن ہوا۔ چنانچہ ان کو حکم ہوا، اے بایزید! تو کیا چاہتا ہے؟ انھوں نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ میرا کچھ چاہنا نہ ہو۔ اگر کوئی منکر یہ مطلب قبول نہ کرے تو حدیث قدسی گواہ ہے۔ اگر انسان اپنی قدر و منزلت پہچان لے تو ہر روز کہا کرے، آج کس کا یہ ملک ہے۔ نہیں ہے مُلک مگر میرا۔ وہ اپنی قدر پہچاننے والے تھے، اس مراد پر پہنچ گئے۔

سوال

منصور حلاج "اناالحق" گفت و سلطان العارفین بایزید بسطامی "سبحانی ماأعظم شانی" و "لیس فی جبتی سوٰی اللّٰہ." هر دو کلمه از یک سطر اند و هر دو حرف از یک مسطر اند. منصور را بردار کردند و بایزید را به مراتب علیه و مناصب سمیه رسانیدند.

ترجمہ: منصور حلاج نے کہا، میں حق ہوں۔ اور عارفوں کے بادشاہ بایزید بسطامی نے کہا، میں پاک ذات ہوں، میری شان بہت بلند ہے اور میرے پیرہن میں سوائے اللہ کے کچھ نہیں۔ دونوں کلمے ایک طور سے اور دونوں حرف ایک مسطر سے ہیں۔ منصور کو سولی پر چڑھایا گیا اور بایزید کو بلند مرتبوں اور اونچے درجوں پر پہنچایا گیا۔

جواب

منصور گاه بیگاه می گفت و بایزید چون محوالمحو گشتی آن زمان دُررِ این معانی سُفتی که فناء الفنا عبارت از وست. چنانکه قاضی وقت این هنگامه ازین مقدمه برپا کرده گفت که یاشیخ! از تو کلمه ای صدوریابد که موجب شرع شریف واجب القتل باشید. در جواب فرمودند: هر گاه از ما این چنین کلمه ای به وقوع آید مرا گردن زنید. همچنین کردند و تیغ ها برتن مبارکِ شان زدند. هر که بردست مثال شمشیر زد دستِ او خود برید وهر که برپای شان زد پای خود بریده یافت، همچنین تا تمام اعضا.

Marfat.com

هر کـه بـاشیـر حق زنـد پنجه　　پـنـجـهٔ خـویـش را کـنـد رنجه

چـراغـی را کـه ایـزد فـروزد　　هر آن کس فُف زند ریشش بسوزد

جـواب ایـن مقدمهٔ بریدن اعضای خودها به خاطر این حقیر می گذرد و لیکن از طعن کج فهمان به تحریر نمی توانم آورد. موقوف کردم.

ترجمہ: منصور ہر وقت کہہ دیا کرتے تھے اور بایزید جب محو در محو ہوتے، جو فناء الفنا سے مراد ہے، اس وقت ان معنوں کے موتی پروتے۔ چنانچہ قاضیِ وقت نے اس مقدمہ سے ہنگامہ برپا کیا تھا اور کہا کہ اے شیخ! تم سے ایسا کلمہ صادر ہوتا ہے جس کے باعث تم از روے شریعت واجب القتل ہو جاتے ہو۔ انھوں نے جواب میں فرمایا کہ جب مجھ سے ایسا کلمہ وقوع میں آئے تو میری گردن مار دینا۔ چنانچہ اسی طرح کیا اور تلواریں ان کے جسم مبارک پر ماریں۔ جس نے اُن کے ہاتھ پر تلوار ماری اُس کا اپنا ہاتھ کٹ گیا۔ اور جس نے اُن کے پاؤں پر ماری، اُس نے اپنا پاؤں کٹا ہوا پایا۔ اسی طرح سب اعضا۔

(شعر): جو شخص خدا کے شیر سے لڑتا ہے وہ اپنے پنجہ کو صدمہ پہنچاتا ہے۔

(شعر): جس چراغ کو خدا تعالیٰ روشن کرتا ہے جو شخص اس کو پھونک مارتا ہے اُس کی اپنی ہی داڑھی جل جاتی ہے۔

اپنے اعضا کٹ جانے والے مسئلہ کا ایک جواب اس حقیر کے دل میں گذرتا ہے لیکن کج فہموں کے اعتراض کی وجہ سے تحریر میں نہیں لا سکا۔ اس لیے موقوف کر دیا ہے۔

سوال

حکمت در ذبح فرزند ابراهیم- علیه السّلام- را در خواب چه بود باآن که وی مرسل بود چرا به وحی امر نفرمود؟

ترجمہ: ابراہیم علیہ السّلام کو فرزند ذبح کرنے کا خواب میں اَمر کرنا کیا مطلب؟ حالانکہ وہ مرسل تھے، وحی سے کیوں نہ امر فرمایا؟

جواب

مر این را چهار جواب ست:

بعضی گویند که احوال پیغمبران مختلف بود. بعضی را وحی می آمد به مشافه و بعضی را پیغام می رسید در خواب. حق تعالیٰ خواست تاخلیلِ او را آخر از هر دو فضیلت مقرر کرد و بعضی از امور

Marfat.com

به وحی یا الهام بیان می فرمود مشافه و بعضی را به خواب به آن دلالت کرد چنان که حبیب را- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- گاهی به وحی مخصوص گردانیده و گاهی به خواب. چنانچه در حدیبیه فتح مکّه را به خواب به آنحضرت نموده بود. سال دیگر رؤیای وی نموده فرمود: لقد صدق اللّٰه رسوله الرؤیا بالحق [فتح / ۲۷].

و بعضی گویند قتل بی گناه نزد حق تعالٰی از کبیره گناه است. نخواست که آن را به وحی به خلیل خود القا فرماید. بلک به خواب به او دلالت کرد و بعد ازان به فدیه تدارک آن فرمود.

و بعضی دیگر گویند که تا رفعت شأن و عظمت برهان او نزدیک ملائکه متحقق گردد. چنان [که] در روایات آمده است که چون ابراهیم- علیه السّلام- کارد بر حلقوم فرزند دلبند نهاده بود، در های آسمان گشاده بودند و فرشتگان به نظاره ایستاده می گفتند که سزاوار است که حق تعالٰی این بنده را به خُلّت مخصوص گرداند که باوجود آن که به امری مأمور نشد و به وحیِ مشافه مخاطب نگشت به مجرّد خوابی که به اونمودند و به امر خفی به اوالقا فرمودند، فرزند عزیز خود را چنین قربان می کند. اگر امری ظاهری متوجه او کند تا چهاکند.

و امّا اهل اشارت گویند که این واقعه در خواب ازان نمودند که خواب ازوی نه پسندیده بودند چنانچه در **ریاض القدس** دیدم که چون ابراهیم علیه السّلام بافرزند واقعه بیان کرد، گفت: انی رأیت فی المنام. قال: یا ابت لم اشتغلت بالمنام حتی ابتلاک اللّٰه بهٰذه الواقعة. یعنی ای پدر چرا به خواب مشغول شدی تا گرفتار کرد ترا خدا تعالٰی باین واقعه. این سزای آن کس است که باوجود خُلّت شب را به خواب و غفلت بگذراند. در **زهرة الریاض** می گوید که آدم در بهشت در خواب شد، تاج از سرِوی بپرید، او را گفتند: الحضرة والنوم. یعنی در حضور محبوب خواب پسندیده و خوب نمی نماید. یوسف- علیه السّلام- در خواب شد، هشتاد سال او را از پدر مفارقت فرمودند [و گفتند:] العبادة والنوم. داؤد- علیه السّلام- در خواب شد. مراو را گفتند: یاداؤد الخلافة والنوم. حبیب- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- در خواب شد. گفتند: ای محمد المحبة والنوم، قم الیل الا قلیلًا. کذلک خلیل در خواب شد، گفتند: ای ابراهیم الخلّة والنوم. خلّت و خواب باهم جمع نشود، غرامت این، فرزند خود را قربان کن. ازینجاست که عارفان گفته اند که بوتهٔ ابتلای محبان حجرهٔ خواب است هر

Marfat.com

که قدم در این حجره نهد از کشیدن بار بلااش چاره نباشد.

بـراه عشـق سلامـت چگـونـه در گنجد

زهی محال که در عشق خواب و خور گنجد

ترجمہ: اس کے چار جواب ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ پیغمبروں کے احوال مختلف تھے۔ بعضوں کو بالمشافہ وحی آتی تھی اور بعضوں کو خواب میں پیغام ملتا تھا۔ حق تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے خلیل کو دونوں فضیلتیں ثابت کر دے۔ بعضے امور وحی یا الہام سے ان کو بالمشافہ بیان فرمائے اور بعضے امور پر خواب میں دلالت کی۔ جیسا کہ حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی وحی سے مخصوص کیا اور کبھی خواب سے۔ چنانچہ حدیبیہ میں فتح مکّہ خواب میں آنحضرت علیہ السّلام کو دکھایا گیا۔ دوسرے سال اس خواب کی تصدیق کر کے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی خواب کو سچا کر دکھایا۔

بعضے کہتے ہیں، بے گناہ کا قتل کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک گناہِ کبیرہ ہے۔ اس لیے اُس نے نہ چاہا کہ اپنے خلیل کو وحی سے یہ حکم القا کرے، بلکہ خواب میں ان کو دلالت کی۔ اس کے بعد فدیہ سے اس کا تدارک فرمایا۔

بعضے دوسرے کہتے ہیں، تا کہ اُن کے شان کی بلندی اور برہان کی بڑائی فرشتوں کے نزدیک ثابت ہو جائے۔ جب کہ روایتوں میں آیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے فرزند دلبند کے گلے پر چھری رکھ دی تھی، آسمان کے دروازے کھل گئے اور فرشتے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ کہنے لگے کہ مناسب ہے کہ حق تعالیٰ اس بندے کو خُلّت (دوستی) سے مخصوص کر دے۔ باوجودے کہ امر ظاہر سے مامور نہیں ہوا اور رو برو وحی سے مخاطب نہیں ہوا، محض خواب سے جو اس کو دکھائی گئی اور پوشیدہ امر سے جو اس کو القا کیا گیا اپنے پیارے بیٹے کو اِس طرح قربان کر رہا ہے۔ اگر امر ظاہری اس کو کرے تو وہ کیا کچھ کر دے۔

اہل اشارت کہتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب میں اس لیے دکھایا گیا کہ اُن کا سونا ناپسند کیا۔ چنانچہ ریاض القدس میں مَیں نے دیکھا ہے کہ جب ابرہیم علیہ السّلام نے اپنے فرزند سے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا، (میں نے خواب میں دیکھا) تو بیٹے نے کہا، اے ابا جان! آپ کیوں نیند میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ [خواب] میں گرفتار کیا۔ یہ اس شخص کی سزا ہے جو خُلّت (دوستی) کے باوجود رات کو سونے اور غفلت میں گذار دے۔ زہرۃ الریاض میں ہے کہ آدمؑ بہشت میں سو گئے۔ ان کے سر پر سے تاج اُڑ گیا۔ ان کو کہا گیا، ''حضور اور نیند'' یعنی محبوب کے حضور میں سونا اچھا نہیں ہوتا۔ یوسف علیہ السّلام سو گئے، اسّی سال ان کو باپ سے جدا کر کے فرمایا گیا، ''عبادت اور نیند''۔ داؤد علیہ السّلام سو گئے، ان کو کہا گیا، ''اے داؤد! خلافت اور نیند''۔ حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم سو گئے، ان کو کہا گیا، ''اے محمد! محبت اور نیند'' رات کو جاگو، مگر تھوڑا۔ اسی طرح خلیل سو گئے، ان کو کہا، اے ابراہیم! ''خلّت اور نیند''۔ خلّت اور نیند جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس کے کفارہ میں اب اپنے بیٹے کو قربان کرو۔ اسی

Marfat.com

واسطے عارفوں نے کہا ہے، عاشقوں کے امتحان کی کٹھالی حجرۂ خواب ہے۔ جو شخص اس حجرہ میں قدم رکھے، اس کو مصائب کا بوجھ اٹھانے سے چارہ نہیں ہوتا۔

(شعر):

عشق کے راستے میں سلامتی کیسے سما سکتی ہے
عشق میں سونے اور کھانے کی سمائی بہت مشکل ہے

سوال

جهت قربانی گوسپند فرستاد و شتر و گاو نفرستاد. درین چه حکمت بود؟

ترجمہ: قربانی کے واسطے مینڈھا بھیجا، اونٹ اور گائے نہ بھیجی، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب

چون از هاجره آورد اسمٰعیل را- علیه السّلام- کارد ورسن همراه می آوردند. هاجره از آن پرسید. گفتند: از برای قربان گوسپند می بریم. از برای تصدیق قول ابراهیم- علیه السّلام- گوسپند تعیّن یافت.

جواب دیگر؛ باز گویم که قربان یک کس گوسپندی بسنده است چون اسمٰعیل- علیه السّلام- منفرد بود به گوسپند اکتفا افتاد. ویا گویم از برای پاس دل درویشان که برقربان کردن گوسپند قادر باشند و بر گاو و شتر دسترس ندارند زیرا که آن زیاده است.

ترجمہ: جب ابراہیم علیہ السّلام نے ہاجرہ سے اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیا، چھری اور رسّی بھی لے لی۔ ہاجرہ نے پوچھا تو کہا کہ مینڈھا کو قربانی کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں۔ ابراہیمؑ کے قول کی تصدیق کے واسطے مینڈھا مقرر ہوا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک شخص کی قربانی مینڈھا کافی ہوتا ہے۔ جب اسمٰعیل علیہ السّلام اکیلے تھے تو مینڈھا پر اِکتفا ہوا اور میں کہتا ہوں کہ درویشوں کے دل کی پاسداری کے لیے ایسا ہوا کہ وہ مینڈھا کے قربان کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور گائے و اونٹ پر دسترس نہیں رکھتے کیونکہ وہ زیادہ ہے۔

سوال

فدای ذبح عظیم به چه معنی فرمود؟

ترجمہ: فدیہ کو ذبح عظیم کس لیے فرمایا؟

Marfat.com

جواب

زیرا که جثهٔ او بزرگ بود. چنانکه گفته اند برابر فیلی بود که او تمام گوشت بی استخوان بود.

جواب دیگر آن که؛ در **روضة الاصفیا** نقل از **مناهج الطالبین** آورده است و از امام جعفر صادق- رضی اللّٰه عنه و عن آبائه الکرام- روایت کرده که؛ چون ابراهیم- علیه السّلام- از ذبح اسمٰعیل- علیه السّلام- ممنوع شد از حق تعالٰی سبب آن مسالت نمود. حق تعالٰی فرمود که ای ابراهیم! من اسمٰعیل را از کشتن ازآن صیانت نمودم که حامل نور خاتم الانبیا ست- صلّی اللّٰه علیه وسلّم-. ابراهیم- علیه السّلام- مرتبه را خواست تا شمّه ای ازان در یابد. حجاب از پیش دیدهٔ آنحضرت برداشت و مراتب و درجات و منازل محمد- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- و آل و اصحاب او بر ابراهیم- علیه السّلام- عرض کرد و گفت: اینها همه فرزندان اسمٰعیل اند- علیه السّلام-. درمیانِ آل و اولاد آنحضرت حسین بن علی- رضی اللّٰه عنهما- درجات او مشاهده کرد و گفت: بار خدایا درمیان آل محمد این درجه که راست؟ خطاب آمد که فرزندِ اسمٰعیل است حسین که دخترزادهٔ رسول آخرالزمان است- صلّی اللّٰه علیه وسلّم-. ابراهیم گفتْ: یارب من حسین را دوستتردارم از اسمٰعیل. حق تعالٰی فرمود که من او را به فدیهٔ اسمٰعیل قبول کردم. پس به قول صادق- رضی اللّٰه عنه- مراد ذبح عظیم حسین بن علی است. و فدیهٔ اسمٰعیل اوست نه آن کَبْش. چه آن خود سنّتی است که اساس نهاده اند و گوسپندی چه محل دارد که حق تعالٰی آن را در قرآن مجید، عظیم خواند. واللّٰه اعلم.

ترجمہ: اس لیے کہ اس کا جسم بہت بڑا تھا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ہاتھی کے برابر تھا۔ اور وہ تمام بغیر ہڈیوں کے گوشت تھا۔

جواب دوسرا یہ ہے کہ روضۃ الاصفیا میں مناہج الطالبین سے نقل لائے ہیں۔ امام جعفر صادق (اللہ تعالیٰ ان سے اور اُن کے آبائے کرام سے راضی ہو) نے روایت کی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السّلام ذبح اسمٰعیل علیہ السّلام سے منع کیے گئے تو انھوں نے حق تعالیٰ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے ابراہیم! میں نے اسمٰعیل کو اس لیے ذبح سے بچایا ہے کہ خاتم الانبیا صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نور کا حامل ہے۔ ابراہیم علیہ السّلام نے چاہا کہ آنحضرتؐ کے مرتبہ کا کچھ شمہ معلوم کریں۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھا دیے۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مراتب اور اُن کی اولاد کے درجات اور اُن

Marfat.com

اصحاب کے منازل ان کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ سب اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی اولاد میں سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے درجات کا مشاہدہ کیا اور پوچھا، اے بارخدایا! آل محمد کے درمیان یہ درجہ کس کا ہے؟ خطاب ہوا کہ یہ اسمٰعیل کا فرزند حسین ہے کہ رسول آخرالزمان صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نواسہ ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا، اے پروردگار! میں حسین کو اسمٰعیل سے بھی زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اسمٰعیل کے فدیہ میں قبول کرلیا۔ پس امام صادقؑ کے قول کے مطابق ذبح عظیم سے مراد حسین بن علی ہے۔ اور اسمٰعیل کا فدیہ وہ ہیں نہ مینڈھا، کیونکہ وہ خود سنّت ہے جس کی بنیاد رکھی ہے اور مینڈھا کہ کیا قدر ہے کہ حق تعالیٰ اس کو قرآن مجید میں عظیم فرمائے۔ واللہ اعلم۔

سوال

کعبہ را چون با حق جناب قدس خداوندی اختصاصی بود حکمت چه بود که آں را چون سائر بیوت از سنگ و گل کردند و ساختند از زر و سیم و جواهر قیمتی نپرداختند؟

ترجمہ: کعبہ شریف کو جب کہ جناب پاک خداوند تعالیٰ سے خصوصیت تھی، اس میں کیا حکمت تھی کہ سارے مکانوں کی طرح اس کو بھی پتھر اور مٹی سے بنایا، سونے چاندی اور قیمتی جواہرات سے نہ بنایا؟

جواب

آن که تا بدانی آن را که خدا تعالیٰ عزیز گرداند عزیز است نه آن که درمیان مردم او را عزیز خوانند. نه بینی که آدمؑ خلیفهٔ حضرت او بود، او را از خاک آفرید. لقد خلقنا الانسان من سلالةٍ من طین. [مؤمنون / ۱۲] و برتخت کرامتِ "و لقد کرمنا بنی آدم" [اسراء / ۷۰] نشاند تا آں خاک وجودش از نور پاک درگذشت و ملائک نورانی جبلت را به سجدهٔ این خاک ظلمانی نهاده دلالت فرمود تا همه دانند که اعتبار نه صورت راست بلکه سیرت و حقیقت راست.

حاجیان را کی بود برگرد سنگ و گِل طواف
بلکه می جویند دیدار از در و دیوار دوست

ترجمہ: تاکہ تم جان لو کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ عزّت دے وہ عزیز ہے۔ نہ وہ چیز جس کو لوگوں میں عزیز سمجھیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آدم علیہ السّلام خدا کا خلیفہ تھا۔ اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ اور (بیشک اولادِ آدم کو ہم نے بزرگی دی) کے تختِ کرامت پر بٹھایا۔ حتیٰ کہ اُن کے جسم کی خاک نورِ پاک سے گذر گئی اور نورانی سرشت فرشتوں کو اس ظلمانی مٹی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تاکہ سب لوگ جان لیں کہ صورت کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ سیرت وحقیقت

Marfat.com

کا اعتبار ہے۔

(شعر):

حاجیوں کا طواف پتھر اور مٹی کے گرد نہیں
بلکہ دوست کے در و دیوار سے اُس کا دیدار ڈھونڈتے ہیں

سوال

حکمت چه بود که بنای کعبهٔ محترمه در جبال بادیهٔ سنگلاخ بی درخت و شاخ، پرتو وتاب مقرر گشت و در چندین مواضع که به آب و هوا و ریاض و حیاض و سبزه و گل ریحان و سنبل آراسته بود تعین نشد؟

ترجمہ: اس میں کیا حکمت تھی کہ کعبہ مکرّمہ کی بنیاد پہاڑوں، جنگلوں اور پتھریلی زمین میں رکھی، جہاں کوئی درخت وسبزہ نہ تھا اور سخت گرمی تھی۔ اور جن مقامات میں اچھی آب وہوا اور باغ وحوض وسبزیاں اور پھول وریحان وسنبل وغیرہ آراستہ تھے، وہاں مقرر نہ ہوئی۔

جواب

تاخلوص با اخلاص زُوّارِ بیت متحقق گردد که همگی همّت و جملگی نهمت محض رضای حقّ ست نه هوای نفس.

بیاوبنگر گرچشم خورده بین داری — که سنگریزهٔ بطحا عقیق مرجان است
ز بوستان حرم کسی گل تواند چید — که خار بادیه اش در نظر چو حیوان است

تا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے والوں کا اخلاص وخلوص متحقق ہو جائے کہ ساری ہمت اور تمام کوشش محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے نہ کہ ہوائے نفس کے لیے۔

(شعر):

آ اور دیکھ اگر تو نظر باریک بین رکھتا ہے
کہ بطحا کے کنکر عقیق و مرجان ہیں
حرم کے باغ سے وہ شخص پھول چُن سکتا ہے
جس کی نظر میں اس جنگل کے کانٹے زندوں کی طرح ہوں

Marfat.com

سوال

حکمت چه بود که موسیٰ- علیه السّلام- به میقات روز بروند و حبیب- صلّی الله علیه وسلّم- را به معراج شب؟

ترجمہ: اس میں کیا حکمت تھی کہ موسیٰ علیہ السّلام کو دن میں میقات کو لے گئے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو رات میں معراج لے گئے؟

جواب

آن است که موسیٰ- علیه السّلام- کلیم بود و خواجهٔ ما، حبیب. پادشاهان با رعایا به روز سخن گویند و باحبیب راز به شب درمیان آرند.

ترجمہ: یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام، کلیم تھے اور ہمارے آقا، حبیب۔ بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ رعایا کے ساتھ دن کو کلام کرتے ہیں اور اپنے حبیب کے ساتھ رات کو راز درمیان لاتے ہیں۔

سوال

حکمت بردن بر آسمان خواجه- علیه السّلام- را چه بود؟

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمان پر لے جانے میں کیا حکمت تھی؟

جواب

حضرت- علیه السّلام- را گاه گاهی خلوتی بود که از آن تعبیر باین می فرمودند که "لی مع اللّٰه وقت لایسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل." همواره طالب آن بودند که مرا به جایی رسانند که آنچه حاصل و مقصود آن وقت است نقدِ وقت گردد چنانکه مَلکِ مقرّب- که عبارت از جبرئیل و نبی مرسل اشارت از خلیل است- علیهما السّلام-، نی نی، نبی مرسل که عبارت از قالب اوست و مَلک مقرّب که آیت از روح اوست- درمیان نگنجد و نقودِ وجود کونین در میزان آن هیچ نسنجد. لا جرم ازیں منزل بی ثبات و ازین مجلس چهار حد شش جهات بیرون بردند و آنچه مقصود بالذات بود، به وی نمودند.

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی کبھی ایسی خلوت حاصل ہوتی تھی جس کی تعبیر ان لفظوں میں فرماتے تھے، "اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک خاص وقت ہوتا ہے، جس میں کسی مقرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کی بھی سمائی نہیں ہوسکتی۔" ہمیشہ اس بات کو

Marfat.com

چاہتے تھے کہ مجھ کو ایسی جگہ پر لے جائیں کہ جو کچھ اُس خاص وقت کا حاصل و مقصود ہے، وہ نقدِ وقت ہو جائے۔ چنانچہ مَلک مقرب جبرئیلؑ سے عبارت ہے اور نبی مرسل خلیلؑ سے اشارت ہے۔ نہیں بلکہ نبی مرسل حضور کے جسم سے مراد ہے اور مَلک مقرب آپ کے روح سے یعنی یہ بھی درمیان گنجائش نہیں رکھتے اور دونوں جہان کے وجود کی نقدی اس میزان میں کچھ بھی نہیں سما سکتی۔ ناچار اس بے ثبات منزل اور اس چار حدوں والی اور چھ طرفوں والی دنیا سے آپ کو باہر لے گئے اور جو کچھ مقصود بالذات تھا، وہ آپ کو دکھایا۔

سوال

در روز حشر همه پیغمبران "نفسی نفسی" گویند. و آنحضرت صلّی اللّٰه علیه وسلّم "اُمتی اُمتی" فرمایند؛ چه سرّ است؟

قیامت کے روز سب پیغمبر "نفسی نفسی" بولیں گے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم "اُمتی اُمتی" فرمائیں گے۔ اس میں کیا راز ہے؟

جواب

در لیلة المعراج ایشان را ثواب بهشت و عذاب دوزخ تمام بنمودند. دیگر پیغمبران نادیده بینند از هیبت "نفسی نفسی" گویند. و ایشان دیده بینند بی هیبت "اُمتی اُمتی" گویند. چنانچه ثعبانیت عصا به موسیٰ- علیه السّلام- به خلوت نمودند تا از دهشت ثعبان نزد فرعون وحشت نگیرد.

معراج کی رات میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کے عذاب سب کچھ دکھا دیے۔ دوسرے پیغمبروں نے نہیں دیکھے۔ اس لیے اُس روز دیکھ کر ہیبت کے مارے "نفسی نفسی" بولیں گے۔ اور حضور علیہ السّلام نے وہ دیکھا ہوا ہے اس دن بغیر ہیبت کے دیکھ کر "امتی امتی" فرمائیں گے۔ جب کہ موسیٰ علیہ السّلام کو خلوت میں عصا کا اژدہا بننا دکھا دیا تا کہ فرعون کے سامنے اس اژدہا کی دہشت سے خوف نہ کریں۔

۳۔ رسالۂ سماع

اس میں سماع صوفیہ کو شرعی دلائل سے جائز و مباح ثابت کیا ہے۔ اس کی بعض عبارت یہاں تبرکاً درج کی جاتی ہے۔

و فی العوارف (۵) : فالسماع یستجلب الرحمة من اللّٰه الکریم. روی زید بن أسلم قال قرأ أبيّ بن کعب فرقّوا، فقال رسول اللّٰه- صلّی اللّٰه علیه وسلّم-: "اُغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ عِنْدَالرِّقَّةِ فَاِنَّها رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰه."

Marfat.com

انتهٰی مافیه.

و بـه روایـت انـس- رضـی اللّٰه عنه- نقل می کنند که نزد حضرت رسول- علیه السّلام- مهتر جبرئیـل رسیـد و گـفـت یـا رسـول اللّٰه درویشانِ امتِ توبه پانصد سال پیش از اغنیا در بهشت روند حضرت رسالت پناه خوش گشت و فرمود کسی چیزی بخواند. بدوی حاضر بود، این شعر خواند.

لـقـد لسعـت حیة الهـویٰ کبـدي فـــلا طبیـــبٌ لهـــا و لا راقـــي
إلا الـحبیـب الـذي شـغفت بهٖ قلبي فـــعـــنـــده رقیتـــي و تـــریـــاقـــي

مـی گـویـنـد کـه رسـول عـلیه السّلام رقص کردند و در اصحاب تواجد شد و ردای مبارک از دوش افتاد.(۶)

دریـن نـقـل اگـرچـه بعضی محدثون طعن بسیار کرده اند و موضوع گفته اند و منع بلیغ ساخته انـد، لیکن بسیاری از علمای متبحرین که متفقه اند، در کتب خویش آورده اند و ترغیب فرموده اند و ناقلان آن نیز جماعتی عظیم اند و از جماعت اهلِ یقین اند که اعتماد بر نقل ایشان می توان کرد. پس لایـق مـنع نبود و ایشان را متّهم نتوان ساخت. "ظنوا المؤمنین خیرًا" را یاد آرو هیچ مگوو درعمل آر. کـمـا قـال- عـلیـه السّـلام- بـه روایـت صحیحه: ما جاء کم عنی من خیر قلته اولم اقله فانا اقوله و فی حـدیـث اخـر فما سمعتم الحدیث عنی من خیر تعرفه قلوبکم و قلبی لا اشعارکم و ابشارکم و ترون انه منکم قریب فانا اولا کم بهٖ تامل ولاتنازع.

و نیـز مـنقول است که روزی حضرت- صلّی اللّٰه علیه وسلّم- علی را فرمودند: "انت منی و انا مـنک." حـضـرت عـلـی در حـرکـت آمد. هم چنیں زید را فرمودند: "انت اخونا و مولانا." اوهم در حرکت آمد.

و نیز در مشکوٰة مـی آرد کـه جـاء ت امرأة الی النبی- علیه السّلام- فقالت: یارسول اللّٰه انی نذرت ان اضرب الدفوف فوق رأسک. فقال: اوفی نذرک.

و قال فی الوسیط: سماع الغناء حلال و کذا الرقص الا ان یکون معتاد.

او قال فی التاتارخانیة من العتابیة سئل ابویوسف رحمه اللّٰه عن الدف فی غیر العرس ایکره، قال: لا مالم یجی منه اللعب الفاحشة.

Marfat.com

و فی فتاوی ابواللیث ان ضرب الدف فی غیرالعرس مختلف فیه. قال بعضهم یکره وقال بعضهم لا یکره و ذهب طائفة الٰی اباحتهٖ فی العرس و قدوم الغائب و لکل سرور حادث. انتهٰی.

ترجمہ: کتاب عوارف المعارف میں ہے کہ سماع اللہ کریم کی رحمت کو کشش کرتا ہے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابی بن کعب نے قرائت کیا تو لوگ رو پڑے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو، پس وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ انتہیٰ۔

اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرائیل آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہا، یارسول اللہ! تیری امت کے درویش (مسکین لوگ) غنیوں سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم خوش ہوئے اور فرمایا، کوئی شخص کچھ پڑھ کر سنائے۔ ایک بدو حاضر تھا، اس نے یہ اشعار پڑھے:

محبت کے سانپ نے میرا جگر ڈس لیا۔ پس اس کا کوئی طبیب اور دَم کرنے والا نہیں۔ مگر وہی محبوب جس کے ساتھ میرا دل فریفتہ ہو چکا ہے، اُسی کے پاس میرا منتر اور تریاق ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رقص کیا اور صحابہ کو بھی وَجد ہوا اور حضور کی چادر مبارک مونڈھوں سے گر پڑی۔

اس روایت میں اگرچہ بعض محدثوں نے بہت طعن کیا ہے اور اس کو موضوع کہا ہے اور اس سے بہت منع کیا ہے، لیکن بہت سارے علمائے متبحرین، جو فقیہ ہیں، اس کو اپنی کتابوں میں لائے ہیں اور اس کی رغبت دلائی ہے۔ اور اس کے نقل کرنے والے بھی بہت بڑی جماعت ہیں جو اہلِ یقین سے ہیں اور ان کی نقل پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ منع کرنے کے لائق نہیں اور نہ ان کو متّہم کیا جا سکتا ہے۔ ''مومنوں پر نیک گمان رکھو'' کو یاد رکھو اور کچھ نہ کہو اور اس پر عمل کرو۔ جیسا کہ فرمایا حضور علیہ السّلام نے روایت صحیحہ میں، میری جانب سے کوئی نیک کلام تمہارے پاس آئے خواہ میں نے وہ نہ کہا ہو، پس میں وہ کہتا ہوں۔ اور دوسری حدیث میں ہے، اگر کوئی اچھا کلام (حدیث) میری طرف سے سنو جس کو تمہارے دل پہچان جائیں اور تمہارے طریقہ اور بشارتوں کے مطابق ہو، اور تم جان لو کہ وہ تم سے قریب ہے، پس میں اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ غور کرو اور جھگڑا نہ کرو۔

نیز منقول ہے کہ ایک دن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے علی کو فرمایا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ حضرت علی نے جنبش کیا۔ اسی طرح زید کو فرمایا، تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔ وہ بھی اُچھلے۔

اور مشکوٰۃ میں آیا ہے کہ ایک عورت پیغمبر علیہ السّلام کے پاس آئی اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں نے منّت مانی ہے کہ میں آپ کے سر پر دَف بجاؤں گی۔ پس فرمایا حضور نے، اپنی نذر پوری کرلو۔

Marfat.com

اور وسیط میں کہا ہے کہ راگ کا سننا حلال ہے اور رقص بھی ایسا ہے مگر عادت نہ بنا لے۔

اور تاتارخانیہ میں عتابیہ سے کہا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ سوائے شادی کے دَف بجانا کیا مکروہ ہے؟ فرمایا نہیں، جب تک اس سے کوئی بُرا کھیل نہ ظاہر ہو۔

اور فتاویٰ ابواللیث میں ہے، بیشک سوائے شادی کے دَف بجانے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے مکروہ کہا ہے، بعضوں نے کہا ہے کہ مکروہ نہیں۔ اور ایک گروہ اس کی اباحت کی طرف گیا ہے۔ شادی کی تقریب اور غائب کے آنے کے وقت اور سب خوشیوں کے مواقع پر۔

ترویح القلوب (فارسی)

یہ کتاب آپ کی مختلف تحریروں کو جمع کر کے میں نے سترہویں ربیع الثانی ۱۳۶۰ ایک ہزار تین سو ساٹھ ہجری کو مرتب کی ہے۔ اس کے دو سو صفحات ہیں۔ سطور فی صفحہ تیرہ ہیں۔ اس کو سولہ ابواب میں منقسم کیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ تحمید اور مناجاتوں میں،

۲۔ سلسلۂ شریف خاندان نوشاہی،

۳۔ علم قرآن،

۴۔ علم حدیث،

۵۔ علم فقہ،

۶۔ علم تصوّف،

۷۔ علم تعبیر خواب،

۸۔ علم تاریخ،

۹۔ خواص سورت ہائے قرآن و وظائف،

۱۰۔ بیانِ عملیات،

۱۱۔ طریقہ فال گرفتن،

۱۲۔ علم لغت،

۱۳۔ علم طب،

Marfat.com

۱۴۔ اقتباسات از کتبِ حضرت حافظ ربانی،

۱۵۔ بیانِ بعض تحریراتِ ضروری،

۱۶۔ در اشعارِ عربی، فارسی و اُردو، و خاتمہ۔ (۷)

شاعری

یہاں دو مناجاتیں بھی درج کی جاتی ہیں۔

مناجات بحضرت رب العالمین (۸)

حمدت بگویم هر زمان یاربّ الٰه العالمین
ایّاک نعبد هر زمان یاربّ الٰه العالمین

فی کل امر نستعین. ای مالکِ آن یوم دین
اهد الصراطِ الذین یاربّ الٰه العالمین

کانعمت هر ذی جاه را، نی راه هر گمراه را
کن دفع هر بدخواه را یاربّ الٰه العالمین

هر لحظه اللّٰه الصمد گویم هواللّٰه الاحد
در جمّله کارم المدد یاربّ الٰه العالمین

از یاعبادی اسرفوا، من رحمتی لاتقنطوا
شد شاد خاطر موبمو یاربّ الٰه العالمین

کن فضل ای رب الفلق از شرّ جمله ما خلق
کن دفع از ما هر قلق یاربّ الٰه العالمین

ارسلت رسلاً بالهدیٰ قد فاز من هواقتدیٰ
قد ضل من هویٰ ارتدیٰ یاربّ الٰه العالمین

ارسلت للموسیٰ عصا فرعونیان راشد بلاً
بامومنان شد اعتلا یاربّ الٰه العالمین

گرشمس باشد، گر ضحیٰ، گر قمر باشد اذا تلیٰ
کردم به نفسِ خود جفا یاربّ الٰه العالمین

هر شی مسبّح نام تو، با قوتِ الهام تو
روزی خورد ز انعام تو یاربّ الٰه العالمین

یا ربنا ربّیتنی من صغرنا شبّیتنی
من جهلنا علمتنی یاربّ الٰه العالمین

ای عالمِ هر غیب را، ای ساترِ هر عیب را
کن رحم حالِ شیب را یاربّ الٰه العالمین

ای خالقِ فلکِ فلک، ای مالکِ ملکِ ملک
ای رازقِ مور و سمک یاربّ الٰه العالمین

Marfat.com

در بحرِ عصیانم غرق، از انفعالم پُرعرق
آهم گذشت از نه طبق یاربّ الٰه العالمین

انت العلیم بحالنا انت السمیع لقالنا
انظر بفضلک بالنا یاربّ الٰه العالمین

ای خالقِ ارض و سما، ای فالقِ صبح و مسا
کُن دفع از ما هر بلا یاربّ الٰه العالمین

هر کو به عشقت مست شد از هستیِ خود پست شد
از هستیِ تو هست شد یاربّ الٰه العالمین

هر عقلِ عاقل کاملی از کنهِ ذاتت جاهلی
وی شوقِ تو در هر ولی یاربّ الٰه العالمین

دردهِ حیاتِ سرمدی کن بخش راهِ احمدی
ما کان غیرک فی یدی یاربّ الٰه العالمین

مناجات حضرت رسالت پناہی صلّی اللہ علیہ وسلّم (۹)

ای روی تو شمس الضحیٰ ای رحمة للعالمین
ای موی تو لیلِ سجیٰ، ای رحمة للعالمین

بودی نبی المرسلین، بود آدم اندر ماء و طین
ای سرورِ دنیا و دین، ای رحمة للعالمین

بی میم احمد نامِ تو، شد عرشِ اعظم بامِ تو
جبریل از خدّامِ تو، ای رحمة للعالمین

اوحیٰ و اسریٰ شاهدت طٰهٰ، یٰسٓ مَحمدِت
خود خود خدا شد حامدت، ای رحمة للعالمین

فریادنامہ (۱۰)

درجناب قطب الاقطاب حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

ای شاهِ ملکِ معرفت، فریاد رس فریاد رس
ای ماهِ فلکِ منقبت، فریاد رس فریاد رس

ای غنچه باغِ احمدی، ای سروِ بُستان سرمدی
در مُلکِ عرفان سیّدی، فریاد رس فریاد رس

ای طبلِ تو در نُه طبق غرّان شده از فضلِ حق
دِه روزیم غیر از قلق، فریاد رس فریاد رس

ای پات بر گردن ولی، کن مشکلاتم منجلی
بخش از کرمها خوشدلی، فریاد رس فریاد رس

ای با خلیلی توکبش ای گشت یعقوب از تو خوش
ای کرم از ایوب کش، فریاد رس فریاد رس

ای مونسِ ذی النون را کو گریه کردی خون را
فی الظلمت آن مرهون را، فریاد رس فریاد رس

ای عیسیٰ قربانِ تو، ای خضر در فرمانِ تو
وَه وَه زهی ایقانِ تو، فریاد رس فریاد رس

موسیٰ که برسر کوه شد از بهرِ قبس اندوه شد
قد خرصعق انبوه شد، فریاد رس فریاد رس

Marfat.com

هم تو بُدی آن جای گه ای وادی اقدس پای گه
ای عیسیٰ را بر سما، ادریس را اندر عُلا
ای خادمانت قطبها، ای درس جو آن کتب ها
ای کعبه را بر روی تو دلداده با گیسوی تو
ای اصفیا را سروری، ای اتقیا را مهتری
ای در زمین و آسمان حکمِ تو نافذ هر زمان
ای هادیِ گم گشتگان، ای مرهمِ دلخستگان
ای سیّدِ والا گهر، بر حالِ عاجز یک نظر
ای میرِ ما، ای پیرِ ما، ای شاهِ عالمگیرِ ما
ای بیتِ تو بیت الله است، ای امرِ تو امرالله است
ای معطی هر سائلی، ای مغنی هر عائلی
خوش دُرّ معنی سفته ای، اللّٰه ربّی گفته ای
مسکین، غریبم، هیچ کس، وِرد ست نامت هر نفس
یاغوثِ اعظم خوش لقب، دارم لقای تو طلب
یا شیخ محیّ الدین تویی، باجاه و باتمکین تویی
یاغوث اسدالاحمری، یاشیخ عبدالقادری
دل من ز تنگی تنگ شد، این عقل و فکرم لنگ شد
دِه خوشدلی بامن زغم، بگشای در ها از نعم
کن دفع از من قرض را، بشنو بلطف این عرض را
ایں خاطرم پُرنور کن، دل در غمت مسرور کن
بر ما و براولادِ مان شو با مدد در هر زمان
کمتر غلامانِ توام، چنگل به دامانِ توام
گر شهر باشد، گر دهر، پُرسد ز تو هر خیر و شر

ای لامکانت آرام گه، فریاد رس فریاد رس
از تُست جا، از تُست جا، فریاد رس فریاد رس
لایابس لارطبها، فریاد رس فریاد رس
هر دم شتابان سوی تو، فریاد رس فریاد رس
ای مرغِ دل را پروری، فریاد رس فریاد رس
کن از لقایت شادمان، فریاد رس فریاد رس
ای چاره گر بی چارگان، فریاد رس فریاد رس
ای گمرهان را راهبر، فریاد رس فریاد رس
ای ماهِ پُر تنویرِ ما، فریاد رس فریاد رس
ای سرّ تو سرّ الله است، فریاد رس فریاد رس
ای مومنِ هر سائلی، فریاد رس فریاد رس
گرد مریدان رُفته ای، فریاد رس فریاد رس
دارم صدا همچون جرس، فریاد رس فریاد رس
رویم بسویت روز و شب، فریاد رس فریاد رس
در درجهٔ علیین تویی، فریاد رس فریاد رس
تو شاه مسکیں پروری، فریاد رس فریاد رس
این مقول من گنگ شد، فریاد رس فریاد رس
کن در دو عالم بی الم، فریاد رس فریاد رس
آور تو جمله غرض را، فریاد رس فریاد رس
در هر سخن منصور کن، فریاد رس فریاد رس
محفوظ داری در امان، فریاد رس فریاد رس
از جان قربانِ توام، فریاد رس فریاد رس
بندد بخدمت تو کمر، فریاد رس فریاد رس

Marfat.com

هر دردِ ما را کن دوا، هر رنجِ ما را دِه شفا
محفوظ دار از هر بلا، فریاد رس فریاد رس

علمم بده ولی باعمل، روزی رسان ولی بی خلل
دار از مریدان لم یزل، فریاد رس فریاد رس

ایں نفس و شیطان دشمنم، صدنیش آرد برتنم
از فیضِ خود ده مرهمم، فریاد رس فریاد رس

ایں سینه ام بریان شده، ایں چشمِ من گریان شده
صد جوی خون جریان شده، فریاد رس فریاد رس

آمد حیاتِ پُر گنه با نامه ای کرده سِیه
چه غمش اگر هستی توشه، فریاد رس فریاد رس

بعد اختتام ایں فریاد نامه به آن شاه عالی مقام اکثر مقاصد و مرامِ این مصنف مستهام به حصول سرانجام یافت. امید است که خواص و عوام ازین سدۂ سدره انام به خواندن این مناجات فائض للطائب والمهام باشند. بحرمته و عظمته.

وفات نامہ سرورِ کائنات

یکی روز آن شاه بنشسته بود
ز نورش جهان هم چو مه گشته بود

بیاید برو جبرئیل امین
ز عرش معلّی به فرش زمین

سلام خداوند به او رساند
ز فرقان برو آیتی چند خواند

بگفتا که ای سرور پاکدین
بگشته کنون روز وصلت قرین

(یہاں سے چند شعر متروک ہیں جو نہیں مل سکے)

خبرده چه خواهد شد اندر پیَم
چگون کار دنیا شود در پیَم

بگفتا که ده بار خواهم رسید
کس آواز ما را نخواهد شنید

به دنیا بیایم اگر اوّلا
ز عالم برم صبر ای مرسلا

چو بار دوم رُو به دنیا نهم
حیا و شرم از جهان دربرم

نه مادر حیایی ز دختر کند
نه دختر نقابی ز مادر کند

اگر بار ثالث به دنیا رسم
درختِ محبت ز بُن در کَنم

نه شفقت کند مادری با پسر
نه ولدی کند ادب گه از پدر

نزولم چو باری چهارم شود
ز گیتی همه برکتی در رود

Marfat.com

بـــه پـــنـجـم رُبـــایـم ز شـــاهـــان عـــدل　　بـــه دنیـــا شـود روز و شـــب بـــس خلل

... شـــســـم از زمیـــن و زمـــــان　　... مهـــــــان و کهـــــــان

(یہ وفات نامہ بوجہ نہ ملنے کے نامکمل رہا ہے)

دیگر ابیات وفات نامہ

ز جبـریـل پـرسیـد حضـرت سخن　　چـــه خـواهـد فـردد آمـد از بـعـد مـن

بـگـفتـا کـــه ای ختـم پیغـمبـران　　بـــه ده بـــار آیـم فـرود آسـمـــان

نـخسـت از زمیـن بـرکتـش را برم　　دوم بـــار صبـــر و عبـــادت بـــرم

ســوم روشـــنـــایـــی ز خـلـقِ خـدا　　چهـــارم حیـــا را زمَـــرد و نســـا

بـــه پـــنـجـم بـرم عـدل را از شهـان　　شـســم بـــار صبـــر از دل مـومنـــان

بـــه هـــفتـم بـرم هـمـتِ اغـنیـا　　بـــه هشتـم ز خـوانـنـدگـان علـم ها

نهـــم بـــار قـــرآن از قـــاریـــان　　دهـــم بـــار ایـمـــان از مـومنـــان

اشعار نعتیہ

مـحـمـد ز سـر تـا قـدم پـاک بـود　　نبـــی بـود و آدم دران خـــاک بـود

چـو تـاجـش ز لولاک آمد بـه سـر　　زمـن زار کـــی وصـفـش آید بسـر

چـو وصّـاف او خـود خـداونـد شـد　　زبـــانـم ز تـعـریف او بـنـد شـد

چـــه یـــارای ایـــن ذره بـــا آفتـــابْ　　بـه قـلـزم چـه قـدر اسـت بهـر حباب

تاریخ نویسی

آپ مادّہ تاریخ بھی نکالتے اور اشعار بھی بناتے۔ چنانچہ:

۱۔ اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد حافظ جمال اللہ فقیہ اعظمؒ کی تاریخ وفات بنائی:

Marfat.com

از وفـاتـش بـی سـرو بـی پـا شـدنـد
عـلم و کرم و فیض و فضل و فقر و صبر
(ل. ر. ی. ض. ق. ب) (۱۱)

۱۱۴۲

۲۔ اپنے ہم جدّی چچا حضرت سیّد محمد سعید دولاؒ کی تاریخ وفات بنائی:

بـه یـادِ خـدا بـود در ظـلّ بـات — دعـایـش مُـحِـلّ از پَـی مشکلات
ز جـود و کـرم چشـمـهٔ فیض بود — بـه کون و مکان برسرِ شش جهات
مـدقّـق، مـحـقّـق، مـعـرّف، متیـن — مـعـظّـم، مـکـرّم، مـزیـدالصفـات
مـؤیّـد، مـوحّـد، مـحـمـد سـعیـد — مـروّج، مـروّت بـه دارالـنجـات
بـه دل گفتم از سالِ وصلش بگفت — ز حـاتـم سـخـی بـود در مـمکنات

۱۱۳۸

حیـات ایـن سـخن گفت و دُرّ ها بُسفت
ز امـداد هـادی خـود اسـت این نکـات (۱۲)

تحریر کتب

آپ کے ہاتھ مبارک کی لکھی ہوئی دو کتابیں راقم الحروف فقیر سیّد شرافت کے کتب خانہ میں موجود ہیں:

۱۔ کتاب نجات المسلمین، منظوم فارسی۔ در علم فقہ حنفی
۲۔ کتاب شرح نصاب الصبیان فارسی۔ در علم لُغت

دستخط

شرح نصاب الصبیان کے خاتمہ سے آپ کا دستخط تبرکاً نقل کیا جاتا ہے:

"شـرحِ نـصـابِ صبیـان از فیضِ لایزال — در روزِ پـنـجشـنبـه شـد رقـم بـا کـمـال
از هـجـرت الـنبـیِ اُمّـیِ ابـطـحـی — الف و صد و چهل شش بگذشت جمله سال

Marfat.com

چارم جمادی آخر آور تو در حساب — بعد از نمازِ ظهر که بشنو تو این مقال
یا رب به کاتبی که گناهش ز حد فزونست — از سحبِ کرمِ خویش بریزی مطر زلال
یا رب زبابِ خویش به بابِ دگر مران — فضلی بکن بحالم، کن دفع هر وبال
یا رب مکن تو با ماکه باویم مستحق — کن آنچه مستحق باویی از فضال
ایمان به بخش ما را در روزِ آخرین — در روزِ حشر ساز منوّر رُخ از جمال
یا رب ز فیض و فضلِ محمد بکن حیات — دل احقری که هست پُر از نکبت و ملال

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ . [اعراف / ۲۳] الٰهی این فقیر حقیر، پیوسته بادلِ خسته، تنسیم نسیمِ عبهر شمیم که رَوحٌ و رَیحانٌ و جنّاتٌ نعیم شمیمی از تار موی عنبر بوی آن سرو قدِ دلجوی یعنی سمنِ چمنِ دیانت و سهیلِ یمنِ امانت، بلبلِ گلستانِ نبوّت و رسالت، عندلیبِ رضوانِ بلاغت و جلالت، نبی کریم با خلقِ عظیم، هادیِ صراطِ مستقیم می خواهد تا دلِ پژمردهٔ افسرده و دیدهٔ رمد رسیدهٔ احقرالبریات، صاحبِ بضاعتِ مزجات، اضعف العباد محمد حیات تازه و منوّر گردد. الٰهی سائل عائل به خُسرانِ دنیا و عقبیٰ متمسکِ عروهٔ وثقیٰ و حبلِ متینِ آن نبی که "کنت نبیّاً و آدم بین الماء والطین" فرموده گردیده. الٰهی یتیمم "فاما الیتیم فلا تقهر." [ضحٰی / ۹] الٰهی سائل عائلم "فاما السائل فلا تنهر." [ضحٰی / ۱۰] الٰهی علمی ده که محلی به عمل باشد. الٰهی عملی ده که مزیّن به زینتِ اخلاص باشد. دلی ده که مصقول به صیقلِ اذکار و مصفی از کدورت و زنگارِ افکار که لایقِ درگاهِ پروردگاریت را شاید گرویده مستحق لقای کبریایی تو باشد. تقبل منا انک انت السمیع الدعاء. نعوذبک من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا. من یهد اللّٰه فلا مضلّ له ومن یضلله فلا هادی له انک جواد کریم غفور رؤف رحیم."

[مُهر]:

"محمد حیاتِ جمال اللّٰه است"

سجع مہر

آپ کی مہر کا سجع یہ تھا، "محمد حیاتِ جمال اللہ است"۔

Marfat.com

مکتوب

آپ کا ایک مکتوب گرامی کاغذات سے دستیاب ہوا ہے جو غالباً آپ کے زمانۂ طالب علمی کا معلوم ہوتا ہے، یہ ہے:

مکتوب شریف

۷۸۶

هـر کـجـا حسـن اسـت در نظّـاره ایم
کـار مـا ایـن سـت، مـا این کـاره ایم

صحّت بدن و شکفتگی خاطر و روشنی دل و عقل کامل روزی باد.

شفقت نامۂ گرامی که مشتمل برحدیقۂ امتناع نظارۂ خوبانِ دبستان بود، از مطالعۂ آن مشرف و معزز گردیدم. ای زاهد پاک سرشت برای بهشت دیدار خوبان نتوان بهِشت. کسی نقد را به نسیه نداده بلکه به عوض زرش نگرفته. کم عیاری باشد که دیدار جانان گذاشته آرزوی جنّت نماید.

نـعمت فردوس زاهد را و ما را روی دوست
قیـمـت هـر کـس بقدرِ همتِ والای اوست

ازان در ابـروی جـانـان نـظر پیوسته می دارم
کـه در ابـروی آن مـاه رو بجز رویش نمی بینم

هـرگـاه ایـزد جـمـیـل دوسـت مـی دارد جـمـال را تـا بـه بـنـده چه رسد. "اللّٰه جمیل [و] یحب الجمال." به خدا دیدنِ نور در روی نازنین است و آیین دینِ عاشق چنین است.

چـو دیـنِ عـاشـقـان بـس روی یـار اسـت
مـعـاذ اللّٰـه کسـی کـز دیـن بـگـردد

Marfat.com

مصرعه

در رمــز عشــق بــاشــد عهـدِ شبــاب اولٰـی

ای شیخ بزرگوار! قول مقتدای عشاق ترا نرسیده؟

مصرعه

عـاشـقـی را چـه جـوان، پیر جوان می سازد

والسّلام.

ترجمہ

(شعر):

جہاں کہیں حسن ہے ہم اس کے نظارہ میں ہیں
ہمارا کام یہی ہے اور ہم اسی کام کے لیے ہیں

جسم کی صحت، مزاج کی خوشی، دل کی روشنی عقل کا کامل ہونا نصیب ہو۔

آپ کا بزرگ محبت نامہ جو معشوقان مدرسہ کے نظارہ سے منع کرنے پر مشتمل تھا، موصول ہوا۔ اس کے مطالعہ کا شرف و اعزاز حاصل ہوا۔ اے زاہد پاک سرشت! بہشت کے لالچ میں معشوقوں کا دیدار چھوڑا نہیں جا سکتا۔ کوئی شخص نقد کو اُدھار کے عوض میں نہیں دیتا۔ بلکہ سونے کو بدلہ میں نہیں لیتا۔ معشوق کے دیدار کو چھوڑ کر جنت کی آرزو کرنا کم عیاری ہے۔

(شعر):

بہشت کی نعمت زاہد کے لیے اور دوست کا چہرہ ہمارے لیے
ہر شخص کی قیمت اس کی ہمت کے اندازہ پر ہے

(شعر):

میں ہمیشہ اس لیے محبوب کے ابروؤں پر نظر رکھتا ہوں
کیونکہ اس ماہ وش کے ابروؤں میں سوائے معشوقِ حقیقی کے چہرہ کے نہیں دیکھتا

جب کہ خداوند جمیل جمال کو دوست رکھتا ہے تو بندہ کا کیا کہنا؟ اللہ جمیل [و] یحب الجمال۔ خدا کی قسم نورِ حقیقی کا جلوہ نازنین کے چہرہ پر ہے اور عاشق کے دین کا طریقہ یہی ہے۔

(شعر):

Marfat.com

جب کہ عاشقوں کا دین یار کا چہرہ ہے
تو خدا کی پناہ اُس سے جو دین سے پھر جائے

مصرعہ:

عشق کی رمز میں شباب کا زمانہ بہتر ہے

اے شیخ بزرگوار! عاشقوں کے رہنما کا قول کیا تجھے نہیں پہنچا۔

مصرعہ:

عشق کے واسطے جوان ہونا ضروری نہیں۔ یہ بوڑھے کو بھی جوان بنا دیتا ہے۔

والسّلام۔

توضیح مکتوب

فقیر سیّد شرافت عافاہ اللہ کہتا ہے کہ شاید کوئی کم ظرف اس مکتوب شریف کے مضمون سے غلط نتیجہ نکال کر گمراہی کی طرف جائے اور آپ کی ذات طہارت آیات پر حسن پرستی کا اعتراض کر کے اپنی خبث طبع اور ناسمجھی کا ثبوت دے۔ اس لیے واضح کیا جاتا ہے کہ مشہور مقولہ ہے، **لکلّ قوم مصطلح**. یعنی ہر ایک قوم کی اپنی اصطلاحات ہوتی ہیں۔ اسی طرح صوفیائے کرام کی اپنی اصطلاحیں ہیں۔ اصطلاحِ تصوف میں اس کو مقام خُلّت کہتے ہیں۔ سالک کو راہِ طریقت میں کبھی کوئی ایسا مقام آ جاتا ہے جس میں اُس کی ترقی رک جاتی ہے اور سوائے نظارۂ مظاہر جمیلہ کے اُس کو چارہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حضرت مجدّد الف ثانی سرہندیؒ مکتوبات شریف، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۶۱ میں لکھتے ہیں:

''جب عارف کا معاملہ حق تعالیٰ کی طرف ذات سے آ پڑتا ہے اور تمام نسبتیں اور اعتبارات ساقط ہو جاتے ہیں تو اس مقام میں عروج مشکل ہو جاتا ہے اور بغیر تعلق و علاقہ کے دشوار دکھائی دیتا ہے۔ اس وقت کبھی ایسا ہوتا ہے کہ **النظرۃ الاولٰی لک** (پہلی بار کا دیکھنا تیرے لیے ہے) کے موافق پہلی نگاہ جو مظاہر جمیلہ سے تعلق رکھتی ہے اس مقام میں مدد کرتی ہے اور جلدی اوپر لے جاتی ہے اور مجاز سے، جو حقیقت کا پُل ہے، حقیقت تک پہنچا دیتی ہے۔''(۱۳)

اور اسی دفتر کے مکتوب نمبر ۸۸ میں لکھتے ہیں:

''عالم مجاز میں جس کسی کو دوسرے کے ساتھ اُنس و اُلفت و سکونت و آرام ہے، سب مقام خُلّت کے ظلال میں سے ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بسط و لذّت و آرام جو اچھی صورتوں اور جمیلہ مظہروں سے ثابت ہے، مقام خُلّت ہی

Marfat.com

سے ہے۔"(۱۴)

اسی واسطے صوفیائے کرام نے لکھا ہے، **المجاز قنطرة الحقيقة.** یعنی مجاز حقیقت کی سیڑھی ہے۔ اکثر اکابر اولیاء اللہ کا گذر سلوک میں اس راستہ سے ہوا ہے۔ چنانچہ:

خواجہ باقی باللہ دہلوی کا عشقِ مجازی

سلسلۂ نقشبندیہ کے بہت بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب دہلویؒ کے متعلق خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے کتاب زبدۃ المقامات، ص ۷ میں لکھا ہے:

"چون جلوۂ تقدیر همی خواست که نخست تعلقات کثیرۂ ایشان را بر یک تعلق باز آرد و از قنطرۂ آن یک تعلقِ مجاز به بامِ حقیقت برآورد، نخست دلِ نازنین ایشان را به یکی از دلبرانِ صوری گرفتاری فرا پیش آمد و پس از روزی چند میانِ ایشان و آن محبوب ایشان دُوری ضروری به وقوع پیوست. ع.

کان خال بجز دانه ایں دام نبود

وهم مقارن آں اوقات آلام مفارقت بعضِ کتب ارباب محبت و معرفت به نظر ایشان در آمد."

ترجمہ: جب جلوۂ تقدیر چاہتا تھا کہ خواجہ صاحب کے بہت سارے تعلقات کو ایک تعلق پر پھیر لائے اور مجاز کے ایک تعلق کی سیڑھی سے حقیقت کے محل پر چڑھائے تو پہلے آپ کے نازک دل کو خوبصورت معشوقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ گرفتاری پیش آگئی۔ چند دنوں کے بعد آپ کے اور آپ کے محبوب کے درمیان ضرورت کے طور پر دُوری واقع ہوگئی۔ ع۔

وہ خال اس دام کے دانہ کے سوا نہ تھا

اُس دردناک جدائی کے زمانہ میں عشق والوں اور معرفت والوں کی کتابیں آپ کے مطالعہ میں رہتیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا عشق مجازی

سلسلۂ مجددیہ کے امام و بانیِ سلسلہ، حضرت ابوالبرکات بدرالدین شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ جو اکابر مشائخ نقشبندیہ سے اور تقویٰ اور پابندی سنّت میں ضرب المثل تھے، ان کے متعلق اُن کے خلیفۂ ارجمند خواجہ محمد ہاشم کشمی مجددی کتاب

Marfat.com

زبدۃ المقامات، ص ۱۶۰ میں اُن کی زبان سے لکھتے ہیں:

"در اثنای راه آن قدر تجلّی اسم "اَلظَّاهِرُ" متجلّی گشت که در جمیع اشیا به تجلّی خاص علیٰحده ظاهر گشت. علی الخصوص در کسوت نساء بلکه در اجزای آنها جدا جدا و آن قدر منقادِ ایں طائفه گشتم که چه عرض نمایم. درین انقیاد مضطر بودم و ظهوری که درین کسوت بوده در هیچ جا نبوده. خصوصیات لطائف و محسناتِ عجائب که درین لباس می نموده از هیچ مظهری ظاهر نمی شد، پیشِ ایشان تمام گداخته، آب شده می رفتم."

ترجمہ: راستہ (سلوک) کے درمیان اسم "الظاہر" کی تجلّی اس قدر متجلّی ہوئی کہ سب اشیاء میں خاص تجلّی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ظاہر ہونے لگا، خصوصاً عورتوں کی صورت میں۔ بلکہ ان کے اعضا میں جدا جدا۔ میں اس قدر عورتوں کا مطیع ہو گیا کہ کیا عرض کروں۔ اس فرمانبرداری میں مَیں بے قرار تھا۔ اور وہ ظہور جو اس صورت نسوانی میں تھا کسی اور جگہ نہ تھا۔ لطیف خصوصیتیں اور عجیب خوبیاں جو اس (عورتوں کے) لباس میں نظر آتی تھیں، کسی اور مظہر سے ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ میں عورتوں کے سامنے گداز ہو کر پانی پانی ہو جاتا تھا۔

خواجہ محمد عبداللہ مجدّدی دہلوی کی حسن پسندی

خواجہ محمد عبداللہؒ، جو حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے چھوٹے صاحبزادہ تھے، ان کے متعلق زبدۃ المقامات، ص ۶۷ میں ہے:

"الحق ایں مخدوم زاده در غایت بی تعینی اند و از آنجا که مغلوب نسبتِ توحید وجود گشته اند از نظّارهٔ مظاهر جمیله حظّ فراوان دارند و از استماع سرود و اَغانی نیز لذّت بی پایان. اکثر شوریده حال و فارغ البال با نظر راست و کلاه کج به کوچه ها و بیابان ها سیر می نمایند و اشعار پرسوز می خوانند و آه گرم و سرد از دل پُر درد می برآرند."

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ یہ مخدوم زادہ نہایت بے تعینی میں ہیں۔ چونکہ توحید وجود کی نسبت میں مغلوب ہو گئے ہیں اس لیے خوبصورت مظاہر کے نظارہ سے بہت لذت حاصل کرتے ہیں اور راگ و سرود کے سننے سے بے اندازہ لذت پاتے ہیں۔ اکثر پریشان حال اور آزادانہ طور پر نظر راست اور کلاہِ کج کے ساتھ گلیوں اور جنگلوں کی سیر کرتے ہیں اور سوز والے اشعار پڑھتے

Marfat.com

ہیں۔اور آہ گرم وسرد اپنے دردمند دل سے نکالتے ہیں۔

شیخ بدیع الدین مجدّدی کا عشق مجازی

شیخ بدیع الدین صاحب جو حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے جلیل القدر خلیفوں سے تھے، وہ اپنے زمانۂ طالب علمی کے عشق کا تذکرہ کرتے ہیں۔زبدۃ المقامات، ص ۳۴۷ میں ہے:

"هم در آن سال که در خدمت حضرت ایشان تحصیل علوم مشتغل بودم، مرا به یکی از جوانان صاحب جمال تعلقی بود. درمیانِ درس و سبق دلم می طپید که کی ازین فارغ شوم تا به کوی او و نظاره و مطالعهٔ ورق روی او رسم."

ترجمہ: اُس سال جب کہ میں حضور کی خدمت میں علم حاصل کرنے میں مشغول تھا، مجھ کو ایک صاحبِ جمال نوجوان سے تعلق تھا۔ پڑھائی اور سبق کے وقت میرا دل دھڑکتا تھا کہ کب یہاں سے فارغ ہوں اور اس کے کوچہ میں جا کر اُس کے چہرہ کے ورق کے مطالعہ اور نظارہ کو پہنچوں۔

خواجہ ابوالعلیٰ مجدّدی کا عشقِ مجازی

حضرت خواجہ ابوالعلیٰ مجدّدی سرہندیؒ اکابر مشائخ نقشبندیہ سے تھے۔اُن کا تعارف یہ ہے کہ قیوم اربعہ سے ان کا یہ رشتہ تھا۔قیوم اوّل حضرت مجدّد الف ثانی کے پڑوتے تھے۔قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ کے پوتے تھے۔قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے بیٹے تھے۔قیوم رابع خواجہ محمد زبیر مجدّدیؒ کے والد بزرگوار تھے۔

ان کے متعلق خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان بن خواجہ حسن احمد مجدّدی سرہندی نے روضۃ القیومیہ، رکن سوم، ص ۱۳۶ میں بحوالہ کتاب کواکب دُرّیہ لکھا ہے:

"حضرت ابوالعلیٰ ایک لونڈی پر فدا تھے۔" بلفظہٖ۔ (۱۵)

ملفوظات

آپ کے ارشاداتِ عالیہ شریعت وطریقت کے حقائق سے مملو ہوا کرتے تھے۔

فرمایا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ تمام اشیاء سے پہلے خدا تعالیٰ نے محمد کا نور پیدا کیا اور قدرت اس کو

Marfat.com

جہاں جہاں چاہا پھراتی رہی۔ اُس وقت لوح وقلم وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔

فرمایا، شیخ اُس کو کہتے ہیں جو کل فنون میں کامل استاذ ہو۔

فرمایا، عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ سفید لباس اور چاندی نہ پہنا کریں۔ کیونکہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور چاہیے کہ زعفران یا کسی اور رنگ سے جو ممکن ہو، لباس کو رنگ لیا کریں، اور سفید لباس کے ترک کا ذاتی طور پر کوئی حکم نہیں۔ صرف تشبیہ رجال کے لیے اس کا ترک، اولیٰ ہے۔

فرمایا، حضرت رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حلیہ شریف یاد کرنا مومن کے لیے ضروری ہے، تا کہ حضور کی صورت پاک کو خیال میں محفوظ رکھے۔

فرمایا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کام بسم اللہ شریف پر نہ شروع کیا جائے، وہ ابتر ہوتا ہے۔

فرمایا، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کام خدا کی حمد سے نہ شروع کیا جائے وہ اقطع ہے (ناتمام ہے)۔

فرمایا، من جری مجری البولین فکیف یتکبر. یعنی جو شخص دو پیشاب گاہوں کے راستہ سے نکلا ہو، وہ تکبر کیسے کرتا ہے؟

اولاد کرام

آپ کی شادی اپنے ننہال یعنی خاندان مفتیان بُچہ چٹھیاں، ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ اہلیہ محترمہ کا نام حضرت مہر بانو صاحبہ بنت شیخ عنایت اللہ بن شیخ احمد مفتی تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔

آپ کے چار فرزند ارجمند تھے:

۱۔ حضرت سیّد حافظ نور اللہ فرشتہ صفاتؒ، متوفی جمعہ ۶ صفر ۱۲۲۹ھ

۲۔ حضرت سیّد ضیاء اللہ صاحب، متوفی ۱۹ ربیع الآخر ۱۲۳۴ھ

۳۔ حضرت سیّد مراد اللہ صاحبؒ

۴۔ حضرت سیّد عباد اللہ صاحبؒ

ایک حقیقت کا انکشاف

فقیر سیّد شرافت عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ ذیقعد ۱۳۴۹ھ کا واقعہ ہے کہ میرے ایک دوست مولوی عثمان علی صاحب چشتی

Marfat.com

ساکن ہرچوکے، ضلع گوجرانوالہ، دہلی میں ملازم تھے۔ انھوں نے بذریعہ مکتوب مجھے مطلع کیا کہ دہلی میں ایک صاحب سیّد حافظ محمد حیات نوشاہی کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ اُن کا ایک خط بھی مشتمل بر شجرۂ نسب ہمراہ بھیجا۔ میں دونوں خط بلفظہٖ یہاں درج کرتا ہوں۔

مکتوب مولوی عثمان علی صاحب

مکرمی صاحبزادہ صاحب زاد لطفکم

السّلام علیکم

آپ کو معلوم ہوگا کہ ہرلانوالی کے میلہ پر بھائی عبدالحق صاحب کے حجرہ میں میری اور آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ میں بھائی عبدالحق کا چچازاد بھائی ہوں۔ یعنی مولوی دل احمد صاحب حکیم کا بڑا بیٹا عثمان علی ہوں۔ میں چار ماہ سے دہلی رہتا ہوں۔ چونکہ مجھے درویشوں سے زیادہ محبت ہے اور جہاں کہیں بھی جاتا ہوں ان لوگوں کی صحبت کا متلاشی رہتا ہوں، اس لیے یہاں بھی دورانِ تلاش میں ایک اچھے بزرگ آدمی سے ملاقات ہوگئی۔ یہ صاحب تمام عمر افریقہ میں ڈاکٹر رہے ہیں۔ اور آج کل چالیس روپے ماہوار پنشن پاتے ہیں اور دہلی میں مقیم ہیں۔ غرض میری ان کی محبت قائم ہوگئی اور میں روزانہ ان کے پاس جانے لگا۔ ایک دن انھوں نے فرمایا کہ میں حاجی نوشہ گنج بخش کے پڑوتے حافظ محمد حیات مصنف تذکرۂ نوشاہیہ کی اولاد میں سے ہوں۔ حافظ صاحب، حاجی صاحب کے بڑے بیٹے برخوردار کی اولاد میں سے تھے۔ یعنی ان کے بیٹے جمال اللہ کے بیٹے تھے اور وہ نارنول میں بیاہے گئے۔ اور پھر ادھر دہلی میں ہی آرہے۔ نوشاہی خاندان کا سلسلۂ طریقت بھی ان میں موجود ہے۔ گو ڈاکٹر صاحب خود حاجی وارث علی شاہ صاحب کے مرید ہیں، مگر نوشاہی خلافت بھی اپنے آباواجداد سے ان کے پاس ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ تمام صاحبزادوں کو ملنا چاہتے ہیں اور پنجاب کی طرف تشریف لاکر اپنے خاندانی بھائیوں کے ساتھ تعارف و تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو حاجی صاحب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ واقفیت وغیرہ ہے یا نہیں۔ مجھے معاً آپ کا اسمِ گرامی یاد آگیا۔ لہٰذا یہ خط آپ کو لکھتا ہوں کہ آپ بواپسی اپنے مسکن سے اور خاندانی حالات سے اور حاجی صاحب کے عرس وغیرہ کی تاریخ سے مطلع فرمائیں۔ اور نیز اطلاع فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب کس موقع پر تشریف لائیں، تاکہ سب لوگوں سے ان کی ملاقات ہوجائے۔ ڈاکٹر صاحب کا نام صوفی عبدالوہاب ہے۔ ساٹھ سال سے متجاوز عمر کے آدمی ہیں۔ قویٰ نہایت اچھے ہیں۔ علم و فضل بھی اچھا ہے اور رموز تصوف سے بھی خوب آگاہ ہیں۔ ساتھ کے کاغذ پر ان کی طرف سے چند سطور مسطور ہیں۔ اس لیے کہ بذریعہ نصف الملاقات سے تو آپ کی ملاقات ہوجائے، شاید ڈاکٹر صاحب کی معیت میں بندہ

Marfat.com

بھی حاضر ہوگا۔ امید ہے کہ آپ بواپسی جواب ہٰذہ سے اس پتہ پر مطلع فرمائیں گے۔

''دہلی۔ لال کنواں بازار۔ حسن منزل نمبر ۳۵، عثمانی علی پنجابی کو ملے''

ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب کا مکتوب تھا، جو یہ ہے:

مکتوب ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب

مکرمِ بندہ جناب بھائی صاحب زادعنایۃ

بعد سلامِ مسنون کے واضح ہو کہ؛ احقر کا سلسلۂ نسب حاجی بابا سے حسب ذیل ہے۔ عبدالوہاب صوفی عرف سبحان اللہ شاہ ولد عبدالکریم صوفی ولد رحیم بخش شاہ جی ولد محمد دین شاہ جی ولد عبدالرحمٰن شاہ جی ولد حافظ محمد حیات مصنف تذکرۂ نوشاہیہ ولد جمال اللہ ولد برخوردار ولد حاجی محمود بابا نوشہ گنج بخش ولد حاجی علاء الدین۔ اس کے آگے جناب کے ہاں سلسلۂ نسب تحریری ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہ یا قطب شاہ عرف زمان علی تک ہو تو اس کی ایک نقل احقر کو بھیج کر مشکور فرمائیں۔ نیز حاجی بابا کے عرس شریف کی تاریخ سے مطلع فرمائیں تا کہ احقر کو شرف ملاقات کا موقع حاصل ہو جائے۔ زیادہ والسّلام، فقط۔

نیازمند

عبدالوہاب صوفی نوشاہی

پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن، از دہلی، محلّہ فراشخانہ، کٹرہ ہدو، نمبر مکان ۷۸۲

مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۱ء

اس کے جواب میں فقیر سیّد شرافت نے چند سوالات ڈاکٹر صاحب کو لکھے جن کا وہ کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ بلکہ یہ لکھا کہ ''حضرت حافظ محمد حیات صاحب سلطان بہادر شاہ کے زمانہ میں نارنول بیاہے گئے اور پھر دہلی میں چلے آئے۔ اُن کی قبر درگاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے متصل ہے اور ہمارے گدی نشین نارنول میں ہیں۔ وہیں ہمارے صاحبزادہ صاحب رہتے ہیں اور انھیں کے پاس کاغذات وغیرہ کا سرمایہ ہے اور ہمارے پاس جو کاغذات تھے وہ غدر دہلی کے زمانہ میں ضائع ہو گئے۔''

پھر آگے لکھا کہ ممکن ہے کہ مذکورہ شجرہ ہمارا شجرۂ بیعت ہو اور ہمارے بزرگوں نے اسی کو اپنا نسب نامہ بھی سمجھ لیا ہو۔

بہر کیف یہ ثابت ہوا کہ اُن کے نسب کا ادّعا غلط تھا۔ وہ محض اس سلسلہ کے وابستگانِ بیعت سے تھے۔ حضرت سیّد محمد حیات کے صرف چار ہی بیٹے تھے۔ جن کے اسماء گرامی لکھے جا چکے ہیں۔ کوئی آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن نام نہیں تھا اور آپ کی قبر اطہر بھی ساہن پال شریف میں ہے۔ آئندہ بھی اگر کوئی شخص اس نسب سے آپ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ غلط ہوگا۔

Marfat.com

جوابِ مکتوب از شرافت نوشاہی

از ساہن پال شریف، ۱۹ ذیقعد ۱۳۴۹ھ

اَللّٰہُ

فضائل پناہ، کمالات دستگاہ، مکرمی جناب بھائی عثمان علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معروض آنکہ، آپ کا نوازش نامہ بوقت سعید ہلال عید کی طرح طلوع ہوا۔ پڑھ کر شادی و مسرت کی کچھ انتہا نہ رہی۔

چہ نامہ نافۂ آھوی تاتار — معطّر کرد چوں خوشبوی عطّار
گرفتم، بر دل و دیدہ نہادم — وزان پس بیشمارش بوسہ دادم

جناب کی یادآوری کا از حد مشکور ہوں۔ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ دہلی میں کیا کام کرتے ہیں۔ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ صوفی عبدالوہاب عرف سبحان اللہ شاہ ڈاکٹر، نوشہ صاحبؒ کی اولاد سے ہیں اور مصنفِ تذکرۂ نوشاہیہ کہ اولاد سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ آج تک ہم نے کسی اپنے بزرگ سے نہیں سنا کہ حضرت محمد حیات بن شیخ جمال اللہ نارنول اور دہلی کو چلے گئے تھے اور اُس جگہ اُن کی اولاد ہوئی۔ حالانکہ ہم بھی انھی حافظ محمد حیات کی اولاد سے ہیں اور اُن کی تصنیف سے تذکرۂ نوشاہیہ اور دیگر کئی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ان میں نارنول یا دہلی کا کہیں ذکر نہیں۔ پس تحقیق حال کے لیے چند سوالات دوسرے پرچہ پر تحریر کیے ہیں۔ وہ سارا رقعہ ڈاکٹر صاحب کے نام پر ہے، ان کو دے دیں۔ اگر ان سوالات کے جواب صحیح طور پر ہم کو مل گئے تو ہم کو تسلیم کرنے میں کوئی تامّل نہ ہوگا۔ ورنہ بغیر ثبوت کے برادری میں شامل کرنا بعید از قیاس ہے۔ صوفی صاحب کو چاہیے کہ تمام سوالات کے جواب ہماری طرز تحریر پر نمبروار لکھیں۔ جس نمبر کا جواب نہ معلوم ہو اُس کا نمبر دے کر آگے صاف لکھ دیں کہ اس کا جواب معلوم نہیں۔ تیرہ سوال ہیں، ان کے جواب تیرہ ہی نمبروں میں لکھیں۔ یہ ترتیب ضروری سمجھیں۔ اگر صوفی صاحب مدظلہ اس عریضہ کا جواب تحریر فرمائیں تو فہوالمراد۔ ورنہ جناب خود اپنی قلم سے تحریر فرمائیں کہ صوفی صاحب جواب نہیں لکھتے اور ان کے جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہے۔ بواپسی ڈاک جواب سے جلدی سرفراز فرمائیں۔

دیکھئے کب تک جوابِ خط سے آنکھیں شاد ہوں
راستہ دیکھا نہیں قاصد بھٹکتا جائے گا

Marfat.com

نیز صاحبزادہ رمضان علی صاحب گڈہ شنکری اب کس جگہ تشریف رکھتے ہیں، اگر اُن کا کوئی پتہ ہو تو تحریر فرمائیں۔ اور جناب خط و کتابت کے سلسلہ کو منقطع نہ فرمائیں۔ ہفتہ وار اپنے حالات سے آگاہ فرماتے رہا کریں۔ آپ کتنے عرصہ تک دہلی میں تشریف رکھیں گے۔ اپنے حالات سے مفصّل بیان تحریر کریں۔ والسّلام

جناب صوفی عبدالوہاب عرف سبحان اللہ شاہ صاحب کو السّلام علیکم۔

راقم الحروف احقر شریف احمد عفی عنہ بن حضرت غلام مصطفیٰ صاحب قادری نوشاہی
از اولاد حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ۔ مقام ساہن پال، ڈاک خانہ پنڈی کالو، ضلع گجرات

۱۹ ذیقعد ۱۳۴۹ھ

❁❁❁

از ساہن پال شریف، دربار حضرت نوشہ گنج بخش قادری قدس سرہ العزیز، ضلع گجرات، پنجاب

ھوالرحمٰن

کرمفرمائے بندہ جناب ڈاکٹر صوفی عبدالوہاب صاحب زادالطافہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج اقدس۔ خیریت جانبین از درگاہ ربّ العزّت مطلوب۔ احوال ایں کہ؛ بوساطت نوازش نامۂ مکرّمی مخدومی بھائی عثمان علی صاحب مدظلہ کے آپ کا مکتوب فیض اُسلوب موصول ہوا۔ حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ آپ کے سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخشؒ کا شجرۂ نسب صحیح و مکمل حضرت شاہ ولایت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک ہمارے پاس موجود ہے، بلکہ سب کے حالات بھی درج ہیں کہ کس جگہ سے آئے اور کس زمانہ میں اس ملک پنجاب میں تشریف لائے اور ان کے عہد میں کیا کیا واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

۲۔ حضرت نوشہ صاحبؒ کا عرسِ مبارک مختصر طور پر ہوتا ہے۔ ماہ ہاڑ کی دوسری جمعرات کو ہر سال مقام ساہن پال، ضلع گجرات میں۔ تمام اولاد حضرت نوشہ صاحبؒ کا اجتماع اس عرس پر نہیں ہوتا۔

۳۔ اگر آپ حضراتِ نوشاہیہ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو آپ مورخہ ۹ جیٹھ کو بمقام بھڑی شریف، ضلع گوجرانوالہ میں تشریف لائیں۔ تاریخ مذکور پر وہاں عرس ہوتا ہے بر مکانِ حضرت پاک رحمان نوشاہیؒ۔ تمام اولاد حضرت نوشہ صاحب اس عرس پر بھڑی شریف میں جمع ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ عرس درحقیقت حضرت نوشہ صاحب کا ہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

۴۔ اگر بھڑی شریف نہ آسکیں تو بمقام نوشہرہ شریف، ضلع گجرات مورخہ ۵ ربیع الاوّل کو تشریف لے آئیں۔ وہاں بھی برمکان حضرت پیر محمد پچیار نوشاہیؒ عرس ہوتا ہے اور تمام اولاد حضرت نوشہ صاحب بمعہ فقرا اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ عرس بھی حقیقت میں حضرت نوشہ صاحب کا ہی ہوتا ہے۔ فقط۔

اب آپ میرے سوالات کا جواب نمبروار مفصّل تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

۱۔ آپ کو کس ذریعہ سے معلوم ہے کہ آپ حضرت نوشہ صاحبؒ کی اولاد سے ہیں، کیونکہ ہم نے آج تک اپنے آباواجداد سے کبھی نہیں سنا کہ ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ دہلی میں چلا گیا تھا۔ اور نہ ہی کسی کتاب میں دیکھا گیا ہے۔ آپ کے پاس تحریری ثبوت ہے یا محض شنید بات ہے؟

۲۔ حضرت حافظ محمد حیات صاحبؒ مصنف تذکرۂ نوشاہیہ کس سنہ میں نارنول بیاہے گئے اور کب دہلی جاگزین ہوئے اور کس تاریخ اور سنہ میں فوت ہوئے اور ان کا مزار کس جگہ ہے، اور ان کے واقعات آپ نے کس کتاب میں پڑھے ہیں، یا محض شنید ہیں؟

۳۔ حضرت حافظ محمد حیاتؒ کے سسرال کون لوگ اور کس قوم سے تھے اور اُن کی اہلیہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

۴۔ حضرت حافظ محمد حیاتؒ کے کتنے بیٹے تھے اور ان کے نام کیا کیا تھے؟

۵۔ حضرت حافظ محمد حیاتؒ کی اولاد دہلی یا نارنول میں آپ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو سب کا شجرۂ نسب بنا کر ارسال کریں۔

۶۔ نیز آپ کے جدّ الجدّ حضرت عبدالرحمٰن شاہ، جو آپ نے حضرت حافظ محمد حیات کے بیٹے لکھے ہیں، وہ کس جگہ اور کس سنہ میں تولّد ہوئے اور کہاں سکونت پذیر رہے؟

۷۔ آپ کے پاس کتاب تذکرۂ نوشاہیہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے شروع سے دس گیارہ سطریں عبارت نقل کر کے ارسال کریں۔ نیز یہ بھی لکھیں کہ وہ کس سنہ میں تصنیف ہوئی اور اُس میں کس کس بزرگ کے حالات ہیں اور کس شخص کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہے؟

۸۔ آپ کے پاس تذکرۂ نوشاہیہ کے علاوہ کوئی اور کتاب بھی حضرت حافظ محمد حیاتؒ کی تصنیف سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اُس کا نام تحریر کریں۔

۹۔ آپ کے پاس کوئی کتاب یا کسی قسم کی کوئی تحریر حضرت حافظ محمد حیاتؒ کی خود ہاتھوں کی لکھی ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اُس پر سے اُن کا دستخط نقل کر کے تحریر کریں۔

Marfat.com

۱۰۔ آپ کے آباواجداد حضرت حافظ محمد حیاتؒ کے بعد کس جگہ رہے ہیں اور کیا کام کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو کس قوم سے شمار کرتے تھے؟

۱۱۔ آپ کا شجرۂ بیعت کس طرح حضرت نوشہ صاحبؒ سے ملتا ہے۔ سارا شجرۂ بیعت تحریر فرمائیں۔

۱۲۔ اگر آپ کسی دوسرے خاندان نقشبندی، چشتی، سہروردی وغیرہ میں بیعت ہیں تو بھی شجرہ لکھیں۔

۱۳۔ اگر ممکن ہو تو اپنے باپ دادا کے حضرت نوشہ صاحبؒ تک تمام حالات نقل کر کے ارسال فرمائیں۔

یہ تمام سوالات اس لیے لکھے گئے ہیں کہ دو سال کا عرصہ ہوا کہ ایک شخص علاقہ حضرت شیر گڈہ، ضلع منٹگمری کا، مرزا چراغ الدین نامی نے دعویٰ کیا کہ میں حضرت نوشہؒ کی اولاد سے ہوں اور اپنا سلسلۂ نسب آنحضرتؐ کو ملاتا تھا۔ مگر جب تحقیق کی گئی اور اُس کا شجرۂ نسب کاغذات سرکاری سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ قوم ارائیں گوت سپال سے تھا اور اُس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ لہٰذا آپ کو چاہیے کہ ہمارے سوالات کے جواب لکھ کر ہماری تسکین قلبی کریں۔ امید ہے کہ آپ سوالات مندرجہ بالا سے ناراض نہ ہوں گے اور اس کو گستاخی پر محمول نہ کریں گے اور جوابات شافیہ سے سرفراز فرمائیں گے۔

ہم ایک کتاب بنام طبقات نوشاہیہ تصنیف کر رہے ہیں (۱۶) جس میں اپنے بزرگوں یعنی حضرت نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے مفصل حالات لکھ رہے ہیں۔ کتاب تقریباً ۶۰۰ صفحہ تک تیار ہو چکی ہے اور ابھی زیر تصنیف ہے اور مکمل نہیں ہوئی۔ اگر صحیح طور پر ثابت ہو جائے کہ آپ واقعی حضرت نوشہ صاحب کی اولاد سے ہیں تو آپ کے اور آپ کے آباواجداد کے حالات بھی اس کتاب میں درج کیے جائیں۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ جناب نے سلسلۂ بیعت بھی جاری رکھا ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو آپ کس سلسلہ میں لوگوں کو داخلِ طریق کرتے ہیں؟

میرا اور آپ کا تعارف ہونا بھی لازمی ہے۔ لہٰذا مطلع کرتا ہوں کہ خاکسار کا نام فقیر، شریف احمد ہے اور میرا سلسلۂ نسب چھ واسطہ سے حضرت حافظ محمد حیات ابن حافظ جمال اللہ ابن حافظ محمد برخوردار بن حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش رحمۃ اللہ علیہم کو ملتا ہے۔ حافظ محمد حیات صاحب کی اولاد صاحبِ علم و حلم و زہد و تقدس ہے۔ ماسوائے اس کے، اولاد حضرت نوشہ صاحبؒ بہت ہے اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور سب کے شجرہ جات نسب ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر آپ کبھی عرس بھڑی شریف یا عرس نوشہرہ شریف پر تشریف لائیں گے تو آپ کے ساتھ بالمشافہ پورے طور پر گفتگو کی جائے گی۔ اور ایک دوسرے کے حالات سے کماحقہٗ واقفیت حاصل کی جائے گی اور رابطۂ اتحاد قائم ہو جائے گا۔

اگر میری تحریر میں کسی قسم کی گستاخیت آپ کو محسوس ہو تو اپنے لطف و کرم سے معاف فرمائیں۔ والسّلام۔

بھائی صاحب صاحبزادہ مولوی عثمان علی صاحب کی خدمت اقدس میں سلام بالاکرام۔

Marfat.com

راقم الحروف فقیر شریف احمد عفی عنہ ابن حضرت غلام مصطفیٰ صاحب حنفی قادری نوشاہی
از اولاد حضرت حافظ محمد حیات مصنف تذکرۂ نوشاہیہ نبیرۂ حضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ العزیز
متوطن موضع ساہن پال شریف، ڈاک خانہ پنڈی کالو، ضلع گجرات، پنجاب،
بتاریخ ۱۹ ذیقعد ۱۳۴۹ھ نوشتہ شد ۱۲۔

یہ عریضہ بخدمت شریف جناب ڈاکٹر صوفی عبدالوہاب عرف سبحان اللہ شاہ صاحب نوشاہی پنشنر سب اسسٹنٹ مشرف باد، دہلی، محلّہ فراش خانہ، کٹرہ ہدو، نمبر مکان ۷۸۲

تلامذہ

آپ دارالعلوم نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار کی جگہ پر علوم دینیہ عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کرتے رہے اور بے شمار لوگ آپ کے حلقۂ درس سے کمال کو پہنچے۔ ازان جملہ آپ کے بعض شاگردوں کے نام یہ ہیں: (۱۷)

۱۔ سیّد فتح اللہ بن شاہ نظام صاحب برخورداری
۲۔ سیّد عطاء اللہ بن شاہ نظام صاحب برخورداری
۳۔ سیّد امان اللہ بن شاہ نظام صاحب
۴۔ سیّد نور شاہ بن شاہ سلطان صاحب
۵۔ سیّد پیر شاہ بن شاہ سلطان صاحب
۶۔ سیّد خان مُلک بن سیّد نتھو شاہ صاحب
۷۔ سیّد نیک عالم بن سیّد نتھو شاہ صاحب
۸۔ سیّد اللہ بخش بن شاہ تقن صاحب
۹۔ سیّد قادر بخش بن شاہ تقن صاحب
۱۰۔ سیّد فیض بخش بن شاہ تقن صاحب
۱۱۔ سیّد خدا بخش بن شاہ تقن صاحب
۱۲۔ سیّد محبوب شاہ بن سیّد ابن یمین صاحب
۱۳۔ سیّد صبغۃ اللہ بن سیّد ابن یمین صاحب
۱۴۔ سیّد خدایار بن سیّد شہمیر صاحب
۱۵۔ سیّد محمد مہر بن سیّد شیر محمد صاحب
۱۶۔ سیّد محمد واسع بن سیّد شیر محمد صاحب
۱۷۔ سیّد محمد ماہ بن سیّد شیر محمد صاحب
۱۸۔ سیّد محمد شاہ بن سیّد شیر محمد صاحب
۱۹۔ سیّد باغ شاہ بن سیّد شیر محمد صاحب
۲۰۔ سیّد مراد علی بن سیّد گل محمد صاحب
۲۱۔ سیّد محمد علی بن سیّد گل محمد صاحب
۲۲۔ سیّد دوست محمد بن سیّد گل محمد صاحب
۲۳۔ سیّد محمد زمان بن سیّد گل محمد صاحب
۲۴۔ سیّد فیض العلی بن سیّد گل محمد صاحب
۲۵۔ سیّد نور علی بن سیّد گل محمد صاحب
۲۶۔ سیّد محمد اکرم بن سیّد محمد عظیم صاحب

Marfat.com

۲۷۔ سیّد محمد مکرم بن سیّد محمد عظیم صاحب
۲۸۔ سیّد رکن الدین بن سیّد محمد عظیم صاحب
۲۹۔ سیّد محکم الدین بن سیّد محمد عظیم صاحب
۳۰۔ سیّد فیض بخش بن سیّد محمد عظیم صاحب
۳۱۔ سیّد فتح الدین بن سیّد محمد عظیم صاحب
۳۲۔ سیّد محبوب شاہ بن سیّد ابوسعید صاحب
۳۳۔ سیّد شیر شاہ بن سیّد ابوسعید صاحب
۳۴۔ سیّد حافظ نور اللہ صاحب فرزند اکبر آنجناب
۳۵۔ سیّد ضیاء اللہ صاحب فرزند ثانی
۳۶۔ سیّد مراد اللہ صاحب فرزند ثالث
۳۷۔ سیّد عباد اللہ صاحب فرزند اصغر
۳۸۔ سیّد عزیز اللہ بن سیّد براہم شاہ صاحب ہاشمی
۳۹۔ سیّد خان عالم بن سیّد براہم شاہ صاحب
۴۰۔ سیّد خان ملک بن سیّد براہم شاہ صاحب
۴۱۔ سیّد محمد جعفر بن سیّد عبدالرسول صاحب
۴۲۔ سیّد شاموں شاہ بن سیّد عبدالرسول صاحب
۴۳۔ سیّد محمد نیک بن سیّد عبدالرسول صاحب
۴۴۔ سیّد الٰہی بخش بن سیّد عبدالرسول صاحب
۴۵۔ سیّد فتح الدین بن سیّد عبدالرسول صاحب
۴۶۔ سیّد قادر بخش بن سیّد فقیر اللہ صاحب
۴۷۔ سیّد غلام محمد بن سیّد سلطان محمد صاحب
۴۸۔ سیّد محمد بخش بن سیّد سلطان محمد صاحب
۴۹۔ مولانا مظفر علی صاحب۔ انھوں نے آپ کے صاحبزادہ سیّد حافظ نور اللہ صاحب کی ولادت پر بطور تہنیت نامہ اشعار لکھے۔

یارانِ طریقت

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے بعد اکتیس (۳۱) سال تک مسند خلافت کو تزئین دی۔ اس عرصہ میں کافی مخلوق آپ کے فیض سے مستفیض ہوئی۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کی ذات میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو شخص آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتا، وہ مرتبۂ کمال کو پہنچ جاتا۔ ازان جملہ چند خلفا کے نام یہ ہیں:

۱۔ سیّد حافظ نور اللہ فرشتہ صفات
۲۔ سیّد ضیاء اللہ
۳۔ سیّد مراد اللہ
۴۔ سیّد عباد اللہ

یہ چاروں آپ کے صاحبزادے تھے۔

۵۔ شیخ عبدالرحمٰن دہلوی
۶۔ چوہدری اکرم بن حیات تارڑ اگروئیہ
۷۔ چوہدری برخوردار بن جمال تارڑ اگروئیہ
۸۔ چوہدری مراد بخش بن جمال تارڑ اگروئیہ

Marfat.com

۹۔ چوہدری قادر بخش بن جمال تارڑ اگروئیہ
۱۰۔ چوہدری محمد یار بن جمال تارڑ اگروئیہ
۱۱۔ چوہدری دلاور بن بڈھا تارڑ اگروئیہ
۱۲۔ چوہدری باقر بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۳۔ چوہدری سماعل بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۴۔ چوہدری فتح دین بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۵۔ چوہدری وریام بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۶۔ چوہدری بلوچ بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۷۔ چوہدری شمس بن محمد امین تارڑ اگروئیہ
۱۸۔ چوہدری براہم بن روشن تارڑ اگروئیہ
۱۹۔ چوہدری اختیار بن گل محمد تارڑ اگروئیہ
۲۰۔ چوہدری محمد یار بن گل محمد تارڑ اگروئیہ
۲۱۔ چوہدری شہریار بن گل محمد تارڑ اگروئیہ
۲۲۔ چوہدری محمد بخش بن دانا تارڑ اگروئیہ۔
رحمہم اللہ تعالیٰ

مدحیات

آپ کی مدح مبارک میں اعلیٰ حضرت سیّد غلام مصطفیٰ نوشاہی ساہن پالی دام برکاتہ نے چند نظمیں لکھی ہیں۔ وہ یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(۱)

فقیہی معظم محمد حیات — لطیف و مکرّم محمد حیات
معلّی سِیَر، حافظِ پاکذات — مہذب، مفہم محمد حیات
ز تصنیف او ہست خوش تذکرہ — بجنّت منعَم محمد حیات
بہ مجمع لطائف رسالہ بساخت — معرف بعالم محمد حیات
زہی عالم و حافظ و خوش مزاج — مہین قطب اعظم محمد حیات
تواریخِ تولید و اموات گفت — بہ تصنیف ہر دم محمد حیات
یکے از غلامانِ او مصطفیٰ ست — خہی جان مردم محمد حیات

(۲)

ولیّ مکمّل محمد حیات — محقّق، مدقّق، معلّی صفات
ز علمش جہان است مملو کمال — ز تصنیف وی خاندان باجمال

Marfat.com

ز حالاتِ نوشاه خوش تذکره ز سخنان وی هست ارشاد رَه
بآن تذکره هست عاشق جهان به سازنده اش باد فضلِ عیان
به توحید ایزد سخن خوب گفت برای فقیران دُری خوب سفت
زهی عالم و حافظ و فاضلی خهی عارف و عاشق و کاملی
به مسکینِ نوشاهیِ خاکپا نگاهی بکن افسرِ اولیا

(۳)

محمد حیات است حافظ کمال به ظاهر، به باطن مجلّی به حال
مقامات فقرا بحفظش همه منازل تمامی عیانش چو مه
فقیه و وجیه و معلّی صفات فصیح و ملیح و مشرف بذات
محقّق، معرّف، بزرگِ جهان مدقّق، مدبّر، سرور روان
کتابش به عالم چو مهر منیر ازو فیض جویان صغیر و کبیر
عجب تذکره هست نام کتاب به حالاتِ نوشه مزیّن خطاب
ز نوشاهی مفتقر بس دعا بروحِ جناب مقدّس لقا

(۴)

حافظ و علامه محمد حیات رهبرِ ما جد ممجد صفات
ذکر خدا، فکر سخا، شکر حق علم شرع، حلم فزون از سبق
ذکر و فکر، صبر و شکر چاکرت علم و حلم زاد طلب از درت
ذوق جمال الله به قلبش چو هست ذره ازو بخش، شوم شوق مست
بهر خدا، بهرِ رسول الله عاشق حق، واقف دین، کن نگاه
هستی من دور کن از وهم من حبّ خدا بخش هم از ذوالمنن
صاحب دل پیر هُدیٰ پاکذات نیک سیر سازد ما را نجات
هست ز نوشاهی مسکین نیاز در رهِ رحمان بکن چشم باز

Marfat.com

(۵)

شاہ ما حافظ محمد با حیات — عارف و علّامہ ای در کائنات
خاندان را زینت و فخر است او — فقرِ نوشاہی ازو در شش جہات

❁❁❁

از فقیر سیّد شرافت عفا اللہ عنہ

(۶)

در مناقب حضرت حافظ محمد باحیات
دستگیرِ عاجزان، پشت پناہ بیکسان

معدن افضال محمد حیات — عارف باللّٰہ ولیِّ پاکذات
ذاکرِ حق، واقفِ راز خدا — شہرۂ او برسر ہر شش جہات
نوش نمودہ مَی عرفانِ حق — خورد ز گنجینۂ وحدت نبات
ساقی جامِ ادب و جذب بود — نیست کسی ثانی وی در صفات
ہست شرافت سگ درگاہ او — از دل و جان طالب آن بارقات

(۷)

زہی شاہ شاہان محمد حیات — محبّ خدا، نائب پاکذات
خہی ذاتشان بحر علم و عمل — بہ یادِ خدا ہر زمان مشتغل
بہ عشق و بہ وجد و بہ ذوقِ کمال — بہ حلم و ورع صاحب قال و حال
بہ جود و سخا شہرہ آفاق بود — جہان بہر دیدار مشتاق بود
شدہ جانشینِ پدر پاک او — شہانِ زمان بندۂ خاکِ او

تاریخ وفات

حضرت مولانا سیّد حافظ محمد حیات ربانیؒ کی وفات قدسی صفات ۱۱۷۳ھ میں واقع ہوئی۔ یہی تاریخ آپ کے پڑوتے حضرت سیّد عمر بخش صاحب رسول نگریؒ نے اپنی تحریرات میں لکھی ہے۔

Marfat.com

تقویم ہجری وعیسوی کے مطابق اس وقت عیسوی ۱۷۶۰ تھا، اور ہندی سمت ۱۸۱۷ بکرمی تھا۔

کتاب مطلع العلوم عرف مجمع الفنون میں حکیم واجد علی خاں دہلوی لکھتے ہیں کہ اس وقت دہلی کی سلطنت سلطان ابوالمظفر جلال الدین محمد عالی گوہر شاہ عالم ثانی کے زیر اقتدار تھی۔

مدفن پاک

آپ کا مزارِ اطہر ساہن پال شریف، گورستان نوشاہیہ میں اپنے والد بزرگوار کے مزار سے متصل قبلہ رُخ یعنی مغربی طرف ہے۔

حضرت نوشہ گنج بخش کی درگاہ عالیہ سے مغرب کی طرف چبوترہ پر پہلی لائن میں آپ سے لے کر حضرت نوشہ صاحبؒ تک چھ قبریں درمیان ہیں۔ ساتویں قبر آپ کی ہے۔ ۱۳۳۶ھ میں پیر عارف حق وغیرہ فرزندان سیّد مکھن شاہ صاحب برخورداری لاہوری نے معہ دیگر قبور کے پختہ بنوائی۔

قطعات تاریخ

از اعلیٰ حضرت مولانا سیّد غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی برخورداری دام برکاتہ

چون محمد حیات کرد سفر — زین سرای فنا بکرد گذر
درجنان رفت صاحبِ عرفان — غفره اللّٰه رحمه السبحان
عالم و فاضل و مفسّر بود — صوفی و حافظ و مدبّر بود
سال ترحیل عبد رحمانی — گفت هاتف ز فضل ربّانی
۱۱۷۳

عارف رحمان محمد حیات — رفت بفردوس ولی شادمان
سال ز نوشاهي عاصی شنو — صابر فرخ ز خدا شد عیان
۱۱۷۳

حیاتِ با محمد گشت اقرب — به فردوسِ معلّی پاک و انور
چو نوشاهی بجست از عقل سالش — بگفتا می شنو فاضل مکبّر
۱۱۷۳

Marfat.com

چون رحلتِ جناب محمد حیات گشت — دارالقرار گشت مکانِ کمالِ او
خواهی که سال نقلش معلوم تو کنی — از مظهر وحید بگفتم وصالِ او
۱۱۷۳

شه محمد حیات سیف زبان — رفت در عدن پاک بدر منیر
از خرد جُست وصل نوشاهی — در کلامش بگفت بس تاثیر
۱۱۷۳

به جنّت گشت چون فائز محقق، عارف و زاهد — وصال شیخ و علّامه ز شیرین گفتگو عابد
۱۱۷۳

به فردوسِ برین چون رفت فاضل، اشرف و اعظم — وصالِ شیخ ما دانی مورّخ طیّب و مکرم
۱۱۷۳

چون مصنّف تذکره نوشاهیه شد بی مثال — جامع حالات نوشه منعم محبوب سال
۱۱۷۳

وصال مقدس سِیَر گویمت — ز خواجه محمد حیاتِ جَدم
۱۱۷۳

به جنات پیرم چو شد باجمال — چو مه خوب حیات محمد وصال
۱۱۷۳

از وفات شیخ عالم تو شنو — زاهد هادی و حافظ عالم است
۱۱۷۳

لباسِ عمر چون کرد آن ولی شق — وصالش منبع فیضِ احد حق
۱۱۷۳

ز هاتف چو جستم بسن دسترس — به اقوال آن گفت تاثیر بس
۱۱۷۳

به جنت منعم چو شد آن قمر — به خوان رحلتش پاک فرخ سِیَر
۱۱۷۳

Marfat.com

گفتمت سالِ شیخ چون طلب است — سالک مہر خاندان قطب است

۱۱۷۳

چو پرسیدم از شیخ سالِ وصال — بفرمود حضرت بلیغم کمال

۱۱۷۳

مصرعہ — ضمیر محمد، ۱۱۷۳ — معظم محمد ۱۱۷۳

مادّہ ہائے تاریخ

۱۔	از اسمائے الٰہی معنی جلیل	۱۱۷۳
۲۔	فیاض علی الاطلاق	۱۱۷۳
۳۔	احب محمد حیات خان	۱۱۷۳
۴۔	شیخ نورِ ابد	۱۱۷۳
۵۔	پاک نظر	۱۱۷۳
۶۔	مجمر فیض	۱۱۷۳
۷۔	محبّ خوش اطوار	۱۱۷۳
۸۔	ھوقطب العظیم	۱۱۷۳
۹۔	مخزن اسرار وھاب	۱۱۷۳ (۱۸)

تتمہ

خاندان پر احسان

آپ حضرت نوشہ صاحبؒ کی اولادِ امجاد میں سے پہلے فرد ہیں جنھوں نے اپنے خاندان کی تاریخ لکھنے کا اقدام کیا۔ رسالہ مرزا احمد بیگ لاہوریؒ کا نامکمل نسخہ آپ کو ۱۱۴۶ھ میں دستیاب ہوا۔ اپنے برادر ہم جدّی حضرت سیّد شیر محمد بن سیّد شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان کی التماس کے مطابق آپ نے مزید حالاتِ خاندان اس میں داخل کر کے کتاب تذکرۂ نوشاہیہ تالیف

Marfat.com

کی۔ بعد کے سب مورّخین، مثلاً مفتی غلام سرور لاہوریؒ مؤلف خزینۃ الاصفیا، اور مرزا احمد اختر دہلویؒ مؤلف تذکرہ اولیاءِ ہند، اور قاضی امام بخش جام پوری مؤلف حدیقۃ الاسرار، اور مرزا آفتاب بیگ عرف نواب بیگ چشتی مؤلف کتاب تحفۃ الابرار وغیرہ کا ماٰخذ یہی کتاب ہے۔(۱۹)

حافظ ربّانی صاحب مورّخین کی نظر میں

خواجہ عبدالرشید نے کتاب تذکرہ شعرائے پنجاب میں لکھا ہے:

"محمد حیات، سیّد نوشاهی، ساهن پال، اسمش سیّد محمد حیات و لقبش ربّانی بود. اسمِ پدرش حافظ جمال اللّٰه واسمِ پدرِ بزرگش حافظ محمد برخوردار بحرالعشق نوشاهی بود. و ذکر این دو درین تذکره (۲۰) مرقوم گردیده است. سیّد محمد حیات حافظِ قرآن بود و در علومِ عقلیه و نقلیه معلوماتی وافی داشت. کتابی به نام تذکرۂ نوشاهی نوشته بود. و کتابی دیگر به اسمِ مجمع اللطایف هم از تصانیفِ وی ست. در سال ۱۱۷۳ در گذشت وقبرش را در دِه ساهن پال، در نواحی شهر گجرات ساختند. اشعارِ بسیار خوبی را به فارسی و عربی می سرود. از اشعارش ابیاتی چند بدستم رسیده است که در زیر نقل می گردد:

محمد ز سر تا قدم پاک بود — نبی بود و آدم درآن خاک بود
چو تا حشر لولاک آمد بسر — ز من زار کی وصفش آید بسر
چو وصّافِ او خود خداوند شد — زبانم ز تعریفِ او بند شد
چه یارای این ذره با آفتاب — به قلزم چه قدرست بهرِ حباب"(۲۱)

Marfat.com

سیّد شیر محمد نوشاہیؒ

تذکرۂ نوشاہیہ کی تالیف کے محرّک اور معاون کے حالات (۲۲)

زهی آن شیر در وادی سرمد — که نامِ روشنش شیر محمد
شغالِ نفس را چون شیر دَرّد — رگِ حرص و هوا را دم بِبُرّد

آپ حضرت سیّد شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان بن سیّد حافظ محمد برخوردار بحرالعشق نوشاہیؒ کے فرزندِ اکبر اور مرید و خلیفہ تھے۔ علم ظاہری کی تحصیل بھی کافی کی ہوئی تھی۔

عبادت و ریاضت

آپ شریعت کے پابند، صاحبِ ذکر و فکر، صائم الدہر، قایم اللیل رہتے۔ اذکار و اشغال قادریہ کے پابند تھے۔ صاحبِ تذکرۂ نوشاہیہ نے لکھا ہے کہ آپ رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر ذکر ارّہ کیا کرتے ہیں اور شیر کی طرح گرجتے ہیں۔ تلاوتِ قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی آپ کی روحانی غذا تھی۔ (۲۳)

اخلاق و عادات

آپ کی نظر میں شاہ و گدا یکساں تھے۔ مساوات کا پورا پورا لحاظ تھا۔ جس شخص پر آپ کی نگاہ پڑتی وہ مست و مجذوب ہو جاتا۔ (۲۴)

سماع و وجد

آپ کی مجلس میں سماع بہت ہوا کرتا تھا۔ آپ کی توجہ سے عوام الناس بھی متاثر ہوتے اور رقّت قلب اور وجد ہو جاتا۔ (۲۵)

Marfat.com

قبولیتِ عامہ

آپ کو خلائق میں قبولیتِ عامہ حاصل تھی۔ تمام پنجاب میں عموماً، اور لاہور میں خصوصاً آپ کا فیض عام تھا۔ جب کبھی وہاں تشریف لے جاتے تو لاہور کے رؤسا و اُمرا آپ کے استقبال کو آیا کرتے۔[۲۶]

خاندانی تاریخ کا شوق

آپ کو اپنے برادر عم زاد حضرت سیّد حافظ محمد حیات ربانی بن سیّد حافظ جمال اللہ فقیہ اعظمؒ کے ساتھ بہت محبت تھی۔ ان کی علمیت و فضیلت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کتاب تذکرۂ نوشاہیہ لکھنے کا مشورہ آپ نے ہی ان کو دیا۔ آپ کے حسب الارشاد انھوں نے ۱۱۴۶ھ میں اُس کو تالیف کر کے مکمل کیا۔ کچھ مسودہ آپ نے بھی لکھ کر دیا۔[۲۷] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے خاندان کی ترقی کا خاص احساس تھا۔ اس لیے تاریخ لکھنے کے محرّک ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ معہ میاں عبدالرحیم صاحبؒ لاہور تشریف لے گئے، وہاں مولانا محمد شفیع قادریؒ کے پاس کتاب ثواقب المناقب مصنفہ شیخ محمد ماہ صداقت کنجاہیؒ آپ کے ملاحظہ سے گذری۔ آپ نے ان سے عاریۃً لے کر مولوی قدرت اللہؒ سے وہ نسخہ نقل کروا کر حاصل کیا اور واپس ساہن پال شریف آ کر اپنے پاس سے کتاب تذکرۂ نوشاہیہ کا نسخہ میاں محمد غوثؒ سے نقل کروا کر مولانا محمد شفیع مذکور کو لاہور میں بھیجا۔ انھوں نے اُس نسخہ کے خاتمہ پر اپنی طرف سے یہ عبارت درج کی:

"نسخۂ ثواقب المناقب[۲۸] مقامات حاجی بادشاہ که صاحب طبع عالی میاں محمد ماه برادر زادۂ غنیمت کنجاهیؒ تصنیف کرده، از اتفاقات به دست بنده محمد شفیع قادری رسید. حضرت نتیجة الاقطاب میاں شیر محمد جیو و میاں عبدالرحیم جیو در دارالسلطنت لاهور تشریف ارزانی فرموده، معرفتِ فقیر حقیر، از مولوی قدرت الله نقل کنانیده، گرفتند و به چک مبارک رفته این مجموعه[۲۹] مطبوعه از مشفقی میاں محمد غوث جیو نویسانده، ارسال داشتند. خدای کریم مهربان مناقب حضرت گنج بخش صاحب را وسیلۂ آمرزش و مغفرت این عاصی پُرمعاصی فرماید. بمنه و کمال کرمه."

ترجمہ: نسخۂ ثواقب المناقب یعنی مقامات حاجی بادشاہ جو کہ غنیمت کنجاہیؒ کے بھتیجے، طبع عالی والے، میاں محمد ماہ نے تصنیف کی ہے، اتفاقاً بندہ محمد شفیع قادری کے ہاتھ لگا۔ قطبوں کے نتیجہ، حضرت میاں شیر محمد صاحب اور میاں عبدالرحیم صاحب

Marfat.com

دارالسلطنت لاہور میں تشریف لائے اور میری معرفت مولوی قدرت اللہ سے نقل کروا کر لے گئے اور چک [ساہن پال شریف] میں پہنچ کر یہ مجموعۂ دل پسند میرے دوست میاں محمد غوث صاحب سے لکھوا کر میرے پاس ارسال کیا۔ خداوند کریم مہربان اپنی نوازش اور کمال کرم کے باعث حضرت گنج بخش صاحب کے مناقب کو اس سراپا گنہ کار کی بخشش اور مغفرت کا وسیلہ بنا دے۔

اس واقعۂ بالا سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو خاندان نوشاہی کی تاریخی کتابوں سے خاص دلچسپی تھی۔

مطالعۂ کتب کا شوق

آپ کتابوں کے مطالعہ میں اکثر مصروف رہتے۔ آپ کے کتب خانہ کی چند کتابیں اس وقت ۱۳۹۰ ہجری میں مولوی سیّد یعقوب شاہ بن سیّد نور الہدیٰ شاہ خوارزمی حنفی مدظلہٗ کے کتب خانہ میں بمقام کیرانوالہ، متصل مگھووال، ضلع گجرات موجود ہیں، جن میں سے دو کے نام یہ ہیں:

۱۔ شرح عقائد نسفی، للعلامہ التفتازانی، مکتوبہ مولانا فتح محمد کاتبؒ، اس پر یہ عبارت تحریر ہے:

"مالکه صاحبزاده بلند اقبال عالی تبار میاں شیر محمد ولد زبدة الفقرا و الاتقیا شیخ عصمت اللّٰه ولد شیخ برخوردار ولد حضرت نوشه حاجی رحمهم اللّٰه تعالیٰ."

۲۔ حاشیۂ خیالی، مکتوبہ مولانا فتح محمد کاتبؒ، ۱۱۲۳ھ

۳۔ ایک کتاب تحفۃ الاحرار نام آپ نے بہ قیمت بارہ آنے خرید کی۔ اس کا دستخط یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"این کتاب تحفة الاحرار من تصنیف شیخ عبدالرحمٰن جامی طیّب اللّٰه ثراه و جعل الجنة مثواه بتاریخ بیستم شهر رمضان المبارک ۴۳ جلوس والا (۳۰) روز شنبه وقتِ ظهر بعون اللّٰه تعالیٰ انجام رسید. مالکه و کاتبه فقیر، حقیر الحقیر محمد سعید ابن محمد انور. هر که دعویٰ کند کاذب باشد. بدست میاں شیر محمد جیو بقیمت دوازده آنه فروخته شد. مُهر: شیر محمد قادری ۱۱۲۹"

یہ کتاب قلمی آج کل صاحبزادہ سیّد محمد شریف بن سیّد محمد عالم نوشاہی برخورداری کے گھر میں بمقام ڈھل شریف، متصل راہیاں، علاقہ سرائے عالمگیر، ضلع گجرات موجود ہے۔

Marfat.com

گھر میں پردہ داری کا لحاظ

آپ حکمِ الٰہی اور فرمانِ رسالت پناہیؐ کے مطابق گھر میں ستر اور پردہ داری کا خاص لحاظ رکھتے۔ حتیٰ کہ برادران ہم جدّی کو بھی حریم خانہ میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ سیّد عبدالرسول بن سیّد محمد سعید دُولا ہاشمیؒ نے، جو آپ کے ہمسایہ تھے، آپ کے صحن خانہ کی طرف اپنے مکان کی باریاں [کھڑکیاں] رکھیں اور اپنا پرنالہ بھی آپ کے کوچہ میں رکھا۔ آپ نے اُن کو بہتیرا سمجھایا کہ ہم اہلِ ستر ہیں، اس لیے اس طرف کھڑکیاں نہ رکھو اور پرنالہ بھی معمول قدیم کے مطابق اپنی حویلی میں رکھو۔ لیکن انھوں نے نہ مانا۔ آخر آپ نے یہ مقدمہ رائے گوردت مَل امین وفوجدار گجرات کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے مرزا مصاحب بیگ متوسل سرکار کو قراول مقرر کر کے موضع ساہن پال شریف میں بھیجا کہ از روے عدالت سیّد شیر محمد صاحب حق بجانب ہیں۔ اس لیے اس کا فیصلہ موقعہ پر جا کر کرو۔ چنانچہ مرزا مذکور نے باریاں [کھڑکیاں] اور پرنالہ کو سیّد عبدالرسولؒ کی حویلی میں درست کروایا اور مندرجہ ذیل تحریر فیصلہ مصدقہ حکومت بمعہ مواہیر گواہان لکھ کر دی۔ اس تحریر کی نقل معہ ترجمہ یہ ہے:

ذٰلک کذٰلک

[مُہر حاکم وقت]

ایں ذکریست در بیان آن کہ عبدالرسول خلف میاں محمد سعید مرحوم اولادِ قدوۃ الواصلین حضرت نوشہ حاجیؒ بتعدّی خلافِ معمول ناودان حویلی خود بر کوچۂ حقایق آگاہ میاں شیر محمد برادرِ همجدّی خود نهاده بود و هم دریچه ها به طرف خانه های اهلِ ستر داشته. میاں شیر محمد مذکور از راه برادری هرچند به عبدالرسولِ مرقوم گفت که موافق معمول قدیم ناودانِ حویلی در صحن خود دارد، مشارٌ الیه اصلًا روادار نفس الامر نشد. لاچار [ناچار] میاں شیر محمد این مقدّمه را به حضور بندگانِ رفعت و اقبال پناه رای گوردت مَل امین و فوجدارِ چکلۂ گجرات ظاهر نمود. رای صاحب از روی عدالت حق به جانب میاں شیر محمد تحقیق کرده، مرزا مصاحب بیگ متوسل سرکار را قراول مقرر کرده تعیین فرمودند که ناودانِ حویلی عبدالرسول را ازسر کوچه دُور کرده موافق معمول اندرون حویلی درست بکناند. قراول مذکور در موضع صادق پور ساهن پال- که مسکن طرفین است- رسیده، دریچه و ناودانِ حویلی را اندرونِ صحنِ حویلی درست کنانید. هر کرا بر صحّت ایں حال و صدق ایں مقال اطلاعی باشد

Marfat.com

حسبتًا للّٰہ گواهی خود را در ذیل این تذکره ثبت نماید."

گواه شد: محمد نعیم و محمد مراد و محمد منوّر و ابوتراب قادری

مُهر "محمد نعیم قادری"	مُهر "محمد منور"	مُهر "ابو تراب قادری"
شهد بمافیه. فقیر عبدالکریم	شهد بمافیه. فقیر محمد رئیس	شهد بمافیه. فقیر محمد شاکر
گواه شد. حافظ خیرالدین	گواه شد. غلام رسول	گواه شد. بنده روپ نارائن" (۳۱)

بلفظه

ترجمہ: [مہر حاکم وقت]

یہ ایک یادداشت ہے اس بیان میں کہ عبدالرسول ولد میاں محمد سعید مرحوم نے جو اولاد واصلوں کے پیشوا، حضرت نوشہ حاجیؒ سے ہے، معمول کے خلاف جبراً اپنی حویلی کا پرنالہ اپنے ہم جدّی بھائی حقایق آگاہ میاں شیر محمد کے کوچہ کی طرف رکھا تھا اور ان کے اہلِ ستر گھر کی طرف باریاں [کھڑکیاں] بھی بنائی تھیں۔ میاں شیر محمد نے ہر چند برادرانہ طور پر عبدالرسول مذکور کو کہا کہ اپنے پرانے معمول کے مطابق حویلی کا پرنالہ اپنے صحن میں رکھو، مگر اس نے ہرگز تسلیم نہ کیا۔ ناچار میاں شیر محمد نے اس مقدمہ کو بلندی اور اقبال کی پناہ والے، رائے گوردت مل امین وفوجدار چکلہ گجرات کے سامنے پیش کیا۔ رائے صاحب نے عدالت کی رُو سے حق میاں شیر محمد کی طرف تحقیق کر کے مرزا مصاحب بیگ متوسل سرکار کو قراول مقرر کر کے حکم دیا کہ عبدالرسول کی حویلی کے پرنالہ کو کوچہ سے ہٹا کر پرانے طریقہ کے مطابق حویلی کے اندر ٹھیک کروائے۔ قراول مذکور نے طرفین کے مسکن موضع صادق پور ساہن پال میں پہنچ کر باریاں [کھڑکیاں] اور حویلی کے پرنالہ کو حویلی کے صحن میں درست کروایا۔ جس شخص کو اس واقعہ کے صحیح ہونے اور اس بات کی سچائی پر اطلاع ہو وہ خدا کے واسطے اس تذکرہ کے نیچے اپنی گواہی درج کر دے۔

گواہ ہوئے: محمد نعیم اور محمد مراد اور محمد منور اور ابوتراب قادری

مُہر ''محمد نعیم قادری''	مُہر ''محمد منور''	مُہر ''ابوتراب قادری''
گواہ ہوا۔ فقیر عبدالکریم	گواہ ہوا۔ فقیر محمد رئیس	گواہ ہوا۔ فقیر محمد شاکر
گواہ ہوا۔ حافظ خیرالدین	گواہ ہوا۔ غلام رسول	گواہ ہوا۔ بندہ روپ نارائن

بلفظہ

Marfat.com

سجع مہر

آپ کی مہر کا سجع یہ تھا: [از نور عصمت اللہ شیر محمد ست]
کئی قلمی تحریروں پر یہ مُہر ثبت ہے۔

کرامات

تاثیر نگاہ

ایک مرتبہ آپ لاہور میں تشریف فرما تھے۔ مرزا محمد شاکر بالا خانے پر بیٹھا تھا۔ اس پر آپ کی نگاہ پڑی۔ بمجرد نظر کرنے کے وہ تڑپ کر نیچے گر پڑا اور دیر تک وجد و حال کرتا رہا۔ باوجودیکہ نیچے پختہ فرش تھا، مگر اس کو کوئی تکلیف اور ایذا نہ پہنچی۔ (۳۲)

جسپت رائے کو سزا ملنا

سردار جسپت رائے فوجدار ایمن آباد کا شیوہ تھا کہ وہ شیخ برخوردار ہرلؒ کو بہت تکلیف پہنچایا کرتا۔ ایک مرتبہ آپ سفارش کے طور پر اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ فقیر لوگ ہیں، ان کو ایذا رسانی سے باز آؤ۔ وہ نہ مانا۔ آپ نے جلالیت سے فرمایا، تجھ پر قہر نازل ہوگا۔ چنانچہ اُسی رات ایک گراں بہا گھوڑا نقرہ رنگ اس کا مر گیا۔ دوسرے روز خدمت میں آ کر قدم بوس ہوا اور معافی لی۔ (۳۳)

جسپت رائے کا معزول ہونا

پھر ایک دفعہ جسپت رائے مذکور نے شیخ برخوردار ہرلؒ کے قریبیوں میں سے دو شخصوں کو قید کر لیا۔ آپ ان کی رہائی کے لیے تشریف لے گئے، لیکن وہ نہ مانا۔ آپ ناراض ہو کر لاہور چلے گئے۔ وہاں سے آپ کے مرید نواب زکریا خاں بہادر نے بھی اس کو خطوط لکھے، مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر آپ کی غیرت سے وہ بیمار ہو گیا۔ مرنے تک نوبت پہنچ گئی۔ پھر اُس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور حضور کی درگاہ میں دعائے خیر کے واسطے درخواست بھیجی۔ آپ نے فرمایا، وہ تندرست تو ہو جائے گا، لیکن آج کے بعد کبھی کچہری نہ کرے گا۔ چنانچہ وہ تندرست ہو گیا اور کسی جرم کی سزا میں عہدہ سے معزول کر دیا گیا اور قید کر کے ملتان میں بھیج دیا

Marfat.com

گیا۔ (۳۴)

ایک مرید کا نظر نہ آنا

آپ کے مرید میاں محمد صادق لاہوریؒ سے منقول ہے کہ میں اوائل میں نواب زکریا خاں بہادر کا نوکر تھا۔ ایک دن نواب مجھ پر ناراض ہو گیا۔ میں اس کے خوف سے ایک مکان میں چھپ گیا۔ نواب نے نوکروں کو بھیجا کہ جو اُس کو ڈھونڈ کر لائے گا، اس کو انعام دوں گا۔ وہ جستجو کرتے ہوئے میرے پاس آ پہنچے۔ اس وقت میں نے اپنے پیشوا سیّد شیر محمدؒ کو مدد کے لیے پکارا۔

ساربان بار من افتاد خدا را مددی

کہ امید کرمت ہمدم این محمل کرد

آپ نے ایسی غائبانہ توجہ فرمائی کہ میں ان کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا اور ہرگز نظر نہ آتا تھا۔ خواجہ یاقوت خاں وغیرہ اشخاص کے ہاتھ بھی میرے جسم پر پڑے مگر کسی نے مجھ کو معلوم نہ کیا، اور نہ نظر آیا۔ (۳۵)

ف: مؤلف [شرافت] کہتا ہے کہ بزرگوں کی توجہ سے نظر نہ آنا ممکن ہے۔ چنانچہ شاہ ترکمان کے تصرف سے ایک مہاجن دشمنوں کو نظر نہ آیا۔ (۳۶)

ملفوظ۔ آپ فرمایا کرتے تھے، فقیر میں دو وصف ہوتے ہیں، مہر اور قہر۔ فقیروں کی مہر سے دنیا کی آبادی ہے اور دنیا میں ہر طرح کی آسایش ہوتی ہے۔ اور فقیروں کے قہر سے زمانہ میں تکالیف وصعوبتیں آتی ہیں۔ (۳۷)

اولاد

آپ کا نکاح اپنے عمّ بزرگ کی بیٹی سیّدہ صاحب خاتوں بنت سیّد عنایت اللہ زاہدؒ سے ہوا تھا۔ ان کے بطن سے اولاد ہوئی۔ آپ کے پانچ بیٹے تھے:

۱۔ سیّد محمد ماہرؒ
۲۔ سیّد محمد واسعؒ
۳۔ سیّد محمد ماہؒ
۴۔ سیّد محمد شاہؒ
۵۔ سیّد باغ شاہؒ

Marfat.com

یارانِ طریقت

۱۔ مرزا حیات اللہ لاہوریؒ ۲۔ مرزا محمد شاکر لاہوریؒ

۳۔ شیخ عبدالرحیم فقیر لاہوریؒ ۴۔ میاں محمد صادق لاہوریؒ

۵۔ نواب زکریا خاں المعروف نواب خاں بہادر سیف الدولہ دلیر جنگ پسرِ نواب عبدالصمد خاں لاہوریؒ

تاریخ وفات

سیّد شیر محمدؒ کی وفات ۱۱۶۵ھ میں ہوئی۔ مدفون گورستانِ نوشاہیہ۔

مادہ ہائے تاریخ

(۱) آیت شریف: فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون.

(۲) ناظمِ قدسی

Marfat.com

حواشی از مرتّب

۱۔ حیات ربانی کے مسودہ میں سہواً سیّد حافظ محمد شاہ کا نام بطور مصنف لکھا ہے۔ عارف

۲۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۳۰۴۔ مرتب

۳۔ اب ساہن پال شریف، ضلع منڈی بہاءالدین، پنجاب کی حدود میں ہے۔ مرتب

۴۔ یہ بات خواب کی ہے۔ خواب میں مَیں نے ان اشعار کو، بقول صاحب ثمرات الافکار، آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ ویسے وہ اشعار آپ کے کسی دوست مولانا مظفر کے ہیں۔ شرافت

۵۔ شهاب الدين حفص عمر بن محمد بن عبدالله السهروردی، عوارف المعارف، ضبطه و صحّحه محمد عبدالعزيز الخالدی، منشورات دارالكتب العلمية، بيروت، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، ص ۱۰۵ (باب ۲۲).

عارف

۶۔ یہ روایت بھی عوارف المعارف، ص ۱۲۳ (باب ۲۵) میں موجود ہے، بدین الفاظ: عن إنس قال: كنا عند رسول الله- صلّى الله عليه وسلّم- إذ نزل عليه جبريل- عليه السّلام- فقال: يارسول الله إن فقراء امتک يدخلون الجنة قبل الاغنياء بنصف يوم و هو خمسمائة عام؛ ففرح رسول الله- صلّى الله عليه وسلّم- فقال: "هَلْ فِيْكُم مَنْ يُنْشِدُنَا؟" فقال بدوی: نعم يارسول الله، فقال: "هات" فأنشأ الأعرابی؛

قد لسعت ... الخ

فتواجد رسول الله- صلّى الله عليه وسلّم- و تواجد الأصحاب معه حتى سقط رداؤه عن منكبه.

۷۔ "تروتح القلوب" کے بارے میں یہ مضمون شریف التواریخ، ج ۳، ح ۳، ص ۲۲۳ سے منقول ہے۔ مرتب

۸۔ نقل از تروتح القلوب

۹۔ نقل از تروتح القلوب

۱۰۔ نقل از تروتح القلوب

۱۱۔ شریف التواریخ، جلد ۲، ص ۵۳۰

Marfat.com

۱۲۔ ایضاً، ص۱۱۸۹

۱۳۔ اصل عبارت یہ ہے: ''چون معاملۂ عارف به صرف ذات تعالی و تقدس می افتد و جمیع نسب و اعتبارات ساقط می گردد، در آن موطن عروج تعسر می شود و بی علاقه وتعلق بر آمدن دشوار می نماید. در این وقت گاه باشد که به حُکم "النظرة الاولی لک" نگاه اوّل که به مظاهر جمیله تعلق کند در این مقام مدد نماید و به سرعت بالا برود و از مجاز که قنطرۂ حقیقت گفته اند به حقیقت رساند.'' مکتوبات امام ربانی، جلد ثالث، مطبع منشی نول کشور، باردوّم، ص۱۰۰-۱۰۱۔ عارف

۱۴۔ اصل عبارت یہ ہے: ''در عالم مجاز هر کسی را که با دیگری انس و الفت و سکونت و آرام است، همه از ظلال مقام خُلّت است و هم چنین هر بسطی و لذتی و آرامی که از صور حسنه و مظاهر جمیله کائن است از مقام خُلّت است.'' حوالۂ مذکور، ص۱۴۸۔ عارف

۱۵۔ اصل فارسی عبارت یہ ہے: ''حضرت جدّ شریف در کواکب دُرّیه رقم نموده اند که حضرت ابوالعلی را تعشّق تام بر یک جاریه بُود.'' روضۃ القیومیہ، رکن سوم، ص۹۹۔ مخطوطہ، کاتبان محمد یونس و پیر بخش وحیدراللہ خان، بتاریخ غرّہ صفر ۱۳۰۱ھ، ذاتی کتب خانہ مطلوب الرسول مجدّدی، لِلّہ، ضلع جہلم۔ بشکریہ صاحب زادہ حسن فواز شاہ، نڑالی، تحصیل گوجر خان، جن کے پاس اس مخطوطہ کا عکس ہے۔

۱۶۔ طبقات نوشاہیہ، شریف التواریخ کی دوسری جلد کا نام ہے۔ حضرت شرافت نے شریف التواریخ کی ہر جلد اور ہر حصے کو، ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے، ان کا الگ الگ نام رکھا تھا۔ عارف

۱۷۔ حضرتِ مصنف نے جن لوگوں کو حافظ محمد حیات ربانی نوشاہی کے شاگردوں میں شمار کیا ہے، وہ از روے قرینہ وقیاس ہے۔ قرینہ یہ ہے چونکہ حافظ صاحب ساہن پال میں اپنے والد ماجد کے مدرسہ میں پڑھاتے تھے اور جن حضرات کے اسماء لکھے گئے ہیں (ماسوئ نمبر ۴۹ کے) وہ سب آپ کے ہم جدّی برادری سے، آپ کے ہم عصر تھے اور ساہن پال میں رہتے تھے، اس لیے قیاس ہے کہ ان سب حضرات نے حافظ صاحب سے ہی تعلیم پائی ہوگی! میری اس راے کو شریف التواریخ، ج۲، ص۲۳۶-۲۳۷ کے ایک بیان سے بھی تقویت ملتی ہے۔ عارف

۱۸۔ آخری تین مادّہ ہاے تاریخ از شریف التواریخ، ج۲، ص۵۵۷؛ ج۳، ح۳، ص۲۲۴ سے نقل کیے گئے ہیں۔ مرتّب

۱۹۔ ''خاندان پر احسان'' کا مضمون شریف التواریخ، ج۲، ص۵۵۶ سے قدرے تصرّف سے نقل کیا گیا ہے۔ مرتّب

۲۰۔ یعنی تذکرۂ شعراے پنجاب

Marfat.com

۲۱۔ تذکرہ شعرائے پنجاب، ص ۳۲۱، شائع کردہ اقبال اکادمی، کراچی، مضمون ''حافظ ربانی صاحب مورخین کی نظر میں'' شریف التواریخ، ج ۳، حصہ ۳، ص ۲۲۲-۲۲۳ سے منقول ہے۔ مرتب

۲۲۔ منقول از شریف التواریخ، ج ۲، ص ۵۳۴-۵۴۱

۲۳۔ تذکرۂ نوشاہیہ، قلمی نسخۂ الف، ص ۲۸۶

۲۴۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۶

۲۵۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۷

۲۶۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۷

۲۷۔ تذکرہ نوشاہیہ، ص ''ج''

۲۸۔ یہ نسخہ ثواقب المناقب مکتوبہ مولوی قدرت اللہ۔ آج کل صاحبزادہ الطاف حسین بن سیّد فضل حسین برخورداری کے گھر میں بمقام نوشہ پور [مضافِ مزارِ حضرت نوشہ] موجود ہے۔ شرافت

۲۹۔ مجموعہ سے مراد تذکرۂ نوشاہیہ ہے۔ یہ نسخہ مکتوبہ میاں محمد غوث آج کل سیّد پیر ولی بن سیّد عارف حق برخورداریؒ کے گھر میں بمقام مزنگ، لاہور موجود ہے۔ اسی نسخہ کے خاتمہ سے میں نے یہ عبارت یہاں نقل کی ہے۔ شرافت

۳۰۔ ۴۳ جلوس والا سے اورنگ زیب عالمگیر کا سنہ جلوس مراد ہے۔ اُس وقت ہجری سال ۱۱۱۰ تھا۔

۳۱۔ یہ اصل تحریر سیّد محمد شریف بن سیّد محمد عالم برخورداری کے گھر میں بمقام ڈھل، متصل سرائے عالمگیر موجود ہے۔

۳۲۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۷

۳۳۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۸-۲۸۹

۳۴۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۹-۲۹۰

۳۵۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۹۳

۳۶۔ تذکرہ اولیائے ہند، ج ۳، ص ۱۳۳

۳۷۔ تذکرۂ نوشاہیہ، ص ۲۸۸

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مآخذ ومنابع

(مؤلف حافظ محمد حیات، مترجم سید شرافت نوشاہی اور مرتب عارف نوشاہی کے
استعمال کردہ مآخذ، عربی، فارسی، اردو مطبوعات ومخطوطات کی مشترکہ فہرست)

(کتب)

احوال وآثار حضرت قطب الارشاد پیر سیّد ابوالکمال برق نوشاہی قادری، معروف حسین عارف نوشاہی، بزم نوشاہیہ، برطانیہ، ۱۹۸۵ء

احوال وآثار سید شرافت نوشاہی، محمد اقبال مجدّدی، دارالمورخین، لاہور، ۱۹۷۱ء

احوال ومقامات نوشہ گنج بخش، میرزا احمد بیگ لاہوری،
-طبع اوّل: بہ تصحیح عارف نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ۱۹۹۹ء
-طبع دوم: بہ تصحیح عارف نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۱
-رسالہ الاعجاز المعروف رسالۂ احمد بیگ لاہوری، قلمی: نسخۂ ب؛ مکتوبہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی، ۱۳۸۹ھ، کتب خانۂ شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

اخبار الاخیار فی الاسرار الابرار، عبدالحق محدّث دہلوی،
-تصحیح وتوضیح علیم اشرف خان، انجمن آثار ومفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۳ھ ش / ۲۰۰۵ء؛
-عکسی ایڈیشن: فاروق اکیڈمی، گمبٹ، ضلع خیرپور، بلا تاریخ

اذکار نوشاہیہ، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، انجمن سادات نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ۱۹۶۴ء

اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید، محمد بن منور بن ابی سعد بن ابی طاہر بن ابی سعید میہنی، مقدمہ، تصحیح وتعلقات دکتر محمد رضا شفیعی کدکنی، مؤسسۂ انتشارات آگاہ، تہران، ۱۳۶۶ شمسی، ج ۱

اسرار الطریقت، شاہ محمد غوث پشاوری،

Marfat.com

-قلمی، مکتوبہ میاں محمد صلاح، ۱۲۲۷ھ، مملوکہ قاضی رئیس احمد، ڈھوک قاضیاں، ضلع راول پنڈی (اس کا عکس راقم السطور کے پاس ہے)

-اردو ترجمہ: مترجم نامعلوم، ناشر: ملک فضل الدین و ملک چنن الدین و ملک تاج الدین، لاہور، بلا تاریخ

انوار برق، محمد محرم شاہ مظفر نوشاہی، ڈوگہ، ضلع گجرات، ۲۰۰۰ء

انوار نوشاہی موسوم بہ فیض محمد شاہی، سیّد غلام مصطفیٰ نوشاہی، مخزونہ کتب خانہ سید شرافت نوشاہی، لاہور، جلد ۳ (قلمی)

پاکستان میں فارسی ادب، ظہور الدین احمد، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ج ۳، ۱۹۷۷ء؛ ج ۴، ۱۹۸۵ء

تاریخ اوچ، مولوی محمد حفیظ الرحمان بہاول پوری، محبوب المطابع، دہلی، ۱۹۳۱ء

تاریخ ساہن پال ملقب بہ غرائب الاقوال، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، مرتبہ عارف نوشاہی، زیر طبع

تاریخ ضلع گجرات، مرزا اعظم بیگ، گجرات، ۱۸۶۷ء

تاریخ عباسی، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ۱۹۸۵ء

تاریخ مخزنِ پنجاب، مفتی غلام سرور لاہوری، مقدمہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن، دوست ایسوسی ایٹس، لاہور، ۱۹۹۶ء

تحایف اصفیاء یعنی صوفی نوشاہی، محمد حسن ولد بنے شاہ نوشاہی، رن مل، ۲۰۰۶ء

تحایف قدسیہ، پیر کمال قریشی لاہوری، قلمی، بخط سیّد بشیر احمد بشارت نوشاہی، تاریخ کتابت: ۱۳۵۶ھ، کتب خانہ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

تحفۃ القادریہ، ابوالمعالی قادری لاہوری،

-قلمی: کتاب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، شمارہ ۱۱۰۵۹، در مجموعہ، بخط محمد سلیم، تاریخ کتابت ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۴۸ھ

-اردو ترجمہ: مترجم نامعلوم، بہ اہتمام پیر سید محمد سلیم اکبر شاہ، طبع لاہور، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء

تذکرۂ اولیائے گجرات، احمد حسین احمد قریشی، لاہور، بلا تاریخ

تذکرۂ شاہ دولا گجراتی، چراغ بن شاہ مراد قادری، قلمی، کتاب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، نمبر ۲۶۷۸

تذکرۂ شرافت نوشاہی، محمد اقبال مجدّدی، عارف نوشاہی، پورب اکادمی اسلام آباد و ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء

تذکرۂ مجمع النفائس، سراج الدین علی خان آرزو، بہ کوشش زیب النسا علی خان، مہر نور محمد خان، محمد سرفراز ظفر، مرکز تحقیقات فارسی

Marfat.com

ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۶-۲۰۰۴ء، ۳ جلد

تذکرۂ مخزن الغرایب، احمد علی ہاشمی سندیلوی، بہ اہتمام محمد باقر، دانشگاہ پنجاب، لاہور، جلد ۲، ۱۹۷۰ء

تذکرۂ نوشاہیہ، حافظ محمد حیات نوشاہی

- تصحیح و تدوین، مقدمہ و تعلیقات عارف نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد، ۲۰۱۰ء

تذکرۂ نوشاہیہ کے حسب ذیل قلمی نسخے بھی زیر استعمال رہے ہیں، ان کے مکمل کوائف مذکورہ اشاعت کے مقدمہ میں درج ہوئے ہیں:

-**بہاول پور**، کاتب محمد سعادت علی ہمدانی قادری نوشاہی، تاریخ کتابت ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۵۳ھ / ۲۳ نومبر ۱۹۳۴ء، مملوکہ ڈاکٹر عبدالرحمان ہمدانی، بہاول پور

-**تصحیح و تدوین و تحشیۂ تذکرۂ نوشاہی**، محمد احسان، تھیسز پی ایچ ڈی، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

-**جھنڈیر**، شاید بخط نورالمصطفی روشن شاہی نوشاہی (م: ۵ ذیحجہ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۹ء)، میاں مسعود احمد خاں ریسرچ لائبریری، سردار پور جھنڈیر، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی

-**شرافت، نسخۂ الف**، کاتب سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، تاریخ کتابت ۲۶ محرم ۱۳۴۷ھ، کتب خانۂ سید شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

-**شرافت، نسخۂ ج**، کتابت تقریباً تیرہویں صدی ہجری، کتب خانۂ حضرت شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

-**شرافت، نسخۂ د**، کتابت تقریباً تیرہویں صدی ہجری، کتب خانۂ حضرت شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

-**شرافت، نسخۂ و**، کاتب غلام محی الدین بن میاں محمد فیض بخش، کتب خانۂ سید شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، نسخۂ مزنگ کا روٹوگراف ہے۔

-**شرافت، نسخۂ ز**، تاریخ کتابت ۱۲۳۸ھ، کتب خانۂ سید شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، نسخۂ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعہ داری، گجرات کا روٹوگراف ہے۔

-**شیرانی، الف**، مختلف کاتب، تاریخ کتابت ۱۱۹۰ھ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ذخیرۂ شیرانی، نمبر ۶۱۸۸

-**شیرانی، ب**، کاتب امام بخش معروف بہ خلیفہ دسوہندی ولد معز الدین، تاریخ کتابت ۱۷ رمضان ۱۲۳۳ھ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ذخیرۂ شیرانی، نمبر ۲۱۶۰/۵۱۷۱

-**صبغت اللہ**، تاریخ کتابت ۱۱۸۳ھ، برائے صبغت اللہ نوشاہی، مملوکہ بشارت علی ولد محمد اعظم ولد سلطان عالم نوشاہی

Marfat.com

برخورداری، موضع کیہاڑی چھپراں، علاقہ گس گماں، ضلع میرپور، آزاد کشمیر

تذکرۂ نوشہ گنج بخش، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، الکتاب، لاہور، ۱۹۷۸ء

ترویح القلوب، سیّد حافظ محمد حیات ربّانی نوشاہی، قلمی، کتب خانہ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

التفسیر الکبیر، امام فخر رازی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، طبع ثانی، جلد ۲۱-۲۲

تقویم ہجری وعیسوی، مرتبہ علاّمہ ابوالنصر محمد خالدی ایم اے (عثمانیہ)، کراچی، ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء

توزک جہانگیری، نورالدین محمد جہانگیر، مرتبہ و دیباچہ میرزا محمد ہادی، مطبع نول کشور، لکھنو

ثمرات الافکار، سیّد حافظ قل احمد نوشاہی، مرتبہ سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، قلمی، کتب خانہ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

ثمرات القدس من شجرات الانس، میرزا لعل بیگ لعلی بدخشی، مقدمہ، تصحیح وتعلیقات سید کمال حاج سید جوادی، پژوہشگاہ علوم انسانی ومطالعات فرہنگی، تہران، ۱۳۷۶ھ ش / ۱۹۹۷ء

ثواقب المناقب، محمد ماہ صداقت قادری کنجاہی، قلمی، بخط سید شریف احمد شرافت نوشاہی، تاریخ کتابت ۱۳۴۶ھ، (نسخۂ الف)، کتب خانہ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

چار باغ پنجاب، گنیش داس وڈیرہ، مرتبہ پروفیسر کرپال سنگھ، نظر ثانی پروفیسر دیوان سنگھ صادق، سکھ ہسٹری ریسرچ ڈیپارٹمنٹ، خالصہ کالج، امرتسر، ۱۹۶۵ء

حدیقۃ الاولیاء، غلام سرور لاہوری، تحقیق وتعلیق محمد اقبال مجدّدی، اسلامک بک فاونڈیشن، لاہور، ۲۰۰۰ء، طبع ثانی

حضرت نوشہ گنج بخش: احوال وآثار، تحقیق وتحریر عصمت اللہ زاہد، اردو ترجمہ صاحبزادہ تنویر حسین نوشاہی، مکتبۂ نوشاہیہ، سنگھوئی، ضلع جہلم، ۲۰۰۹ء

خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری، مطبع نول کشور، کان پور، ۱۹۱۴ء

دلائل النبوۃ، ابی عباس جعفر بن محمد المعروف امام مستغفری نسفی

دیوان حافظ، شمس الدین حافظ شیرازی، بہ اہتمام محمد قزوینی وقاسم غنی، کتابفروشی زوّار، تہران، بلا تاریخ

دیوان خاقانی شروانی، بہ کوشش ضیاء الدین سجادی، زوّار، تہران، ۱۳۴۴ھ ش

رسالۂ احمد بیگ؛ دیکھیے: احوال ومقامات نوشہ گنج بخش

رسالۂ تاریخ نامۂ قلعۂ رہتاس، مصنف نامعلوم، باحواشی سید شرافت نوشاہی، مطبوعہ ماہ نامہ المعارف، لاہور، فروری ۱۹۷۰ء

Marfat.com

رسالۂ سماع، سیّد حافظ محمد حیات ربانی، قلمی، کتب خانۂ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

الروضۃ الزکیہ فی حقایق العلمیہ، سیّد حافظ الٰہی بخش نوشاہی، ، مرتبہ سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، قلمی، بخط سیّد شرافت نوشاہی، تاریخ کتابت ۱۳۷۸ھ، کتب خانۂ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

روضۃ القیومیہ، ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجدّدی، رکن سوم و چہارم، مطبوعہ ملک فضل الدین و ملک چنن الدین و ملک تاج الدین تاجران کتب، لاہور، سیوک رام سٹیم پریس، بلا تاریخ

زبدۃ المقامات، خواجہ محمد ہاشم کشمی مجدّدی، مطبع منشی نول کشور، کان پور، ۱۳۰۷ھ

سفرنامۂ اوچ، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، اردو اکیڈمی، بہاول پور، ۱۹۹۹ء

سفینۂ خوشگو، بندرابن داس خوشگو، بہ تصحیح شاہ محمد عطاء الرحمان عطا کاکوی، ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی، پٹنہ، ۱۹۵۹ء، دفتر ثالث

سلک السلوک، ضیاء الدین نخشبی، با مقدمہ و تصحیح و تعلیق و تحشیہ غلام علی آریا، کتابفروشی زوّار، تہران، ۱۳۶۹ھ ش

شاہ عبدالرحمان پاک بھڑی شریف والے، سید شرافت نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ اعظمیہ، مریدکے، ۱۹۷۷ء، طبع دوم بترمیم واضافہ

شاہان گوجر، عبدالمالک رئیس کھوڑی، مطبع معارف، اعظم گڑھ، ۱۹۳۴ء

شجرہ شریف نوشاہی، ابوالکمال برق نوشاہی، ۱۹۶۳ء، طبع دوم (عکسی)

شرح نصاب الصبیان، سیّد گل محمد نوشاہی، قلمی، کتب خانۂ شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

شرف نامہ، نظامی گنجوی، با تصحیح و حواشی حسن وحید دستگردی، بہ کوشش سعید حمیدیان، نشر قطرہ، تہران، ۱۳۷۶ھ ش

شریف التواریخ، سید شریف احمد شرافت نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ۸۴-۱۹۷۹ء، ۳ جلد

شعرناب، صاحب زادہ غلام نظام الدین، مکتبۂ معظمیہ، لاہور، ۱۹۶۸ء

شواہد النبوۃ، عبدالرحمان جامی، بہ کوشش سید حسن امین، ناشر: میر کسری (تہران) و طیب (قم)، ۱۳۷۹ھ ش

صبح گلشن، علی حسن خان، مطبع شاہجہانی، بھوپال، ۱۲۹۵ھ

ضرب شدید بر مفتری عنید، ابوالکمال برق نوشاہی، ڈوگہ، ضلع گجرات، ۱۹۷۳ء

فرحت الناظرین، محمد اسلم بن محمد حفیظ انصاری پسروری، مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی، ۱۹۷۲ء

فرہنگ لاروس، عربی-فارسی، مترجم سیّد حمید طبیبیان، تہران، ۱۳۸۶ھ ش

Marfat.com

فہرست مخطوطات شیرانی، محمد بشیر حسین، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ج۱، ۱۹۷۵ء؛ ج۲، ۱۹۶۹ء، ج۳، ۱۹۷۳ء

فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، احمد منزوی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ج۱۱

فہرستوارۂ کتابہای فارسی، احمد منزوی، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۷۶ھ ش، جلد۳

کارنامۂ عشق، آنند رام مخلص، تصحیح و مقدمہ محمد اقبال شاہد و محمد صابر، گروہ ادبیات فارسی دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۲۰۰۷ء

کشف المحجوب، علی بن عثمان ہجویری، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات محمود عابدی، سروش، تہران، ۱۳۸۳ھ ش

کلیات سعدی براساس تصحیح و طبع شادروان محمد علی فروغی، بہ کوشش بہاء الدین خرمشاہی، تہران، ۱۳۷۹ھ ش

کلیات قصاید خسرو، جمع و تصحیح اقبال صلاح الدین، نیشنل بک فاونڈیشن، لاہور، ۱۹۷۷ء، ج۲

کنز الرحمت، محمد اشرف فاروقی، اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور، ۱۹۱۱ء

کیکو ہرنامہ، رایزادہ دیوان دُنی چند، بہ اہتمام محمد باقر، پنجابی ادبی اکادمی، لاہور، ۱۹۶۵ء

گلزار محبت، محمد اکرم غنیمت کنجاہی، مرتبہ عارف نوشاہی، المیر ٹرسٹ لائبریری مرکز تحقیق و تالیف، گجرات، ۲۰۰۸ء

لباب الالباب، محمد عوفی، بسعی و اہتمام ادوارد برون، لیدن، ۱۹۰۳ء

لطائف گل شاہی، سیّد گل محمد نوشاہی، مرتبہ و مکتوبہ سیّد شرافت نوشاہی، قلمی، ۱۳۶۸ھ، کتب خانۂ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

مثنوی معنوی، جلال الدین محمد مولوی، بہ کوشش توفیق ھ. سبحانی، سازمان چاپ و انتشارات وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۷۹ھ ش، چاپ چہارم

مجمع اللطائف، سیّد حافظ محمد حیات ربّانی، قلمی، بخط سیّد شرافت نوشاہی، کتب خانۂ شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف

محدث کبیر حضرۃ شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ پشاوری ثم لاہوری کی دینی اور علمی خدمات، امّ سلمی گیلانی، پشاور، ۱۹۹۰ء

مخزن پنجاب، دیکھیے: تاریخِ مخزنِ پنجاب

مرآت الغفوریہ، امام بخش لاہوری، بہ تصحیح و مقدمۂ معین نظامی

- ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ۱۹۹۹ء، طبع اول؛ [مقدمہ کے بغیر، احوال و مقامات نوشہ گنج بخش کے ساتھ ایک جلد میں شایع ہوئی۔]

- مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، طبع دوم؛ [مقدمہ کے ساتھ]

Marfat.com

-مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ۲۰۰۱ء، طبع سوم [مقدمہ کے ساتھ]
مذکورہ تینوں طباعتوں کے صفحاتِ متن ایک جیسے ہیں۔
معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ، معین مسکین فراہی، مطبع نول کشور، لکھنو، ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء
مرزبان نامہ، سعد الدین وراوینی، بہ کوشش خلیل خطیب رہبر، انتشارات صفی علی شاہ، تہران، ۱۳۷۰ھ ش، طبع چہارم
معدن المعانی، ملفوظات شرف الدین یحیی منیری، اردو ترجمہ، [مترجم: قسیم الدین احمد، بہار، ۱۹۸۵ء]
مقالات عارف، عارف نوشاہی، بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۱۳۸۱ھ ش [ج ۱]
مکتوبات شریف، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، مطبع منشی نول کشور، طبع دوّم
منطق الطیر، فرید الدین عطار نیشابوری، بہ اہتمام صادق گوہرین، انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۷۰ھ ش، طبع ہفتم
''**الموسوعۃ الشعریہ**''، المجمع الثقافی، متحدہ عرب امارات کا جاری کردہ ایک سافٹ ویئر۔
نفحات الانس من حضرات القدس، عبد الرحمان جامی، بہ تصحیح محمود عابدی، اطلاعات، تہران، ۱۳۷۰ھ ش
نوشہ پیر، ابوالکمال برق نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۶ء
وجہ تسمیہ دیہات پرگنہ دان گلی و پھر ہالہ، برج ناتھ ولد رایزادہ دونی چند عرف بال، جدید مخطوطہ، ناقص الطرفین نسخہ، صاحب زادہ حسن نواز شاہ، ساکن نڑالی، تحصیل گوجر خان، ضلع راول پنڈی
یوسف و زلیخا، عبد الرحمان جامی، تصحیح و تحقیق اعلا خان افصح زاد و حسین احمد تربیت، نشر میراث مکتوب، تہران، ۱۳۷۸ھ ش

(مجلّات)

المعارف، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، مئی ۱۹۷۰ء، مقالہ: شریف احمد شرافت نوشاہی، ''حیاتِ حضرت حاجی محمد نوشہ کے مآخذ''،
اورینٹل کالج میگزین، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، نمبر ۲۶۵-۲۶۸، مقالہ: عصمت اللہ زاہد

Marfat.com

Marfat.com

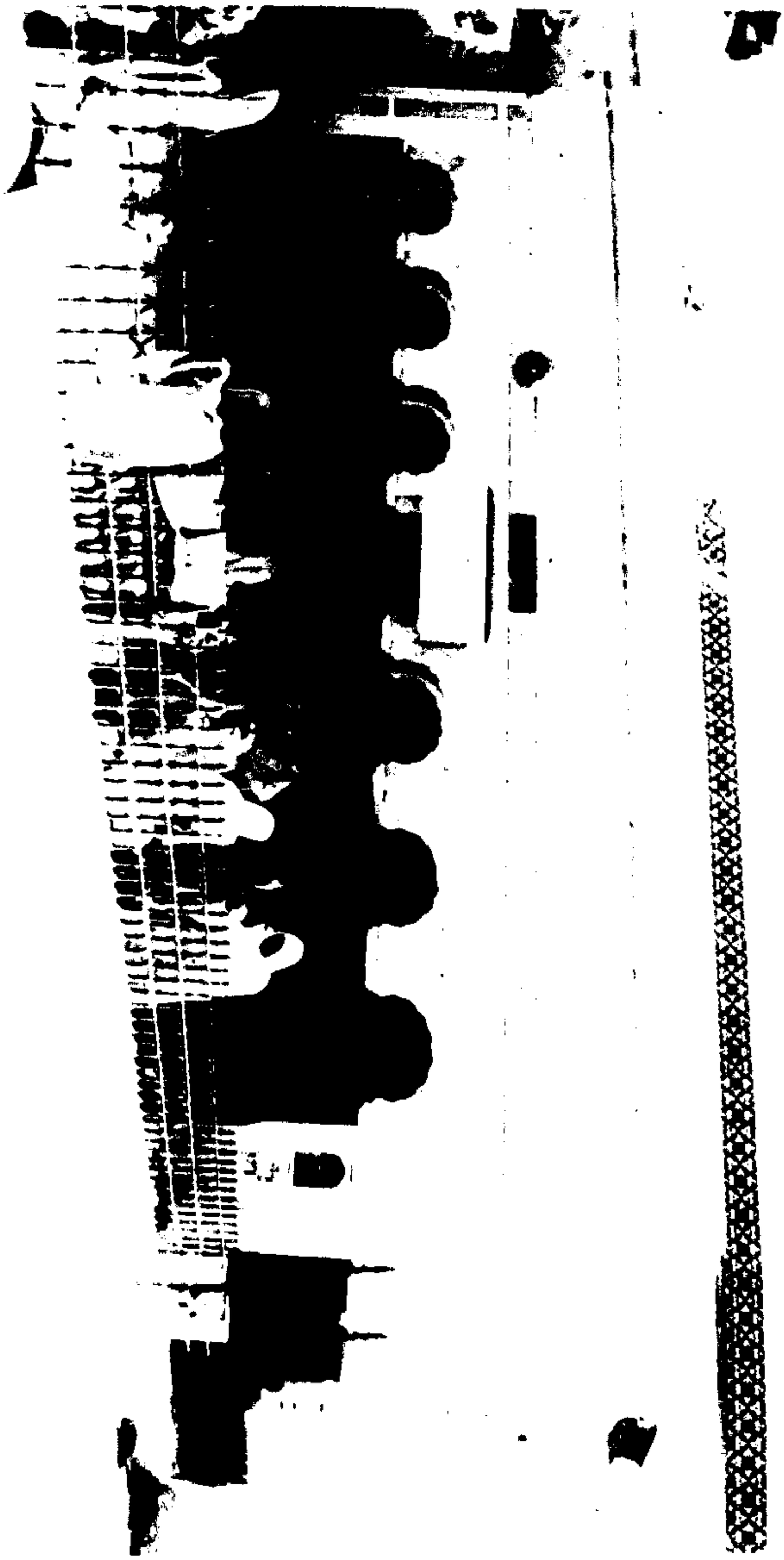

مخدوم سیّد محمد غوث گیلانی کے مزار کا محل، اوچ (۱۹۹۷ء)

Marfat.com

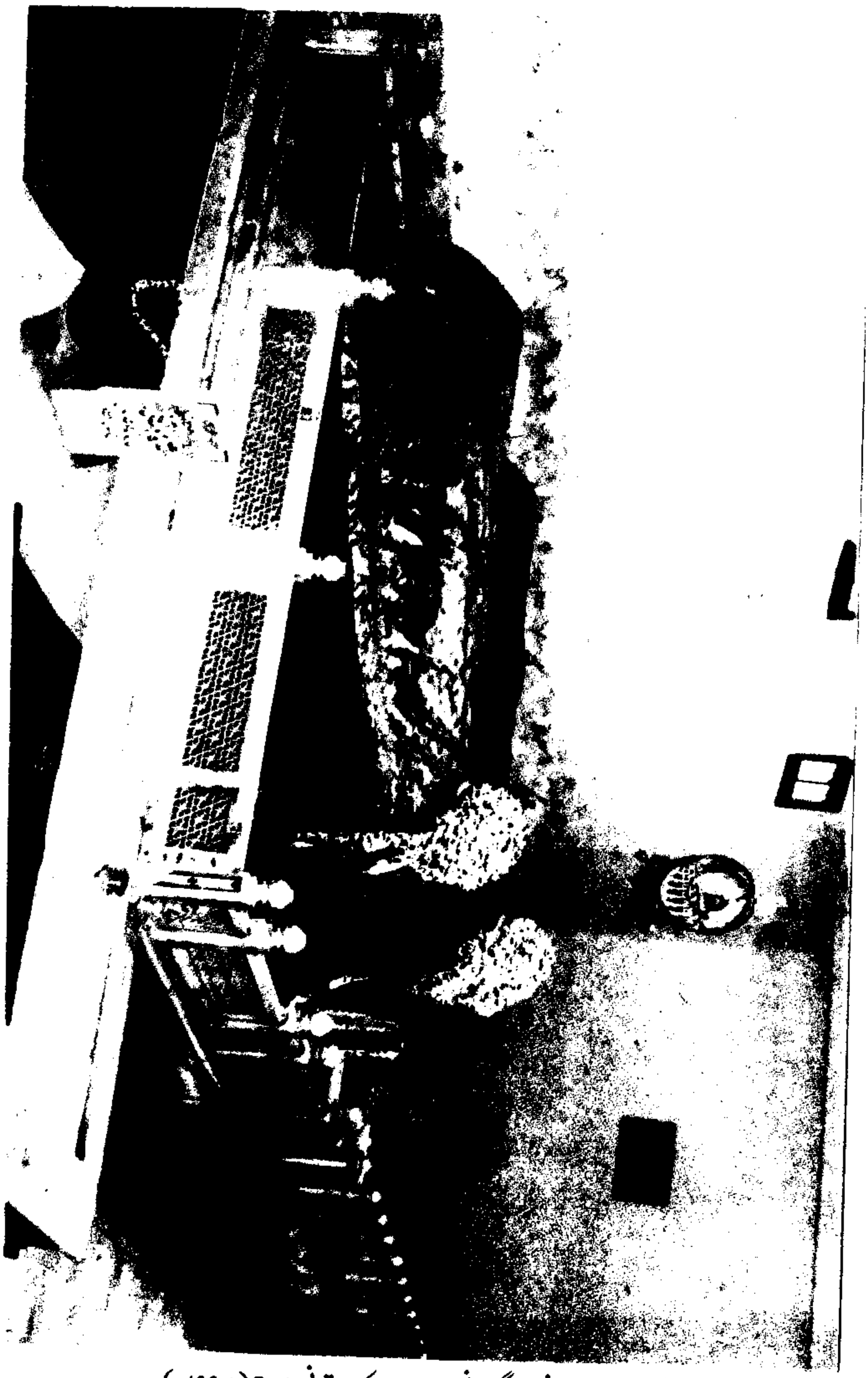

قبور مخدوم سیّد محمد غوث گیلانی و مخدوم مبارک حقانی، اوچ (۱۹۹۷ء)

Marfat.com

گنبد مزار شاہ معروف قادری، خوشاب، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

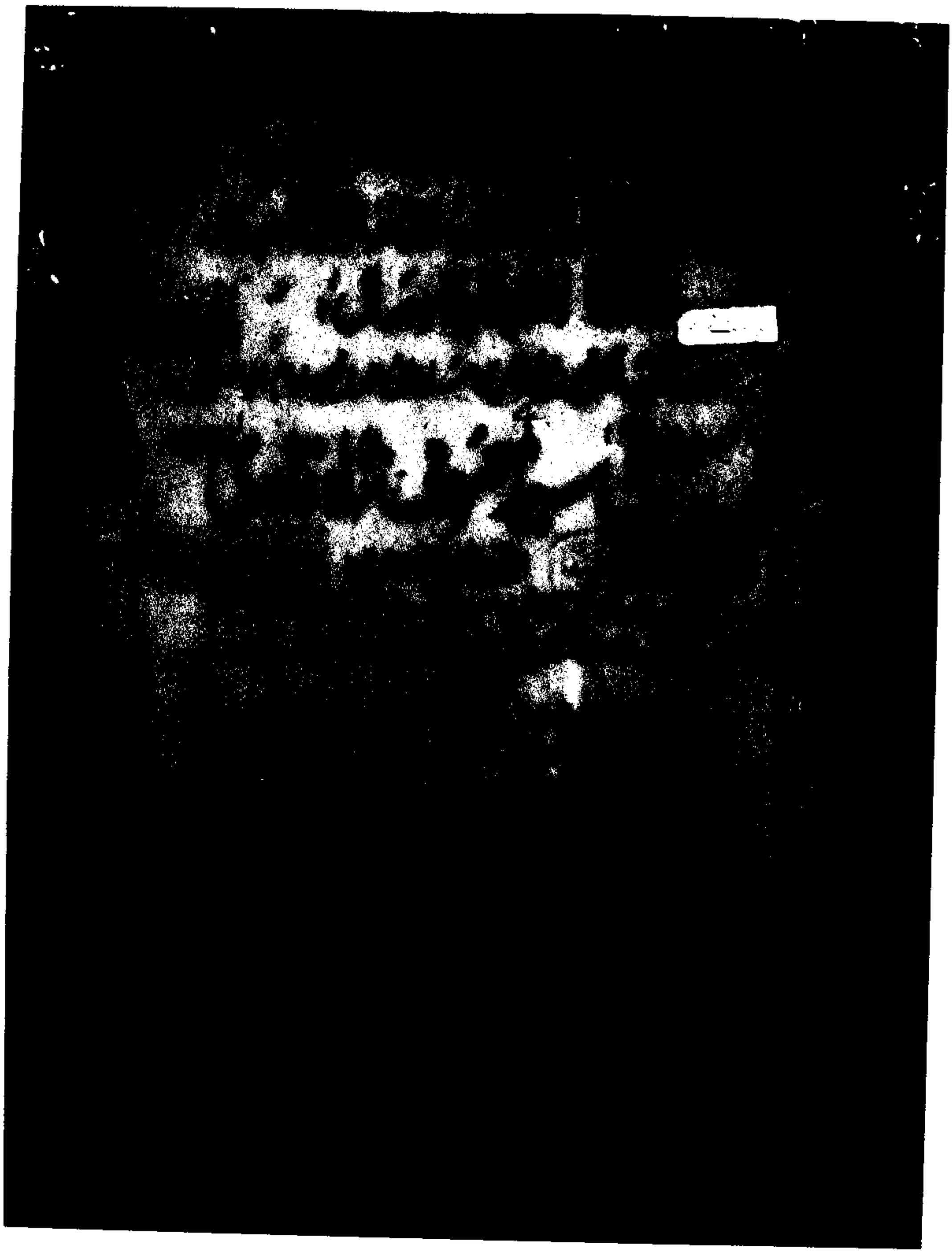

کتبۂ مزار شاہ معروف قادری، خوشاب، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

گنبد مزار شاہ سلیمان قادری، بھلوال، (۲۰۰۹ء)

مزار شاہ سلیمان قادری، بھلوال کی چھت کی تزئین نو (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

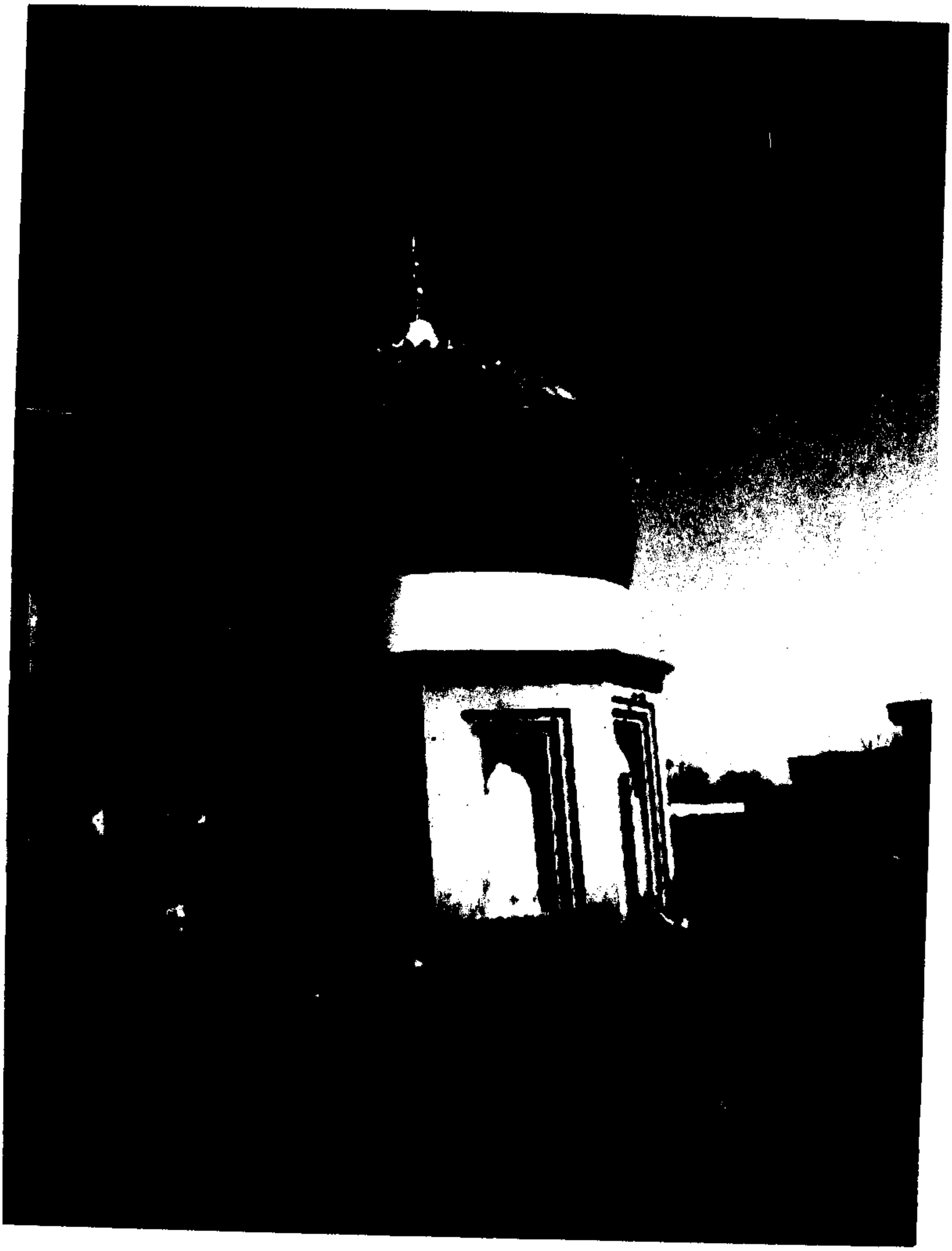

گنبد مزار بی بی جیونی (والدۂ حضرت نوشاہ گنج بخش)، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

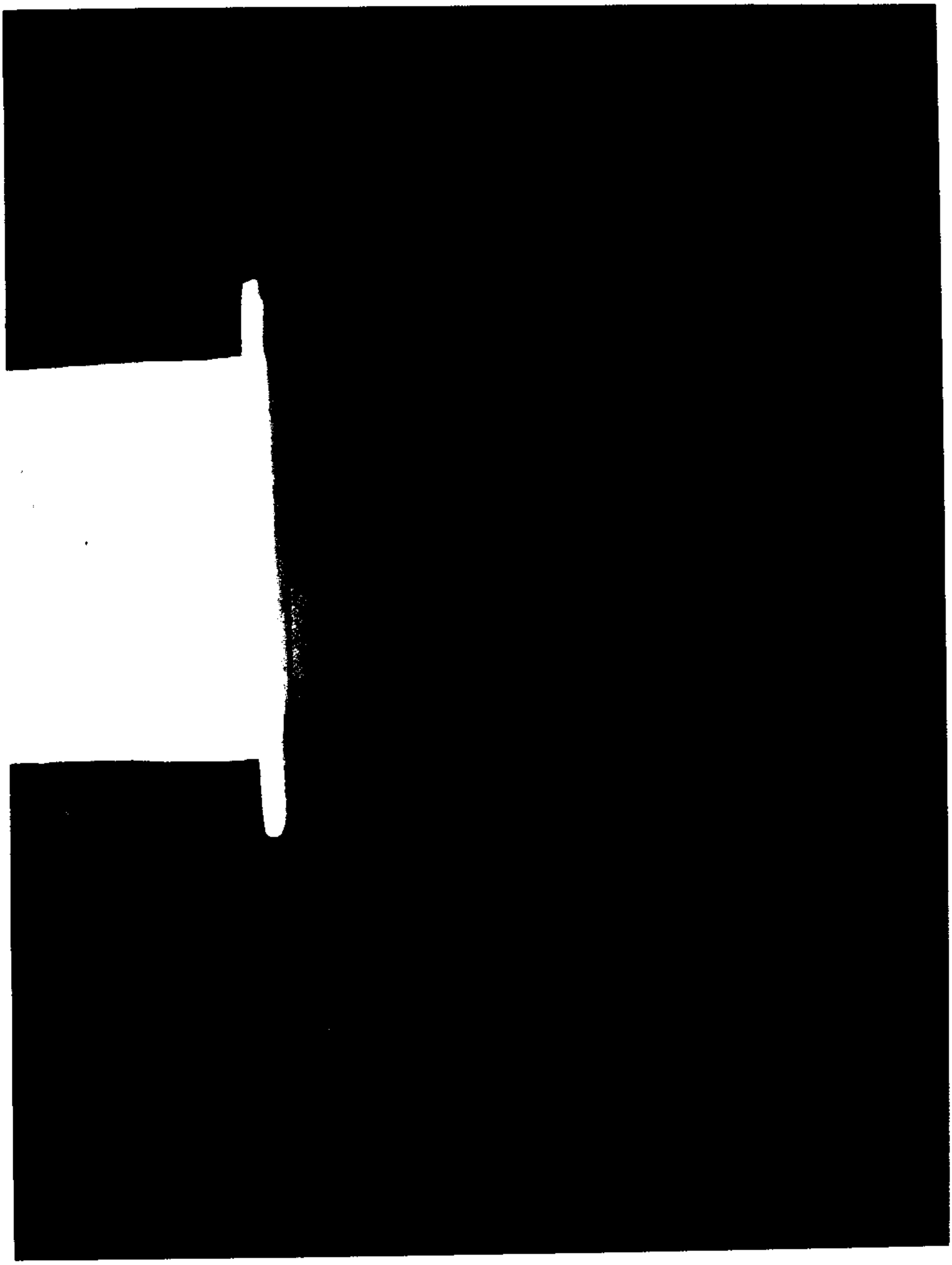

تعویذ و کتبۂ مزار بی بی جیونی (والدۂ حضرت نوشاہ گنج بخش)، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

عمارت مزار حاجی علاء الدین غازی (والد حضرت نوشاہ گنج بخش)، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

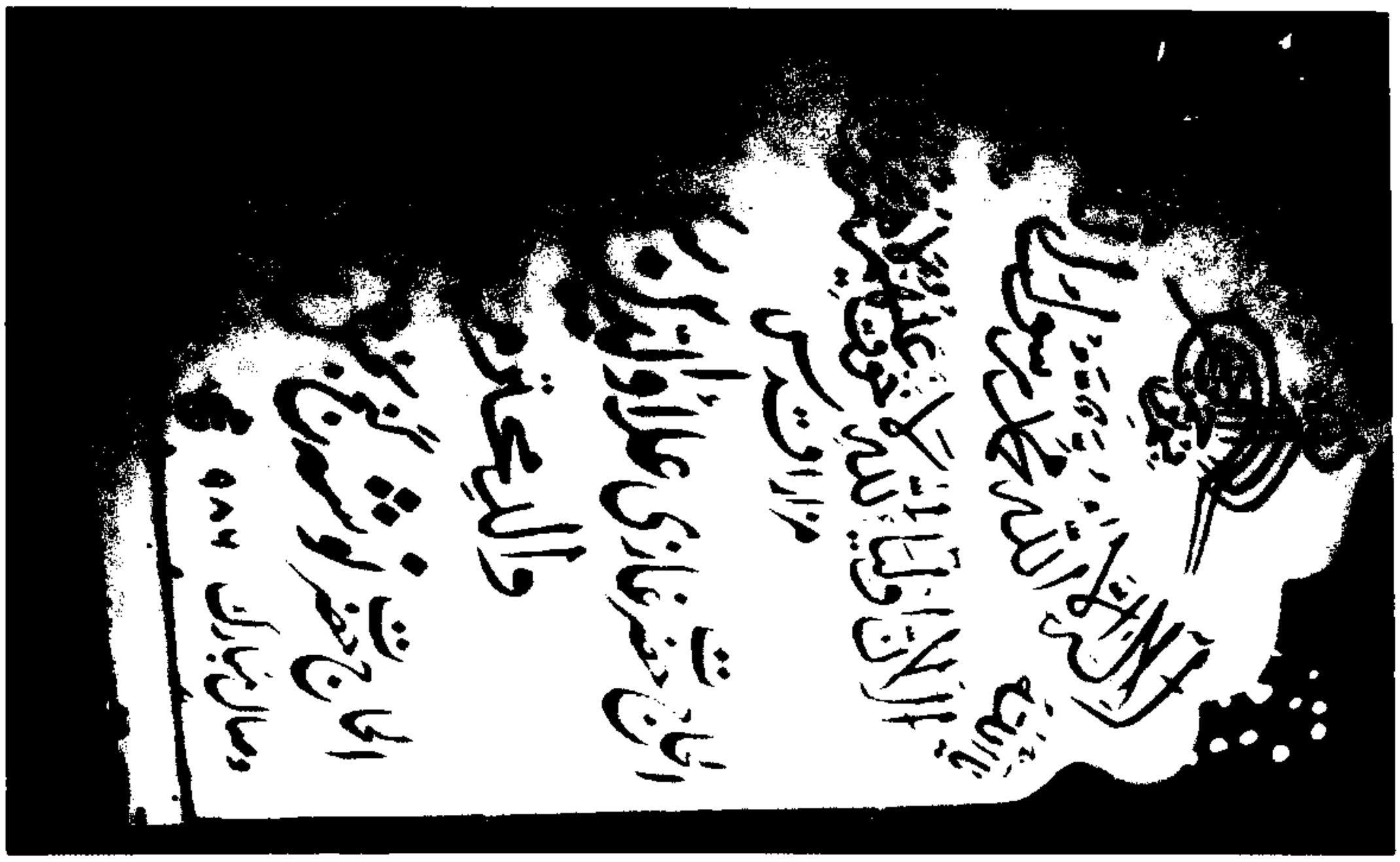

حاجی علاءالدین غازی کی قبر کے سرہانے نصب کتبہ، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

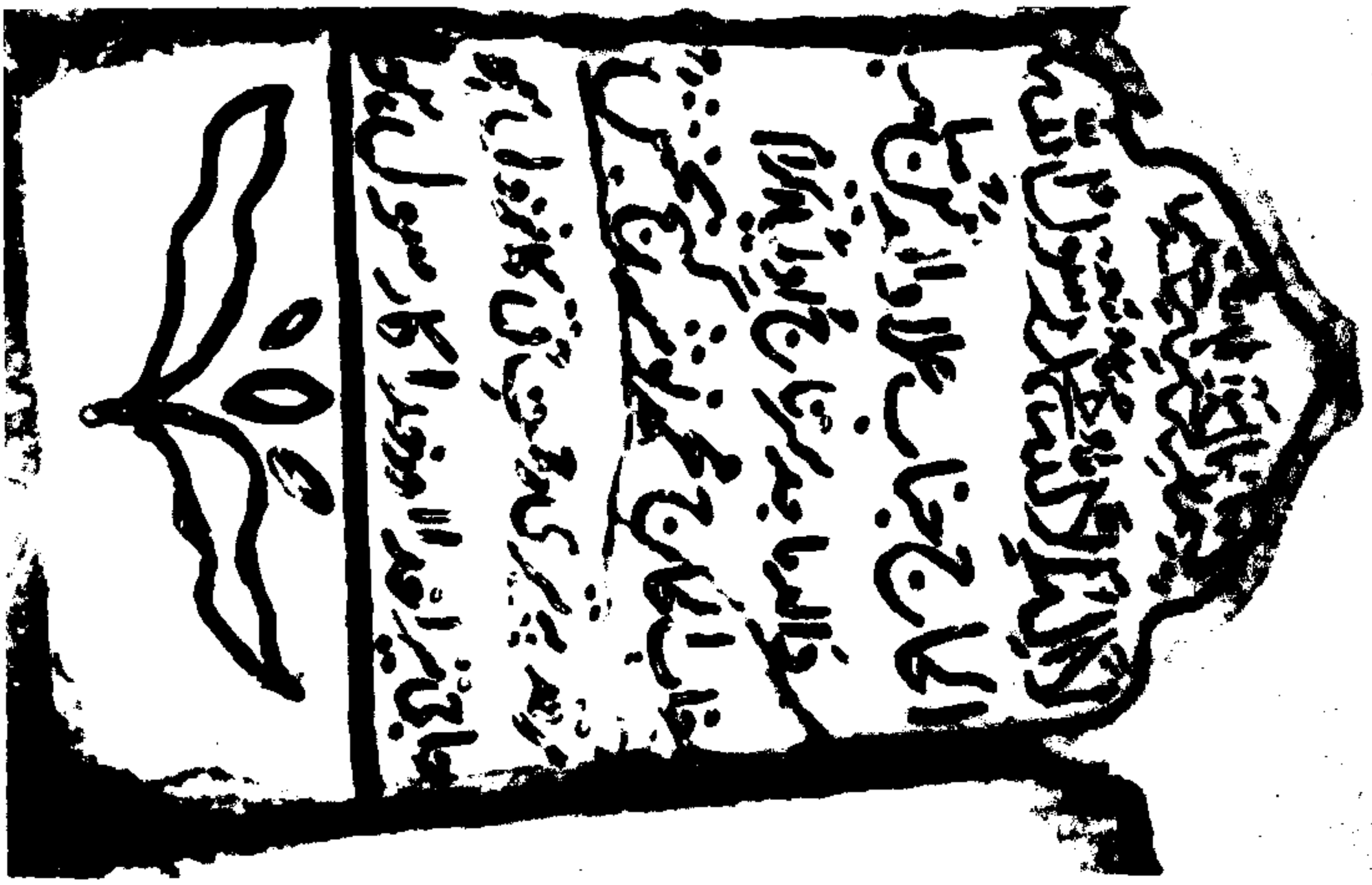

عمارت مزار حاجی علاءالدین غازی کی منڈیر پر نصب ایک قدیم کتبہ، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

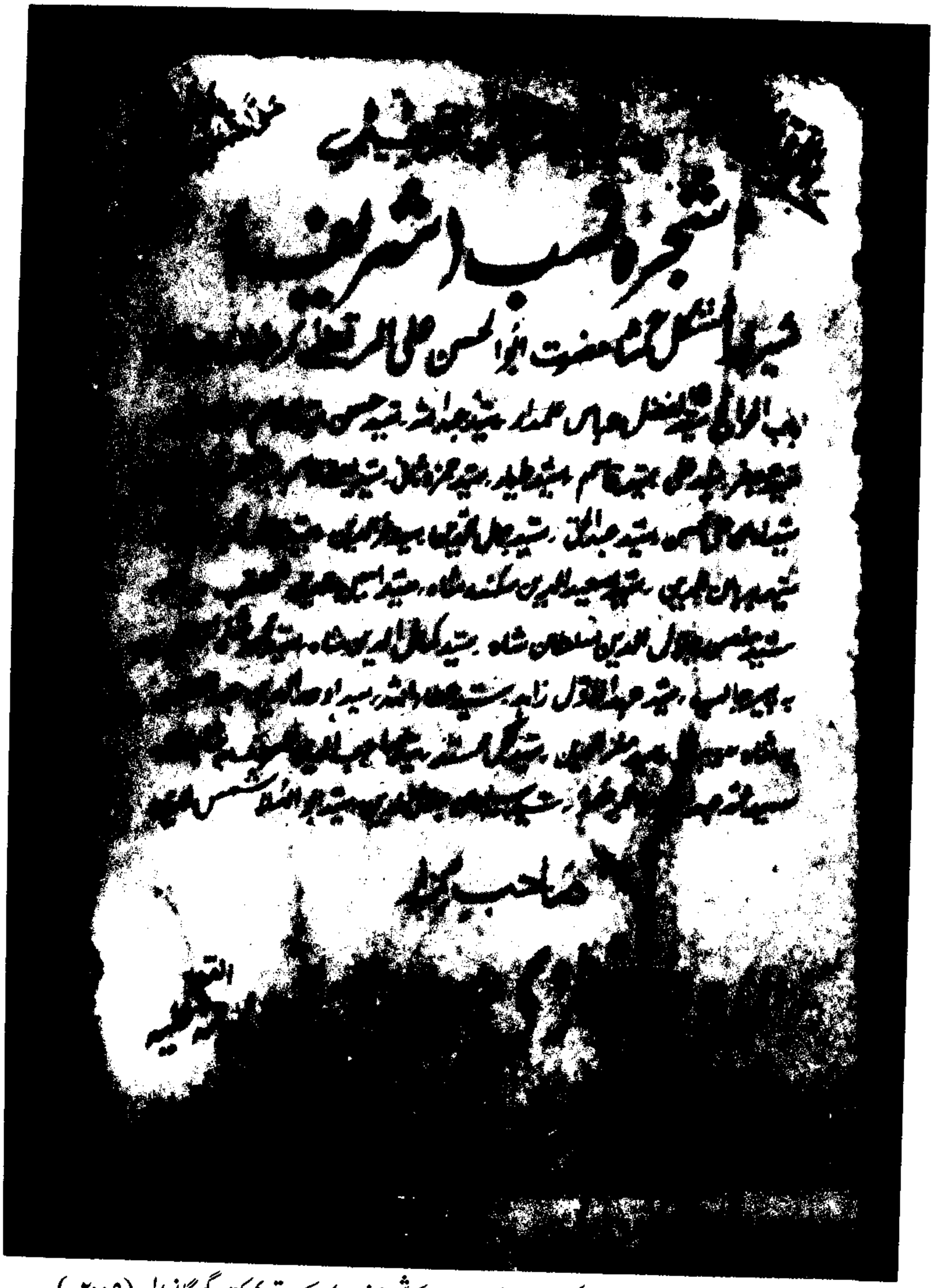

عمارت مزار حاجی علاء الدین غازی کی دیوار پر نصب ان کے شجرۂ نسب کا ایک قدیم کتبہ، گھوگا نوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

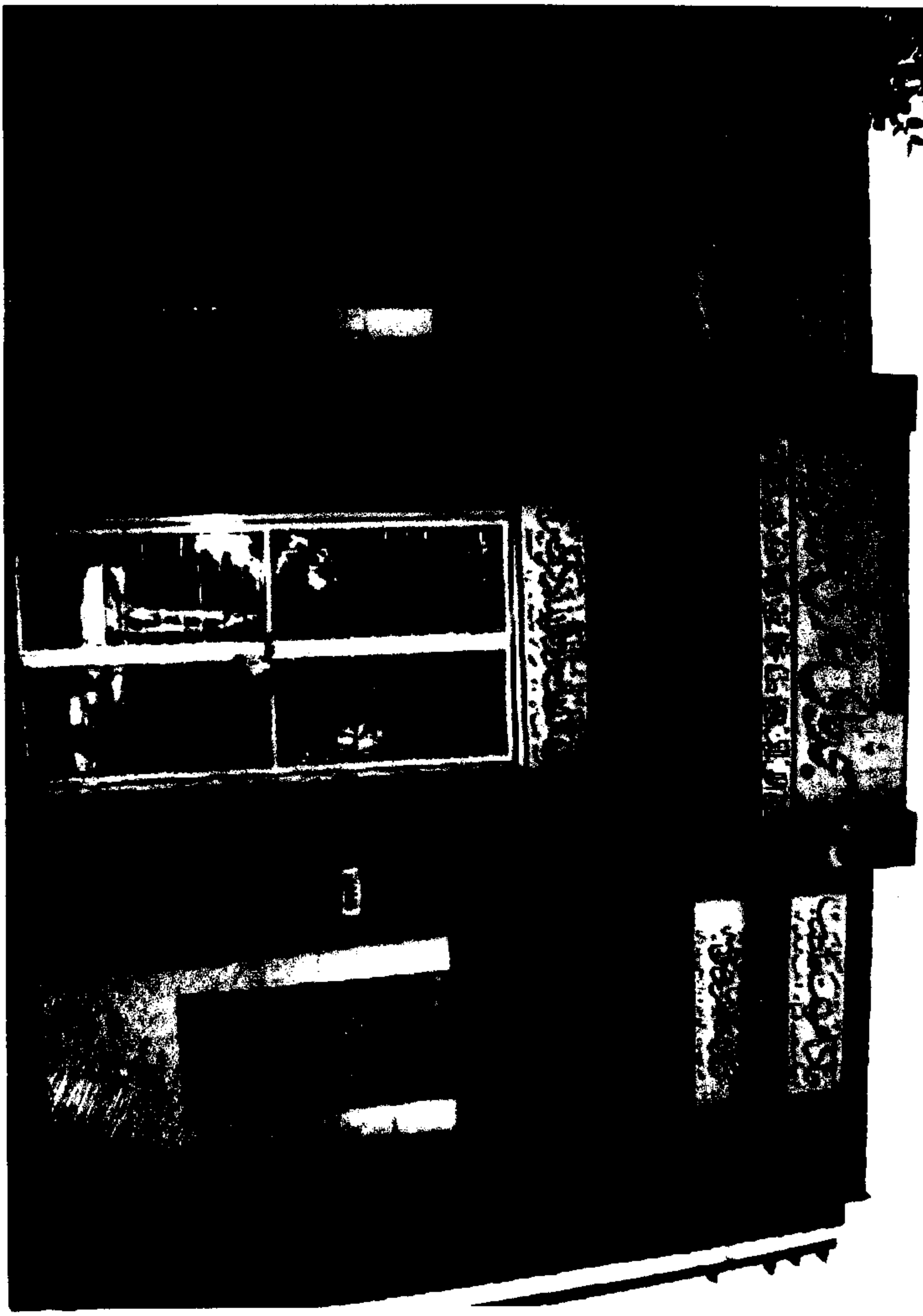

جدید مسجد ملحقہ مزار علاء الدین غازی (والد حضرت نوشاہ گنج بخش)، گھوگانوالی، (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

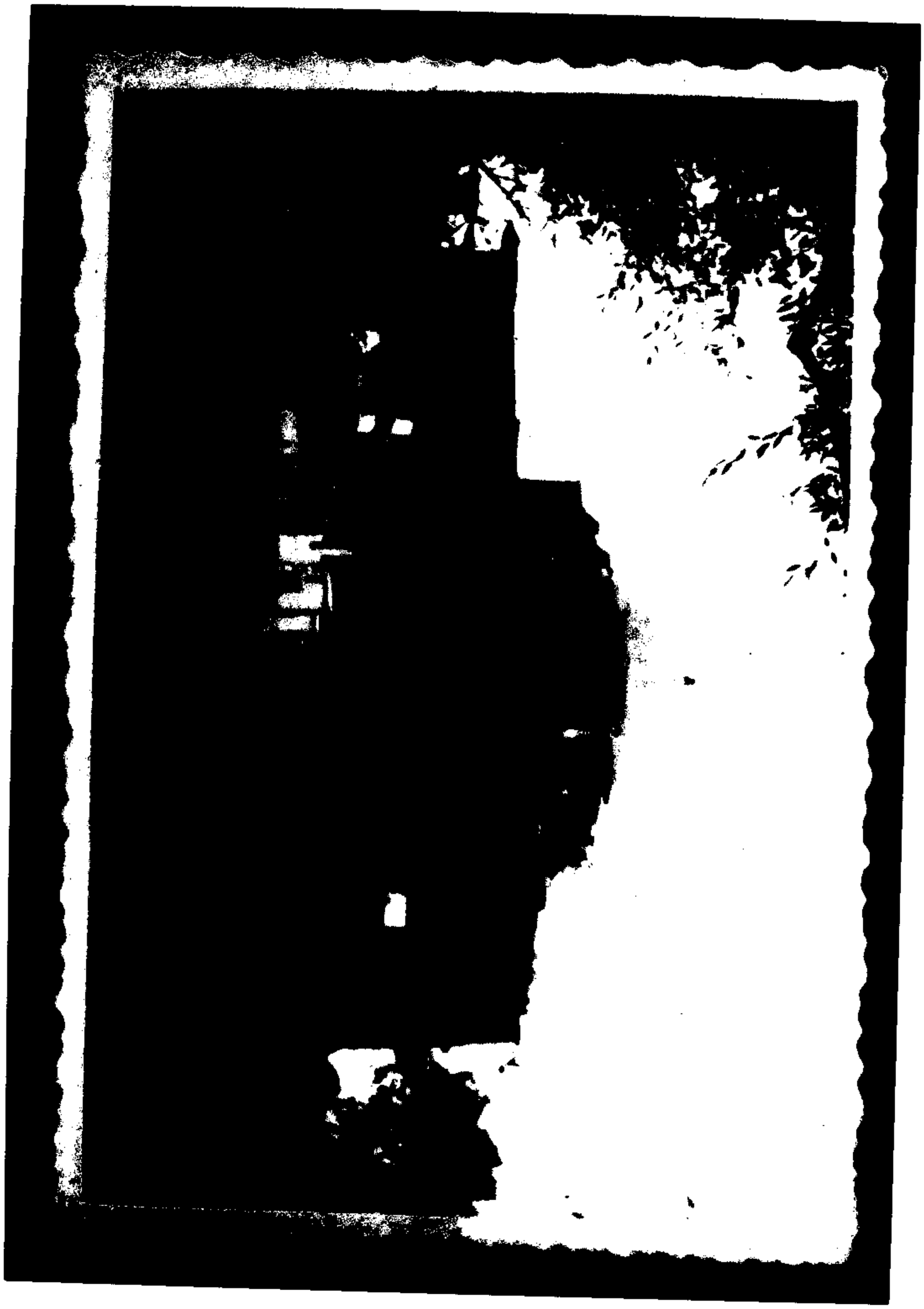

زیرِ تعمیر مزار سیّد حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری کی ایک قدیم تصویر، ساہن پال، (۱۹۶۴ء)

(مأخذ: اذکارِ نوشاہیہ، تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۴ء)

Marfat.com

شعر بخط سیّد شرافت نوشاہی بر دیوار روضۂ حضرت سیّد حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری، جواب موجود نہیں ہے۔ (۱۹۷۰ء)

Marfat.com

گنبد مزار حضرت سیّد حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری، ساہن پال

Marfat.com

سنگِ مزار حضرت سیّد حاجی محمد نوشاہ گنج بخش قادری، ساہن پال

Marfat.com

عمارت مزار حافظ محمد برخوردار وشاہ عصمت اللہ نوشاہی، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

حافظ محمد برخوردار (فرزند اکبر حضرت نوشاہ گنج بخش) کی قبر کا قدیم کتبہ جواب موجود نہیں ہے (۱۹۷۶ء)

Marfat.com

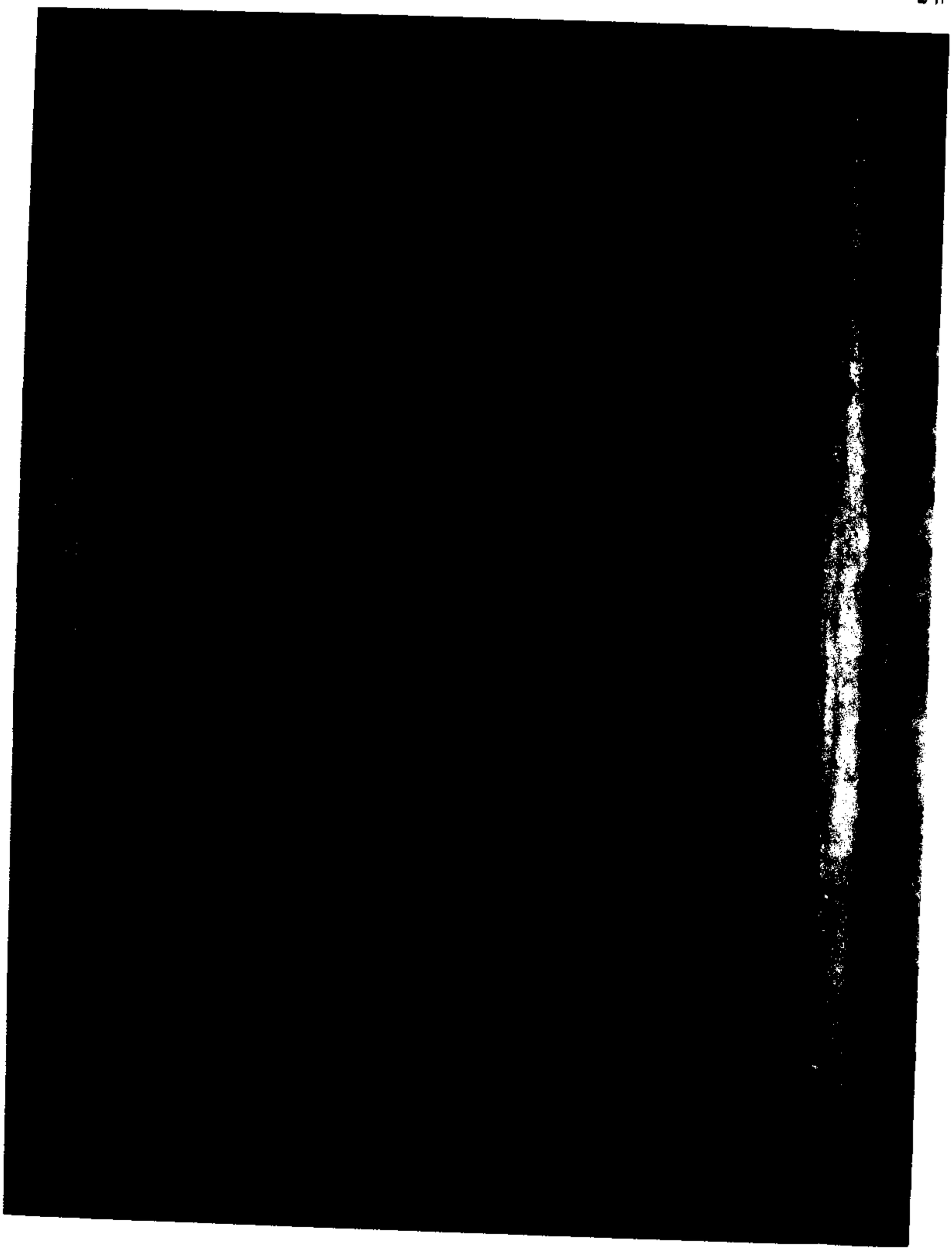

حافظ محمد برخوردار (فرزند اکبر حضرت نوشاہ گنج بخش) کی قبر کا موجودہ کتبہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

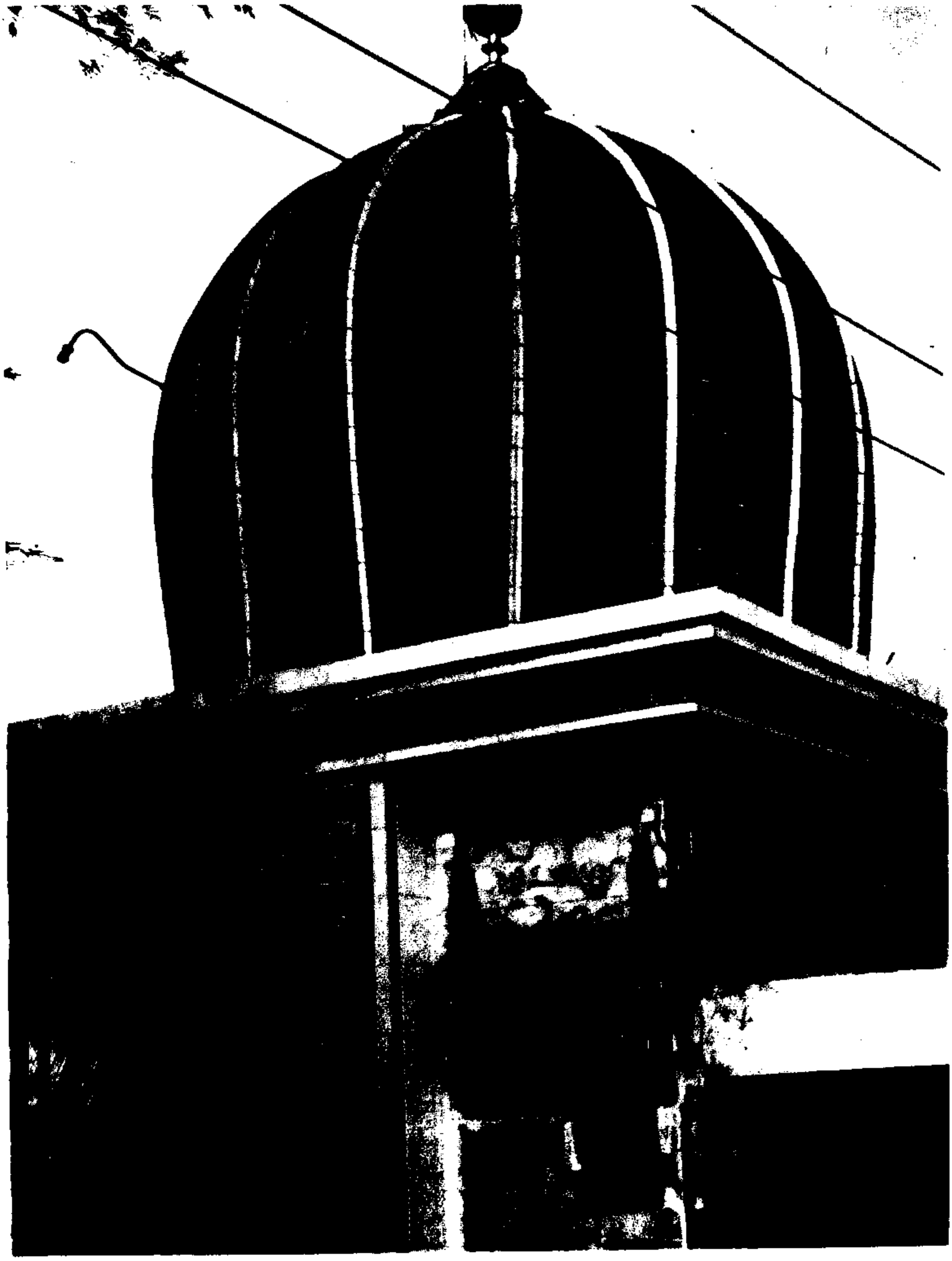

عمارت مزار حضرت محمد ہاشم دریادل، محمد سعید بن محمد ہاشم، عظمت اللہ بن محمد ہاشم،
گورستان نوشاہیہ، سامنے سے منظر (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

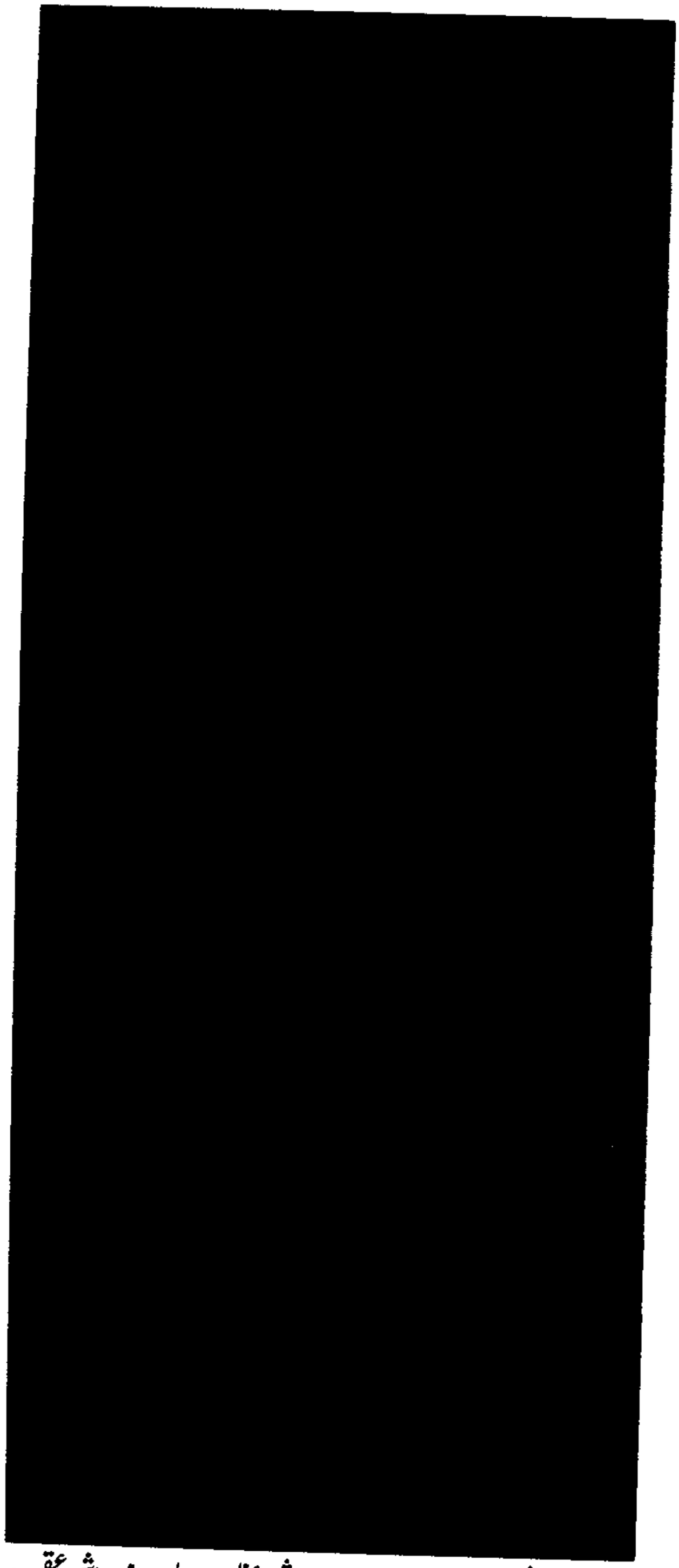

عمارت مزار حضرت محمد ہاشم دریادل، محمد سعید بن محمد ہاشم، عظمت اللہ بن محمد ہاشم، عقبی حصہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

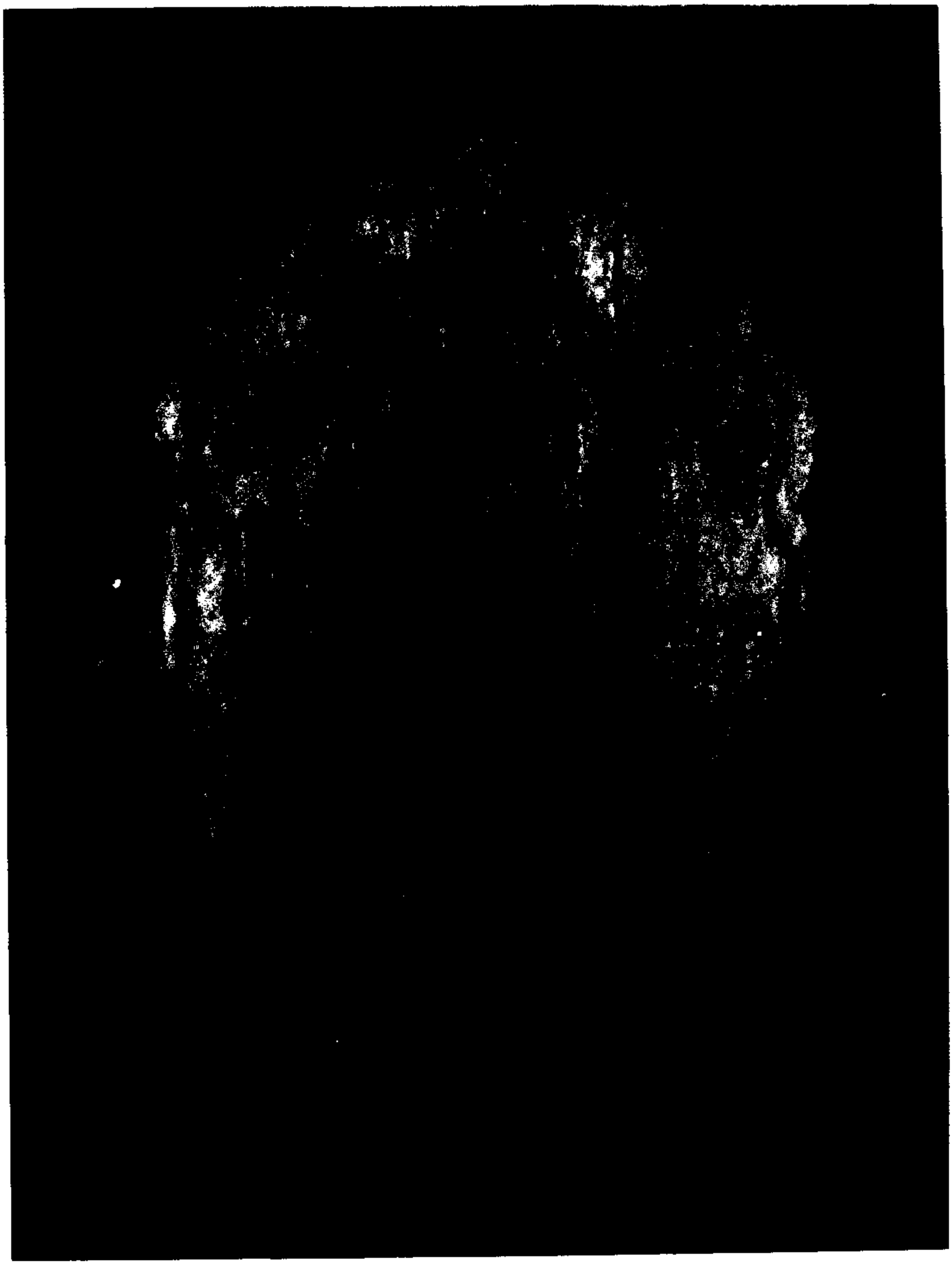

کتبۂ قبر حضرت محمد ہاشم دریادل، کتبے پر درج تاریخ وفات غلط ہے (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

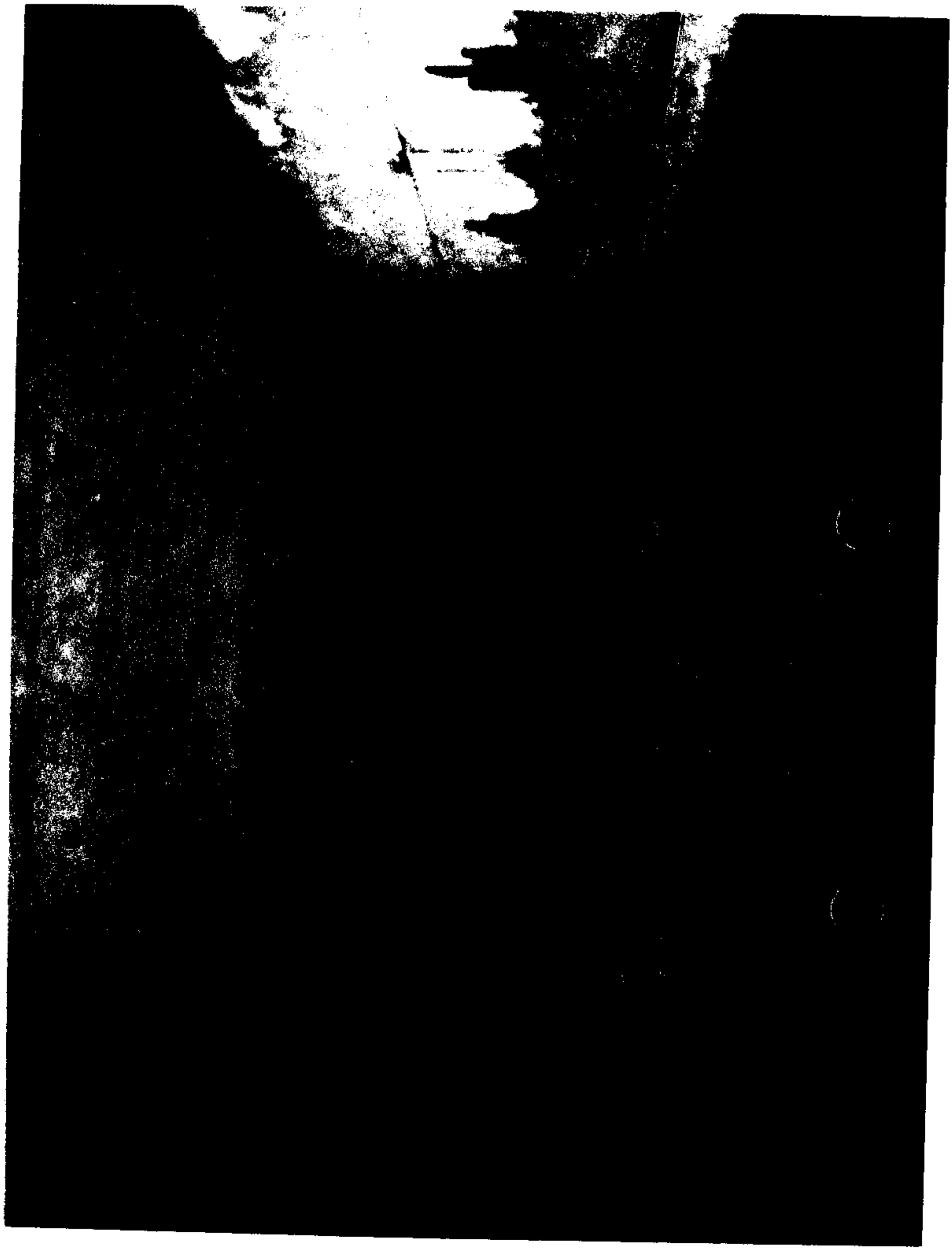

قبر بی بی سایرہ دختر حضرت نوشاہ گنج بخش، ہیلاں (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

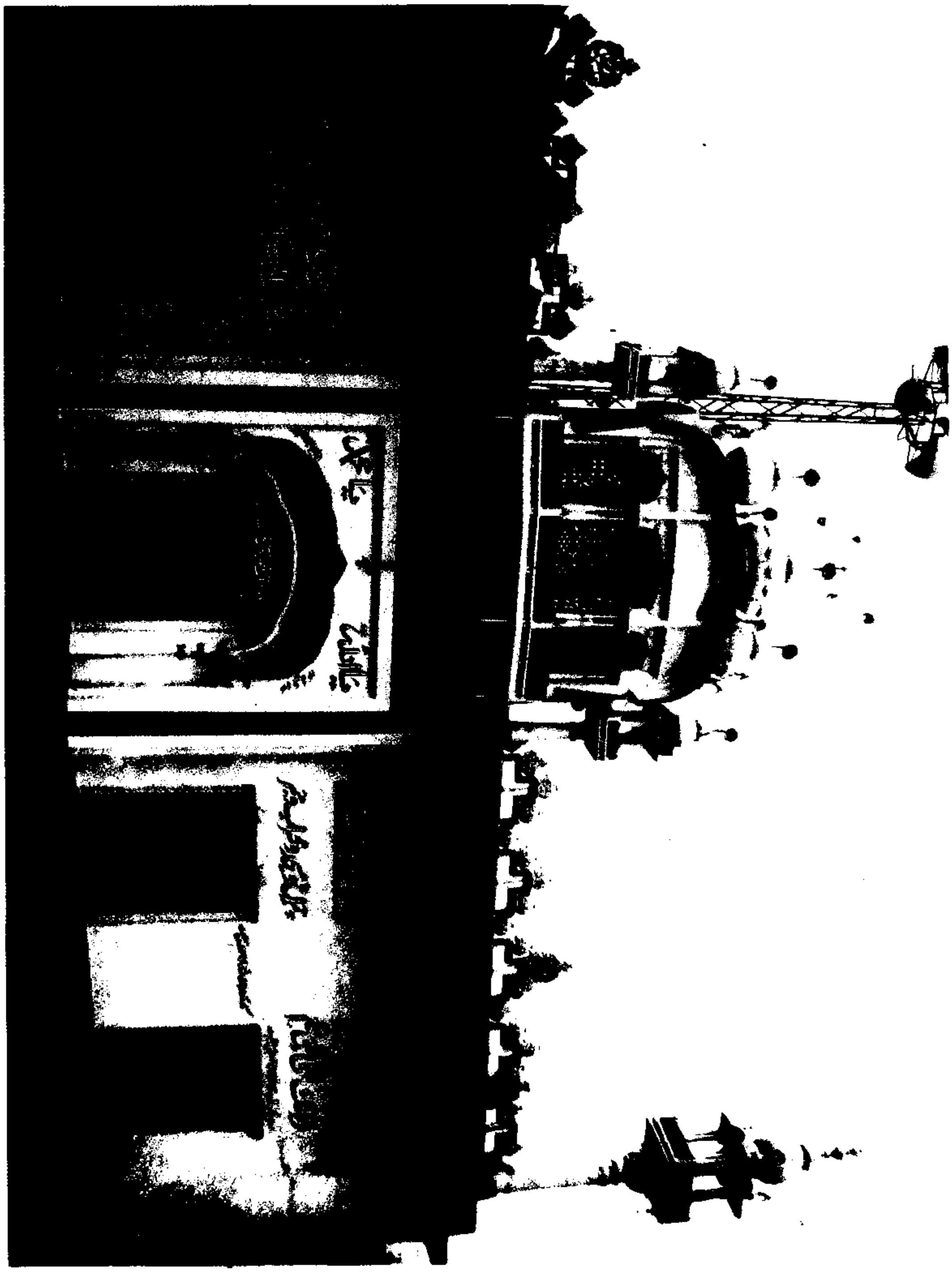

جامع مسجد فاروقیہ، ہیلاں جس کے صحن میں بی بی سایرہ کی قبر ہے (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

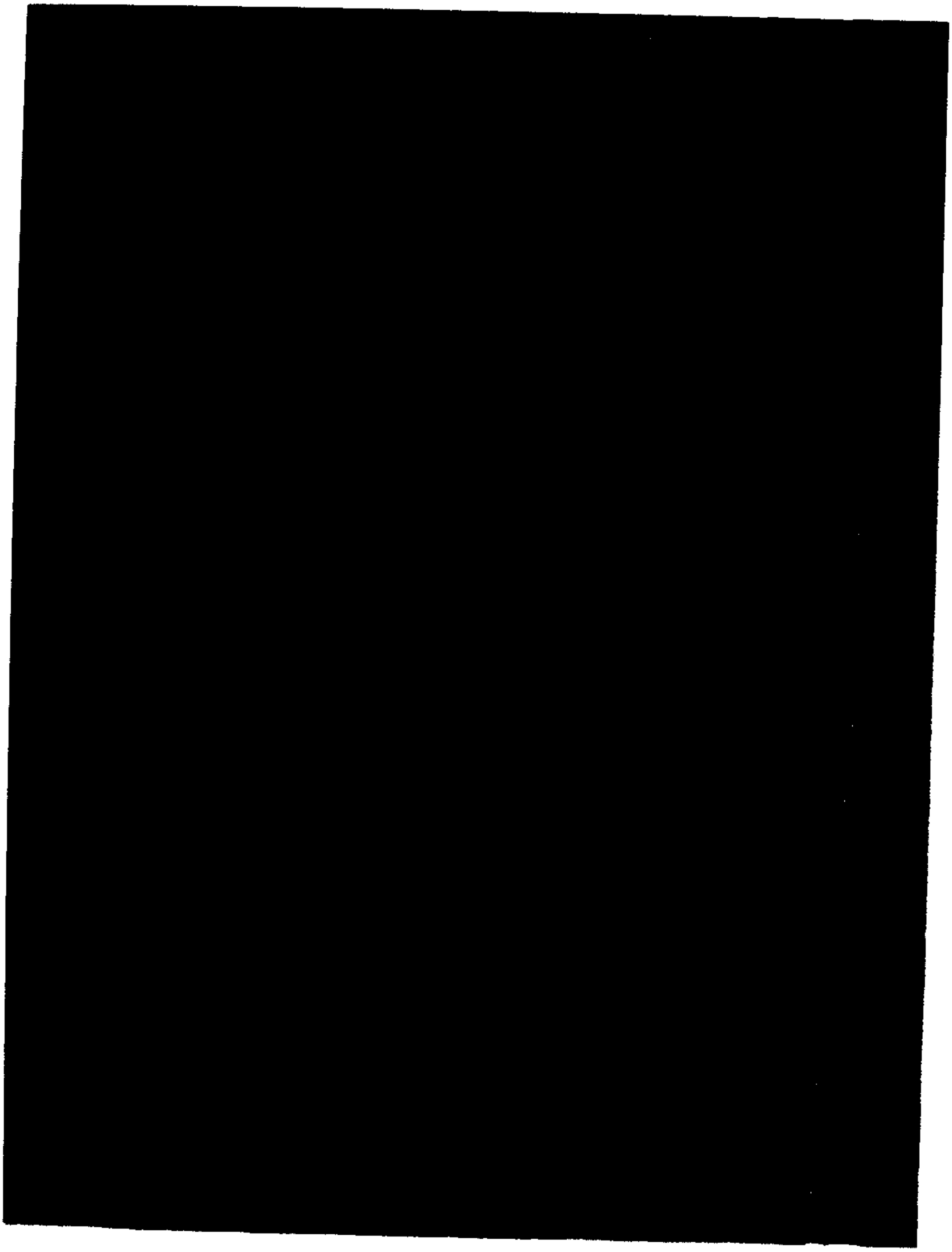

کتبۂ قبر شاہ عصمت اللہ بن حافظ محمد برخوردار (نبیرۂ حضرت نوشاہ گنج بخش)، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

قبر حافظ جمال اللہ بن حافظ محمد برخوردار (نبیرۂ حضرت نوشاہ گنج بخش)، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

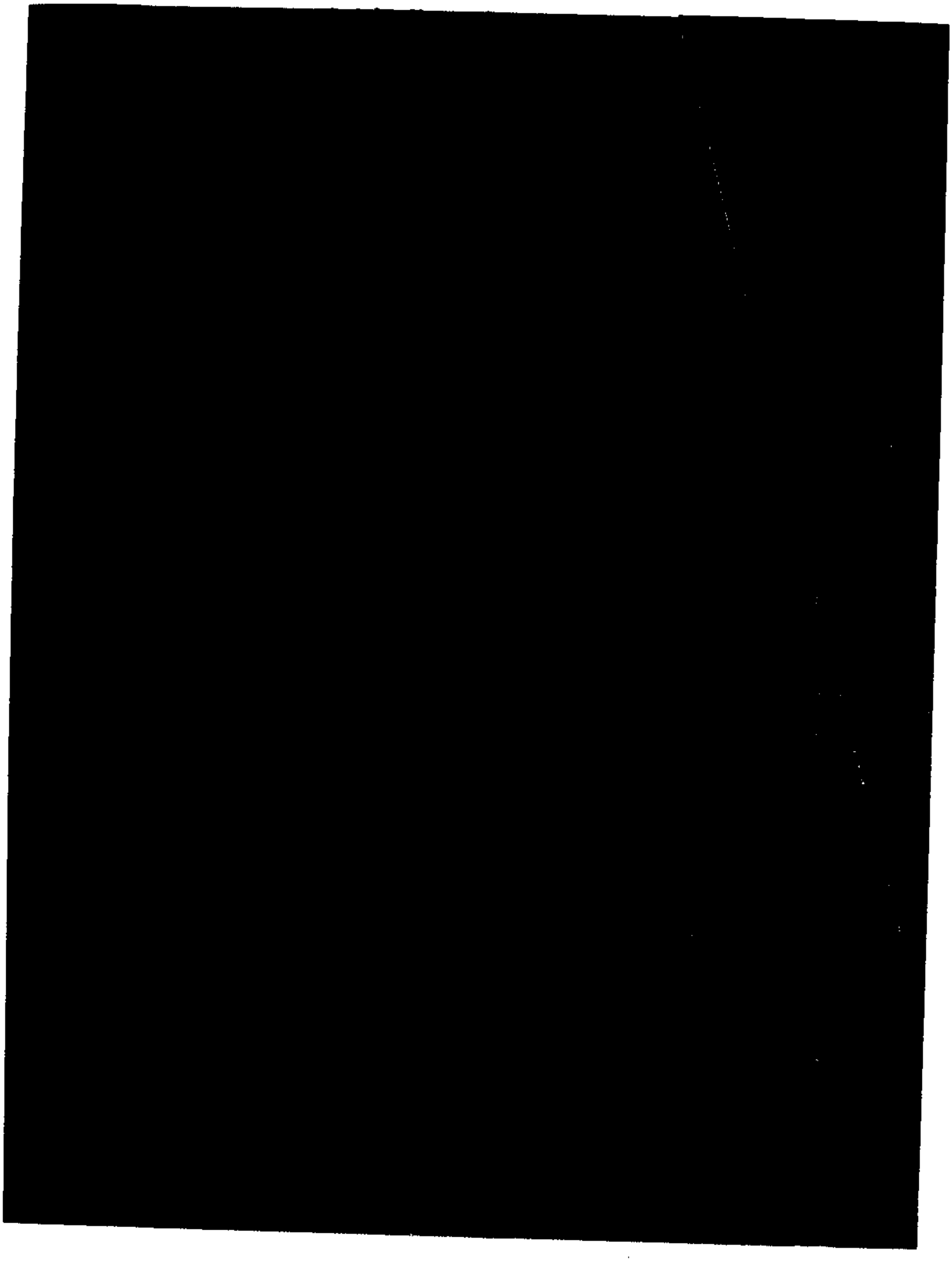

کتبۂ قبر جمال اللہ بن حافظ محمد برخوردار (نبیرۂ حضرت نوشاہ گنج بخش)، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

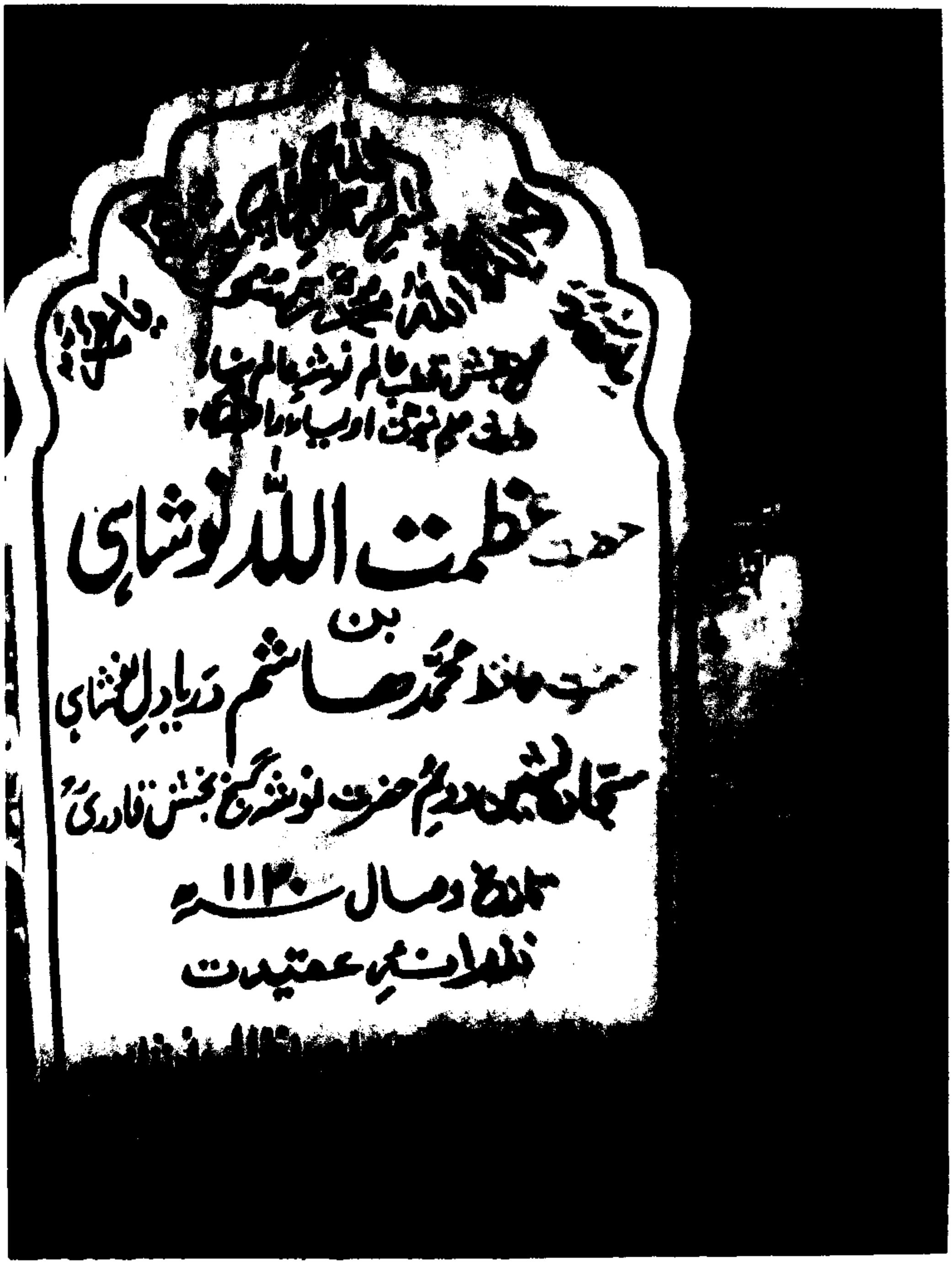

کتبہ قبر عظمت اللہ بن محمد ہاشم (نبیرہ حضرت نوشاہ گنج بخش) گورستان نوشاہیہ،
کتبے پر درج تاریخ وفات غلط ہے (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

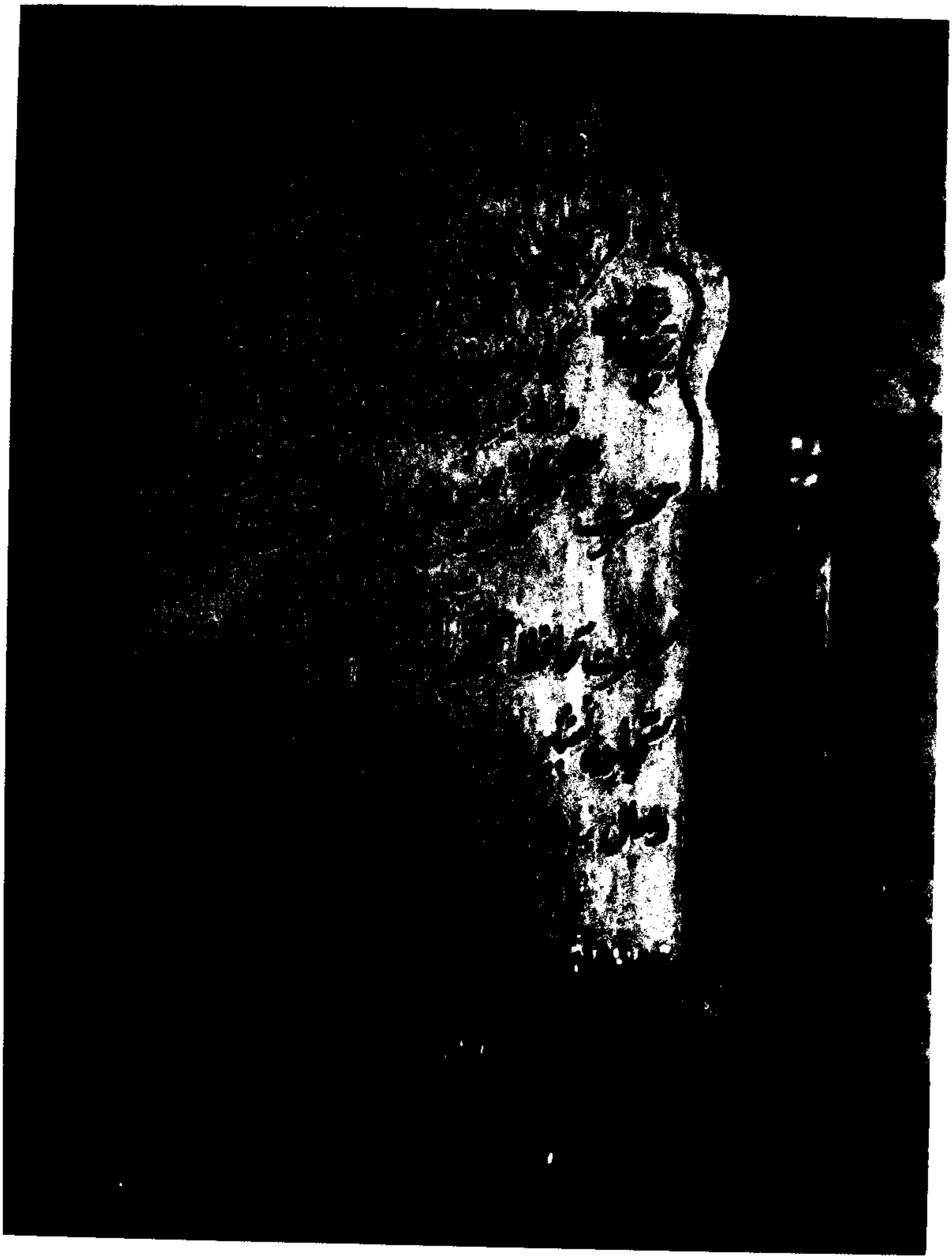

کتبۂ قبر محمد سعید بن محمد ہاشم (نبیرۂ حضرت نوشاہ گنج بخش) گورستان نوشاہیہ، کتبے پر درج تاریخ وفات غلط ہے (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

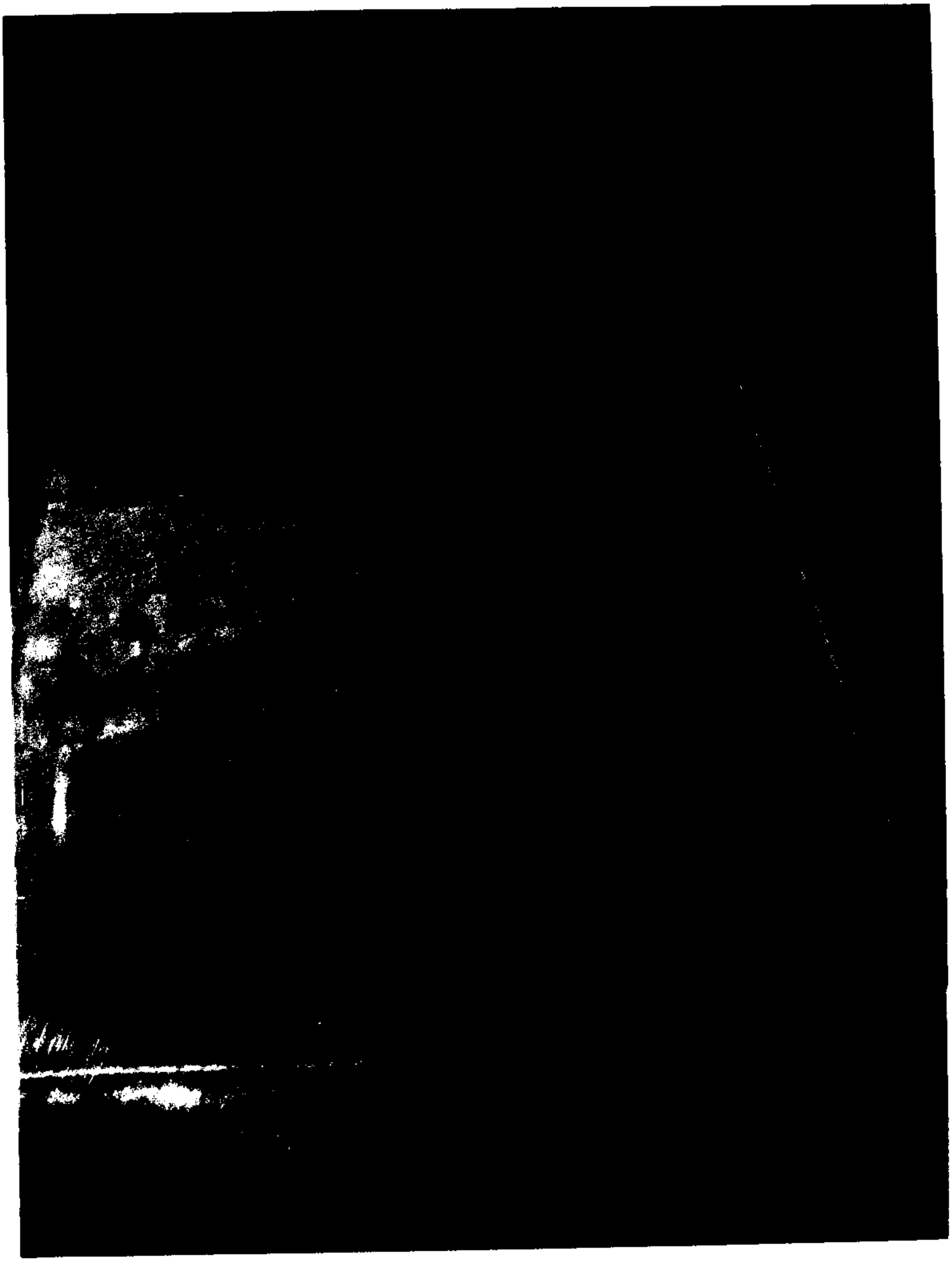

کتبۂ قبر حافظ محمد حیات نوشاہی مولف تذکرۂ نوشاہی، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

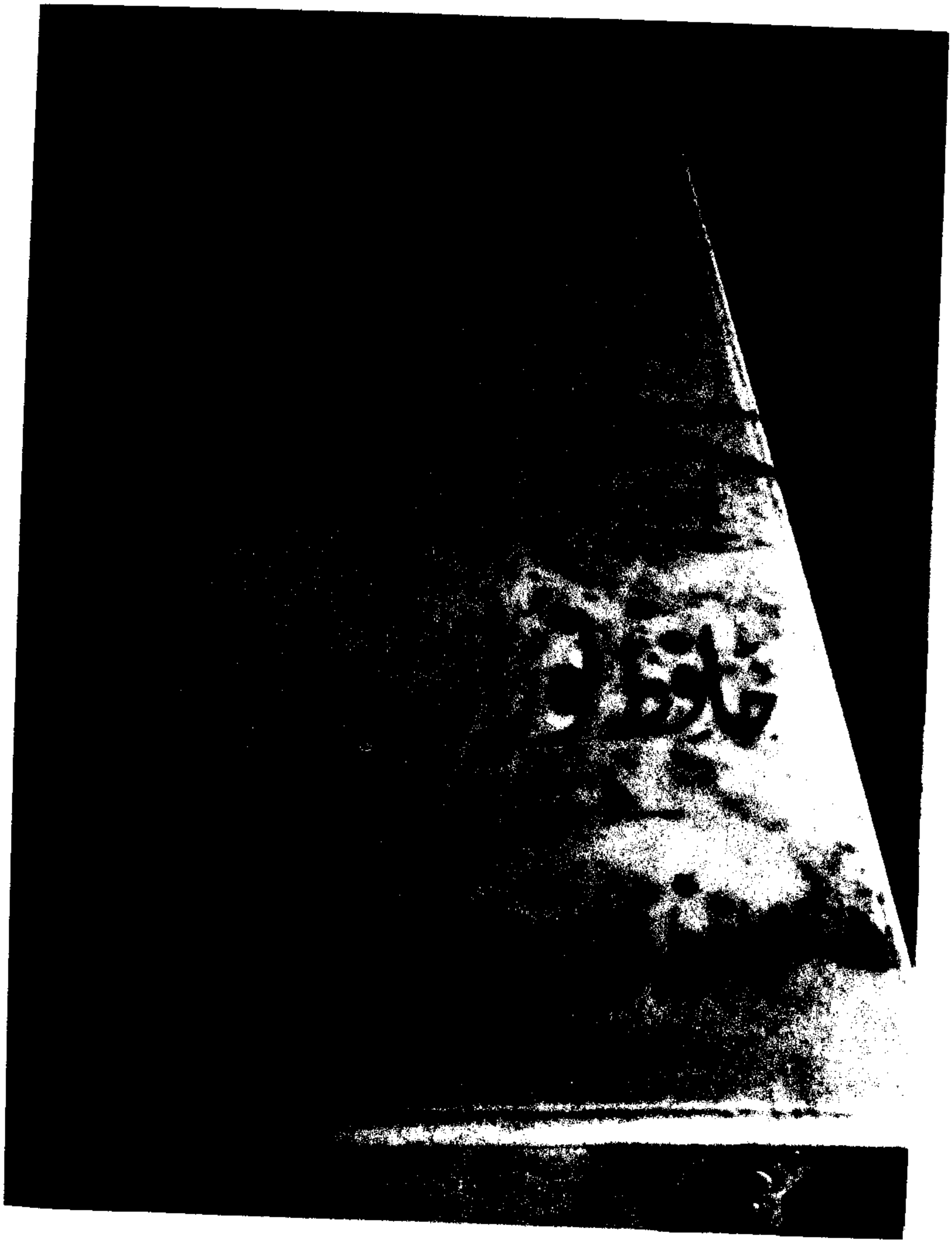

کتبۂ قبر حافظ نور اللہ نوشاہی بن حافظ محمد حیات مولف تذکرۂ نوشاہی، گورستان نوشاہیہ (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

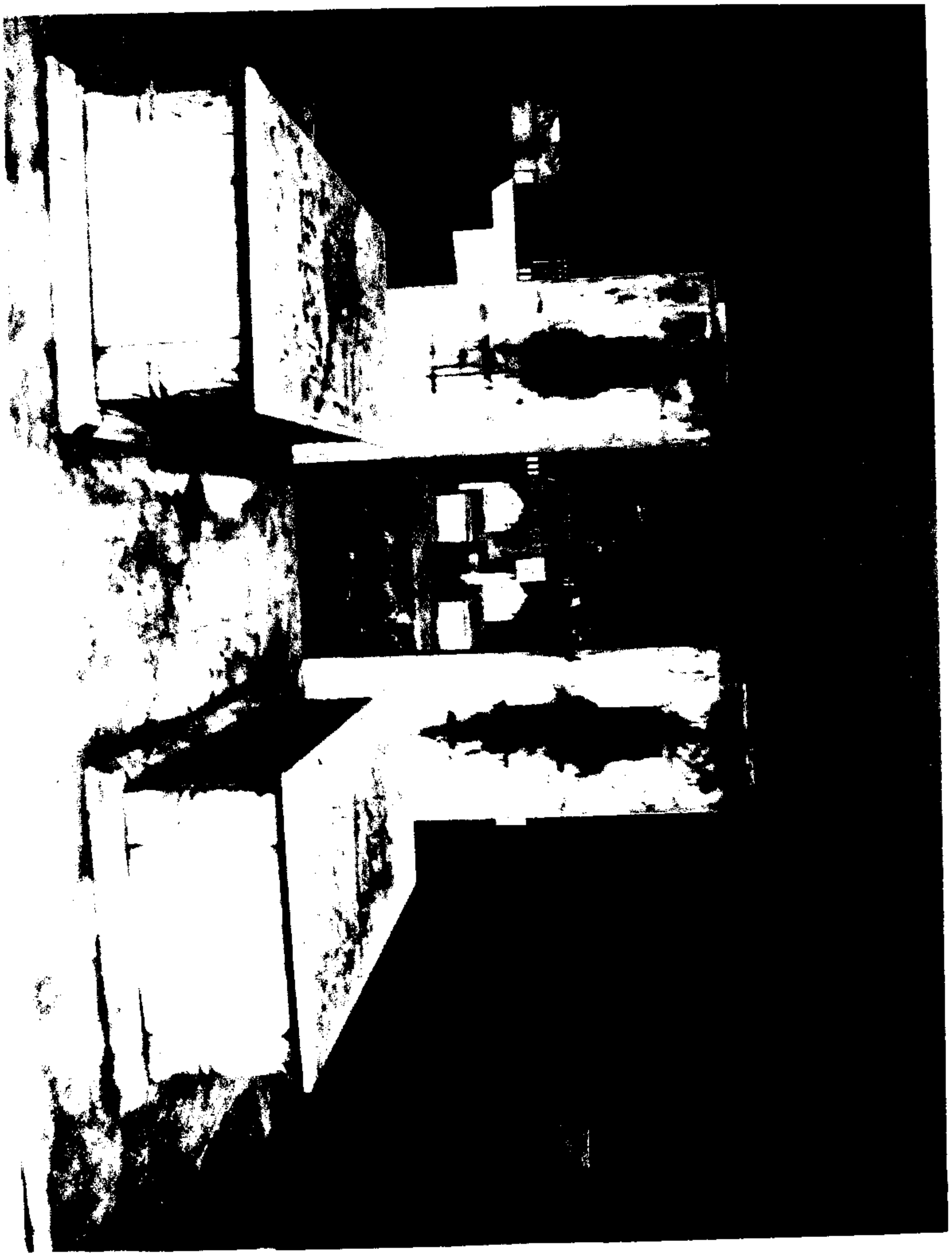

قبور حافظ جمال اللہ و حافظ محمد حیات نوشاہی (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

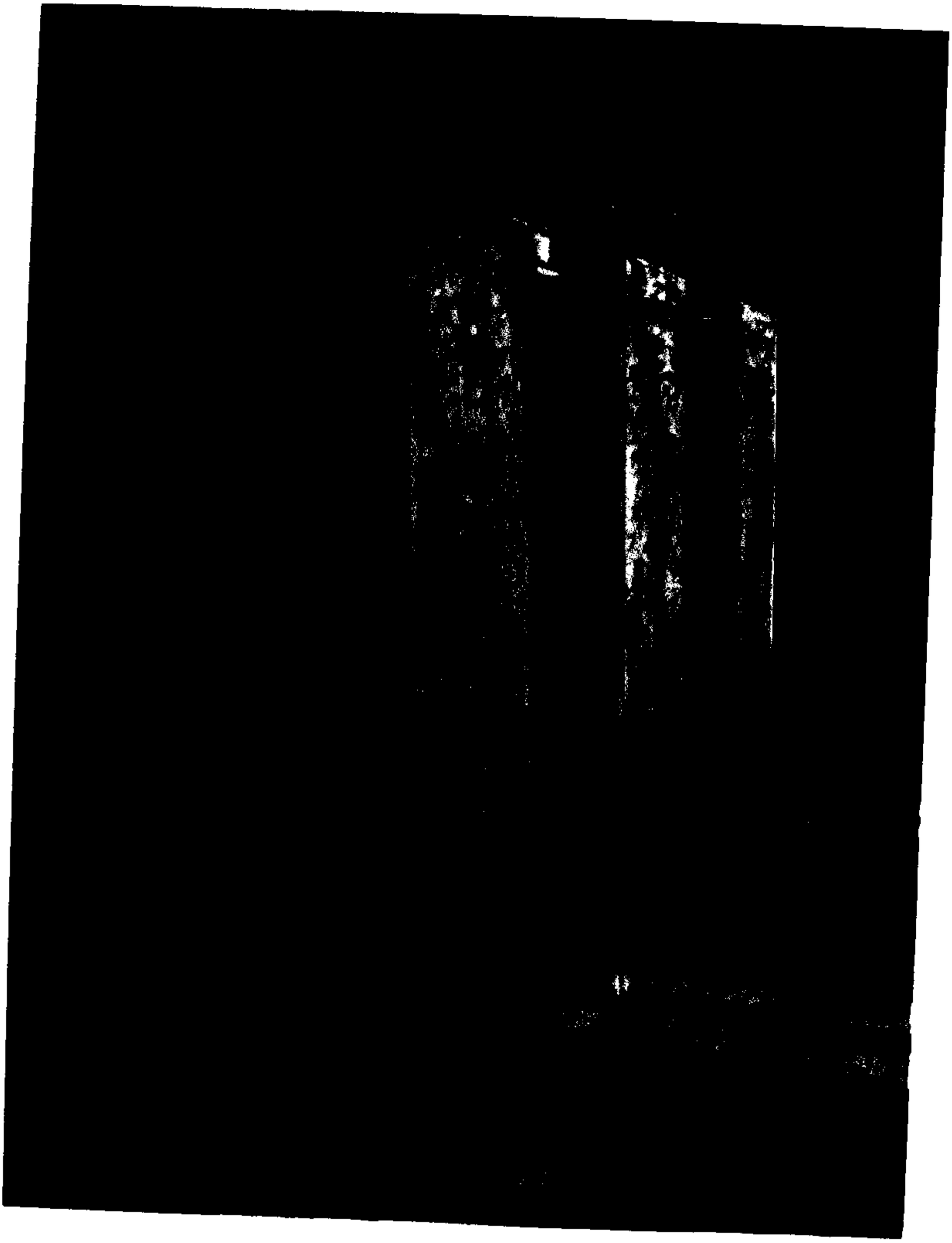

قبور حافظ جمال اللہ و حافظ محمد حیات و حافظ نور اللہ نوشاہی (۲۰۰۹ء)

Marfat.com

تقدیر القسم قبل الشرط فیما لوجب الجزم
لایجوز اعترض علیه بان الجزم ههنا غیر
واجب بل مما یجوز فیه الوجهان والجواب ان الفصیح
الجزم ولا یکون القرآن علی وجه غیر الفصیح فیصح
القول بوجوب الجزم ولو استدل علی جواب القسم
بدخول اللام الموطئة علی الشرط لکان اقرب الی التحقیق
تمت الحواشی الشریفیة علی المتوسط بید الفقیر الحقیر
برخوردار بن شیخ حاجی محمد فی موضع صادق پور سلمن پال
من اعمال پرگنه بیه رسول پور هیلان ۵۵۵۵

عکس تحریر سیّد حافظ برخوردار بحر العشق

نمونۂ تحریر حافظ محمد برخوردار فرزند حضرت نوشاہ گنج بخش از کتاب حواشی شریفیہ علی المتوسط

(ماخذ: شریف التواریخ تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰۰۶)

Marfat.com

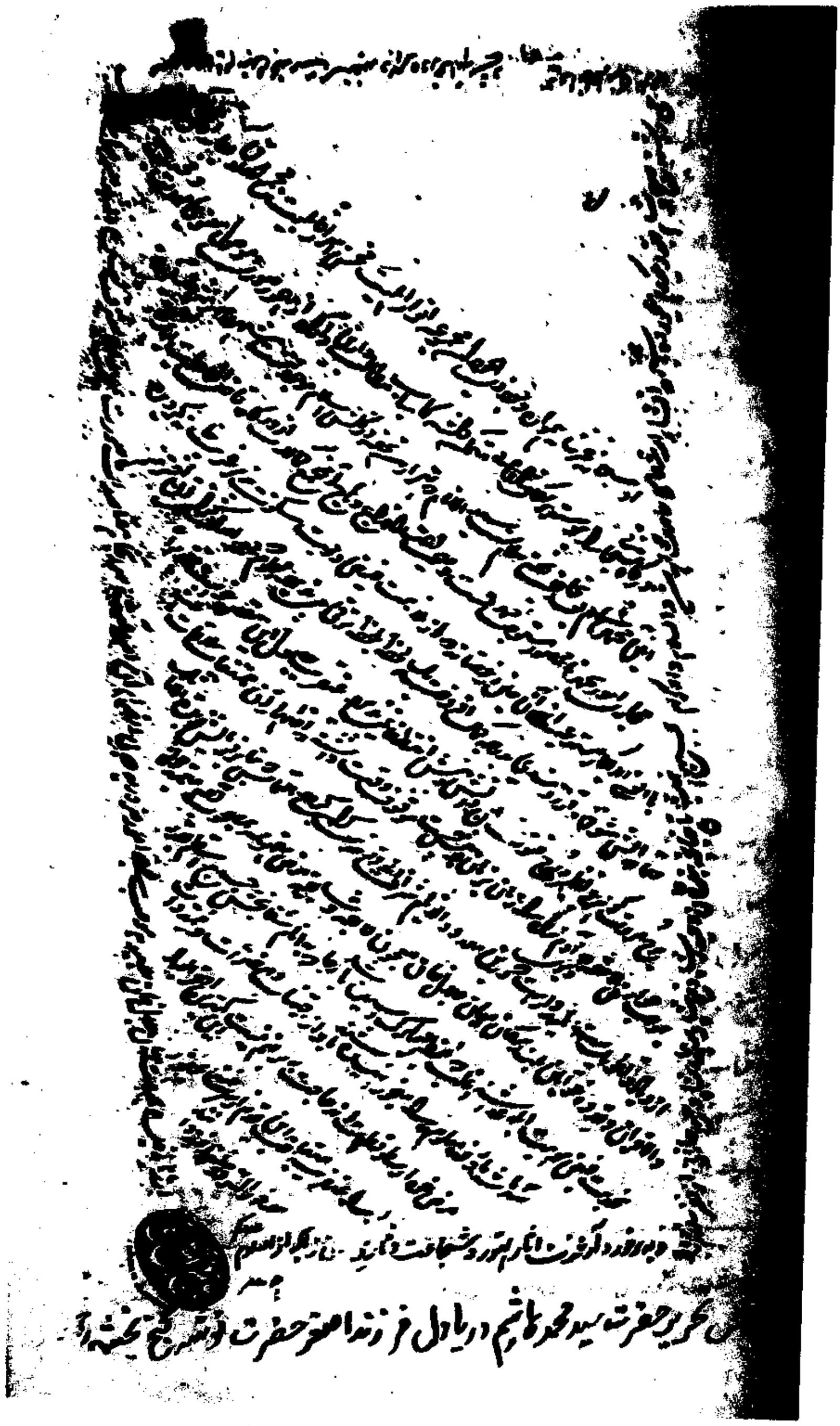

نمونۂ تحریر محمد ہاشم دریادل فرزند حضرت نوشاہ گنج بخش

(ماخذ: گنج شریف (پنجابی) حضرت نوشہ گنج بخش، مرتبہ سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۰ء، مقابل ص ۴۶)

Marfat.com

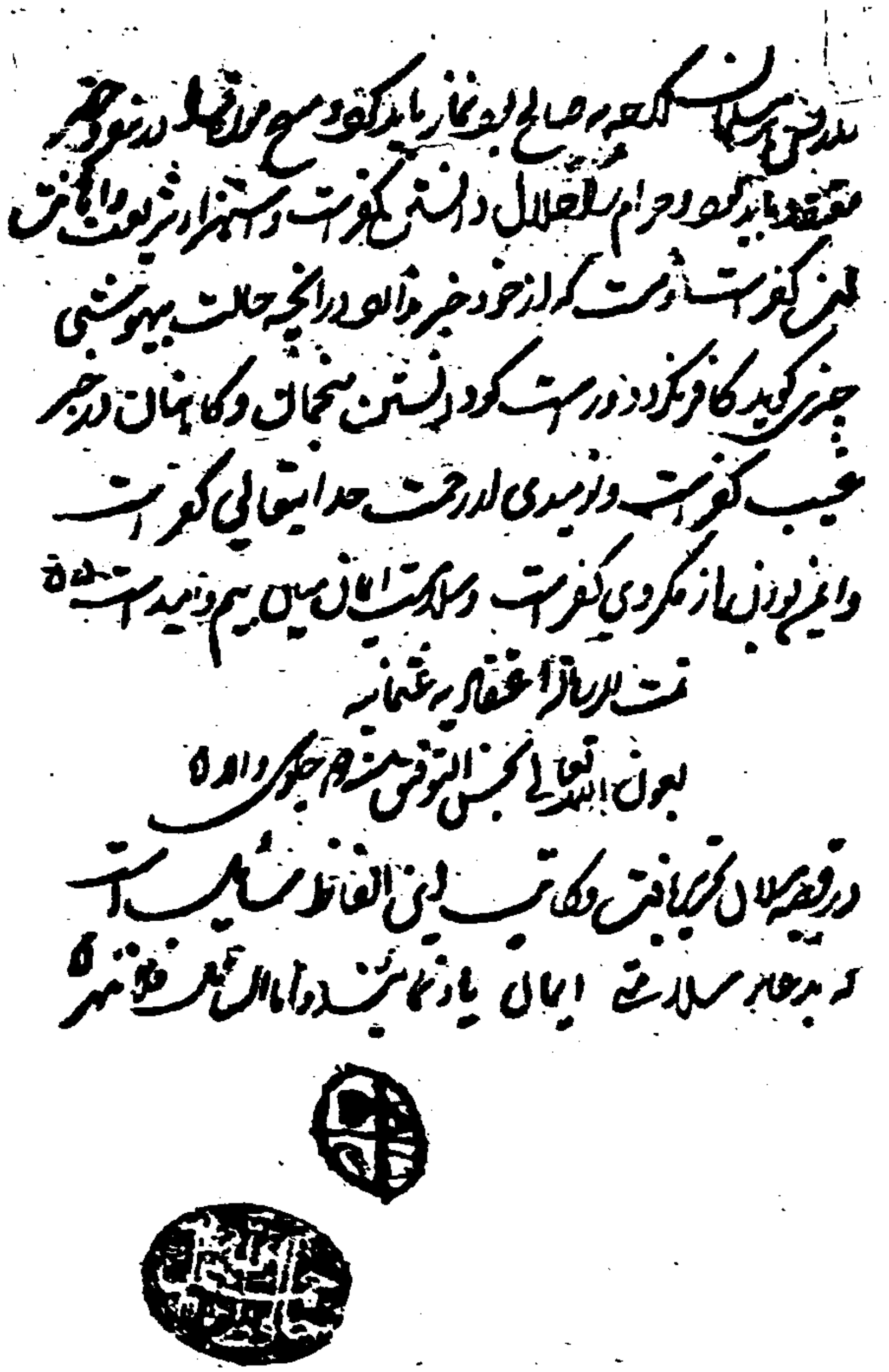

عکس تحریر سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم

نمونۂ تحریر حافظ جمال اللہ از رسالۂ اعتقادیہ عثمانیہ

(مأخذ: شریف التواریخ تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰۰۷)

Marfat.com

کہ شب پیدا ہے بلا کے بشر و از جزء تراکل سازد و از قطرہ دریا و از
ذرہ آفتاب و از نیستی ہستی ؟ این سیاہ حق ناشناس بیم
زہر زہر و بیچہ و شش شد تمام ہست از قادر سدا از ایں کلام
آنچہ ما گفتیم فافہم والسلام ۵

الموفق تمت الرسالۃ المسماۃ بحق نما زید العبد الضعیف جمال اللہ
ضحوۃ الکبریٰ یوم الثلثاء العاشر من شعبان فی السنۃ الثانیۃ
عشرون من ہجرۃ النبی الامی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ۵

عکس تحریر سید حافظ جمال اللہ فقیہ اعظم

نمونۂ تحریر حافظ جمال اللہ از رسالۂ حق نما

(ماخذ: شریف التواریخ تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰۰۸)

Marfat.com

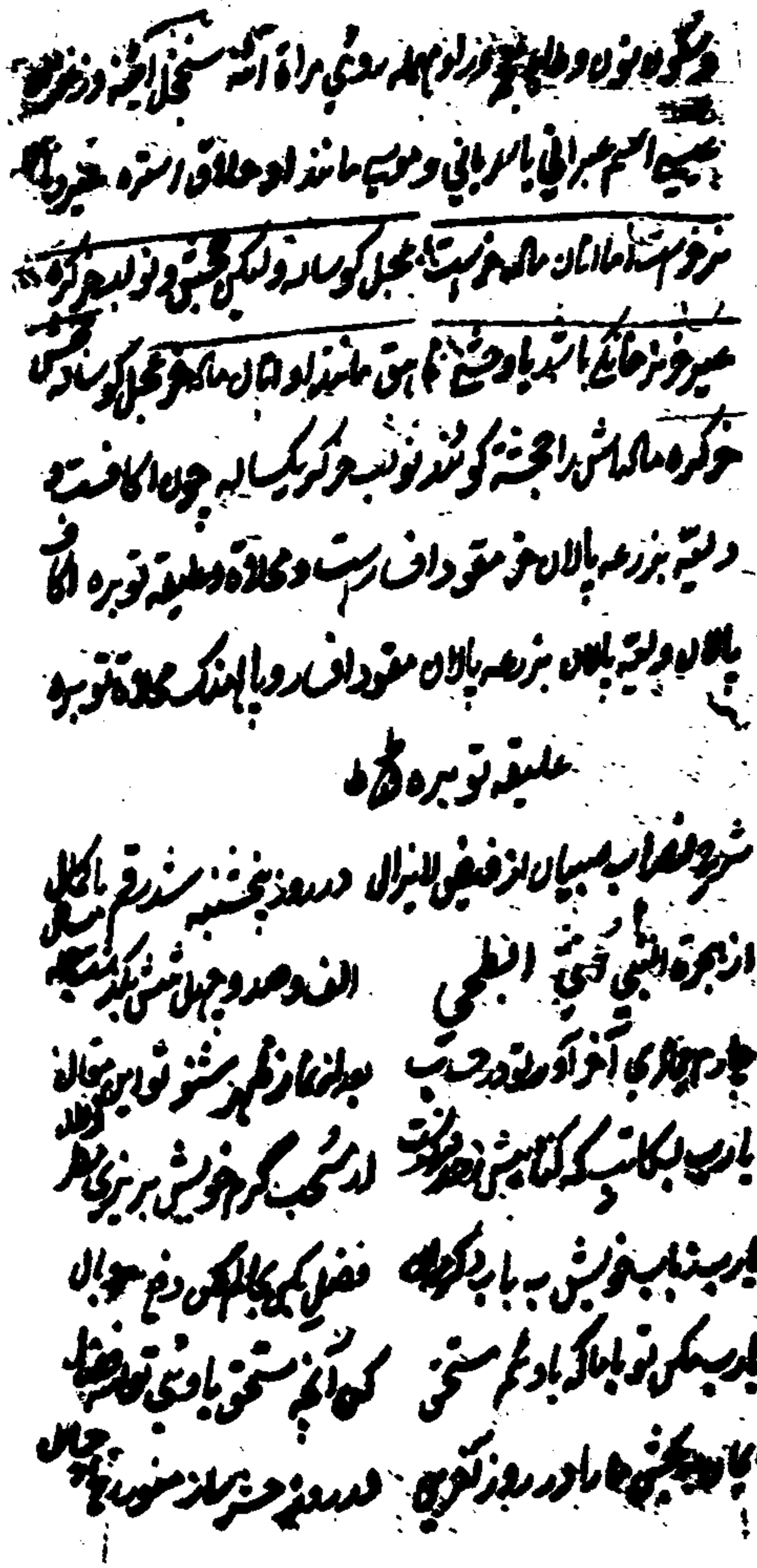

نمونۂ تحریر حافظ محمد حیات نوشاہی از شرح نصاب الصبیان

(مأخذ: شریف التواریخ تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰۰۹)

Marfat.com

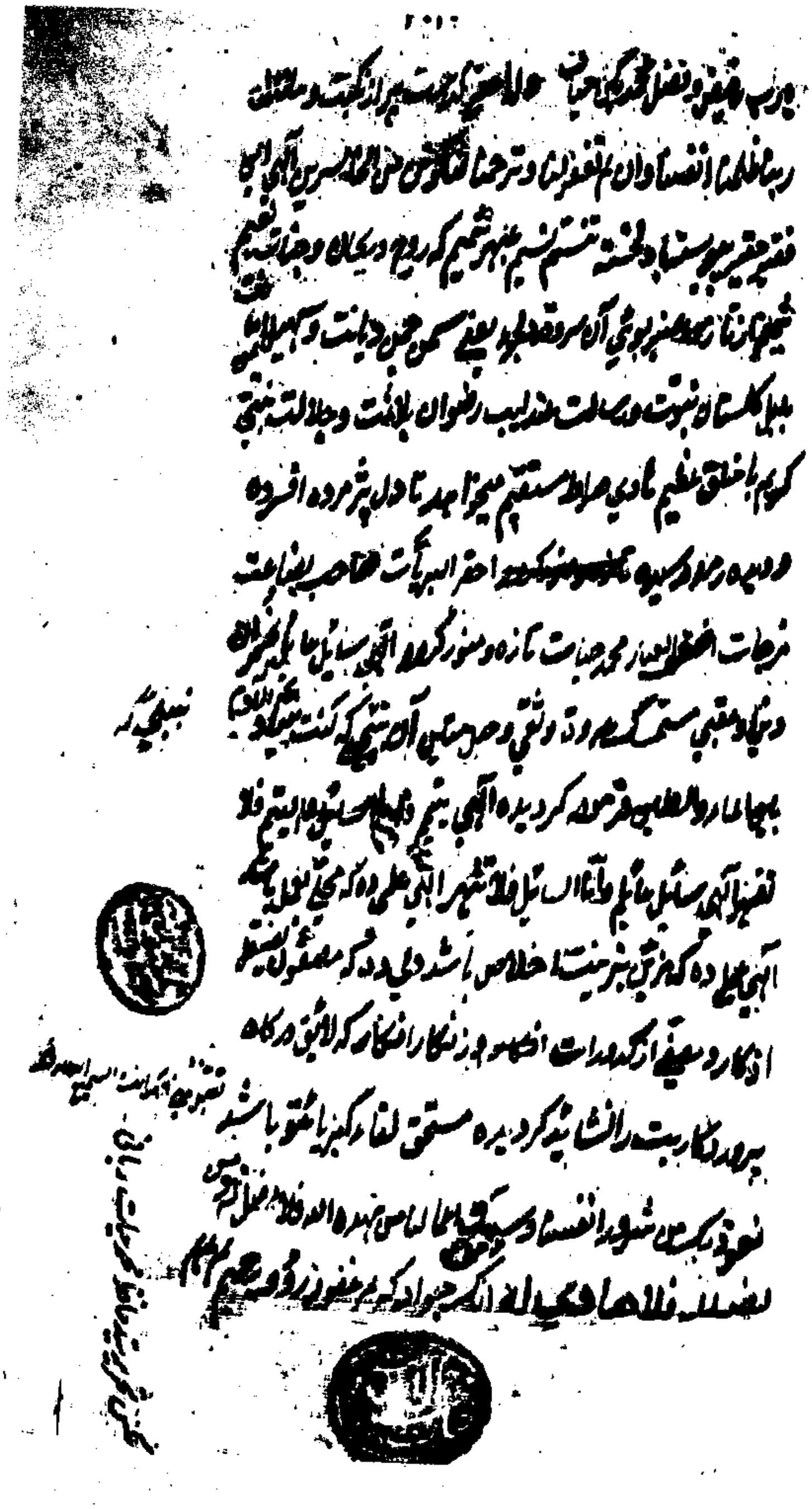

نمونۂ تحریر مہر حافظ محمد حیات نوشاہی از شرح نصاب الصبیان

(مأخذ: شریف التواریخ تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، ساہن پال شریف، ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰۱۰)

Marfat.com

بیٹوں اور پوتوں کی مُہروں کا عکس

حضرت شاہ برخوردار کے بیٹوں نے ۲۰ شعبان ۱۱۳۹ھ کو آپس میں زمین تقسیم کی۔ چھیوں صاحبزادوں کو فی کس چھیالیس گھماؤں حصہ میں آئی۔ اس پر دو بیٹوں سید عنایت اللہ اور سید رحمت اللہ کے دستخط اور دو بیٹوں سید نصرت اللہ اور سید جمال اللہ کی مُہریں ہیں۔ اور دو بیٹے سید سعد اللہ اور سید عصمت اللہ اس سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اس لیے سید سعد اللہ کے بیٹے سید محمد سلطان کا دستخط اور سید محمد نتھو کی مُہر ہے۔ اور سید عصمت اللہ کے تینوں بیٹوں سید شیر محمد، سید گل محمد اور سید محمد عظیم کی مُہریں ہیں۔

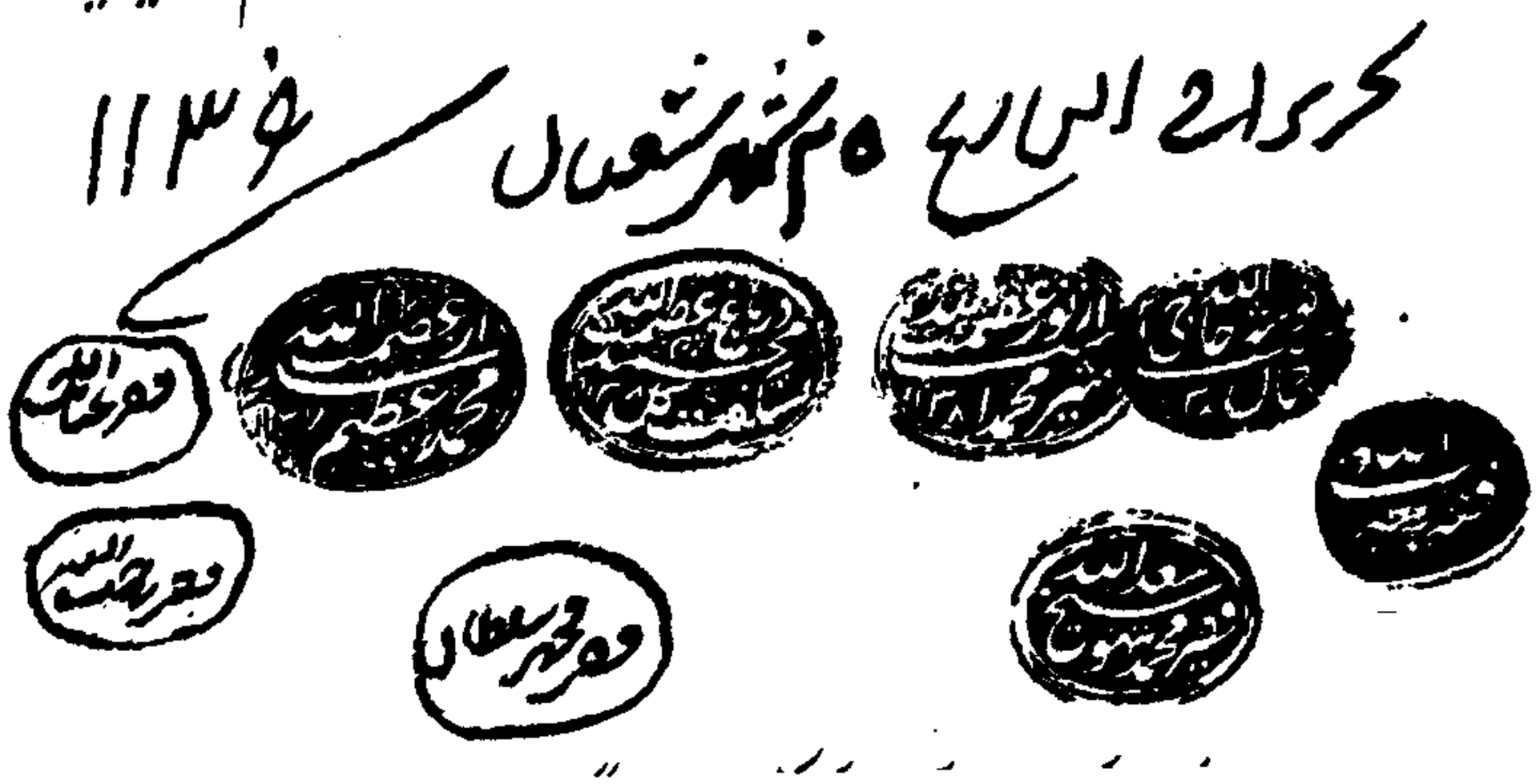

حضرت نوشاہ گنج بخش کے بیٹوں اور پوتوں کی مہریں

(ماخذ و توضیح: تذکرۂ نوشہ گنج بخش تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۱۵۷)

Marfat.com

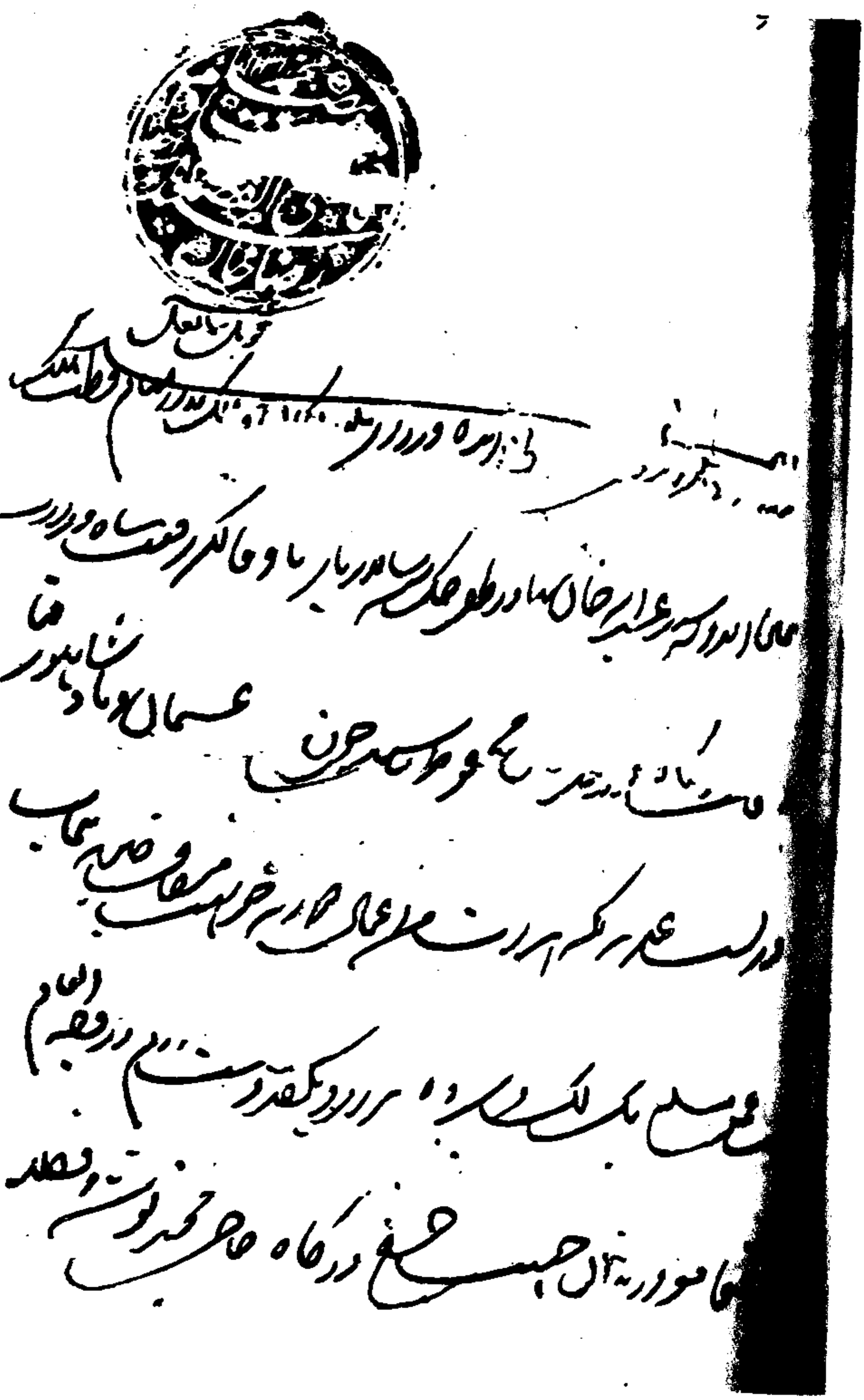

۱۱۳۱ھ کا شاہی فرمان بسلسلہ اعطاے جاگیر براے مصارف درگاہ عالیہ نوشاہیہ

(ماخذ: تذکرۂ نوشہ گنج بخش تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۹۹-۱۰۲)

Marfat.com

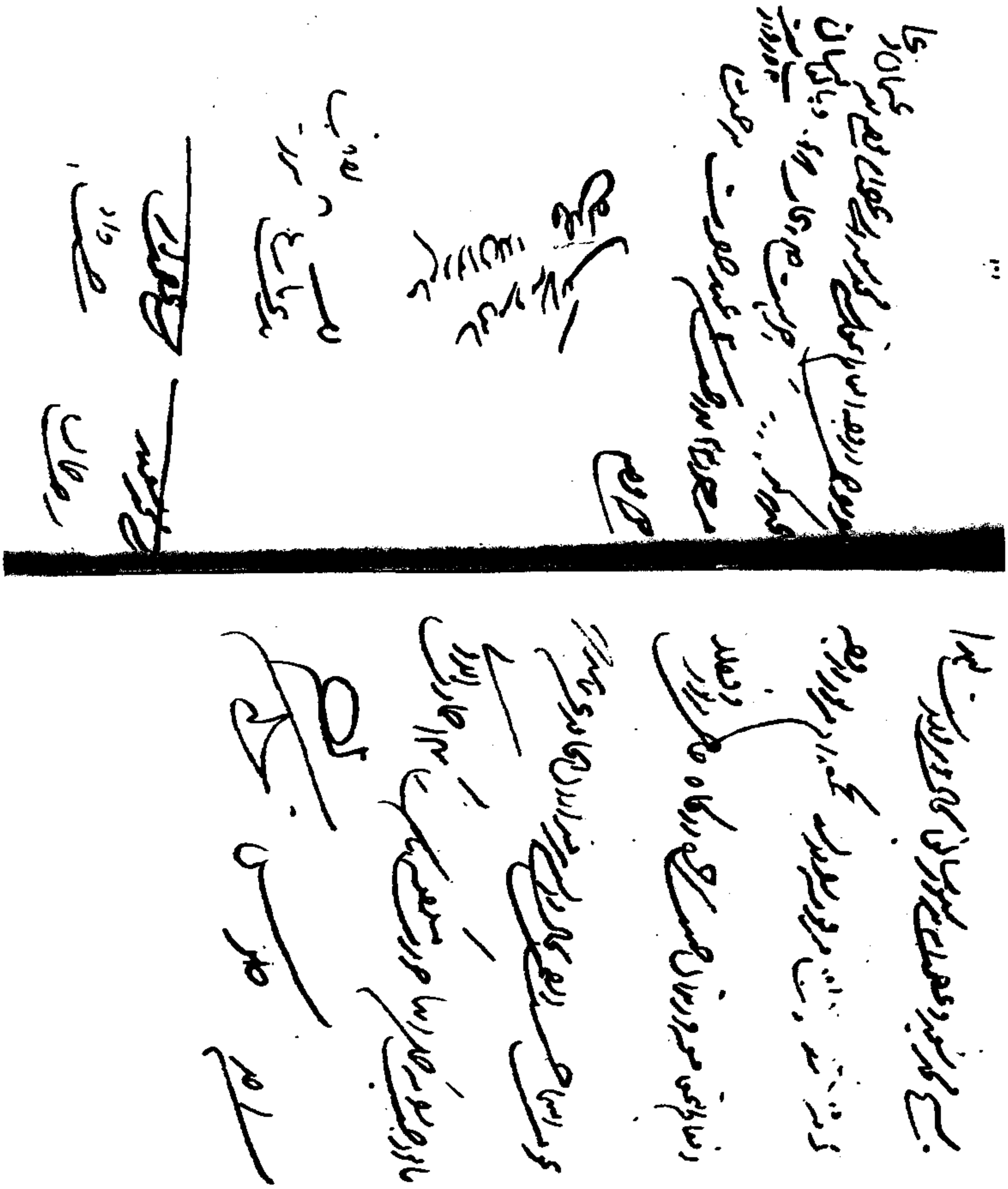

۱۱۳۱ھ کا شاہی فرمان بسلسلہ اعطاے جاگیر براے مصارف درگاہ عالیہ نوشاہیہ
(ماخذ: تذکرۂ نوشہ گنج بخش تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۹۹-۱۰۲)

Marfat.com

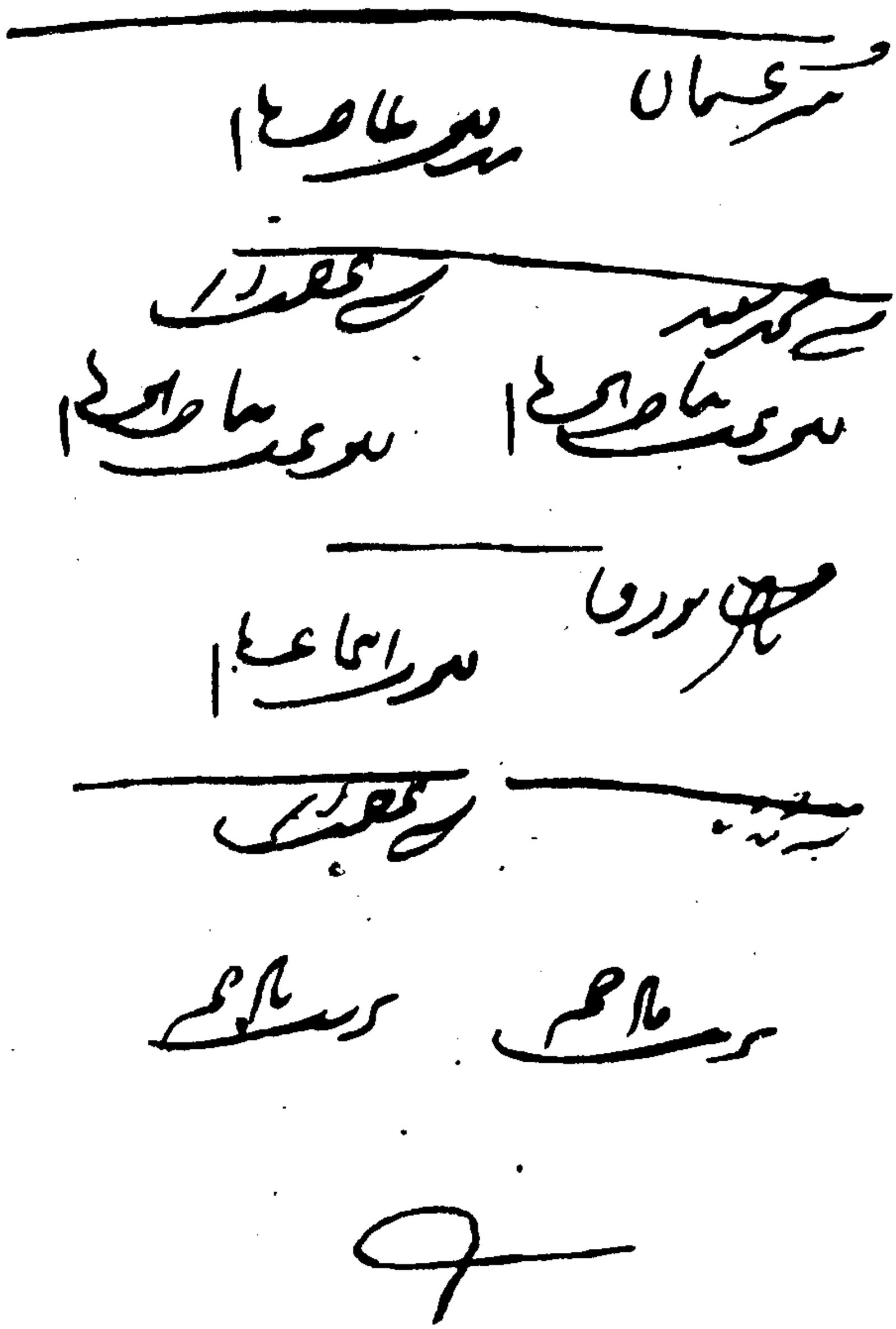

۱۱۳۱ھ کا شاہی فرمان بسلسلہ اعطائے جاگیر برائے مصارف درگاہ عالیہ نوشاہیہ
(ماخذ: تذکرۂ نوشہ گنج بخش تصنیف سیّد شرافت نوشاہی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۹۹-۱۰۲)

Marfat.com

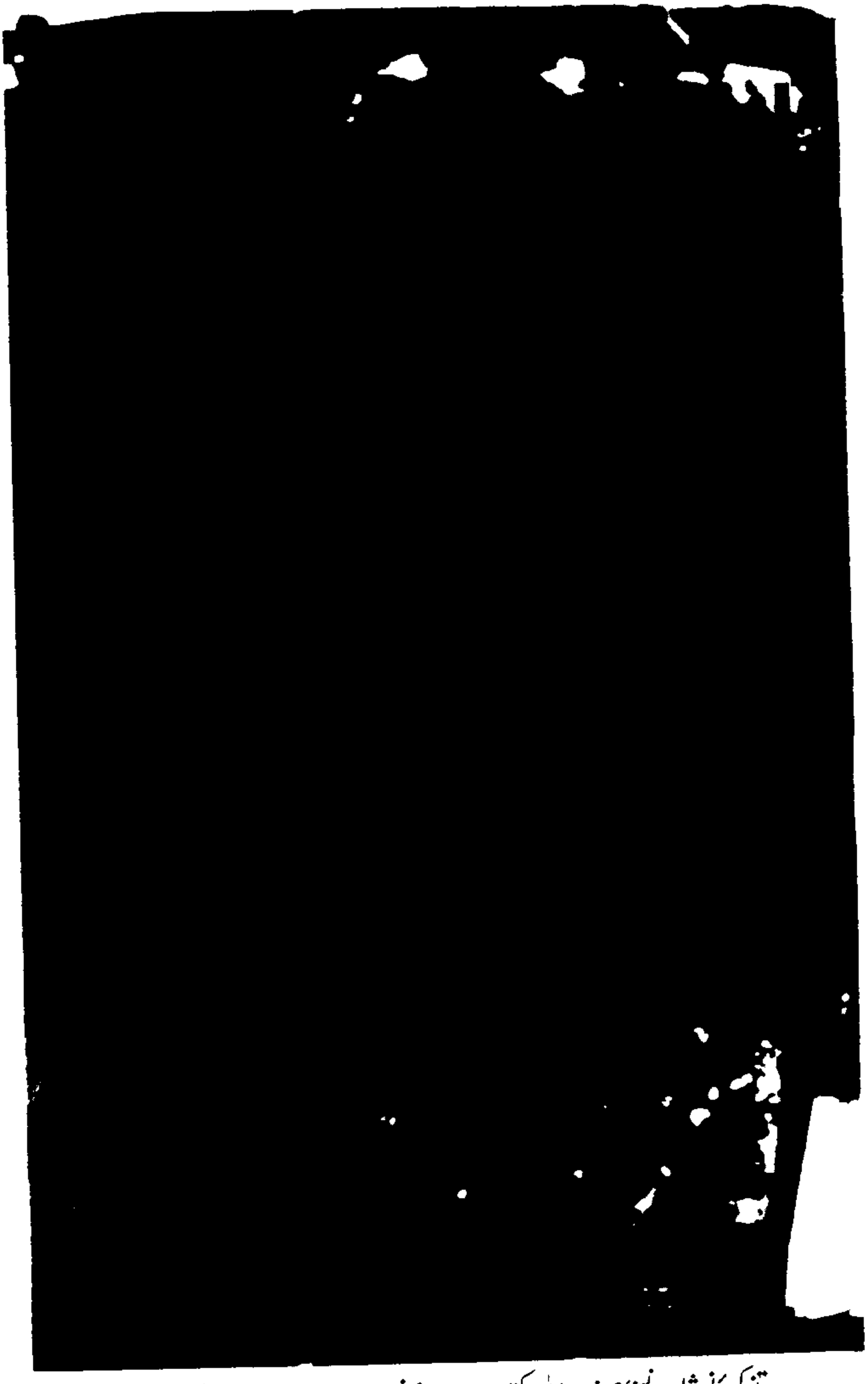

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ صبغت اللہ، مکتوبہ ۱۱۸۳ھ، صفحہ از دیباچہ، با مہر صبغت اللہ نوشاہی

Marfat.com

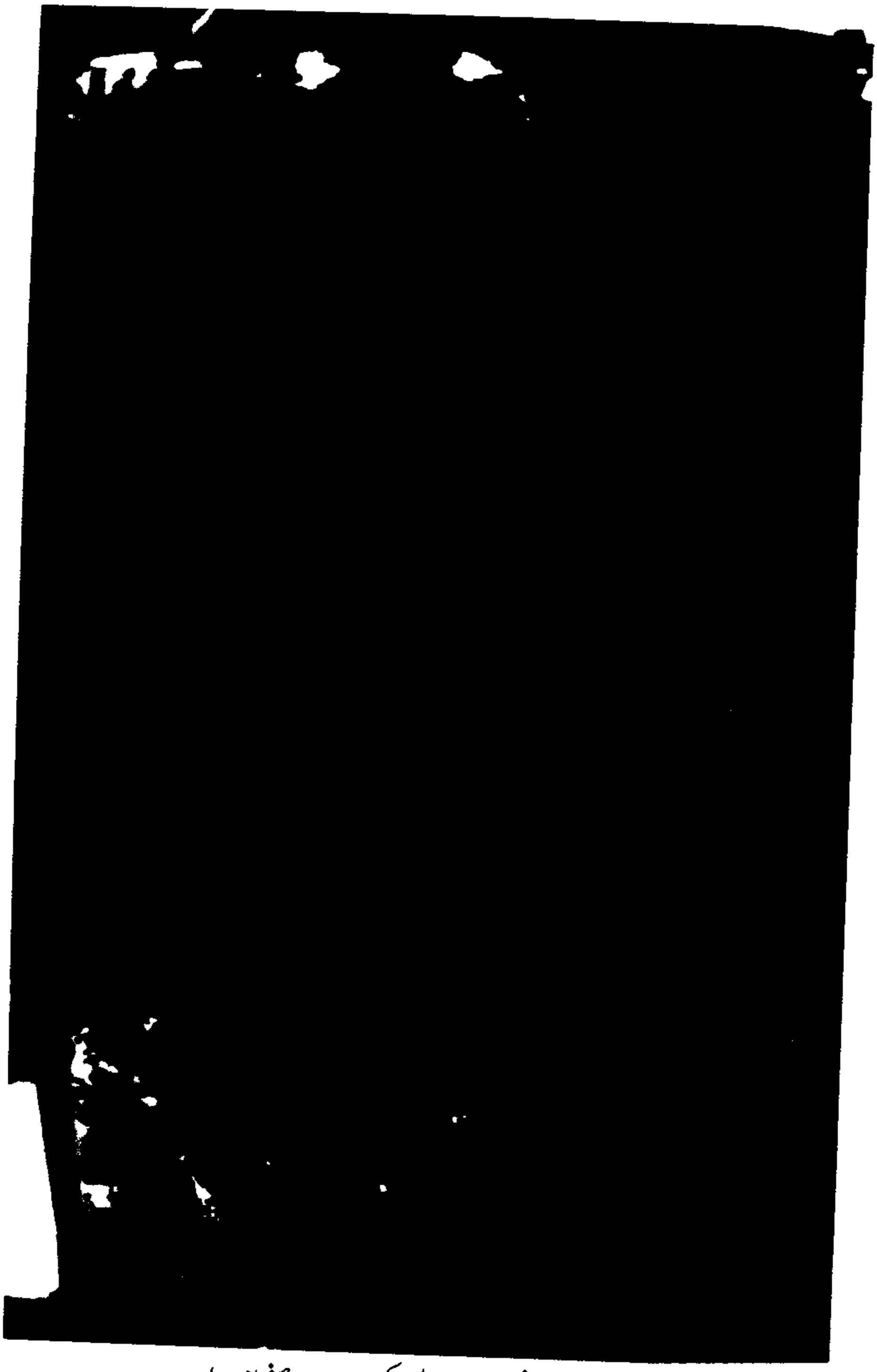

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ صبغت اللہ، مکتوبہ ۱۱۸۳ھ، صفحہ از دیباچہ

Marfat.com

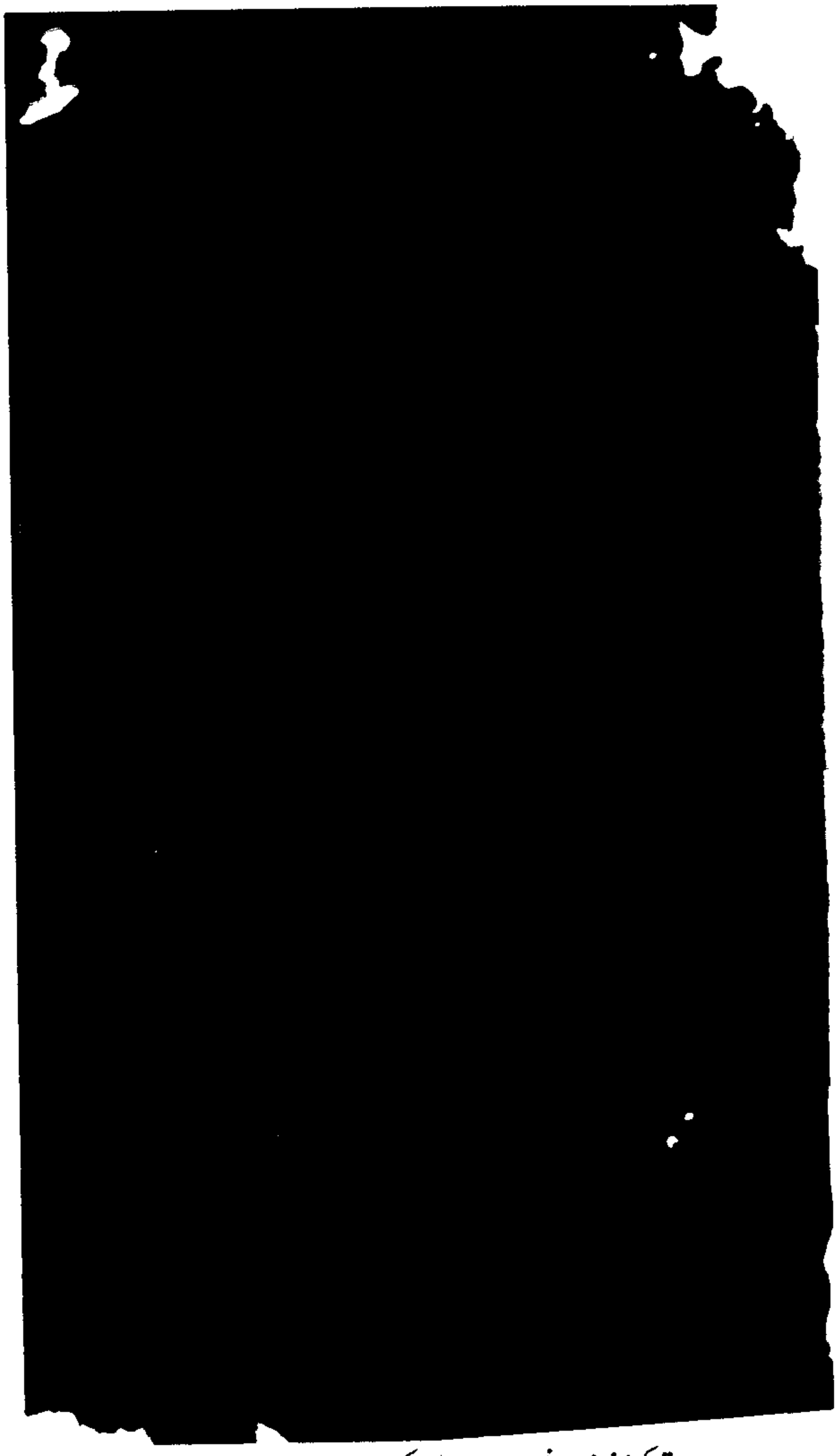

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ صبغت اللہ، مکتوبہ ۱۱۸۳ھ، صفحہ از دیباچہ

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ صبغت اللہ، مکتوبہ ۱۱۸۳ھ، آخری ورق، دستخط کاتب و مہر صبغت اللہ نوشاہی

Marfat.com

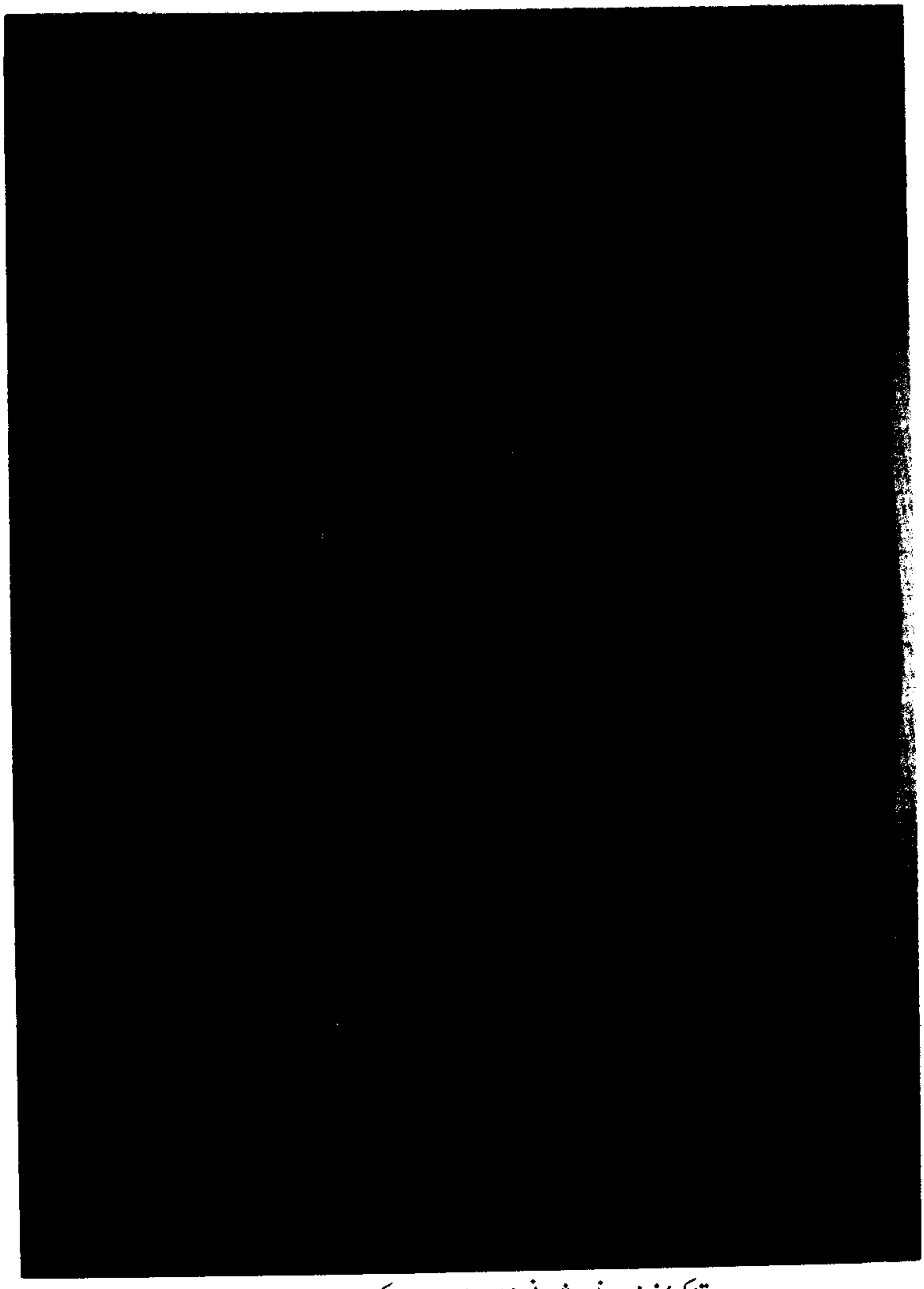

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (الف)، 6177، مکتوبہ ۱۱۹۰ھ، سرورق

Marfat.com

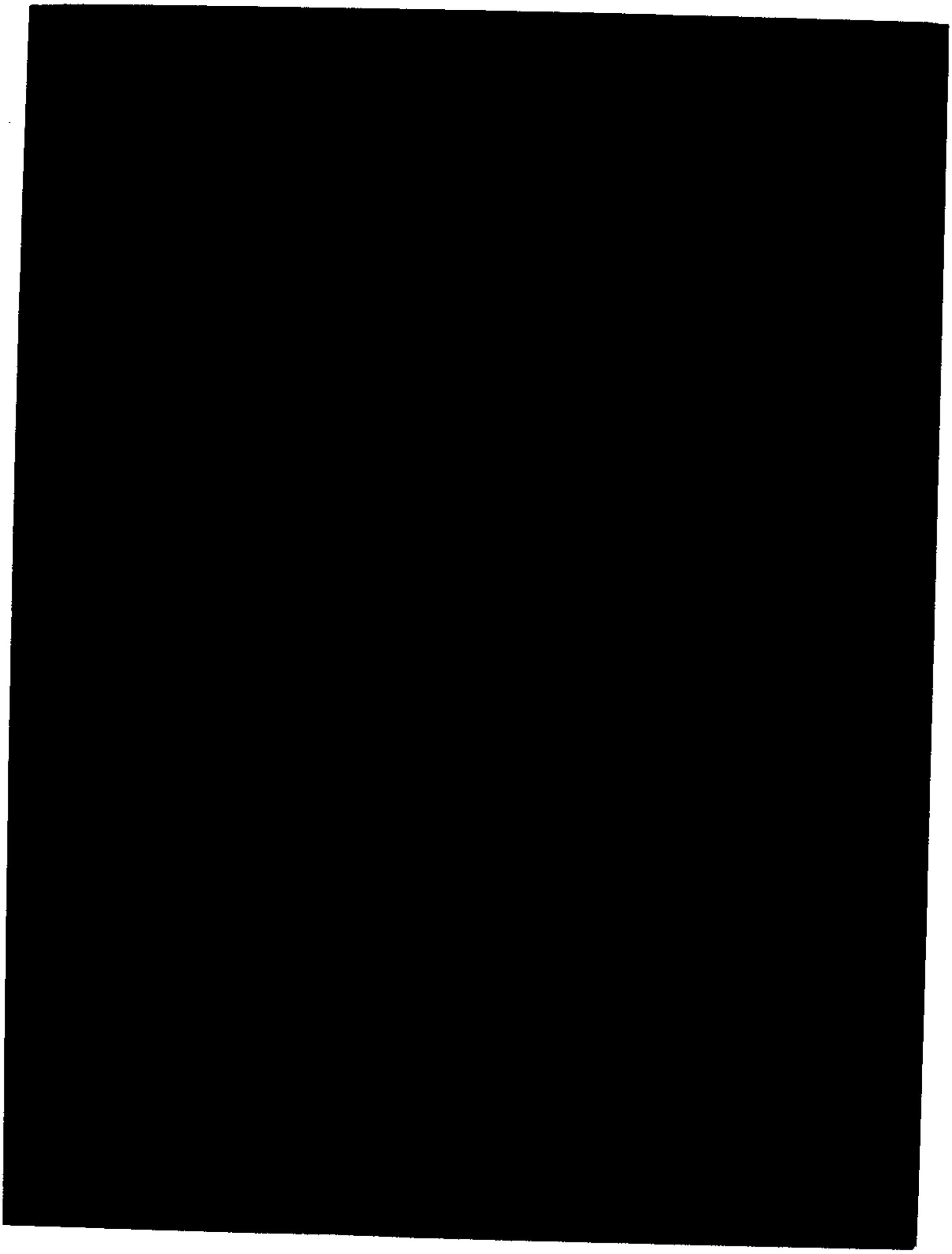

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (الف)، 6177، مکتوبہ ۱۱۹۰ھ، دیباچہ

Marfat.com

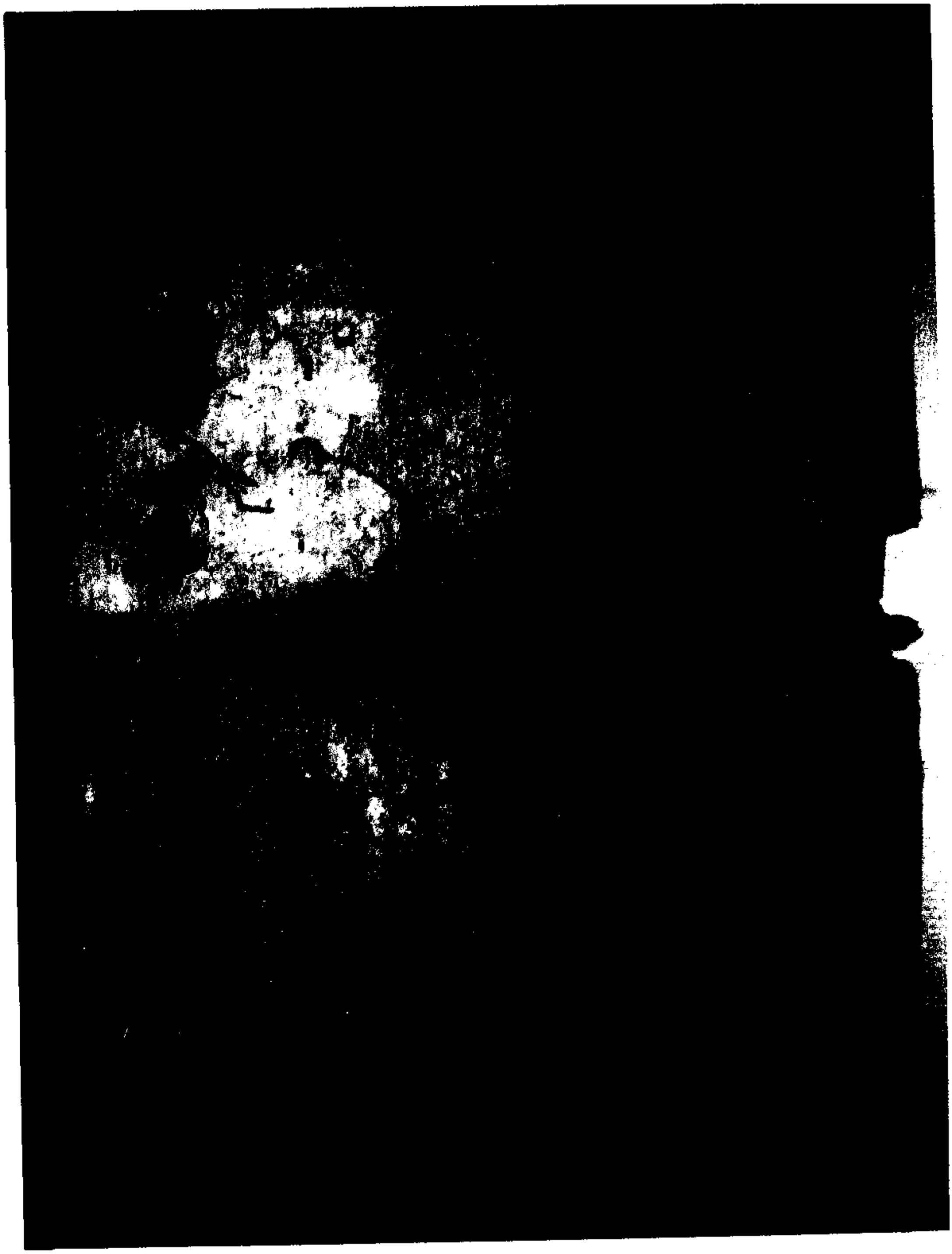

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (الف)، 6177، مکتوبہ ۱۱۹۰ھ، ترقیمہ

Marfat.com

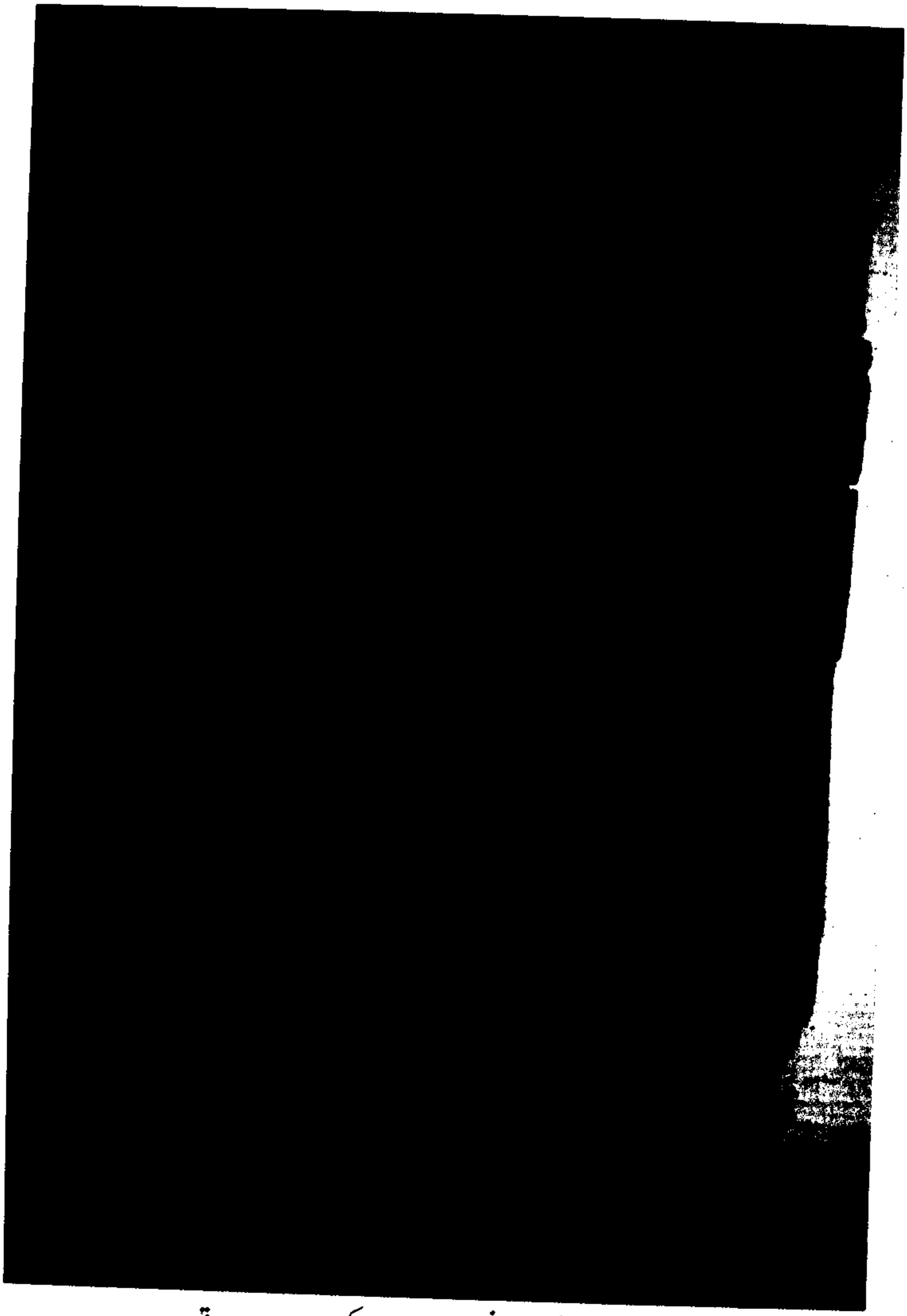

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (ب)، 5171، مکتوبہ ۱۲۳۳ھ، سرورق

Marfat.com

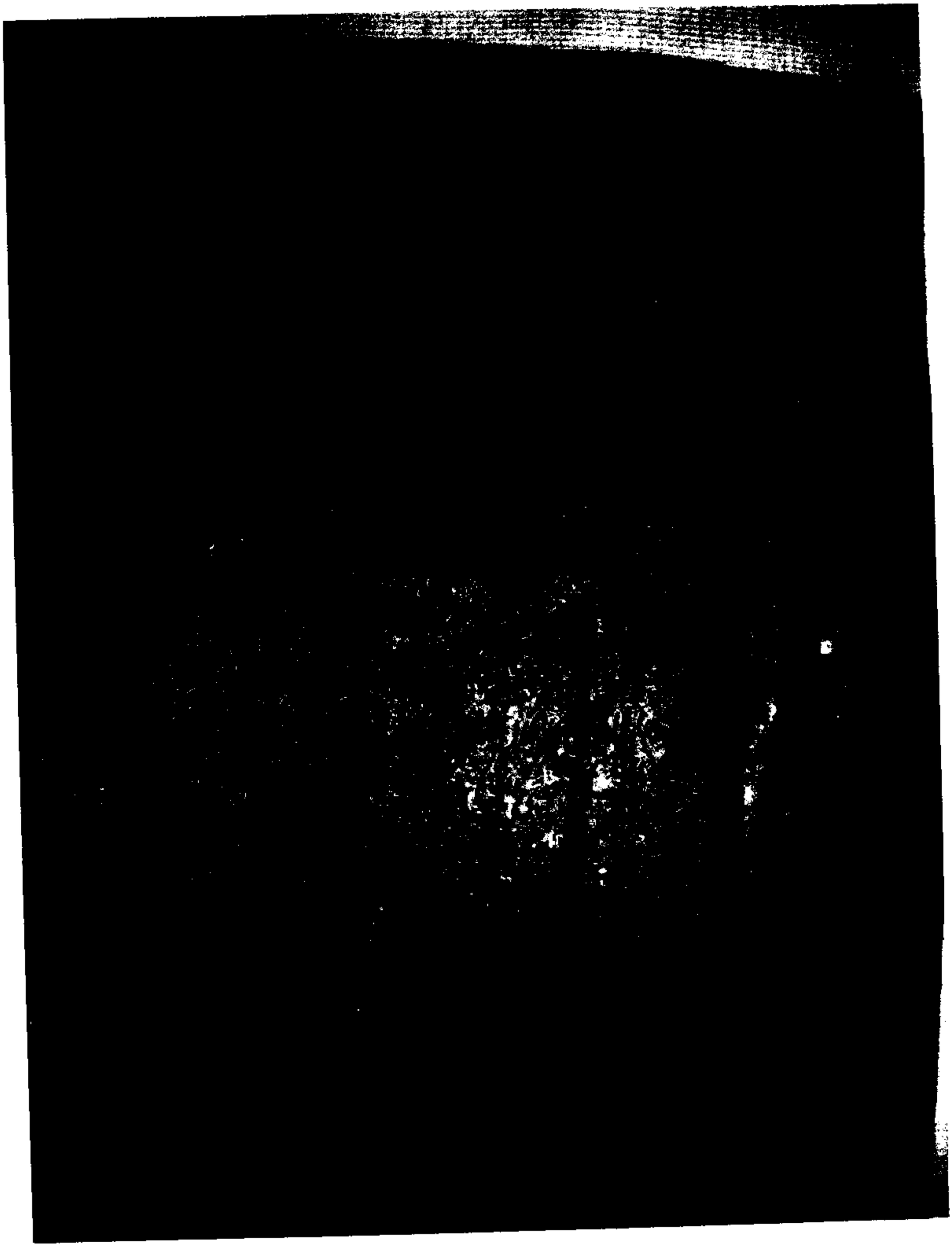

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (ب)، 5171، مکتوبہ ۱۲۳۳ھ، دیباچہ

Marfat.com

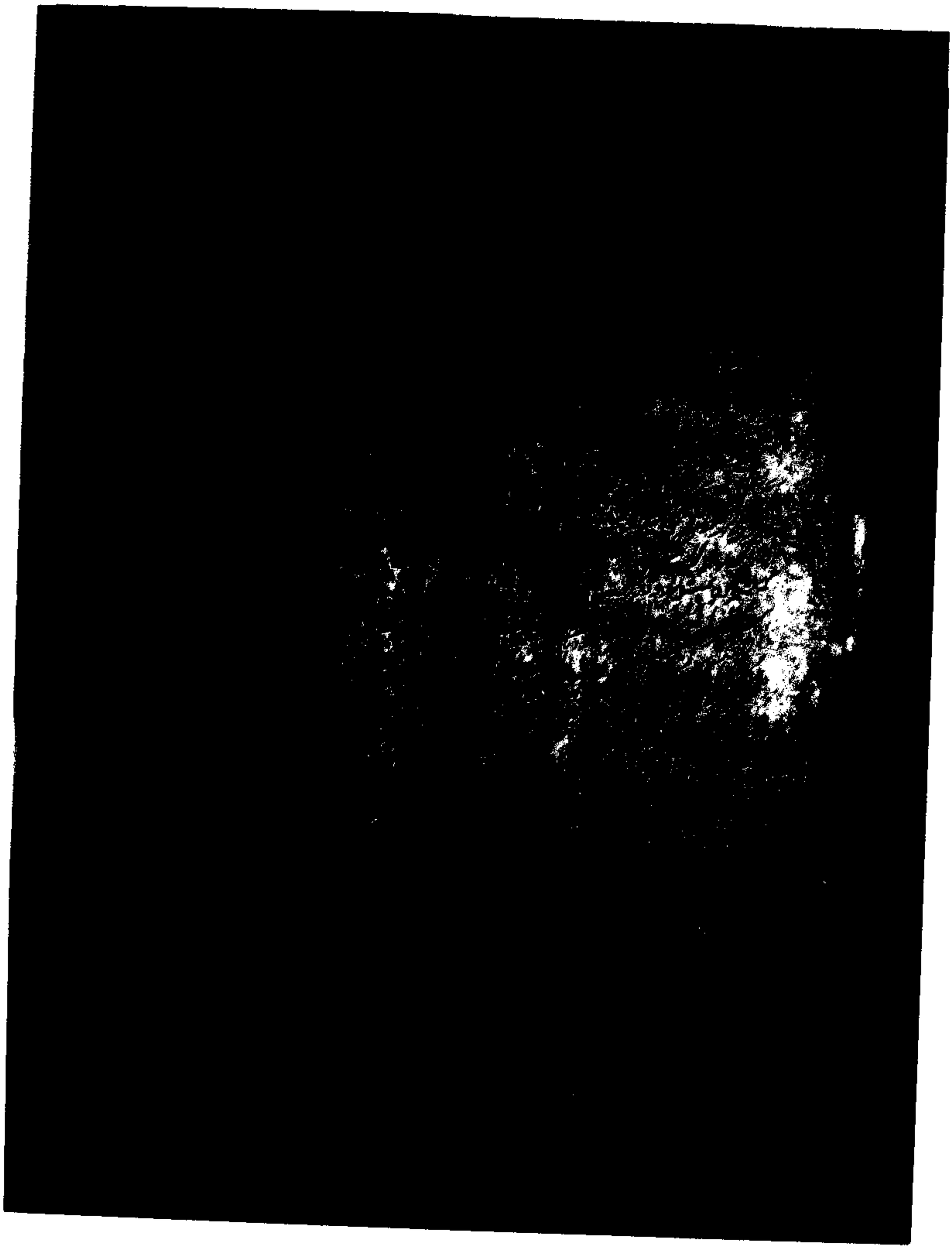

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (ب)، 5171، مکتوبہ ۱۲۳۳ھ، دیباچہ

Marfat.com

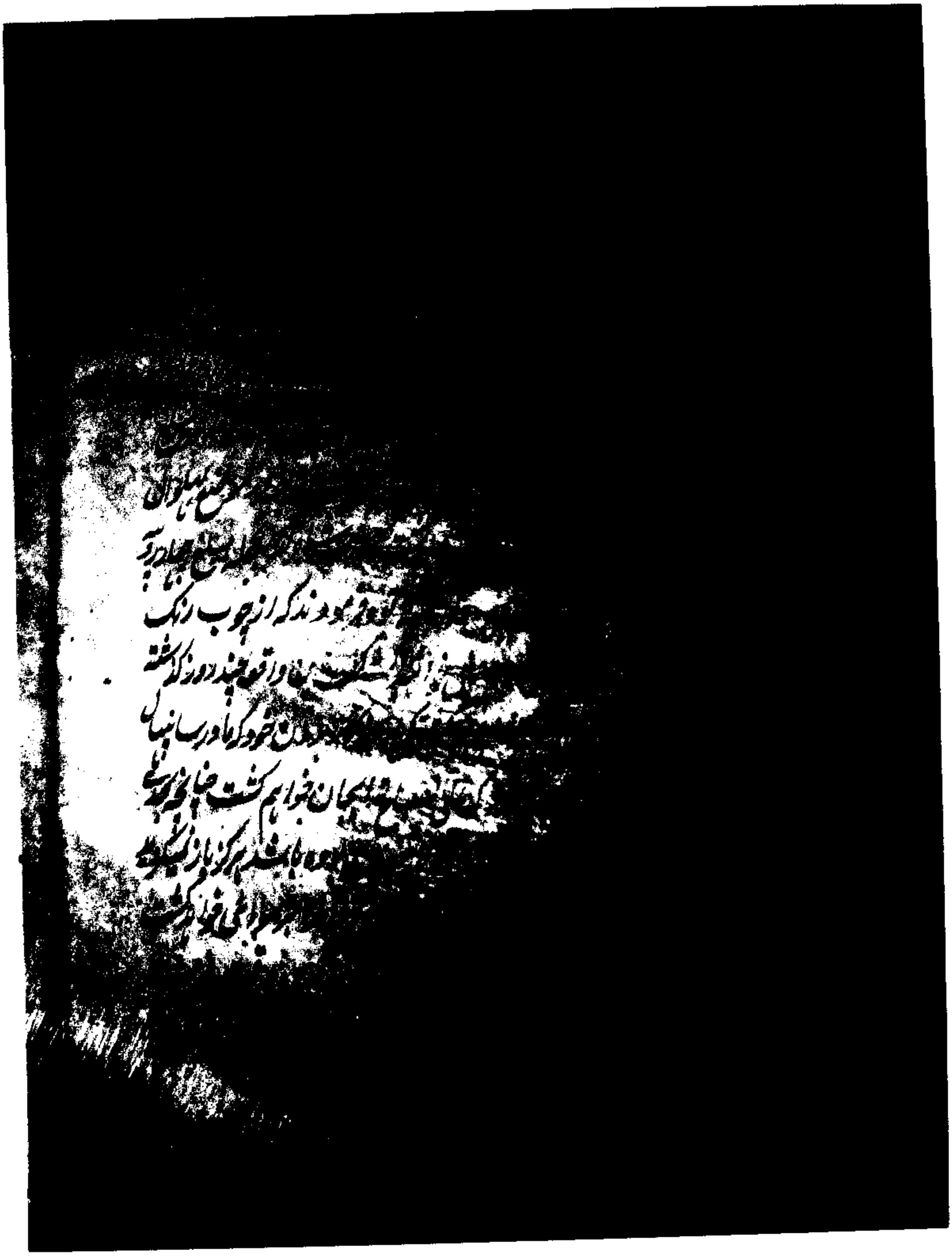

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (ب)، 5171، مکتوبہ ۱۲۳۳ھ، ماقبل آخر صفحہ

Marfat.com

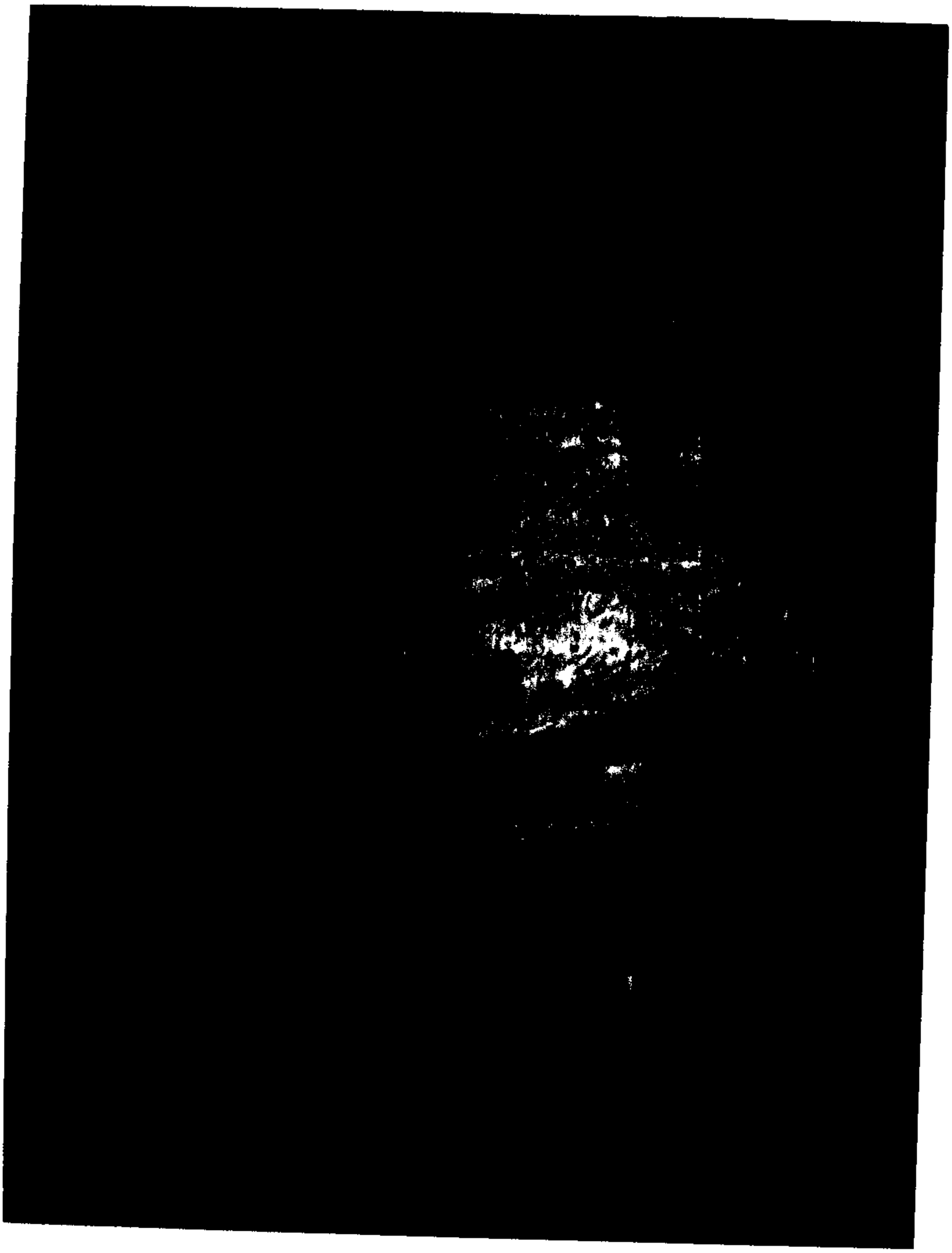

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شیرانی (ب)، 5171، مکتوبہ ۱۲۳۳ھ، ترقیمہ

Marfat.com

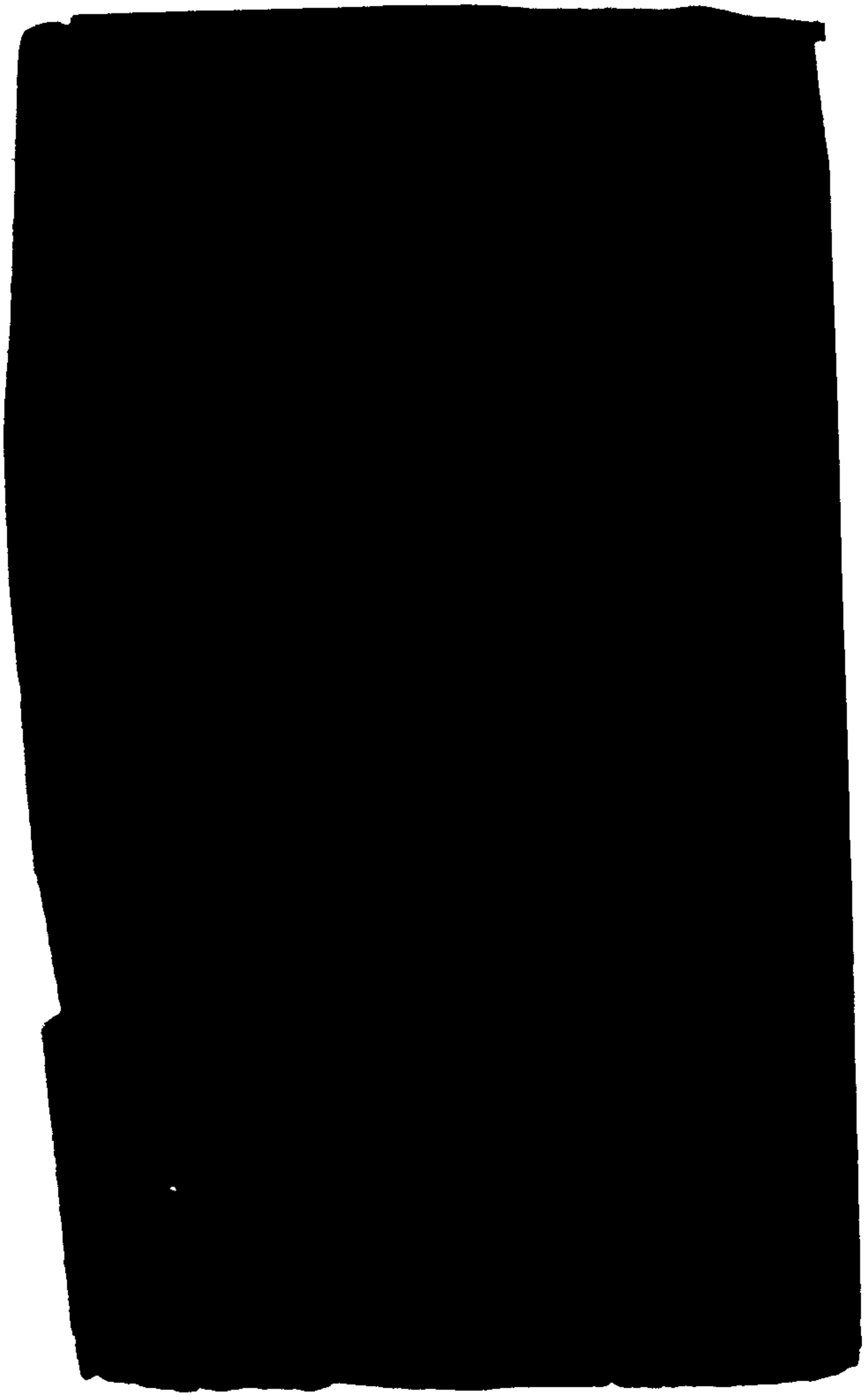

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ مزنگ، دیباچہ

Marfat.com

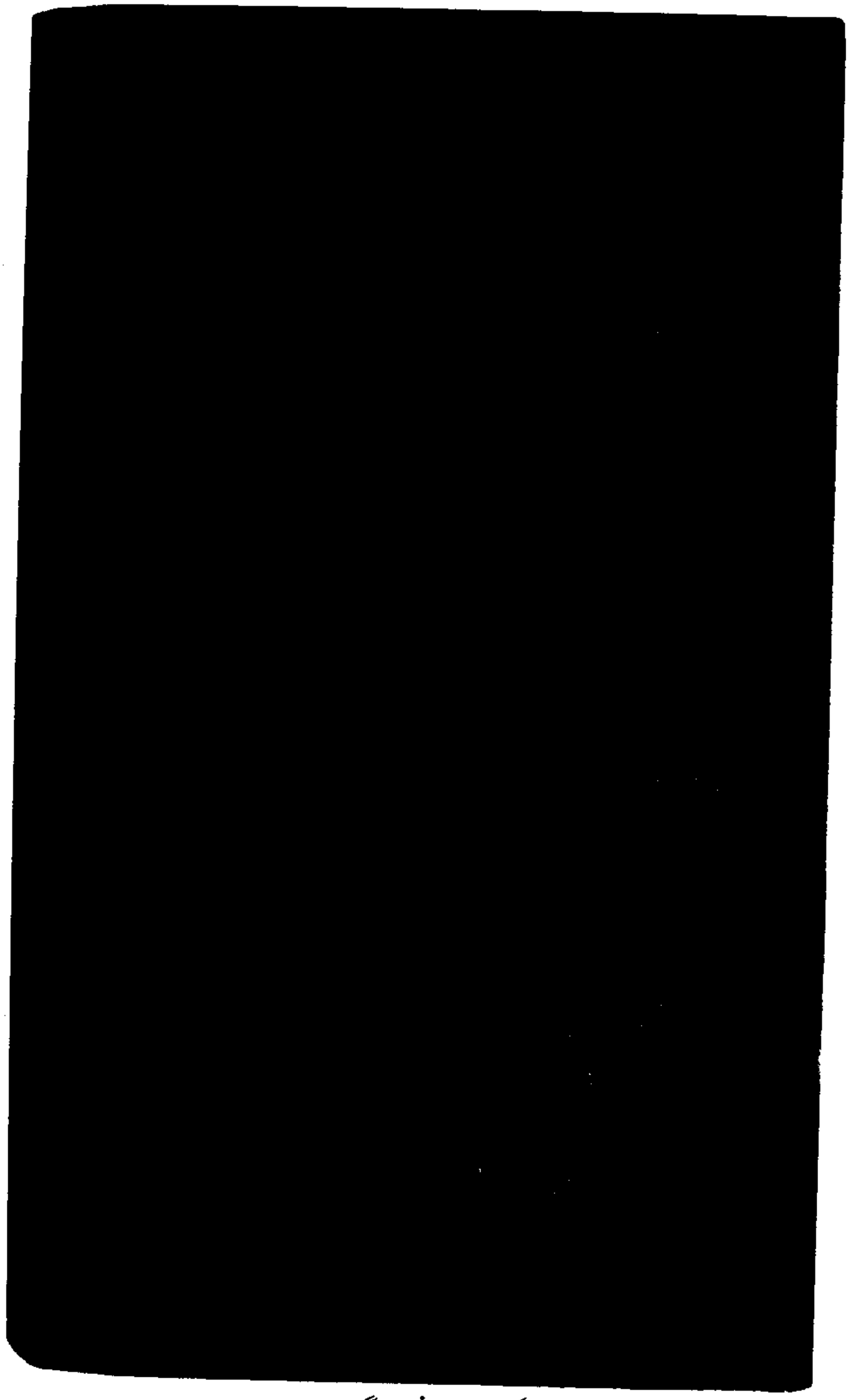

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ مزنگ، دیباچہ

Marfat.com

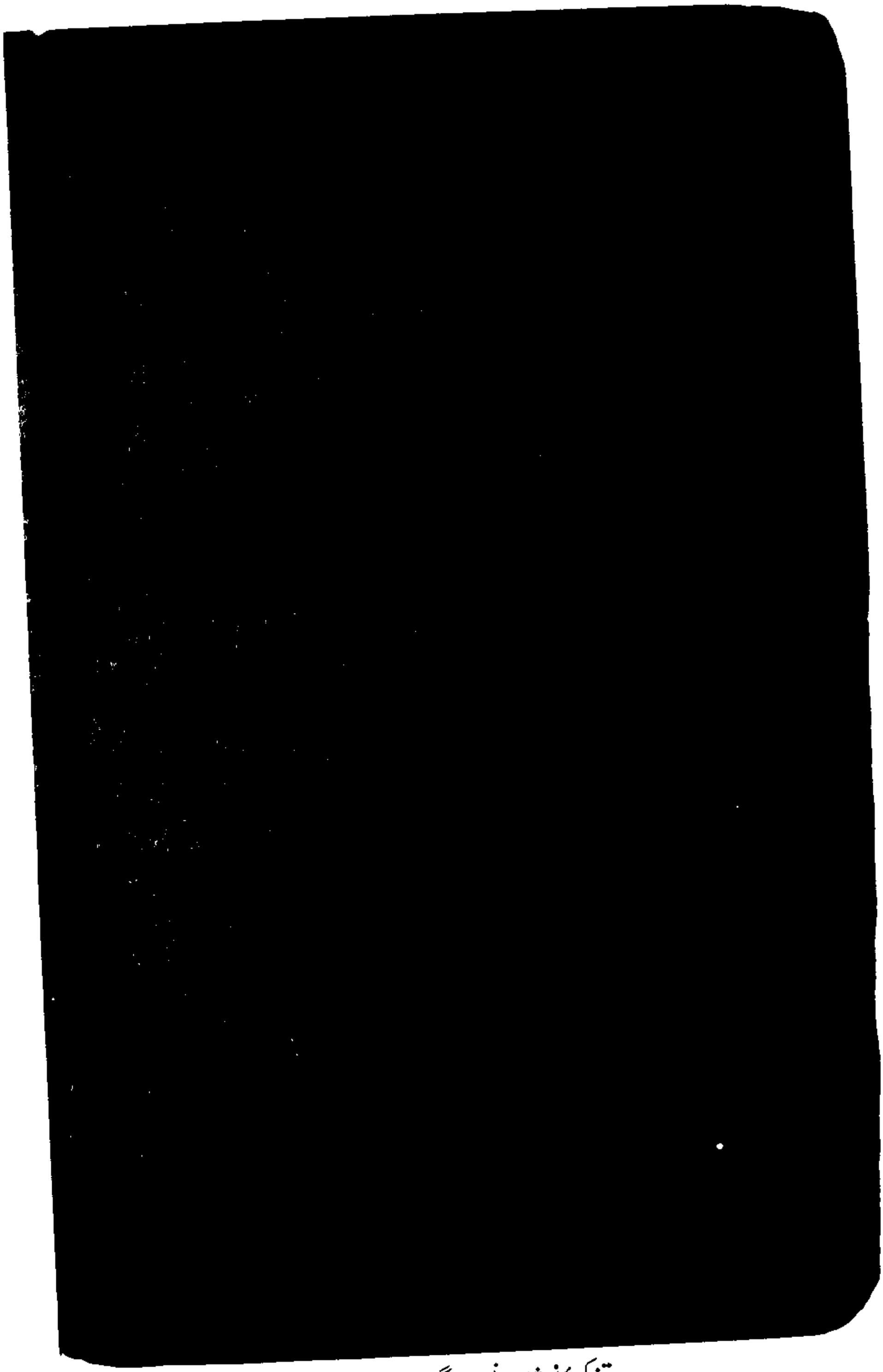

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ مزنگ، دیباچہ

Marfat.com

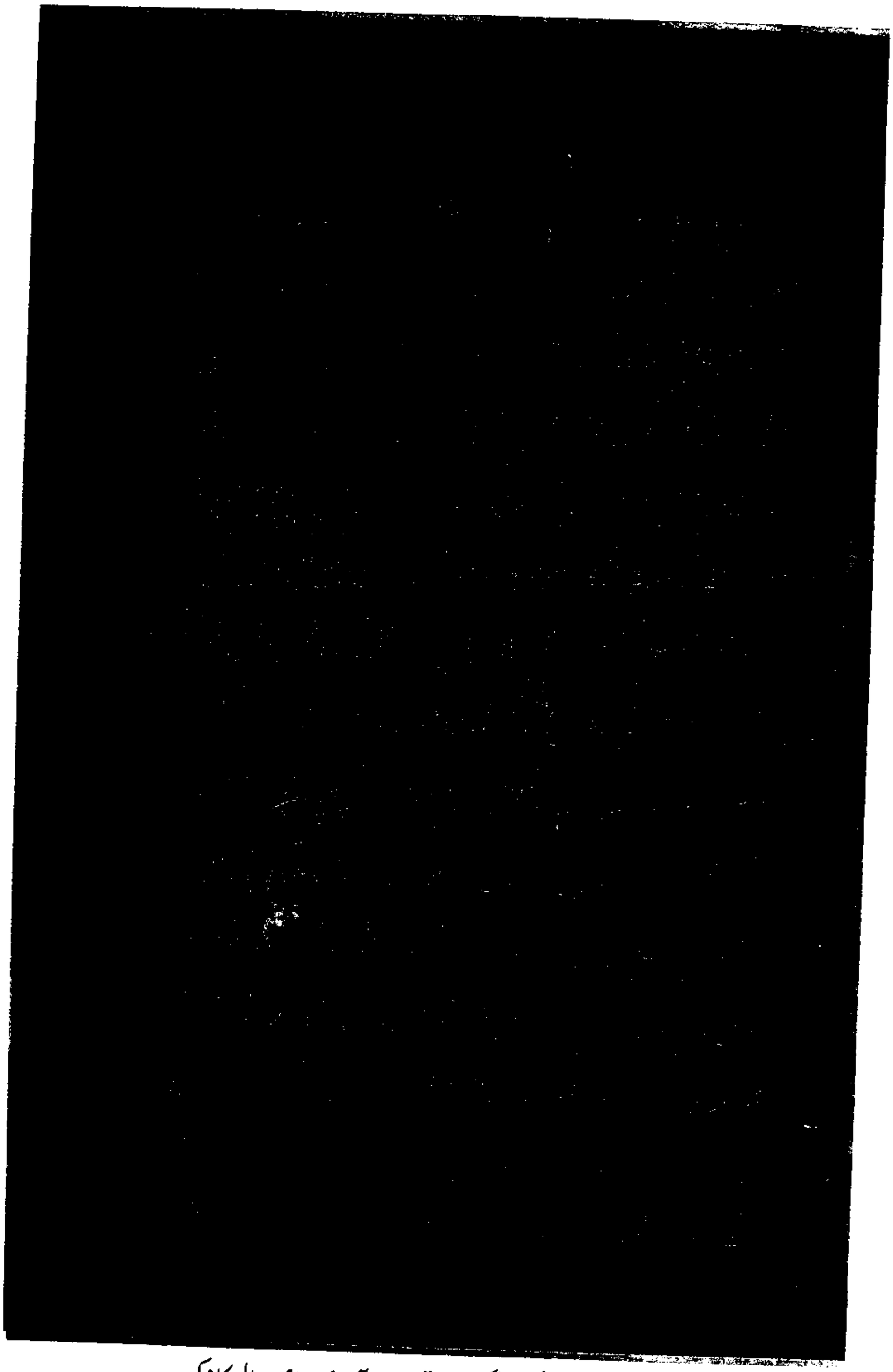

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ مزنگ، ورق ۵۷ پر آبادی ساہن پال کا ذکر

Marfat.com

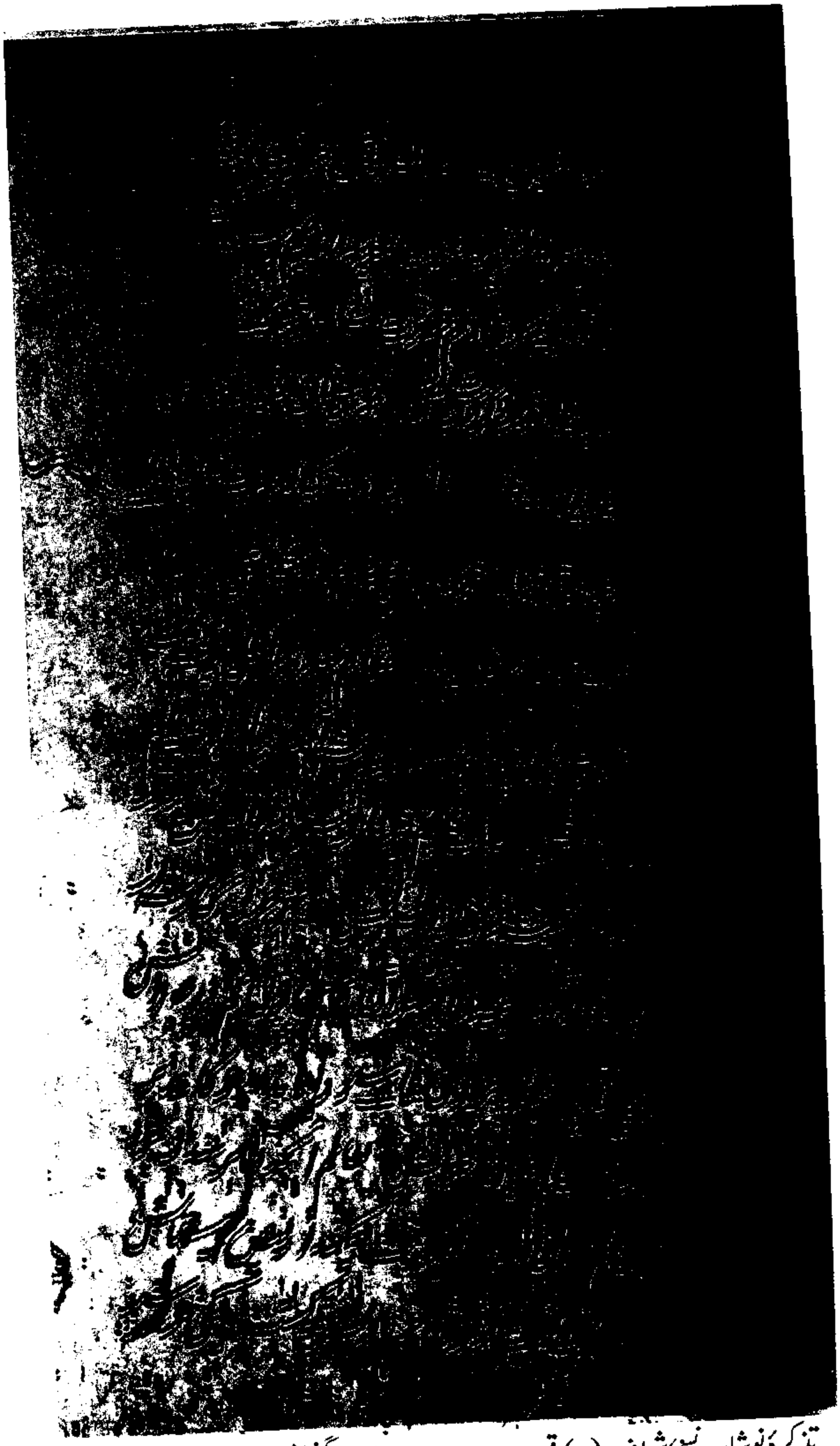

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (د)، قصیدہ در مدح حضرت نوشاہ گنج بخش از عبدالرحیم سدا کنبوئی

Marfat.com

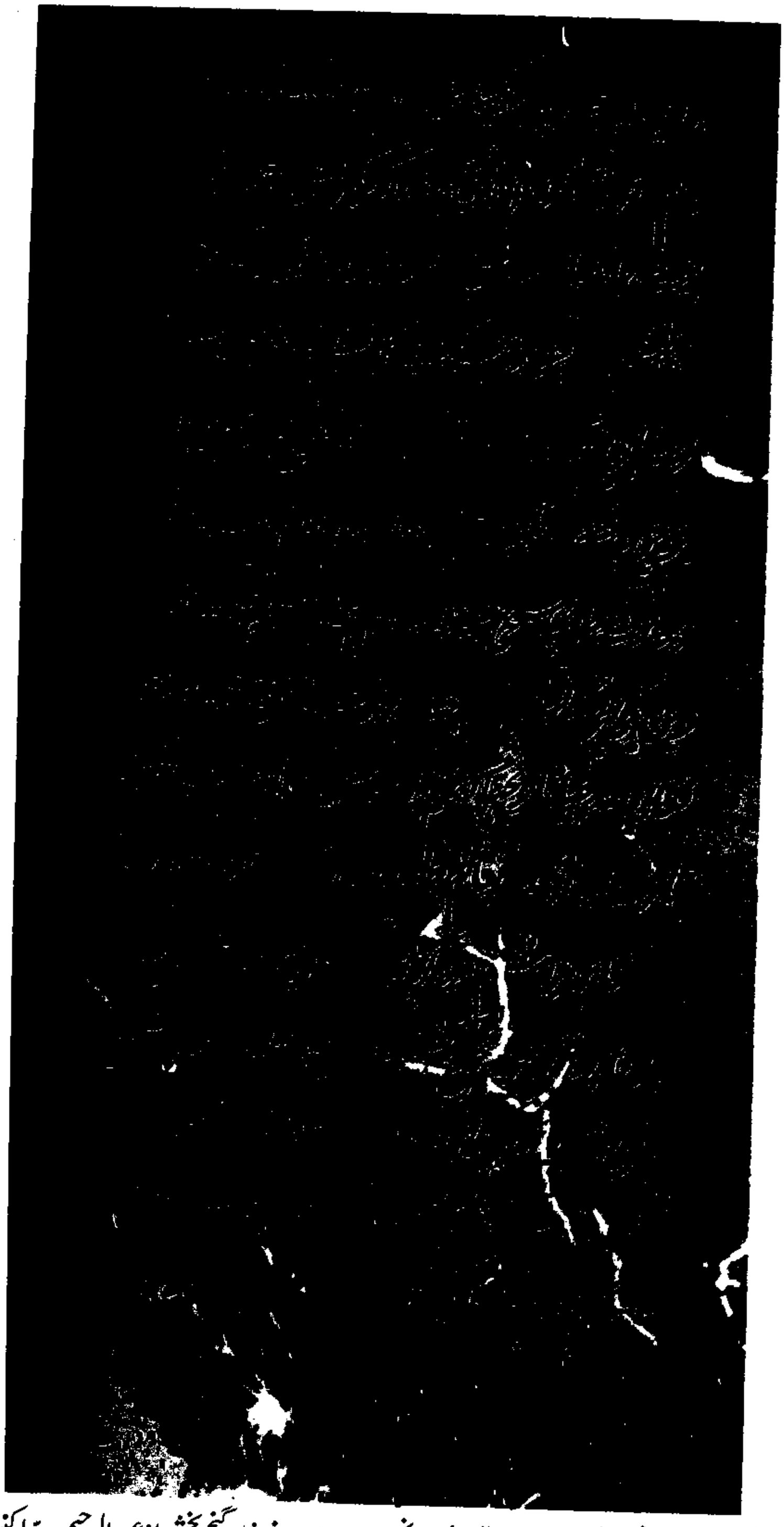

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (د)، قطعۂ تاریخ وفات حضرت نوشاہ گنج بخش از عبدالرحیم سدّا کنبوئی

Marfat.com

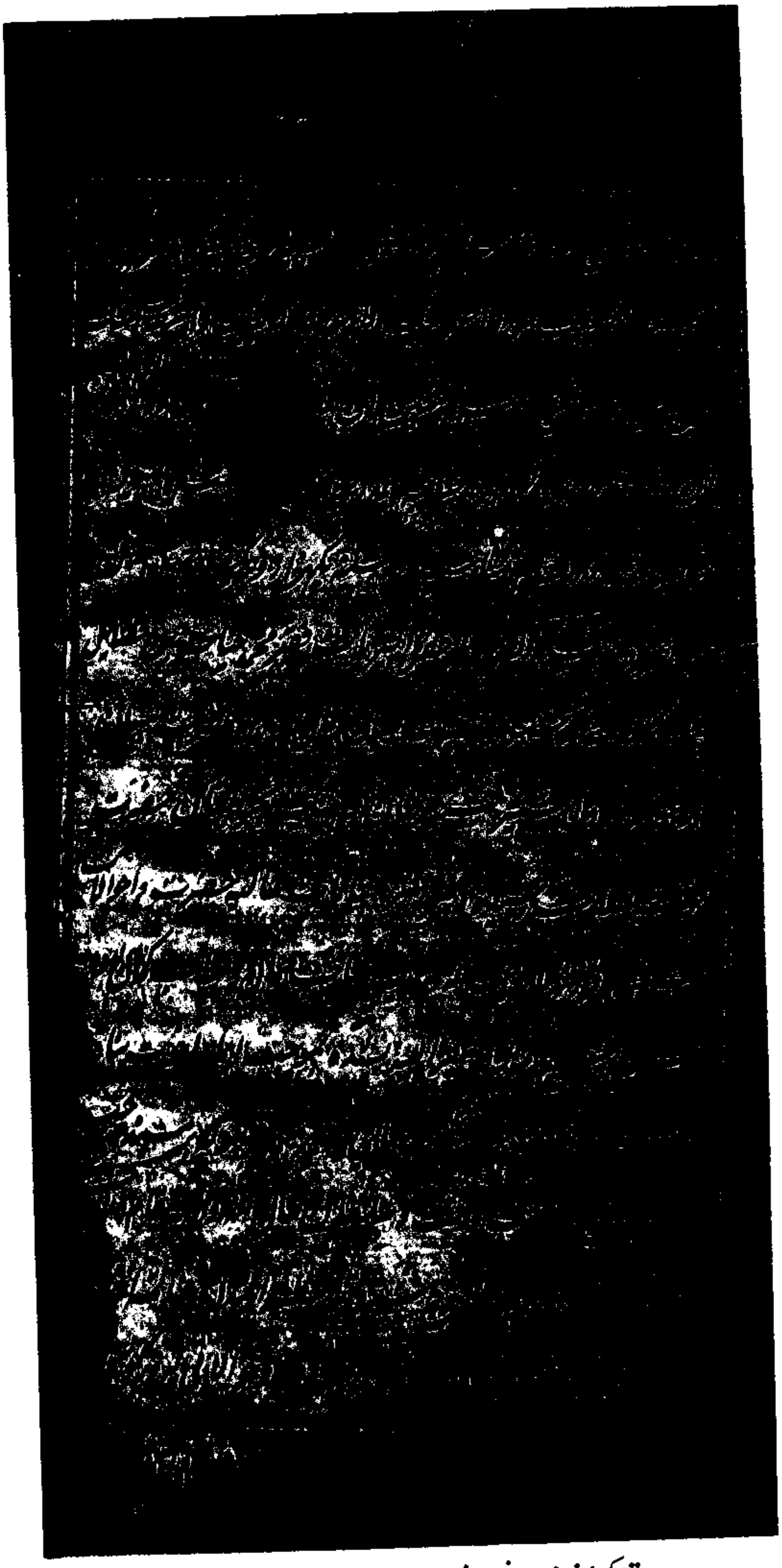

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (ج)، دیباچہ از نسخۂ قدیم

Marfat.com

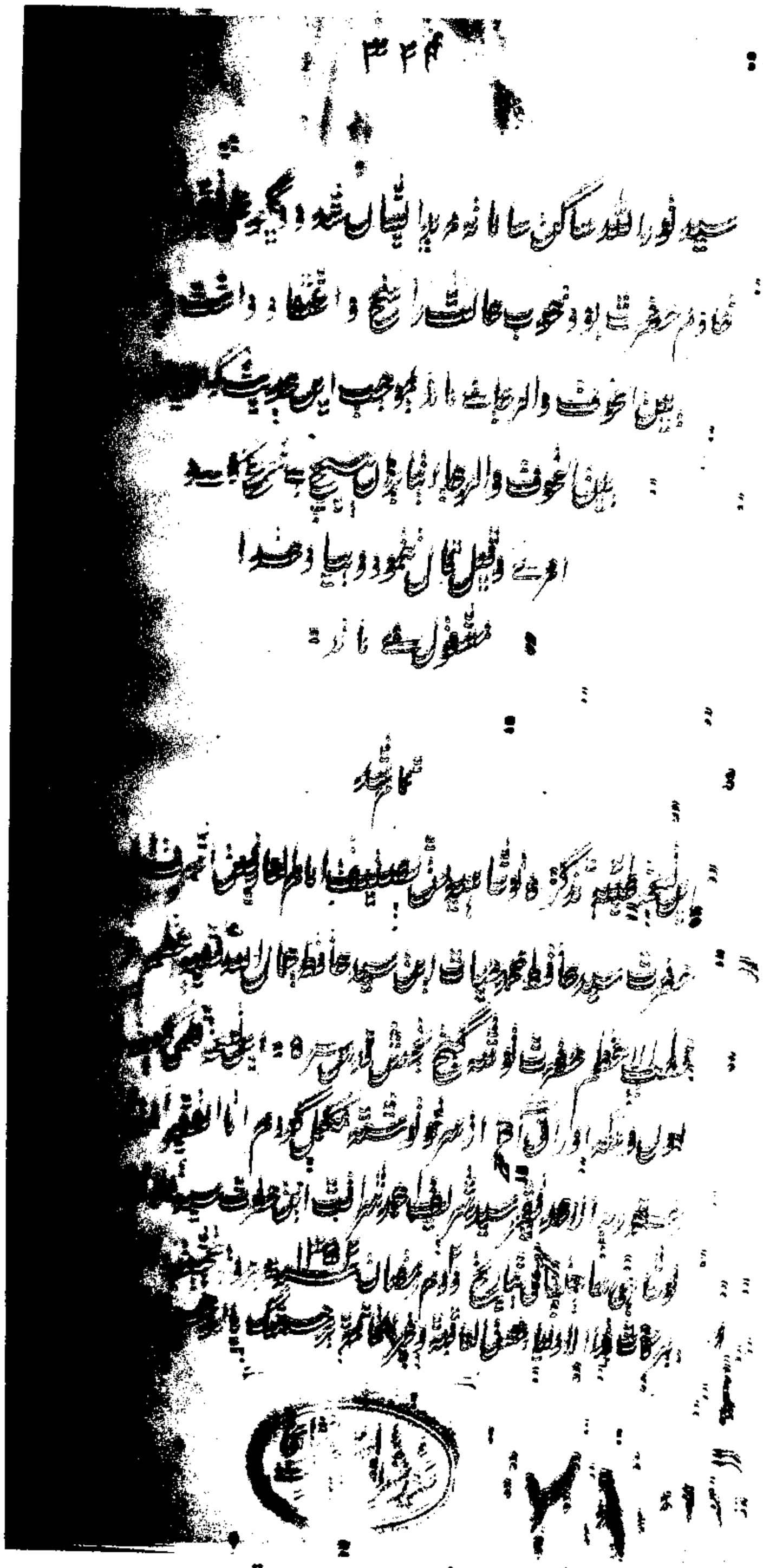

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (ج)، ترقیمۂ جدید

Marfat.com

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ جھنڈیر، سرورق مشمولہ نام کتاب، مہر و اشعار نور المصطفی نوشاہی

Marfat.com

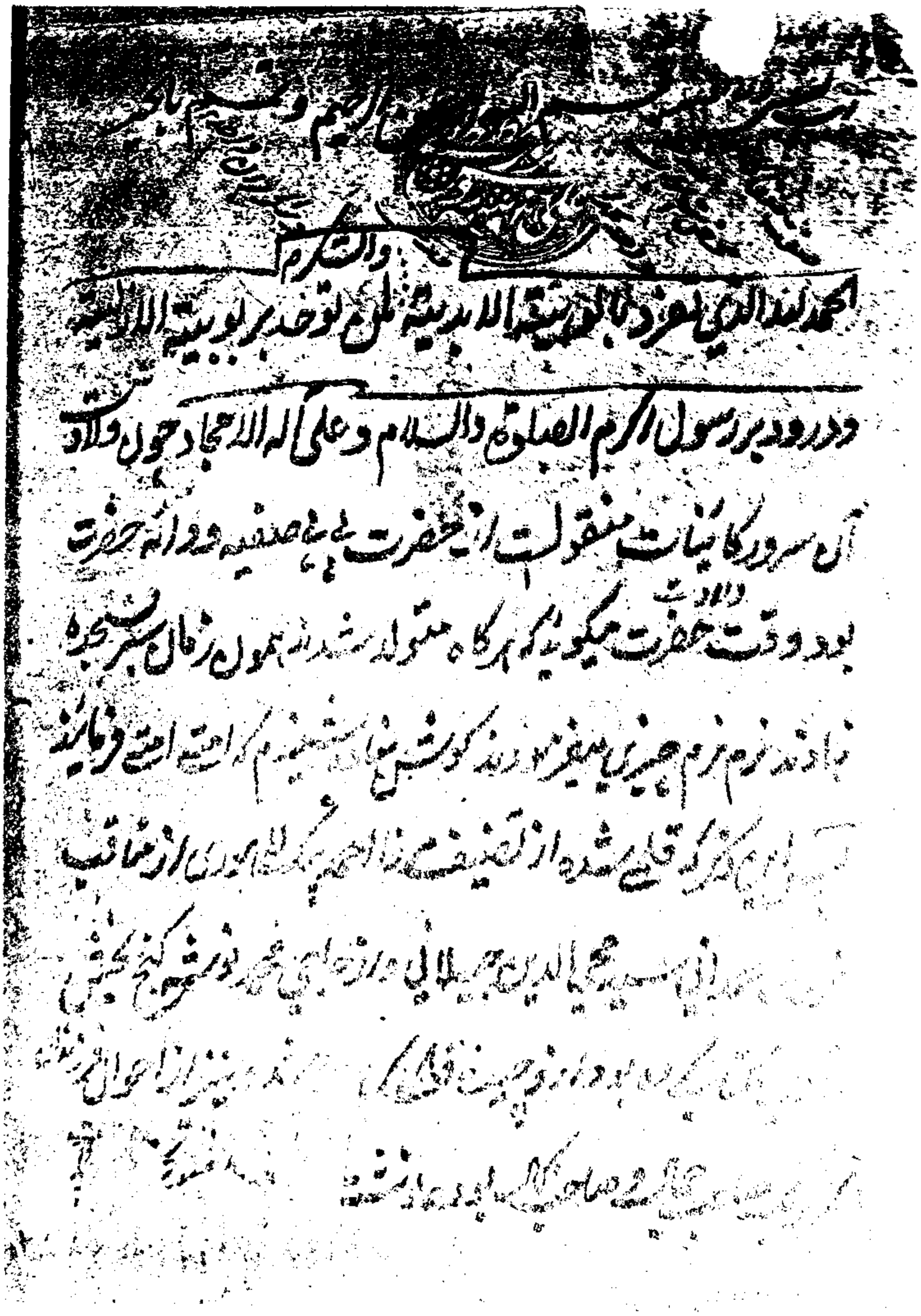

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ جھنڈیر، مخدوش دیباچہ و مہر نور المصطفی نوشاہی

Marfat.com

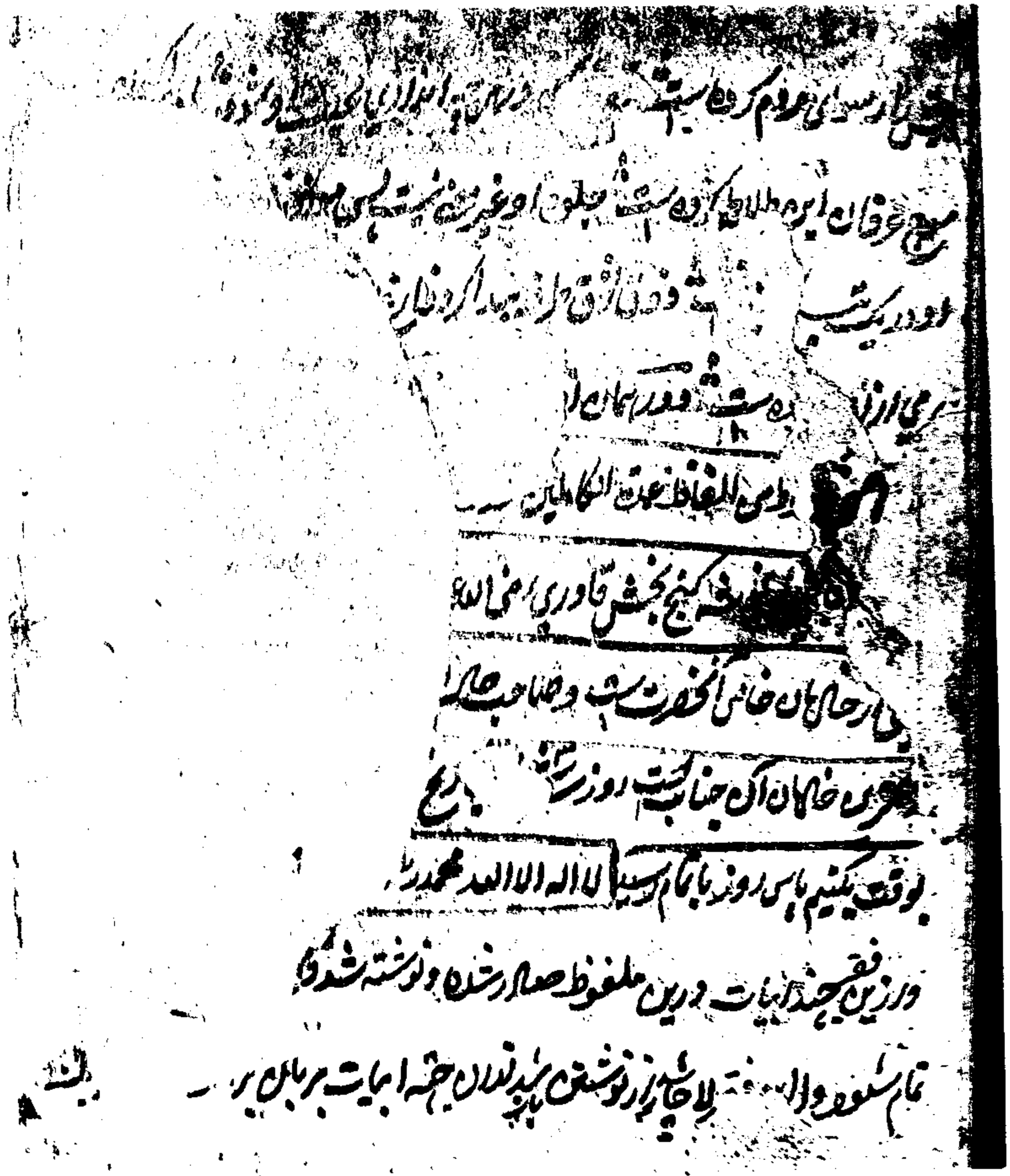

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ جھنڈیر، آخری ورق، ترقیمہ کی نصف عبارت

Marfat.com

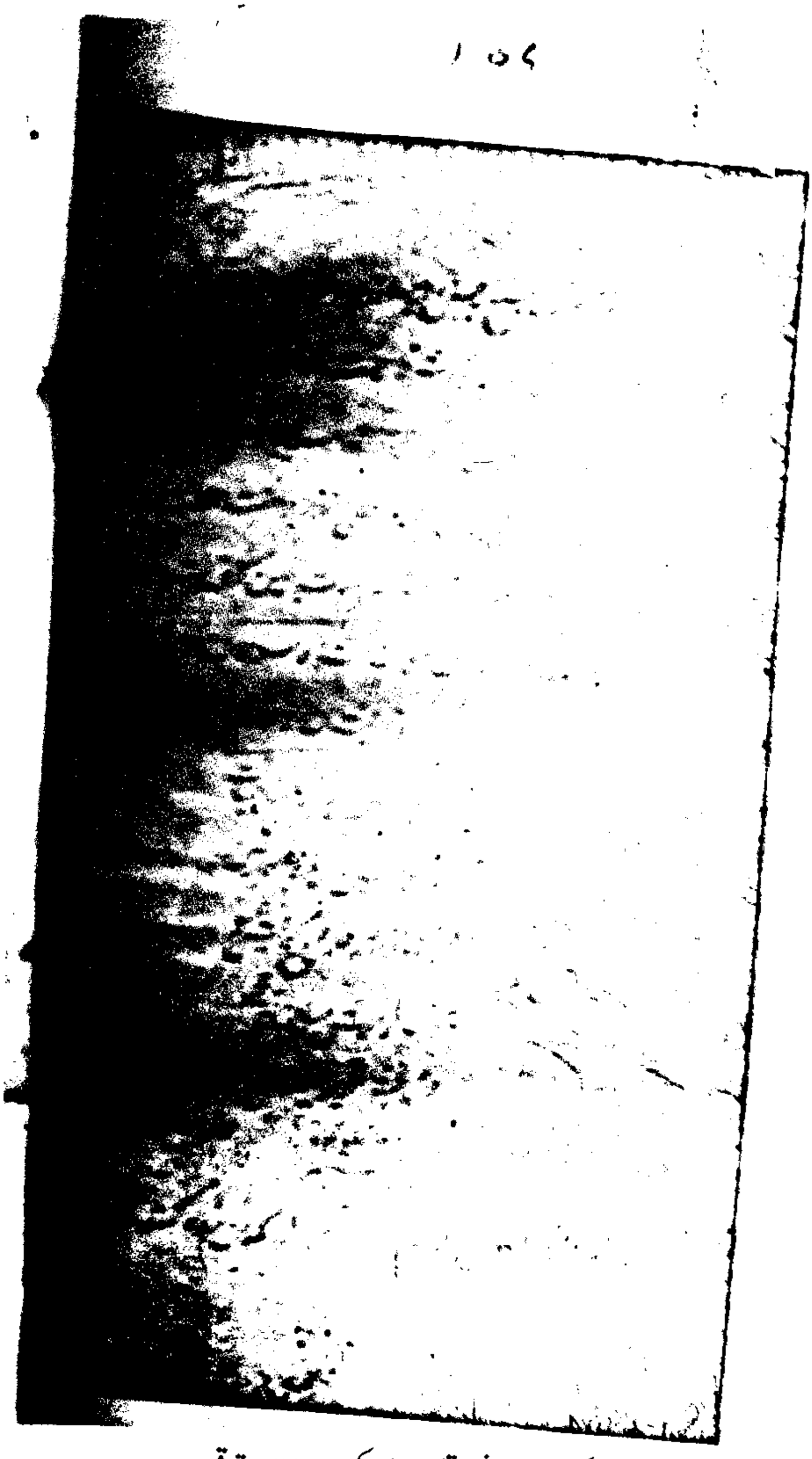

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ قلعہ داری، مکتوبہ ۱۲۳۸ھ، ترقیمہ

Marfat.com

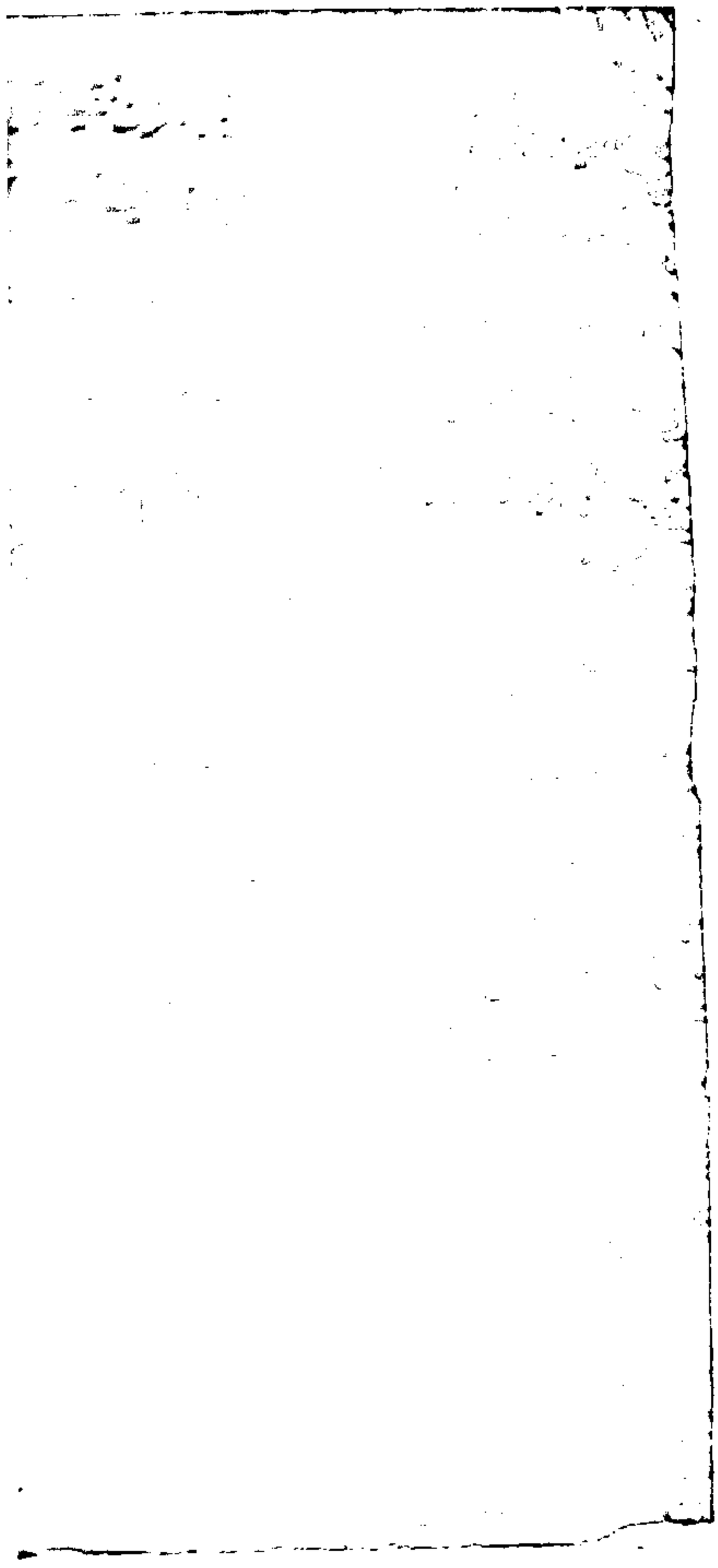

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ قلعہ داری، عمر بخش نوشاہی رسول نگری کے حواشی کے ساتھ

Marfat.com

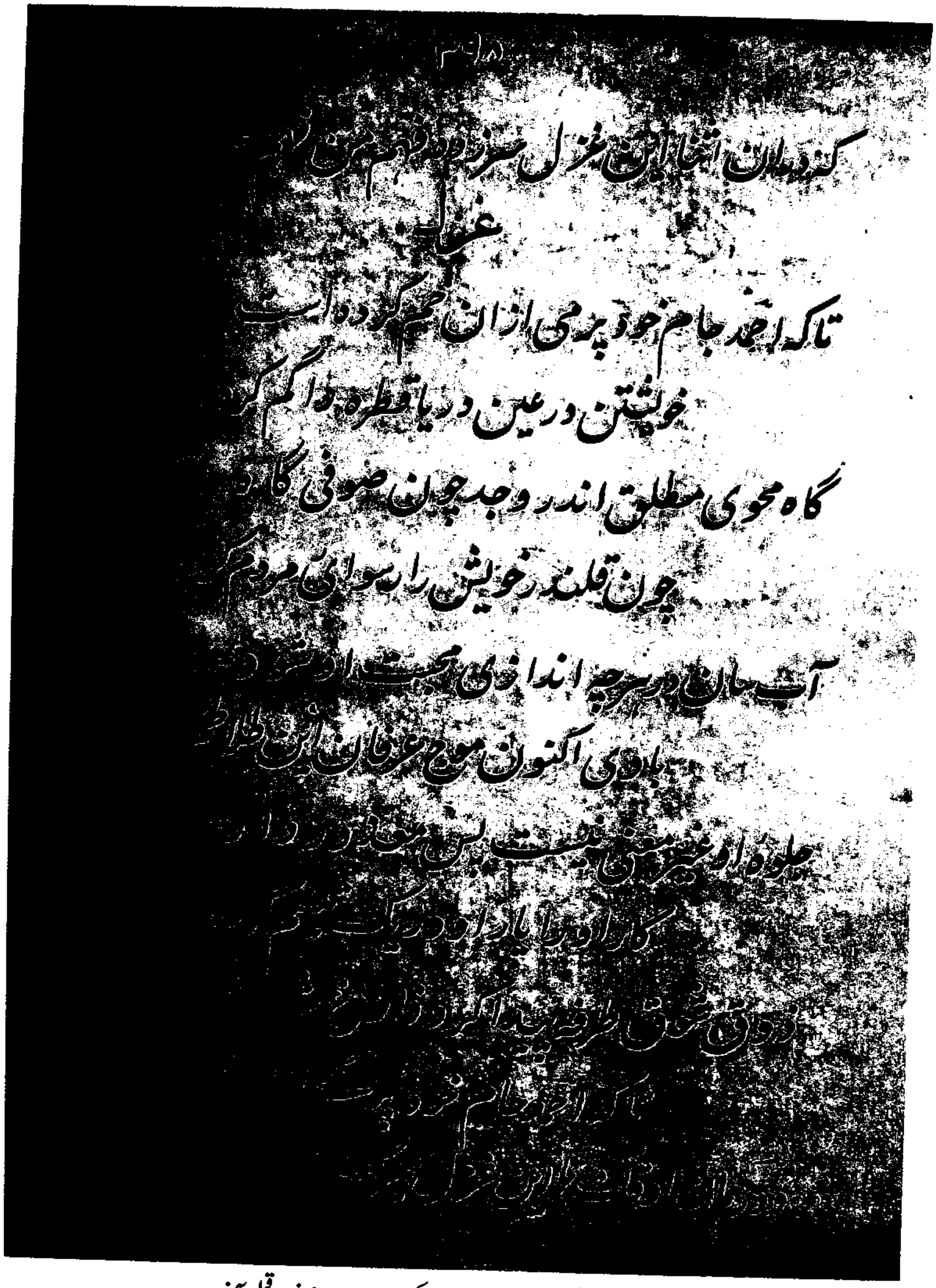

غزل

تاکہ از خود جام خود پر می از آن خم کردہ ایست

خویشتن در عین دریا قطرہ را گم کردہ

گاہ محوی مطلق اندر وجد چون صوفی گاہ

چون قلندر خویش را رسوائی مردم

آب سان در ہر چہ اندازی محبت او شود

بادی اکنون موج عرفان آن دلدار

جلوۂ او غیر معنی نیست پس معذور دار

کہ از او را یاد آوردم

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (الف)، مکتوبہ ۱۳۴۷ھ، صفحۂ ماقبل آخر

Marfat.com

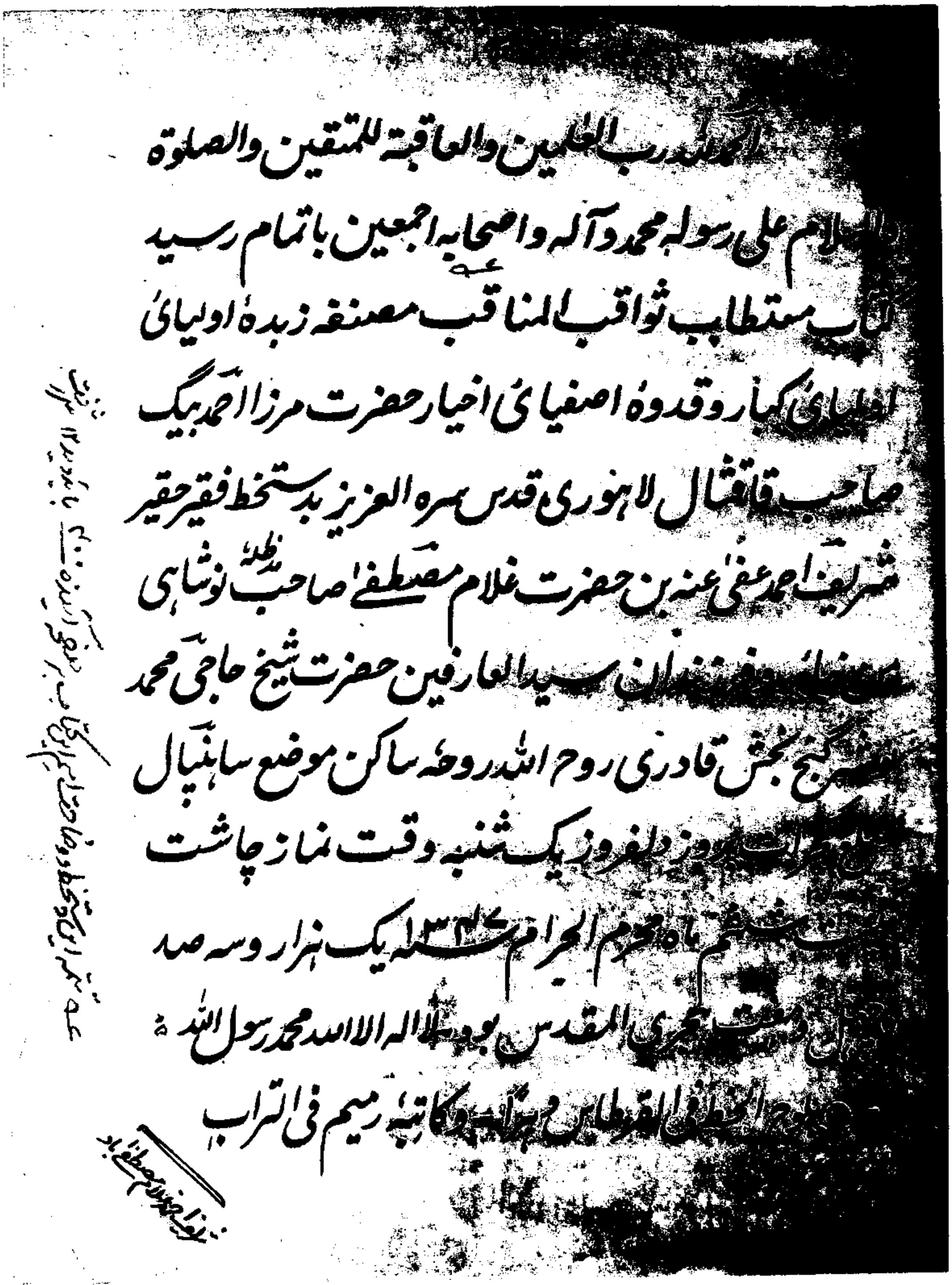

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین باتمام رسید
کتاب مستطاب ثواقب المناقب مصنفہ زبدۂ اولیائی
اولیائی کبار وقدوۂ اصفیائی اخیار حضرت مرزا احمد بیگ
صاحب قاقشال لاہوری قدس سرہ العزیز بدستخط فقیر حقیر
شریف احمد عفی عنہ بن حضرت غلام مصطفیٰ صاحب نوشاہی
مصنفہ فرزندان سید العارفین حضرت شیخ حاجی محمد
گنج بخش قادری روح اللہ روحہ ساکن موضع ساہنیال
بروز دلفروز یک شنبہ وقت نماز چاشت
ششم ماہ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ یک ہزار وسہ صد
ہفت ہجری المقدس بود لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
الحمد للہ الملک المتعال وکاتبہ رمیم فی التراب

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (الف)، مکتوبہ ۱۳۴۷ھ، ترقیمہ

Marfat.com

۴۰۰

تتمہ دستخط

چون در سنہ ۱۲۴۷ھ تیغ سید شریف احمد شرافت این کتاب را از نسخہ کہنہ قلمی مولوی
سید محمد عالم بن سید پیر محمد دعوۃ النقل نمود۔ و از دو نسخہ کہنہ قدیمہ قلمی کہ در حیات
سید عارف حق بن سید سکھن شاہ لاہوری بود مقابلہ نموده تصحیح کرد۔ در دستخط
کردن این کتاب را از تصنیف مرزا احمد بیگ لاہوری شمار کرد و اسمش بلا تحقیق
تواقب المناقب تحریر کرد۔ حالانکہ تواقب المناقب کتابے علیحدہ از تصانیف شیخ
محمد پاشاہ واقف کتابی نوشت۔ اکنون اطلاعاً میگویند کہ نخستین مضامین این
کتاب مرزا احمد بیگ لاہوری را بہم آورده در سنہ ۱۱۰۷ھ بہ نام نامش مقرر نموده بالا
دو ہار ساختہ میگوید۔ آخر ناسکار نسخہ ہمان مذکور در دست حضرت سید حافظ محمد حیات
خلف صدق سید حافظ جمال اللہ نوشاہی را افتاده ایشان در سنہ ۱۱۴۶ھ بترتیب و تکمیل
وے پرداختہ و جملے حادثات زائد درج کتاب فرمودند۔ و رسم کتاب ایشان نیز بہ
مقرر نگردند۔ حقی غلام سرور لاہوری در سنہ ۱۲۸۰ھ کتاب خزینۃ الاصفیا تالیف کرد
در احوال مشائخ نوشاہیہ ازین کتاب نقل نموده۔ و رسم این نسخہ تذکرہ نوشاہیہ
یافتہ۔ بعد ازان بہمین نام اشتہار یافت۔ واللہ الحمد۔

سید شرافت نوشاہی

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (الف)، تتمۂ ترقیمہ مکتوبہ ۱۳۸۲ھ

Marfat.com

۶

فہرست مضامین کتاب تذکرہ نوشاہیہ

اسماء الرجال

بترتیب حروف تہجی مرتب کردہ شد

الف

آدم ۶ - ۷

آمنہ ۱۴۱

ابراہیم بن یزید ۴

ابراہیم دیوانی ۱۰۴

الیاس اصبہانی ۱۰۳

ابواسحٰق [illegible] شیخ ۱۸

ابوالفتح دیوانی ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۸۱

ابوالفرج طرطوسی شیخ ۱۸

ابوالمعالی ابہری شیخ ۱۰

ابوبکر [illegible] ۱۸

ابوبکر [illegible] ۲۰۱

ابواحمد [illegible]

ابوسعید [illegible] ۱۸

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ شرافت (الف)، مکتوبہ ۱۳۴۷ھ کے ساتھ سیّد شرافت نوشاہی کا ساختہ اشاریہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تفرد بالوہیتہ الابدیۃ والشکر لمن توحد بربوبیتہ الازلیۃ ودرود بر رسول
اکرم الصلوۃ والسلام وعلی آلہ الامجاد۔ چون ولادت آں سرور کائنات ظہور رسید منقول است
از بی بی حفیہ کہ دایہ حضرت بود بیفگت کہ بر گاہ متولد شدند ہمون وقت سر بسجدہ نہادند۔ نرم نرم
چیزے بے فرمودند۔ گوش نہادم شنیدم کہ امتی امتی بے گویند۔ پس این ذکر کہ تلقی شد از نور
احمد بیگ لاہوری از مناقب غوث صمدانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ و از صاحب خزینہ نوشتہ
گنج بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ و نیز از احوال فرزند کہ بر یک صاحب جمال و صاحب کمال بودہ نوشتہ آمد۔
فصل در تحقیق ولایت۔ ولایت مشتق است از ولی کہ قرب است و آں دو قسم است۔ ولایت عامہ
و ولایت خاصہ۔ ولایت عامہ مشترک است میان ہمہ موصوف۔ قال اللہ تعالی اللہ ولی الذین
امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔ و ولایت خاصہ مخصوص است بواصلان ارباب سلوک و بی بعد
عن الفنا والعبد فی الحق والبقاء بالحق ہو الفانی فیہ والباقی بہ و مقابلہ است از نہایت
سیر الی اللہ و لقا عبارت است از بدایت سیر فی اللہ چہ سیر الی اللہ وقتے متحقق شود کہ بدایت وجود
بقدم صدق یکبارگی قطع کند و سیر فی اللہ وقتے محقق شود کہ بندہ را بعد از تجلی مطلق و ذاتی
و ذاتی مظہر از صدق تخلق از زائی دارد تا بدانکہ در عالم اتصاف باوصاف الہی و تخلق باخلاق ربانی
ترقی کند و شرط الولی ان یکون محفوظا من شر الشیطان الرجیم ان یکون مصرا فی کل مکان

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ بہاول پور، مکتوبہ ۱۳۵۳ھ، دیباچہ

Marfat.com

غزل — تا کہ احمد جام خود پر مے از الست حکم کردہ است — خویشتن در عین دریا قطرہ را گم کردہ است —
گاہ مجنون عشق اندر وجد چون صوفی رگاہ — چون قلندر خویش را رسوائے مردم کردہ است
آب شان در پردہ اندازی محبت او شود — بادیے اکنون بہر عرفان این تلاطم کردہ است
جلوہ او بے یقین نیست پس معذور دار — کار او در بار او در یقین کردہ یقین تسلیم کردہ است
ذوق شوق طرفہ پیدا کرد نامم شد غم — تا کہ احمد جام خود پر مے از الست ختم کردہ است

و در پایان اوراق ۵ این غزل نیز گفتہ شد تمبل باد تمت بذا الملفوظ من الفاظ عمدۃ الکاملین قدوۃ الواصلین فنا فی اللہ و واصل باللہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصنیف فضیلت پناہ حقائق آگاہ عارف دستگاہ حضرت میرزا احمد بیگ رحمۃ اللہ کہ یکے از خادمان خاص آنحضرت قدس سرہ است و صاحب تاثیرہ سبحان محمد نبی و کاتب ملفوظات نعمی سلیمہ سبحان جندوزہ نوشاہی از بزرگان سبحان محمد فرید نوشاہی کہ از این کتاب مستطاب عاریتاً گرفتہ نقل نمودم و از خادمان حضرت میرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ و از شانی کتاب نوار در ماہ دی عدد سنہ ۱۲۶۶ وقت یکنیم پہر روز باتمام رسانیدہ بودند —

بقلم احقر العباد فقیر حقیر مجرم تمنائی محمد سعادت علی بخدمت قادری نوشاہی غفی عنہ مورخہ جمعہ ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۳۴ء موافق ۸ مگھر سنہ ۱۹۹۱ بکرمی بوقت ۱ بجے دن بمقام خیرپور شرقیہ ریاست بہاول پور

تذکرۂ نوشاہیہ، نسخۂ بہاول پور، مکتوبہ ۱۳۵۳ھ، ترقیمہ

Marfat.com

فیضانِ الٰہی

ترجمہ اردو

تذکرہ نوشاہی

از

فقیر سید شریف احمد شرافت نوشاہی برخوردار

آستانہ عالیہ نوشاہیہ سامنی پال شریف

فیضان الٰہی ترجمۂ تذکرۂ نوشاہی، سرورق بخط مترجم

Marfat.com

برادر عم زاد سید شیر محمد بن سید شاہ عصمت اللہ نوشاہی اس کتاب کو مکمل و مرتب کیا۔ کچھ مزید حالات و کرامات داخل کئے۔ اور حضرت نوشہ کے فرزندوں اور پوتوں کے کچھ واقعات زیادہ کیئے۔ اور یہ ایک مکمل تذکرہ بن گیا۔ انہوں نے اس کا کوئی نام نہ رکھا۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے ۱۲۴۰ھ میں کتاب خزینۃ الاصفیا مشائخ کے حالات میں لکھی۔ تو نوشاہی خاندان کے بزرگوں کے حالات اسی کتاب کے حوالہ سے لکھے۔ اور مضمون کی مناسبت سے اس کا نام تذکرہ نوشاہی رکھ دیا۔ اس کے بعد جس مورخ نے نوشاہی سلسلہ کے متعلق لکھا۔ اسی نام کا حوالہ دیتے آئے۔ چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں مخطوطہ کی صورت میں تھی۔ میں نے اب ۱۳۵۲ھ میں اس کا ترجمہ اردو میں کر کے اس کا نام فیضان الٰہی ترجمہ تذکرہ نوشاہی رکھا ہے تاکہ اردو خواں اصحاب اس سے فائدہ اٹھا سکیں اللہ المستعان۔ سید شریف نوشاہی

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو ابدی الوہیت میں اکیلا ہے۔ اور سب شکر اس کے لئے ہے جو ازلی ربوبیت میں یگانہ ہے۔ وہ قدوسیت ( ) میں ایسا ہے کہ نہ اسکی بیوی نہ اولاد اور نہ کوئی کنبہ ہے۔ اور صمدیت ایسی ہے کہ نہ کوئی جفت اور نہ ند ( ) ہے۔ اور صلوٰۃ و سلام رسول کریم پر جن کو اس نے نبوت اور رسالت کا تاج پہنایا۔ اور دین حق اور ہدایت کے لئے رسول بنا کر بھیجا تاکہ اپنی کمال عنایت سے تمام دینوں پر اس کو غالب کرے۔ خواہ مشرکوں کو حماقت کی وجہ سے وہ پسند نہ آئے۔ اور تمام پیغمبروں پر ان کو بے بہا فضیلت عطا کی۔ (ان کے حق میں فرمایا حدیث قدسی) میں نے سب مخلوق کو تمہارے لئے

Marfat.com

۴۷۸

غزل کا ترجمہ

جب کہ احمد نے زمانہ پیالہ اس خم سے شراب سے پر کیا ہے

اپنے آپ کو قطرہ کی طرح دریا میں گم کیا ہے

کبھی وجد میں محو مطلق صوفی کی طرح اور کبھی

قلندر کی طرح اپنے آپ کو رسوائے عالم کیا ہے

یا ئی کی طرح محبت جس میں ڈالے وہی بوجھ اٹھاتا ہے

اپنے عرفان کی لہر نے اس کے ساتھ یہ ظلم کیا ہے

اس کا جلوہ بے معنی نہیں پس معذور رکھو

اس کا کام یار نے ایک ہی تبسم میں کر دیا ہے

بڑا ذوق شوق پیدا کیا علم سے فارغ ہو گیا

جب کہ احمد نے زمانہ پیالہ اس خم سے شراب سے پر کیا ہے

تمام شد

۱۳۵۲ھ

کتاب فیضان الٰہی ترجمہ اردو تذکرہ نوشاہی بقلم مترجم سید شریف احمد شرافت نوشاہی عرف نقیہ

فیضان الٰہی ترجمۂ تذکرۂ نوشاہی، دیباچۂ مترجم وترجمۂ دیباچۂ مولف

Marfat.com

فہرست کتاب

حیاتِ ربانی از تصنیف سید ابو النظفر شریف احمد مرزا قت نوشاہی غفرلہ

مقدمہ	۱	وظیفہ فجر	۱۴
کتاب حیات ربانی کے ماخذ	۵	وظیفہ نوب	〃
ولادت سید حافظ محمد حیات ربانی	〃	دعائے تلاوت قرآن مجید	۱۶
سلسلہ نسب	〃	ریاضت و مجاہدہ	〃
نسب مادری	۸	—(اخلاق و عادات)	۲۱
نام و کنیت و القاب	〃	سخاوت و فیاضی	〃
تحصیل علم	۹	شوخوانی	〃
بیعت و خلافت	۹	—(خوارق و کرامات)	۲۵
سلسلہ طریقت	〃	[illegible]	〃
[illegible] دار العلوم [illegible]	۱۲	[illegible]	〃
طبی کی لیاقت	۱۳	علم کی محبت [illegible]	۲۶
فن کتابت	〃	—(وفات و مقبرہ کرامات)	۳۴
مسئولہ	۱۴	دینی تعلیمات [illegible]	〃
حضرت [illegible]	〃	—(مقبولیت)	۲۹
(مقبولیت)	۱۷		

حیات ربانی، فہرست مضامین، بخط مصنف

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العزیز الحکیم۔ والصلوۃ والسلام علی
نبیہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ مع التکریم۔

مقدمہ

اسلام میں بے شمار ایسی برگزیدہ ہستیاں گذری ہیں جنہوں نے
مختلف اسلامی علوم کی خدمات میں عمریں بسر فرمائی ہیں۔ کسی نے
علم تفسیر کی خدمت کی۔ کسی نے علم حدیث کی۔ کسی نے فقہ وغیرہ کی۔
اسی طرح جن لوگوں نے تصوف و تاریخ کی خدمت کی ہے۔ ان میں
ایک بزرگ ہستی تصوف کی دنیا میں کالشمس فی نصف النہار مشہور
و معروف ہے۔ جن کا نام خاتم الاولیاء صاحب فنا و بقا جامع علوم
عقلیہ و نقلیہ حاوی اصول آلہیہ و سرمدیہ۔ عارف اسرار حقیقت
کشف کاشف طریقت۔ قدوۃ العلماء عمدۃ الفضلاء قطب

حیات ربانی، دیباچہ، بخط مصنف

Marfat.com

[illegible] علوم قادری کو شاہ [illegible] سراج الحق
[illegible] آپ بلند پایہ مورخ اور شاعر و ادیب تھے۔ سلسلہ کو شاہیہ کی
مکمل تاریخ لکھنے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ آپ کے بعد جتنے مورخ
گذرے ہیں جو کچھ کو شاہیہ کے متعلق لکھوں نے لکھا ہے، سب کا ماخذ
سرچشمہ آپ ہی کی کتاب "تذکرہ کو شاہیہ" ہے۔

باوجود استعداد و صلاحیت قدرت کے۔ کسی کتاب میں آپ کے حالات نہیں پائے
جاتے۔ صرف کتاب بخزینۃ الاصفیا میں چند سطور آپ کے متعلق ملتی
ہیں۔ جو آپ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کے لئے کافی نہیں ہو سکتیں۔
لہٰذا میں نے اس کمی کو پورا کرنے کے واسطے خود عزم ہمت باندھا۔
اور آپ کی تحریرات و تصنیفات کا مطالعہ کر کے، ہتنبالگا اور
[illegible] جو کچھ آپ کے متعلق دستیاب ہوا ہے، وہ کتابی صورت

[illegible] اس کا نام "حیاتِ ربانی" رکھا
[illegible] ناظرین سے امید ہے کہ وہ شناسائی کا [illegible]
[illegible] دعا فرمائیں گے۔ واللہ القریب المجیب۔

خادم اہل اللہ

فقیر سید شریف الحق شرف کوشاہی

عفا اللہ عنہ

[illegible] شریف ضلع گورکھپور
۲۴ شوال ۱۳۶۸ھ

Marfat.com

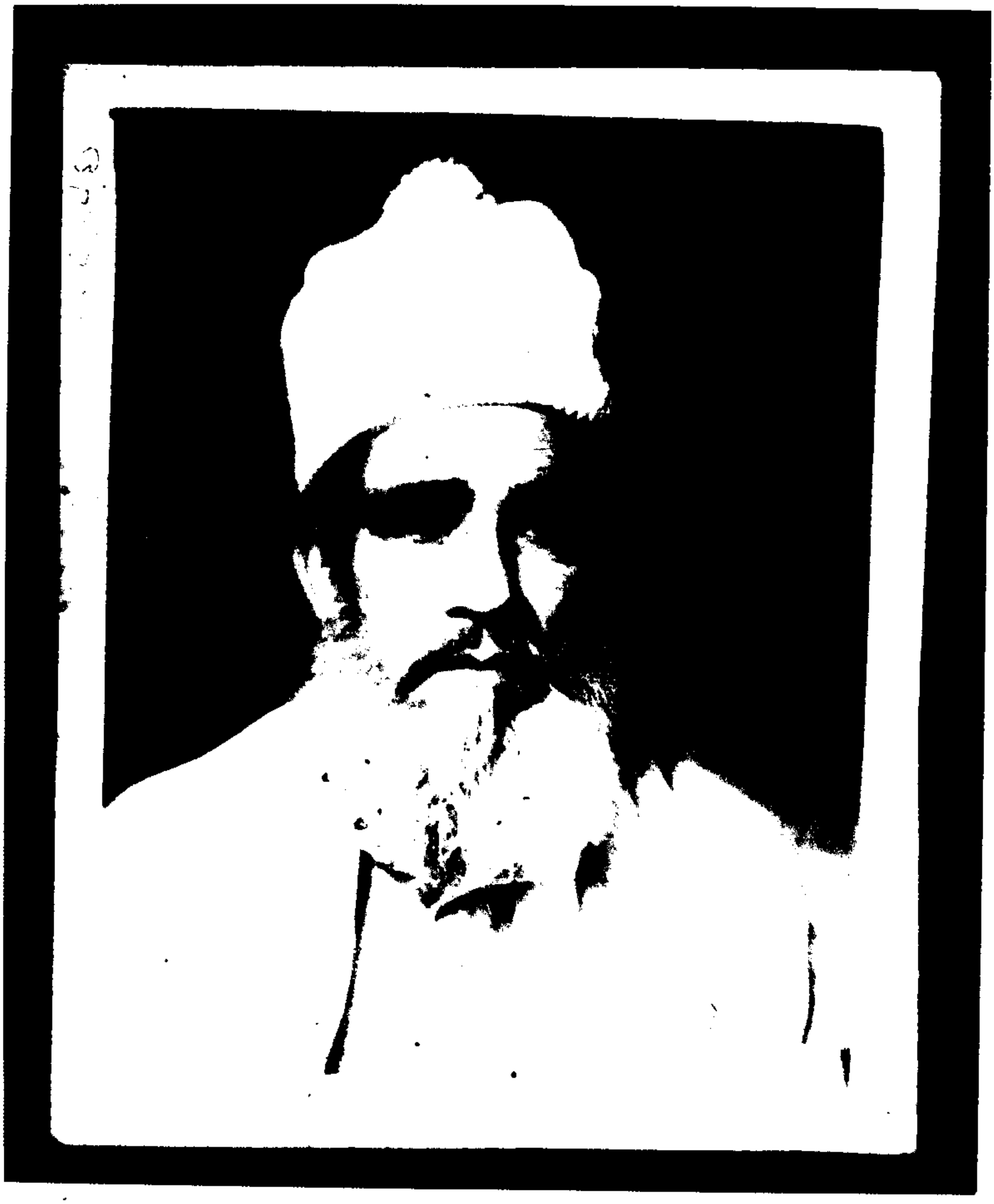

سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، مترجم تذکرۂ نوشاہیہ و مؤلف حیات ربّانی (۱۹۰۷-۱۹۸۳ء)

Marfat.com

صحّت نامۂ تذکرۂ نوشاہیّہ

تمام تر کوشش کے باوجود کہ اس کتاب میں کمپیوٹر حروف نگاری کی اغلاط نہ ہوں یا کم سے کم ہوں، آخری مرحلے میں کمپیوٹر کی خراب کاری یوں سامنے آئی کہ بعض الفاظ کے درمیان مطلوب خلا نہ ہونے کے باعث کمپیوٹر نے انھیں آپس میں جوڑ دیا ہے! ایک آدھ مقام پر الفاظ یا اعداد مدھم چھپے ہیں۔ اشاعت سے قبل عجلت میں مندرجہ ذیل مقامات پر یہ مسائل سامنے آئے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر اس نوعیت کی مرکّب نویسی ہوئی ہو تو قارئین کرام خود درست فرمالیں۔ مرتّب

صفحہ	سطر	درست الفاظ
7	۴-۵	تذکرۂ نوشاہیہ (فارسی) ۲۸۴-۱
30	۲۲	جگہ اپنے
31	۷	ایک دفعہ
31	۱۵	محض تحفہ
38	۱۹	ہے کہ
47	۱۶	کتب خانۂ نوشاہیہ
55	۱۸	خانہ میں
58	۲	ماہ کتابت
62	۷	نے یہ
89	۲۴	لیکن ساہن
۲۵۴	۱۳	نام بھیرو
۲۷۱	۴	نے حضرت
۵۶۳	۴	قلمی

حصۂ تصاویر میں صفحہ ۶۰۸ اور ۶۳۹ پر تصاویر کا زاویہ معکوس ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

from all walks of life and the annual *Urs* is held each year in the month of June.

Tazkara-yi Naushahiya was written in Persian by **Hafiz Muhammad Hayat Naushahi** (d.1173 A.H./1760) in 1146 A.H./1733-34. It is one of the most important sources on the history of the *Naushahi* order. His father Hafiz Jamalullah Naushahi, was the youngest son of Hafiz Muhammad Barkhordar Naushahi, who was the *janasheen (khalifa)* and eldest son of Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh. Hafiz Muhammad Hayat Naushahi is buried on west side of the mausoleum of Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh.

Tazkara-yi Naushahiya is the authentic history of the early generations of the *Naushahi* order, spread over a period of 150 years, It is based on Mirza Ahmed Baig Lahori's Persian work, *Ahwal wa Maqamat-e Naushah Ganj Bakhsh,* which was written in 1107 A.H./1695-96. **Hafiz Muhammad Hayat Naushahi** lived in Sahan Pal and had a very close relationship with all the descendants of Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh, so he had access to information on the early *Naushahi* order that was unavailable to Mirza Ahmed Baig Lahori. These additional sources are part of the *Tazkara-yi Naushahiya.* Nine manuscripts have been used in the editing of this book. The oldest manuscript was copied in 1183 A.H.

The book includes the Persian text of *Tazkara-yi Naushahiya,* its Urdu translation *Faizan-i Ilahi* and the biography of Hafiz Muhammad Hayat Naushahi, *Hayat-i Rabbani,* both written by **Sayyid Sharif Ahmed Sharafat Naushahi** (1907- 1983), a prominent historian and author of *Sharif-al-Tawarikh.*

Dr. Arif Naushahi
6 December, 2009
Islamabad

Special thanks to Mr. Javed A. Naushahi (Karachi) and Dr. Jo-Ann Gross (The College of New Jersey) for translating and editing the preface.

Marfat.com

Preface

South Asia's diverse religious culture is characterized by a blend of Eastern values and spiritualism. Islam was mostly preached and spread in the sub-continent by Sufis and spiritual leaders. Persian language and literature also contributed to the propagation of Islam in South Asia. In fact, many of the works produced in the sub-continent in the fields of literature, philosophy, history, poetry, language, medicine, Sufism, and spiritualism, among others, were written in the Persian language. Persian texts are especially important for the history of Sufism in the sub-continent, although many of these sources have yet to be studied or published

The *Silsila-i Qadiriya,* established by Sayyid Shaykh 'Abd al-Qadir Gilani (561 A.H., Baghdad), is the most important Sufi order in the world. Sayyid Muhammad Ghaus Gilani, grandson of Sayyid Sheikh 'Abd al-Qadir Gilani, migrated in the ninth century from Halb in Syria to Uch Sharif in Pakistan and established the Qadiriya order in the sub-continent. His third son, Sayyid Mubarak Haqqani Gilani, was the *murshid* of Shah M'aroof Khushabi.

Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh established the **Naushahi** branch of the Qadiri order around 990 A.H./1582 in accordance with the prediction of several Sufis and under the guidance of his *murshid,* Shah Suleman Bhalwali, who was the *khalifa* of Shah M'aroof Khushabi. On the order of Shah Suleman Bhalwali, a *khanqah* was established in Noshehra Tararan, a village on the bank of Chanab river. After that he moved nearby to the newly established village **Chak Sahan Pal** (now known as Sahan Pal Sharif).

Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh was born in in 959 A.H./1552 in Ghooghan Wali, a village in district Mandi Bahauddin, Punjab, and passed away in 1064 A.H./1654 in Sahan Pal. His mausoleum is visited by people

Marfat.com

©

Dr. Arif Naushahi

Published by:

Idara-yi-Ma'arif Naushahiya

69-Model Town, Humak,

Islamabad, Pakistan

anaushahi_2000@yahoo.com

2010

Marfat.com

Tazkara-yi Naushahiya

An important hagiographical source on

Haji Muhammad Naushah Ganj Bakhsh Qadiri

(1552-1654)

and his mentors, disciples and descendents

by

Muhammad Hayat Naushahi

(d.1760)

With Urdu Translation and Author's Biography by

Sayyid Sharif Ahmad Sharafat Naushahi

(1907-1983)

Edited, Compiled, Introduced & Annotated by

Dr. Arif Naushahi

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com